تمام حقوق محفوظ ہیں

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

سنہ ۱۳۴۸ھ

نوید جاوید

جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے سنہ ۱۲۹۶ھ میں تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔

اور جس کو بمعاوضۂ معقول رقم مصنف کے وارث سے اجازت حاصل کر کے نہایت صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں اضافہ کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلۂ نظر ثانی میں اضافہ فرمائے تھے

ملنے کا پورا پتہ

نور محمد مالک کارخانہ تجارتِ کتب قریب جامع مسجد دہلی

قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳ؕ؁) محصول ۹ ر

دو عدد کا محصول ۱۲ ر اور ۳ عدد کا محصول ۱۵ ر

Marfat.com

وصلی اللہ [illegible] اجمعین

سنہ ۱۳۴۸ھ

نوید جاوید

جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے ۱۲۹۶ھ میں تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتداء سے آج تک اور آج سے قیامت تک جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے

اور جس کو بمعاوضہ معقول رقم مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے وارث سے اجازت حاصل کر کے نہایت صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں اضافہ کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلۂ نظر ثانی میں طباعت اول کے بعد اضافہ فرمائے تھے۔

ملنے کا پورا پتہ

نور محمد مالک کارخانہ تجارتِ کتب قریب جامع مسجد دہلی

صرف ایک [illegible] بذریعہ وی پی قیمت طلب فوراً روانہ ہوگی

دو عدد کا محصول ۱۲ر اور ۳ عدد کا محصول ۱۵ر [illegible]

Marfat.com

معجز نما متوسّط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مع کامل

(۵۳ خوبیوں والا)

[ترجمہ ا]وّل حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ و ترجمہ دوم حضرت مولانا اشرف علی صاحب [تھانوی] ہے جو کہ اغلاط و خلل لفظی سے پاک ہیں اسکے حاشیہ پر تفسیر جو وعظ و نصائح کے لیے صحیح روایات کا مجموعہ ہے جو احادیث و تفاسیر کے حوالہ سے درج ہے ہر ایک صفحہ میں ۱۱ سطریں ہوتی ہیں کل قرآن مع مضامین مقدمہ ۹۲۸ صفحات میں ختم ہے۔ اس کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ شامل ہے جس میں پیدائش عالم اور حضرت آدمؑ سے لیکر خلفائے راشدین تک تمام پیغمبروںؑ اور اُن کی امتوں اور اقوام عالم کا صحیح بیان ہے۔ بہترین کاغذ پر نہایت خوشخط اور نہایت صحت کے ساتھ تازہ ترین چھپ کر تیار ہے۔ کاغذ دو قسم ہے قیمت کاغذ سفید حنا شدہ بے جلد ۵ۡ، جز بندی کی بہترین جلد ۶ۡ کاغذ فیروزی بے جلد ۴ۡ۲ بہترین چرمی نقرئی جلد ۵ۡ۔ بے جلد کا محصول ۱۳ر دو عدد کا ۱ۡ تین عدد کا محصول ۱ۡ۵۔ مجلد کا محصول ۱ۡ، دو عدد کا ۱ۡ تین عدد کا محصول ۵ۡ۔

معجز نما حمائل شریف مترجم مع کامل تفسیر اردو

(۵۰ خوبیوں والی)

زیر متن ترجمہ مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب تھانوی۔ حاشیہ پر کامل تفسیر بحوالہ کتب احادیث و تفاسیر جو وعظ و نصائح کے لیے نہ ختم ہونیوالا صحیح روایات کا بہترین مجموعہ ہے اسکے بھی ہر ایک صفحہ میں ۱۱ سطریں ہوتی ہیں۔ کل حمائل مع مضامین متعلقہ (۱۰۴۰) صفحات پر ختم ہے اس کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ شامل ہے جسمیں اقوام عالم کا بیان رسول خدا صلعم کی کامل سوانح عمری اور کفار عرب کا بیان جو آپ سے برسر جنگ ہوئے اور خلفائے راشدین کی سوانح عمری بزرگان نقشبندیہ و چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ کے مخفی اعمال قرآن و فہرست مضامین قرآن وغیرہ۔ کاغذ دو قسم ہے۔ قیمت کاغذ سفید حنا شدہ بے جلد ۶ۡ کاغذ فیروزی بے جلد للعہ، بہترین جز بندی کی نقرئی جلد ۱ۡ، محصول بے جلد ہو یا مجلد ۹ر دو عدد کا ۱۵ر تین عدد کا ۱ۡ، چار عدد کا محصول ۱ۡ، صرف ایک کارڈ آنے پر بذریعہ وی پی قیمت طلب روانہ ہوگی۔

خط کیلئے صرف یہ پتہ اور یہی الفاظ [کافی ہیں] نور محمد مالک اصحّ المطابع و کارخانہ تجارت کتب عقب جامع مسجد دہلی

Marfat.com

تمام حقوق محفوظ ہیں

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

نوید جاوید

۱۳۴۸ھ

جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو منصور نے سنہ ۱۲۹۶ھ میں
تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک
جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں
یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔

اور جس کو بمعاوضہ معقول رقم مصنف رح کے وارث سے اجازت حاصل کر کے نہایت
صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں اضافہ
کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلہ نظر ثانی میں اضافہ فرمائے تھے

ملنے کا پورا پتہ

نور محمد مالک کارخانہ تجارتِ کتب قریب جامع مسجد دہلی

قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳/۸) محصول ۹/ — دو نمبر کا محصول ۱۲/ اور ۳ عدد کا محصول ۱۵/

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب نوید جاوید

135457

دیباچہ معہ ۱۲ سبب

لوح اول کہ جس میں دو کلیسیا ہیں

کلیسیا اول مشتمل بہ بعض آیات قرآن مجید کہ جس میں توریت وانجیل وغیرہ کا نام آیا ہے	کلیسیا دوم اس میں دو فصح ہیں

فصح اول مشتمل بر ضرورت لیاقت مناظرہ اہل کتاب کے ساتھ	فصح ثانی اسمیں دو برے ہیں: برہ اول بیان کاملیت اسلام	برہ ثانی دولت دنیا کی بے اصلی

لوح ثانی اس میں کلیسیا ۳ سے کلیسیا ۱۲ تک یعنی ۱۰ کلیسیا ہیں

کلیسیا سوم اسمیں ۶ سکرمنٹ ہیں اور ایک مناد	کلیسیا چہارم اس میں ۱۰ سکرمنٹ ہیں اور ایک مناد

سکرمنٹ ۱ کتب خمسہ توریت کے ۱۰ اسقام جنسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں ہے	سکرمنٹ ۲ توریت کے زمانہ بربادی اور بعض مقامات محرف یونانی وسامری وغیرہ	سکرمنٹ ۱ انجیل کے بیانمیں جعلی مصنفوں کا زمانہ اور فہرست کتب جعلی	سکرمنٹ ۲ چاروں انجیلوں مروجہ کا حال
سکرمنٹ ۳ کتاب یشوع کے چند فقرے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب تصنیف حضرت یشوع کی نہیں ہے اور کتاب ایوب وغیرہ کا حال	سکرمنٹ ۴ تحریفات کا بیان جو پایہ ثبوت کو پہونچ چکے ہیں	سکرمنٹ ۳ نامجات مشمولہ اناجیل کی بے اعتباری	سکرمنٹ ۴ تحریف کا بیان معہ بعض کوڈکسوں کا حال وغیرہ
		سکرمنٹ ۵ دینداروں کی طرف سے تحریف	سکرمنٹ ۶ اختلاف اقوال روح القدس وشمہ بیان بے ترتیبی اناجیل

سکرمنٹ ۵ بیان تراجم توریت وتحریفات یونانی ولاطینی وغیرہ

مناوی بیان اختلافات عہد عتیق میں

سکرمنٹ ۶ کتب مشمولہ توریت جو گم ہوگئیں ان کی فہرست

سکرمنٹ ۷ انجیلی تعلیمات اور اِن نصاریٰ اور ہنود کا یک جدّی ہونا اور لوتھر اور پلوس کے اقوال اور شاعرانہ مبالغہ اناجیل

سکرمنٹ ۸ بیان نادانی اہل کتاب وقلت کتاب اور سنہ ۱۵۰۰ء تک عیسائیوں کی عبرانی وغیرہ سے ناواقفی

سکرمنٹ ۹ قدیم زمانہ میں لکھی ہوئی کتابوں کے مٹانے کا دستور اور قدیم کوڈکسوں کا مفصل حال

سکرمنٹ ۱۰ اکلیمنس وغیرہ کی تصنیفات کا حال

مناوی مکاشفات کے آخر میں جو تحریف کرنے والوں پر لعنت لکھی ہے اُس کا مفصل حال

کلیسیا پنجم اس میں ۱۰ سکرمنٹ ہیں

سکرمنٹ ۱ ختنہ وغیرہ کا متفرق بیان

سکرمنٹ ۲ اس عیسائی عقیدہ کی تردید کہ صرف ایمان سے نجات ہے اور بیان صریح مخالفت عیسائیان توریت وغیرہ سے

سکرمنٹ ۳ چار جورو کرنے کا جواز

سکرمنٹ ۴ بیان تعظیم کتاب

کلیسیا ششم اس میں چار سکرمنٹ ہیں اور ایک مناوی

سکرمنٹ ۱ بیان تثلیث

سکرمنٹ ۲ بیان عبدیت مسیحؑ

سکرمنٹ ۳ بعض فرقے عیسائی جو منکر تثلیث وغیرہ ہیں

سکرمنٹ ۴ بعض دلائل جن سے تثلیث کو عیسائی علماء ثابت کرتے ہیں

Marfat.com

سکرمنٹ ۵ بیان ابنہ	سکرمنٹ ۶ بیان سود	منادی بعض لطائف متعلقہ عقیدہ تثلیث
سکرمنٹ ۷ بیان ثبوت ابن مع ۳ مثالوں کے	سکرمنٹ ۸ مسیح کا مصلوبیت سے پیشتر کتنوں ہی کے گناہ بخشدینا	
سکرمنٹ ۹ جوتی پہنے ہوئے گرجا میں جانا	سکرمنٹ ۱۰ اس اعتراض کا جواب کہ حضرت صلعم نے بتوں کی تعریف کی تھی	

کلیسیا ۷ مسیح کے صرف نبی ہونے کا بیان خلاف تین مراتب یعنی نبی و بادشاہ و سردار کاہن کے اور ان سوالوں کا ذکر جو یروشلم سے باہر مدفون ہوئے	کلیسیا ۸ میں دو سکرمنٹ اور ایک منادی ہے سکرمنٹ ۱ بیان مصلوبی مسیح ۲ سکرمنٹ ۲ یہوداہ اسکریوطی کو شیطان کا خطاب اور بنی آدم کا حضرت آدم کے گناہ سے بری ہونا اور پیالک کا بیان منادی مسیح کے چہرے کی تبدیل کا حال اور دلائل عدم مصلوبی مسیح اور حضرت اسحاق کی قربانی کا ذکر۔
کلیسیا ۹ میں چار پیشین گوئیاں مرقومہ توریت و انجیل کا ذکر ہے۔	کلیسیا ۱۰ میں پانچ سات پیشین گوئیوں مرقومہ قرآن و حدیث اور چند معجزوں کا ذکر ہے اور ایک منادی مسٹر صفدر علی و پادری عمادالدین و مجتہد صاحب کے جواب میں
کلیسیا ۱۱ بزور ظلم عیسائی دین پھیل جانیکے بیان میں اور اسپین کے مسلمانوں کا حال۔	کلیسیا ۱۲ میں یروشلم کا حال بمقابلہ کعبہ شریف اور یہودیوں کا حال بمقابلہ اہل عرب مع حال انجیل برناباس و ان انجیلی آیتوں کا بیان جنمیں تثلیث کا ذکر ہے اور نیا کاشی کھنڈ وغیرہ کا حال و منادی انجیل کی آیتوں سے
خاتمہ نیک صلاح کے ساتھ اور قدرے نظم	

Marfat.com

خداوند یہوواہ نے مجھکو علما کی زبان بخشی تا کہ جانوں کہ وقت پر اُسکو
جو تھکا ماندہ ہے کیا کہا چاہے

یسعیاہ ۵۰ باب ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا ؕ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ ۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۠ (جزو ۲۶ فتح ع ۴)

ہوشعنا الوہیم حیّ احد	الوہیم بے والد و بے ولد
الوہ آفرینندۂ روح پاک	رساند باوج فلک جسم خاک
خدائے صفی و خلیل و ذبیح	خدائے کلیم و خدائے مسیح
یہوواہ مستغنی از ہست و بود	غنی از نصارے غنی از یہود
خدائیکہ لاثانی امکان اوست	بہ تثلیث نے منقسم شان اوست

ہلیلویاہ علیٰ احسانہ کہ ہنوز آفتاب مشرق سے طلوع کرنا بندہ تائب کو باب رحمت الٰہی تک

Marfat.com

ہے میرے اس سچ کہنے پر صبح صادق گواہ ہے وہ اپنے بندوں پر ستّر درجے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اُس نے بنی اسرائیل سے فرمایا اے یعقوب کے گھرانے اور اے اسرائیل کے خاندان جو باقی رہے ہو جو رحم سے مجھ پر بار ہو پڑے اور جنہیں پیٹ سے میں نے گود میں لیا میری سنو میں بڑھاپے تک بھی وہی ہوں اور سر سفیدی کے وقت تک گود میں لئے رہوں گا

یسعیا ۴۶ باب ۳ صفحہ ۴

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ	گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار گر توبہ شکستی بازآ

الٰہی ہم کس زبان سے تیرا شکر بجا لائیں کہ تیری ادنیٰ بخشش کا بھی ہم شکر ادا نہیں کر سکتے اگرچہ ہر سر مو بدن پر زبان ہو اور ہر زبان ہزار داستاں ہو۔

ہر صنعت تو برون ز ادراک	ادنے ادنے ہمہ کز خاک
بیحد ہمہ کبریائی تو	اللہ اللہ خدائی تو

الٰہی ہماری زبان کو ہمارے بشیر و نذیر خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں گویا کیجیو کہ جو ہماری بخشش اور نجات کے لئے ہمیشہ فکرمند ہے اگر تیری راہ سے ہمارے پاؤں کو لغزش ہو تو اُس کے دل کو گزند ہے۔ یوحنا باب ۱۴

مسیح از مقدم او مژدہ گوئی	کلیم از مشعل او شعلہ جوئی
قدش را پایہ گردوں خرامی	لبش را مایہ یحیی العظامی

اور خدا کی رحمت ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکے سب آل اور اصحاب پر ہو کہ جنہوں نے شام اور مصر اور عراق اور فارس وغیرہ تمام ملکوں کو نور ایمان سے منوّر کیا اور جہّال زبان دراز کو زبان تیغ سے خاموشی سکھلائی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

امابعد عبدہ سید محمد ابو المنصور بن جناب سید محمد علی صاحب مغفور ابن جناب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ کی طرف سے صاحبان عقل پر واضح ہو (اول کرنتھیوں کا ۱۰ باب ۱۵) کہ یہ کتاب جس کا نام نوید جاوید ہے اس میں دو لوحیں ہیں اگرچہ علت غائی اس کی تالیف سے صرف اتحاف خدمت ارباب عیسائی ہے لیکن

Marfat.com

بحکم آنکہ اولاً خویش بعدہ درویش[1] (متی ۲۲ باب ۵) لوح اول میں کہ دو کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل بیو
اسلام کے لئے کچھ ہدیہ برگ سبز بالخیر ہے اور لوح ثانی میں کہ دس کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل
کتاب کو سبز باغ کی سیر ہے پس دونوں لوحوں سے ۱۲ کلیسیا کو علاقہ ہے جس طرح۔

۱ قبائل بنی اسمٰعیل بارہ ہیں پیدایش ۱۷ باب ۲۰

۲ اسباط بنی اسرائیل بارہ ہیں خروج ۲۸ باب ۹ و ۱۰

۳ بروج فلکی کہ جن سے انتظام بارہ مہینوں سال کا ہے بارہ ہیں۔

۴ جواہر بیش قیمت بارہ ہیں مکاشفات ۲۱ باب ۱۹ و ۲۰

۵ ہر دن اور ہر رات کی ساعتیں بارہ ہیں یوحنا ۱۱ باب ۹

۶ حضرات حواریون بارہ ہیں اعمال اول باب ۲۶

۷ ایمہ معصومین بارہ ہیں۔

۸ انسان کی معصومی کے سال بارہ ہیں لوقا ۲ باب ۴۲

۹ حروف لا الہ الا اللہ بارہ ہیں۔

۱۰ حروف محمد رسول اللہ بارہ ہیں

۱۱ حروف اسما ان تینوں انبیا بزرگ کے یعنی موسیٰ عیسیٰ محمد بارہ ہیں۔

۱۲ حروف غیر مکرر توریت زبور انجیل فرقان بارہ ہیں

اور یہ ہے کہ (ت و ری) (ز ب) (ا ن ج ل) (ف ق) اور اُن کی ترتیب تہجی
سے اب ت ج ز ف ق ل ن و ی - پس ف ق سے جو بیشتر چھہ حروف ہیں اُن
سے اشارہ یہ ہے کہ اُن تینوں کتابوں کے نازل ہونے سے چھہ سو برس بعد فرقان نازل ہوا
اور عجیب یہ کہ ان چھہ حرفوں کے عدد بھی یہی ہیں یعنی چھہ سو تیرہ[2] اور پچھلے چار حرفوں ...

[1] عیسائی مذہب کے قدیم بزرگان قوم راہب یعنی درویش کہلاتے تھے چنانچہ سورہ مائدہ میں خدا فرماتا ہے ... قریب مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لا یستکبرون - یعنی اور تو پاویگا ... محبت میں اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں یہ اسلئے کہ اُنمیں عالم ہیں اور درویش اور وہ غرور نہیں کرتے۔

[2] میزان الحق چھاپہ لودیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ محمد صلعم نے تو سن کے چھہ سو دس برس اجتہ نبج کیا اسی طرح شروع ۶۲۰ ... میں ہے اور صفحہ ... میں لکھا ہے کہ مسیح کا ظہور دنیا کی پیدایش سے چار ہزار برس بعد تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چھہ سو ... برس پہلے۔

قؔ کے بعد باقی رہے یہ مراد ہے کہ چار ہی کتابیں الہامی ہیں چنانچہ وؔ سے زبور اور لامؔ سے انجیل اور یؔ سے توریت اور نونؔ سے فرقان خیال کر لینا چاہیئے یہ قاعدہ بھی قدیم سے ہے دیکھو مشارق الانوار میں خؔ سے مراد بخاری اور مؔ سے مسلم اور قؔ سے متفق علیہ اب وہ مکرر حروف جو رہ گئے تھے یہ ہیں یعنی توریت سے تؔ اور زبور سے وؔ رؔ اور انجیل سے یؔ اور فرقان سے رؔ الفؔ نؔ پس ان میں سے بھی بیشتر حروف فرقان سے یہ چار حرف ہیں یعنے تؔ وؔ رؔ یؔ کہ چار سے مراد چاروں الہامی کتابیں اور ان چاروں کے عدد بھی یہی ہیں یعنی چھ سو سولہ[۶۱۶]

پس اس کتاب کی پہلی لوح سے جو دو کلیسیا اور دوسری لوح سے دس کلیسیا متعلق کی گئیں اس کا سبب یہ ہے کہ شروع میں تمام یہودی بنی اسرائیل کہلاتے تھے مگر حضرت سلیمانؑ کے بعد ان میں دو صنف ہو گئے ایک صنف میں دو فرقے تھے جو یہودی کہلائے اُن کا تخت گاہ بیت المقدس تھا اور دوسری صنف میں دس فرقے تھے جن کا تخت گاہ سمرون تھا اور جو بنی اسرائیل کہلائے (۲ تواریخ ۱۰ باب ۱۹) اور اُن میں بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ بیدینی اور بت پرستی پھیل رہی تھی اور حضرت موسیٰؑ نے جب بارہ جاسوس ملک کنعان میں بھیجے تو دس اُن میں سے نالائق اور دو لائق نکلے تھے گنتی ۱۳ باب۔

اور حضرت عیسیٰؑ بارہ حواریوں میں سے دو یعنی یعقوب اور یوحنا کو زیادہ پیار کرتے تھے پھر یہی کہ طہارت بقدر نجاست اور حصہ بقدر جثہ دستور ہے۔

لے فتح الکتاب صفحہ ۵۵ میں ہے کہ اسرائیل کے بادشاہت کی کل انیس بادشاہ ہوئے اور سب کے سب بے دین نکلے اس ہی سبب سے اُس قوم میں خرابی پھیلی اور جلد تباہ ہوئی یہوداہ کے بادشاہ کئی ایک خداترس اور حقیقی دیندار ظاہر ہوئے اور انہیں کی دعا اور مناجات اور کوشش سے وہ قوم مدت تک بحال رہی انتہٰی۔

Marfat.com

لوحِ اوّل

کہ جس میں دو کلیسیا ہیں

کلیسیا ۱

غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید ہدایت یہود و نصاریٰ کے لیے بھی لاجواب ہے ہر مسئلہ اُس کا تسکین موافق اور مخالف کے لئے انتخاب ہے انسانی کوئی تصنیف اگرچہ کیسی ہی عرق ریزی کے ساتھ کی جائے کلام اللہ کے ایک نکتہ کو بھی نہیں پہونچتی اور اس میں کچھ مشقت بھی درکار نہیں ہے قرآن میں علاوہ مطابقت شرائع و قصص وغیرہ کے ایک سو اکتیس (۱۳۱) جگہ کتب سماوی سابقہ یعنے توریت و انجیل کا کہیں جدا جدا اور کہیں ایک ساتھ ذکر ہے اور جن مقاموں میں صرف یہود و نصارے یا انبیاء سلف کا بغیر تذکرہ کتب بیان ہے وہ اس شمار کے سوا ہیں جیسے کہ سورہ مائدہ رکوع ۷ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

یعنی اور کہتے ہیں یہود و نصارے ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُس کے پیارے تو کہہ (اے محمدؐ) پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو اُس

له قرآن میں الواح کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوحیں دو سے زیادہ تھیں اور توریت میں صرف دو لوحیں لکھی ہیں شاید الواح سے مراد یہ ہو کہ دو لوحیں ٹوٹ کر دو اور لوحیں بنی تھیں پس چار کو الواح کہہ سکتے ہیں اور ان پر ۹ حکم مندرج تھے کہ اعداد کی حد ہو مگر نصاریٰ نے ایک حکم کو دو حصے کر کے دس حکم قرار دیئے اور دو لوحیں اس لئے تھیں کہ ایک لوح پر وہ حکم لکھے تھے جو ذات الٰہی [illegible] ہیں اور دوسری پر وہ حکم جو انسان سے علاقہ رکھتے ہیں ۱۲

ك کلیسیا یونانی لفظ ہے جس کے معنے متفرق لوگوں [illegible] چونکہ یہ کتاب مختلف زبانوں کی کتابوں سے مضامین انتخاب کئے ہوئے جمع ہیں اس لئے اس کے ہر ایک حصہ کا نام الکلیسیا یعنے مجمع رکھا ۱۲

ته چنانچہ سورہ بقر میں ۲۴ جگہ سورہ آل عمران میں ۱۷ جگہ سورہ نساء میں ۹ جگہ مائدہ میں ۱۸ انعام میں ۸ جگہ اعراف میں ۴ یونس میں ۲ ہود میں ۲ یوسف میں ۱ رعد میں ۲ نحل میں ۱ اسرائیل میں ۵ مریم میں ۱ طہٰ میں ۱ انبیاء میں ۳ مومنون میں ۱ فرقان میں ۱ شعراء میں ۱ قصص میں ۲ عنکبوت میں ۳ سجدہ میں ۱ سبا میں ۲ ملائکہ میں ۲ صافات میں ۲ زمر میں ۱ مومن ۲ شوریٰ میں ۲ فصلت میں ۱ زخرف میں ۱ جاثیہ میں ۱ احقاف میں ۲ فتح میں ۱ نجم میں ۱ قمر میں ۱ حدید میں ۲ صف میں ۱ جمعہ میں ۱ تحریم میں ۱ مدثر میں ۱ عبس میں ۱ اعلیٰ میں ۱ بینہ میں ۱ جگہ ہے

Marfat.com

کی مخلوقات میں سے بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے انتہے مطلب کہ اگر تم خدا کے فرزند اور پیارے ہو تو کس واسطے تمہیں سزائے اعمال ملتی ہے دیکھو متی ۷ باب ۲۶ اور ایسی دلجمعی کی حالت میں دینی تکلیفات کیوں اپنے اوپر گوارا کرتے ہو اور کس لئے مرنے سے ڈرتے ہو پھر جس طرح خدا کی سب مخلوقات میں بیمار پڑتے اندھے کانے لولے لنگڑے ہو جاتے ہیں تم بھی ہو جاتے ہو خدا کے فرزندوں میں خدا کے بندوں سے کوئی بات تو زیادہ ہونی چاہیے نہ کہ انسان تندرست کے سامنے خدا کے فرزند کانے یا لنگڑے نظر آئیں پھر یہودی لوگ جو بابل کی اسیری اور اُس سے قبل اور بعد قوموں کے ہاتھ بلدبار غلامی میں پہنچے گئے پس تعجب ہے کہ خدا کے فرزند انسانوں کے غلام بنائے جائیں

قرآن مجید کی یہ آیت اُس مضمون سے خبر دیتی ہے جو توریت میں (استثنا ۱۴ باب ۱ ملاکی ۲ باب ۱۰) یہودیوں کو خدا کا بیٹا اور انجیل میں (رومیوں کا باب ۱۶ و ۱۷ یوحنا باب ۱۲ و ۱۳) عیسائیوں کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔

اور جہاں فرداً فرداً ذکر ہے اُن میں سے ایک آیت یہ ہے سورہ مائدہ رکوع دس۔
وَلَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ یعنے بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا انتہی

حضرت عیسیٰ کی اس تعلیم کا حال مرقس ۱۲ باب ۲۹ و ۳۱ میں لکھا ہے جہاں آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور ایسا ہی لوقا ۱۰ باب ۲۵ و ۲۸ میں ہے۔

اور جن مقاموں میں مرمت انبیاء سلف کا بغیر تذکرہ کتب مذکور ہے اُن میں سے ایک یہ ہے
لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
یعنی لعنت کئے گئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بنی اسرائیل میں سے اوپر زبان داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے (مائدہ رکوع ۱۰) داؤد فرماتے ہیں وے جو میری برائی سے خوش ہیں رسوا اور شرمندہ ہوویں جو میری دشمنی پر پھولتے ہیں رسوائی اور شرمندگی کا لباس

باتیں (۳۵ زبور ۲۶) پھر یہ کہ خداوند کا منہ اون سے برخلاف ہے جو بدکار ہیں تاکہ اُن کی یادگار کو
زمین پر سے کاٹ ڈالے (۳۴ زبور ۱۶) اسی طرح ۳۵ زبور ۶ و ۱۱ وغیرہ اور حضرت عیسیٰ ؑ نے
فرمایا کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن
میں ریاکاری اور شرارت سے بھرے ہو متی ۲۳ باب۔

اور جہاں سب کتابوں کا ذکر آیا ہے اُن میں سے ایک آیت یہ ہے سورہ توبہ رکوع ۱۴

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ

یعنے تحقیق اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اُن کی جان اور مال اس قیمت پر کہ اُن کو بہشت ہے
لڑتے ہیں اللہ کی راہ پر پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اُس کے ذمہ سچا توریت میں اور انجیل
میں اور قرآن میں انتہے۔ اِس وعدی کے بابت دیکھو توریت میں گنتی ۳۲ باب ۲۰ و ۲۲ و ۲۹ استثنا ۲۰
باب ۱۲ و ۲۲ وغیرہ اور انجیل میں متی ۱۰ باب ۳۴ لوقا ۲۲ باب ۳۶ اور اعمال ۷ باب ۳۱ و
۳۷ یعنے اللہ رب العالمین حضرت موسیٰ کی طرف سے فرعون اور اُس کے لشکر سے لڑا
اور اونہیں ہلاک کیا اور مصنفین انجیل نے بھی اِس فعل کو مستحسن سمجھ کر اپنی کتاب میں نقل
کیا توریت سے مراد اکثر جگہ میں سب کتب عہد عتیق ہے یعنی انجیل سے پیشتر جتنی کتابیں
نازل ہوئیں۔ اور کسی جگہ توریت سے مراد صرف حضرت موسیٰ پر جو کتاب نازل ہوئی چنانچہ
سورہ انبیا رکوع ۷ میں یہ آیت ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ؕ

یعنے بالتحقیق ہم نے ذکر (یعنے توریت) کے بعد زبور میں لکھا ہے کہ میرے بندگان صالح زمین کے
وارث ہوں گے انتہے ۳۷ زبور ۱۱ و ۲۹ میں اس آیت کا مضمون موجود ہے کہ صالح زمین کے
وارث ہوں گے انتہے یہ پیشین گوئی زمین مصر اور شام مع یروسلم وغیرہ کہ یہی قدیم آبادی اور
انبیا علیہم السلام کا مسکن تھا مسلمانوں کے قبضہ میں آنے سے پوری ہوئی

اور جہاں ایک ایک کتاب کا ذکر آیا ہے اُن آیتوں میں سے ایک یہ ہے سورہ جمعہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

Marfat.com

(ترجمہ) یعنی کہاوت اُن کی جن پر لادی توریت پھر نہ اوٹھائی اُنہوں نے جیسے کہاوت گدھے کی پیٹھ پر لیچلتا ہے کتابیں انتہے مطلب یہ ہے کہ گدھے پر اگرچہ بہت عالی مضمون کی کتابیں لدی ہوں مگر وہ اُن کے مطالب سے بالکل بےخبر رہتا ہے اور اُن سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح یہودیوں کو اگرچہ بہت فائدہ مند اور عزت والی کتاب ملی مگر انہوں نے کچھ اُس کی قدر نہ جانی یسعیاہ اول باب ۳ میں یہودیوں کو گدھے سے نسبت دی گئی ہے کہ بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور گدھا اپنے صاحب کے چرنے کو بنی اسرائیل نہیں جانتے میرے لوگ کچھ نہیں سوچتے ہیں انتہے چونکہ سوائے زبور کے اور سب صحائف عہد عتیق توریت ہی میں شامل سمجھے جاتے ہیں اور قرآن مجید میں توریت کو فرقان بھی لکھا ہے (دیکھو سورہ انبیاء رکوع ۴) اور قرآن کو بھی فرقان لکھا ہے پس فرقان سے فرقان تک یعنی ابتداء سے انتہا تک یہودیوں پر یہ مثل گدھا ہونے کی کلام الٰہی میں موجود ہے۔

کلیسیا۲

اس میں کہ دو فصح ہیں

فصح اول[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اعراف ۵۴) متی ۲۵ باب ۳۵

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ فَادْعُ[2] وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ (شوریٰ رکوع ۲ پ ۲۵ طیطاؤس ۲ باب ۵)

ہر اہل دین پر واجب ہے کہ غیر دین والوں سے بھی بقدر امکان واقفکاری حاصل کرے

[1] فصح کے معنے کود جانا چونکہ فرشتہ جو مصریوں کے پہلوٹھوں پر آیا تو بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں پر سے گذر کر اور انہیں سلامت چھوڑ کر مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا تھا اسی طرح اس ساری کتاب کی تصنیف سے جو غرض ہے اُس سے اِن دو کلیسیا کو مستثنیٰ سمجھنا چاہیے ۱۲

[2] اس واسطے تو بلا (طرف اسلام کے) اور قایم رہ جیسا تجھکو حکم دیا گیا ۱۲

Marfat.com

کیونکہ اگر یہ ضرور ہوتا تو خدائے عالم الغیب مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے عقاید سے خبر نہ دیتا حالانکہ بکثرت اس کا قرآن مجید میں ذکر ہے فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جزو ۱۴ رکوع ۱
اور صحیح بخاری میں بروایت عبداللہ بن عمر لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ یعنے پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو اور بیان کرو بنی اسرئیل کی طرف سے اور کچھہ مضائقہ نہیں انتہے فربری شارح بخاری نے لکھا ہے کہ حدیث قصہ عمرؓ کی جس میں ممانعت تہی کہ توریت نہ پڑہو اس حدیث سے منسوخ ہے اس واسطے کہ وہ ممانعت اوائل اسلام میں تھی اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر بیضاوی نے شرح مصابیح میں لکھا ہے اس کے سوا وہ حدیث ممانعت صرف مشکوۃ کے آخر کتاب الایمان میں بروایت دارمی مرقوم ہے کہ جس میں سب قسم کی حدیثیں صحیح و غیر صحیح جمع کی گئی ہیں اور صحاح ستہ میں اوسے مندرج نہیں کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت کر کے بھلی طرح اور الزام دے اُن کو جس طرح بہتر ہو آخر سورہ نحل و آخر جزو ۱۴) پس بعض مسلمان جو توریت و انجیل پڑھنے سے منع کرتے ہیں یہ اُن کتابوں سے ناواقف ہونے کے سبب ایسا کہتے ہیں۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ یعنی کوئی نہیں پر جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آ ئی نہیں اُس کی حقیقت (سورہ یونس رکوع ۴)

دوسرا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید میں غیر مذہب والوں کی ہدایت کے لئے اول تعلیم ہے بعدہ اگر وہ نہ مانیں تو اُس کی جوابدہی خدا کے سامنے اونہیں کے ذمہ ہے لیکن جب تک تم اُن پر یہ حجت تمام نکرو تب تک اُن کی جوابدہی خدا کے سامنے تمہارے ذمہ ہے کیونکہ یہ کام خدا نے ہماری ہی محنتوں پر منحصر رکہا ہے ابو امامہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اس امت سے ایک قوم سور و بندر کی صورت اوٹھے گی اس ... ہ لوگ بدوں کے ساتھ صحبت رکھتے اور انہیں نصیحت نہیں کرتے تھے (از تواریخ فخر الدین ... باب ۲۱) پس فرض یہی ہے کہ جب تک تمہارے دین کی طرف سے اُن کے دلوں میں شبہہ اور شکوک مانع حال باقی رہیں تب تک اپنی ساری ہمت سے سچے دین کی حقیقت او ...

اور باطل مذہبوں کا بطلان ان کے ذہن نشین ہو جاتے ہیں کوشش کرنا چاہیے تو اپنے بھائی کو نصیحت کرے تاکہ تو اُس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے (احبار ۱۹ باب ۱۷) اور تاریکی کے لاحاصل کاموں میں شریک نہو بلکہ بیشتر اُن کو ملامت کرو (افسیوں کا ۵ باب ۱۱) اونہیں جو گناہ کرتے ہوں سب کے سامنے ملامت کرو (اول طمطاؤس ۵ باب ۲۰) تو کلام کی منادی کر وقت اور بے وقت اُسی کام میں مشغول رہ کمال برداشت اور تعلیم سے الزام دے اور ملامت اور نصیحت کیا کر کیونکہ ایسا وقت آوے گا جب وے صحیح تعلیم کی برداشت نکریں گے پر کان کھجاتے ہوئے اپنی بُری خواہشوں کے موافق استاد پر استاد ملادیں گے اور کانوں کو سچائی کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر لگادیں گے سو تو ساری باتوں میں بیدار رہ دکھ سہہ کلام سنانیوالے کا کام کر اپنی خدمت کو پورا کر (۲ طمطاؤس ۴ باب ۲ و ۵) تو اونہیں سختی سے ملامت کر تاکہ وے ایمان میں صحیح ہوں اور یہودیوں کی کہانیوں اور ایسے آدمیوں کے حکموں پر جو سچائی سے پھر گئے ہیں متوجہ نہوں (طیطس اول باب ۱۳ و ۱۴) یہ باتیں کہہ اور نصیحت کر اور تمام اختیار سے ملامت کر کوئی تجھے حقیر نجانے (طیطس ۲ باب ۱۵) اُن باتوں کو دھیان میں رکھ اُن ہی کا ہو رہ تاکہ تیری ترقی سبھوں پر ظاہر ہووے اپنی اور اپنی تعلیم کی چوکسی کر اُن پر قایم رہ کیونکہ یہ کر کے تو آپ کو اور اُن کو جو تیری سنتے ہیں بچاوے گا (اول طمطاؤس ۴ باب ۱۵ و ۱۶)

تیسرا سبب یہ کہ لو فرضاً کسی عالم کو بسبب عقیدۂ کامل کے کسی غیر مذہب والے کے مقابلہ میں چپ ہو جانے سے لغزشِ ایمان کا خطرہ نہو لیکن جب کہ وہ عالم بسبب ناواقفی ذمائم مذہب غیر مدعی کو مناظرہ میں جواب معقول ندے سکے گا تو اور کم علم مسلمان جو کہ دلیل مدعی کو مسئلہ لاجواب سمجھیں گے اُن کے عقیدہ میں فتور آجانا کچھ تعجب کا مقام نہوگا اور وہ عالم بھی باوجود عقیدہ کامل اور نقص طاقت کے اُس پتھر کی مانند سمجھا جائے گا کہ جسے جنبش نہیں دے سکتی اور اُس میں سے صدا بھی بلند نہیں ہوتی پس اگرچہ بسبب عقیدۂ کامل کے وہ بت پرست تو نہیں ہوا مگر آپ ہی بت بنگیا کہ کسی کے بھکانے سے نہیں بھکتا مگر کسی کو جواب بھی نہیں دے سکتا اور جبکہ وہ عالم آپ ہی بت بنگیا تو اُس کے معتقد کہاں تک بت پرست نہو جائیں گے

Marfat.com

چوتھا سبب یہ کہ قرآن میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتانے والا (فصح ثانی کے برہ اوّل میں اِس کا مفصل ذکر ہے) مطلب یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور پیشوایان دین محمدی صلعم نے ترقی اسلام میں کوشش کرتے ہوئے جس طرح تمہیں مناسب حال نصیحت کی اسی طرح چاہئے کہ تم بھی ترقی دین کے واسطے ہر ایک کے مناسب وقت نصیحت کرو اور اسے فعل رسول اللہ صلعم اور تابعین اور تبع تابعین بلکہ سب کاملین اور صادقین کا سمجھکر اِس کی عظمت اور ضرورت کو مقدم جاننا چاہیئے جسطرح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبداللہ بن سلام کے جو بڑے عالم اہل یہود میں اور صاحب تفسیر توریت تھے سوالوں کا جواب دیا اور عبداللہ بن سلام اسلام لائے اور جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے سبا کی بیگم یعنی بلقیس کے سوالوں کا جواب دیا اول سلاطین ۱۰ باب او ۱۵ - لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ یعنے تاکہ ہلاک ہوجائے جو کوئی ہلاک ہوا دلیل میں اور زندہ رہے جو کوئی غالب ہوا دلیل میں (سورہ انفال رکوع ۵) قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنے لاؤ اپنی دلیل اگر ہو تم سچے (سورہ بقر رکوع ۱۳)

پانچواں سبب یہ کہ تم سب کتابوں اور سب نبیوں پر ایمان رکھتے ہو پس جب سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو تو سب کے حال سے بھی واقف ہونا چاہیئے تاکہ اونہیں کی کتابوں سے اونہیں جواب دے سکو۔ کیونکہ اگر تم اپنی کتابوں سے اونہیں سمجھاؤگے تو جب تک ان کا عقیدہ تمہاری کتابوں پر نہیں ہے وہ تمہاری دلیلوں کو تسلیم نکریں گے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (قیامہ رکوع ۱) دیکھو کتاب شواہد النبوۃ مولانا جامی قدس سرہ العزیز نے کتنی ہی پیشین گوئیاں توریت انجیل سے شہادت نبوت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں انتخاب کرکے لکھی ہیں اگر مولانا صاحب کو ان سے آگاہی نہوتی تو کیونکر لکھ سکتے۔

چھٹا سبب یہ کہ سورہ آل عمران رکوع ۹ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔

Marfat.com

یعنی سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل پر مگر جو اسرائیل نے اپنے نفس پر توریت نازل ہونے سے پہلے حرام کر لی تھی تو (اے محمد صلعم) کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر تم سچے ہو انتہی یہودیان مدینہ سے درباب کھانے اور نکھانے بعض قسم گوشت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی کتاب یعنی توریت پر حوالہ کیا کہ لاؤ توریت اور پڑھو یہ حجت تمام کرنے کا بہتر دستور ہے اور خدا نے بھی اسی کو پسند کیا لیکن اب کوئی مسلمان اگر توریت سے واقف نہو تو اسطرح پر کیونکر حجت تمام کر سکے گا اور اگر غیر مذہب والوں کے مسائل سے کچھ کام نتھا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بموجب حکم آلہی یہودیوں کو انہیں کی کتاب سے قائل کرنا مناسب سمجھا یہ کوئی غیر ضروری بات نتھی اور نہ صرف اس ایک ہی دفعہ بلکہ بار بار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا اتفاق ہوا ہے۔ دیکھو سورہ آل عمران رکوع ۳۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ الخ چنانچہ ایک نصرانی عالم کا قول ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے آدمی کو دین میں شک پڑجاتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو مذہب ایسا ہے کہ دوسرے مذہب کی کتاب دیکھنے سے اُس میں شک پڑجاتا ہے تو بیشک وہ جھوٹا مذہب ہے مذہب وہی سچا ہے کہ ہر مذہب کی کتاب پڑھ کر اُس میں قایم رہ سکے بلکہ اُس میں ترقی ہو (رسالہ اول حقیقی عرفان ماہ جنوری ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

ساتواں سبب یہ کہ اگرچہ ہم لوگوں پر مخالفین اسلام کے دلائل کی بے اصلی ثابت ہے لیکن باقی نسلوں اور آئندہ پشتوں کے لئے بھی جو ہم دنیا میں چھوڑ جائیں گے ایسے وقت میں کہ قرب قیامت اور کثرت منکرین حضرت رسالت صلعم سے ضرور ہمیں کچھ حفاظت ایمان کی تدبیر کرنا چاہیے اور اس لئے یہ کام ہم پر اس زمانہ میں نماز روزہ سے بھی زیادہ فرض ہے کیونکہ ایمان سب سے مقدم ہے پس ایسے حال میں ہمیں چپ رہنا نچاہیے۔

آٹھواں سبب یہ کہ جو لوگ دنیا میں خدا اور رسول کے نام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے وہ عاقبت میں خدا کو کیا منہ دکھائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی شفاعت اونہیں کیونکر نصیب ہوگی۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ (انبیاء)

نواں سبب یہ کہ اگر ہم دین اسلام کی حمایت سے ایسے وقت میں پہلو تہی کریں تو وہ لوگ جو انکار عظمت اسلام کا غل مچارہے ہیں ضرور سمجھیں گے کہ اہل اسلام میں اب کوئی دین کی حمایت کرنے والا باقی نہیں رہا یا یہ کہ اسلام کی صداقت کی بابت کوئی دلیل اور دعوے اب باقی نہیں ہے۔ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۔ سورۂ رعد رکوع ۶ جزء ۱۳

دسواں سبب یہ کہ جو لوگ اسلام کی حمایت اور مدد سے غافل ہیں انہیں اپنی تنگی اور مصیبت میں دعا مانگتے وقت خدا سے شرم کرنا چاہیے یہ سمجھ کر کہ

دست تضرع چہ سود بندہ محتاج را　　وقت کرم در بغل وقت دعا بر خدا

ہر خطیب کے منھ سے سر منبر یہ دعا نکلتی ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم۔

قال تعالے جل شانہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ ط

یعنی اے ایمان والو ہو جاؤ تم مددگار اللہ کے یعنے دین اللہ تعالے کے انتہی (آخر سورہ صف پارہ ۲۸)

گیارہواں سبب والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ۔ بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایمان دار نہیں ہوگا ۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے بیٹے اور اس کے باپ سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں انتہی پس بیٹے کو اگر کوئی برا کہے اور نالایق بتائے تو ماں باپ کس طرح لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ایسی بات کسی طرح سننا نہیں چاہتے اور کسی کے باپ کو اگر کوئی برا کہے تو کس قدر غیرت آتی ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت سر بازار سنکر چپ ہو رہنا اور اس حالت میں پورا ایمان کہاں ثابت ہوا اس لئے ہمکو چاہیے کہ اس کام کو سب سے مقدم سمجھیں آپ مخالفین اسلام کو لاجواب کریں اور جو نہ کر سکیں تو اوروں کے جو یہ کام کرتے ہیں مددگار ہوں۔

حقتعالے فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ۔ بقرع ۱۷

Marfat.com

یعنے وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو انتہے۔ پس یہود و نصارے تو حضرت کو اس طرح پہچانیں اور ہم مسلمان ہو کر اپنے بیٹے اور اپنے باپ سے زیادہ پیار نکریں افسوس۔

بارہواں سبب قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اذا کان یوم القیمة دفع اللہ الی کل مسلم یھودیا او نصرانیا فیقول ھذا فکاکک من النار۔

مسلم میں ابو موسےٰ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دیوے گا پھر فرماوے گا کہ یہ تیری دوزخ کی مخلصی کا بدلا ہے یعنے تیرے بدلے یہودی یا نصرانی دوزخ میں جلے گا تو چھٹ گیا شارح حدیث کا قول ہے کہ یہ اُن مسلمانوں کے حق میں ہے جو بے عذاب بہشت میں جاویں گے اس واسطے کہ حضرت صلعم اکثر مسلمانوں کو شفاعت کر کے دوزخ سے نکلوادیں گے اگر سب دوزخ سے بچتے تو شفاعت کی پھر کیا حاجت تھی۔ پس اس فضل کے مستحق وہی لوگ ہیں جو یہود و نصارے کے مقابلہ میں سیکڑوں سخت و سست باتیں سنتے اور اُن کے دعووں کو باطل کرنے اور اسلام کے فضائل ثابت کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔

تیرہواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یجیٔ یوم القیمة ناس من المسلمین بذنوب امثال الجبال فیغفرھا اللہ لھم ویضعھا علی الیھود والنصارٰی

یعنی حضرت صلعم نے فرمایا کہ لاویں گے قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر خدا اُن گناہوں کو اُن سے معاف کر دے گا اور اُن گناہوں کو یہود اور نصارے پر رکھدے گا الخ اس حدیث میں وہ مسلمان مراد ہیں جن کو یہود اور نصارے سے سخت تکلیفات پہنچیں اور وہ نہوں نے صبر کیا (مشارق الانوار)

واضح ہو کہ اسی طرح کا مضمون انبیاء سلف کے صحیفوں میں بھی موجود ہے کہ شریر لوگ صادقوں کے بدلے اور خطاکار پرہیزگاروں کے عوض فدیہ دیئے جائیں گے (امثال ۲۱ باب ۱۸)

لہ کہ اگر اعتقاد میں (نصارٰی) سے اس حدیث میں غرض نہو تو کوئی مسلمان اس حدیث کا مصداق نہیں ہوسکتا کیونکہ جو خدا اور رسول کیواسطے کوشش کرتے ہیں سب وہ اس حدیث سے بیداد ٹھہرے۔ تو اور مسلمان بھی جو صرف باتیں بناتے اور دین اسلام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے اونہیں خدا اور رسول کے غضب اور سزا کا منتظر ہونا چاہئے یہ جانے کہ اس حدیث کے بموجب ٹھہرنا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

پھر یہ کہ صادق مصیبت سے نجات پاتا ہے اور اُس کے بدلے شریر پکڑا جاتا ہے (امثال ۱۱ باب ۸) اور پھر یہ کہ میں خداوند تیرا خدا ہوں اسرائیل کا قدوس تیرا بچانے والا میں ہوں میں نے تیرے فدیا میں مصر کو اور تیرے بدلے کوش اور سبا کو دیا از بسکہ تو میری نگاہ میں بیش قیمت ہے تو نے عزت پائی اور میں نے تجھے پیار کیا ہے اس لئے میں تیرے بدلے لوگ اور تیری جان کے عوض میں گروہیں دوں گا (یسعیاہ ۴۳ باب ۳ و ۴) بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ بحکم وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورہ نجم رکوع ۲) کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اوٹھاوے گا مگر اس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ از روے مدد و حمایت و خواہش و اختیار نہ اوٹھا ئیگا مراد یہ نہیں ہے کہ نہ اوٹھا سکے گا بلکہ نہ اوٹھائے گا یعنی اپنی خوشی سے نہ اوٹھائے گا مگر خدا جس پر کوئی دوسرا بوجھ لادے اوسے وہ کیوں کر پھینک سکتا ہے۔ جیسے مظلوم کا بوجھ ظالم اپنے سر سے کیوں کر اوتار سکتا ہے چنانچہ فرمایا حقتعالے نے ۔ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ط یعنی ضرور اوٹھاویں گے اپنے بوجھ اور اور بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ (عنکبوت) یہ آیت قرآن مجید میں صرف یہود و نصارے ہی کے حق میں ہے۔ پھر فرمایا۔

لِيَحْمِلُوٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ط

یعنے اوٹھاویں اپنے پورے بوجھ قیامت کے دن اور اُن کے بوجھ جنہیں بہکاتے ہیں بے تحقیق (سورہ نحل رکوع ۳) اگر کوئی کہے کہ بت پرست کیوں نہ تجویز کئے گئے کہ مسلمانوں کے عوض دوزخ میں جائیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کیا مصلحت ہے لیکن اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بت پرستوں کا اسلام سے انکار از راہ نادانی و جہالت ہے کیونکہ وہ کوئی الہامی کتاب نہیں رکھتے ہیں اور اہل کتاب کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار از راہ تعصب اور نفسانیت اور جان بوجھ کر ہے اور دین اسلام کی مخالفت میں جتنے یہ لوگ ساعی ہیں دنیا میں کوئی قوم اتنی کوشش نہیں کرتی پس یہ زیادہ تر اس کے سزاوار ہیں کہ جہنم میں مسلمانوں کا فدیہ ہوں پھر اگر کوئی کہے کہ یہود و نصارے تو یوں بھی دوزخ میں جائیں گے مسلمانوں کا فدیہ ہونے کی کیا حاجت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دوزخ میں جانا انکا خصوصیت کے ساتھ ہوگا۔ جیسے بکرے ہمیشہ روز روز ذبح ہوتے رہتے ہیں مگر قربانی کے بکرا

کی کسی قدر خصوصیت ہے کہ وہ مثل اور روزمرہ ذبح کئے ہوئے بروں کے نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ دین اسلام کے آغاز سے پیشتر سب یہود و نصارے اہل جنت تھے اور یہود و نصارے کے نجات سے محروم ہونے کا سبب صرف دین اسلام سے انکار ہے اس وجہ سے اُن کا دوزخ میں جانا مسلمانوں کے بدلے محال عقلی نہیں ہے افسوس اُن مردہ دلوں پر جو اس رتبے کے حاصل کرنے سے غافل ہیں یا تو یہ ہے کہ اُن کی عقلوں کو گمراہیوں اور شیطانی وسوسوں نے بگاڑ دیا ہے کہ وہ اپنی بہتری کی تدبیر پہچان بھی نہیں سکے یا یہ کہ خدا اور رسول نے اول سے کے سُست ایمان کو قبول اور پسند نہیں کیا ہے تب اُن کے ہاتھ سے ایسی خدمتیں جو خدا اور رسول کے نام کا جلال ظاہر ہونے کا باعث ہوں ہرگز نہیں آتی ہیں وہ اُن قوموں کے مانند ہیں جو اُن سے پیشتر اپنی بدعقلی اور گھمنڈ کے سبب ہلاک ہو چکے ہیں اور اُن قوموں کی مانند ہیں جو اب تک اپنی بداعمالیوں کے ساتھ راستبازی کو بیوقوفی جانتے ہیں۔

چودھواں سبب یہ کہ حق تعالے نے سورہ قصص رکوع ۶ میں فرمایا ہے۔

اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

جنہیں وہ لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب پہلے اِس سے وہ ساتھ اِس کے ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جاتا ہے اوپر اُن کے قرآن کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اِس کے تحقیق وہ سچ ہے رب ہمارے کی طرف سے تحقیق تھے ہم پہلے اِس سے مسلمان یہ لوگ دیئے جائیں گے ثواب دوبار بسبب اِس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور بدل ڈالتے ہیں ساتھ بھلائی کے بُرائی کو اور اُس چیز سے کہ دیا ہم نے اُن کو خرچ کرتے ہیں انتہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ درحق مومنین اہل کتاب درسورہ قصص ارشاد شدہ کہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا ودرصحیحین بروایت ابو موسی اشعری وارد است کہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ سہ کس را ثواب دوبلہ از جناب

ی عطا خواہد شد اول کسے کہ از اہل کتاب باسلام مشرف شود دوم کسے کہ کنیزک مذخورہ خود
آزاد کردہ باز در نکاح خود آرد سوم مملوکیکہ بندگی خدا بجا آرد وہم در خدمت خاوند خود قصور نورزد
پس فرق بنی اسرائیل را در تبعیت ایں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ مشقت بسیار باید کشید
ہمچناں توقع ثواب ہم بیشتر باید داشت۔ ع ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر عنا انتہی۔
چونکہ بت پرستوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد ایمان تو یہود و نصارے کی طرح سب
نبیوں اور سب کتابوں پر لانا ضرور ہوگا مگر بسبب ناواقف ہونے کے توریت و انجیل سے
ان کو دونا ثواب موعود نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ توریت و انجیل سے واقف ہو کر قرآن
سے بھی واقف ہونا اس میں دونا ثواب ہے اور اسی طرح مسلمانوں کو بھی جو قرآن کے سوا توریت
انجیل وغیرہ سے بھی واقف کاری حاصل کریں دوسرے ثواب کا متوقع ہونا چاہیے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّأَحْسَنُوا (سورہ مائدہ رکوع ۱۲) پس اس طرح کا وعظ کرنے والے
یہود و نصارے کے اعتراضوں کو دفع کرتے ہیں بہ نسبت اور واعظوں کے دوسرے ثواب
کے مستحق ہیں اور نہ صرف واعظ بلکہ ایسا وعظ سننے والے بھی دوسرے ثواب سے محروم
نہیں رہ سکتے کیونکہ جو کچھ وہ سنتے ہیں اس کا آپ فائدہ اوٹھاتے اور اپنے دوستوں کو بھی اس کا
فائدہ پہونچا سکتے اور ان کا ایمان مضبوط کر سکتے ہیں وہ اس مجلس میں شامل ہیں جو انصار
اللہ یعنے خدا کے مدد کرنے والوں یا خدا اور رسول کے خیر خواہوں کی ہے وہ نہ صرف یہ کہ
دیندار بلکہ دین کے مددگار بھی ہوئے ہیں وہ خدا کے دین کے مددگاروں کی جمعیت زیادہ
کرنے والے ہیں اور اس سبب سے ان کا اجر و ثواب بہ نسبت اوروں کے دونا ہے
مگر افسوس ان بدعقلوں پر کہ جو اس طرح کا وعظ سننے سے ایسی بے پروائی کرتے ہیں
گویا اس سے زیادہ یا اس کے برابر کسی اور نیک کام میں ثواب پا سکتے ہیں
اگر لوگ جانتے کہ اس مجلس میں حاضر ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے تو دور دور سے
پہنچ جانا اپنے اوپر لازم کر لیتے۔

پندرھواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ الدین
النصیحۃ الدین النصیحۃ قالوا لمن یا رسول اللہ قال للہ ولرسولہ ولکتابہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم

Marfat.com

مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی کا نام دین ہے فرمایا حضرت نے کہ اللہ کی خیر خواہی اور اُس کے رسول کی خیر خواہی اور اُس کی کتاب کی اور مسلمین کے حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی۔ انتہے۔

پس خدا اور رسول کی خیر خواہی اسی کو کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کے مخالفوں کے دعووں کو رد کرنا تاکہ اور لوگ خدا اور رسول کی راہ کو نچھوڑ دیں اور کتاب کی خیر خواہی یہی ہے کہ اُس کے مطالب کو خاص وعام پر بصاف صاف ظاہر کرنا۔ اُس کا منجانب اللہ ہونا یہود و نصاریٰ کے روبرو ثابت کر دینا اور مسلین کے حاکموں کی خیر خواہی یہ کہ ایسا کوئی افساد نکرنا جو حکومت میں خلل کا باعث ہو اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جو اس حدیث کے ترجمہ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مقدور بھر مسلمانوں کو فائدہ پہونچاوے اُن کو رنج ندے نیک کام سکھاوے اور بدکاموں سے روکے اور اُن کے واسطے وہ چاہے جو اپنے واسطے چاہتا ہے انتہے یعنی خدا نے جو آج دین اور دنیا کی نعمتیں عنایت کی ہیں اونہیں اور مسلمانوں سے دریغ نکرنا اور ہر مسلمان کی دینی اور دنیاوی حاجت میں مقدور کے موافق مددگار ہونا ہی مسلمانوں کی خیر خواہی ہے تاکہ کوئی مسلمان یہود و نصاریٰ کے اعتراض سنکر اسلام سے برگشتہ نہو جائے تا مقدور آپ کتاب سنانا اور اگر نہو سکے تو اس طرح کے واعظوں کی مدد کرنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلعم نے

لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان تکون لک حمر النعم (رواہ البخاری)

بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھکو سرخ اونٹ ملنے سے عرب کے نزدیک سرخ اونٹ عمدہ مال ہے یعنی تیرے سبب سے اگر ایک آدمی مسلمان ہووے تو یہ دنیا کی عمدہ ترین حاصلات سے بہتر ہے۔

135457

سولھواں سبب یہ ہے کہ امام ابو نعیم اصفہانی حلیۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ ہم سے فرمایا ابوبکر نے جو مالک کے بیٹے ہیں اونہوں نے کہا کہ ہم سے فرمایا عبداللہ نے جو احمد کے بیٹے ہیں وہ حنبل کے بیٹے اُنہوں نے کہا کہ مجھسے فرمایا میرے باپ نے کہا کہ ہمسے

فرمایا قتیبہ نے وہ ابن لہیعہ وہ واہب سے جو عبداللہ کے بیٹے وہ عبداللہ سے جو عمرؓ کے بیٹے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری ایک انگلی میں گھی ہے اور دوسری میں شہد ہے اور میں اُن دونوں کو چاٹتا ہوں جب صبح ہوئی میں نے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو دو کتابیں پڑھے گا توریت اور قرآن پھر حضرت عبداللہ دونوں کو پڑھا کرتے تھے۔ انتہی۔

اس کے علاوہ ایک اور موقع پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَہٗ لِاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (متفق علیہ) بخاری و مسلم میں بروایت عبداللہ بن عباس یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعضے مقام پر تو چوک گیا یہ حضرت صلعم نے ابوبکرؓ سے فرمایا جبکہ ایک شخص نے اپنا خواب حضرت رسول اللہ صلعم سے آکر بیان کیا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے تو لوگ اس کو اپنے اوکجلو میں لے تے ہیں (مشارق الانوار حدیث ۱۶۶۵) بعض زیادہ لیتا ہے اور بعض کم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آں حضرت صلعم سے اجازت لیکر تعبیر فرمائی کہ وہ بدلی تو اسلام ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اسی کو آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ بعضی جگہہ تو نے تعبیر ٹھیک کہی اور بعضے مقام پر چوک گیا۔ کیوں کہ آں حضرت صلعم عبداللہ بن عمرؓ کے خواب کی تعبیر میں گھی اور شہد سے مراد توریت اور قرآن فرما چکے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے اس خواب کی تعبیر میں گھی اور شہد دونوں سے قرآن مراد رکھی یہی خطا حضرت ابوبکرؓ سے تعبیر بیان کرنے میں ہوئی کیونکہ ایمان مسلمانوں کا کتبہ ورسلہ پر ہے نہ یہ کہ تنہا قرآن پر بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے اس تعبیر دینے میں خطا یہ ہوئی کہ گھی سے مراد حدیث نہ کہی لیکن یہ سمجھ کی غلط فہمی اُن لوگوں کے ہے کیونکہ آں حضرت صلعم نے خود حدیث لکھنے کو منع کیا ہے تمام [illegible] دیکھو مشارق الانوار میں حدیث ۷۰۶ متفق علیہ بروایت ابوسعید [illegible] قرآن کے برابر کیسے میں قرار پاتی اس کے علاوہ قرآن کی طرح کوئی کتاب حدیث کتبہ ورسلہ میں شامل نہیں ہے مگر توریت کا شمار کتبہ ورسلہ میں ہے۔ چنانچہ توریت میں اور اس سے پیشتر حقتعالے نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے بار بار وعدہ

Marfat.com

فرمایا تھا کہ میں تمہیں اُس سرزمین میں لے چلوں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے (خروج ۳ ا باب ۵ و ۶ باب ۸) اور جب بنی اسرائیل نے نافرمانی کی تب حق تعالے نے فرمایا کہ وہ اُس سرزمین میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے داخل نہوں گے (گنتی ۱۴ باب ۲۳) اگرچہ بظاہر اُس سرزمین سے مراد ملک کنعان تھا یعنے فرمان برداری کی حالت میں اُس سرزمین تک پہونچنا اور نافرمانی کی حالت میں اُس سے محروم رکھنا علامت اس کی ہے کہ دودھ اور شہد سے توریت و قرآن کی پیروی علامت فرمان برداری اہل ایمان حق تعالے نے قرار دی تھی تا اہل توریت معلوم کرلیں کہ انجام کار توریت اور قرآن دونوں پر ایمان رکھنے والے مستحق نجات ہوں گے کیوں کہ سب الہامی کتابوں کی ابتدا توریت ہے۔

ستتروان سبب یہ کہ سورہ مائدہ میں حقتعالی فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

یعنے اے رسول پہونچا جو کچھ اوتارا گیا ہے تیری طرف پروردگار تیرے سے اور اگر نکرے تو بس نہ پہونچایا تے پیغام اُس کا اور اللہ بچالے گا تجھکو لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو کہہ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہاں تک کہ نہ قائم کرو توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ اوتارا جاتا ہے طرف تمہارے پروردگار تمہارے سے اور البتہ زیادہ کرے گا بہتوں کو ان میں سے جو اوتارا گیا ہے طرف تیری رب تیرے سے سرکشی اور کفر پس مت غم کھا اوپر قوم کافروں کے۔

(مائدہ رکوع ۱۰)

شاہ عبدالقادر صاحب اسی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کو صاف گمراہ کہو اگرچہ وہ ناراض ہوں تم کچھ پروا نہ کرو اور یہ اُس وقت میں ہے جب کہ اہل کتاب کی طرف سے اسلام پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا ہو اور جبکہ سیکڑوں کتابیں اہل کتاب کی طرف سے اسلام کو بے اصل ثابت کرنے میں مشتہر ہو چکی ہوں اور حکومت کی طرف سے کوئی خطرہ جان و آبرو کا نہو باوجود اس کے فقط اپنی چار رکعت نماز

Marfat.com

تفا کرنا صداقت ایمان کے واسطے کب بکار آمد ہو سکتا ہے اگرچہ اسلام کا حق تو
مسلمانوں کے ذمہ یہ ہے کہ وہ خطرے کے وقت میں بھی اُس کی ترقی میں کوشش کریں
مگر یہ تو غور کرو کہ قرآن میں سوا اس ضرورت کے اور بھی کہیں خدا نے فرمایا ہے

ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ | یعنی اگر یہ نہ کیا تو کچھ بھی رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

پھر تمہارا فقط نماز و روزہ یا مجلسیں اور وظیفہ خانیاں کیا کام آسکتی ہیں اور اس کے لئے کئی
باتیں لحاظ کرنے کے لائق ہیں۔ پہلے یہ کہ اپنی دنیاوی غرضوں میں ہر انسان بیگانہ و یگانہ
کے پاس کس کس قدر خوشامد اور محنت کرتا ہے پس دینی غرض کے لئے جو کہ دراصل خدا کا
کام ہے زیادہ تر کوشش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ موافق کو سمجھانے کی بہ نسبت مخالف کو
سمجھانا ذرا مشکل ہے پس جو لوگ کہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے اُن کی کم ہمتی ظاہر ہے کہ مشکل کام کرنا
نہیں چاہتے۔ تیسرے یہ کہ کسی ایک شخص کو توبہ اور نیکی کی راہ پر لانا ایک مردہ زندہ کرنے سے
بہتر ہے۔ (یعقوب ۵ باب ۲۰) کیونکہ اس کا نیک راہ پر چلنا اُس مردہ سے جو پھر زندہ
ہو کر گمراہی میں اپنا وقت بسر کرے بہتر ہوگا پھر یہ کہ اُس مردے کو بھی تو اپنی زندگی کی حالت
میں بالتخصیص یہی درکار تھا یعنے توبہ اور ایمانداری کہ ہر شخص کی زندگی کا حاصل یہی ہے
چوتھے یہ کہ مرد غیرت مند وہی ہے جو خدا کے واسطے غیرت مند ہو بس چاہیے کہ جب
کسی کو دیکھے کہ یہ خدا اور رسول سے بے خبر ہے تو اس کے خبردار کرنے میں اپنی ساری ہمت
صرف کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص اس کام کو پسند نہ کرے وہ سخاوت کے
درجے سے آپ کو گرا ہوا سمجھے کیونکہ ایسا شخص نہیں چاہتا کہ خدا کی بے پایان رحمت اور ...
تک بھی پہونچے۔ چھٹے یہ کہ کوشش کرکے زبان سے سمجھانا جہاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ
جہاد کے لئے اسباب اور آلات کی حاجت ہے اور اس کے لئے کسی چیز کی حاجت
نہیں اُس میں بھاگنے والے کے لئے جہنم ہے اور اس میں اگر مخالف ... مال
اسباب اُس وقت ندے سکو تو ایمان جانے کا خطرہ نہیں ہے وہ غیر کے ساتھ ...
اس میں جان لڑا کر محنت کرنا اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے وہ اعضا اور جوارح کی حرکت
ہے اور یہ دل اور جگر کی حرکت ہے اس میں خلاف عقل کام کیا جاتا ہے یعنے جہاں ...

Marfat.com

اور گولیاں بجلی اور مینہہ کی طرح پڑ رہی ہوں وہاں جانے کے لئے عقل مصلحت اندیش مقتضی نہیں ہو سکتی اور اس میں سراسر عقل ہی کے مطابق کام کیا جاتا ہے بلکہ جس قدر زیادہ عقل کی موافقت ہو کام اچھا بنے پھر یہ کہ خدا نے لوح و قلم بنایا نہ یہ کہ تیغ و سپر کو بنایا۔ انبیاء علیہم السلام پر کتابیں نازل کیں اور تلوار کسی پر نازل نہیں کی۔ سب کو ایمان لانا کتاب پر فرض ہوا نہ یہ کہ تلوار پر۔ مردہ زندہ کرنا معجزۂ انبیاء ہے اور تلوار سے مار ڈالنا ہر نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ کتاب سے نصیحت کرنے میں کوئی شرط مقدم نہیں ہے اور تلوار چلانے کے لئے کتنی شرطیں مقدم ہیں مثلاً ہدایت اور مباہلہ اور جزیہ وغیرہ۔ کتاب پیش کرنے سے پہلے تلوار چلانا ظلم ہے اور تلوار چلانے سے پیشتر کتاب پیش کرنا انصاف ہے۔ تلوار کی خواہش مخلوق کو نیست کرنا ہے اور کتاب کی خواہش اہل علم سے دنیا کا آباد ہونا۔ تلوار گویا کو خاموش بناتی ہے اور کتاب خاموش کو گویا بناتی ہے۔ کتاب سے ساری صنعتیں دنیا میں ایجاد ہوئیں اور تلوار سے بڑے بڑے صنعت گر دنیا سے معدوم ہوئے۔ کتاب نے بڑے بڑے ناقصوں کو کامل بنایا اور تلوار نے بڑے بڑے کاملوں کو ناقص کر دکھایا کتاب بدوں کو نیک بناتی ہے اور تلوار نیک و بد دونوں کا خون بہاتی ہے۔ کتاب[1] پکار رہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد کو پہچانو۔ اور تلوار پکار رہی ہے کہ حق اللہ

---

[1] اب کہ اہل اسلام کی کثرت ہے ہر شخص اگر صرف زبان اور قلم سے اسلام کی فضیلت ظاہر کرے اور اپنے مال سے اس قسم کی کتابیں چھپوائے یا اپنی طرف سے اس طرح کے واعظ مقرر کرے تو تمام جہان خدا اور رسول سے واقف ہو سکتا ہے اس کے سوا قرآن بیسیوں زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے چھاپے خانے کثرت سے جاری ہیں توریت و انجیل کا جن میں اسلام کے فضائل مرقوم ہیں قریب ڈہائی سو زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے ملکوں میں ہر طرف امن کی صورت نظر آتی ہے باوجود اس سامان عظیم کے کیا ضرور ہے کہ صرف جہاد ہی اشاعت مذہب کا مدار کہا جائے فرمایا رسول اللہ صلعم نے اہجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشق النبل رواہ مسلم۔ یعنی مسلم میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفار قریش کی ہجو کرو اسواسطے کہ قریش پر ہجو تیر مارنے سے بھی سخت تر ہے۔ (مشارق الانوار حدیث ۱۸۹) پس دین اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو قائل اور لاجواب کرنا اور ایسے کام میں دل و جان سے مصروف رہنا جہاد اکبر ہے رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر۔ کیونکہ یہ امر نفس پر نہایت شاق ہے اسوجہ سے کہ اسمیں نہ لوٹ کی طمع ہے نہ کسی پر اپنا غصہ نکالنے کا موقع نہ سزا دینے کا سامان یعنی آلات حرب میں سے کوئی شے پاس نہیں ہوتی ہے بلکہ اور لوگوں کی سیکڑوں سخت سست باتیں سننی پڑتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے نہ سپاہ گری کا رعب بلکہ مسکینی اور درویشی کی حالت زیادہ تر لوگوں کی نظر میں حقیر بناتی ہے باوجود اسکے تمام مخلوق کی خیر خواہی اور دنیا و دین کی بھلائی کیواسطے دعا اور نصیحت اور دلجوئی میں کوشش کرنی پڑتی ہے کہ مستقل فرماتا ہے۔ الصلح خیر (سورہ نساء)

اور حق العباد دونوں سے آنکھ بند کرلو۔کتاب مونس ہر ناتواں ہے۔تلوار دشمن خانماں۔کتاب سے ہمنے پہچاناکہ خدا رگ گردن سے نزدیک تر ہے اور تلوار سے پہچاناکہ ملک الموت رگ گردن سے نزدیک تر ہے۔کتاب مردوں کے نام کو زندہ رکھنے والی ہے اور تلوار زندوں کو مردہ بنانے والی۔کتاب سے خدا کی قدوسی اور پاکی ظاہر ہے تلوار سے مرد کی سفاکی ظاہر ہے۔کتاب کلام جناب باری ہے تلوار آہن گر کی دست کاری ہے۔تلوار کتاب کے زیر حکم ہے اور کتاب تلوار کے زیر حکم نہیں ہے کتاب سے سامان زندگی ہے اور تلوار سے سامان موت۔سارے معاملات دنیا کا انتظام کتاب سے ہے اور سارے معاملات دنیا کا اختتام تلوار سے ہے کتاب انسانوں کے دلوں کو جلا بخشنے والی ہے تلوار انسانوں سے جلا پانے والی۔کتاب مثل آب حیات ہے تلوار مثل سودہ الماس۔کتاب ابر رحمت ہے تلوار برق جہانسوز۔کتاب عالموں کی زینت ہے تلوار جاہلوں کی زینت۔کتاب عقل زیادہ کرنے والی ہے تلوار جہل بڑھانے والی۔کتاب دلوں کا نور ہے تلوار آنکھوں کا ناسور۔کتاب ایک دوسرے سے محبت کرنا سکھلاتی ہے اور تلوار ایک دوسرے سے لڑنا اور مرنا اُس میں بالکل قطع تعلق ہوجاتا ہے اور اُس کی تاثیر قیامت تک باقی رہے گی جب تک ایک سے دوسرے کو فیض پہونچتا جائے گا۔پھر اس زبان سے سمجھانے اور جہاد کرنے میں ایک اور عجیب تفاوت ہے کہ یہاں کتاب ہے اور وہاں تلوار یہاں علم خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہاں جہل کام میں لایا جاتا ہے پس کیا عالم اور جاہل میں کچھ فرق ہی نہیں ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (زمر رکوع ۱)

ایک اور بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مارنے والے سے جلانے والا بہتر ہوتا ہے۔پس جو کہ مخالف کو جب جواب نہیں دے سکتے تو اس سے لڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں انکو انسانیت سے گذرا ہوا سمجھنا بلکہ جانوروں سے نسبت دینا چاہیے کیوں کہ جب اُس میں قوت بیانیہ نہیں ہے تو ضرورت اور بے ضرورت وہ صرف پھاڑ کھانا یا سینگ مارنا ہی جانتا ہے ورنہ انسان کے نزدیک کونسا کام ایسا ہے جو زبان سے نہیں ادا ہو سکتا بشرطیکہ اُس فن میں کچھ لیاقت تو

حاصل کی ہو بلکہ جراحۃ اللسان اشد من السنان۔ ہوتا ہے اگر جہاد کر کے سب کافر
و مشرک قتل کرڈالے جائیں تو اسلام کن لوگوں میں پھیلے اور مخالف کو مغلوب کر کے جزیہ پر
اکتفا کرنا دلیل اس کی ہے کہ جہاد اسلام شائع کرنے کے واسطے نہیں بلکہ امن قایم کرنے
کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا حق تعالےٰ نے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ
لِلّٰهِ (بقر رکوع ۲۴) خاتم المفسرین شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کے فائدہ میں لکھتے ہیں
کہ لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نکر سکیں اور حکم اللہ کا
جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان
کرنا کیا حاصل اسنتہا۔ ہم لوگ مساکین اسلام ہیں ہمیں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے
اسلام کی صداقت اور راستبازی غیروں پر اپنا اثر کرے اور دنیا کی شان و شوکت پر عاقبت
کی خوبیوں کو مقدم سمجھیں غرض یہ کہ زمانہ حال بلکہ ہر حال میں بہ نسبت اُن کتابوں کے کہ جو اہل
اسلام آپس کی رد و بدل میں لکھتے ہیں ایسی کتابوں کی کہ جو غیروں کے فائدہ کے لئے لکھی جائیں
زیادہ ضرورت ہے کیوں کہ اُن تصنیفوں کا نفع یگانوں ہی تک منتہی ہو جاتا اور اِن کا فائدہ یگانوں
اور بیگانوں تک پہونچتا ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

آں یکے سا گلیم خویش بدر میبرد ز موج   ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

ہندوستان میں آج عیسائی مذہب والوں کی طرف سے جو مذہب پھیلانے کے لئے
کوشش ہو رہی ہے اس سے مسلمانوں کو واقف ہونا چاہیے کہ اس کام کے واسطے عیسائی
تا ئید مشنیں مقام ہیں اور اُن میں پانسو مشنری یعنے ولایتی پادری اور دیسی کتاب سُناتے ہیں
اور اُن کی محنتوں سے ستر لاکھہ ہندوستانی عیسائی اب تک موجود ہیں اور اُن میں سے تین لاکہ
ہندوستانی عیسائی صرف مشنریوں کے ساتھہ دین عیسائی کے پھیلانے میں سرگرم ہیں بعضے
اُن میں سے انجیل شہروں اور گاؤں میں سناتے ہیں اور بعضے انجیل پڑھاتے ہیں اور سال
سال ایک لاکہہ سے زیادہ ہندوستانی لڑکے جواب تک عیسائی نہیں ہوئے مشن کے
مدرسوں میں انجیل پڑھائے جاتے ہیں اور دو مجلسیں صرف دینی کتابوں کے چھپوانے کے
بنا دینے کے واسطے مقرر ہیں ایک بیبل سوسائٹی کہ جس میں صرف توریت و انجیل غیر

زبانوں میں چھپتی ہے اور دوسری ٹرکٹ سوسائٹی کہ جس میں وہ رسالے اور کتابیں چھپتے ہیں جو اسلام وغیرہ کی تردید میں تصنیف لئے جاتے ہیں اور انہیں رسالوں کے چھاپنے کے واسطے جو روپے کہ چندہ سے جمع ہوتے ہیں صرف ایک شہر لندن سے ہر سال ایک کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہوتا ہے اور ببیل سوسائٹی کا خرچ اس سے بہت زیادہ ہے اور پادریوں ور مدرسوں و مدرسوں کا خرچ اور تنخواہیں یہ سب چندہ سے جاری ہیں اسی طرح ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ جس کو خدا نے جس قدر امکان اور مقدور عطا کیا ہے وہ اُس قدر خدا کے کام میں مصروف ہو اور اپنے دنیاوی مصارف کو اس قدر ترقی نہ دے کہ خدا کے اجلال کے واسطے خرچ کرنے میں مجبور ہے کیونکہ حقتعالیٰ نے مسرف کے حق میں فرمایا ہے

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)	تحقیق بیجا خرچ کرنیوالے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان واسطے پروردگار اپنے کے کفر کرنے والا - انتہے

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر برابر کوہ اُحد کے زر نیک کام میں صرف کریں تو وہ اسراف نہیں ہے اور اگر ایک جو باطل میں صرف کریں اسراف ہو (از تفسیر حسینی) پھر یہ

وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورۂ مومن رکوع ۵) یعنی اسراف کرنے والے وہی ہیں رہنے والے دوزخ کے

پس جن لوگوں کو کہ ایسے مذہبی خرچ سے انکار ہے اُن کا خدا کی راہ میں جان دیدینا بھی ایمان کو ثابت نہیں کرتا کیونکہ مرنا قبول کرتے ہیں مگر خرچ کرنا نہیں قبول کرتے ـــ

بدینارے چو خر در گل بماند	وگر الحمد گوئی صد بخواند
خداوند خرمن زیاں میکند	کہ با خوشہ چیں سرگراں میکند
باحسانے آسودہ کردن دلے	بہ از الف رکعت بہر منزلے
زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ

Marfat.com

اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا وَّخُلُقًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ اٰمِیْن

فصح ثانی

اس میں دو برّے ہیں

برّہ اوّل

خدائے تعالےٰ نے دین اسلام کو کامل کیا ہے چنانچہ فرمایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝

(سورہ مائدہ رکوع ۱)

یعنے آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ انتہے۔

آج اس دین کے سوا اور سب دین ناقص ہیں ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور غیر دین والوں کے نبی خاتم الانبیاء نہ تھے چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد صعود بھی نبوت ختم نہوئی تھی حضرات حواریون رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اللہ رب العالمین نے سورہ یٰسین رکوع ۲ میں رسالت وپیغمبری کے ساتھ ذکر فرمایا ہے[۱] اور انجیل میں اعمال ۱۱ باب ۲۷ و ۲۸ اور ۱۳ باب ۱ و ۲ اور ۱۵ باب ۳۲ اور ۲۱ باب ۱۰ و ۱۱ اول قرنتیوں کا ۱۴ باب ۱ اور ۹ باب ۱ اور ۲ قرنتیوں کا ۱۲ باب ۱۲ گلتیوں کا ۲ باب ۸ اول طمطاؤس ۲ باب ۷ اور ۲ طمطاؤس ۱

[۱] تفسیر حسینی میں ان حواریوں کے یہ نام لکھے ہیں شمعون الصفا (یعنی پطرس حواری) یحییٰ (یعنی یوحنا) لوقان (یعنی توما) اور جہاں بھیجے گئے تھے وہ انطاکیہ ہے اور حاشیہ ترجمہ شاہ عبدالقادر میں ہے یہ شہر انطاکیہ تھا حضرت عیسیٰؑ کے دو یار وہاں پہنچے شہر والوں نے ناماد ے پھر تیسرا یار بھی پہونچا یہ تیسرے یار تھے سورہ یسین میں ان دو اور انکو جگہ بہ سنو کا خطاب دیا گیا چنانچہ وَجَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ پھر کہ فَقَالُوْا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ پھر یہ کہ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ جسکا ترجمہ قرآن مترجم مجمع مجتبائی کے ۲ میں رسول ہے اور تفسیر حسینی میں ہے گفتند پیغمبران اور اسی سورۃ کے رکوع ۴ میں وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ جسکا ترجمہ ہے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے اور تفسیر حسینی میں بھی یہی ہے

...ب اامیں نبیوں اور رسولوں کا مذکور ہے جو کہ حضرت عیسیٰ کے بعد صعود تھے یعنی حواریوں اور اُن کے
... بھی یروسلم میں کئی نبی اگبوس وغیرہ اور یہوداہ اور سیلاس کہ وہ بھی نبی تھے۔
اور یہ کہ اگلے انبیاء علیہم السلام نے اپنے بعد دوسرے کے آنے کی خبر دی ہے مگر
حضرت پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا نبی بعدی۔ یعنے میرے بعد کوئی
نبی نہیں پھر یہ کہ اہل اسلام سب نبیوں کو مانتے ہیں کیوں کہ دین اسلام کامل ہے اور غیر
دین والے کسی نبی کو مانتے اور کسی کو نہیں مانتے ہیں جیسے یہودی حضرت یحییٰ اور حضرت
عیسیٰ کو اور عیسائی حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کو نہیں مانتے ہیں اُن کے حق میں حق تعالیٰ
سورہ نساء رکوع ۲۱ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ	یعنے بالتحقیق جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں میں فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور بعضوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ نکالیں ایک راہ اس کے بیچ میں سے یہی لوگ ہیں کافر سچ۔ انتہٰی

پس چاہیے کہ مسلمان غیر مذہب والوں کو نصیحت کریں کیونکہ وے کامل دین پر ہیں
اور غیر مذہب والے مسلمانوں کو نصیحت نہیں کر سکتے کیونکہ وے ناقص ہیں پھر یہ کہ مسلمانوں
کو اس سبب سے کہ قرآن مجید کا نزول باعث نسخ ادیان سابقہ ہوا یہود و نصاریٰ سے
بحث و مناظرہ مقتضائے عقیدہ اسلامی ہے لیکن نصاریٰ کو جب کہ توریت و انجیل میں
بطلان حقیت اسلام کا کہیں ذکر نہیں مسلمانوں سے بحث اور حجت کرنا محض بیجا اور
نا روا ہے ہاں جبکہ کوئی مسلمان اُن سے گفتگو دینی کرے تو صرف اپنے دین کا ثبوت
اپنی کتاب الہامی کی صحت بیان کرنا چاہیے اور جب ارادہ قبول اسلام کا ہو تو مسلمانوں
سے ثبوت اسلام کی دلیلیں دریافت کرنا چاہیے پھر سورہ آل عمران رکوع ۳ میں اللہ جل شانہ
فرماتا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ	یعنی تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئیں لوگوں میں حکم کرتے ہو

Marfat.com

پسند بات کا اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر	بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

اب چاہیے کہ پہلے پسند بات کرنے کی لیاقت حاصل کریں تاکہ ناپسند باتیں نہ بکیں ایسا نہو کہ تم دوسرے مذہب والوں کے حق میں برا بھلا بکو اور اس کے عوض میں وہ تمہارے خدا اور رسول کو برا کہیں تو گویا تم آپ اس کفر کا باعث[1] ہوئے اور یہ ایسے بدزبانوں کے جہنم میں جانے کا سبب ہوگا۔

یعنی خبردار ہو تحقیق وہ ہیں فساد کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے (وہ آپکو فسادی)	اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (سورہ بقر رکوع ۲)

پس ہر کارے وہر مردے کسی انسان کو ہرگز روا نہیں کہ جس کام سے پہلے واقفکاری حاصل نہ کی ہو اُس میں ہاتھ لگائے کیونکہ ایسے بے وقوفوں کو دیکھ کر مخالفین اسلام سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام کی لیاقت اسی قدر ہے اس لئے ضرور ہے کہ بپاس حرمت اسلام ایسے لوگ بزرگان و رئیسان قوم کی طرف سے ایسی ناروا جرأت کرنے سے باز رکھے جائیں تاکہ ان بے وقوفوں کے ساتھ اور لوگ بھی بمخالفت نہی منکر مواخذہ قیامت میں نہ کھینچے جائیں کیونکہ دین اسلام کامل ہے نہ یہ کہ ہر مسلمان کامل ہے۔ اور سورہ بقر رکوع ۱۷ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے

یعنی اسی طرح کیا ہم نے تمکو امت اوسط کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتلانے والا۔ انتہے	وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

اگرچہ امت اوسط ہونے کے فائدے اور مصلحتیں جو کچھ ہیں اُن کا شمار خدا ہی کو خوب معلوم ہے لیکن اتنا تو ظاہر ہے کہ اوسط درجہ ہر حال میں پسندیدہ ہے کیونکہ مسرف جہنم میں جائیں گے اور بخیل بھی جہنم میں جائیں گے مگر وہ لوگ کہ جو نہ بیکار خرچ کرتے اور نہ ضرورت

---

[1] قال اللہ تعالیٰ جل شانہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ یعنی اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے انتہی سورہ انعام رکوع ۱۳ ترجمہ شاہ عبدالقادر مطبوعہ مطبع حسینی اور حدیث میں آیا ہے کہ بزرگ تر کبائر میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ اپنے والدین کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اُسکے والدین کو گالی دے تو گویا خود اُسنے اپنے والدین کو گالی دی متفق علیہ انتہی حدیث مشکوۃ باب البر والصلۃ ومالاہ مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲ صفحہ ۴۱۹ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ

کے وقت بخیل ہو جاتے وہی اوسط درجے میں ہیں یہ زیادتی ایسی ہے جیسے عید کے دن روزہ رکھنا اور کمی ایسی ہے جیسے رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور اِن دونوں باتوں کے سوا جو ہے وہ اوسط حالت ہے یعنے جہاں تک حکم ہے کرے اور جہاں حکم نہیں باز رہے کہ پوری فرماں برداری یہی ہے اور موقع اور بے موقع بکنا اور پوچھنے کے وقت جواب نہ دینا بھی ایسا ہی ہے بہتر یہ ہے کہ بے موقع نہ بکے اور موقع پر چپ بھی نہ رہے اور یہی اوسط حالت ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

پھر یہ کہ سال کا اوسط موسم بہار اور زندگی کا اوسط جوانی اور مزاج کا اوسط اعتدال اور ہر چیز کا وسط اُس کی ابتدا اور انتہا سے بہتر ہوتا ہے اور خیر الامور اوسطہا سے مراد یہی ہے

پھر امت اوسط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے مرتبے سے زیادہ جانتے ہیں یعنے خدا اور یہودی حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے مرتبہ سے کم سمجھتے ہیں یعنے نبی بھی نہیں جانتے اور مسلمان اوسط درجے میں ہیں یعنے نہ حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے مرتبہ سے کم اور نہ زیادہ سمجھتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف تین مذہب خدا پرست ہیں یعنے یہودی اور عیسائی اور مسلمان اور یہ تینوں ایک ہی خدا کو مانتے ہیں جنکی بابت سورۂ عنکبوت رکوع ۵ میں لکھا ہے۔

الٰہنا والٰہکم واحد ونحن لہ مسلمون | یعنے ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہٰی

پس دنیا میں یہودیوں کا شمار مسلمانوں سے کم ہے یعنے کُل نو سے لاکھ ہیں اور عیسائیوں کا شمار مسلمانوں سے زیادہ ہے یعنی بائیس کروڑ اسی لاکھ اور مسلمانوں کا شمار اِن دونوں کے درمیان میں ہے یعنے گیارہ کروڑ (از طریق الحیات فارسی مصنفہ پادری فانڈر مطبوعہ ... آباد ۱۸۴۷ء صفحہ ۵۲) ایسے حال میں خدا نے مسلمانوں کو اِن دونوں کی نسبت اوسط درجے میں رکھا ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ امت اوسط تو عیسائی ہیں اس لئے کہ یہود اُن سے پیشتر اور مسلمان اُن کے بعد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دین اسلام کا ظہور پیشتر از مذہب عیسائی ہوتا اور قرآن

Marfat.com

مجید میں خدا مسلمانوں کو امت اوسط فرماتا تو پیشین گوئی کی کیا فضیلت تھی بلکہ وہ تو صرف تواریخ ہو مگر کلام الٰہی کی فضیلت تو اسی میں ہے کہ جو بات امکان بشر سے باہر ہے. جیسے تعین تعداد اہل مذاہب نے اُس کو امت اوسط یعنے مسلمانوں سے کم و زیادہ شمار میں رکھکر پیشین گوئی کو پورا کیا اور یہی بات کلام الٰہی کی صداقت میں پاک فہم لوگوں کے لئے کافی ہے دیکھو حضرت عیسیٰ کا قول اسی طرح پچھلے پہلے ہوں گے اور پہلے پچھلے ہوں گے کیونکہ بہت سے بلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں (متی ۲۰ باب ۱۶) پس ظاہر ہے کہ پچھلے ہونے کے سبب وہ پہلے ہوئے اگر پچھلے نہ ہوتے تو پہلے کیونکر ہو جاتے پس مسلمان تعین وقت میں پچھلے اور تقرر مراتب میں پہلے اور عقیدہ اور ایمان وغیرہ میں اوسط ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ شروع میں مسلمان یہودیوں سے بھی کم تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ اس پیشین گوئی کی فضیلت ظاہر ہوئی کہ جس وقت اہل اسلام نہایت کم تھے خدا نے یہ کلام فرمایا اور ایک مدت کے بعد اُسے پورا کر دکھایا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ مسلمان نہ قادر مطلق خدا کی ذات کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ دہریے وغیرہ اور نہ اوسکی وحدانیت میں تثلیث کو شامل کرتے ہیں. جیسے کہ عیسائی۔

چوتھی دلیل یہ کہ ہر ایک نبی اولوالعزم جو کسی نبی اولوالعزم کے بعد آتا ہے تو پہلے سے دوسرے کی عمر آدھی ہوا کرتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی اُن کی عمر سے نصف یعنے تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی اس تریسٹھ برس میں پہلا اور پچھلا اور سنہ رواں یہ تین سال سال کامل نہیں کہلاتے مثلاً پہلا سال شاید آخر ہوا اور پچھلا شروع ہوا اور حضرت عیسیٰؑ کی عمر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی عمر سے آدھی تھی یعنے تینتیس ۳۳ برس اور یہاں بھی تین سال کا نصف بموجب قاعدہ اول نکال ڈالنا چاہیے پس چونکہ اس شمار مدت عمر میں حضرت عیسیٰؑ کی عمر نصف کے حساب میں حضرت موسیٰؑ کی عمر سے تیسری تقسیم میں شمول پاتی ہے یعنے حضرت موسیٰؑ کی مدت عمر کا جو نصف ہے اُس کا نصف حضرت عیسیٰؑ کی عمر ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی عمر حضرت موسیٰؑ کی عمر سے دوسری تقسیم میں آتی ہے پس اس حساب سے بھی اوسط درجہ اسلام کے لئے رہا کہ حضرت رسول خدا صلعم کی عمر

Marfat.com

حضرت موسیٰ سے کم اور حضرت عیسیٰ سے زیادہ تھی۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی جو شریعت تھی اگرچہ وہی شریعت تینوں خدا پرست مذہبوں کی شریعت ہے لیکن یہودیوں کے واسطے اُس میں شدت ہے جیساکہ خروج و استثنا وغیرہ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کے واسطے اس میں تخفیف ہے جیساکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا اور عیسائیوں کے واسطے اُس سے بالکل آزادی ہے جیساکہ انجیل سے ظاہر ہے پرانا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھہ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) پس اسلام کے لئے ہر حال میں اوسط ہی درجہ رہا کہ نہ یہودیوں کی سی پابندی ہے کہ کسی بیگانہ سے ملنا تک جائز نہیں اور نہ عیسائیوں کی سی آزادی ہے کہ خاک روب ہو یا چمار کسی سے بھی پرہیز نہیں۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے۔

اضل اللہ عن الجمعۃ من کان قبلنا فکان للیھود یوم السبت وکان للنصاری یوم الاحد فجاء اللہ بنا فھدانا اللہ لیوم الجمعۃ فجعل الجمعۃ والسبت والاحد وکذلک ھم تبع لنا یوم القیمۃ نحن الاٰخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیٰمۃ المقضی لھم وبینھم قبل الخلائق

رواہ مسلم

مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہکا دیا خدا نے جمعہ سے انکو جو ہم سے پہلے تھے تو یہودیوں کے واسطے ہفتہ کا دن ہوا اور نصاریٰ کے واسطے یکشنبہ کا دن ہوا پھر ہمکو لایا اور خدا نے ہمارے واسطے جمعہ کا دن بتلایا سو خدا نے جمعہ اور ہفتہ اور یکشنبہ بنایا یعنے جمعہ کو مقدم کیا ہفتہ اور یکشنبہ پر اور اسی طرح وہ ہمارے تابع پس رہ ہوں گے قیامت کے دن ہم دنیا کے لوگوں میں پچھلے ہیں اور قیامت کے دن پہلے ہیں جنکا اول فیصلہ ہوگا سب خلق سے پہلے اور ایک روایت یوں ہے کہ ہم اُن لوگوں میں مقدم ہیں جن کا فیصلہ سب خلق سے اول ہوگا۔

پس جب کہ مسلمان دنیا میں پچھلے اور قیامت میں پہلے ہیں تو اوسط ... ہوئے کیونکہ قیامت میں اول ہونے کا وسیلہ یہی ہے جیساکہ فرمایا حق تعالیٰ نے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ط پس ہم لوگوں کو توریت و زبور و صحائف انبیاء علیہم السلام اور انجیل پر ایسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیساکہ قرآن پر چنانچہ

Marfat.com

سورہ عنکبوت رکوع ۵ میں ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡٓا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ۝

یعنے اور نہ جھگڑا کرو اہل کتاب کیساتھ مگر اسطرح پر جو بہتر ہو بجز اُن لوگوں کے جنہوں نے بدی کی ہے اور کہو کہ ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اُس پر جو تم پر نازل ہوئی خدا ہمارا اور تمہارا ایک ہے اور ہم سب اُسی کے حکم پر ہیں۔ انتہےٰ۔

تفسیر حسینی میں اُنزِلَ کے معنے لکھے ہیں وانچہ فرو فرستادہ اند بشما یعنی توریت و زبور و انجیل۔

اور حاشیہ ترجمہ شاہ عبد القادرؒ میں لکھا ہے کہ مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے اُن کی طرح نہ جھگڑو کر جڑ سے اُن کی بات کاٹو نرمی سے بات واجبی سمجھاؤ مگر جو اُن میں بے انصافی پر آوے اُس کو سزا دینی ہے۔ انتہے

یہاں سے ثابت ہے کہ انبیا علیہم السلام یا توریت و انجیل کو ہرگز بُرا کہنا نچاہیے۔ مگر جو عیسائی کسی مسلمان کے سامنے اسلام کی ہجو یا مسلمانوں کو سخت سست بکے تو تم بھی بے صبری کی حالت میں ملامت کر لو اور اگر صبر ہو سکے تو اتمام حجت کافی ہے انتقام سے صبر بہتر ہے لیکن خدا کی کتابوں اور خدا کے پیغمبروں کی اہانت اسلام و ایمان کے خلاف ہے چنانچہ سورہ نساء رکوع ۲۰ میں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا‏ ۝

یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اتاری اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اُتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اُس کے فرشتوں سے اور اُس کی کتابوں سے اور اُسکے رسولوں سے اور آخر روز سے پس تحقیق وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ انتہیٰ۔

بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر اسطرح ہے۔

اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ اُثۡبُتُوۡا عَلَى الۡاِيۡمَانِ بِذٰلِكَ وَدُوۡمُوۡا عَلَيۡهِ وَاٰمِنُوۡا بِهٖ لِقَلۡبِكُمۡ كَمَا اٰمَنۡتُمۡ بِلِسَانِكُمۡ اَوۡ اٰمِنُوۡا اِيۡمَانًا

یعنے ایمان لاؤ خدا پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اُس کتاب پر جو اُس نے پیشتر نازل کی تھی یعنی اُنپر اپنا ایمان مضبوط رکھو اور ہمیشہ اُنہیں پر رہو اور جسطرح اپنی

Marfat.com

عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان۔	زبانوں سے اُن پر جمیع ایمان رکھتے ہو اسیطرح اپنے دلوں سے ایمان رکھو کیونکہ اُن میں سے صرف بعض پر ایمان رکھنا گویا کچھ ایمان نہ رکھنا ہے

تفسیر حسینی میں والکتب الذی انزل من قبل کی تفسیریوں لکھی ہے۔ ایمان آوردہ اید از روے تصدیق ایمان آورید بطریق تحقیق انتہے۔ پھر[ل] سورہ مومن رکوع ۸ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ○	یعنی جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اسکو جو بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لیں گے جب طوق ہونگے اُن کی گردنوں میں اور زنجیریں جس سے کھینچے جاویں گے جہنم میں پھر وہ جلائے جاویں گے آگ میں انتہے۔

یہ ہیبت ناک سزا کچھ صرف انہیں لوگوں کیواسطے نہیں ہے جو قرآن کا انکار کریں بلکہ اُس کا بھی جو خدا نے بھیجا اپنے پہلے رسولوں کیساتھ

سورہ انعام رکوع ۱۹ میں ہے

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ۔	یعنی پھر ہمنے موسیٰ کو کتاب دی پورا فضل نیکی والے پر اور ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ شاید یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لاویں۔ انتہے۔

تفسیر حسینی میں ہے پس دادیم موسیٰ را توریت برائے تمامی کرامت و نعمت ہر کسیکہ نیکو قیام نماید باحکام وے و برائے بیان ہر چیزیکہ بکار آید در دین بر سبیل تفصیل و خداوند ہدایت و بخشش شاید بنی اسرائیل بلقاء پروردگار خود و جزاے او ایمان آرند۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ توریت ایسی کامل اور ہدایت اور رحمت ہے تو پھر قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں موجود ہے۔

[ل] زیراکہ حقتعالے درباب ایمان بکتبہ فرمود۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ۔ (بقر رکوع ۱۰) و درباب ایمان برسل حق تعالے فرمود۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (بقر ع ۱۶) اور سورہ نساء رکوع ۲۱ میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا

Marfat.com

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا	یعنی اور یہ کتاب مبارک (یعنی قرآن) ہم نے نازل کی پس اسکو مانو
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ	اور خدا سے ڈرو شاید کہ تمپر رحم کیا جائے شاید تم کہنے کہ ہم سے پہلے
عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ	دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی اور ہم اُسکے پڑھنے سے ناواقف تھے
دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ	یا شاید تم یہ کہنے کہ اگر کتاب ہمپر نازل ہوتی تو ہم ضرور اُن سے بھی زیادہ
لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ	تر اُسکی ہدایت مانتے پس تمہارے رب نے صاف بیان اور ہدایت
رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ	اور رحمت تمہارے پاس بھیجی انتہے۔

اور سورہ[2] احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَ	یعنی اس سے پہلے کتاب موسیٰ امام و رحمت ہے اور یہ کتاب (یعنی
هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ	قرآن) زبان عربی میں اُسکی تصدیق کرتی ہے تاکہ متنبہ کرے اُن لوگوں
ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝	کو کہ ظلم کرتے ہیں اور خوشخبری واسطے احسان کرنیوالونکے۔ انتہے۔

یہ آیت بھی آیت گذشتہ کی مانند ہے بخاری

عن ابی هریرة قال کان اهل کتاب یقرؤن	بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ یہودی عبرانی میں توریت پڑھتے
التورٰة بالعبرانیة ویفسرونها بالعربیة	تھے اور مسلمانوں کے لئے عربی میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے مگر
لاهل الاسلام فقال رسول الله صلعم	مسلمانوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ مطلب صحیح ہے یا نہیں اسلئے رسول اللہ
لا تصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم و	صلعم نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو نہ سچا جانو نہ جھٹلاؤ اور تم کہو ہم نے یقین
قولوا اٰمنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی	کیا اللہ پر اور جو اُترا ہم پر اور جو اُترا ابراہیم و اسمٰعیل اور
ابراهیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط	اسحاق و یعقوب اور اُنکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب
وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون	نبیوں کو اپنے پروردگار سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں اُن سب سے

[1] سورہ شوریٰ رکوع ۲) شرع لکم من الدین ما وصّٰی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسٰی وعیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه۔ یعنی راہ ڈالدی تم کو دین میں وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہدیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قایم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُسمیں بھاری پڑتا ہے شریک والونکو جسطرف تو بلاتا ہے۔

[2] اسی وجہ سے درمختار صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت اور انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے۔ اِسکی یہ ہے کہ جب اِس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن میں وہی مضامین ہیں جو توریت و انجیل میں ہیں تو یہودیوں کو بعد قبول اسلام توریت سے اور اسیطرح نصاریٰ کو انجیل سے نماز پڑھنا منافی اسلام نہوگا۔

Marfat.com

من ترجمہ لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون	اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہے۔

اب بعض وہ آیتیں جو بالکل توارد آیات توریت وانجیل کا ہے قرآن سے لکھنا چاہیے تاکہ مطابقت سب الہامی کتابوں کی ثابت ہو۔ لیکن پیشتر معلوم کرنا چاہیے کہ قصص اور حکایات مندرجہ قرآن مجید چنانچہ ہبوط آدمؑ وحواؑ کا بیان اور چھ دن میں زمین اور آسمان وغیرہ کا پیدا ہونا اور نوحؑ اور طوفان اور ابراہیم اور سارہ اور اسحاق اور لوط اور صیدا و عمورہ کی تباہی اور موسیٰؑ اور یوسفؑ کی تاریخیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰ مسیح اور اُن کی پیش خبری بزبان جبرائیل اور انکا باکرہ مریم کے حمل میں آنا اور متولد ہونا ان سب امروں میں بلکہ علاوہ ان کے اکثر مقامات توریت و انجیل میں لفظاً لفظاً مطابقت ہے اُن سب مقاموں کو اگر نقل کروں تو کتاب کا بڑا حجم ہو جائے اس لئے اُن سب قصص کو اور سب احکام شرائع کو جو تمام شرائع قرآن سے بالکل مطابق ہیں مثل احکام جنب وحائضہ ونفسا واحکام حلال وحرام جانوران وغیرہ یہ سب چھوڑ کر صرف چند باتوں کو بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھنا کافی ہوگا۔ سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ط	یعنی اور لکھدیا ہمنے اُن پر اُس میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر انتہا۔

یہ مضمون بعینہ خروج ۲۱ باب ۲۳ و ۲۵ میں موجود ہے تفسیر حسینی میں کَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا کی تفسیر یوں لکھی ہے ونوشتیم بر بنی اسرائیل در توریت۔

اور سورہ مائدہ رکوع ۱ میں ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ۔	یعنی حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کہ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اُسکے اور گلا گھونٹا

اور یہی مضمون سورہ بقر رکوع ۲۱ میں بھی ہے یہ مضمون اعمال ۱۵ باب ۲۰ میں ہے صرف گوشت خنزیر کی جگہ اعمال میں حرام کاری لکھا ہے اور یہ صرف عبارت انجیل کی غلطی ظاہر ہے کیونکہ اس مقام پر حلال وحرام خوراک کا ذکر ہے حرام کاری سے یہاں کیا علاقہ چونکہ انجیل میں تین قسم کے کلام شامل ہیں ایک حضرت عیسیٰ کا کلام اور دوسرے حواریوں کا کلام اور

تیسرے حواریوں کے شاگردوں کا کلام پس یہ آیت حواریوں کے شاگردوں کی تصنیف سے ہے یعنی لوقا کی جو مصنف کتاب اعمال ہے۔

سورہ فتح رکوع ۴ میں ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ	یعنی یہ ہے صفت انکی بیچ توریت کے اور صفت انکی بیچ انجیل کے جیسے
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى	کھیتی نکالے شاخ اپنی پس قوی کرے اسکو پس کھڑی ہو جاوے اوپر جڑ
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ	اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو

یہ تمثیل پیدائش ۲۶ باب ۱۲ اور متی ۱۳ باب ۸ و ۳۱ و ۳۲ میں موجود ہے

اور سورہ صف رکوع ۱ میں ہے

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ	یعنے اور جس وقت کہا عیسی بیٹے مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ	میں رسول اللہ کا ہوں طرف تمہاری ماننے والا واسطے اس چیز کے
مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي	کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوش خبری دینے والا ساتھ ایک پیغمبر
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ	کے کہ آویگا پیچھے میرے نام اس کا احمد ہے۔

(تفسیر حسینی میں ہے ترجمہ کلام عیسے علی نبینا و عم بریں وجہ است کہ انی ذاهب الی ربی و ربکم و الفارقلیط جاء معنی فارقلیطا احمد است) اس آیت کا پہلا حصہ متی ۵ باب ۱۷ و ۱۸ میں اور پچھلا حصہ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں ہے

سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ	یعنی ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہ ایمان لائے دل ان کے۔

یہ مضمون مرقس ۷ باب ۶ میں ہے۔

سورہ نساء رکوع ۲۲ میں ہے۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	یعنی سواے اس کے نہیں کہ مسیح عیسی بیٹا مریم کا ہے پیغمبر اللہ کا اور حکم ہے
وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ	اسکا ڈالدیا اسکو طرف مریم کے اور روح ہے اسکی طرف سے آئی

یہ مضمون یوحنا ۱ باب ۱۳ و ۱۴ میں موجود ہے۔

Marfat.com

سورۂ بقر رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔	یعنے اور دیئے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہمنے اُسکو ساتھ روح پاک کے انتہے۔

یہ مضمون لوقا ۲ باب ۴۰ میں ہے۔ اور مسیح کے معجزوں کا ذکر انجیل میں اکثر جگہ ہے۔

سورۂ نساء رکوع ۲۱ میں ہے

وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ	یعنی اور سبب لینے اُنکے کے سود کو اور تحقیق منع کیے گئے اُس سے انتہیٰ

تفسیر حسینی میں ہے۔ وحالانکہ نہی کردہ شدہ اند از اخذ ربا در توریت انتہٰے۔ پس توریت میں یہ ممانعت احبار ۲۵ باب ۲۷ و ۳۶ و ۳۷ یرمیاہ ۱۵ باب ۱۰ میں ہے۔

سورۂ احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ؀	یعنی اور جس دن روبرو لائے جائیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے آگ کے کہا جاوے گا لیگئے تم نیکیاں اپنی بیچ زندگانی دنیا کے اور فائدہ اُٹھا لیا تم نے ساتھ اُنکے پس آج جزا دیے جاوگے عذاب رسوائی کا بسبب اِسکے کرتے تھے تم تکبر کرتے بیچ زمین کے ساتھ ناحق کے اور بسبب اِسکے کہ کرتے تم فسق کرتے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۵ میں موجود ہے

سورۂ اعراف رکوع ۶ میں ہے

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ ۔	یعنے اور پکاریں گے رہنے والے آگ کے رہنے والے بہشت کو کہ ڈالو اوپر ہمارے پانی سے انتہے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۴ میں ہے

سورۂ رعد رکوع ۱ سورہ ہود رکوع ۱ سورہ اعراف رکوع ۷ میں ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	یعنی پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے

دیکھو خروج ۳۱ باب ۱۷

سورۂ بقر رکوع ۱۴ سورہ آل عمران رکوع ۵ و سورہ مومن رکوع ۲ میں ہے

Marfat.com

کُنْ فَیَکُوْنُ	یعنے ہو پس ہو جاتا ہے۔

یہ ۳۳ زبور ۹ میں ہے

سورہ حدید رکوع ۲ میں ہے

کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ؕ	یعنی مانند مینہ کے کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنیوالوں کو اُگنا اُس کا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندن انتہی

یہ مضمون ۹۰ زبور ۵ و ۶ میں ہے

سورہ رحمٰن بالکل ۱۳۶ زبور کے طرز کلام کی نقل ہے۔

یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ (سورہ فتح رکوع ۲ جزو ۲۶) یہی مضمون مرقس ۷ باب ۶ میں ہے اور اسی طرح متی ۱۵ باب ۸ اور یسعیاہ ۲۹ باب ۱۳ اور حزقیل ۳۳ باب ۳۱ میں بھی ہے

سورہ اعراف رکوع ۴ میں ہے

لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ	یعنے نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ بیچ ناکے سوئی کے۔

یہ مضمون لوقا ۱۸ باب ۲۵ میں ہے

سورہ یونس رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ	یعنے اور کسی جی کو نہیں ملتا کہ ایمان لاوے مگر اللہ کے حکم سے۔

یہ مضمون اول قرنیتون کے ۱۲ باب ۳ متی ۱۶ باب ۱۷ میں ہے

سورہ توبہ رکوع ۱۵ میں ہے

مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ	یعنی نہیں پہونچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے

یہ مضمون اول یوحنا ۵ باب ۱۶ اور متی ۱۲ باب ۳۱ میں ہے۔

سورہ کہف رکوع ۴ میں ہے

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ	اور نہ کہو کسی کام کو کہ میں کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

یہ مضمون یعقوب ۴ باب ۱۳ و ۱۵ میں ہے۔

سورہ بقر رکوع ۳۶ - دیکھو متی ۱۳ باب ۸۔

Marfat.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

سورہ نور رکوع ۸ جزو ۱۸) دیکھو متی ۱۰ باب ۱۲

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

سورہ مریم رکوع ۱ جزو ۱۶ میں ہے

بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۱

سورہ انفال رکوع ۵ میں ہے۔

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۔ یہ مضمون بعینہ متی ۱۲ باب ۳۲ میں ہے

سورہ ہود رکوع ۱ میں ہے (پیدایش ۱ باب ۲)

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ | یعنے تھا عرش اُس کا اوپر پانی کے

سورہ یٰس۔ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ ۱۲۳ زبور ۳ و ۴۔

سورہ حدید رکوع ۱ میں ہے

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ایضاً وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۲۷ زمین اور اُس کی معموری خداوندی کی ہے

سورہ نور رکوع ۵ میں ہے

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

یہ مضمون کتاب زکریا ۴ باب ۱ و ۳ میں ہے۔

سورہ اعراف رکوع ۲۲ میں ہے

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔ (متی ۱۳ باب ۱۳)

اب چند احادیث بھی نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہیں

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید القوم خادمھم۔ (از چہل حدیث مجتمعہ شاہ ولی اللہ صاحب) متی ۲۳ باب ۱۱ میں ہے جو تم میں بڑا ہے تمہارا خادم ہوگا۔

قال رسول اللہ صلعم ان تحب للناس ما تحب لنفسك وتكره لهم ما تكره لنفسك۔ (از وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشمولہ مالابدمنہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۶۳) ومشارق الانوار حدیث نمبر ۶۴۲ و ۱۵۴۰ متی ۲۲ باب ۳۹ اور ۷ باب ۱۲ اور احبار ۱۹ باب ۱۸ میں دیکھو مشکوۃ کتاب الایمان فصل ثالث۔

ایضاً ورجل تصدق بصدقة فلم تعلم شماله بما صنعت یمینه (از صحیحین بروایت ابو ہریرہؓ ومنبہات ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی بار سوم ۱۲۸۲ھ) دیکھو متی ۶ باب ۳ ومشارق الانوار حدیث ۱۵۲۸

ایضاً عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللہ صلعم نہی عن ثمن الکلب ومہر البغی وحلوان الکاہن (صحیحین وچہل حدیث مطبوعہ مطبع ناصری دہلی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۹) دیکھو استثنا ۲۳ باب ۱۸ ومشارق الانوار حدیث ۲۰۳۸۔

ایضاً الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ (از جامع التفاسیر صفحہ ۱۱) دیکھو رومیوں کا ۱۰ باب ۱۰۔

ایضاً حب الدنیا راس کل خطیئة۔ دیکھو اول طاؤس ۶ باب ۱۰

ایضاً سبقت رحمتی علی غضبی (کذا فی المشکوۃ) حدیث قدسی دیکھو خط یعقوب ۲ باب ۱۳

ایضاً ان رحمتی سبقت غضبی (متفق علیہ) وخیر المواعظ جلد ثانی باب بدء الخلق صفحہ ۲۴

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم فان اللہ خلق الادم علی صورتہ متفق علیہ مشکوۃ کتاب القصاص باب مالا یضمن من الجنایات آخر فصل اول اسی طرح پیدائش ۱ باب ۲۷

ایضاً من رانی فقد رای الحق۔ دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۹۔

ایضاً اعددت لعبادی الصلحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین۔ (متفق علیہ یعنی طیار کیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں کہ نہ کسی آنکھ نے اُن

Marfat.com

...ت کو دیکھا اور نہ کسی کان نے اُن کی صفات کو سنا اور نہ گذری ماہیت اُن کی کسی آدمی کے دل پر پس پڑھو اگر چاہو تم یعنے تحقیق اور تصدیق اُسکی میں اس آیت کو پس نہیں جانتا کوئی نفس ... چیز کو کہ پوشیدہ کی گئی ہے رکھی گئی ہے واسطے شب بیداروں اور مال خرچ کرنے ...وں کے قسم اُس چیز سے کہ سبب خنکی آنکھ اُن کے کی ہے (از جامع التفاسیر مطبوعہ مطبع ...امی کانپور ۱۲۹۳ھ صفحہ ۵۵) دیکھو یسعیاہ ۶۴ باب ۴ و اول قرنیتون کا ۲ باب ۹ و ...شارق الانوار حدیث ۲۱۵-

۱۲ ابوہریرہ رض اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ...كَ اَوْ يُكَذِّبُهٗ۔ (متفق علیہ)

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ خدا نے آدمی کے واسطے ...رام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پاوے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کو ...دیکھنا اور زبان کی حرام کاری اُس سے شہوت سے بات کرنا اور جی کی حرام کاری آرزو کرنا اور چاہنا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اُس نے بھی حرام کاری کی یا کبھی اُس کو جھوٹا کر دیتی ہے جو اُس نے حرام کاری نہ کی (مشارق الانوار حدیث ۴۷ ۲) ...تی ۵ باب ۲۸-

...ن مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ ...شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔

از مشارق الانوار حدیث نمبر... صحیح مسلم میں انس رض سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جس کو تم نے بھلا کہا اُس کو بہشت واجب ہوئی اور جس کو تم نے بُرا کہا دوزخ اُس کی ... خدا کے گواہ ہو زمین میں ۳ بار اس حدیث کا پہلا حصہ متی ۱۶ باب ۱۹ و ۱۸ باب ۱۸ ...۲۰ باب ۲۳- اور پچھلا حصہ یوحنا ۱۵ باب ۲۷ میں ہے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا

...سلم ابوهريرة يا ابن اٰدم مرضت فلم تعدني قال يا رب كيف اعودك وانت

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَهٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَارَبِّ كَیْفَ اُطْعِمُكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَارَبِّ كَیْفَ اَسْقِیْكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْسَقَیْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماوے گا قیامت میں کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پوچھا بندہ کہیگا کہ اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک پالنے والا ہے یعنی بیمار ہونا مخلوق کی شان ہے خالق کو بیماری سے کیا نسبت خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اس کی بیمارپرسی نہ کی کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اگر تو اُس کی بیمارپرسی کرتا تو مجھکو اُس کے پاس پاتا یعنے میری رحمت اور ثواب کو پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ کھلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو کھانا کھلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا مالک ہے خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرے فلانے بندہ نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے اُس کو نہ کھلایا تجھکو معلوم نہ تھا کہ اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھکو نہ پلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں تجھ کو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا ہے خدا فرماوے گا کہ میرے فلانے بندے نے تجھسے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا ہاں جان رکھ اگر تو اُس کو پانی پلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ متی ۲۵ باب ۴۱ و ۴۵

اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ (متفق علیہ) متی ۶ باب ۱۳ کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔

اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِیْكُمْ قُلْنَا الَّذِیْ لَا یَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَیْسَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (رواہ مسلم)

Marfat.com

امثال سلیمان ۱۶ باب ۳۲ جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے اور وہ جو اپنی روح پر ضابط ہے اُس سے جو شہر لے لیتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (مائدہ رکوع ۱۶) یوحنا ۱۷ باب ۱۲ و ۱۳۔

جب تک کہ میں اُن کی ساتھ دنیا میں تھا جب تک میں نے تیرے نام سے اُن کی حفاظت کی بلکہ جنہیں مجھے دیا ہے میں نے اُن کی نگہبانی کی اور میں تجھ پاس آتا ہوں۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ نور رکوع ۷) لوقا ۱۲ باب ۳۲

اے چھوٹے جھنڈ مت ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللولو والذھب۔ (رواہ ابن ماجۃ و بیہقی فی شعب الایمان از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ۱۳۰۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۲۴ متی ۷ باب ۶ پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔

قال علیہ السلام مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ متفق علیہ۔ مشارق الانوار حدیث ۱۵ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ۔ دیکھو ۲ سموئیل ۷ باب ۵ و ۱۱ و ۲۷ و اول سلاطین ۱۱ باب ۳۸

قال اللہ تعالیٰ أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا۔ (اعراف ع ۵ متی ۲۵ باب ۳۴) الزخرف ع ۷

سارہ ابراہیم کی فرمانبرداری کرتی اور اُسے خداوند کہتی تھی (۱ پطرس ۳ باب ۶) ھذا بعلی شیخا (سورہ ھود) ایضا ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ (آل عمران آخر یسعیاہ ۴۵ باب ۱۸)

مسلم ابوھریرۃ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا ...

مسلم میں ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بہشت میں نجاؤ گے جب تک ایمان نلاؤ گے اور پورے ایماندار نہو گے جب تک آپس میں محبت نہ پیدا کرو گے (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۸) دیکھو اول قرنتیوں ۱۳ باب خروج ۲۱ باب ۲۶ لے بنی اسرائیل یہ تمہارا خدا ہے۔

Marfat.com

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اونتالیس کوڑے تک تعزیر میں مارنا درست
(از مشارق الانوار مطبوعہ لکھنو ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء صفحہ ۱ شرح حدیث نمبر ۶۵۶ یہ بات
قرنیتوں کے ۱۱ باب ۲۴ و استثناء ۲۵ باب ۳ کے بموجب ہے

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عمر اور مدت
تمہاری اے مسلمانو اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے عصر
کی نماز سے شام تک (یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں
کی عمر کم جیسے عصر سے شام تک) اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانو اور مثل یہود
و نصارے کی مگر جیسے مثل اُس مرد کی جس نے کام کروایا کارندوں سے سو اُس
نے کہا کہ جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک اوسی کو ایک قیراط ملے گا سو
کام کیا یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پھر کہا اُس مرد نے کہ جو میرا کام کرے
دوپہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصارے نے دوپہر
سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اُس مرد نے کہا کہ جو میرا کام
کرے عصر کی نماز سے شام تک اُس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانو سو وے
لوگ تم ہو جنہوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو قیراط پر جان رکھو کہ تمہاری مزدوری دونی
ہے سو غصہ ہوں گے یہود و نصارے قیامت میں پھر کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور
مزدوری میں کم (یعنے یہ عجب کہ کام بہت مزدوری کم) خدا فرماوے گا کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا
(یعنے جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اُس سے کچھ کم دیا) کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اُس سے کم نہیں ملا خدا
فرمائے گا سو یہ تو یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اُس کو دوں انتہے
(مشارق الانوار حدیث ۹۶۴ دیکھو متی ۲۰ باب او ۱۶

خ ابوھریرۃ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ
صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قابو میں میری
ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایماندار نہیں ہونے کا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے بیٹے
اور اُس کے باپ سے زیادہ تر پیارہ نہو جاؤں (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۹) دیکھو متی ۱۰ باب ۳۷

یہ حدیث صحیح کی جلد سوم باب ثواب ہذہ الامۃ میں بھی ہے

خ ابوھریرۃ لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّ رَبَّکَ اِسْقِ رَبَّکَ وَلَا یَقُلْ عَبْدِیْ اَمَتِیْ رَبِّیْ وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ۔

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں نکہا کرے یعنے غلام سے کہ کہانا کھلا اپنے رب کو وضو کروا اپنے رب کو پانی پلا اپنے رب کو اور نہ کوئی غلام یوں کہے کہ فلانا میرا رب ہے اور چاہیے کہ یوں کہے کہ فلانا میرا سید ہے اور مولی ہے یعنی میرا میاں ہے۔

(از مشارق الانوار حدیث ۷۰۷) دیکھو متی ۲۳ باب ۷ و ۸۔

قال رسول اللہ صلعم خَصْلَتَانِ لَا شَیْءَ اَفْضَلُ مِنْهُمَا اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالنَّفْعُ لِلْمُسْلِمِیْنَ۔

از منبہات احمد بن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۷۶ھ صفحہ ۲ یہ مضمون مرقس ۱۲ باب ۳۰ و ۳۱ میں ہے۔

ولہ مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔

جو انسانوں پر رحم نکرے خدا اُس پر رحم نکرے گا یعقوب ۲ باب ۱۳ جس نے رحم نہیں کیا اُس کا انصاف بے رحمی سے ہوگا۔

ایضاً لَا یَشْکُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ۔ (از چہل حدیث مجتہد شاہ ولی اللہ دھلوی)

یعنے خدا کا حق نمانے گا جس نے انسان کا حق نمانا اول یوحنا ۴ باب ۲۰ میں ہے اگر وہ اپنے بھائی سے جس کو اُس نے دیکھا محبت نہیں رکھتا ہے تو خدا سے جس کو اُس نے نہیں دیکھا کیونکر محبت رکھہ سکتا ہے۔

صحیح مسلم میں اور مشکوۃ شریف جلد ۳ کتاب الحدود فصل اول اور مظاہر حق مطبوعہ ۱۲۹۳ھ صفحہ ۲۸۶ میں ایک لمبی حدیث بروایت بُرَیدہ ایک عورت کے سنگسار ہونے کے بیان میں ہے جس کو خالد نے کچھ برا کہا تھا اُس حدیث کا آخر یہ ہے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا یَا خَالِدُ	یعنے فرمایا نبی صلعم نے باز رہ اے خالد یعنے وہ بخشی گئی برا نکہہ
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا	اُس کو پس قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتھ میں ہے
صَاحِبُ مَکْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰی	تحقیق توبہ کی اُس عورت نے ایسی توبہ کہ اگر توبہ کرے اس طرح کی محصول
عَلَیْهَا وَدُفِنَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ	لینے والا تو بخشش کیا جاوے گی اُس کی نقل کی یہ مسلم نے انتہے۔

Marfat.com

محصول لے نے والے سے مراد سخت گنہگار یہ خاص یہودی محاورہ ہے کیونکہ یہودی لوگ جب رومیوں کے ماتحت ہو گئے تو جو یہودی آدمی محصول لے نے وغیرہ پر رومیوں کا نوکر ہو کر یہودیوں سے محصول تحصیل کرتا تھا یہودی اُسے سخت گنہگار جانتے تھے دیکھو متی ۱۸ باب ۱۷ میں حضرت عیسیٰ کا قول کہ اگر وہ اُن کی نہ مانے تو کلیسیا سے کہہ اگر وہ کلیسیا کو بھی نہ مانے تو اُسکو غیر قوموں کے مانند بے دین اور محصول لے نے والے کی برابر جان اُنتہےٰ اور اسی طرح متی ۹ باب ۱۱ اور ۱۱ باب ۱۹ لوقا ۵ باب ۳۰ میں محصول لے نے والوں کی مذمت ہے۔

۲۴ ما قل وکفی خیر من ما کثر والھی - از جمل حدیث مجتمعہ شاہ ولی اللہ ۳۷ زبور ۱۶ میں ہے تھوڑا سا جو صادق کا ہے بہت سے شریروں کے مال اور اسباب سے بہتر ہے۔

اس کے سوا طوفان نوح کے وقت پانی کا تنور سے نکلنا اور قصہ حضرت خضر جس کا ذکر سورہ کہف میں ہے لفظ بلفظ یہودیوں کی حدیث سے لیا ہے۔

چیونٹی کی حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو اور یہ کہ جنات اُن کے اختیار میں تھے سبا کی ملکہ کی بابت بیان پھر سلیمان کی ہیکل تیار ہونے سے ایک برس پہلے وفات اور یہ کہ جنات نے اُس سے فریب کھایا (سورہ سبا آیت ۱۴) یہ سب باتیں یہودیوں کے تالمود میں ہیں۔ حضرت مریم کا قصہ اور عیسیٰ مسیح کا احوال کہ کس طرح وہ ہنڈولے میں بولا مٹی کی چڑیا بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اُس کے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں ناصریوں کے قصے سے نکالیں۔ فرشتوں کے پروں کی بابت مردوں کی قبر میں سزا پانے اور قیامت اور پلصراط کی بابت یہ سب باتیں تالمود سے ہیں (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ الہ آباد آرفن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۶ و ۸۹) اور دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ باہتمام پادری ویری صاحب سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۶ - اور اسی طرح اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۱۸۵ میں ہے کہ ان جعلی کتابوں میں انجیل طفولیت مسیح اور انجیل نکوڈمس اور انجیل یہودا اور پطرس کی دعوت اور اعمال پولس اور تھکلہ مشہور ہیں۔ وہ بالکل بے اصل کہانی قصوں سے بھرے ہیں مثلاً ہنڈولے میں مسیح کا بات کرنا اور مٹی کی چڑیا بنا کر اس کا اڑانا بعض باتیں ان میں سے قرآن میں بھی درج ہو گئی ہیں۔

[۲۳]قال رسول اللہ صلعم الزاید فی کتاب اللہ ملعون والناقص منہ ملعون۔

از رسالہ قرارت ورسم خط القرآن مطبوعہ سنہ ۱۲۶۱ھ صفحہ ۶ یہی مضمون مکاشفات ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ میں ہے

[۲۴]وعن انس قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللؤلؤ والذھب رواہ ابن ماجہ۔

از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی سنہ ۱۲۸۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۲۲ (یہی مضمون متی ۷ باب ۶ میں ہے)

[۲۵]من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔ امثال ۲۶ باب ۲۷ و ۲۸ باب ۱۰ واعظ ۱۰ باب ۸ و ۷ زبور ۱۵۔

[۲۶]اَکْثَرُ اَعْمَارِ اُمَّتِیْ بَیْنَ السِّتِّیْنَ وَالسَّبْعِیْنَ یہی مضمون ۹۰ زبور ۱۰ میں ہے

[۲۷]متفق علیہ سَھْلُ بْنُ سَعْدٍ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ۔ بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں اعتبار اعمال کا مگر خاتمہ پر (مشارق الانوار حدیث ۷۹۴) جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائے گا۔ (متی ۱۰ باب ۲۲)

اب علماء اسلام نے جو مضامین توریت و انجیل سے انتخاب کر کے اپنی اپنی کتابوں میں اور تفسیروں میں نقل کئے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں

[۴۰]تفسیر فتح العزیز مطبوعہ سنہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۸۸ و ۸۹ میں شاہ عبدالعزیز صاحب دھلوی نے آیۃ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً کی تفسیر میں انجیل کی چند تمثیلات [illegible] فرمائی ہیں تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کا قدیم محاورہ یوں ہی ہے یعنی نہ صرف قرآن [illegible] بھی کلام الٰہی کا محاورہ یہی ہے چنانچہ۔

قولہ ما این مطلب را از کتاب ہائیکہ کلام الٰہی بودنش مسلم الثبوت دیگر

[۱] سورہ بقر رکوع ۳ یعنے تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی مچھر کی۔

Marfat.com

اہل[1] ملل ہم ہست ثابت میکنیم مثل انجیل مقدس که در آن کتاب بزرگ فرموده اند تمثیل ملکوت آسمان
مانند کسے است که در مزرعه خود گندم را کاشت و چون بخواب رفت دشمنے آمد و در میان گندم زوان بسیارے
را افشانده رفت چون کشت از زمین برآمد غلامان و خادمان آن شخص دیدند که زوان بر گندم غالب
است عرض کردند یا سیدنا شما در مزرعه گندم صاف و پاک کشته بودند این زوان از کجا پیدا شد اگر
بفرمائید این را از میان گندم برکنیم آن شخص فرمود که اگر این وقت شما در پے برکندن زوان خواهند افتاد
همراه گندم هم چیزے بسیار برکنده خواهد شد بگذارید این هر دو را تا باهم پرورش یابند تا وقت درو چه وقت
درو رسید درو کنندگان را فرمود که زوان را از گندم جدا چینید و آن را دسته دسته بسته با آتش بسوزید و گندم
پاک را در خرمن کنید و من تفسیر میکنم برائے شما این تمثیل را آنمرد که تخم جید را کاشته بود ابو البشر است
و مزرعه او عالم است و گندم پاک و صاف ابنائے ملکوت اند که بطاعت خدا عمل مینمایند دشمنے که
زوان را در میان گندم افشاند ابلیس است و زوان گناهان و معاصی اند که ابلیس آن را می کارد و درو کنندگان
فرشتگان اند که تا آمدن اجل نیک و بد را یکسان پرورش می نمایند بوقت رسیدن اجل زوان را از گندم تمیز
کرده بدان را بسوئے آتش دوزخ می برند و نیکان را در ملکوت الٰہی می سپارند چون بدان را در آتش دوزخ
می برند در آنجا می باشند گریه و زاری و سائیدن دندان و نیکان در راحت می باشند هر که را گوش شنوا
باشد پس باید که بشنود ــ من تمثیلے دیگر برائے شما بیان می کنم بسیار مناسب ملکوت آسمانی است
مردے دیگر دانه از خردل گرفت که خورد ترین دانه هاست و آن را در مزرعه خود کاشت چو آن دانه روئید درخت
کلان شد تا آنکه کلان ترین درخت هائے بقول گردید و مرغان از آسمان آمدند و در شاخ هائے او
آشیانه کردند همین است تمثیل هدایت هر که بسوئے هدایت دعوت کند خدا تعالےٰ اجر او را
بزرگ سازد و ذکر او را بلند گرداند و هر که بآن هدایت مهتدی شود نجات یابد و نیز در انجیل مقدس فرمودند
که شما مانند غربال مباشید که تفتیش از و برے آید چنان نشود که حکمت از دل شما بیرون رود و کینه ها در سینه
هائے شما باقی ماند و نیز فرموده اند که اے بندگان خدا شما در فکر ذخیره فردا نباشید و در حال جانوران نظر کنید
که لباس صوف و پشم بآنها داده اند و رزق آنها بآنها میرسد و نه آنها میرسند و نه زراعت میکنند و بعضے از جانوران در شکم

---

[1] سلہ یہ ہم کا لفظ ثابت کرتا ہے کہ اہل اسلام کی طرح اہل انجیل بھی اُسے کلام الٰہی جانتے ہیں اور فتح العزیز میں شروع سورہ بقر کی تفسیر مطبوعہ
۱۳۱۹ھ صفحہ ۵۲ کے آخر میں شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں قوله کتب الٰہیه که قبل از آن بوده اند و نیز دو طوائف انام وحی بودن آنها مسلم النبوت
است تصدیق آن (یعنے قرآن مجید) کرده اند۔

ملک و در جوف چوب مے باشند کیست کہ آنجا لباس و رزق بآنہا رساند مگر خدائے تعالیٰ آیائے فہید فرمودہ اند زنبوران را برنخیزانید از جاہائے خود پس خواہند گزید شمارا این چنین با بیوقوفان و بیعقلان طلب نکنید تا دشنام ندہند انتہے۔(از تفسیر فتح العزیز مطبوعہ مطبع افضل المطابع ۱۲۷۹ھ صفحہ ۸۸ و ۸۹) چونکہ یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز صاحب نے مسلمانوں کے واسطے لکھی ہے نہ یہ کہ کسی یہود و نصارےٰ کے واسطے اور اس میں انجیل کے ورق کے ورق نقل کئے تو جو لوگ کہ یہود و نصاریٰ سے بحث و مناظرہ کا پیشہ اختیار کریں اور خدا اور رسول کے واسطے مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہوں اونہیں کسقدر زیادہ توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے اور کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی انجیل جو کہ ۱۲۰۸ھ میں تھی اَور تھی اور اب کی انجیل اور ہے چنانچہ سب تمثیلات انجیل متی میں موجود ہیں۔

جامع التفاسیر مصنفہ مولوی قطب الدین صاحب دھلوی مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ کہا حسن بصریؒ نے کہ تھے ایوب جب پہونچتی اُن کو مصیبت کہتے یا اللہ تو نے لی نعمت اور تو ہی نے دی تھی جب تک باقی ہے میری جان حمد کرونگا میں اوپر اچھی نعمتوں تیری کے۔ انتہےٰ یہی مضمون کتاب ایوب کے اول باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں موجود ہے۔

اور کتاب شواہد النبوۃ مطبوعہ عمدۃ المطابع دھلی ۱۲۷۱ھ میں مولانا عبدالرحمٰن جامی نے بہت سی پیشین گوئیاں توریت و انجیل سے بحق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نقل کی ہیں صفحہ ۱۱) ازان جملہ آنست کہ در جزو ثانی از سفر خامس توریت سبعین کہ ہفتاد کس از احبار بر صحت آن اتفاق نمودہ اند آیتے است کہ ترجمہ آن بعربی بدین عبارت است۔

انی مقیم لھم نبیا من بنی اخواتھم مثلک واجری قولی فیہ ویقول ما امرہ بہ والرجل الذی لا یقبل قول النبی الذی یتکلم باسمی فانی انتقم منہ۔

اور دیباچہ تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۱۱ سطر ۵ میں ترجمہ سپٹوا جنٹ سے مراد ہے کیونکہ ابوالفدا نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ میرے زمانہ میں توریت کا کوئی ترجمہ عربی نہیں ہے اور ابتدائے عالم کا حال سوائے توریت کے اور کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا پس ایک عبرانی داں کے پاس تین توریتیں عبرانی و سامری و سپٹوا جنٹ میں نے جمع کر دیں اور اُسکے معنے کے موافق تواریخ میں لکھا اور یہ ابوالفدا مورخ چودہویں صدی عیسوی میں تھا۔ ۱۲

خدا تعالیٰ با موسیٰ خطاب کند کہ ہر آئینہ من بپا کنم یعنی برانگیزانم از برائے بنی اسرائیل پیغمبرے از پسران و برادران ایشان کہ آن پیغمبر مثل تو باشد و روان گردانیم قول خود را در روے و بر زبان وے و وے بگوید انچہ در باب آن فرمایم و ہر کہ قبول نکند قول آن پیغمبر را کہ بنام من گویا باشد ہر آئینہ از وے انتقام کشم انتہے۔ اور شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲ میں ہے قولہ در انجیل آمدہ است حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام انی ما جئت لتبدیل شرع موسیٰ بل تکمیلہ (دیکھو متی ۵ باب ۱۷) وازانجملہ آنست کہ در جزو آخر کہ توریت با آن تمام شود آیتے ہست کہ ترجمہ آن بعربی این می شود۔

جاء اللہ من سینا و اشرف علی ساعیر و استعین من جبال فاران۔

اور اسی طرح مولانا جامی صاحب نے بہت سی آیتیں توریت و انجیل کی رسول اللہ صلعم کی بابت پیشین گوئیاں نقل کی ہیں شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۳ تک دیکھنا چاہیے درمختار مطبوعہ سنہ ۱۲۸۰ھ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت و انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ ذکر ہو نہ کہ اخبار انتہے حالانکہ قرآن مجید میں تمام توریت کا نام ذکر آیا ہے دیکھو سورہ انبیا رکوع ۴ میں یہ آیت ولقد اتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاءً وذکرا۔

اور سورہ نحل رکوع ۶ میں اہل توریت کو اہل الذکر لکھا ہے اور درمختار صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں ہے کہ حائض اور جنب توریت کو نہ چھوئے انتہے پس مسلمانوں کو توریت کی ایسی عظمت کرنی چاہیے جیسے قرآن کی کہ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ چنانچہ شام اور مصر کی لڑائیوں میں کئی بار کسی کسی لوٹ میں نسخ جات کتاب مقدس یعنے توریت وغیرہ کے آئے بعض صحابہ وہاں موجود تھے انہوں نے مسلمانوں کو اُن کتابوں کے بیچنے سے منع کیا کہ جس طرح قرآن کی بیع درست نہیں یہ بھی کلام اللہ ہے اس کا بھی بیچنا ہرگز جائز نہیں ہے اس واسطے حکم دیا کہ ان کتابوں کو اہل کتاب کو بطور ہدیہ بلا قیمت دیدو چنانچہ دی گئیں انتہے

وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر فتح العزیز مطبوعہ سنہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۱۸۲ تحت آیۃ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ نوشتہ کہ ابن ابی الدنیا من طریق قتادہ عن زرارہ بن اوفیٰ عن مطرف روایت نمودہ کہ من در فتح شہر تستر ہمراہ ابو موسیٰ اشعری حاضر شدم در آن غنیمت دو دو پڑکتان یافتم و یک صندوقچہ خورد کہ در وے کتابے از جنس کتاب اللہ بود یا توریت یا زبور یا انجیل و در لشکر ما مردے اجیر بود از قوم نصاریٰ او گفت کہ این صندوقچہ را بدست من بفروشید کہ قدردان و فہم کنندہ این کتاب

منم واورا نیم مے گفتند پس مسلمانان مکروہ داشتند کہ بدست او کتاب اللہ را بفروشم آن سند وتحیہ زاید و درم بدست او فروختم وکتاب مذکور را باو بہ نمودم قتادہ کہ راوی این قصہ است می گفت کہ ازین جا کراہت فروختن مصاحف ثابت شد زیرا کہ ابو موسی اشعری وپاران ایشان آن کتاب الٰہی را فروختن تجویز نکردند انتہیٰ۔ در تفسیر فتح العزیز این بحث درباب فروخت کتب الہامیہ مرقوم است و از منع کنندگان این فعل حضرت عمرؓ وابن مسعودؓ وحضرت امام اعظمؒ وسعید بن مسیبؒ وحسن بصریؒ وعبداللہ بن عمر وغیرہم بلکہ عموماً جمہور اصحاب رسول اللہ صلعم مذکور شدند واینکہ اول این بدعت در آخر الزمان امیر معاویہ ابن ابی سفیان رائج شد پس بعد ازان کہ این بدعت را بدعت حسنہ قرار دادہ اند ازین فتوے حرف خطا وقصور فہم مطالب قرآن اجلہ صحابہ ومتقدمین ومجتہدین عائد مے شود و درین تحقیق قدرے ترجیح مے باشد۔

اور تفسیر ابن جریر وابن ابی حاتم وکتب حدیث مثل طبرانی وبیہقی ومسند امام احمد وعبد بن حمید میں ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ ایک زمین کی طرف جو کہ یہودیوں کے مدرسہ کے متصل تھی اُس کی خبرگیری اور حال دریافت کرنے کو جایا کرتے اور اُن کا دستور تھا کہ جب اُس راہ سے گذر کرتے تو یہودیوں کے مدرسہ میں داخل ہوتے اور اُن سے بعضی نصیحتیں اور حکمتیں توریت اور اگلی کتابوں کی سُنتے اور تعجب کرتے تھے کہ کتب الٰہیہ آپس میں کس قدر ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں الخ

سورہ رعد رکوع ۵ میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور وے جنکو دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اسکے سبب جو تجھے بھیجی گئی تھی

جلال الدین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے یَفْرَحُوْنَ بموافقتہ بما عندھم یعنی وہ خوش ہوتے ہیں بسبب موافقت کے اُس کے ساتھ جو اُن کے پاس ہے یعنی اپنی کتابوں کے ہونے کے باعث۔

رسالہ تمیز الکلام در بیان حلال وحرام مصنفہ مولوی محمد صالح ابو الحسن صاحب لکھنوی مطبوعہ مطبع طور کانپور سنہ ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے قول شافعیؒ لکھا ہے کہ جب جانوروں میں یہ چار شرطیں پائی جائیں تو اُس کے حکم میں رجوع کیا چاہیے طرف شریعت سابقہ کے جو نزدیک ... ہماری شریعت

ہے جیسے نصارے انتھے۔

جامع التفاسیر صفحہ ۲۶۶ میں آیۃ واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا کی تفسیر میں لکھا قولہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ معنے اس کے یہ ہیں۔ سل امم من ارسلنا یعنی رسولوں کی امتوں سے کہ وہ یہود و نصارے ہیں پوچھو کہ اُن سے پوچھنا گویا انبیا سے پوچھنا ہے کہ رسولوں کی کتابوں سے خبر دیں گے انتھے۔

اور جامع التفاسیر میں قصہ حضرت الیاس ۳ صفحہ ۱۹۰ سے صفحہ ۱۹۵ تک مرقوم ہے جو کہ توریت کے مجموعہ میں اول سلاطین ۱۷ باب و ۱۸ باب و ۱۹ باب و ۲۱ باب و ۲ سلاطین ۱ باب میں موجود ہے رسالہ مانعۃ الزنا مصنفہ مولوی قطب الدین خان صاحب مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۷۶ھ صفحہ ۶ میں جو بلعم باعور کا حال لکھا ہے یہی حال گنتی ۲۲ باب و ۲۳ باب میں ہے۔

اب علماءِ اسلام کی رائے توریت وغیرہ پر

امام محمد اسمٰعیل بخاری نے تحریف کی تفسیر یوں کی ہے کہ تحریف کے معنے ہیں بگاڑ دینے کے اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا مگر یہودی اور عیسائی خدا کی کتاب کو اُس کے اصلی اور سچے معنوں سے پھیر کر تحریف کرتے تھے انتھے یہ قول اخیر صحیح بخاری میں ہے

شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور اور کتب مقدسہ کے ترجمہ میں (یعنی تفسیر میں) تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت میں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ انتھے۔

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ آیت ۱۴ کی تفسیر کرتے ہیں کہ تحریف سے یا غلط تاویل مراد ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہم نے اوپر بیان کیا کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ کتاب بار بار نقل ہو چکی اُس میں تغیر لفظ کا نہیں ہو سکتا۔ انتھے۔

تفسیر در منثور میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے توریت و انجیل جس طرح کہ اُن دونوں کو اللہ نے اوتارا تھا اسی طرح ہیں اُن میں کوئی حرف

Marfat.com

بدلا نہیں گیا لیکن یہودی بہکاتے تھے لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے جیساکہ
آجکل کے بعض مسلمان علما و مشائخ جو قرآن کی ایک آیت کو پکڑ کر الگ الگ تاویل اپنے اپنے
مطلب کے موافق کرتے ہیں اور آپس میں خوب جھگڑتے ہیں اور حالانکہ کتابیں تھیں وہ جنکو
انہوں نے اپنے آپ لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے
نہ تھیں مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں اُن میں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا انتہا۔

سورہ بقر رکوع ۹ میں جو یہ آیت ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	یعنی پس وائے اوپر حال اُن لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے انتہا۔

بیضاوی میں ہے

وَلَعَلَّه اَرَادَبِه مَاكَتَبُوهُ مِنَ التَّاوِيلَاتِ الزَّائِغَةِ (شہادت قرانی فصل ۲ صفحہ ۱۰۲)	یعنی اور اس سے شاید وہ مراد ہے جو تاویلات یعنی تفسیریں انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) سزائے زنا کی بابت لکھیں۔ انتہے۔

اس کے سوا ایسی کتاب کو محرف نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو سرے ہی سے جھوٹی کتاب ہے اُسے
تحریف سے کیا علاقہ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ علماء اسلام کا حسن عقیدت نسبت توریت وانجیل
کی ہے ورنہ تحریف لفظی بلکہ اکثر آیتیں کی آیتیں اِن مقدس کتابوں میں ملائی جانا معتبر علماء اہل کتاب
کے اقوال سے بصحت تمام ثابت ہے جیساکہ تیسیرے اور چوتھے کلیسیا میں مرقوم ہوگا باوجود
اس کے مسلمانوں کو توریت وانجیل سے واقف ہونا تاکہ اہل کتاب سے مناظرہ کر سکیں اور اُن
کتابوں کی عظمت سمجھنا تاکہ ایمان جاتا نہ رہے ضرور ہے خاص کر اس واسطے کہ ہمارے پیغمبر صلعم کی
پیشتر سے خبر دینے والے خداپرستوں میں یہی کتابیں ہیں اس لئے میں نے یہ سب وجوہ
عظمت توریت وانجیل ابتک بیان کردئے خدا میری بھول چوک کو معاف فرمائے اس
علماء اسلام اگر توریت وغیرہ کو محرف کہیں تو اس کا نصارےٰ کب یقین کریں سب ... نصرانی
علماء معتبر توریت وانجیل کے تحریف کا اقرار نہ کریں پس یہی اقرار لوح ثانی میں شروع سے جو جو نسے
اس جگہ میں نے یہ سب قول مفسرین وغیرہ اُن مسلمانوں کی ترغیب کے واسطے نقل کئے جو سمجھتے
ہیں کہ توریت وانجیل کو آنکھ سے بھی نہ دیکھنا چاہیے اگرچہ الف لیلیٰ وغیرہ پڑھنا جائز ہیں کہ نعوذ باللہ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ الخ (سورہ بقر رکوع ۱۴)	جو لوگ کہ دی ہنے انکو کتاب پڑھتے ہیں اُسکو حق پڑھنے اُسکا یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اُسکے پس لوگ وہی ہیں زیان پانے والے انتھے۔

اب مثال کے لئے دو ایک مقام اور بیان کروں جس سے معلوم ہوگا کہ اہل اسلام کو یہود و نصارے اور دنیا کی سب قوموں سے بحث و مناظرہ کرنا مقتضائے حمیت اسلام ہے بلکہ خدا ہی نے مسلمانوں کو مناظرہ کا طرز تعلیم کیا ہے کہ یہود و نصارے کے عقائد کی تردید اور اُن کی کتابوں کے مضامین سکھلائے چنانچہ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ۝	بالتحقیق یہ سے پہلی کتابوں میں کتابوں ابراہیم اور موسیٰ کی۔

اب اگر کوئی توریت سے ناواقف ہو تو کیسے کہہ سکے کہ صحف ابراہیم و موسیٰ میں یہی تعلیمیں نجات اور آخرت وغیرہ کی مرقوم ہیں جو قرآن مجید میں ہیں (سورہ اعلےٰ) اس لئے اپنے دعوے کے اعتبار کی غرض سے مسلمانوں کو توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ	اور بالتحقیق یہ اُترا ہے رب العالمین سے اوتارا روح الامین نے اُسکو تیرے دل پر تاکہ تو بھی ایک ڈرانے والا ہو صاف زبان عربی میں اور بالتحقیق یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اور کیا اُن کیواسطے یہ نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علماء اُسے جانتے ہیں (سورہ شعرا)

اب اگر پہلوں کے صحیفوں سے ہم واقف نہوں تو کس طرح یہود و نصارے سے کہہ سکیں کہ یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اِس کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ اُس کا ذکر یا اُس کے معنے کتب متقدمین میں مرقوم ہیں اور کتب کو تو سب جانتے ہیں کہ توریت و انجیل ہے چنانچہ کشاف میں صاف لکھا ہے۔ کالتوراۃ والانجیل

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ (سورہ بقر)	بالتحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں اُن صاف باتوں اور ہدایتوں کو جو نازل کیں بعد اس کے کہ ہم کتاب میں ظاہر کر چکے اُن لوگوں کو انہیں لعنت کریگا اللہ اور لعنت کریں گے لعنت کرنے وا-

Marfat.com

اِس آیت کا شان نزول ابن اسحاق کی روایت سے سیرت ہشامی میں اِس طرح پر ہے کہ معاذ بن جبل اور سعد بن معاذ اور خارجہ بن زید نے بعضے یہودی عالموں سے توریت کی کسی بات کا استفسار کیا لیکن یہود اُس کو اُن سے چھپا گئے اور بتلانے سے انکار کیا پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ جو لوگ چھپاتے ہیں الخ اور تفسیر حسینی میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بدرستی کہ آنان از علماے یہود کہ بحسد یَکْتُمُوْنَ مے پوشند مَآ اَنْزَلْنَا آنچہ فرو فرستادیم مِنَ الْبَیِّنٰتِ از سخنان روشن در توریت دالہ بر نبی وراہ نمودن یعنے ہدایت مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ از پس آنکہ بیان کردہ ایم آن را لِلنَّاسِ براے بنی اسرائیل فِی الْکِتٰبِ در توریت یعنے ما آشکارا ساختیم وایشان مخفی گردانید ند اب دیکھئے کہ مسلمانوں سے جو یہودیوں نے توریت کو چھپایا تو یہ بات خدا کو ایسی ناپسند معلوم ہوئی کہ اس شدت کے ساتھ اُنپر لعنت کی یہاں سے ظاہر ہے کہ خدا کو توریت سے مسلمانوں کو واقف کرنا کس قدر منظور تھا کہ اسے چھپانے کے سبب یہودیوں پر ایسی سخت لعنت فرمائی اور پھر اسی سورۃ میں حقتعالے فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ	یہاں بھی یہودیوں کو وہی الزام دیا گیا ہے کہ اونہوں

نے غرض دنیاوی کے واسطے اُن شہادتوں کو جو توریت میں دین اسلام اور حضرت رسول اللہ صلعم کی بابت تہیں ظاہر نکیا پس اگر مسلمان توریت کے اُن مضمونوں سے واقف ہوجاتے تو یہودیوں کے چھپانے سے پھر نقصان کیا تھا مگر چونکہ اُس زمانہ میں توریت عربی زبان میں ترجمہ نہوئی تھی (دیکھو تاریخ ابوالفدا جو ساتویں صدی ہجری میں تھا) اِس سبب سے اِن باتوں کا اعلان صرف یہودیوں پر ہی منحصر تھا اور جب کہ وہ ایسی باتوں کو چھپاتے تھے تو اللہ جل شانہٗ نے اُن کی اِس حرکت سے سخت ناراض ہوکر فرمایا کہ۔

اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ	یعنے وہ آگ کھاویں گے اپنے پیٹ میں اور خدا اُن سے بات نکریگا قیامت کے دن اور نہ پاک کریگا اُن کو اور اُن کے واسطے ہوگا عذاب دردناک
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ الخ	اور جب خدا نے اقرار لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ اُس کو بیان کریں بنی آدم سے اور نہ چھپاویں پس اُنھوں نے پھینک دیا وہ اقرار اپنی پیٹھ کے پیچھے
(آل عمران)	

یہاں بھی وہی الزام ہے جو قرآن میں بار بار توریت وغیرہ کے مضامین چھپانے پر یہودیوں کو دیا گیا

لیکن اگر توریت کے مضامین اُس وقت میں مسلمانوں میں مشتہر ہو گئے ہوتے تو پھر یہودیوں کے چھپانے کی شکایت کیا تھی اور اسلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اور کسی تدبیر کی حاجت کیا ہوتی کیونکہ حضرت موسےٰ نے توریت میں بنی اسرائیل سے صاف فرمایا تھا کہ ایک نبی میری مانند ہو گا تم اُس کی سنیو لیکن اب وہ دن آیا ہے کہ کتابوں کی کثرت اور ہر زبان میں توریت کا ترجمہ ہو جانے کے سبب اسلام کی فضیلت اور حضرت رسول اللہ صلعم کی خبر توریت و انجیل سے ایسی صاف اور واضح بیان ہوتی ہے جو اس سے بیشتر کبھی نہ ہوئی تھی غرض اسی طرح الزام توریت چھپانے کی بابت یہودیوں کو بار بار دیا گیا ہے دیکھو سورہ انعام وغیرہ۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا	یعنی پوچھ اُن رسولوں سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا زخرف

پوچھ اُن رسولوں سے یعنی اُن کی امت سے بیضاوی میں لکھا ہے اُن کی امت اور اُن کے علما دین سے اور کشاف میں ہے کہ یہود و نصارے کی امت سے اب خیال کیجئے کہ اُنسے پوچھنا ازروے توریت و انجیل ہی تھا یا کچھ اُنکی بنائی ہوئی باتوں سے غرض تھی

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ	یعنی پس اگر تو ہے شک میں اُس سے جو اُتارا ہم نے تیری طرف
الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ (سورہ یونس)	تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھسے پہلے والی۔

چونکہ رسول اللہ صلعم امی محض تھے کوئی کتاب نہ پڑھ سکتے تھے اور اگر پڑھ سکتے تو توریت عربی زبان میں نہ تھی بلکہ عبرانی میں تھی اس سبب سے حکم ہوا کہ پوچھ اُن سے اور جو شخص آپ توریت پڑھ سکتا ہو تو پوچھنے کی بنسبت یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ آپ توریت میں دیکھے مگر اب جو لوگ کہ ان آیتوں سے تو انکار نہیں کر سکتے مگر توریت کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے کہ خط کو تو نہیں کھولتے صرف قاصد سے زبانی خبر پوچھتے ہیں یعنے بڑی تسلی کو چھوڑ کر ادنی تسلی کی طرف دوڑتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ	یعنی اور بالتحقیق ہمنے موسی کو نو نشانیاں صاف دیں پس پوچھ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (سورہ بنی اسرائیل)	بنی اسرائیل سے۔

اب دیکھئے کہ ان نشانیوں کا ذکر توریت میں بہت تفصیل کے ساتھ ہے اگر کوئی توریت سے خوب واقف نہو تو کیونکر یہ نو گنوا سکے کیونکہ قرآن مجید میں اسرائیلی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے پس

Marfat.com

ضرور ہے کہ انہیں کتابوں سے ثابت کیا جائے پوچھ بنی اسرائیل سے یعنی توریت کے پڑھنے والوں سے ورنہ ان کی زبانی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت موسے ؑ انہیں لوگوں کے درمیان تھے پس انہیں کی کتابوں سے اس کا ثبوت بہت مستحسن ہے اور یہاں بھی وہی بات ہے کہ پوچھ اہل کتاب سے اسی طرح سورہ نحل میں ہے۔

فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	پس پوچھ اہل ذکر (یعنی اہل کتاب الٰہی) سے اگر نہیں جانتے ہو۔

اور اسی طرح سورہ انبیا رکوع ۱ میں بھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	یعنی کیا تو نے نہیں دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے حصہ کتاب میں سے
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى	وہ بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کیطرف تاکہ وہ فیصلہ کرے درمیان انکے
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آل عمران)	پھر اوسکے پھرے ایک فریق ہٹ کر اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں

تفسیر حسینی میں ہے کہ روزے حضرت رسالت صلعم جمعے از یہود را باسلام دعوت کرد نعمان بن ابی اوفی گفت اے محمد من با تو در حضور علماے دین خود مناظرہ مے کنم حضرت فرمود کہ آن صحیفہ را از توریت کہ مشتمل بر نعت وصفت من است بیارید و درین محکمہ آنرا حکم سازید ایشان ازین قول ابا نمودہ آیات توریت را حاضر نکردند حقتعالے فرمود کہ ایشان را بتوریت میخوانید ثم یتولی پس روے میگردانند گروہے از ایشان کہ روسا یہود اند و ایشان اعراض کنندگانند از حق انتہی

یہاں سے مناظرہ کا قانون صحیح دانشمندوں کو معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلعم نے یہودیوں سے مناظرہ کے وقت قرآن مجید پیش نہیں کیا کیونکہ وہ اُسے نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں کی کتاب منگوائی اب وہ لوگ جنہیں توریت و انجیل سے واقفکاری نہیں ہے کیونکر اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں ایسی جرأت کر سکتے ہیں اور جو لوگ اس سے بے پروا ہیں ثابت ہے کہ اُنہیں دین اسلام اور خدا اور رسول کے نام کی حمایت سے بھی کچھ غرض نہیں ہے اور فعل رسول اللہ صلعم بھی پسند نہیں کرتے۔

برہ ثانی

بعضے لوگ بے ایمانوں کی اقبال مندی دیکھ کر اپنے دل میں کہتے ہوں گے کہ شاید یہ کچھ نشان مقبولیت کا ہے تو اس کے جواب میں خدا کا کلام تسلی بخشتا ہے کہ

Marfat.com

اَوَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝ (سورہ انعام رکوع ۱)

یعنی کیا نہ دیکھا اُنہوں نے کتنے ہلاک کئے ہمنے پہلے اُن سے مقدور دیا تھا ہمنے اُنکو بیچ زمین کے جو کچھ مقدور نہ دیا تھا اور بھیجا تھا آسمان سے اوپر اُنکے برسنے والا اور کیں ہمنے نہریں بہتی ہیں نیچے اُنکے سے پس ہلاک کیا ہمنے اُنکو ساتھ گناہوں اُن کے اور پیدا کیا ہمنے پیچھے اُن کے قرن اور ۔ انتہی۔

اور بنی اسرائیل کے مراتب سے حقتعالے خبر دیتا ہے کہ۔

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ۝

یعنی پس دی ہمنے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور اُنکو دی ہمنے بڑی سلطنت انتہی (سورہ نساء رکوع ۸)

مگر اب یہود کی پست حالی جس حد کو پہونچی ہے وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اڈن برگ سنہ ۱۸۴۶ء میں بباب دہم حوادثات یہودیان کو دیکھنا چاہیئے یہ تو اُن کا دنیا میں حال ہے اور آخرت میں۔

وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۱)

یعنی خرابی ہے منکروں کو ایک سخت عذاب سے۔

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝

یعنی آیا نہیں پہونچی تمکو خبر اُن کی جو پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود انتہی (سورہ ابراہیم رکوع ۱)

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا (سورہ ابراہیم رکوع ۲)

یعنی اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسا نکریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہمکو ہماری راہیں اور ہم صبر کرینگے ایذا پر جو تم ہمکو دیتے ہو۔ انتہی۔

یہ اقبال اور عزت خدا کی رضامندی کا نشان نہیں ہے اور نہ محتاجی خدا کی ناراضی کا نشان ہے بلکہ

چہ زحمت از مملکت بربستہ خواہی	گدائی خوشتر است از بادشاہی

خدائے قادر جو حلم کا چشمہ ہے اُس نے ایک دن ٹھہرا رکھا ہے کہ اُس دن صالح و طالح کا انصاف بلے رو رعایت کریگا اگرچہ ممکن تھا کہ وہ ابھی ہر بدکار کو سزائے اعمال دیتا لیکن اس لئے تامل ہے تاکہ توبہ کے لئے ہر گنہگار کو ایام حیات تک فرصت باقی رہے دوسرے یہ کہ عدالت کے دن کا ہر شخص منتظر رہے کیونکہ اگر ابھی ہر ایک کو سزا و جزائے اعمال ملے تو قیامت اور عدالت کا کوئی انتظار نکرے سبحان اللہ۔

زحد بگذشت گو طغیان عدو را	فزون ترزان ہم استغناست او را

وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر چمکاتا اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے (متی ۵ باب ۴۵) ہر ایک کو اُس کے ایام حیات تک روزی دیتا اور سب کی خبر لیتا ہے جب حضرت یوسفؑ قیدخانہ میں تھے اور فرعون تخت سلطنت پر خواب دیکھ رہا تھا تب خدا حضرت یوسفؑ کے ساتھ تھا کہ خواب کی تعبیر انہیں نے بتائی تھی (پیدایش ۴۱ باب) اور یہی حال بعینہٖ حضرت دانیالؑ کا بابل کے بادشاہ کے پاس اسیری میں تھا (دانیال ۲ باب) اور جب بنی اسرائیل سخت مصیبتوں میں تھے اور فرعون اونپر ظلم کر رہا تھا اور حضرت موسیٰ پانی میں پڑے تھے تب بھی خدا بنی اسرائیل کے ساتھ تھا کہ فرعون نے جو اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈلوایا تو خدا نے بھی مصریوں کے سارے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف یہی بلکہ مصریوں کو بھی بحر قلزم میں ڈبویا خروج ۱ باب ۳ اور ۱۲ باب ۲۹ اور ۱۴ باب ۲۸ پس یہ عین انتظام الٰہی ہے کہ جس طرح مصریوں نے اسرائیلی لڑکوں کو مارا خدا نے بھی مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور جس طرح مصریوں نے اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈبویا خدا نے بھی مصریوں کو دریا میں ڈبویا اور اسرائیلیوں کے لئے دریا کو سکھایا۔

تعالیٰ اللہ زہے قیوم و دانا	توانائی دہ ہر ناتوانان
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران

قہر کے دن دولت سے کام نہیں نکلتا پر صداقت ہی موت سے نجات دیتی ہے۔ (امثال ۱۱ باب ۴) کسی دولت مند کو قیامت کے دن محتاجوں کی طرح حساب دینے سے چارہ نہیں ہے اور کسی دولت مند نے باوجود اپنے حشمت اور اقتدار کے محتاجوں سے بڑھ کے کسی قدر طول حیات نہیں حاصل کی ہے ہاں کسی کی زندگی اُس کے مال کی زیادتی نہیں ہوتا ۱۲ باب ۱۵-۲۱- اور کوئی دولت مند نہیں گذرا ہے کہ جس نے محتاجوں کی مانند صرف ایک کفن لے کر قبر میں نہ گذارہ ہو اگر سلطنتیں ہیں تو قایم نہ رہینگی داگر قوتیں ہیں تو زائل ہو جائیں گی جمال کو پایداری نہیں اور کمال سریع الزوال ہے یاران ہمدم جدا ہو جائیں گے اور مال وبال مآل ہے لیکن پانچ باتیں جو خدا اور رسول کے جلال کے واسطے کی جائیں

اُن پانچ ہزار سے بہتر ہیں جو اشرفی لفظا ہے کہ شاہی عدالت میں وکالت کی فصاحت کو ظاہر
کریں تلواریں جگر سے گذر جائیں گی اور آفتیں سر سے فاقے ایام حیات کا شمار گنوائیں گے
اور حوادثات زمانہ پے در پے آئیں گے لیکن لے دل سنبھل کہ خدا کا نام اُن سب دوکنے والی
چیزوں پر غالب آئے گا۔ قادر مطلق پہلوانوں سے کہتا ہے کہ اب جاؤ اور وہ ایک قدم نہیں
ٹھہر سکتے اور بڑے دولت مندوں سے فرماتا ہے کہ رخصت ہو اور وہ ایک دم نہیں ٹھہر سکتے
اگر انسان کی زندگی خدا کے واسطے ہے تو کون خدا کے کام کی تحقیر کر سکتا ہے کہ خداوند یوں کہتا
ہے کہ حکیم اپنی حکمت پر فخر نہ کرے اور قوت والا اپنی قوت پر فخر نہ کرے اور مالدار اپنے مال پر
فخر نہ کرے بلکہ جو فخر کیا چاہتا ہو اس پر فخر کرے کہ مجھے سمجھتا اور جانتا ہے کہ میں خداوند ہوں جو رحمت
اور انصاف اور صداقت زمین پر کرتا ہوں کہ یہ مجھے خوش آتا ہے یرمیاہ ۹ باب ۲۳ و ۲۴
کوئی ہم میں سے اپنے واسطے نہیں جیتا اور کوئی اپنے واسطے نہیں مرتا ہے اگر جیتے ہیں
تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں اس لئے
ہم جیتے مرتے خداوند ہی کے ہیں۔ رومیوں کا ۱۴ باب ۷ و ۸ ہماری محتاجی بڑی دولتمندی
کی خبر دیتی ہے کہ خداوند جسے پیار کرتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے اور ہر ایک بیٹے کو جسے وہ
قبول کرتا ہے پیٹتا ہے (عبرانیوں کا ۱۲ باب ۶) سعادت مند وہ انسان جسے تو اے
خداوند تادیب کرے (۹۴ زبور ۱۲) یعقوب ۱ باب ۱۲ مکاشفات ۳ باب ۱۹ دینداری
تو قناعت کے ساتھ بڑا نفع ہے کیونکہ ہم دنیا میں کچھ نہ لائے اور ظاہر ہے کہ کچھ لیجا
نہیں سکتے۔ پس اگر ہمنے کھانا کپڑا پایا تو ہمارے لئے بس ہے کہ وے جو دولت مند
ہوا چاہتے ہیں سو امتحان اور پھندے میں اور بہت سے بیہودہ اور بُری خواہشوں
میں پڑتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں ڈوبا دیتی ہیں کیونکہ زر کی دوستی
ساری بُرائیوں کی جڑ ہے جس کے بعضے آرزومند ہو کر ایمان کی راہ سے بھٹک گئے اور آپکو
طرح طرح کے غموں سے چھیدا پر تو اے مرد خدا ان چیزوں سے بھاگ اور راستبازی
دینداری ایمان محبت صبر اور فروتنی کا پیچھا کر ا تمتھیس اول طیطاؤس ۶ باب ۶-۱۱- کیونکہ اونٹ
کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا اُس سے آسان ہے کہ کوئی دولت مند خدا کی بادشاہ

Marfat.com

میں داخل ہو (لوقاہ ۱۴ باب ۲۵) انسان کی زندگی کا حاصل نجات یعنے ہمیشہ کی زندگی ہے اور ہلاکت ابدی یعنے جہنم واصل ہونا اس کے برخلاف پس آدمی کو کیا فائدہ ہے اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی جان کھووے (متی ۱۶ باب ۲۶) یعنے نجات سے محروم رہے نعوذ باللہ کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

یعنی اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو اڑبا ستے یا حکم کرتے ہیں دولتمندوں اوس کے کو پس نافرمانی کرتے ہیں بیچ اوس کے پس ثابت ہوئی اوپر اوس کے بات عذاب کی پس ہلاک کرتے ہیں ہم ہلاک کرنا۔ انتہیٰ۔ ازتفسیر حسینی

پس چاہیے کہ مسلمان اپنے ان مراتب پر نظر کریں اور ان ٹیڑہی ترچھی قوموں کے درمیان اپنا چال چلن ایسا سیدہا اور آراستہ رکھیں کہ اُن کے سبب سے کوئی دین اسلام کی بدنامی کرنے کا موقع نپاوے۔ تُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ○ اس مولف گنہگار کا بھی سب کے آگے یہ اقرار ہے۔ أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

سورہ فرقان کے آخر میں خدا فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط

لوح ثانی

اس میں کلیسیا تین سے بارہ تک یعنی دس ۱۰

کلیسیا ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الدَّيَّانِ عَظِيمِ الْبُرْهَانِ مُنَزِّلِ التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ

Marfat.com

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَاسِخِ الْاَدْیَانِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُرْسِلَ حِیْنَ شَاعَ الْکُفْرُ فِی الْبُلْدَانِ فَدَعَا الْخَلْقَ اِلَی التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ وَاَبْطَلَ الشِّرْکَ وَحَبَائِلَ الطُّغْیَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَادَامَ لَمَعَ الْقَمَرَانِ ○

یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(سورہ آل عمران جزو ۳ رکوع ۱۵ از ہدایت المسلمین صفحہ ۶۵)

توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں جبکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں

(اعمال ۳ باب ۱۹)

اگرچہ جیسا میں لکھتا ہوں ہر شخص ایماندار ایسا ہی اپنے دلمیں سمجھتا ہوگا گو کسی مصلحت سے برملا اس کا اقرار نہ کر سکے کیونکہ میں وہ ہی کہتا ہوں جسپر موافق اور مخالف کا دل گواہی دے اگر بے طرفداری غور کیا جائے تو یہی خیال کرنا چاہیے کہ میں نے یہ کتاب الہام سے نہیں لکھی اور نہ میں کوئی حکیم اور فیلسوف ہوں جو میری عقل اوروں سے بڑھکر ہو۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ ط

انعام رکوع ۵

یعنی اور نہیں کہتا میں تم سے کہ نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب کو اور نہیں کہتا میں کہ تحقیق میں فرشتہ ہوں

مگر اسقدر البتہ کہہ سکتا ہوں کہ تحقیقات مذاہب مختلفہ میں اونہیں کے علماء کے ساتھ میرا اکثر وقت بسر ہوا (اول قرنتیوں کا ۹ باب ۲۰-۲۲) علےٰ ہذا القیاس علماء عیسائی سے بھی جو کچھ واجبی و راست مجھے تحقیق ہوا میں نے مناسب سمجھا کہ بپاس خاطر بعض اہل کتاب بے تاویل بیان کروں خدا میری زبان کو جھوٹ سے روکے اور جہان کہیں مجھسے خطا واقع ہوئی ہو اوسے معاف فرمائے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں سے بھی مجھے یہی امید ہے۔

کلیسیا ۳

اس میں چہلہ سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

Marfat.com

سکرمنٹ

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا (سورہ بقر آیت ۷۹)	پس واے برحال ان لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ بیچیں اس کو تھوڑے مول پر۔

پس واے برحال اُن کے اُس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے لکھا اور واے برحال اُنکے اُس کے سبب جو اُنھوں نے کمایا۔ (از شہادت قرانی فصل ۲ صفحہ ۱۰) کوئی کتاب از روے قدامت توریت کے برابر نہیں ہے تاکہ باعتبار ہم عہدی مورخانہ کچھ اس توریت کی صحت پر جواب موجود ہے گواہی دے۔ یونانی عالموں میں قدیم تواریخ ہیرودٹس کی ہے اور وہ حضرت ملاکیؑ نبی کے زمانہ میں حضرت عیسےٰ سے چار سو برس پیشتر تھا البتہ ہومیرس اور ہسیڈ شاعروں کی تصنیفات اُس سے قدیم ہیں مگر ان دونوں کا زمانہ کوئی صحت سے ٹھہرا نہیں سکتا اور وہ جو انہیں سب سے زیادہ قدامت بخشتے ہیں ہومیرس کو حضرت یسعیاہ نبی کا ہم عہد جو سنہ عیسوی سے ساڑھے سات سو برس پیشتر ہوے اور ہسیڈ کو الیاس نبی کا ہم عہد کہ جو سنہ عیسوی سے نو سو برس ۹۰۰ پیشتر تھے ٹھہراتے ہیں لیکن اِن دونوں شاعروں کی تصنیفات میں کچھ توریت وغیرہ کا ذکر نہیں ہے صرف دیوتاؤں کے قصہ کہانیاں مرقوم ہیں اور ہندوؤں میں جو چار وید اور دہرم شاستر اور مہابہارت اور رامائن ان کی تصنیفات کا بھی زمانہ کسی نے نہیں ٹھہرایا دہرم شاستر میں بیوہ کے ستی ہونے کا کچھ حکم نہیں پایا جاتا مگر اس اصل شاستر کے زمانے کے بعد یہ دستور جاری ہوا اور سکندر کے زمانہ میں (جو سنہ عیسوی سے تین سو تینتیس ۳۳۲ برس پیشتر تھا مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۱) ستی ہونے کا دستور جاری تھا اِس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ شاستر سکندر کے زمانے سے قدیم ہے نہ یہ کہ توریت سے اور بالفرض قدیم بھی ہو تو اوسے توریت وغیرہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے غرض سب مسیحیوں کا اتفاق اسپر ہے کہ توریت سنہ عیسوی سے پندرہ سو برس پیشتر لکھی گئی پیشتر توریت تمام و کمال ایک جلد میں تھی مگر جب سے بہتر عالموں نے بقول علماء عیسائی اس کا ترجمہ سنہ عیسوی سے ۲۸۴ برس پیشتر یونانی زبان میں کیا تب سے الگ الگ کتابوں میں اُس کی تقسیم ہوئی جن کے (مفتاح الکتاب صفحہ ۶۲) یہ نام ہیں۔

Marfat.com

پیدایش - خروج - احبار - گنتی - استثنا دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۳ و ۲۴۳ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۲ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب اور طلوع الشمس صداقت ناتھ انڈیا سوسائٹی کی طرف سے چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ سنہ عیسوی سے دو سو ستر برس پیشتر یہ ترجمہ ستر عالموں کے ہاتھ سے ہوا تھا اور اسی طرح صفحہ ۲۴ میں بھی ہے اور اسی طرح روضن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ اول صفحہ ۹ میں بھی ہے اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۹۴ سطر ۵ میں ہے کہ عیسیٰ کی پیدایش سے دو سو برس پہلے توریت کا ترجمہ ستر عالموں نے یونانی زبان میں کیا تھا انتہے - اور اسحاق ناتھن یہودی نے پندرہویں صدی عیسوی میں آیتوں کا نشان مقرر کیا جیسا کہ ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء میں مرقوم ہے اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ پرانے عہد نامے کی کتابوں کے باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان کارڈنل ہوگو نامی ایک شخص سے مسیح کے جانے کے بارہ سو چالیس ۱۲۴۰ برس بعد ٹھہرائے گئے اور اسی طرح انجیل کے بھی باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان رابرٹ اسٹیفنیس صاحب سے جو مشہور عالم اور فرانس کے پادشاہی چھاپہ خانہ کا مہتمم تھا مسیح کے آنے کے پندرہ سو پینتالیس ۱۵۴۵ برس بعد ٹھہرائے گئے - مگر یہ تدبیر کامل نہیں ہے کیونکہ کہیں کہیں فصل کی تفصیل کے معنے میں باہم ربط دکھائی نہیں دیتا اس سبب سے چاہیے کہ طالب العلم جب کتابیں پڑھے تو اپنے کو آیتوں کی قید میں نہ چھوڑے بلکہ ہر ایک بات کو اُس کے حقیقی معنے اور ربط کے موافق دریافت کرے انتہے تمت کلامہ - یہ کتاب درحقیقت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی از روے الہام تھی مگر اُس زمانہ کے بعد توریت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی نہ رہی بلکہ اُس کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی کیونکہ ان کتابوں میں حضرت موسیٰؑ کی طرف کوئی متکلم کی ضمیر نہیں بلکہ اکثر غائب کی ضمیر ہے چنانچہ خروج ۳ باب ۱ و ۳ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ اور ۴ باب ۱ و ۴ و ۱۰ و ۱۴ اور ۱۹ وغیرہ سیکڑوں مقاموں کو دیکھنا چاہیے دوسرے یہ کہ بعض ایسے نام اور حالات اُن کتابوں میں آئے ہیں جو بہت دنوں بعد حضرت موسیٰؑ کے واقع ہوئے چنانچہ -

(۱) پیدایش ۱۳ باب ۱۸ میں ہے اور ابراہام نے اپنا ڈیرہ اوٹھایا اور ممرے کے بلوط میں

جو حبرون میں ہے چار ہا انتہے۔ اور اسی طرح اسی کتاب کے ۳۵ باب ۲۷ اور ۳۷ باب ۱۴ میں حبرون کا نام ہے اور حبرون ایک گاؤں تھا بنی اسرائیل نے جب فلسطین کو فتح کیا تب اُس گاؤں کا نام حبرون رکھا اگلے زمانہ میں اُس کا نام قریہ اربع تھا دیکھو کتاب یشوع ۱۴ باب ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعد فتح ہونے فلسطین کے لکھی گئی ہے جو واقع ہوئی بعد زمانہ حضرت موسیٰؑ کے۔

(۲) کتاب پیدایش ۳۵ باب ۲۱ میں ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ مجدال عدر کے اُس طرف استادہ کیا انتہے۔ عدر اُس منارہ کا نام ہے جو یروسلم کے دروازہ پر تھا (میکاہ ۴ باب ۸ میں گلّے کے برج یعنے عبرانی مجدال عدر) اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب بعد تعمیر یروسلم لکھی گئی اور تعمیر یروسلم سیکڑوں برس بعد حضرت موسیٰؑ کے ہوئی ہے۔

(۳) پیدایش ۳۶ باب ۳۱ میں ہے بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے پیشتر اس سے کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہوئے ہیں انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل میں چند بادشاہ ہو چکنے کے بعد لکھی گئی جو حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے بعد ہوئے ہیں اول سموئیل ۸ باب وغیرہ۔

(۴) خروج ۱۶ باب ۳۵ و ۳۶ میں ہے اور بنی اسرائیل چالیس برس جب تک کہ وے بستی میں آئے من کھاتے رہے جب تک کہ وہ زمین کنعان کی نواحی میں آئے من کھاتے رہے اور ایک اومر ایفہ کا دسواں حصہ ہے۔ انتہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب بنی اسرائیل کنعان میں پہونچ چکے تھے اور من کھانا موقوف ہو چکا تھا اور وزن ایفہ کا رائج ہو چکا تھا اور یہ باتیں حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں نہیں ہوئیں دیکھو کتاب یشوع ۵ باب ۱۱ و ۱۲ من اُس وقت موقوف ہوا ہے جب بنی اسرائیل نے یریحو کی ... وہاں کے حاصل سے فطیری روٹیاں اور بھنی بالیاں کھائی تھیں اور ایفہ ... کے عہد سے پیچھے نکلا۔

(۵) گنتی ۳۲ باب ۴۱ میں ہے اور منسّی کا بیٹا یائیر نکلا اور اُس نے اس نواحی کی بستیوں کو لے لیا اور اُن کا نام یائیر بستی رکھا انتہے۔ اور استثنا ۳ باب ۱۴ میں ہے منسّی کے

Marfat.com

بیٹے یایر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریوں اور معکانیوں کی نواحی تک لے لیا اور
اُس نے اُس کا یعنے بسن کا نام یایر کی بستیاں رکھا جو اس کا نام تھا وہی نام آجتک ہے
انتہے۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اُس زمانہ کے بعد لکھی گئی ہیں کہ جب یایر
نے اُن ملکوں کو لے لیا تھا اور یہ واقعہ بہت مدت بعد حضرت موسیٰ کے ہوا ہے۔ اور یہ فقرہ
کہ وہی نام آجتک ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص مصنف توریت یایر کے بعد بھی
مدت پیچھے ہوا ہے علاوہ اس کے یہ بھی صحیح نہیں کہ یایر منسی کا بیٹا ہو کیونکہ یایر بیٹا شجوب کا
اور اولاد یہوداہ میں سے تھا (اول تواریخ ۲ باب ۲۲) اور منسی اولاد یوسفؑ میں سے تھا تفسیر
ہنری واسکاٹ میں ذیل استثنا ۳ باب ۱۴ کے یوں لکھا ہے کہ جملہ اخیرہ الحاقی ہے کسی
نے بعد موسیٰؑ کے بڑھایا ہے اور اگر اُس کو چھوڑ دیا جائے تو کچھ مطلب نہیں بگڑتا۔
(۶) استثنا ۳۴ باب میں حال وفات حضرت موسےؑ اور ذکر اُن کی قبر کا مذکور ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کی لکھی ہوئی
ہے۔ تفسیر ہنری واسکاٹ میں ہے کہ کلام موسےؑ باب گذشتہ توریت پر تمام ہوا اور یہ باب
کسی کا ملایا ہوا ہے وہ شخص یشوع ہو یا سموئیل یا عزرا یا اُن کے بعد کوئی پیغمبر ٹھیک دریافت
نہیں ہوتا شاید پچھلی آیات اس باب کے بعد رہائی بابل کے عہد میں عزرا کے لکھی گئی ہوں
گی انتہے۔ اور تفسیر جارج ڈوالی اور رچرڈ منٹ مطبوعہ لندن ۱۸۴۸ء میں بھی اسی طرح پر ہے
اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد
مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱۱ سوال ۷۴ میں بھی اسی کے موافق ہے اور اختتام دینی مباحثہ
صفحہ ۳۶ میں پادری فانڈر صاحب نے لکھا ہے کہ موسیٰؑ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس
میں موسےؑ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی نے اس کتاب میں الحاق کیا گیا انتہے۔ دیکھو
عیسائی عالموں کو کوئی سند نہیں ملی کہ باوجود اقرار کرنے الحاق کے کسی الحاق کرنے والے کو
معین نہیں کر سکتے۔ بلکہ صرف اٹکل سے کہتے ہیں کہ شاید فلانہ فلانہ مگر یہ تحکم غضب ہے کہ
باوجود اس اٹکل کے بھی کہتے ہیں کہ کوئی پیغمبر ہوگا ہنوز اس باب کے ملانیوالے کا ثبوت نہیں
مگر اُس کی پیغمبری کا ثبوت ہو گیا غرض یہ کہ اس باب کے ملانیوالے کا پتہ نہیں اور اس باب کے

Marfat.com

آخری آیتوں کے ملانے والے کا اور بھی پتہ نہیں ہے۔

تبدیل توریت کے ترجمہ میں

(۷) گنتی ۲۱ باب ۱۴ میں ہے اردو ترجمہ چھاپہ ۱۸۲۲ء اس لئے یہوواہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے کہ یہ دریائے قلزم اور وادی ارنوں کے پاس ہے انتہٰے۔ اور رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں یوں ہے اس سبب خداوند کے جنگ نامہ میں لکھا ہے خداوند آندھی میں وہب پر قابض ہوا اور ارنوں کی نہروں پر انتہٰے۔ اول تو ان دونوں ترجموں کے اختلاف پر غور کرنا چاہیے کہ کس قدر تفاوت ہے پھر یہ کہ مصنف اس کتاب کا کوئی شخص اور سوائے موسےٰؑ کے ہے کہ اس نے بعض حالات کو جنگ نامہ خداوند سے نقل کیا ہے طامس اسکاٹ مفسر نے لکھا ہے کہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ کسی اسرائیلی یا عموری یا بت پرست نے یہ کتاب جنگنامہ تصنیف کی نام سے یہوواہ کے جس میں کہ درج کیں فتحیں صحون کی انتہٰے۔ چونکہ یہ فتحیں بعد وفات حضرت موسےٰؑ کے ہوئی تھیں جو کہ جنگ نامہ خداوند میں درج ہوئیں اور جبکہ جنگ نامہ سے توریت میں مضامین نقل ہوئے تو توریت تصنیف حضرت موسےٰؑ کی نہ ہی دوسرے یہ کہ بت پرست کا کتاب جنگ نامہ کو خداوند کے نام سے تصنیف کرنا کمال تعجب ہے۔

(۸) گنتی ۱۲ باب ۳ میں ہے اور موسیٰ سارے لوگوں سے جو روے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھے انتہٰے اس فقرے سے معلوم ہوا کہ مؤلف اس کتاب کا موسےٰؑ نہیں اس لئے کہ کوئی متکبر بھی ایسی اپنی تعریف بڑھکر نہیں کرتا پس مؤلف اس کتاب کا کوئی شخص متعقدون حضرت موسےٰؑ سے ہے نہ موسیٰ علیہ السلام۔

(۹) استثنا اول باب ۱ میں ہے یہ وہ باتیں ہیں جو دیکھو موسےٰؑ نے یردن کے پار بیابان کے میدان میں سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابن اور حصیرات اور دی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل کو کہیں انتہٰے پس یہ لفظ (یردن کے پار) دلالت کرتا ہے کہ لکھنے والا اس کتاب کا یردن کے دوسری طرف تھا اور اس لئے بعض شخصوں نے کہا ہے کہ کتاب استثنا تصنیف موسیٰؑ کی نہیں۔

ف یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب توریت موسیٰؑ کے زمانہ میں لکھی گئی بلکہ اس مقام پر بھی نہیں لکھی گئی۔

Marfat.com

وہ لفظ جس کا ترجمہ یردن کے پار ہے اُس کا ترجمہ یردن کے اُس پار مترجمون یونانی
توریت نے جو بہتّر یہودی بڑے بڑے عالم تھے اور مترجم ترجمہ لاطینی نے کہ بہت بڑا معتبر
مسیحیون میں ہے اور ڈاکٹر جڈسن نے اپنے ترجمہ میں اور اسی طرح بیشمار مترجمون بلکہ سب
ملکوں والوں نے جو غیر انگلینڈ کے رہنے والے ہیں (شاید سوائے مترجم ترجمہ سُریانی کے)
لیا ہے اور روسن کا تھلک کے ترجمہ انگریزی سب انہیں کے موافق ہیں اور عالم فرقہ پروٹسٹنٹ
کے اِس اعتراض کے دفع کرنے کے لئے اُن سب ترجموں مذکورہ بالا کو غلط ٹھہراتے ہیں مگر
جمہور کے سامنے قول ان کا کب معتبر ٹھہر سکتا ہے اور جمہور سے لاکھون بلکہ کروڑوں فاضل
عیسائی اُن کی صحت کے قائل تھے اور اگر اُن کے قول کو مان بھی لیں تو بھی ہمارا اعتراض
اُن سب فرقوں پر جو اُن ترجموں کی صحت کے قائل ہیں بلا شبہہ تمام ہے اور فرقہ پراٹسٹنٹ
کے اقرار کے بموجب وہ سب ترجمے خراب اور غلط اور جمہور سلف بڑے محرّف یا بے فہم ٹھہرتے
ہیں اس لئے کہ یا تو اُن سب نے قصداً ترجمہ غلط کر کے اُس کو مطلب کلام الٰہی کا بتلا کر
واجب الاعتقاد کیا ہوگا تو محرّف ٹھہرے یا اُن سب کو کچھ علم نتھا اور بے علمی سے اس غلطی
میں پڑے تھے۔

دوسری دلیل

دوسرے یہ کہ لفظ موسیٰ جو اس آیت میں موجود ہے یہ ضمیر غائب اس کے لئے دلیل ہے
کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ کی تالیف نہیں ہے۔

(۱۰) گنتی ۲۱ باب ۳ میں ہے خداوند نے اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیوں کو
گرفتار کردیا اور اُنہوں نے اُنہیں اور اُن کی بستیوں کو حرم کردیا اور اُس نے اُس مقام کا نام
حرمہ رکھا انتہیٰ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اُس وقت تصنیف ہوئی جب کنعانی
قتل ہوچکے تھے اور اُن بستیوں کا نام حرمہ ہو لیا تھا اور یہ واقعات حضرت موسیٰ کے
بہت پیچھے ہوئے ہیں (دیکھو قاضیوں کا اول باب ۱۷) اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کتاب
کو حضرت موسیٰ نے نہیں لکھا بلکہ کسی اور شخص نے اُن کے بہت دنوں کے بعد لکھا ہے
طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ یشوع نے اُن بستیوں کو حرم کیا

Marfat.com

...ا لیکن تعجب کہ کس طرح موسےؑ نے درج کئے کام یشوع کے بعد عرصہ دراز انکی موت کے ہوئے تھے۔

...یت کے ترجموں میں فرق	(۱۱) پیدایش ۱۲ باب ۶ میں ہے ترجمہ اُردو ۱۸۴۳ء ابراہیم نے اُس سرزمین میں نابلس کے مقام اور ممرے کے بلوط تک سیر کی اور اُس وقت

کنعانی اُس زمین میں تھے انتہے۔ اور ترجمہ رومن چھاپہ لندن ۱۸۰۶ء میں ہے ابرام اُس ملک میں سکم کی بستی اور مورہ کے بلوط تک گذرا اُس وقت ملک میں کنعانی تھے انتہے پہلے ان دونوں ترجموں کا تفاوت دیکھنا چاہیئے۔

...یسائیوں کا غلط خیال	پھر یہ کہ تفسیر ہنری واسکاٹ میں لکھا ہے کہ یہ جملہ کہ اُس وقت ملک میں کنعانی تھے اور اسی طرح اور جملے چند جا کتب مقدسہ میں بالیقین کے ہونا

...کسی اور الہامی شخص نے جس زمانے میں کہ کتابیں جمع کی گئیں تھیں اُن کتابوں کے زمانہ تصنیف سے ایک مدت بعد بڑہا دیے ہیں انتہے۔ دیکھو ان مقاموں میں بھی مفسروں نے اپنا کچا عذر پیش کر کے اٹکل سے کہتے ہیں کہ فلانا یا فلانا ہوگا اور تفسیر طامس اسکاٹ میں ہے کہ یہ فقرہ کسی نے شرح کے بطور حاشیہ پر لکھا ہے شاید عزرا نے آیت میں ملا لیا انتہے

(۱۲) پیدایش ۱۴ باب ۱۴ میں ہے جب ابرام نے سنا کہ اس کا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادوں کو لیکر وان تک اُن کا تعاقب کیا انتہے۔ وان نام ایک شہر کا ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد زمانہ موسیٰؑ اور یشوعؑ کے جب شہر لیش لوٹ لیا اور اُس کے لوگوں کو قتل کیا اور اُس شہر کو جلا دیا تھا تو یہ نیا شہر آباد کر کے اسکا نام وان رکھا جیسا کہ قاضیوں کے ۱۸ باب ۲۹ سے بخوبی ثابت ہے پس معلوم ہوتا ہے مصنف اِس کتاب کا کوئی شخص بعد آبادی اِس شہر کے ہوا ہے اور اگر حضرت موسیٰ اِس کے مصنف ہوتے تو ضرور وان کی جگہ لیش لکھتے اور حالانکہ عبری نسخوں میں یہی ...ی مرقوم ہے طامس اسکاٹ صاحب بموجب قول بعض کے لکھتے ہیں کہ عزرا نے اس کا نام وان رکھا تھا انتہے۔ یعنے موسیٰ سے ہزار برس بعد۔

...یت کی غلطی	علاوہ اِس کے لوط بھتیجے ابرام کے تھے جنہیں یہاں بھائی حضرت ابراہیم

Marfat.com

کا لکھا ہے۔ چنانچہ پیدایش ۱۱ باب ۳۱ میں ہے تارح نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے پوتے لوط یعنے اپنے بیٹے ہاران کے بیٹے کو الخ۔

زبور اور کتاب نحمیاہ اور یرمیاہ اور حزقیل علیہم السلام سے یہ ظاہر ہے کہ زمانہ سلف میں بھی طریقہ تالیف و تصنیف کا ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس وقت کا اور محاورہ تھا اور اب کچھ اور ہے اگر ایسا ہوتا تو اگلی کتابوں کا اس زمانہ میں سمجھنا ناممکن تھا چنانچہ واعظ اول باب ۱۲ میں ہے میں واعظ یروسلم میں بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اور ۱۶ میں ہے میں نے یہ بات اپنے دل میں کہی اور اسی طرح امثال اول باب ۸۔ اور ۴ باب ۱ وغیرہ عزرا اول مقاموں کو دیکھو اور اناجیل میں تا مجات وغیرہ اس بات پر گواہ ہیں کہ دیکھنے والوں کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف اپنا حال بیان کرتا ہے یا کسی غیر کا لیکن توریت سے حضرت موسےؑ کا مصنف ہونا کہ ہر جگہ غائب کے صیغہ سے مذکور ہوا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

اہل کتاب کی دلیل کہ عزرا نے کتاب کو لکھا۔

اور یہ کہ جو بعضے اہل کتاب عزرا کے نویں اور دسویں باب اور نحمیاہ کے آٹھویں باب کو اس بات کے لئے دلیل لاتے ہیں کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ یہ اُن کا صرف گمان ہے کیونکہ اُن میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ بلکہ اُن بابوں سے صرف اسی قدر سمجھا جاتا ہے کہ عزرا نے بنی اسرائیل کی حرکتوں پر افسوس کیا اور نحمیاہ کے آٹھویں باب سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نے عید وغیرہ کے دستورات عبادت جو شریعت میں خدا نے حضرت موسیٰ کی معرفت فرمائے تھے یہودی قوم کو سنائے دیکھو نحمیاہ ۸ باب ۱۳ و ۱۴۔ چنانچہ عزرا ۷ باب ۶ میں لکھا ہے کہ عزرا موسیٰ کی شریعت میں فقیہ کامل تھا انتہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یروسلم میں آکر ہیکل کی تقدیس اور روزمرہ وہاں عبادت اور طہارت وغیرہ کے طور کہ جو یہودی ستر برس بابل میں رہ کر بھول گئے تھے عزرا کو جو کچھ معلوم تھے بتلا دیے ہوں گے۔ غرض یہ کسی مقام سے ثابت نہیں ہے کہ عزرا نے اس کتاب کو لکھا یا کسی اور نبی نے۔

پس اس کتاب کے مصنف کا حال ان مختصر بیانوں سے کہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں

Marfat.com

معلوم ہوا اب کتاب کا حال سننا چاہیے۔

سکرمنٹ ۲

پہلی بار کتاب توریت کا گم ہوجانا	(۱) منسّی بادشاہ یہودیہ کے زمانہ میں سنہ عیسوی سے ۶۹۸ برس پیشتر کتاب توریت کھوئی گئی۔ (مقدس کتاب کا احوال حصہ ۱ باب ۸ ۴ صفحہ ۱۷

چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء اور یوسیاہ بادشاہ کے وقت میں سنہ عیسوی سے ۶۲۴ برس پیشتر خلقیاہ سردار کاہن نے کہا کہ میں نے ہیکل یروسلم میں توریت کتاب پائی اور جس وقت بادشاہ نے اُس کتاب کو پڑھوایا تو گھبراکر اپنے کپڑے پھاڑے ۲ سلاطین ۲۲ باب اور ۲ تواریخ ۳۴ باب ۱۴ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بادشاہ اور سب یہودی توریت سے بالکل ناواقف ہوگئے تھے کیونکہ استثنا ۳۱ باب ۲۵ و ۲۶ کے مطابق توریت کی ایک جلد عبادتخانہ میں رہتی تھی اور وہ بھی ۷۴ یا ۷۵ برس بالکل غایب رہی اور گمان غالب ہے کہ سنہ عیسوی سے نوسو اکہتر ۹۷۱ برس پیشتر جب ام بادشاہ یہودیہ کے وقت میں جبکہ سیسق بادشاہ مصر نے ہیکل اور بادشاہ کے گھر کو لوٹا اُسی وقت سے توریت ضائع ہوئی۔ دیکھو اول سلاطین ۱۴ باب ۲۵ و ۲۶۔ اور مقدس کتاب کا احوال فہرست صفحہ ۲۵۰ کیونکہ بیبل سے منسّی کے وقت میں توریت کا کھویا جانا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اول سلاطین ۸ باب ۹ میں ہے کہ جب حضرت سلیمان ؑ نے اُس صندوق کو کھلا اُس کتاب کو اُس میں نپایا سوا دولوحوں کے اُس میں اور کچھ نتھا انتہیٰ۔ یا یہ کہ بادشاہ یہو شفات کے بعد جو کہ سنہ ۹۱۴ مسیح سے پیشتر تھا (۲ تواریخ ۱۷ باب ۹) توریت غائب ہوئی کیونکہ اُس کے بعد سے خلقیاہ تک پھر توریت کا کہیں ذکر ہے اور ۲ تواریخ ۱۷ باب ۹ سے یہ بھی ثابت ہے کہ سوا ہیکل کے اور کہیں توریت تھی تب تو جو لوگ ملک میں تعلیم دینے گئے توریت اپنے ساتھ لے گئے

شریعت کے موافق دو ۲ یا تین ۳ گواہوں کی ضرورت

چونکہ ہر بات کے ثبوت میں شریعت کے مطابق دو ۲ یا تین ۳ گواہوں کا ہونا شرط ہے

استثنا ۹ ا باب ۱۵- اور ۲ قرنتیون کا ۱۳ باب عبرانیون کا ۱۰ باب ۲۸ متی ۱۸ باب ۱۶ خصوصاً اُس حالت میں جبکہ توریت سے قوم کو بالکل ناواقفی ہوگئی تھی اعتبار اسی میں تھا کہ دو شخصوں سے پائی ہوتی یا دو گواہوں کے سامنے کتاب مفقودہ خلقیاہ نے اُٹھا لی ہوتی پھر یہ کہ پچھتر برس یا قریب تین سو برسوں تک بے احتیاط پڑی رہنے کے سبب اگر وہ ساری کتاب برباد نہیں ہوئی تو بعض اوراق اُس کے بوسیدہ اور برباد ہو گئے ہوتے مگر اندر یہ ہے کہ اتنی مدت دراز تک اور ایسی بے احتیاط پڑی رہنے پر بھی اُس کی ایک سطر بلکہ ایک لفظ جاتے رہنے کا بھی اہل کتاب اقرار نہیں کرتے اس سے ہر دانشمند کہیگا کہ یہ کتاب ہی اور ہے اور وہ توریت اور تھی۔

ہنری وغیرہ مفسرین نے ۲ سلاطین ۲۲ باب ۸ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مرمت کرتے وقت ہیکل کی کتاب توریت خوش قسمتی سے پائی گئی اور اوسے بادشاہ کے پاس لائے وہ تھا اصلی نوشتہ پانچ کتابوں حضرت موسےٰ کا جو اُن کے ہاتھ سے لکھا گیا۔ اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ تھی صحیح اور قدیم نقل اغلب ہے کہ وہ وہی نوشتہ تھا جو حکم حضرت موسیٰ کے رکھا گیا مقام مقدس ہیں۔

عیسائیوں کے دلائل توریت کے گم ہوجانے کی اور پھر پانے کی بات

ایسا سمجھا جاتا ہے کہ وہ تھا کھویا گیا یا بھولا گیا خواہ بے پروائی سے ڈالدیا گیا کونے میں اُن لوگوں سے جو جانتے نہ تھے قدر اُس کی یا کہ وہ تھا کینہ سے چھپایا گیا بعضے بت پرست بادشاہوں سے بعوض جلانے اور ضائع کرنے کے اوسے گاڑ دیا اس امید سے کہ پھر وہ کبھی ظاہر نہ ہوگا اور اکثروں کا یہی قول ہے یا وہ تھی خبرداری سے رکھی گئی اُس کے خیرخواہوں سے تا نہ پڑجاوے دشمنوں کے ہاتھ میں لیکن ہمکو یقین ہے کہ وہ ہی صحیح نقل تھی تمت کلامہ۔

اس کا جواب

اس جگہ مجھے کہنا چاہیے کہ جبکہ اُس کے ملنے کے وقت کوئی اُس کے مضمون سے کبھی واقف نہ ہا تھا تو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ صحیح نقل تھی اور اگر کسی خیرخواہ نے اوسے رکھا ہوتا تو وہ اوسے اپنے گھر میں رکھتا یا پھینک دیتا۔ اور اگر بت پرست بادشاہوں نے کینہ سے اُس کو چھپانا چاہا تو اُس کو جلا دینا اُن کے لئے سہل تھا بہ نسبت کھود کر گاڑنے

کے اور اگر کھود کر گاڑ دیا تھا جیسا کہ اکثروں کا یہی قول ہے تو اتنی مدت دراز تک زمین میں گڑی ہوئی کوئی چیز اور خاصکر کتاب کیونکر خاک نہوگئی ہوگی۔ اور اگر بے پروائی سے ڈالدیا گیا تو ہیکل میں اُس کے پڑے رہنے کی ایسی کون جگہ تھی جو سالہاے دراز تک ہیکل کے سیکڑوں ہزاروں خدمتگذاروں نے اوسے ندیکھا۔ غرض کے تفسیر کی عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کس بادشاہ کے وقت میں توریت کھوئی گئی تھی اور اگر منسّی کے وقت میں توریت غائب ہوئی تھی توجب اوس نے توبہ کی اور دینداری کی راہ پر چلا تب ضرور توریت ظاہر کی جاتی مگر اُس کے پوتے کے وقت میں توریت ظاہر ہوئی۔

بنی اسرائیل کی بت پرستی بعد حضرت موسیٰ اور بعد حضرت یشوع علیہما السلام کے

پس اِس سے ظاہر ہے کہ منسّی سے بہت پیشتر توریت ضائع ہوچکی تھی کیونکہ حضرت موسےٰ کے جانشین حضرت یشوع کے بعد اکثر اسرائیلی بادشاہ بت پرست اور اکثر انبیاء جھوٹے اور کاہن شراب خوار ہوتے تھے۔ اور منسّی بادشاہ اور اُس کا بیٹا بھی اونھیں بت پرستوں میں شمار کیا جاتا ہے (۲ سلاطین ۲۱ و ۲۲ باب) اور ۲ تواریخ ۳۳ باب میں منسّی کے تائب ہونے اور دینداری کا بیان ہے۔ پھر یرمیاہ ۲۳ باب ۹-۳۴ اور ۱۴ باب ۱۴ و ۱۵ میں جھوٹے نبیوں اور ۱۳ باب ۱۳ و ۱۴-۱۴ اور ۲۸ باب ۷ و ۱۱ میں کاہنوں اور نبیوں اور بادشاہوں اور تمام قوم کی بدکاری مذکور ہے۔ اور ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ اور قاضیوں کی کتاب میں خصوصاً قاضیوں کا ۲ باب ۱۰-۱۳-اور ۳ باب ۷ و ۱۲-اور ۶ باب وغیرہ میں اکثر قوم اسرائیل کی بت پرستی لکھی ہے۔

...عات خلاف شان نبوت

یہانتک کہ قاضیوں کے ۱۶ باب میں حضرت شمسون کا ایک ... سے آشنائی کرنا اور اول سلاطین ۱۱ باب ۵-۸ میں حضرت سلیمان کی ...

بنی اسرائیل وغیرہ توریت سے ناواقف ہوگئے تھے

غرض حضرت شمسونؑ اور حضرت سلیمانؑ کو ... منسّی وغیرہ کی بت پرستی پر جو لحاظ کریں تو اُس کا سبب یہی ہے کہ تمام قوم توریت سے ناواقف ہوگئی تھی۔ یعنے جبکہ یوسیاہ دیندار بادشاہ کے پاس توریت نہ تھی اوروں کے پاس کیونکر ہوگی۔ یہ بربادی مؤلف کی نظر میں پہلی ہے جو توریت کے لئے واقع

ہوئی کیونکہ یوسیاہ بادشاہ کے پاس جب مدت کی کھوئی ہوئی توریت آئی تو بادشاہ اور قوم توریت سے اتنے ناواقف تھے کہ اُس کا مضمون سنکر گھبرا گئے۔

شاہان بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ ایک جلد توریت کی اپنے پاس رکھیں۔

باوجودیکہ استثنا ۱۷ باب ۱۸ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کا ہر بادشاہ توریت کی ایک نقل اپنے پاس رکھا کرے اِس حکم کے بموجب اگر توریت لاویوں اور کاہنوں کے پاس جو عبادتخانہ کے خدمتگذار تھے ہوتی تو ضرور اُس کی ایک نقل اُن کے بادشاہ بھی اپنے پاس رکھتے پس ظاہر ہے کہ بت پرستی اور بدکاری کے شوق میں نہ اُن سے توریت کی حفاظت ہوسکی اور نہ اُس حکم کی کیونکہ یہ صرف حکم تھا اور اِس سے یہ ثابت نہیں کہ کوئی بادشاہ بنی اسرائیل اپنے پاس توریت رکھتا بھی ہو۔

صرف ہیکل میں توریت کی ایک جلد رہتی تھی وہیں آکر سب ۷ برس بعد سنا کرتے تھے

لیکن اتنا تو خوب ثابت ہے کہ صرف ہیکل میں ایک ہی جلد توریت کی رہتی تھی اور تمام بنی اسرائیل وہیں آکر توریت سنتے تھے۔ استثنا ۳۱ باب ۱۰-۱۳ و ۲۶ اور نحمیاہ ۸ باب اور نہ یہ کہ ہر سال بلکہ سات برس کے بعد توریت سب کو سُنائی جاتی اور سب کے آگے پڑھی جاتی تھی دیکھو کتاب سوال و جواب رومن ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱ سوال ۵۴ اِس کتاب (یعنے توریت) کی نسبت موسیٰ نے کیا حکم دیا تھا جواب یہ کہ ہر ساتویں برس وہ سب لوگوں کے سامنے پڑھی جائے استثنا ۳۱ باب ۹-۱۳۔

۴۴۲ برس تک توریت کا پتہ نہ تھا

لیکن اِس بربادی کے دنوں تک جو کہ از روے ثبوت ۴۴۲ برس رہی نہ کسی بادشاہ کے پاس توریت تھی اور نہ ہیکل میں کیونکہ اگر ہیکل کے سوا کسی اور کے پاس بھی توریت رہتی تو خلقیاہ کے توریت پانے پر تعجب کرنے کیا مقام تھا اور کیا حاجت تھی جو خلقیاہ نے اوسے بادشاہ کے پاس بھیجا تعلیم الایمان صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ منسّی اور اامون بت پرست بادشاہوں کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اِس قدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن جلوس

کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی تھی۔

سامری صادوقی کتابیں مجموعہ عہد عتیق کی معتبر نہیں سمجھتے

اب اگر کوئی کہے کہ بیبل میں اُس توریت کے ملنے کا ذکر ہے اس لئے اُس کی صحت کا ثبوت ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جن کتابوں یعنے ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ میں اُس توریت کا ملنا مرقوم ہے اُن کتابوں کے مصنفوں کا تو ثبوت نہیں ہے پھر اُس کے بیان کی صداقت کیونکر ہو سکے اور اُس کا الہامی ہونا تو دوسری بات ہے اور یہی سبب ہے کہ سامری صادوقی ان کتابوں کو معتبر نہیں جانتے۔

خلدہ نے اگر توریت کی تصدیق کی تھی تو اُسکا جواب

اور یہ جو ۲ تواریخ ۳۴ باب ۲۲ اور ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ خلدہ نبیہ سے اُس توریت کی بابت پوچھا گیا تھا تو مگر خلدہ نے کچھ توریت کی تصدیق نہیں کی صرف اُس عذاب کے وعدہ کا جو یہودی قوم پر نازل ہوا چاہتا تھا بیان کیا ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۶ اس سے کتاب کی صحت کو کچھ علاقہ نہیں ہے اور اگر خلدہ نے توریت کی تصدیق بھی کی ہوتی تو اول اُس نبیہ کا الہینا ثابت کرنا چاہیے۔

جھوٹے نبی

جبکہ اکثر نبی جھوٹے ہوتے تھے مکاشفات ۲ باب ۲۰ یرمیاہ ۶ باب ۱۳۔

مسیح نے بھی توریت کی بابت مہمل بیان فرمایا

دوسرے حضرت عیسیٰ نے بھی اس سامری عورت کے جواب میں توریت کی بابت ایسا ہی کہا جس سے نہ توریت کی تصدیق ہوتی ہے نہ تکذیب۔

توریت کی غلطیاں حضرت مسیح کو معلوم تھیں۔ حضرت مسیح خدا کے سچے پرستار تھے یوحنا ۴ باب ۲۳

اگرچہ حضرت عیسیٰ کو توریت کی غلطیاں معلوم تھیں یوحنا ۴ باب ۲۰-۲۲۔

یہودیوں کی بربادی مع بیت المقدس کے بخت نصر کے وقت میں

(۲) بابل کی اسیری کے بعد جبکہ سب یہودی بخت نصر بادشاہ کے حکم سے جلاوطن ہو کر ستر برس بابل میں رہے کوئی یہودی ایسا نہ تھا جو اسیری سے بچ رہا ہو یرمیاہ ۴۴ باب ۲ میں لکھا ہے کہ رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تم نے یہ ساری بلائیں جو میں یروشلم اور یہوداہ کے سارے شہروں

Marfat.com

پر نازل کیں اور دیکھیں او دیکھو وے آج کے دن ویران ہیں اور اُن میں ایک بسنے والا بھی نہیں انتہے۔ اسی طرح یرمیاہ ۱۳ باب ۱۹ میں بھی ہے یہانتک وہ جلاوطن رہے کہ اُن کی بولی بدل گئی اور جب وہ اپنے ملک میں لوٹ آئے تو کلدی زبان کے سواجو نواحی بابل میں رائج تھی عبرانی اچھی طرح نہ سمجھتے تھے (از مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۴۴ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء) ۲ تواریخ ۳۶ باب ۱۷۔ ۲۰ و ۲۱۔ یہ اسیری سنہ عیسوی سے چھ سو ۶۰۰ برس پیشتر ہوئی اسیری سے پیشتر خلقیاہ کاہن کی پائی ہوئی توریت کی ایک نقل عبادت خانہ میں رکھی رہتی تھی مگر جب بخت نصر بادشاہ نے ہیکل کو ڈہا دیا اور لوٹا اور جلا دیا اُس وقت اصل نوشتہ توریت کا بالکل ضائع ہوا چنانچہ یہ بات ترتیب جدید اور نئی تالیف کتاب توریت سے جو بابل سے لوٹ آنے کے بعد کی گئی ظاہر ہے

عیسائیوں کا قول بابت جمع کرنیکے دوبارہ توریت کو۔

پس بعد مراجعت اہل جلا کے بموجب زعم عیسائی علماء عزرا کاہن نے سنہ عیسوی سے قریب ساڑھے چار سو ۴۵۰ برس پیشتر صدر مجلس کی صلاح سے توریت وغیرہ کی نقلوں کو شروع بربادی سے ڈیڑھ سو برس بعد اکٹھا کیا دیکھو مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۷۸ عزرا کی کتاب کے احوال میں یہ فقرہ کہ عزرا نے مسیح سے چار سو پچپن ۴۵۵ برس پیشتر بنی اسرائیل کا دینی بندوبست پھر کیا۔ لیکن بیبل رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء کے سنہ مرقومہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ عزرا نے توریت کے احکام جس کا ذکر نحمیاہ ۸ باب ۱۳ اور ۹ باب ۳ میں ہے قوم کو سنہ عیسوی سے چار سو پینتالیس برس پیشتر سنائے تھے غرض یہ دوسری بربادی ہے جو ڈیڑھ ۱۵۰ سو برس بعد توریت کے لاحق رہی اور اُس کے بعد جب جو اوسے اکٹھا کیا تو اوسے اکٹھا کرنے والے نے اپنی اور اور لوگوں کی زبانی جو کچھ یاد رہا تھا توریت کو ایک نئی تصنیف کے طور پر لکھا کیونکہ اگر اسوقت توریت کہیں باقی ہوتی تو حضرت عزرا وغیرہ کے ہاتھ سے نقل کے طور پر لکھی جاتی نہ تصنیف کے طور پر

عزرا نے توریت کو بعد اسیری کے تصنیف کیا

اور اس کی بڑی پہچان یہ ہے کہ قریب سو برس زمانہ اسیری بابل تک یہودیوں کے پاس کوئی نسخہ توریت بابل میں نہ تھا تب عزرا یا کسی اور

دوئی توریت کا نسخہ اسیری سے لوٹ کر جمع کرنا پڑا۔

اُسی زمانہ میں یہودیوں میں دو طریق جاری ہو گئے ایک صادقین کہ جن سے سامری اور صادوقی نکلے اور دوسرے خاسدیم اِن میں سے فریسی اور ایسینی نکلے۔

بعض فرقہ یہودی کی توریت اور بعض عہد عتیق اور کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اِن کے سوا چار اور تھے۔ فقیہ۔ ہیرودی۔ جلولی۔ لبرتینی۔ صادقین حدیث وغیرہ کا اعتبار نہیں کرتے اور سامری اور صادوقی۔ صرف توریت کو جو پانچ کتابوں میں منقسم ہے مانتے اور عہد عتیق کی اور کتابوں کو نہیں مانتے اور خاسدیم حدیث کو بھی مانتے تھے۔ فریسی لوگ عالموں کی روایتوں کو کلام الٰہی کے برابر مانتے اور خیال کرتے تھے کہ اگر آدمیوں میں سے صرف دو بہشت میں داخل ہوں تو ضرور اُن میں ایک فریسی ہوگا اور ایسینی لوگ عاقبت کی خوشی کے منتظر تھے مگر جسم کے جی اُٹھنے کی بابت شبہہ رکھتے تھے فقیہ شریعت کی شرح کرنے والے اور معلم تھے۔

بعض یہودی بت پرستی کی رسومات کرتے تھے۔

ہیرودی ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے مربی رومیوں کی رضامندی کے واسطے بت پرستی کی کئی رسومات کو مانتے تھے جلولی یا جلیلی یہودیوں میں امور مملکت کی بابت ایک فسادی گروہ تھی لبرتینی (اعمال ۶ باب ۹) یہ خاص یہودی یہودی مرید تھے اور رومی ہونے کا رتبہ پایا یہ لوگ یروسلم میں اپنا عبادتخانہ جدا رکھتے تھے (مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۶- ۲۲۸-

عہدنامے کے صندوق وہ دو لوحین جو خدا نے حضرت موسیٰ کو دی تھیں ندارد تھیں۔

اسی اسیری کے وقت میں یا اس سے پیشتر عہدنامہ کا صندوق کہ جس میں وہ لوحین جو جناب الٰہی سے حضرت موسیٰ کو لکھ دی تھین اور من کا ایک مرتبان اور حضرت ہارون کا عصا جس میں شاخیں ہوتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴ خروج ۲۵ باب ۱۶ و ۲۱ گنتی ۱۷ باب ۱۰) جس کی حفاظت تمام بنی اسرائیل اپنی اپنی جان کی طرح کرتے تھے توریت کی طرح ہے اور کہیں اُس کا پتہ نہیں لیکن توریت کا گم ہونا صندوق عہدنامہ کے گم ہونے سے بھی پیشتر سے ثابت ہے اول سلاطین ۸ باب ۹۔

Marfat.com

بشپ کولنز و صاحب کہ انگلستان کے فضلاء اکابر میں سے ہیں انہوں نے اپنی رائے توریت کی نسبت یہ ظاہر کی کہ یہ کتاب حضرت موسےٰ کی لکھی ہوئی نہیں اور الہامی کتاب	ایک بشپ صاحب اپنے عہدے سے اس خطا پر اتارے گئے کہ توریت کو حضرت موسیٰ کا لکھا ہوا نہیں بتایا

نہیں بلکہ ایک تواریخ معتبر ہے ایسی رائے کے لکھنے سے وہ اپنے عہدہ بشپ سے معطل ہوئے پرادی کونصل ملکہ معظمہ میں اپیل کیا ہے دیکھئے کیا ہوا تھے جس شخص نے اس کتاب کو پڑھا ہوگا اُس کو بہت سے شبہات اس کتاب میں ہوں گے کہ وہ حضرت موسیٰ کی ہو اخ۔

لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۴۸ سنہ میں ۴۵۲ لکھ کر لکھا ہے کہ مظنون یوں ہوا ہے کہ دونوں اخبار کی کتابیں اس زمانہ میں عزرا نے لکھیں تھیں انتہے۔

اور لطیفہ یہ کہ اس توریت کو عزرا کی اکٹھی کی ہوئی بعض علماء عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ خود عزرا کی کتاب جو بیبل میں شامل ہے عزرا کی لکھی ہوئی	لطف یہ ہے کہ عزرا کی کتاب عزرا کی نہیں ہے

نہیں ہے بلکہ پہلی اور دوسری تواریخ اور عزرا اور نحمیاہ اور آستر اور ملاکی یہ چھ کتابیں قیاساً شمعون صادق سے جو سنہ عیسوی سے دو سو بانوے ۲۹۲ برس پیشتر تھا لکھی گئیں (مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳) یعنے عزرا سے قریب ڈیڑھ سو ۱۵۰ برس بعد شمعون نے عزرا کی کتاب کو مندرج کیا دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳ سطر ۲۲ و ۲۳ میں یہ فقرہ کہ عزرا ملاکی نحمیاہ کی کتابیں شمعون الصادق سے مندرج کی گئیں انتہے اور عزرا کی تصنیف تو ہرگز معلوم نہیں ہوتی چنانچہ عزرا ۷ باب ۱ و ۱۰ وغیرہ اور خصوصاً اُس کی ۱۱ آیت سے کہ جس کی بعینہٖ یہ نقل ہے (اُس پروانے کی نقل جو ارتخششتا بادشاہ نے عزرا کو جو کاہن اور فقیہ تھا اور خداوند کے حکموں کی باتیں اور اسرائیل پر کے فرضوں کو جانتا تھا عنایت کیا) صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عزرا کی تصنیف نہیں ہے کیونکہ حضرت عزرا اگر اس کتاب کے مصنف ہوتے تو اپنی تعریف جیسی کہ آیت میں مندرج ہے اپنے منہ سے نہ کرتے۔

عہ دیکھو عزرا ۷-۱-۱۰-

Marfat.com

پس عزرا سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد جو یہ کتاب شمعون نے لکھی معلوم نہیں کہ کس کتاب سے عزرا کا یہ حال دریافت کر کے لکھا اور اگر کوئی کتاب عزرا کے حال کی تھی تو شمعون کو تصنیف جدید کی کیا حاجت تھی اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح عزرا وغیرہ نے توریت کی سنی سنائی باتیں قوم کی اصلاح کے لئے جمع کیں اسی طرح شمعون نے عزرا کی اور ایسا ہی حال ملاکی اور نحمیاہ اور آستر کی کتابوں کا بھی سمجھنا چاہیے۔

مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے ہیکل کی بے حرمتی اور بت پرستی کی تعلیم اور یہود کا قتال۔

(۳) انتیوکس اپی فنس سُریا کے بادشاہ نے سنہ عیسوی سے ایک سو ستر برس پیشتر یروشلم پر بار بار چڑھائی کی ہیکل کو بےحرمت کیا اور یہودیوں کو بت پرستی کے مذہب پر چلنے کا حکم دیا اور اسینوس نامی ایک شخص کو مقرر کیا کہ یہودیوں کو بت پرستی کی رسم سکھاوے اور جو کوئی انکار کرے اُسکو بڑی اذیت سے مار ڈالیں اور جنھوں نے بادشاہ کے اس اشتہار کو نہ مانا اُن میں سے جتنے گرفتار ہوئے قتل کئے گئے اور پاک کتابیں یعنے توریت اور صحائف انبیا کو تلاش کر کے جس قدر پایا جلا دیا ایکدفعہ میں انتیوکس نے چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور اتنے ہی یہودی لوگوں کو غلامی میں بیچا اور ہیکل کا عمدہ قیمتی اسباب چار کروڑ اور اسّی لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مالیت کا لوٹ لے گیا اور اپلونیوس اس کے سپہ سالار نے سبت کے دن جبکہ سب لوگ عبادت کے واسطے ہیکل میں جمع تھے قتل عام کیا یہانتک کہ اُن لوگوں کے سوا جو پہاڑوں پر بھاگ گئے یا غاروں میں جا چھپے تھے کوئی نہ بچا اور سپاہیوں نے تمام شہر کا مال لوٹ کر کئی مقاموں میں آگ لگا دی اور شہر پناہ کی دیوار اور عالیشان مکانات کو ڈھا کر اُن کے مصالح اور سامان سے کوہ اکرہ پر ایک مضبوط قلعہ بنایا اور سپاہی اس پر مستعد تھے کہ جو لوگ ہیکل میں عبادت کے واسطے آنے کی جرأت کریں اُن کو جان سے ماریں۔

ہیکل میں بت پرستی شروع ہو گئی

اِس کے بعد بادشاہ نے ہیکل کو جوپیٹر کا مندر کر دیا اور اُس دیوتے کی سنگین مورت کو سوختنی قربانی کے مذبح پر کھڑا کیا از مفتاح الکتاب مِن چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۳۴ و ۱۳۵۔

کل اقسام عہد عتیق کے نسخے جلائے گئے

باب اول کتاب اول مقابیس میں ہے انتیوکس نے

یروسلم کو فتح کرکے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے اُسے ملے پھاڑ کر جلادیے اور دیا کہ جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کے رسم بجالائے مارڈالا جائے گا اور ہر مہینے میں تحقیق اُس کی عمل میں آتی تھی اور جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی (یعنے زبور یا یسعیاہ یا یرمیاہ وغیرہ) یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت کو بجالایا مارڈالا جاتا تھا اور کتاب تلف کی جاتی تھی انتہے۔

تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لودھیانہ سنہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری روڈلف صاحب میں جسے پہلے ایک بزرگ وعالم ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا اور سنہ ۱۸۳۱ء میں مطبوع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے۔

قولہ انتی اکس (یعنے انیتوکس) اپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روزمرہ کی قربانیوں کو بند کردیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے میں نہایت کوشش کی۔ بیبل کی جلدوں کو تلاش کراکے جلوادیا اور اُس کے چھپانے والوں کو قتل کی دھمکی سے دھمکایا انتہے۔ اوراسی طرح ملنر کا تھولک کی کتاب مطبوعہ بلندہ ڈربی سنہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۱۵ میں بھی لکھا ہے۔

مجموعہ توریت کی تیسری بربادی

پس یہ تیسری بربادی ہے جو کتب عہد عتیق کی نسبت واقع ہوئی بعد اُس کے جبکہ یہوداہ مقابیس نے سنہ عیسوی سے ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ برس پیشتر ہیکل کی مرمت کی (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۵) اُس وقت اُس نے توریت وغیرہ کی ایک نقل عزرا وغیرہ کی طرح اکٹھا کرکے ہیکل میں رکھی اور یہی نقل عیسیٰ مسیح کے زمانہ کے بعد اُس وقت تک کہ شاہ طیطس نے یروسلم کو لے لیا تھا امانت میں رہی مگر پھر شاہ مذکور اُس کو ہیکل سے نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا انتہے از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱۔

(۴) طیطس شاہ زادہ روم نے سنہ ۷۰ء میں شہر	سنہ ۷۰ء میں یہود کا قتال اور بیت المقدس کی بربادی

Marfat.com

یروسلم کو غارت کیا اور مع ہیکل بالکل ڈہا دیا اور گیارہ لاکھ یہودی قتل ہوئے اور ہزاروں غلامی میں بیچے گئے اور سب یہودی آدمی جو اس آفت میں مرے اُن کا شمار تیرہ لاکھ ستاون ہزار چھ سو ساٹھہ آدمی ٹھہرا۔ (الکتاب کے مقامات المعروف رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۳۰۲) اور توریت ایسی بے نام و نشان ہو گئی جس کے لئے اہل کتاب کو ابتک گمان ہے کہ بادشاہ کتاب کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا (مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۲۱)

ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی

اب میرے اس قول کی کہ صرف ایک جلد توریت کی خاص ہیکل ہی میں رہتی تھی کامل تصدیق ہو گئی اگرچہ میں نے پہلے ثابت کیا کہ حضرت موسیٰ کے حکم سے صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور وہیں سب یہودی جمع ہو کر توریت آکر سنتے تھے چنانچہ بابل کی اسیری سے رہا ہونے کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت توریت ہی سے ملتا ہے (دیکھو استثنا ۳۱ باب ۱۰-۱۳ و ۲۶ - اور نحمیاہ ۸ باب)

مسیح کے بعد تک بھی ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی۔

اور عیسائیوں کے اس گمان سے کہ شاہزادہ طیطس نے جب یروسلم کو غارت کیا تو توریت کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا حضرت عیسیٰ کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت کہ صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور اُس کے سوا اور کہیں توریت نہ تھی بخوبی ہو گیا کیونکہ اگر ہیکل کے سوا اور کہیں بھی توریت ہوتی تو شاہزادہ طیطس جو ہیکل سے توریت کو نکال لے گیا اس سے قوم کو فکر اور غرض کیا تھی مگر مقصود یہی ہے کہ جب تمام قوم میں توریت کا پتہ نہ رہا تب یہ مشہور کیا کہ شاہزادہ توریت کو روم میں لے گیا۔

توریت سے مراد حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابیں ہیں۔

(یہاں توریت سے مراد صرف حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابیں ہیں۔)

طیطس بھی توریت کو نہیں لے گیا

لیکن یہ صرف گمان ہے کہ شاہزادہ طیطس توریت روم میں لے گیا اور اس کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے کیونکہ اُس وقت جبکہ ہیکل کا شعلہ آسمان تک سر

Marfat.com

اوٹھائے ہوئے تھا اور لاکھوں مقتولوں کا خون سفینۂ حواس انسان کو بہائے لئے جاتا تھا ہنگامۂ حرب و ضرب نے شور قیامت برپا کیا تھا اتنی فرصت کسے تھی کہ اُس جلتی ہوئی آگ سے کتاب کو نکال کر بچا رکھتا فقط کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اڈن برگ ۱۸۴۶ء صفحہ ۱۵ میں پادری مریک نے لکھا ہے کہ چھ ہزار آدمی ہیکل کی آگ میں مر گئے۔

پادری اسکاٹ صاحب نے اپنی رومن تفسیر چھاپہ الٰہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ لڑائی سے پیشتر طیطس نے چاہا کہ اُس کو (یعنے شہر کو) اور خاصکر ہیکل کو بچائے اور اس سے اُس نے یوسف مورخ کو کئی بار یہودیوں کے پاس بھیجا کہ اپنی بغاوت کو چھوڑ دو اور شہر میرے قبضے میں کر دو تو میں تم کو معاف کر دونگا اور تمہارا شہر غارت نہوگا مگر یہودیوں نے اس گھمنڈ پر بھروسہ کرکے کہ خدا ہماری طرف ہے اور ہماری شہر پناہ بھی نہایت مضبوط ہے اُس کی نہ سُنی اور یہانتک بڑی جانفشانی اور ہمت سے اُس کا مقابلہ کیا کہ آخر کو جب شہر اُس کے قبضہ میں آیا تب رومی سپاہ بہت غصہ ہو کر رک نہ سکے اور شہر میں پھیل کر مرد و عورت سبھوں کو مار ڈالا گھروں میں آگ لگا دی پھر یہودی لوگ جو پناہ کے لئے ہیکل میں بھاگ گئے تھے جب اُنہوں نے دیکھا کہ کچھ نہ بچیگا تب آپ کئی برآمدوں میں آگ لگا دی اُس وقت رومی فوج حملہ کرکے ہیکل میں گھس پڑی اور ایک سپاہی نے بغیر حکم کے ایک مشعل خاص ہیکل کے اندر پھینکی تب جلد اُس میں آگ لگ اُٹھی طیطس نے اُس کے بجھانے کا حکم کیا لیکن اُس زور شور کی ہل چل میں کون کسی کی سنتا تھا سپاہیوں نے ہیکل پر دھاوا کر دیا اور کسی طرح نہ رک سکے تمت کلامہ۔

آورین قیصر کے وقت میں یہود اور ہیکل کی بربادی۔	۶۵ برس بعد اس بربادی کے جبکہ آورین قیصر نے یہودیوں کی بغاوت دیکھی تو نہایت غصہ ہو کر حکم کیا کہ کوئی یہودی شہر یروسلم میں آنے نپاوے اور کئی ایک رومیوں کو بھی وہاں بسایا۔
ہیکل کو تمام ڈھا دیا	اور ہیکل یعنی بیت المقدس پر ہل چلوائے اور ایک مندر جوپٹر دیوتا کے نام

Marfat.com

کا بنوایا اور کوہ کلوری پر ایک بت کو جس کا نام وینس تھا (یعنے خوبصورتی کی دیوی) نصب کیا بلکہ شہر کے نام کو بدل کر ایک اور نام جو اُس کے گھرانے کا تھا یعنی ایلیا رکھا۔

سنہ ۶۰۰ء میں بھی بُت پرستوں نے ایسا ہی کیا۔

(۶) سنہ ۶۰۰ء کے قریب جبکہ وحشی قومیں اوتر کی طرف سے سلطنت روم پر چڑھ کر قابض ہوئیں۔ یہ قومیں بُت پرست اور نہایت بے علم اور وحشی تھیں اور جہاں کہیں اُن کا غلبہ ہوا انہوں نے سارے مدرسوں اور کتبخانوں اور علم اور دین کے مکتوبوں اور نوشتوں کو جلا دیا اس بڑی آفت کے سبب اُن سارے ملکوں کے اوپر بے علمی کی راتوں رات کی تاریکی کئی زمانہ تک چھائی رہی اور مسیحی ایمان کا ایک بڑا تبدل ہو گیا اسی زمانہ کے بیچ دین محمدی شروع ہوا۔ طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۳۷ چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء۔

آغاز دین محمدی

(۷) یہودیوں نے خود اپنی کتابوں کو آپ ہی برباد کیا چنانچہ گریزاسٹم صاحب اپنی ملی یعنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا انتہے۔ اس کا ذکر صاحب تبیین الکلام نے بھی جلد ا صفحہ ۱۵۴ میں کیا ہے۔

عہد عتیق عبرانی نسخوں کا معدوم کر دیا جانا اختلاف

ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ عہد عتیق کے عبرانی تمام قلمی نسخے جن کا وجود ہونا اب ہمکو معلوم ہے ایک ہزار اور ایک ہزار چار سو ستاون برسوں کے درمیان کے لکھے ہوئے ہیں اور اس سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام قلمی نسخے جو سات سو یا آٹھ سو برس پیشتر کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی سنٹ (یعنے مجلس امرا) کے بعض حکموں کے بموجب معدوم کر دیئے گئے تھے اس سبب سے کہ اُن نسخوں میں اُن نسخوں سے جو اُس وقت خالص گنے جاتے تھے بہت اختلاف تھا۔

Marfat.com

ساتے سویا چھ سو برس کے چند نسخے ہیں۔

اِس بات کی بشپ والٹن صاحب بھی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِسی سبب سے ہمارے پاس چھ سو برس کے نسخے چند ہیں اور اسی وجہ سے سات سو یا آٹھ سو برس کے نسخے بہت کمیاب ہیں انتہے (رئیس کی سائیکلوپیڈیا جلد ۴ بیان بیبل دیکھو)۔

۶۱۳ء میں خسرو نے ہیکل کو فتح کیا اور عیسائیوں کی گرجوں اور متبرک مکانوں کو ڈہا دیا

۶۱۳ء میں شاہ ایران خسرو نامی نے اُس شہر پر چڑہائی کر کے اسے لے لیا اور نوّے ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور تمام مقدور عیسائیوں کے سب گرجون اور متبرک مکانوں کو ڈہا دیا فقط الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۱۹ و ۲۰ یہ اٹھویں بربادی ہے اور بعد اُس کے اور قبل بھی یہودی قوم اور عیسائی اُن آفتوں میں مبتلا رہے کہ عیاذاً باللہ دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۴ و ۶۲ و ۱۲ ۲ وغیرہ اول قرنیتون کا ۷ باب ۲۶ و ۲۹

قسطنطین کے عہد تک دس مرتبہ ہیکل برباد ہوئی

چنانچہ ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے کہ قسطنطین کے عہد تک کلیسیا پر دس بڑی آفتیں آئیں پہلے نیرو شہنشاہ کے سبب دوسری دومشیان تیسری تراجن اور ادرین چوتھی لوکی بیر پانچویں سیپٹمی سبیر چھٹی مکسمیان ساتویں دیکی آٹھویں ملوریان نویں اُرلیان دسویں دیو کلیسیان کی دشمنی کے سبب۔

غرضکہ بابل کی اسیری کے وقت جب توریت ضائع ہوئی تو اسیری سے لوٹ آنے کے بعد صرف عبادت وغیرہ کے دستور جو لوگوں کو کچھ زبانی یاد تھے لکھے گئے اور وہ تعلیمات جو آخرت کی بابت توریت میں تھیں بالکل جمع نہ کر سکے اس سبب سے صادوقی عاقبت کی سب باتوں سے منکر ہوئے اور فریسی کچھ سنی سنائی تعلیمات پر آخرت کا عقیدہ رکھتے رہے اور یہ توریت کی بربادی کا پورا نشان ہے کیونکہ ممکن نہ تھا کہ اُس میں آخرت کا ذکر نہ ہوتا تو کیا وہ صرف دنیا ہی کے لئے تھی اس سے ایسا معلوم ہوا کہ ان سب بربادیوں کے بعد جو کچھ توریت میں سے بہم پہونچ سکا اوسے کچھ گھٹا بڑھا کر یہ ترتیب دی جواب موجود ہے۔

...ر آپس میں تبدیل لفظ توریت کا ...ک دوسرے پر الزام لگاتے تھے

توریت کے اُس مقام میں جہان یردن ندی کے پتھروں کو نصب کرنے کا حکم ہے (استثنا ۲۷ باب ۴)

...ہودی عیبال اور سامری جزرین پڑھتے اور آپس میں ایک دوسرے پر اس لفظ کے ...بدیل کرنے کا الزام لگاتے تھے۔

پادری رنکین صاحب کے رسالہ دافع البہتان درجواب صولۃ الضیغم میں جو کہ ...شن الہ آباد کے چھاپہ خانہ میں ۱۸۴۵ء میں چھپا لکھا ہے کہ جب یہودی پھر ہیکل ...و تعمیر کرنے لگے اور سامریوں کو بسبب اُن کی بت پرستی کے شریک ہونے سے ...انع ہوئے تب سامریوں نے حسد سے دوسرے پہاڑ پر ہیکل بنائی اور اپنی کمک ...کے لئے توریت میں ایک بات بدلی جس سے معلوم ہو کہ یہ وہ ہی جگہ ہے جہان خدا ...نے فرمایا تھا کہ میری عبادت کرنی چاہیے انتہے۔ نعت کتاب مقدس مطبوعہ ۱۸۷۰ء ...صفحہ ۲۶۵۔

...مسلہ خاموشی لاعلمی ...مسیح کی توریت سے۔

حضرت عیسیٰ سے جب ایک سامری عورت نے پوچھا کہ ہیکل کا یہی مقام جو سامریوں نے بنایا کلام الٰہی کے بموجب ہے یا یروشلم ...ضرت عیسیٰ نے دونون مقاموں کے بابت کچھ ذکر نہ کیا اور نہ دونوں میں سے کسی ایک ...جھوٹا یا سچا بتایا یوحنا ۴ باب ۱۹۔ ۲۵۔

...س جگہ سے عیسائیوں کا دعوی بابت توریت ...غیر محرف ہونے کے باطل ہو جاتا ہے۔

اِس مقام سے اُن لوگون کا یہ دعوے جو توریت کے غیر محرّف ہونے پر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے ...توریت کی تحریف کا ذکر نہیں کیا تھا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ جس طرح ہیکل کا خاص مقام حضرت عیسےٰ نے اُس سامری عورت کو نہ بتایا اگرچہ خوب جانتے تھے ...توریت کی تحریف کا بھی اگر ذکر نہیں کیا تو کیا عجب ہے اور ممکن ہے کہ ذکر کیا ہو ...سے اور تحریفات کی طرح جن کا خود عیسائی عالموں کو اقرار ہے (دیکھو کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴) ...و آیات بھی جن میں توریت کی بربادی مذکور ہو تحریف اور تبدیل کر دیے یا نکال ڈالے ...ہے کیونکہ جب اناجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ توریت کی بربادی

Marfat.com

کا ذکر حضرت عیسےٰؑ نے نہیں کیا تھا کیا حضرت عیسیٰؑ کو اتنا بھی نہیں معلوم تھا حضرت سلیمانؑ کے ایکہزار اور پانچ گیتوں میں سے صرف ایک سو سترہ آیتین رہ گئی ہیں۔

ضرور حضرت مسیح نے یہودیوں کو توریت کی اکثر کتابوں کے غائب کر دینے پر ملامت کی ہوگی۔

اور کتاب جنگنامہ موسیٰ اور کتاب الیسیر اور کتاب یاہوغن وغیرہ پندرہ بیس کتابیں عہد نامہ عتیق سے غائب ہیں اور کیا حضرت عیسےٰ استثنا کے آخر باب اور یشوع کے آخر باب کے ملا دینے والے کو بھی نہیں پہچانتے تھے کہ عیسائیوں کو اس ناواقفی کے خلجان اور تعلق سے آزاد نکر سکے اس سے ظاہر ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰ نے اس پر ملامت کی ہوگی مگر وہ آیتیں اب انجیل میں مبدل ہو گئی ہیں اس کے سوا حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو عہد نامہ کا صندوق اور من کے مرتبان اور دونوں ٹکڑے لوح کے جنپر شریعت کے احکام خدا کے ہاتھ سے لکھے تھے۔ اور حضرت ہارون کا عصا جس سے شاخ پھوٹتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴) کھو دینے پر جو الزام دیا ہوگا وہ بھی انجیل میں مرقوم نہیں ہے اور اس تحریف کی بابت ملامت کا کچھ پتہ تو ملتا بھی ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۹ میں ہے کہ تعلیم کرنے میں انسان ہی کے حکم سناتے ہیں انتہے اور اسی طرح مرقس ۷ باب ۹ میں بھی ہے۔

جب مسیح کی ساری باتیں نہیں لکھی گئیں تو یہ بھی رہگیا ہوگا۔

پھر یہ بھی کہ مسیح کی سب باتیں نہیں لکھی گئیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اور ۲۱ باب ۲۵ تو ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ نے توریت کی بربادی کا ذکر کیا مگر لکھنے والوں نے نہیں لکھا۔ پیدایش ۲۰ باب ۲ سے یونانی ترجمہ میں اتنا زیادہ ہے اس لیے وہ جورو کہنے سے خوفناک تھا کہ شاید آدمی شہر کے اس کو اس کہنے سے ماریں انتہے۔

توریت کے ترجمہ میں مترجم یعنے لکھنے والے کی کارستانی

ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء میں ہے کہ لفظ اس لئے آپ ہی دلالت کرتا ہے کہ مترجم نے اپنی طرف سے توضیح یا فائدہ لکھا ہے انتہے۔

...کے ترجمہ میں یہ عبارت زائد ... ترجمہ کی بڑھائی ہوئی ہے۔

پیدایش ۳۰ باب ۳۶ کے بعد یہ عبارت زائد ہے اور خدا کے
فرشتے نے یعقوب کو کہا کہ اے یعقوب! وہ بولا میں حاضر ہوں
...ب اُس نے کہا کہ اب اپنی آنکھ اوٹھا اور دیکھ کہ سارے مینڈھے جو بھیڑوں پر چڑھتے
...ق دار اور داغی اور چتکبرے ہیں اس لئے کہ جو کچھ لابان نے تجھ سے کیا میں نے دیکھا
...یت ایل کا خدا جہاں تو نے ستون پر تیل ملا اور جہاں تو نے مجھ سے نذر کا عہد کیا میں
...ں اب اوٹھ اس زمین سے نکل چل اور اپنے کنبے کی زمین پر پھر جا۔ ہدایت المسلمین
...فحہ ایضاً میں ہے (معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون سامری میں مکرر لگا گیا ہوگا انتہیٰ گنتی ۱۰
...ب ۱۱ کے بعد یہ عبارت سامری میں زائد ہے اور یہوواہ نے موسیٰ کو خطاب کر کے
...مایا کہ تم اس پہاڑ پر بہت رہے اب پھرو اور سفر کرو اور اموریوں کے پہاڑ اور اُن کے سب
...شندوں میں میدانوں میں پہاڑوں میں نشیب میں جنوب کو اور دریا کے کنارے کو کنعانیو
...سرزمین اور لبنان میں بڑی نہر تک جو نہر فرات ہے جاؤ دیکھو میں نے یہ زمین تمہیں عنایت
...داخل ہو اور اس زمین پر جس کی بابت یہوواہ نے تمہارے باپ دادوں ابراہیم و
...حاق ویعقوب سے قسم کی کہ تم کو اور تمہارے بعد تمہاری نسل کو دوں گا۔ بائبل میں
...ہے۔ یہ عبارت عبرانی میں نہیں ہے۔

...الحاق توریت میں عزرا کی طرف سے

ہدایۃ المسلمین صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عزرا نے اس
...بارت کو کلام الٰہی بنایا اس لئے عبرانی میں داخل نہ کیا اگرچہ کلام الٰہی کے فقرے اس
...میں کئی ایک ہیں تو بھی ترکیب اس کی حدیث و خبر دیتی ہے انتہیٰ۔ اب اس جگہ
...سامری توریت میں ترتیب عزرا کا دعویٰ کہاں گیا جبکہ لکھا ہے یہوواہ نے موسیٰ کو
...خطاب کر کے فرمایا الخ کیونکہ ایسے فقرے جن میں موسیٰ کا نام متکلم کے صیغہ سے
...یہودی توریت میں عزرا کی طرف سے ملائے ہوئے سمجھے جاتے ہیں اور سامریوں
...عزرا کی توریت سے کیا کام تھا اور عزرا کب سامریوں کی توریت کو ترتیب دیتے
...لئے تھے اور اگر عزرا نے بقول مصنف ہدایت المسلمین سامری توریت کو بھی ترتیب
...دیے تو عیبال کی جگہ جرزیم بھی بنا کر عزرا ہی نے سامریوں کو برگشتہ کیا ہوگا

Marfat.com

نعوذ باللہ اس مقام پر مصنف ہدایت المسلین کی ساری قابلیت گم ہوگئی اسی لیا
مسلین کو ہدایت کرنے چلے تھے ع اذخویشتن گم است کرا رہبری کند

سلر منٹ

کتاب یشوع بھی کسی اور کی تصنیف ہے۔

حضرت موسیٰ کی توریت کی طرح باقی اور کتابوں مشمولہ توریت کا حال ظاہر ہے چنانچہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت یشوع کی کتاب کس کی تصنیف ہے ڈاکٹر لائیٹ فٹ کے نزدیک یشوع کی کتاب تصنیف فیخاس کی اور کالون کے نزدیک العاذر کی اور ہنری کے نزدیک یرمیاہ کی اور وانثل کے نزدیک سموئیل کی ہے۔

اور کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب صفحہ ۱۱ سوال ۷ ۵ کے جواب میں لکھا ہے گمان ہے کہ پچھلی پانچ آیتوں کے سوا باقی کل یشوع نے لکھی تھی لیکن صرف گمان ہے یقین نہیں ہے۔

ایضاً لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۲۴۳ میں بھی لکھا ہے کہ یشوع کی کتاب جو کہ گمان کی گئی ہے کہ سردار کاہن فیخاس نے لکھی تھی۔

مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف یشوع تھا مگر کئی ایک باتیں جو پچھلے باب میں ہیں کسی اور نبی سے لکھی گئیں فقط

اس جگہ بھی وہ اپنے معمولی عقیدے کو کام میں لائے کہ ہنوز اس پچھلے باب کے لکھنے والے کا ثبوت نہیں ہے تو بھی اس کے نبی ہونے کا ثبوت ہوگیا۔

اس کے سوا وہ ساری کتاب بھی حضرت یشوع کی تصنیف نہیں معلوم ہوتی چنانچہ اس کتاب کے چوبیس ۲۴ باب ہیں اور اس کے ۴ باب ۹ میں ہے۔ ۱۱ یشوع نے یردن کے بیچوں بیچ اس جگہ پر جہاں اُن کاہنوں کے قدم ثابت ہوئے جو عہد نامے کے صندوق کے حامل تھے بارہ پتھر نصب کئے چنانچہ وہ آج کے دن تک

ـــه یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب یشوع کی اور کی تصنیف ہے ۱۲

Marfat.com

وہاں ہیں اور ۵ باب ۹ میں ہے آج کے دن تک اُس جگہہ کا نام جلجال ہے اور ے باب ۲۶ میں ہے پھر انہوں نے اُن پتھروں کا بڑا تودہ کیا جو آج تک ہے تب خداوند نے اپنے قہر کی بھڑک کو اُن پر سے پھیرا اس لئے اُس جگہہ کا نام آج تک وادی اکور ہے اور اسی طرح ۸ باب ۲۸ میں ہے اور یشوع نے عی کو جلاکر ہمیشہ کے لئے راکھ کا تودہ کر دیا وہ آج کے دن تک ویران ہے اور اسی باب ۲۹ میں ہے اور اُس نے عی کے بادشاہ کو پھانسی دے کے شام تک درخت پر لٹکا رکھا اور جونہی آفتاب غروب ہوا یشوع نے حکم کیا کہ اُس کی لاش کو درخت سے اوتاریں اور شہر کے دروازے پر پھینک دیں اور اس پر پتھروں کا بڑا تودہ کریں سو وہ آج کے دن تک ہے اور دسویں باب تیرہ میں ہے تب آفتاب نے درنگ کیا اور ماہتاب کھڑا رہا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا۔ کیا یہ کتاب الیسیر میں نہیں لکھا ہے اور اسی طرح اسی باب کی ۲۷ آیت اور ۱۳ باب ۱۳ اور ۱۴ باب ۱۴ اور ۱۵ باب ۶۳ اور ۱۶ باب ۱۰ اور ۳۴ باب ۲۹ وغیرہ کو دیکھو جن میں آج کے دن تک کے لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت یشوع کے زمانہ میں نہیں لکھی گئی یشوع ۱۰ باب ۱۳ میں جو کتاب الیسیر کا حوالہ دیا ہے اور اسی طرح ۲ سموئیل اول باب ۱۸ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب الیسیر کا ہم عہد یا بعد زمانہ حضرت داؤد کے ہو لے ظاہر ہے کہ کتاب یشوع کا لکھنے والا سیکڑوں برس بعد حضرت یشوع کے ہوگا۔

یشوع ۱۰ باب ۱۳ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ کتاب یسیر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجموعہ تھا تاریخوں نظم یا نثر کا بابت بڑے بڑے مقدموں لڑائیوں اسرائیل کے الخ اور یشوع ۱۵ باب ۶۳ جس میں لکھا ہے کہ بنی یہوداہ کے ساتھ آج کے دن تک یروشلم میں بستے ہیں فقط اس سے ظاہر ہے کہ یشوع کی کتاب حضرت داؤد کے زمانہ میں یا بعد اُس کے لکھی گئی لیکن مصنف کا بالکل پتہ نہیں ہے۔

ع ان آیات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب یشوع کی نہیں ہے ۱۲

اسی طرح قاضیوں کی کتاب کا مصنف بھی بالکل مفقود ہے بعضے سموئیل کو قاضیوں اور روت کی کتاب کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۸۰) لیکن یہ تو اٹکل سے ہے اور اسپر کچھ یقین نہیں ہے۔

ایوبؑ کا بھی یہی حال ہے — اور اسی طرح کتاب ایوبؑ کا حال ہے بعضے الیہو کو اور بعضے موسیٰ کو اور بعضے ایوبؑ کو اس کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۹۱) مگر ایوبؑ ۳۲ باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ الیہو حضرت ایوب سے تقریر کرنے والوں میں تھا یہ کہ کتاب کا مصنف اور حضرت موسیٰؑ سے حضرت ایوبؑ کا زمانہ بہت بیشتر تھا چنانچہ اُس مشہور کتاب میں جس کا نام مقدس کتاب کا احوال ہے اُس کے صفحہ ۲۴ چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں حضرت موسےٰ سے ایوبؑ کا آزمایا جانا چھ سو اسی برس بیشتر اور حضرت ابراہیمؑ سے قریب دو سو برس بیشتر لکھا ہے۔

ایوبؑ کا زمانہ بھی نہیں معلوم — اور مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے کہ بہت مفسروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ یہ (یعنے ایوبؑ) ابراہیمؑ کے وقت سے بیشتر تھا بلکہ اُس زمانہ کا نور تھا جو نوحؑ اور ابراہیمؑ کے وقت کے درمیان گذرا تھے - اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ ایوبؑ کی کتاب سنہ عیسوی سے دو ہزار ایکسو ۲۱۸۰ یا دو ہزار ایکسو تیس ۲۱۳۰ برس بیشتر تصنیف ہوئی۔

اور حضرت ایوبؑ اس کتاب کے مصنف معلوم نہیں ہوتے اس سبب سے کہ اُس میں ایوبؑ کا نام ہر جگہہ بصیغہ غایب آیا ہے۔ جیسے کہ توریت میں حضرت موسیٰؑ کا نام طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی کا یہ قول ہے کہ ایوبؑ رہنے والا زمین عُز کا تھا اور زمین عُز معلوم ہوتا ہے کہ ملک عرب کا ایک ضلع تھا جانب دکھن اور پورب کنعان کے۔

ایوبؑ کی نسل میں اختلاف — اگرچہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنے عُز) ادومیہ میں واقع تھا یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ایوب نسل عیساؤ سے تھا اور اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ابراہیمؑ کی نسل

ع۵ قاضیوں کی کتاب کا مصنف دوسرا ہے ۱۲

اور قطورہ تیسری بی بی ابراہیمؑ سے تھا اور یہ بھی گمان اغلب ہے کہ وہ تھا اولاد عُز کی جو کہ بیٹا ناحور کا تھا انتہے۔

پیدائش ۲۲ باب ۲۰ و ۲۱ سے ظاہر ہے کہ ناحور حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کا نام ہے اور عُز پہلوٹھا ناحور کا تھا اس سب اختلافات سے ثابت ہوا کہ نہ صرف مصنف کتاب ایوبؑ بلکہ حضرت ایوب کا حال بھی اہل کتاب کو تحقیق معلوم نہیں ہے۔

پھر اگر خیال کریں کہ حضرت موسیٰؑ نے کتاب ایوبؑ کو بقول طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی زبان عربی سے عبرانی میں ترجمہ کیا ہے تو اس کا بھی کوئی واجبی ثبوت نہیں ہے اور بالفرض اگر ایسا ہو تو یہ صرف ترجمہ موجود اور وہ اصل کتاب مفقود ہے ع
نکل سے سانپ گیا اب لکیر پیٹا کر۔

بعض علما اہل کتاب مثل لیکلرک اور میکالس وغیرہ خیال کرتے ہیں کہ ایوبؑ کی کتاب کا صرف خیالی مضمون ہے مگر حزقیل نبی کی کتاب کے ۱۴ باب ۱۴ و ۲۰ میں دو جگہہ نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ کے ایک ساتھ نام لکھے ہیں اس طرح پر کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میں گنہگار قوم پر اپنا غضب نازل کروں تو ہر چند یہ تین شخص نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ اُس قوم میں ہوں تو بھی وے اپنی صداقت سے صرف اپنی ہی جانوں کو بچا لیں مگر میرے غضب سے اُس قوم کو نہیں بچا سکتے انتہے اس سے ظاہر ہے کہ اگر نوحؑ اور دانیالؑ نبی تھے تو ایوبؑ بھی نبی تھے۔

نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ایوبؑ بھی نبی تھے

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت ایوبؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر تھا یا ایوبؑ نسل عیساؑ برادر کلان حضرت یعقوبؑ سے تھے یا حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیمؑ کی نسل اور بی بی قطورہ سے تھے یا حضرت ایوبؑ عُز بن ناحور برادر حضرت ابراہیم کی اولاد

؎ کتاب مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رام چندر عیسائی مطبوعہ دہلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۸ میں یہودیوں کا قول مذکور ہے کہ یہ امر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ محمدؐ قوم امی یعنے قوم بت پرست عربیوں میں سے ہے نہ ہماری قوم بنی اسرائیل سے کیونکہ ہم لوگوں میں بہت سے ایسے نبی ہوئے کہ وہ اصل میں بت پرستوں میں سے تھے انتہے اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریون جو کہ الہام یافتہ اور رسول مانے جاتے ہیں وہ سب یہی تھے دیکھو متی ۱۰ باب ۴ میں شمعون کنعانی ۱۲۔

Marfat.com

سے تھے بہرحال حضرت ایوبؑ خاندان بنی اسرائیل سے جدا تھے۔

ساری کتاب الہام سے ہے

اور اگر حضرت ایوبؑ مورد الہام نہ تھے تو اُن کی کتاب الہامی نوشتوں میں کیوں شامل ہوئی جبکہ سب کتاب الہام سے ہے (۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶)

دوسری دلیل کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ہے

اور دوسری دلیل اسبات کے لئے کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں یہ ہے کہ روت جو حضرت داؤدؑ کی پردادی اور مندرجہ نسب نامہ حضرت عیسےؑ ہے اور راحاب فاحشہ (یشوع ۲ باب) غیر یہودی تہیں اور یہ دونوں حضرت عیسیٰؑ کی دادیوں میں گذری ہیں کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری نیوس سنگھ و پادری والش صاحب میں دلائل قدامت کتاب ایوب کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرت موسےؑ کے زمانہ سے نہایت قدیم ہے یہ مندرج ہیں (صفحہ ۳۴ سوال ۱۳۸)

(۱) ایوبؑ کا مذہب ایسا تھا جیسا کہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں مروج تھا ایوبؑ نے قربانی گذرانی جس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں کاہن نہ تھے۔

(۲) اس کتاب میں یہودیوں کا اور شریعت موسوی کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

(۳) اس کتاب میں بنی اسرائیل کے مصر میں مقیم رہنے اور اُن کے خروج کرنے کا اشارہ تک نہیں ملتا۔

(۴) اس کتاب میں بہت سی ایسے الفاظ مستعمل ہیں جو بہت قدیم تھے اور آخر زمانہ کی تصنیفوں میں رائج نہیں پھر صفحہ ۳۵ سوال ۱۳۹ کے جواب میں لکھا ہے مصنف اپنی دلیلوں کے ثبوت میں پاک کلام کے خاص خاص مقامات کو پیش نہیں لاتا اور نہ یہودیوں کی رسومات سے اشارہ کرتا ہے پر عام مذہبی خیالات اور آگاہی کی بنیاد پر اپنی دلیل کو قایم کرتا ہے اور اسی لحاظ سے جن جن جگھوں کا ذکر اس کتاب میں ہوا ہے سو وہ سب زمین کنعان کی حد سے باہر ہیں اور اُس کا زمانہ یہودیوں کے نظام پر مقدم ہے چنانچہ خدا کا نام اس کتاب میں لفظ یہوداہ کے نام سے ملقب نہیں ہوا ہے اس کتاب کی عبارت اس کتاب کے مقصد سے مشابہ کی گئی ہے انتہےٰ۔

یعقوبؑ کے خط کے ۵ باب ۱۱ میں بھی ایوب کا ذکر ہے مگر یہ کتاب ایوبؑ کی تصنیف

اور مصنفوں کی جن کو نام علما اہل کتاب نے تجویز کیے کسی عیسائی نوشتہ سے ثابت نہیں ہوتی۔

موسیٰ کی کتاب سے ایوب کی کتاب قدیم ہے

کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء حصہ ۳ باب ۱ صفحہ ۲۰۸ میں لکھا ہے کہ ان میں سے موسیٰ نبی پہلا مصنف سمجھا جاتا ہے لیکن بعضے گمان کرتے ہیں کہ کتاب ایوب کا مصنف شاید اس سے بھی قدیم تھا۔

زبوروں کے مصنفوں میں اختلاف

اور بہت سی زبور ہیں کہ جن کے مصنف کا پتہ نہیں چنانچہ یوسف اُو صاحب پادری نے جورومن میں تفسیر زبوروں کی لکھی اپنی تفسیر کے آغاز میں ایک زبور کا مصنف موسیٰ کو (جو کہ قریب پانچ سو برس پیشتر حضرت داؤد سے تھے) اور بہتر زبوروں کا مصنف داؤد کو دو زبوروں کا سلیمان کو بارہ زبوروں کا آصف کو ایک زبور کا ایتان کو گیارہ زبوروں کا بنی قرح کو لکھا ہے اور اکیاون زبوروں کا معلوم نہیں کہ کون مصنف ہے۔

سموئیل کی بھی دونوں کتابوں کا مصنف کون تھا۔

اور زبوروں کی ترتیب بھی عجب طرح کی ہے چنانچہ اکیاون وغیرہ ہندسہ کے زبور داؤد کے اور چھیاسٹھ وغیرہ ہندسہ کے زبور گمنام مصنف کے اور اڑسٹھ وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر داؤد کے اور اکہتر ہندسہ کا زبور پھر گمنام مصنف کا اور بہتر ہندسہ کا زبور حضرت سلیمان کا اور تہتر وغیرہ ہندسہ کے زبور آصف کے اور چوراسی وغیرہ ہندسہ کے زبور بنی قرح کی اور چھیاسی ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور ستاسی اور اٹھاسی ہندسہ کے زبور پھر بنی قرح کے اور نواسی ہندسہ کا زبور ایتان اسراحی کا اور نوے ہندسہ کا زبور موسیٰ کا اور اکانوے وغیرہ ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور ان دونوں ناموں کے بیچ کے زبور گمنام مصنف کے اور ایک سو چار وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر گمنام مصنف کے ہیں علیٰ ہذا القیاس اس بےترتیبی سے ابتری کتاب کی ہر شخص خیال کرسکتا ہے اسی طرح حضرت سموئیل کی دونوں کتابوں کے مصنف کا پتہ معلوم نہیں مفتاح الکتاب صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے ان

دونون کتابوں کا سموئیل نام اس لئے رکھا گیا کہ اُس مشہور نبی نے پہلی کتاب کے
باب تصنیف کئے چنانچہ ربیوں کی روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی کتاب کے چوبیس
جن میں سموئیل کی پیدائش اور اعمال اور احوال کا بیان ہے خود اوسے نبی نے
گئی اور اس کتاب کے باقی باب اور دوسری کتاب بالکل جاد و ناتن نبیوں سے
سموئیل کی کتاب میں الحاق | چنانچہ اول سموئیل ۲۵ باب ۱ میں حضرت سموئیل کی وفات کا
ہے پس کون کہہ سکتا ہے کہ پچیسویں ۲۵ باب سے آخر اکتیس ۳۱ باب تک اول کتاب سموئیل
اور تمام کتاب دوم سموئیل کو حضرت سموئیل نے اپنی وفات کے بعد تصنیف کیا ہے۔
ایضاً | مگر یہ ہی صرف خیال ہے چنانچہ ان دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر
ہے کہ حضرت سموئیل اور حضرت جاد اور حضرت ناتن ان میں سے کوئی بھی مصنف ان کتابوں
کا نہیں ہے چنانچہ اول سموئیل ایک باب بیس ۲۰ میں لکھا ہے اور ایسا ہوا کہ بیٹ سے
ہوئی (یعنے حضرت سموئیل کی والدہ) اور بیٹا جنی اور اُس کا نام اُس نے سموئیل رکھا اور
۱۰ باب ۱ میں ہے پھر سموئیل نے تیل کی ایک شیشی لی اور اس کے سر پر اونڈیلی اور
۲ سموئیل ۱۲ باب ۱ میں ہے کہ خداوند نے ناتن کو داؤد کے پاس بھیجا اور اسی طرح اور بہت
مقام ہیں کتاب کو دیکھنا چاہیے۔
دونوں سلاطین کی کتاب کی نسبت | دونوں کتاب سلاطین کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ۸۳
میں یوں لکھا ہے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ داؤد و سلیمان و حزقیاہ بادشاہوں نے اپنے اپنے
عہد کا بیان کیا ہے پھر ناتن اور جاد اور یسعیاہ اور عیدو وغیرہ نبیوں نے اپنے علحدہ
عہدوں کا بیان کیا الخ اور کتاب سوال وجواب ترجمہ یونس سنگھ و پادری والش صاحب
چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۲۱ سوال ۹۱ اور صفحہ ۲۲ سوال ۹۹ کے جوابوں میں ان
دونوں کتابوں کے مصنف کی بابت یوں لکھا ہے کہ یا تو عزرا یا ارمیاہ نے لکھا انتہے پھر
مفتاح الکتاب صفحہ ۲۵ کی فہرست میں اول و دوم سلاطین کے مصنف ناتن جاد خیا
عیدو یسعیاہ وغیرہ لکھے ہیں۔
مگر تعجب یہ ہے کہ تین بادشاہوں نے اپنی اپنی تواریخ لکھی اور ایک ہی کتاب میں

Marfat.com

سمع کی اور کیا اِن عظیم الشان بادشاہوں کی سلطنت میں مورخ نہ تھے جو اونہیں آپ اپنی تواریخ لکھنی پڑی اور اسی طرح اِن تین چار نبیوں نے ایک ہی کتاب میں اپنا اپنا حال لکھا اور اِسطرح پر کہ جب عزرا نے اِن کو ترتیب دی برابر سلسلہ عبارت کا ملگیا یہ عجیب بات ہے اور یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ سلیمانؑ اور حزقیاہ وغیرہ نے اپنا اپنا حال لکھا بلکہ اُس زمانہ سے مدّت دراز کے بعد یہ کتابیں لکھی گئیں چنانچہ ۲ سلاطین[ف] ۴ باب ۲۲ میں الیسعؑ کے ذکر کے بعد دیکھنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ آج کے دن تک اور اسی طرح ۱۷ باب ۳۴ و ۴۱ وغیرہ اور ۱۸ باب ۲ و ۳ میں حزقیاہ کا نام بصیغہ غائب اور اُس کی تعریف ۳ آیت میں یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ حزقیاہ اس کا مصنف نہ تھا اور نہ سلیمانؑ اور نہ داؤدؑ اور نہ کہیں بیبل میں یہ لکھا ہے کہ اسماء مرقومۂ بالا سے کوئی مصنف کتاب سلاطین ہوا۔

| نحمیاہ کی کتاب بھی اُن کی نہ تھی۔ | اور نحمیاہ ۱۲ باب ۱۔۲۶ دلالت کرتا ہے کہ وہ صحیفہ نحمیاہ کا نہیں

اور یہاں بہ لاچاری اُن کے مفسر اقرار الحاق کا کرتے ہیں اور الحاق کرنے والا اُن کے نزدیک معین نہیں ہو سکتا ہارن صاحب جلد چوتھی اپنی تفسیر میں الحاقی ہونے ان آیتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کتاب واعظ جو کہ حضرت سلیمانؑ کی تصنیف سمجھی جاتی ہے اُس کو ربّی قمچی کہ یہودیوں کا بڑا عالم مشہور ہے تصنیف یسعیاہؑ اور ٹالمیوڈ کے علماء تصنیف حزقیاہ کی بتلاتے ہیں اور گروٹیس کہتا ہے کہ بحکم زروبابل کے اُس کے بیٹے ابیہود کی تعلیم کے لئے کسی شخص نے تصنیف کی تھی اور بعضے علماء جرمن کے خیال کرتے ہیں کہ بعد قید بابل کے تصنیف ہوئی یعنے حضرت سلیمانؑ سے قریب چار سو برس کے بعد اور زرقیل کہتا ہے کہ انیتوکس اپے فنس کے وقت میں

| امثال سلیمانؑ کی حالت | اور سائٹ باخیر امثال کے ۲۵ باب سے ۳۱ باب تک

حضرت سلیمانؑ کی نہیں ہیں بلکہ سیکڑوں برس بعد وفات حضرت سلیمانؑ کے ملائے گئے ہیں چنانچہ امثال ۲۵ باب ۱ میں لکھا ہے۔

ف اِس جگہ سے کتاب سلاطین کا عقدہ کھُلتا ہے۔

Marfat.com

اعتراض امثال سلیمانؑ پر اور یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جنہیں شاہ یہوداہ حزقیاہ کے رفیقوں نے قلم بند کیا تھا۔ یعنے اگرچہ اس آیت میں سلیمانؑ کا نام موجود ہے لیکن حضرت سلیمانؑ سے تین سو برس بعد حزقیاہ کے رفیقوں نے کیونکر اونہیں قلم بند کیا اور حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں کیوں قلم بند نہیں ہوئے اور امثال ۲۵ باب کی پہلی آیت حزقیاہ کے رفیقوں سے بھی سیکڑوں برس بعد کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں اُن کا نام بصیغہ غایب ہے۔

ایضاً اور معلوم نہیں کہ کس نے یہ آیت اپنی طرف سے ملا دی اور گمان غالب ہے کہ اس آیت کو الحاق کرنے والا یہی شخص مصنف اُن سات بابوں کا بھی ہو۔

ایضاً اور امثال کے آخر ۲ باب اجور و لموئیل کی تصنیف ہیں معلوم نہیں کہ اجور و لموئیل کون اور کس زمانے میں تھے تفسیر ہنری و اسکاٹ میں ہے کہ ہولڈن نے اس خیال کو کہ لموئیل نام سلیمانؑ کا ہے رد کر کے تحقیق کیا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور کوئی دلیل کافی اسبات کی ملی ہوگی کہ کتاب لموئیل اور کتاب اجور الہامی ہیں ورنہ کتب قانونی میں داخل نہ ہوتیں۔

دیکھیے اٹکل سے کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے الہامی ہونے کی قدما کو کوئی دلیل کافی ملی ہوگی مگر کچھ اس کا ثبوت نہیں ہے۔

سلیمانؑ کی خلاف شرع شادیاں چونکہ اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو ناجائز تھا استثناء باب ۲ و ۳ تو حضرت سلیمانؑ کی غزل الغزلات کیونکر الہامی ہو سکتی ہیں جو فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرتے وقت کہیں تھیں کیا خدا نے آپ ہی اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو منع کیا اور آپ ہی فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے میں حضرت سلیمانؑ کو عاشقانہ غزلوں کا الہام بھیجا اور غزل الغزلات سے زیادہ بموجب عقیدہ اہل کتاب امثال اور واعظ کو سمجھنا چاہیے۔

سلیمانؑ کی بت پرستی کیونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کے بڑھاپے یعنے اُن کی بت پرستی کے

Marfat.com

ں میں (سلاطین ۱ باب ۵-۸) تصنیف ہوئیں کیا کوئی بت پرست بھی الہام یافتہ ہوتا
ہے۔ اب کہاں وہ قول درست رہا کہ ساری کتاب الہام سے ہے۔

طمطاوس کا خط غیر الہامی ثابت ہوا | ۲ طمطاوس ۳ باب ۱۶ کیونکہ اس ساری کتاب سے مراد ہے
عہد عتیق کی ساری کتاب دیکھو میزان الحق چھاپہ اکبر آباد ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی صفحہ ۳۹
پس اگر یہ تینوں کتابیں یعنے امثال ۔ واعظ ۔ غزل الغزلات یا ان میں سے ایک بھی
غیر الہامی ٹھہرے تو طمطاوس کا دوسرا خط جس میں یہ آیت ہے کہ ساری کتاب الہام سے
ہے اپنے بیان کی بے اعتباری کے سبب یقینی غیر الہامی ہوگیا کتاب سوال و
جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء
میں لکھا ہے (صفحہ ۴ سوال ۱۶۴)

کتاب امثال پوری نہیں ہے | کیا جتنی مثالیں سلیمان نے کہیں سب اس کتاب میں درج
ہیں (یعنے امثال میں) جواب نہیں اُس نے تین ہزار تمثیلیں اور ایک ہزار پانچ
غزلیں کہیں تہیں دیکھو اول سلاطین ۴ باب ۳۲ آیت

پس اس سے بخوبی ثابت ہے کہ جس طرح اس کتاب امثال موجودہ میں سات باب
پیچھے سے ملائے گئے اسی طرح اصل کتاب سے بہت کچھ ضائع بھی ہو چکا ہے یعنی صرف
ایک ہی آفت نہیں بلکہ بڑھانے اور گھٹانے دونوں طرح کی آفتیں اس کتاب کے لاحق
ہوئی ہیں۔

کتاب یسعیاہ بھی ایسے ہی ہے کا مصنف نہیں معلوم ہوتا | اور کتاب یسعیاہ کے ۳۸ و ۳۹ باب اور ۲ سلاطین ۲۰ باب
کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جو ایک کتاب کا محاورہ ہے وہی
دوسری کا ہے پس کیونکر ثابت ہوا کہ اس کا مصنف اُس کے سوا ہے کیونکہ
یسعیاہ کا نام بصیغہ غائب اور جو بیان لفظ بلفظ ایک کتاب میں ہے وہی دوسری میں
ہے۔

انجیل میں الحاق | اور کار کرن صاحب کا تلک صفحہ ۱۶۱ اپنے تیسرے رسالہ مباحثہ میں
جو ۱۸۵۴ء میں آگرہ میں چھپا ہے اور وہ مباحثہ پادری وارن صاحب سے ہوا تھا لکھتا ہے

کہ مشہور اسٹاہلن جرمنی نے کہا ہے کہ کتاب یسعیاہ میں چالیسویں باب سے چھیاسٹھویں باب تک ممکن نہیں کہ تصنیف یسعیاہ کی ہو انتہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ستائیس باب کتاب یسعیاہ کے الحاق ہیں اور اس کا کرن صاحب والی مباحثہ کا پادری عماد الدین نے بھی اقرار کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۰۔

یرمیاہ میں اختلاف اور الحاق

مفتاح الکتاب صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ یرمیاہ کا ۵۲ باب عزرا سے لکھا گیا ہنری اور اسکاٹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس باب کو عزرا یا کسی اور شخص نے واسطے توضیح پیشین گوئیوں یرمیاہ کے جو باب گذشتہ پر تمام ہوئیں اور نوحہ یرمیاہ کے الحاق کیا ہے اور ہارن صاحب صفحہ ۱۹۵ جلد چوتھی مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب بعد یرمیاہ کے بابل سے یہودیوں کی رہائی کے پیچھے جس کا تھوڑا بیان اُس باب میں پایا جاتا ہے ملایا گیا ہے پس ان مفسروں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ باب قطعاً الحاقی ہے اور الحاق کرنے والا معین نہیں۔

زبان میں فرق

اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس پیغمبر کے سب ملفوظات عبری میں ہیں مگر ۱۰ باب ۱۱ کہ وہ کسدیوں کی زبان میں ہے فقط اور ایسا ہی اس اردو بیبل میں جو لندن میں ۱۸۶۰ء میں چھپی ۱۱ آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے اور تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ باہتمام پادری روڈلف صاحب ۱۸۶۹ء جسے پہلے ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے تصنیف کیا۔ اور ۱۸۳۹ء میں چھپی تھی اُسکے صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے

پہلے سب کتابیں عبرانی اور کالدی میں تھیں

کہ توریت کے سوا پرانے وثیقے کی سب کتابیں ملاکی نبی کے وقت جو مسیح سے چار سو چوبیس برس پیشتر تھا عبرانی اور کالدی زبان میں قلم بند ہوئیں انتہے نعت کتاب مقدس مصنفہ مسس پادری میتھر صاحب و مرتبہ پادری شیرنگ صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۰ء صفحہ ۷۹ کالم ایک میں ہے کہ عزرا کی کتاب کچھ کسدیوں کی زبان میں اور کچھ عبرانی میں لکھی گئی انتہے یرمیاہ ۱۰ باب ۱۱ بھی کسی کسدی زبان والے کی ملائی ہوئی ہے اور فاضل وینیا بھی کہتا ہے کہ وہ الحاق ہے جیسا اور جا توریت وغیرہ میں بھی مثل اس الحاق کے پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور یرمیاہ کا نام اس کتاب میں اکثر غائب کے صیغہ⁵ سے آیا ہے اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ساری کتاب یرمیاہ کی تصنیف ہے مثلاً یرمیاہ ۲۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے تب حننیاہ نبی نے یرمیاہ نبی کی گردن پر سے جوا اوتار انتہٰے اس آیت سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ کتاب حننیاہ نبی کی تصنیف ہے یا یرمیاہ نبی کی اسی طرح کے اس کتاب میں اور مقام بھی ہیں دیکھو یرمیاہ ۱۱ باب اور ۱۴ باب اور ۱۸ باب اور ۲۰ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۳ اور ۲۵ باب ۲ اور ۲۷ باب اور ۲۸ باب ۵-۶-۱۲-۱۵ وغیرہ۔

زکریا کی کتاب پر رائے | اور کتاب زکریا کا یہ حال ہے کہ ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۲۳ میں بیان حال کتاب زکریا میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے آخر میں بہ نسبت اول کے بیان صاف اور مضمون عالی ہے اور اول میں پوشیدہ اور اس فرق کے سبب مسٹر میڈ اور ڈاکٹر ہمنڈ اور بعض محققین متاخرین نے خیال کیا ہے کہ باب ۹-۱۰-۱۱ اس کتاب کی تصنیف زکریا کی نہیں انتہٰے۔

کتاب آستر میں اول سے آخر تک کسی نبی کا نام یا خدا کا نام نہیں ہے | آستر کی کتاب جو الہامی نوشتوں میں شامل ہے عجب طرح کی الہامی تواریخ ہے کہ جس میں اول سے آخر تک کہیں خدا اور رسول کا نام نہیں ہے صرف اُس بت پرست بادشاہ فارس کا ذکر تمام و کمال کتاب میں ہے اور اس کتاب کے بھی مصنف کا بالکل پتہ نہیں عزرا کا بھی اس کتاب میں نہ کسی جگہ نام ہے اور نہ کچھ بھی ذکر ہے لیکن اُس بت پرست بادشاہ کی شراب خواری کی تعریف اور عشق آستر ملکہ میں یہودی قوم کی جان بخشی مذکور ہے دیکھو آستر اول باب ۷-۸ اور ۱۰-۱۲ بےحیائی کی بابت اور ۲ باب خصوصاً اُس کا ۱۲-۱۴ حرامکاری کی بابت اور ۵ باب ۶ اور ۷ باب ۲-۷ اور بہت قدماء عیسائیوں کو اس کتاب میں شبہہ تھا کاتلک ہرلڈ کی جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ میں لکھا ہے کہ سنٹ ملیٹو [illegible] واجب التسلیم کی فہرست میں اس کا نام درج نہیں کیا چنانچہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسیا کے باب ۲۶ کتاب چہارم میں لکھا ہے اور سنٹ گریگری نازین زین نے اپنے

⁵ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کسی اور کی تصنیف ہے ۱۲

شعروں میں صحیح کتابوں کے تمام ضبط کئے ہیں اور نام اس کتاب کا نہیں لکھا اور سنٹ ایم فی لوئیس نے اپنے شعروں میں جو سلیوکس کو لکھے تھے اس پر شبہہ کیا ہے۔

اتہانی شیس نے آستر کو رد کیا ہے — اور سنٹ اتہانی شیس نے اپنی ۳۹ چٹھی میں اس کتاب کا رد کیا اور اسی طرح مصنف سناپ سس نے بھی۔

کتاب سوال وجواب پادری یونس سنگہ وپادری والش صاحب چھاپا الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۳۱ سوال ۱۲۰ کے جواب میں لکھا ہے اس کا یعنی کتاب آستر کا مصنف معلوم نہیں پھر اوسی کتاب سوال وجواب کے صفحہ ایضاً سوال ۱۳۰ میں لکھا ہے اس کتاب میں کون سی خصوصیت ہے جواب خدا کا نام اس میں مذکور نہیں ہے انتہے۔

کتاب روت کب لکھی گئی — کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگہ وپادری والش صاحب صفحہ ۱۵ سوال ۶۹ کے جواب میں کتاب روت کی بابت یوں لکھا ہے گمان ہے کہ یہ داؤد کے زمانہ میں رقم ہوئی اس کی پچھلی آیت سے ثابت ہے کہ یہ کتاب داؤد کے زمانہ سے آگے نہ لکھی گئی ہوگی انتہے

واضح ہو کہ روت حضرت داؤد کی پردادی تھی یعنے روت سے عابد پیدا ہوا اور عابد سے یسّی اور یسّی سے حضرت داؤد پس چار پشت کے بعد یہ کتاب حالات روت میں لکھی گئی دیکھو متی اول باب ۵۔

کتاب حبقوق خود حبقوق کا حال معلوم نہیں کہ کب تھے — پھر کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگہ اور پادری والش صاحب صفحہ ۷۹ سوال ۳۲۴ کے جواب میں کتاب حبقوق کی بابت لکھا ہے کہ حبقوق نبی کا حال بالکل ہی معلوم نہیں انتہے پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۸۹ سوال ۳۷۳ کے جواب میں ملاکی نبی کی کتاب کی بابت لکھا ہے کہ اُس کے نام کے سوا اُس کا اور کچھ حال معلوم نہیں ہے اب پادری فانڈر صاحب کا قول کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۶ چھاپہ سکندرہ اکبر آباد مطبوعہ ۱۸۵۵ء سے نقل کرتا ہوں۔

تعین زمانہ مجموعہ بیبل کی تصنیف کا

قولہ توریت کے سب صحیفے (جو اونتالیس ۳۹ کتابیں ہیں) نبیوں کے وسیلے سے لکھے گئے حضرت موسیٰ کے ایام سے تخمیناً پندرہ سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے حضرت ملاکی نبی تک کہ چار سو برس قبل از سنہ عیسوی تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں مثلاً ایوب ۔ روت ۔ سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس نبی نے اُن کو لکھا ہے اور بعض کتب میں اور نبیوں کی بات بھی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسی بھی زبوریں ہیں جو حضرت داؤد سے نہیں ہیں۔

الحاق اکثر توریت کے مجموعہ میں | اور ویسا ہی حضرت موسےٰ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس میں موسےٰ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا فقط درست کلامہ۔

توریت کا مجموعہ نامکمل ہے | پادری فانڈر صاحب نے اس بیان میں سلاطین کے لفظ کے بعد جو وغیرہ کا لفظ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ایوب ۔ روت ۔ سلاطین کے سوا اور بھی کتابیں ہیں کہ جنکے مصنف نامعلوم ہیں اور کتاب اختتام دینی مباحثہ کے مقصد دوم صفحہ مذکور میں لکھا ہے کہ نبیوں کی سب گذارشات اور نام اور کلام اور اُن کا سب لکھا ہوا بھی توریت میں داخل نہیں ہوا ہے انتہےٰ۔

بہت سی اکثر باتیں عہد جدید اور توریت میں نہیں پائی جاتیں | اور ایسا ہی میزان الحق کے صفحہ ۵۸ میں بھی ہے اس ... اور بہت صحیفوں کے ضائع ہوجانے کی بخوبی ... ہے تو توریت کی بربادی کا بھی کیونکر تعجب ہو سکتا ہے اور یہی ... کہ ... فوطیفار مصری کی بی بی کا نام اور حضرت سلیمانؑ کی بی بی یعنے سبا کی بیگم کا نام اور ہابیل کا نام جیسے کہا کر حضرت آدمؑ بہشت سے نکالے گئے اور شیطان کشتی اور اس کے نکالے جانے کا وقت اور سبب اور روح القدس کا

Marfat.com

مفصل بیان لکھنے میں اہل کتاب بالکل عاجز و مجبور ہیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کی طفولیت کا بیان بھی حضرت کی تیس برس کی عمر تک ان اناجیل میں پایا نہیں جاتا اور اسی طرح تثلیث کا بیان کوئی عیسائی نہیں کر سکتا۔

خدا کی معرفت مشکل ہے | پادری فانڈر صاحب میزان الحق طبع ثانی چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۶-۱۹ میں لکھتے ہیں کہ اُس بندہ کو جو غور فکر کر کے خدا کی ذات پاک کے دریا میں ڈوب رہا ہے لازم ہو گا کہ سکوت کا شیوہ اختیار کرے تو ہم بھی سکوت اختیار کر کے اُس خداوند کی بندگی کرتے ہیں کہ جو تمامی اشیاء کو دریافت کرتا اور آپ کسی کی دریافت میں نہیں آتا انتہٰی۔

پھر میزان الحق کے صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ انسان کی ناقص عقل قیاس وگمان کے زور سے ذات الٰہی کے کم و کیف کو نہیں پہنچ سکتی انتہٰی لیکن تعجب ہے کہ پھر تثلیث کی تعداد کیسے معلوم ہو گئی۔

غزل الغزلات کا حال | اب کتاب غزل الغزلات کا حال سُنئے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس کتاب کے شروع تفسیر یعنی بیان شان نزول میں لکھا ہے۔ قول۔ تحقیق معلوم ہوا کہ اس کتاب کا مصنف سلیمان ہے جیسے امثال اور واعظ کا اور ہمیشہ اسے ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے پاک کتابیں جس طرح اور الہامی کتابوں کو پڑھتے ہیں اسیطرح یعنی عقیدے اور ادب سے اس کو پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ کتاب بھی مثل اور کلام الٰہی کے ہے فقط۔

اور پھر پہلی آیت کی تفسیر میں اوسی مفسر نے لکھا ہے کہ سلیمان نے بہت سی غزلیں کہیں اُن میں بیشک سب بہت دانشمندی کی تھیں لیکن صرف یہی مقدس غزلیں بچ رہیں اور کتب مقدسہ میں شامل کی گئیں۔

مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے جبکہ فرعون کی بیٹی سے اُن کی شادی ٹھہری یہ پاک غزلیں تصنیف کیں انتہٰی انتہٰی کلامہ اور اسی طرح مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۰ میں بھی ہے۔

Marfat.com

اعتراض | اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں ہے اور اُس نے (یعنی سلیمان ع نے) تین ہزار مثالیں کہیں اور اُس کے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے انتھے۔ مگر اب اُس ایکہزار اور پانچ میں صرف اسی قدر ہیں جو غزل الغزلات میں شامل ہیں اس سے بھی کتابوں کی بربادی کا حال ظاہر ہے کیونکہ جب یہ بھی مقدس کتاب ہے اور توریت اور زبور وغیرہ میں شامل ہے تو اس کی بربادی اور کتابوں کی بربادی کا صاف نمونہ ہے۔

رجعام سے توریت کی کتابوں کی بربادی ہونی شروع ہوئی | کیونکہ میں نے توریت کی بربادی کا ذکر رجعام بن سلیمان ع کے وقت سے شروع کیا ہے اور حضرت سلیمان ع کی غزل الغزلات علما اہل کتاب کے عقیدے کے موافق رجعام کی سلطنت سے پیشتر تھی یعنی تصنیف غزل الغزلات کا زمانہ سنہ عیسوی سے پیشتر ایک ہزار چودہ برس اور رجعام کے وقت میں ہیکل وغیرہ کا لٹنا سنہ عیسوی سے پیشتر نو سو ایکہتر برس لکھا ہے۔

غزل الغزلات بھی پوری نہیں ہے | اور غزل الغزلات کا اصلی شمار پر رہنا علما اہل کتاب کے قولوں سے بالاتفاق ثابت ہے اور اب غزل الغزلات میں صرف ایک سو سترہ آیتیں ہیں کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۴۶ سوال ۱۷۱ کے جواب میں غزل الغزلات کی بابت لکھا ہے کہ اس میں تمثیل کے طور پر مسیح اور کلیسیا کی باہم محبت کا بیان ہے انتھے۔ مطلب یہ ہے کہ کلیسیا مسیح کی زوجہ ہے اور وہ اپنی زوجہ سے اختلاط کرتا ہے انتھے۔

اس میں غمزہ اور ناز بھی الہامی ہیں | اس پاک کتاب کے مقدس ہونے کا عجیب سبب یہ تمام مقدس المقدسات بیان غمزہ و ناز سے بھری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کا نام تک کہیں اس پاک کتاب میں پایا نہیں جاتا یعنے کہیں خدا کا نام اس مقدس المقدسات میں نہیں ہے مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے جو شعر کی قدردانی کرتے انھوں نے غزلہائے مذکور کو اول اور عمدہ جانا۔

Marfat.com

غزل الغزلات میں خدا کا نام بھی نہیں ہے۔

خدا تعالےٰ کا نام اس کتاب میں کہیں نہیں ہے قدیموں کی یہ سمجھ ہے کہ اس میں یہوداہ اور کلیسیا کی آپس کی محبت بیان ہو تمت کلام مگر یہ صرف عیسائی اور یہودی عقیدہ کا حسن ہے ورنہ اُس کے مضمون سے اُس کا لطف ظاہر ہے۔

یہاں غزل الغزلات میں ایک جگہ خدا کا نام ہے مگر اُس کا ہونا نہونا برابر ہے۔

میئر بن یعقوب جو یہودیوں کا ربّی ہے اُس نے مجھ سے کہا کہ ایک جگہہ اُس میں خدا کا نام ہے یعنے ۸ باب ۶ میں اور اُس نے یہ بھی کہا کہ تمام کتب عہد عتیق مقدس ہیں لیکن غزل الغزلات اقدس ترین ہے اور وہ آیت یہ ہے خاتم کی مانند مجھے اپنے دل پر لگا رکھ اپنے بازو کی خاتم کی مانند کیونکہ عشق موت کی مانند غالب ہے اُس کی غیرت پاتال کی مانند سخت ہے اُس کی سوزشیں آتش کی سوزشیں بلکہ لہب الٰہی ہیں غزل الغزلات ۸ باب ۶ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس طرح پر خدا کا نام کسی جگہہ پر ہونا دراصل نہونے کے برابر ہے تو بھی ساری کتاب الہام سے ہے اور تعلیم اور الزام اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک نیک کام میں تیار ہو ۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶ ۱۷ چنانچہ تبرکاً و تیمناً دو ایک آیتیں اس کی بھی اس مقام پر لکھتا ہوں۔

غزل الغزلات میں عشق انگیز باتیں شرم انگیز باتیں۔

غزل الغزلات اول باب میں ہے وہ اپنے منہہ کے چوموں سے مجھے چومے کہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے اور اسی باب کی ۹ آیت میں ہے اے میری جانی میں تجھے فرعون کے رتھہ کی گھوڑیوں میں سے ایک سے تشبیہہ دیتا ہوں اور ۴ باب ۹ میں ہے اے میری بوا اور اے میری زوجہ تو نے میرا دل چھین لیا تو نے اپنی ایک آنکھہ سے اپنے گلے کی ایک زنجیر سے میرے دلکو غارت کیا ہے اور ۴ باب ۱۰ میں ہے میری بہن میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے الخ غرض کہ یہ تمام مقدس المقدسات کتاب ایسے ہی الہامی مضمونوں سے

Marfat.com

بہری ہے اگر زیادہ شوق ثواب ہو تو اُس ساری کتاب کی تلاوت کرنا چاہیے

سکرمنٹ

یہاں سے وہ مجموعہ کی توریت کی باتیں جن کے بیان سے شرم آتی ہے

نہ فقط غزل الغزلات بلکہ توریت وغیرہ میں ایسی تعلیمات اکثر پائی جاتی ہیں چنانچہ روت موابی جو حضرت عیسیٰ کی دادیوں میں تھی (متی ۱ باب ۵) اوسی مواب کی نسل سے تھی جو حضرت لوط کی بڑی بیٹی نے اپنے باپ سے جنا پیدایش ۱۹ باب ۳۶-۳۷ روت ۱ باب ۴ اور ۴ باب ۱۳ اور ۱۷ اگرچہ استثنا ۲۳ باب ۳ میں ہے کہ اموی اور موابی کبھی خداوند کی جماعت میں داخل نہوں انتہے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

قولہ چونکہ روت موابی کی شادی ہوئی بوعز سے اور اُس سے داؤد بادشاہ اور اُس کی نسل ظاہر ہوئی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قانون (استثنا ۲۳ باب ۳ کا) صرف مردوں کے واسطے تھا نہ یہ کہ عورتوں کے واسطے بھی انتہے مگر آیت میں تو علی العموم سب مردوں اور عورتوں کا ذکر ہے نہ یہ کہ صرف مرد لیکن جبکہ حضرت داؤد اور بموجب نسب نامہ مندرجہ متی حضرت عیسےٰ بھی اوسی نسل سے تھے اس لئے مفسرین عیسائی کو تاویل ضرور ہوئی پھر یہ کہ حضرت داؤد وغیرہ بھی جبکہ روت کی نسل سے تھے تو اسی نسل کے مردوں میں یہ بھی شامل ہوئے ہوسیع نبی کو فاحشہ عورت سے زنا کاری کرنے کا خدا کی طرف سے حکم ہونا ہوسیع ۱ باب ۲ اور ۳ باب ۱ اور واضح ہو کہ پہلے باب والی عورت سے نکاح کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اُس سے اولاد بھی ہوئی اور ۳ باب میں دوسری عورت کا ذکر ہے جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے عیب پوشی کر کے لکھا ہے کہ یہ عورت یا وہ ہے جس کا پہلے یعنی ۱ باب میں ذکر ہوا یا کوئی دوسری جس سے قایم کی ہوسیع نے اپنی محبت انتہے

یہوداہ کی بہو نے اپنے سسر سے زنا کرایا اور اُسی کی نسل سے مسیح کا پیدا ہونا

پیدایش ۳۸ باب ۱۸ متی ا باب ۳ راحاب فاحشہ کا جھوٹ بولنے کے سبب نجات
اور مسیح کی دادیوں میں ہونا یشوع ۲ باب متی ا باب ۵ اسی طرح روت ۳ باب او
اسی طرح استر ۲ باب حضرت داؤد کا اوریاہ کی جورو سے زنا کرنا اور اس کی نسل
مسیح کا پیدا ہونا ۲ سموئیل ۱۱ باب متی ا باب ۶۔
حضرت یعقوب کا جھوٹ بولکر بڑے بھائی کی برکت آپ لینا پیدایش ۲۷ باب
حضرت بی بی سارہ کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۸ باب ۱۵
حضرت ابراہیم کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۲ باب ۱۹
حضرت اسحاق کا جھوٹ بولنا پیدایش ۲۶ باب ۹
بیت ایل کے ایک نبی کا جھوٹ بولنا اول سلاطین ۱۳ باب ۱۱-۱۸ اسمرون کے چار سو
نبیوں کا خدا کی بھیجی ہوئی روح کے ورغلانے سے جھوٹ بولنا ۲ تواریخ ۱۸ باب)
اور بعضے عیسائی جو کہتے ہیں کہ وہ بچھڑے کے نبی تھی تو یہ غلط ہے کیونکہ روح کی بلا
ہوئی وہ بولی تھی (متی ۱۰ باب ۲۰) اور ایک نبی جو سچا نکلا وہ بھی تو انہیں میں کا تھا
خود یہوشفات بادشاہ یروسلم نے انہیں خداوند کے نبی کہا تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۴ و ۹
امثال ۱۶ باب ۴ میں ہے خداوند نے ہر چیز اپنے لیے بنائی ہاں شریروں کو بھی اُس
نے بُرے دن کے لیے بنایا اور اسی طرح یسعیاہ ۴۵ باب ۲۸ اور ۲۹ باب ۱۰ اور ۴۵
باب ۷ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا شر کا بھی بانی ہے اور اسی کے مطابق
رومیوں کے ۱۱ باب ۸ اور ۹ باب ۲۱ میں بھی ہے۔
حضرت یوسف کا اپنے بھائیوں سے جھوٹ بولنا پیدایش ۴۴ باب ۱-۱۷
حضرت نحمیاہ کا بت پرست بادشاہ فارس کو شراب پلانے میں نوکری کرنا نحمیاہ
باب ۱ اور ۲ باب ۱۔
حضرت اسحاق کی مینوشی اپنے بیٹے حضرت یعقوب کے ہاتھ سے پھر برکت دینے
پیدایش ۲۷ باب ۲۵
حضرت افتاح نے خدا کی نذر مان کر اپنی بیٹی کو قربانی کیا قاضیوں کا ۱۱ باب ۳۰

Marfat.com

واضح ہو کہ اگرچہ اِن مروجہ کتب مقدسہ میں یہ سب باتیں لکھیں ہیں مگر ہم مسلمان اِن باتوں
کو ہرگز سچ نہیں جانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک سب انبیاء علیہم السلام پاک اور معصوم
ہیں اس کے سوا توریت وغیرہ میں مبالغے شاعرانہ بھی بہت ہیں کہ جو محاورۂ انسانی
سے علاقہ رکھتے ہیں نہ یہ کہ کلام ربانی سے چنانچہ استثنا ۱ باب ۲۷-۲۸ میں ہے عموریوں
کے شہر کی دیواریں آسمان تک ہیں اور قاضیوں کے ۲۰ باب ۴۰ میں ہے کہ شہر سے
آسمان تک شعلے اوٹھے اور یشوع ۸ باب ۲۰ میں ہے کہ دہوان شہر سے آسمان تک
اوٹھ رہا ہے اور اول سموئیل ۵ باب ۱۲ میں ہے کہ شہر کا نوحہ آسمان تک گیا تھا انتہے
اور ۲ سلاطین ۹ باب ۸ میں ہے میں اخی اب کا ایک بھی نبی اسرائیل میں باقی نہ رکھونگا
جو اُس کی دیوار پر موتے انتہے۔ اسی طرح اول سموئیل ۲۵ باب ۲۲۔ اور اول سلاطین
۱۴ باب ۱۰۔ اور ۱۶ باب ۱۱ اور ۲۱ باب ۲۱ میں بھی ہے اور حضرت شمسون کی بی بی
کو جب قوم نے تنگ کیا تو حضرت شمسون کا قوم کے لوگوں سے خطاب کہ اگر تم
میری بچھیا کو ہل تلے نہ جوتتے تو میری پہیلی کبھو نہ بوجھتے (قاضیوں کا ۱۴ باب ۱۸)
اور خروج ۱۹ باب ۳ و ۴ میں ہے تب موسیٰ خدا پاس چڑھا اور خداوند نے اُسے
پہاڑ سے بلایا اور کہا کہ تو یعقوب کے خاندان کو یوں کہیو اور بنی اسرائیل سے یوں بیان
کیجو کہ تم نے دیکھا میں نے مصریوں سے کیا کیا اور تمہیں عقاب کے پروں پر بیٹھا کر
اپنے پاس لے آیا انتہے۔ اور اول سلاطین ۱۸ باب ۲۷ میں ہے الیاس اُن پر ہنسا
اور بولا چلا کے پکارو کیونکہ وہ تو ایک خدا ہے شاید وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے یا
کسی کام میں مشغول ہے یا کہیں سفر میں ہے اور شاید کہ وہ سوتا ہے سو ضرور ہے
کہ وہ جگایا جاوے انتہے اور ایوب ۱۲ باب ۲ میں ہے شک نہیں ہے کہ تم ہی خاص آدم
ہو اور دانائی تمہارے ساتھ مرے گی انتہے۔ اِن پچھلے دونوں طرزوں کو

ل؎ واضح ہو کہ یہ سب ناروا کام جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت توریت وغیرہ میں لکھے ہیں مؤلف کا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ یہ سب
باتیں سچ ہیں بلکہ گمان غالب ہے کہ لوگوں نے اپنے یہ سب برے کام جائز رکھنے کے لئے انبیاء کی نسبت اُن کاموں کا شروع
ظاہر کیا ہے اور قرآن مجید سے اِن سب تہمتوں کا بطلان ظاہر ہے اور واقع میں یہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم اور
صغیرہ و کبیرہ سے مبرہ و منزہ تھے۔ ۱۲

Marfat.com

از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۲

یرمیاہ ۳ باب ۱۳ میں قوم اسرائیل سے خدا فرماتا ہے صرف اپنی بدکاری کا اقرار کر
کہہ کہ میں خداوند اپنے خدا سے پھر گئی ہوں اور ہر ایک ہرے درخت کے تلے بیگانوں
کے ساتھ اپنی راہ روش کو خراب کردیا ہے اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے پہاڑوں
کی طرف اپنی آنکھیں اوٹھا اور دیکھ کہ کونسی جگہ ہے جہاں تو یار کے ساتھ ہمبستر نہیں
ہوئی اور اسی باب کی ۲۰ آیت میں ہے کہ جسطرح سے جورو بیوفائی سے اپنے خصم
کو چھوڑ دیتی ہے اُس ہی طرح تم نے اے اسرائیل کے گھرانے مجھسے بیوفائی کی اور
۹ و ۹ آیت میں ہے اور میں نے دیکھا کہ جب اسی باعث سے کہ اُس نے زناکاری
کی تھی میں نے برگشتہ اسرائیل کو نکالا اور اوسے طلاق نامہ لکھدیا باوجود اس کے
اُس کی بیوفا بہن یہوداہ نہ ڈری بلکہ اُس نے بھی جا کے چھنالا کیا الخ اور اسی طرح
حزقیل ۲۳ باب ۴ اور ہوسیع ۲ باب ۳ و ۴ و ۱۶ و ۲۰ وغیرہ اور یرمیاہ ۲ باب ۲۰
کو دیکھنا چاہیے کہ غزل الغزلات سے بھی بڑھکر ہے از رومن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء
اب تھوڑا بیان ناسخ و منسوخ کا بھی کرنا چاہیے حضرت یعقوب کی شریعت میں
دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح ایک مرد سے جائز تھا پیدایش ۲۹ باب مگر حضرت
موسےؑ کی شریعت میں منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۱۸ پھر یہ کہ پہلی شریعت میں پھوپھی
سے نکاح درست تھا خروج ۶ باب ۲۰ مگر حضرت موسیٰ کی شریعت میں منسوخ ہوا
احبار ۱۸ باب ۱۲ اور ۲۰ باب ۱۹ حضرت آدم کی شریعت میں حلال جانور چرند و پرند کا
خون و چربی بھی حلال تھا پیدایش ۱ باب ۳۰ حضرت نوحؑ کی شریعت میں وہ حکم
منسوخ ہوا اور خون جانوروں کا حرام ہوا پیدایش ۹ باب ۴ حضرت موسیٰؑ کی شریعت
میں وہ حکم بھی منسوخ ہوا اور خون اور چربی اور سور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام
ہوئے استثناء ۱۲ باب ۱۶ احبار ۳ باب ۱۷ اور ۱۱ باب ۴-۸ حضرت موسیٰؑ نے اجازت
دی کہ بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اوسے طلاق دے اور طلاقنامہ
لکھدے استثناء ۲۴ باب ۱ مگر حضرت عیسےؑ نے یہ منسوخ کیا متی ۵ باب ۳۱ و ۳۲

Marfat.com

(حضرت) ابراہیم کی شریعت میں سوتیلی بہن سے نکاح درست تھا پیدایش ۲۰ باب ۱۲
حضرت موسیٰ کی شریعت میں یہ حکم منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۹ اور ۲۰ باب ۱۷ گنتی ۲۲ باب
۲ میں خدا نے بلعام پاس آکر اُسے جانے کی اجازت دی مگر جب صبح کو بلعام موابی
امیروں کے ساتھ چلا تب اس جانے پر خدا ناراض ہوا اگرچہ ابھی اجازت دی تھی مگر
اپنا پہلا حکم منسوخ کیا اور بے سبب غصہ ہوا گنتی ۲۲ باب ۲۳-۳۴ - ۲ سلاطین
۲ باب ۱-۵ میں ہے کہ پہلے لیسعیاہ کی معرفت حزقیاہ کو مرنے سے آگاہ کیا اور ابھی
یسعیاہ لوٹ کر صحن مکان تک نہ آئے تھے کہ خدا نے اپنا پہلا حکم منسوخ کیا۔

توریت وغیرہ کی وہ تحریفات جو پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں

ایک کتاب موسومہ کیفیت نامہ جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے زبان جرمن
میں تصنیف کیا تھا اور اب اُسے پادری اسٹرن صاحب نے ترجمہ کیا مطبوعہ الہ آباد
مشن پریس ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ **قولہ** شاہ آسا کی ایام سلطنت کے
شمار میں قدرے غلطی معلوم ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اسرائیل کے بادشاہ بعاشا نے
شاہ یہوداہ آسا کی سلطنت کے تیسرے برس جانشین ہو کر چوبیس ۲۴ برس تک سلطنت
کی اور آسا کی ستائیسویں برس وفات پائی سو اس حساب سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ
بعاشا نے شاہ یہوداہ کی سلطنت کے چھتیسویں ۳۶ سال شہر رامہ کو حصین بنایا ہو
لیکن اس مقدمے میں عالموں کی رائے متفق نہیں۔
واضح ہو کہ کتاب قدیم کی نقل میں عجب نہیں کہ غلطی واقع ہوئی ہو اور یقین ہے کہ
بعاشا کی وہ کیفیت جو رامہ سے واسطہ رکھتی ہے ایسی ہی ہو ۲ تواریخ ۱۶ باب ۱
اول سلاطین ۱۵ باب ۳۳ کو دیکھنا چاہیے۔
ایضاً صفحہ ۲۲۵ یاہو کا بیٹا یہواخز شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئسویں
سال بادشاہ ہوا پھر جو یہواخز نے سترہ برس تک سلطنت کی تو ضرور ہے کہ اس کا
جانشین یوآس شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے چالیسویں سال بادشاہ بنا ہو

Marfat.com

پر دریافت ہوتا ہے کہ یوآس اُس بادشاہ کے سینتیسویں^37 سال بادشاہ ہو چکا تھا اب اس حساب سے یہواخز شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئیسویں سال نہیں بلکہ اس کے اکیسویں سال جانشین ہوا اب اس حساب کے فرق کا یہ جواب ہے کہ نقل میں سہو واقع ہوئی انتہے۔

ایضاً صفحہ ۳۲۵ اب ایسے سہو یوسیاہ کی سلطنت کے شمار میں بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتاب کے حساب کے بموجب یوسیاہ شاہ اسرائیل یربعام کی سلطنت کے ستائیسویں^27 سال جانشین ہوا پر جاننا چاہیے کہ یوسیاہ کا باپ امسیا شاہ اسرائیل یوآس کی سلطنت کے دوسرے سال جانشین ہوا اور انتیسویں^29 برس تک سلطنت کر کے یربعام کے پندرھویں^15 برس جان بحق ہوا اب اس حساب سے ناممکن ہے کہ یوسیاہ یربعام کے ستائیسویں^27 برس بادشاہ ہوا ہو بلکہ اُس کی سلطنت کے پندرھویں سال اب اس مختلف بیان کا جواب یہ ہے کہ حساب کی نقل میں بھول ہو گئی ہوا انتہے۔

۲ سلاطین ۸ باب ۲۶ میں ہے کہ اخزیاہ بائیس برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ میں ہے کہ اخزیاہ بیالیس^42 برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا پس دونوں مقاموں میں بیس^20 برس کا تفاوت ہے اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ صریح غلط ثابت ہے جبکہ اُس کا باپ یہورام اپنی وفات کے وقت چالیس^40 برس کا تھا اور اخزیاہ اپنے باپ کے مرتے ہی تخت پر بیٹھا اگر اُس کی عمر تخت نشینی کے وقت بیالیس^42 برس کی قرار دیں تو بیٹا باپ سے دو^2 برس بڑا ٹھہرے۔

درمیان چھٹی اور دسویں صدی کے یہودیوں کے دو^2 مدرسے تھے ایک بیبلن میں جو مشرق میں ہے دو^2سرا ٹی بیریس میں جو مغرب میں ہے اِن دونوں مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کی جاتی تھیں اس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کی دو قسمیں پیدا ہوئیں جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تھے وہ اوری انٹل ریڈنگ (یعنے مشرقی نسخے) کہلاتے اور جو دو

میں تھے وہ آگسی ونٹل ریڈنگ (یعنی مغربی نسخے) کہلاتے تھے آٹھویں یا
یں صدی میں اِن دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا اور جہاں جہاں اختلاف نکلا اُس
نشان کیا گیا اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے اور اُن کی تعداد ۲۱۰ و
۲۱۶ و ۲۲۰ تک تھی مشرقی نسخے کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ اور مغربی نسخے
کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں۔

ابتدائے گیارہویں صدی میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ طبیریس اور
یعقوب بن نقتالی پریسیڈنٹ مدرسہ بیلن نے مشرقی اور مغربی یہودی قلمی
نسخوں کا مقابلہ کیا اور جوان نامی یہودی عالموں نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ
ہوتے ہیں ایک بات کو چھوڑ کر باقی اعراب سے متعلق ہیں اور اس سبب سے
چنداں لائق لحاظ نہیں ہیں مغربی نسخے اور عبری عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے جو
اب موجود ہیں اور ہمارے ملک میں بھی پائے جاتے ہیں وہ بہت کر عرن بن عشر
کے نسخے کے پیرو ہیں پاک نوشتہ تمام کتب دنیوی سے زیادہ تر برباد ہونے کے خطرہ
میں رہا کیونکہ یہودیوں پر بڑی مصیبت اور اُن کے درمیان بہت سے انقلاب پیش
آئے اکثر اوقات عنقریب تمام یہود بُت پرستی میں گرفتار ہوئے اور باقی جو خدا پرست
تھے نہایت ستائے جاتے تھے سو اغلب ہے کہ ایسے وقتوں میں بت پرست
یہودیوں نے کلام الٰہی کی جلدوں کو برباد کیا ہو کیونکہ منسّی اور اموں بت پرست بادشاہوں
کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اسقدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن
جلوس کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی۔ پھر کالدیوں نے
ملک یہود کو ایسا تباہ کیا کہ یروسلم اور ہیکل بالکل برباد کر دیا اور باقی لوگ جو قتل
سے بچ گئے تھے بابل کی اسیری میں گرفتار ہو گئے۔ بابل کی اسیری سے خلاصی
پانے کے بعد یہودیوں نے فارسی اور یونانی بادشاہوں سے پھر سخت اذیتیں اُٹھائیں
اِن کے انٹیئی اُکس اپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روزمرہ کی قربانیوں کو
یا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے

کو نہایت کوشش کی بیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کے جلوا دیا اور اُس کے چھپانیوالو
قتل کی دھمکی سے دھمکایا پھر سنہ مسیحی کی چوتھی صدی کے شروع میں ڈیوکلیشن
رومی شہنشاہ نے بیبل کے برباد کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں۔

پھر گوتھ اور ونڈال وغیرہ وحشی قوموں نے عنقریب تمام جلدیں اور مدرسے برباد کر دئے
اور طرفہ ترماجرا یہ ہے کہ جس وقت بیبل ایسی گمنامی کے خطرہ میں پڑی اُس وقت کوئی
مطبع نہ تھا صرف دستی نقلیں ہوتی تھیں سو وے بھی بہت کمیاب تھیں انتہے
از تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام روڈلف صاحب جسے پہلے
ایک بزرگ و عالم ڈاکٹر جان ملکڈول صاحب نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا
اور ۱۸۳۹ء میں طبع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ باوجود ان بربادیوں اور آفتوں کے جو بعض
عیسائی علماء کہتے ہیں کہ توریت وغیرہ محفوظ اور مصون اب تک ہے اس زبردستی
کون انصاف کرے یہودی بارہ ۱۲ فرقوں میں سے تو ساڑھے نو فرقے مفقود ہو گئے او
توریت کا ایک حرف ضائع نہیں ہوا۔ صندوق عہد نامہ جس میں توریت رکھی تھی
اسیری بابل کے وقت سے غائب ہے اور توریت محفوظ ہے خود ہیکل ہی کا جس
میں توریت رکھی رہتی تھی پتہ نہیں ہے اور توریت باقی رہی یہ عجیب اندھیر ہے ہاں
بعض پیشین گوئیاں جو ان کے ظہور کا انتظار کرتے ہوئے یہودی عالموں نے یاد
رکھیں تھیں اور دستورات عبادات و اخبار وغیرہ جو پیچھے سے لکھ لئے گئے اب
یہی توریت ہے یہودی عالم سادہ لوحی سے یقین جانتے تھے کہ عبرانی کتب عہد عتیق
میں بالکل غلطی نہیں ہے اور قلمی نسخوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں نکل سکتا
جو اہم کی نسبت ہو مگر فادر مارن صاحب نے نہایت دلیری سے اس بارہ
کو رد کیا اور عبری کے قلمی نسخوں کی غلطیاں اُن اختلافات سے نکالیں جو عبری
اور سمیریا کی کتب خمسہ موسےٰ میں اور عبری اور سپٹواجنٹ کے کتب عہد عتیق میں
تھیں پھر لوئیس کپیل صاحب نے ان کتابوں کی بہت سی غلطیاں بتائیں اور
یہ بھی بیان کیا کہ کس طرح وہ صحیح ہو سکتی ہیں پھر بشپ والٹن صاحب نے

Marfat.com

[ر]یس کینیل صاحب کی تائید کی اور اسباب کا اقرار کیا کہ واسطے صحت عبری عہد عتیق کے کوئی عمدہ قاعدہ بنانا ضرور ہے پھر سترہویں صدی میں عموماً یہ بات قرار پائی کہ عبری عہد عتیق کے نسخوں کے مقابلہ کرنے کی بہت ضرورت ہے اگشتاین یہودیوں کو الزام تبدیلی تاریخوں کا نسبت اون اسلاف کے جو قبل اور بعد زمانہ طوفان کے زمانہ حضرت موسے تک ہوئے دیتا تھا اور وجہ الزام کی یہ کہتا تھا کہ اُنھوں نے واسطے غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی اور دشمنی دین مسیحی کے یہ امر کیا اور یہی رائے قدماء مسیحوں میں عام تھی اور یہ کہتے تھے کہ قریب سنہ ۱۳۰ء کے یہ تحریف یہود نے کی فقط از تفسیر ہنری واسکاٹ انگریزی جلد اول۔

ہارن صاحب جلد اول مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۶۸ میں توریت کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ الحاق کے باب میں یہ قبول کیا جاوے کہ توریت میں ایسے فقرے (یعنی الحاقی) موجود ہیں۔ پھر دوسری جلد کے صفحہ ۴۴۵ میں یہ لکھتے ہیں کہ عبرانی متن میں محرف مقامات تھوڑے ہیں یعنے صرف ۹ ہی ہیں جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے اتنے اور بشپ ہارسلی نے جابجا عہد عتیق میں تصحیح کی ہے جس کا جی چاہے اُس کی کتاب میں دیکھ لے اُس نے کتنے مقامات الحاقی قرار دیے ہیں اور کتنی جگھہ تحریف کا مقر ہوا ہے مثلاً گنتی ۲۶ باب ۳ و ۴ اور یشوع ۱۳ باب ۷ و ۸ و ۲۵ قاضیوں کا ۱۲ باب ۴ اول سموئیل ۳۰ باب ۲۰ اور ۲ سموئیل ۴ باب ۶ وغیرہ کو محرف لکھا ہے اور یشوع ۳ باب ۱۲ اور ۱۰ باب ۱۵ اور ۱۳ باب ۴ اقاضیوں کا ایک باب ۲ الحاقی مانا ہے۔

پھر ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء کے جلد ۲ صفحہ ۵۹ میں مفصلہ ذیل کی بابت لکھتے ہیں کہ ان میں معلوم ہوتا ہے کہ عبری خراب کی گئی ہے ملاکی ۳ باب ۱ میکاہ ۵ باب ۲ - ۱۶ زبور ۸ - ۱۱ عاموس ۹ باب ۱۱ و ۱۲ - ۴۰ زبور ۶ و ۸ و ۱۱۰ زبور ۴۔

۲ تواریخ ۱۳ باب ۳ و ۱۷ میں ہے کہ ابیاہ نے چار لاکھ جنگی مرد لیکر جو چنے ہوئے جوان

تھے جنگ کے لئے صف باندہی اور یوربعام نے بھی اُس کے مقابلے میں
چنے ہوئے بہادر لوگ لیکر جنگ کے لئے صف آرائی کی اور ابیاہ اور اُس کے
نے انہیں قتل کرکے بڑی خون ریزی کی سو اسرائیل میں پانچ لاکھ چنے ہوئے
ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد اوّل میں فرماتے ہیں کہ بہت نسخوں لاطینی میں
میں بجائے چار لاکھ کے چالیس ہزار اور بجائے آٹھ لاکھ کے اسی ہزار اور بجائے پانچ
لاکھ کے پچاس ہزار پائے جاتے ہیں اور اغلب یہ ہے کہ انہیں نسخوں کے لکھے
ہوئے عدد سچے ہوں انتہے۔ اور ایسے تو سیکڑوں ہزاروں مقام ہیں سب کا بیان
کہاں تک ہوسکے دیکھو اول تواریخ ۲۱ باب ۱۲ اور اُس کے ساتھ ۲ سموئیل ۲۴ باب
۱۳ و علی ہذا القیاس اگستائن اور گریز اسٹم اور جسٹن شہید نے جو قدیم مسیحی عالموں میں
سے تھے لکھا ہے اور اُن سے ہارن اور ڈاکٹر ریٹ اور ممفرڈ اور وائیتیکر وغیرہ نے نقل
کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی بعض آیتوں کو تحریف و تبدیل کیا انتہے۔
اسی سبب سے ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ اب کسی نسخہ قلمی یا چھاپہ میں مصنف
کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں پھیل رہی ہے ہارن صاحب
کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء یوسی بوس مورخ نے کتاب چہارم
تاریخ کے ۱۸ باب میں لکھا ہے کہ جسٹن شہید نے بمقابلہ طریفون یہودی کے چند پیشین
گوئیوں کا ذکر کرکے کہا کہ یہودیوں نے انہیں کتب مقدسہ سے نکال ڈالا ہے اردو تواریخ
کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۳۸ میں ہے کہ طیفو نام ایک یہودی کے سات سوال و
جواب کا رسالہ بھی اُسی کی (یعنے جسٹن کی) تصنیف ہے انتہے اور واٹشن نے اپنی
کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۲ اور ڈاکٹر ریٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مجھے شک
نہیں کہ جسٹن نے وقت مباحثہ طریفون یہودی کے الزام اخراج عبارت کا یہودیوں
کو دیا اگرچہ بالفعل وہ عبارتیں نسخہ عبری اور سپٹواجنٹ میں موجود نہیں ہیں مگر
جسٹن کے عہد میں اور ارنیوس کے زمانے میں دونوں نسخوں میں موجود تہیں خاص
کروہ عبارت جو کتاب یرمیاہ میں تھی اور گریٹ حاشیہ کتاب ارنیوس میں اور

Marfat.com

جرمیں حاشیہ کتاب جسٹن میں یہ لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کو وقت
تحریر نامہ اول ۴ باب ۶ کے اس پیشین گوئی کی طرف خیال تھا اور ہارن صاحب
نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی جلد ۴ صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ جسٹن بمقابلہ طریفون
یہودی کے دعوے کرتا تھا کہ عزرا نے لوگوں سے کہا تھا کہ طعام عید فسح ہمارے خداوند
نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے پس سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے یعنے کھانے سے ا
چھا سمجھوگے اور اُس پر ایمان لاؤگے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور جو اس پر ایمان نہ لاؤ
گے اور اُس کا وعظ نہ سنوگے تو تم پر غیر قومیں استہزا کریں گی اور وائے ٹیکر نے لکھا ہے
کہ یہ فقرہ غالباً باب ششم عزرا میں درمیان آیت ۲۰ و ۲۱ کے ہوگا اور ڈاکٹر اے کلارک
صاحب نے جسٹن کے اقوال کی تصدیق کی ہے۔

پیدایش ۴ باب ۸ میں ہے اور قاین اپنے بھائی ہابیل سے بولا اور جب وے
دونوں کھیت میں تھے الخ ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۲
صفحہ ۱۹۰ میں لکھتے ہیں کہ قاین نے کہا اپنے بھائی ہابیل سے آؤ چلیں میدان میں
اور جب وے دونوں کھیت میں تھے الخ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ یہ بات جاننی پڑھنے
والے کو اچھی ہوگی کہ یہ اختلاف عبارت اُن سامری اور سُریا اور سپٹواجنٹ اور ولگٹ
ترجموں میں پایا جاتا ہے جو بشپ والٹن صاحب کے پالی گلاٹ میں چھپی ہیں ڈاکٹر
کنن صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب نے تجویز کی کہ عبری متن کی اصلاح
کی جاوے کیونکہ بلا شبہ یہ صحیح عبارت ہے انتہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں
اتنا فقرہ آؤ چلیں میدان میں اگر داخل کریں تو یہی صحیح عبارت ہے اور بغیر اس کے
اصل عبری کی غلطی ظاہر ہے دوسرے یہ کہ بموجب تجویز کنی کاٹ صاحب کے عبری
متن کی اصلاح ضرور ہے یعنے مثل اِس فقرہ کے اور بہت جا اصل کتاب ... میں
غلطیاں موجود ہیں اس لیے عبری متن کی اصلاح کیجائے۔

اور سامریوں کی توریت میں جو لفظ جرزین کا لفظ عیبال کی جگہ ۴ مرقوم ہے یہ مخالفت
مفصل بیان ہو چکی ہے اور اسی طرح وہ قول گریز اسٹم صاحب کا بھی کہ یہودیوں

نے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا اور اسی طرح بہت سی کتابیں جو عہد عتیق میں سے یہودیوں نے غائب کر دیں اُن کا بیان آگے آتا ہے اسی طرح توریت کی بربادی جو بار بار یروسلم کی غارت کے سبب ہوئی اُس کا بیان ہو چکا ہے وغیرہ۔

خدایا جب توریت کی اصلیت اور اُس کے مصنفوں کا یہ حال ہے تو توریت کے ترجمے اور اس کے مترجموں کا کیسا حال ہوگا۔

سپٹواجنٹ

مفتاح الکتاب صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں لکھا ہے کہ مصر کے بادشاہ بطولمی فلدلفس نامی نے ایک بڑا کتب خانہ شہر اسکندریہ میں بنایا تھا کہتے ہیں کہ اُس کے لئے پرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ کیا چاہتا تھا اس لحاظ پر محافظ کتب کی صلاح سے اپنے دو عالی قدر مصاحب یروسلم میں سردار کاہن کے پاس بھیجا کہ پاک کتاب کی نقل اور ۷۲ عالم جو عبرانی یونانی دونوں جانتے ہوں ترجمہ کرنے کے لئے اُس سے مانگیں چنانچہ موافق درخواست کے سردار کاہن نے پاک کتاب کی نقل اور بہتر مترجم بھیجے کہتے ہیں کہ عالموں کا جلسہ فاروس ٹاپو پر ایک مشہور عمارت میں ہوا جہاں انہوں نے تمام پورا نے عہد نامے کو آپس میں بانٹ اور بہتر دنوں میں بالکل تیار کر دیا لیکن اس کیفیت کی صحت کی بابت سب کے سب متفق الرائے نہیں ہیں بعضے عالموں نے اُس کو بے اعتبار ٹھہرایا اور بعضوں نے اس کی معتبری ثابت کرنے میں بڑی سرگرمی دکھائی تمت کلامہ

ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی دوسری جلد میں جو اُس امر کی بابت لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے بہت سی بے تحقیق باتیں بابت تاریخ اس ترجمہ یعنے سپٹواجنٹ کے مشہور ہیں بعضے کہتے ہیں کہ اس کو مختلف آدمیوں نے مختلف زمانوں میں کیا ہے اور بعضے اس کو بمنزلہ ایک معجزہ کے جانتے ہیں اور ان میں کئی روایتیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ مصر بطلمیوس ثانی نے بہتر عالموں کو یروسلم سے بلوا کر ترجمہ

وس میں یہ ترجمہ کروایا کہ جنہوں نے بہتر دن میں سارے ترجمے سے فراغت پائی
یہ روایت موافق نامہ ارس تییں کے ہے مگر اُس نامہ کی سچائی پر بڑی گفتگو ہے
لیکن درصورت جعلی ہونے کے بھی بہت پرانا جعلی ہے کیونکہ یوسیفس مورخ
نے بھی اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور قبل سترہویں اٹھارویں صدی کے
اس نامہ کی سچائی پر گفتگو نہ تھی مگر سترہویں اٹھارہویں صدی میں اُس کی سچائی
پر بڑی گفتگو ہوئی اور ہمارے جمہور علماء کا اتفاق اُس کے جعلی ہونے پر ہے۔

دوسری روایت تعجبی وہ ہے جو فلو یہودی نے کی ہے کہ یہ عالم جزیرہ فاروس میں گئے
ہر ایک نے اول جدا جدا پورا سب کتابوں کا ترجمہ کیا اور تمام ہونے کے بعد سب نے
اپنے ترجموں کو ملایا تو سب کے ترجمے لفظاً اور معنیً موافق نکلے اور فرق ایک لفظ اور
ایک حرف کا بھی نہ نکلا پس اِن سب نے روح القدس کی تائید سے موافق الہام
کے لکھا تھا اور لکھتا ہے کہ اُس عہد سے میرے عہد تک اسکندریہ کے یہودیوں میں
بطور شکرانہ اس ترجمے کے ایکدن مقرر ہے کہ اُس میں ہر سال جزیرہ فاروس میں جمع
ہو کر عید کرتے ہیں۔

تیسری روایت جسٹن شہید کی موافق فلو کے ہے مگر اُس میں یوں ہے کہ یہود
کے بہتر عالموں کو ستر مکانوں میں علیحدہ علیحدہ بند کیا تھا اور انہوں نے علیحدہ
علیحدہ ترجمہ کیا اور اُس کے بعد جب سب نے ترجموں کو ملایا تو سب لفظاً حرفاً
حرفاً موافق نکلے اور کہتا ہے کہ اُن ستر مکانوں کے نشان میرے عہد تک موجود ہیں
اور یہ جسٹن کا بیان بڑی مخالفت ارس ٹییس کے بیان سے رکھتا ہے کیونکہ اُس
کے موافق ہر ایک نے سارا سارا ترجمہ اولاً علیحدہ علیحدہ کیا پھر مقابلہ کرنے کے
سب ترجموں کو موافق پایا اور ارس ٹییس کے بیان کے بموجب ہر روز سب اول ترجمہ
جدا کر کے پھر مقابلہ کرتے تھے اور بحث کر کے ایک بات صحیح ٹھہرا کے ڈمی ٹریوس کو
دیتے تھے اور اپی فانیس نے تطبیق کے لئے ایک بات نکالی کہ بہتر عالموں سے
چھتیس ۳۶ مکانوں میں بند کیا تھا اور ایک نقل نویس ہر مکان میں اُن کے لئے

متعین تھا پس ہر مکان میں ۲ دو دو اول علیحدہ علیحدہ ترجمہ کرتے تھے پھر آپس
مقابلہ اور بحث کر کے اُس نقل نویس کو لکھوا دیتے تھے اس طرح چھتیس ۳۶ تر
علیحدہ علیحدہ تیار ہوئے اور بعد تیار ہونے کے جب اُن چھتیس ۳۶ کو مقابلہ کیا تو لفظاً
اور حرفاً حرفاً سب کے سب موافق نکلے تو اُس کے بموجب چھتیس ۳۶ ترجمے الہامی نکلے۔

پھر ہارن صاحب اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ اس انبار کذب میں ایک سچ
ہوا ہے جو با آسانی تحقیق نہیں ہو سکتا پس ہمکو جائز ہے کہ ان روایتوں سے ایک کی
طرف بھی التفات نکریں اور ہمارے نزدیک حق اس ترجمہ مشہور میں یہ بات ہے
کہ دو سو پچاسی ۲۸۵ یا دو سو چھیاسی ۲۸۶ برس قبل ولادت مسیح کے یہ ترجمہ ہوا ہے اور یہود یوا
بادون حکم کسی شخص کے اس ترجمے کو کیا ہے الخ

دو سو پچاسی ۲۸۵ یا دو سو چھیاسی ۲۸۶ برس قبل ولادت مسیح کے جو اس ترجمہ کا ہونا ہارن
لکھتے ہیں یہ صرف ہارن صاحب کی تجویز ہے اور واقعی جس طرح اُن روایتوں کا
نہیں اس ٹھہرائی ہوئی مدت کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔

طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۲۳ میں ہے کہ دو سو ستر برس پیشتر سنہ عیسوی کے
ترجمہ ہوا تھا اور روشن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے سپٹواجنٹ
ایک یونانی ترجمہ پرانے وثیقہ توریت و زبور و نبیوں کا ہے جو ۲ دو سو برس مسیح کے آ
آگے یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور چونکہ مشہور ہے کہ یہودیوں کے بہتر ۷۲ احبار یا حکیمو
کے اہتمام میں لکھا گیا ہے اسواسطے اُس کا نام سپٹواجنٹ یعنی بہتر ۷۲ رکھا گیا انتہی
اور تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۹۸ کے حاشیہ میں بھی ۲ دو سو برس پیشتر
سے یہ ترجمہ ہونا لکھا ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ پہلی روایت کے بموجب بہتر ۷۲ عالموں نے بہتر ۷۲ ہی دن
اتنی بڑی کتاب کے ترجمے سے فراغت پائی اس میں دو باتیں مشکل ہیں ایک
کہ اتنا جلد ترجمہ کرنا اور اگر ایک دو نے اپنے کام میں جلدی کی تو بہتروں ۷۲ کا اثر
میں برابر رہنا اور کسی کا اپنے ساتھیوں سے ایک ذرا بھی نہ گھٹنا اور نہ بڑھنا

یوں تک سب کا آپس میں پورا ہی پورا رہنا اور دوسرے جتنے مترجم شمار میں تھے
تنے ہی دنوں میں اُس سے فراغت پا جانا یہ صرف روح القدس کی تائید سے ہے یا
جھوٹ بولنے والوں کو یہ نیا الہام ہوا ہے، دوسری فلو والی روایت اس سے بھی
زیادہ تعجب کی ہے کہ جس کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اور تیسری روایت اُس
سے بھی بڑھکر ہے۔

ترجمہ سپٹواجنٹ میں علاوہ اُن تبدیلیوں کے جو یہودیوں نے ارادتاً کیں بہت سی
غلطیاں اور بھی زمانہ دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطی نقالوں
کے۔ اور حاشیہ پر کی شرحوں کو متن میں داخل کر دینے سے جو واسطے سہولیت الفاظ
مشکل کے لکھی گئیں تھیں پیدا ہو گئیں اس بڑھنے والی خرابی کو رفع کرنے کے
واسطے اوریجن صاحب نے تیسری صدی کے شروع میں اُس وقت کے یونانی
متن مستعملہ کو اصلی عبری متن اور ترجموں سے جو اُس وقت میں موجود تھے مقابلہ
کرنے کے مشکل کام کو اختیار کر کے اُن سب سے ایک نیا نسخہ حاصل کرنا
چاہا تھا۔

کتاب نیاز نامہ مطبوعہ الٰہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء جو [illegible]
طرف سے چھاپی گئی اُس کے صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ قدیم ترجمہ یونانی جس کو
سپٹواجنٹ کہتے ہیں بعض جگہ سے غلط ہے انتہیٰ۔

ایک اور ترجمہ سریانی زبان میں پیسکٹو یعنے لفظی ترجمہ بہت پرانا سمجھا جاتا ہے بعضے
لوگ اس کو زمانہ حضرت سلیمانؑ اور جیروم صاحب کا بتاتے ہیں اور بعض شخص [illegible]
عملے جو سامریوں کا پریسٹ تھا منسوب کرتے ہیں اور بعض [illegible]
وقت کا اُس کو بیان کرتے ہیں سریا کے گرجوں میں اس [illegible]
مگر زمانہ حال کے نکتہ چین اسکو زیادہ زمانہ حال کا قرار دیتے ہیں بشپ والٹن صاحب
اور پارور صاحب اور سیوسٹن صاحب اور بشپ لوتھ صاحب اور ڈاکٹر کنی کٹ
صاحب اس ترجمے کو اول صدی عیسوی کا قرار دیتے ہیں اور پاپر صاحب اور چند دیگر

Marfat.com

جرمنی صاحبان دوسری یا تیسری صدی کا اور ڈ اسی صاحب بہت قدیم ... اس کی تاریخ نہیں مقرر کرتے۔

زبور کے اول میں اس ترجمے میں جو وجوہات مندرج ہیں اُن کو علانیہ ایک عالم نے لکھا ہوگا ظاہر اً معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اصلی عبری سے ہوا جس سے وہ بجز چند مقاموں کے جو ترجمہ سپٹوا جنٹ سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں نہایت مطابق اور بعینہ ہے جین صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ توریت کے ترجمہ کرنے کا طریقہ کتاب تاریخ کے ترجمہ کرنے میں استعمال نہیں کیا گیا اور یہ بھی کہ کتاب پیدایش کے اول باب میں اور کتاب واعظ اور کتاب راگ میں چند کالدی زبان کے لفظ پائے جاتے ہیں جس سے جین صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ ترجمہ ایک شخص کا کیا ہوا نہیں ہے بلکہ کئی شخصوں کا ہے۔

اور اور ترجمے سُریا زبان کے سپٹوا جنٹ سے ہوئے ہیں جن میں سے اور یحین صاحب (یعنے ارجن) کے ہک سیپلر نسخہ کا جو سُریا زبان میں نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ ہے مختصر بیان کرنا کافی ہوگا یہ ترجمہ ساتویں صدی کے شروع میں ہوا ہے اور مترجم اس کا نامعلوم ہے پروفیسر ڈی راسی صاحب جنہوں نے اول ہی اس نسخہ کا نمونہ چھاپا اس کا تعین نہیں کرتے ہیں کہ آیا اس ترجمہ کو مار ایا صاحب یا جس صاحب ساکن اڈسی یا پال بشپ مقام ٹیلا یا طامس صاحب ساکن ہر کلیا سے منسوب کیا جائے سی مینی صاحب اس کو طامس صاحب سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ اور علما یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے کتاب ہائے اقدس کے مقابلہ کرنے کے سوا اس نسخہ میں اور کچھ نہیں کیا۔

یہ ترجمہ سپٹوا جنٹ کے متن سے خاص کر اُن مقاموں میں بعینہ مطابقت رکھتا ہے کہ جن مقاموں میں سپٹوا جنٹ عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء

اس سب بیان کے پڑھنے میں ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ترجمے جو کہ قدیم نہایت قدیم سمجھے جاتے ہیں اُن کے زمانہ تصنیف اور ثبوت حال مصنف سے کیسا

واقفی ظاہر ہے کہ سوا اٹکل کے اور کچھ کہہ نہیں سکتے اور یہ امکل ضعف ثبوت ماہیت عجز دریافت حقیقت حال پر دلیل کامل ہے پس کوئی زمانہ اِن کی تصنیف کا اور کوئی مصنف ازروے صحت واعتبار ثابت نہیں ہے یہاں تک کہ نہ صرف دس بیس برس کا اُن کے زمانہ تصنیف میں دھوکا ہوا بلکہ سیکڑوں برسوں کا تفاوت اُن کے تعین زمانہ تصنیف میں مغالطہ دے رہا ہے چنانچہ سُریانی پیسکٹو ترجمہ حضرت سلیمانؑ کے وقت سے دوسری اور تیسری صدی عیسوی کا تفاوت ظاہر کر رہا ہے اور اُس میں زبور کے اوّل میں جو وجوہات لکھے ہیں اُن کو علانیہ کسی عیسائی کی طرف سے لکھا جانا نہ صرف دو چار سو برس بلکہ بارہ سو تیرہ سو برسوں کا تفاوت تعین زمانہ تصنیف میں بتلا رہا ہے اور اُس کے قریب قریب حال سپٹواجنٹ کا بھی سمجھنا چاہیے باوجود اس کے یہ کتابیں خود تبدیلیوں کے سبب جو یہودیوں نے ارادتاً کیں اور اور بہت سی غلطیوں کے سبب اپنی بے اعتباری پر گواہ ہیں خاص کر اس وجہہ سے کہ ڈاکٹر کنی کاٹ اور بشپ والٹن پورانے نسخوں کے نہ ملنے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی کونسل نے ساتویں آٹھویں صدی کے قبل کے لکھے ہوئے نسخوں کو غلطی کا الزام لگا کر جلوا دیا تھا اِس حال میں یہودیوں کی تحریف کا گمان قوی ہوتا ہے اس دوسری سریانی ترجمہ کے بیان میں جو اوریجن صاحب کے ہک سیپلر کتاب کا ہوا لکھا ہے کہ ترجمہ سپٹواجنٹ کے اُن مقاموں سے مطابقت رکھتا ہے جن مقاموں میں سپٹواجنٹ عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح سپٹواجنٹ ترجمہ اصل زبان یعنے عبری سے اختلاف رکھتا ہے اسی طرح یہ بھی اختلاف رکھتا ہے اور یہی اسے نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ لکھا ہے پس نہایت پسندیدہ ترجمہ اور مشہور یعنے کثرت سے لوگوں میں مستعمل تھے یہ حال ہے پھر اُن استعمال کرنے والوں کا کہاں ٹھکانہ رہا اور اُس ترجمہ کرنے والے کا تو کیا حساب ہے۔

مصنف کتاب مفتاح الکتاب نے باب ترجمات صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ مترجموں نے سنہ عیسوی سے پیشتر قریب تین سو برس توریت کا ترجمہ یونانی

زبان میں کیا تو متقدمین کے نزدیک اُس ترجمے کی ایسی قدر ہوئی کہ مستعمل
سب قدیم ترجمے مثلاً عربی۔ گرسنجی۔ ارمنی۔ حبشی یاجوجی اور قدیم لاطینی سب اس کے
مطابق ہوئے اور جب حضرت عیسےٰؑ کے زمانے کے بعد عیسائی لوگ اس ترجمہ
سے پیشین گوئیاں نکال کر یہودیوں پر مسیح کی رسالت ثابت کرنے لگے تو وہ قوم
دق ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ ترجمہ معتبر نہیں ہے چنانچہ اسی خیال سے چند یہودیوں نے
نیا ترجمہ کرنے پر کمر باندھی اُن میں سے پہلا ایک آدمی اقویلہ نامی تھا جو پیدائش سے
یہودی تھا مگر اُس نے عیسائیت کو اختیار کیا اور بعد اس کے اُس سے انکار کیا
ان بہتّر عالموں کے ترجمے پر یہ اعتراض کیا کہ وہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تقریری ہے پھر
ایک دوسرے شخص تہیودوشن نے اقویلہ کے ترجمے کو اس لحاظ سے کہ وہ فقط لفظی
ہے نہ محاورہ کے مطابق نامنظور کر کے آپ اُس کا ترجمہ کیا اور دانیال نبی کی کتاب
کا جو ترجمہ اُس دوسرے شخص سے ہوا وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کو ایسا معقول نظر
آیا کہ اُنہوں نے اُن بہتّر عالموں کے ترجمے کے عوض میں اسی کو پسند کیا تیسرے
سمکوس نامی نے پرانے عہدنامے کا ترجمہ کیا اور وہ تہیودوشن کے ترجمے کے مقابل
میں زیادہ تقریری ہے ان تینوں میں سے ایک ایک کا کچھ کچھ آج تک وجود
ہے ہارن صاحب کے بیان جلد ۲ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء اور ایک تاریخ انگریزی
مطبوعہ ۱۸۵۰ء جو کہ شہر لندن مطبع چارلس ڈالمین میں چھپی اُس کا خلاصہ اس مقام
پر یہ ہے کہ ترجمہ یونانی یعنے سپٹواجنٹ یہود کے ہر ایک عبادت خانے سے نکالا
گیا تھا تو اُس کے عوض میں اور تین ترجمے شروع ہوئے اول ترجمہ اقویلہ جو ۱۲۹ء
میں ہوا اور یہ شخص عیسائی ہو کر پھر یہودی ہو گیا تھا اور ازراہ حقارت کے اپنا ترجمہ
عیسائیوں کو دے دیا تھا دوسرا ترجمہ تہیودوشن کا جو ۱۷۵ء میں ہوا اور یہ شخص اوّل
تو مریدِ تُشن ملحد کا اور پھر مارسین ملحد کا تھا اور آخر میں یہودی بن گیا تھا تیسرا
ترجمہ سمکوس کا جو ۲۰۰ء میں ہوا اور یہ شخص پہلے سامری تھا پھر یہودی ہوا اور اپنے
ترجمہ میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کی درپردہ اہانت کرتا ہے ان ترجموں نے

بہت جا عبارتیں ترجمہ سپٹواجنٹ میں داخل ہو گئی تھیں اور نقلیں بھی آپس میں اس قدر مختلف تھیں کہ ایک دوسری سے نہیں ملتی تھیں اُس وقت ارجن نے کتاب ہکسیپلا ۲۳۱ء میں تیار کی کہ جس میں چھ۶ خانے رکھے تھے۔ پہلے خانہ میں عبری کو عبری حرفوں میں دوسرے خانہ میں عبری کو یونانی حرفوں میں اور تیسرے خانہ میں ترجمہ اقویلہ اور چوتھے میں ترجمہ سمکوس اور پانچویں میں ترجمہ سپٹواجنٹ اور چھٹے میں ترجمہ تہیودوشن کو لکھا اور جہاں سپٹواجنٹ میں توضیح کے لئے کوئی لفظ اور ترجموں سے لیکر بڑھایا گیا وہاں ایسا * نشان کیا اور جو لفظ اصل عبری میں نہیں تھا اُسپر یہ + نشان کیا اور یہ دو نشان * + بھی اُس نے اپنی کتاب میں بعض بعض جا کیے تھے مگر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کیا غرض تھی انتہے۔ اور اسی طرح رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۲ء صفحہ ۶۲ میں ہے اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ اُس کتاب کے مرتب کرنے میں اُس نے اٹھائیس ۲۸ برس صرف کئے تھے اُسے دو ترجمے یونانی زبان میں اور دستیاب ہوئے چنانچہ اُن کو بھی شامل کرکے اُس کا نام اکٹیلا یعنے ہشت مدہ رکھدیا انہیں سببوں سے سب ترجمے یونانی کو مضمون کلام الٰہی سمجھنا محض خطا ہے کیونکہ اُس میں کثرت سے زیادتیاں ارجن کی ایسی مخلوط ہیں کہ بقول ہارن صاحب کے اب امید پہچان لینے کی بالکل نہیں ہے اور ارجن نہ صاحب الہام نہ نبی تھا اور نہ حواری اور اُسپر واہمہ ایسا غالب تھا کہ اُس کے سبب سے اکثر غلطی کرتا تھا چنانچہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں ایسی ہی بیان کی ہیں اور غلطی جہاں کھاتا تھا ایسی کھاتا تھا کہ کبھی کسی نے نہیں کھائی اور عبری زبان میں وقوف کامل بھی نرکھتا تھا پس اُس کی زیادتیاں اکثر غلط فاش ہوں گی رومن تاریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء میں اول تین کام ارجن کے یعنے مقابلہ کتب مقدسہ کا اور ترجمہ کرنا اُن کا اور تفسیر کرنی اُن کے الفاظ کی بیان کرکے لکھا ہے کہ تیسرے امر میں کچھ غلطیاں کیں کیونکہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں خیالی طرح سے بطور تمثیل بیان کیں ایسا دستور محل شک ہے انتہے پھر اُسی رومن تواریخ کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ ڈمی ٹریوس اسقوف نے اُسپر

(یعنے اُرجن پر) حسد کرکے یا اُس کی تعلیم کچھ خلاف حق سمجھکر اُس کو موقوف اور خارج کیا انتہے یہ وہی ارجن ہیں جن کی رائے کے بموجب عیسائیوں کے درمیان جھوٹی دلیلیں رائج ہوئیں اور اسی سبب سے وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کثرت سے لکھی گئیں دیکھو رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۰ اور یہ وہی ارجن ہیں جن کے نام پربت پرست بھی اپنی تصنیف گرادنتے یعنے ارجن کے نام سے مشہور کرتے تھے (دیکھو طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۲۳ باہتمام پادری شیرنگ صاحب نارتھ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے) یہ اُرجن کتاب مقدس کے لفظی معنے پر کاربند ہوکر دین کے لئے خوجہ بنگیا تھا یہ یوسیبیوس کے لکھے بموجب اور بھی اُس کی دشمنی کا باعث ہوا (اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۶۳) اس سے ظاہر ہے کہ اُرجن کو کتاب مقدس کا مطلب سمجھنے میں اتنا تو تمیز ہی تہا کہ اُس کی تعلیم کی خاص غرض کیا ہے اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۷ میں ہے کہ اُرجن کے باب میں اختلاف رائے ہے ایک فریق تو اُسے علم دین میں بڑا عالم تصور کرتا ہے۔ اور دوسرا فریق اُسے اُرئیس اور اور تمام بڑے بڑے ملحد اور بدعت والوں کی اصل ٹھہراکر لعنت دیتا ہے بہت باتوں میں وہ پر خطا عالم اور خطرناک ہادی ثابت ہوا انتہے۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں ہے کہ اُرجن نے کم نصیبی سے مصالحہ کے طور پر اپنے دین کی اصلی حقیقت چھوڑکر کسی قدر تثلیث اور کلمہ کی اصل حسب عقاید افلاطونی مان لی تھی اس سے اُس کے حریف کو اس بات کے کہنے کا بہانا ملا کہ دین عیسوی صرف عقائد افلاطونی کی خرابی ہے انتہے اور لارڈنر اپنی تفسیر کی جلد دوم کے صفحہ ۴۸۵ میں تعریف ارجن میں قول جروم کا نقل کرکے پھر قول جروم کا یوں نقل کرتا ہے کہ اُرجن کے علم کا لحاظ کرکے تصنیف اُس کی اس طرح پڑھی جاوے جس طرح تصنیف ٹرٹلین اور نوی ٹس اور اریونیس اور اپولی نیریس اور اور یونانی اور لاطینی مورخوں کلیسیا کی اور اچھا لیا جاوے اور برا چھوڑا جاوے اور ...

ہیں تعجب کرتا ہوں اُرجن سے کہ کس طرح وہ اپنا ہی مخالف ہے کہ جہان صواب کو لکھتا ہے تو اُس جانفزا اپنے بعد حواریون کی نہیں رہتا اور جہان غلطی کھاتا ہے تو ایسی کھاتا ہے کہ کسی آدمی نے کبھی غلطی فاش مثل اُس کے نہیں کھائی اور صفحہ ۷۰۴ میں بھی جلد کے لکھتا ہے کہ ارجن نے خلاف رسم زمانہ اور ملک کے واسطے سمجھنے اور پہیلانے علم کتب مقدسہ کے زبان عبری کو سیکھا اور اُس کے سبب یونان میں وہ تعریف کیا جاتا تھا لیکن علماء متاخرین نے دریافت کیا ہے کہ ارجن وقوف عبری میں کامل نہ تھا۔ باوجود اس کے بقول ہارن صاحب کے کتاب ارجن کے بار بار نقلوں سے دو چار ہی برس میں وہ علامتیں ارجن کی ایسی پلٹ گئیں کہ فائدے کی نرہیں اور آخر کو چھوڑ دی گئیں اور اس چھوڑ دینے نے بڑی قباحت بڑھائی اور جروم کے وقت میں بھی یہ بات کہ کس قدر اس میں اصل ترجمہ اور کسقدر زیادتی عبارت ارجن کی سے معلوم ہوجانا مشکل تھا اور اب تو اُس کے معلوم ہونے سے بالکل نا امیدی ہے پس چوتھی صدی میں جبکہ پاپائے روم نے جروم کو کتاب کی صحت کے لئے مقرر کیا تھا تو جروم سے بھی جبکہ اصل اور الحاق کے پہچاننے کا کتاب میں امتیاز دشوار تھا ایسی حالت میں سوا اپنی تجویز کے اور کیا ہوسکا ہوگا کیونکہ جروم کو الہام نہیں ہوتا تھا پھر اُس کا صحیح کیا ہوا کیا تسلی کا سبب ہوسکتا ہے اور پوری تسلی تو ہارن صاحب کے اس قول سے ہوسکتی ہے کہ جروم صاحب کے وقت میں کتاب کے اصل و غلط کا پہچاننا مشکل تھا اور اب تو بالکل اُس سے نا امیدی ہے اب اسی طرح کے تبدیلات اور الحاقات کی دو تین مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں انہیں پر اور بھی قیاس کر لینا چاہیے کیونکہ اگر سب لکھی جاویں تو ایک کتاب مختصر صرف اسی بیان کے لئے چاہیے۔

ملاکی ۳ باب عبری میں یوں ہے دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا انتہے۔ دیکھو وہن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۲۶ء اور متی میں اس مضمون کو یوں بدلتے ہیں کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کرے گا انتہے متی ۱۱ باب ۱۰ یعنے میرے کی جگہ تیرے کا

لفظ بدلتے اور نہیں کچھ خوف خدا نہ آیا یہ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کی بابت پیشین گوئی
ملاکی سے ثابت کریں اور اسی طرح مرقس ۱ باب ۲ اور لوقا ۷ باب ۲۷ میں بھی
پادری عماد الدین ہدایت المسلمین صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ تیرے سے بھی مراد خدا
اور میرے سے بھی الخ مگر واہ صاحب آجتک وہ اپنے پرائے کو بھی نہیں پہچانتے اگر
اور تیرے میں کچھ فرق نہیں ہے تو میرے کے لفظ سے یہ پیشین گوئی مسیح کے حق
میں کیوں نہتی نے ثابت کرلی اس ایک لفظ میں تو زمین و آسمان کا تفاوت ہوگیا
جو لوگ ایسی بڑی باتوں کو کچھ نہیں سمجھتے انہیں انجیل میں ہر جگہہ گھٹانے اور بڑھانے
میں کب خدا کا خوف آئے اب ثابت ہوا کہ انجیل کی ایسی ہی حفاظت کی گئی ہے جسکا
عیسائیونکو بڑا دعوے ہے۔

گنتی ۲۴ باب ۷ عبری میں یوں ہے اور وہ اپنے منہہ سے پانی بہاوے گا اور اُس کا
تخم بہت سے پانیوں میں ہوگا اُس کا بادشاہ اگاگ سے فایق ہوگا اور اُسکی بادشاہت
بلند ہوگی انتہے اور ترجمہ یونانی میں یوں ہے اور اُس کے درمیان ایک آدمی پیدا ہوگا
اور وہ حکم کرے گا بہت قوموں پر اور ایک سلطنت بہت بڑی سلطنت اگاگ سے
قایم ہوگی اور اُس کی سلطنت بڑھے گی انتہے۔ اس جگہہ یا مترجم سے حضرت عیسیٰ پر
جمانے کے لئے یا یہود اور سامریوں سے عیسائی مذہب کی دشمنی کے سبب تحریف
واقع ہوئی۔

۲۱ زبور ۱۷ جسے اب اردو میں ۲۲ زبور ۱۶ کر کے لکھا ہے لاطینی میں یوں ہے کیونکہ
کتے مجھے گھیرتے ہیں شریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے
پاؤں چھیدتے انتہے۔ اور عبری میں جملہ اخیرہ یوں ہے اور دونوں ہاتھ میرے مانند
شیر کے ہیں انتہے۔ اور الحمد للہ کہ اس جانب پروٹسٹنٹ بھی لاچار ہو کر عبارت عبری
کے خراب ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اپنے ترجمے لاطینی کے موافق کرتے ہیں
اس میں یہ مصلحت ہے کہ اس کے موافق اُن کے زعم میں مسیح پر یہ خبر خوب جمتی ہے
۴۰ زبور ۶ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نہیں چاہتا تو نے میرے کان کھولے چڑھاوے اور خطیت

مطالب نہیں اور یونانی میں اِس جملہ کی جگہہ کہ تو نے میرے کان کھولے یوں لکھا ہے تو نے میرے لئے ایک بدن طیار کیا اور اسی کے موافق عبری ترجمہ میں بھی ہے مگر اس میں ۹ ۳ زبور ۸ ۶ کرکے لکھا ہے اور اُس کے رفرنس میں عبرانیوں کا ۱۰ باب ۵ لکھا ہے جہاں پلوس رسول ۴۰ زبور ۶ کو یوں تبدیل فرماتے ہیں اس لئے وہ دنیا میں آتے ہوئے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تو نے نہ چاہا پر میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔
اب اس کو دیکھتے ہی ہر شخص فوراً سمجھ جائے گا کہ لوگوں نے یہ بات مسیح کی مجسم ہو دنیا میں آنا ثابت کرنے کے لئے یونانی میں بدلی اور عبرانیوں کے خط میں داخل کی ہے تفسیر دوالی اور رچرڈ منٹ چھاپہ لندن ۱۸۴۸ء میں لکھا ہے کہ عجیب بات ہے ترجمہ یونانی میں اور عبرانیوں کے ۱۰ باب ۵ میں یہ فقرہ یوں واقع ہوا کہ تو نے میرے لئے ایک بدن تیار کیا سامری توریت میں دس حکموں کے سوا جو حضرت موسےٰ کو لکھے ہوئے ملے تھے گیارہواں حکم اور زیادہ لکھا ہے جو کہ عبرانی میں نہیں ہے ترجمے پر اعتماد کرنا یہ کمال ضعف عقیدت ہے کیونکہ ہر لفظ کے ہر زبان میں متعدد معنے ہوا کرتے ہیں اور مترجم اپنے عقیدے کے موافق اُس کے کسی ایک معنے کو اختیار کر لیتا ہے گو وہ اصل مقصود مصنف کا ہو یا نہ ہو اور جب اُس ترجمے کا دوسری زبان میں ترجمہ ہوا تو یہی آفت اُس کے پیچھے بھی لگی چنانچہ ان تینوں ترجمہ والوں یعنے اقویلہ۔ تھیودوشن۔ سمکوس نے یسعیاہ ۷ باب ۱۴ میں کنواری کے ساتھ ترجمہ نہیں کیا بلکہ جوان عورت ترجمہ کیا ہے۔ اول صموئیل ۱۴ باب ۱۸ میں ہے اُس وقت صموئیل نے اخیاہ کو کہا خدا کا صندوق یہاں لا کیونکہ خدا کا صندوق اُس روز بنی اسرائیل کے درمیان تھا انتہے۔ اور یونانی ترجمہ میں اس طرح ہے اُسوقت ساؤل نے اخیاہ کو کہا کہ افود کو لا کیونکہ اُس وقت افود کو بنی ائیل کے آگے پہنے ہوئے تھا انتہے ہدایت المسلین چھاپہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۲۴ میں لکھا ہے تمام مفسر جو کلام الٰہی کے سمجھنے والے اور یونانی عبرانی کے جاننے والے ہیں یوں کہتے ہیں کہ اس مقام پر ترجمہ یونانی میں غلطی ہوئی ہے انتہے۔

Marfat.com

قاضیوں کے اول باب ۱۸ میں ہے یہوداہ سے حبرون [illegible]
اور یونانی میں ہے کہ نہ لیا انتہےٰ۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ یونانی ترجمہ
غلط ہے اور عبرانی صحیح ہے کیونکہ عبرانی کے الفاظ و حروف اور آیات وغیرہ سب
نے بڑی حفاظت سے شمار کرکے یاد کئے اور لکھہ رکھے ہیں پر ترجمہ یونانی اِس طرح
حفاظت نہیں کیا گیا عام ترجموں کی مانند رہا جس میں امکان خطا اور غلطی کا
رہتا ہے انتہےٰ۔ واضح ہو کہ یہ اُسی ترجمہ سپٹواجنٹ کی خرابی ہے جس کی قدامت پر
عیسائیوں کو بڑا فخر ہے اور عبرانی سے تو گیارہ سو برس تک عیسائیوں کو ناواقفی تھی
دیکہو تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء عیسوی
سطر ۳ وغیرہ۔

۱۰۵ زبور ۲۸ میں ہے انہوں نے اُس کے سخن سے سرکشی نہ کی انتہےٰ یونانی ترجمہ میں ہے
سرکشی کی انتہےٰ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۸ میں ہے یونانی میں مترجم نے غلطی کہائی
کیونکہ وہ استفہام انکاری سمجھا حالانکہ وہ خبر ہی انتہےٰ۔

یرمیاہ ۴۶ باب ۱۵ میں ہے کیا سبب ہے کہ تیرے بہادر گرائے گئے وے کہڑے
نرہے کیونکہ خدا نے اُن کو اوندہا کیا انتہےٰ۔ یونانی میں ہے کیوں ایپس[1] تیرہ پسندیدہ
سانڈہ تجھ سے بہاگا کیوں وہ کہڑا نہیں رہا اِس لئے کہ خداوند نے اُسے کمزور کیا اور تیرا
گروہ تہا کمزور اور بے مروت ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۰ میں ہے کہ یہ ترجمہ یونانی والے نے
کسی ضعیف حدیث کی پابندی کی رعایت سے اور دلالت التزامی کے سبب بعض مراد
پیدا کر کے کیا ہے مگر تفسیر اسکاٹ میں ہے کہ یونانی ترجمہ اس آیت کا غلط اور نادرست
ہے انتہےٰ۔

۷ زبور ۹۷ میں ہے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو انتہےٰ۔ یونانی میں ہے سارے
فرشتے اُس کی عبادت کریں انتہےٰ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے جس لفظ کا ترجمہ

---

[1] ایپس نام ایک سانڈہ کا ہے جس کی مصر والے پرستش کرتے تھے اُس میں اتنی نشانیاں ہوتی تہیں پیٹہہ پر عقاب بنا
پر بہوری ماتہے پر ہلال وغیرہ ۱۲

ے بلفظ معبود کیا ہے یونانی والے کی رائے میں اُس کا ترجمہ فرشتو آیا ہے انتہے۔
ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں ہے کہ ۲۲ زبور ۱۶ کے بعد عبرانی میں یہ عبارت زاید ہے جو یونانی میں نہیں ہے اُنہوں نے مجھکو جو پیارا ہوں مکروہ لاش کر کے خارج کر دیا اور اُنہوں نے میرے بدن کو میخوں سے چھیدا انتہے۔ یہ عبارت عیسائیوں نے زاید کی ہوگی جیسے ول یوحنا ۵ باب ۷ میں تثلیث کا مضمون ملایا ہوا ہے اور سب علماء عیسائی کو اس لحاق کا اقرار ہے دیکھو اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ آگرہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۵-۵۸ اور تحقیق الایمان پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶ اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱-۱۰۳ اور بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء میں ۲۲ زبور کی ۱۶ آیت ترجمہ لاطینی کے موافق اس طرح پر ہے کتے مجھکو گھیرتے ہیں شریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے انتہے۔
ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے تفسیروں میں دیکھنے سے دریافت ہوا کہ یونانی میں اس مقام پر غلطی ہے اور سہو واقع ہوا ہے یا مترجم نے ترجمہ کے وقت سہو کیا یا ترجمہ کے بعد کاتبوں کی غلطی سے اس آیت کا ترجمہ رہ گیا انتہے۔ مگر تعجب کہ ترجمہ کرنیوالوں کو جو کہ ستر عالم تھے یا کاتبوں کو جو تمام ملکوں میں سیکڑوں ہزاروں ہوں گے یہ فقرہ عبرانی میں نہ سوجھ پڑا اور ان عیسائیوں نے دیکھ لیا۔
استثنا ۳۲ باب ۵ میں ہے اُنہوں نے آپ کو خراب کیا اور اُن کا داغ وہ داغ نہیں ہے جو اُس کے لڑکوں پر ہوتا ہے وہ کجرو اور ٹیڑھے قرن ہیں انتہے ترجمہ سامری اور یونانی اور آرامی میں یوں ہے وہ خراب کئے گئے ہیں وے اُس کے نہیں ہیں بیٹے غلطی یا داغ کے ہیں انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۲ میں ہے ان کتابوں میں اچھا ترجمہ نہیں ہوا انتہے خروج ۲ باب ۲۲ کے بعد عبرانی کی نسبت یونانی اور لاطینی میں یہ عبارت زاید ہے اور اُس نے ایک دوسرا جنا جس کا نام الیعاذر کیونکہ اُس نے کہا میرے باپ کا خدا مددگار ہے اور اُس نے مجھے فرعون کی تلوار سے بچایا ہے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۳ میں ہے یونانی مترجم نے یہ بیان حذف

Marfat.com

وغیرہ سے قصہ کے تتمہ کے طور پر خود لکھدیا ہے کیونکہ جو عبارت ترجمہ میں اصل میں وہ مترجم کی ہے انتہے۔ گنتی ۱۰ باب ۶ میں بہ نسبت عبرانی کے ترجمہ یونانی میں زاید ہے اور جب تم تیسری آواز پھونکو تو مغربی خیموں کا کوچ ہووے اور جب چوتھی آواز پھونکو تو خیموں شمالی کا کوچ ہووے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے توریت عبرانی میں عزرا نے اس عبارت کو داخل نہیں کیا اس لیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام اللہ ہے شاید حدیث وغیرہ سے اُس کتاب میں لکھے گئے ہوں گے انتہے۔

یسعیاہ ۹ باب ۶ میں کوئی صیغہ معروف ہے اور لاطینی میں مجہول اور یرمیاہ ۲۳ باب میں کئی جگہہ عبرانی میں صیغہ مفرد ہے اور لاطینی میں جمع ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ لاطینی آسمان سے نازل نہیں ہوئی اور کسی رسول نے نہیں لکھی اس عبرانی کا ترجمہ آدمیوں نے کیا ہے پس اُس میں اُن مقاموں میں جہاں مفرد کا ترجمہ جمع اور معروف کا مجہول ہوا ہے مترجموں نے غلطی کہائی ہے انتہے۔ مگر ۲۲ زبور ۱۶ میں لاطینی عبری سے زیادہ معتبر سمجھی گئی اس سبب سے کہ اُس میں مسیح کی مصلوبی کا کچھ مضمون پیدا ہوتا ہے۔

۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۶ میں یونانی ترجمہ میں اتنی عبارت زاید ہے جب یوسیا بعام مذبح کے سامنے کہڑا تھا اور اُس نے نظر پھیری اور مرد خدا کی جس نے یہ الفاظ ارشاد کیے تھے قبر کو دیکھا انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ بطور قصہ محذوف کے اور بطور فائدہ اس ترجمہ میں یہ لکھا گیا انتہے۔ واضح ہو کہ یہ اتنی غلطیاں ترجمہ یونانی میں مصنف ہدایت المسلمین کی اقراری ہیں۔

بابو گوپی ناتھ بنگالی پادری فتحپور نے چاہا کہ انگریزی انجیل کا ترجمہ زبان اُردو میں کرے تو فادر انلا کے لفظ کا ترجمہ کہ جس کے لفظی معنے شرعی باپ ہیں اُس نے وہ شوہر لفظ سے کیا یعنے یہ کہ یوسف مسیح کا نعوذ باللہ خسر تھا مگر اُس نے اُس کتاب کو تمام نہ کرپایا تھا کہ مر گیا۔

اسی طرح اوّل سلاطین ۱۷ باب ۴ میں جو کووں کو حضرت الیاس کی پرورش

رجنے والے لکھا ہے یہ لفظ دراصل اوریم اوراس کا ترجمہ عرب لوگ جروم نے کیا اور ۲ تواریخ
باب ۲۱ اور نحمیاہ ۴ باب ۷ میں بھی یوں ہی ہے اور ترجمہ عربی سے معلوم ہوتا ہے
اوریم کے لفظ سے مراد آدمی ہیں نہ یہ کہ جانور اور جارجی مفسر مشہور ہودنے بھی یوں ہی ترجمہ
کیا ہے مگر لاطینی مطبوعہ ترجموں میں کوتے کا لفظ لکھا ہے اور ہارن صاحب بھی کہتے
ہیں کہ اوریم کا ترجمہ عرب لوگ کرنا چاہیے نہ یہ کہ کوتے۔

کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد
مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۳ سوال ۸ کے جواب میں درباب ترجمہ لاطینی یعنے ولگٹ
کے جواب تک تمام رومن کاتھلک عیسائیوں میں صرف یہ ہی ترجمہ رائج اور مستعمل
ہے لکھا ہے کہ ایک بزرگ قسیس جروم نامی نے سنہ عیسوی چار سَو کے قریب
قریب یہ ترجمہ کیا یہ ترجمہ بہت جلدی میں کیا گیا اور بہت سی تبدیلیوں کے باعث
سے بگڑ گیا انتہے۔ ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپ ٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۱۴
سطر ۳ میں لکھا ہے جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کا
لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان
خاص کر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں
لوگ یونانی اور عبری نہیں جانتے تھے انتہے۔ پس عماد الدین وغیرہ کم علم عیسائی
کہتے ہیں (تحقیق الایمان صفحہ ۶ سطر ۸) کہ اختلاف ترجموں کا موجب تحریف
اصل کتاب نہیں ہو سکتا انتہے۔ تو ولگٹ ترجمہ جو پراٹسٹنٹ عیسائی غلط بتاتے
ہیں اور رومی کلیسیاؤں کے لاکھوں عیسائیوں کا اب تک اُس پر عمل ہے تو کیا
اصل کتاب کو نہیں دیکھ سکتے ہیں یا صرف پراٹسٹنٹ کے پاس [illegible]
کتاب ہے اور کسی دوسرے فرقہ عیسائی کے پاس نہیں ہے اور بقول مصنف
تاریخ کلیسیا کے جو ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک تمام مغربی کلیسیاؤں میں
اس ترجمہ کے کوئی اصل زبان ان کتابوں کی نہ سمجھ سکتا تھا تو وہ سب عیسائی
جو مرے ہوں گے یا بے ایمان اس سے ظاہر ہے کہ انہیں غلط یا صحیح

ترجموں پر عیسائی جماعتوں کے ایمان کا مدار ہے کیونکہ انجیل جہاں ...
عبرانیان کے جو یونانی اب اصل زبان سمجھی جاتی ہے ... ترجمہ ہے
زبان میں تو ان کتابوں کا پتہ بھی نہیں ہے۔

یہودی جرمنی زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جس کو یہودی عالم جی کتہل ابن بلٹراے نے کیا ہے بمقام امیسٹرڈیم میں ۱۶۷۹ء میں چھپا کارتھولٹ صاحب اس مترجم کو خدا کا بڑا کہنے والا فریبی بتاتے ہیں اور یہ الزام دیتے ہیں کہ اس نے اپنے مذہب کی تیج سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ہے۔

اخیر انگریزی ترجمہ جواب مروج ہے اس کو بادشاہ جمس کی بیبل کہتے ہیں یہ بادشاہ ۱۶۰۳ء میں انگلستان کا تخت نشین ہوا اور اس کے اگلے سال میں دربار ہمپٹن میں جو مجلس جمع ہوئی تھی وہاں بشپ کی بیبل پر بہت سے اعتراض پیش کئے گئے تھے پس بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک نیا ترجمہ کیا جائے دو صدیوں سے زیادہ گذرے ہیں کہ یہ نیا ترجمہ جواب استعمال میں ہے انگریزوں کی قوم کو حاصل ہوا مگر چند سال سے اس مشہور ترجمے پر عجیب تیزی سے حملہ ہوا ہے اور اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ اصل کے مطابق ہونے اور خوبی اور عمدگی عبارت میں ناقص اور مشکوک اور غلط یہانتک ہے کہ بڑے بڑے امر اہم کے امور میں بھی صحیح نہیں اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گڈس صاحب اور اوروں کے جن کی گستاخ اور بیہودہ تقریروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بیلنی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی بیبل کے نئے ترجمہ کی تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراض کئے ہیں اور دوسرے سرجمیس بلینہ پر جس صاحب ہیں جنہوں نے اپنے دلائل متعلقہ ضرورت نئے ترجمے کتب مقدسہ میں اس ترجمے میں عیب نکالے ہیں ان مورخوں میں سے پہلے نے اپنی تجویز مرجس کو انہوں نے ۱۸۱۸ء میں مشتہر کیا یہ اقرار دیا کہ ۱۲۸ء سے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہے اور یہ کہ چوتھی صدی میں جروم صاحب نے اپنا رومی ترجمہ یونانی ترجمہ سے کیا تھا اور ان کے ترجمے سے رومی ولگٹ ترجمہ بہلا روم ولگٹ

تمام یورپ کے ترجمے ہوئے اور اس تقریر سے اوّل ترجموں کی تمام غلطیوں کی ہمیشگی
ثابت کرتے ہیں فقط۔

سکرمنٹ ۶

یہ کتابیں عہد عتیق کی جو اب بیبل میں شامل ہیں سب نہیں ہیں اسواسطے ان
کتابوں کو تین قسم میں تقسیم کرنا ضرور ہوا۔

پہلی قسم کی وہ کتابیں ہیں جو کتاب پیدایش سے لیکر کتاب ملاکی تک ۳۹ کتابیں
بیبل میں شامل ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پیدایش خروج احبار گنتی استثنا یشوع قاضیون روت
اوّل صموئیل دویم صموئیل اوّل سلاطین دویم سلاطین اوّل تواریخ
دویم تواریخ عزرا نحمیاہ آستر ایوب زبور امثال واعظ
غزل الغزلات یسعیاہ یرمیاہ نوحہ یرمیاہ حزقیل دانیل
ہوسیع یوئیل عموس عبدیاہ یوناہ میکاہ
ناحوم حبقوق صفنیاہ حجی زکریاہ ملاکی۔

دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جو ایک زمانہ میں موجود تھیں اور اب ناپید ہیں مگر
ان کا ذکر ان کتب عہد عتیق میں جو بیبل میں داخل ہیں موجود ہے اور کوئی شخص
ان کے صحیح اور معتبر ہونے سے اور اس بات سے کہ وہ ایک زمانہ میں موجود تھیں انکار
نہیں کرسکتا چنانچہ ان کتابوں کا نام مع نشان ان آیتوں کے جن میں ان کا ذکر ہے
اس مقام پر لکھتے ہیں۔

۱	کتاب عہد نامہ موسے	خروج ۲۴ باب ۷
۲	کتاب جنگ نامہ موسے	گنتی ۲۱ باب ۱۴
۳	کتاب الیسیر	۲ صموئیل ۱ باب ۱۸ یشوع ۱۰ باب ۱۳
۴	کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی	۲ تواریخ ۲۰ باب ۳۴
۵	کتاب شعیاہ نبی	۲ تواریخ ۱۲ باب ۱۵

Marfat.com

۶	کتاب اخیاہ نبی	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۷	کتاب تاتھن نبی	تواریخ ۹ باب ۲۹
۸	کتاب مشاہدات عید و غیب بین	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۹	کتاب اعمال سلیمانؑ	اول سلاطین ۱۱ باب ۴۱
۱۰	کتاب اشعیاء بن عاموص جس میں حال بادشاہ عوزیاہ کا اول سے آخر تک تھا	۲ تواریخ ۲۶ باب ۲۲
۱۱	کتاب مشاہدات یسعیاہ جس میں حزقیاہ بادشاہ کا حال تھا	۲ تواریخ ۳۲ باب ۳۲
۱۲	صموئیل نبی کی تاریخ	اول تواریخ ۲۹ باب ۲۹ و ۳۰
۱۳	ایکہزار اور پانچ زبور سلیمانؑ کی	اول سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۴	کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمانؑ کے	اول سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۵	کتاب امثال سلیمانؑ	اول سلاطین ۴ باب ۳۲
۱۶	جاد غیب بین کی تواریخ	اول تواریخ ۲۹ باب ۲۹
۱۷	مرثیہ یرمیاہؑ	۲ تواریخ ۳۵ باب ۲۵

یہ مرثیہ علاوہ نوحہ یرمیاہ کے ہے جو بیبل میں داخل ہے بشپ پیٹرک صاحب
قول ہے کہ یہ مرثیہ جو کہا گیا بعد وفات یوسیاہ کے اب گم ہے اور یقیناً وہ نہیں ہو سکتا
جو نوحہ یرمیاہ مشہور ہے اس لئے کہ یہ نوحہ غارت ہونے یروسلم اور ہلاک ہونے صدقیاہ
پر ہے اور وہ مرثیہ موت یوسیاہ پر (از تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)
اور کیفیت نامہ بنی اسرائیل کے تمام سلاطین کا جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے
زبان جرمن میں تصنیف کیا تھا۔ اور اب اُس کا پادری اسٹرن صاحب نے ترجمہ
کیا اور بمقام الہ آباد دنار تھہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کے لئے مشن پریس میں طبع ہوا ۱۸۴۶ء
میں اُس کے فصل ۲ باب ۱۶ صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ اسور کی طاقت مثل نزع
کے زائل ہوگئی تھی اور اُس کا حال ایسا بدل گیا تھا کہ جو چاہے قبضہ کر لیوے۔
مصر کے بادشاہ فرعون نیکو نے چاہا کہ اُسے اپنے دخل میں لاوے اس لئے لشکر
سوار ہوا اپنا لشکر ہمراہ لے کنعان ملک کی سرحد مجدو نامی پر خیمہ زن ہوا تاکہ وہاں

Marfat.com

مصر کی طرف راہی ہو پر یوسیاہ نے اُسے روکا اور اپنے ملک کے درمیان سی جانے نہ دیا کیونکہ اُس نے یہ سمجھا کہ اگر فرعون اسور کو قبضہ میں کرے گا تو ضرور ہے کہ یہودا ہ کی آزادی بھی جاتی رہے گی اس لئے یوسیاہ کو واجب ہوا کہ دو صورت کرے خواہ شاہ مصر کا تابعدار بنے یا اُس سے مزاحم ہو آخرش یوسیاہ کو شاہ مصر کا مقابلہ کرتے ہی بن پڑا اور مجدد کے میدان میں دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے سو یوسیاہ نے شکست کھائی اور زخمی ہوکر تھوڑے عرصہ میں مرگیا اس حادثہ سے تمام یہوداہ اور یروشلم میں بڑا واویلا پڑا اور یرمیاہ نبی نے اس نیک بادشاہ کی وفات کا نوحہ گایا اور وہ کتاب نوحہ ابتک موجود ہے انتہا۔ یہودی قوم کی پے درپے مصیبتوں کے سبب ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رہنا خلاف قیاس نہیں ہے علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تہیں بلکہ متفرق ٹکڑے لوگوں کے پاس تھے اِن کتابوں کے الہامی نہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے خصوصاً جبکہ خود الہامی لکھنے والوں نے اُن سے استخراج کیا یا اُن کی طرف اشارہ کیا ہو فرض کیا جائے کہ اُن کے تمام مطالب کتب مقدسہ میں ہوں اور کتب مقدسہ کو اُن کی حاجت نرہی ہو لیکن یہ ممکن نہیں بلکہ کتب مقدسہ میں اُن کا ذکر اس لئے آیا کہ اُن کی حاجت تہا مگر یہاں صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابیں تہیں جواب معدوم ہیں اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اُس سے بڑے بڑے علماء مسیحی نے بھی اقرار کیا ہے مُمفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال میں جو ۱۸۴۳ء میں لندن میں چھپی ہے ذیل سوال دوم کے لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں جن میں حضرت مسیح کو ناصری کہا گیا تھا (اور جس کا ذکر مقدس متی نے ۲ باب ۲۳ میں لکھا ہے) نیست ونابود ہو گئی ہیں اس لئے کہ جو کتابیں نبیوں کی اب موجود ہیں اُن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ناصری نہیں لکھا ہے کریزاسٹم صاحب اپنی ہوملی نہم تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اسلئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو

Marfat.com

پہاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا تھا۔

یہوداہ کے خط کی ۹ آیت میں جو لکھا ہے کہ جب میکائیل نے شیطان سے بحث کرکے موسیٰ کی لاش کی بابت بحث کی تھی۔ یہوداہ نے یہ بات توریت سے لی ہوگی مگر اب توریت میں کہیں یہ مندرج نہیں ہے اور اسی طرح ۲ طمطاؤس ۳ باب میں لکھا ہے کہ یاناس اور یمبراس نے موسیٰ کا سامنا کیا تھا۔ یہ دونوں نام بھی کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے معلوم نہیں کہ پلوس نے عہد عتیق کی کس کتاب سے یہ ذکر لکھا اور وہ کتاب اب مجموعہ عہد عتیق میں موجود نہیں ہے اور اسی طرح حنوک کی پیشین گوئی جو یہوداہ ۱۴ و ۱۵ میں ہے توریت میں اب پائی نہیں جاتی اسی طرح ۱۰۵ زبور ۱۸ میں جو حضرت یوسفؑ کے بیڑیوں اور بیڑیوں کا ذکر ہے یہ بھی توریت میں مذکور نہیں ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ میں ہے کہ اس بادشاہ روشن ضمیر یعنے سلیمان ؑ نے اُس دانائی کو جو اُس نے پائی انسانوں کے فائدے کیلئے استعمال میں لانا چاہا اور بہت سی کتابیں اُن کی تعلیم کے لیے لکھیں مگر حضرت عزرا نے اُن میں سے صرف تین کو مقدس کتابوں میں داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابوں میں داخل نہیں کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہیں لکھی گئیں تھیں یا زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئیں تھیں تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد پہلی صفحہ ۸۰۶ میں ذیل شرح آیت ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے اور اُس مشہور پیغام میں جو نینوی کو لے گئے تھے ہے اور اُن پیشین گوئیوں کو جن سے اُس نے بادشاہ یربعام کو سُریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہہ لکھا ہوا نہیں پاتے۔ غرضکہ ہر طرح یہ بات ثابت ہے کہ اُن مقدس کتابوں کے سوا اور بھی مقدس کتابیں تھیں جو مدت سے نابود ہوگئی ہیں انتہی۔

بیان تیسری قسم کی کتابونکا

Marfat.com

وہ کتابیں ہیں جو مروجہ بیبل میں داخل نہیں ہیں مگر ان میں سے بعضی ایسی ہیں جنکو ابتک بعض فرقے عیسائیوں کے مانتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جنکو ایک زمانہ میں صحیح ٹھہرا کر بیبل میں داخل کیا تھا اور پھر نامعتبر ٹھہرا کر خارج کر دیا اور بعض ایسی ہیں کہ ان کو جمہور عیسائی جھوٹی اور جعلی کہتے ہیں انتہی۔

ایک تلے کتب سیعہ شیث

۸ کتاب حنوک یعنی ادریس ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷ یہ کتاب حنوک کی کتاب کہلائی جاتی اور اس میں پیشین گوئی موجود ہے جس کا بیان یہوداہ نے کیا۔ جسٹن ارنیوس وغیرہ اس کا ذکر کرتے پر بہت دن تک وہ گویا گم رہی جب تک کہ ۱۷۷۳ء میں اس مشہور مسافر بروک صاحب نے ابینیا میں اسے پایا اور یورپ کے عالموں کے لئے وہاں سے نقل لایا معلوم ہوتا ہے کہ ابینیا کے عیسائی سمجھتے تھے کہ وہ الہام سے دی گئی اس لئے وہ اسے پاک کتاب میں ایوب کی کتاب سے بیشتر داخل کرتے ہیں انتہی۔ (لغت کتاب مقدس مطبوعہ مرزاپور سنہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۸۳)

۹ کتاب مشاہدات ابراہیم

۱۰ کتاب مشاہدات موسیٰ

۱۱ کتاب پیدائش صغیر کونسل ٹرنٹ نے (جو ۱۵۶۲ء میں ہوئی تھی) اس کتاب کو معتمد ٹھہرایا اصل اس کی عبری میں چوتھی صدی تک پائی جاتی تھی اور جروم اپنی کتاب میں اس کا حوالہ بھی دیتا ہے اور سیڈرنیس اپنی تواریخ میں اکثر جا اس سے نقل کرتا ہے اور ارجن کہتا ہے کہ گلیتیوں کا ۵ باب ۶ اور ۶ باب ۱۵ کو پلوس نے اس کتاب سے نقل کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین صفحہ ۷۵ وغیرہ اور ترجمہ اس کا سولہویں صدی تک موجود تھا مگر اسی صدی میں کونسل ٹرنٹ نے اسے جھوٹا ٹھہرایا ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۲۔

کتاب قیاس موسیٰ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء

Marfat.com

لندن جلد ۴ صفحہ ۲۔
۱۳ کتاب وصیت موسیٰ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۲
۱۴ کتاب اسرار موسیٰ ایضاً
۱۵ کتاب معراج موسیٰ لارڈ نرکے ورکس مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ ارجن کہتا ہے کہ نامہ یہوداہ کی ۹ آیت اسی کتاب سے نقل ہوئی اور لارڈ نرا اپنی تفسیر کی جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ میں اس قول ارجن کو نقل کرتا ہے (ہدایت المسلمین چھاپہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۷۵)
۱۶ کتاب عزرا نمبر ا یہ کتاب سپٹوا جنٹ کے بعض نسخوں میں شامل تھی اور یونانی گرجے میں عموماً پڑھی جاتی تھی تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۷۵۶۔
۱۷ کتاب عزرا نمبر ۲ یہ کتاب چند رومی ترجموں میں اور ایک عربی ترجمہ میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۷۷۶۔
۱۸ کتاب توبٹ ایضاً صفحہ ۸۰۹۔
۱۹ کتاب جودتھ ایضاً صفحہ ۸۲۶۔
۲۰ باقی حصہ بابون کتاب استھر کا یہ کتاب یونانی اور رومی نسخوں میں موجود ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد ۲ صفحہ ۸۴۹۔
۲۱ وزڈم سلیمان یعنے کتاب دانائی سلیمان یونانی زبان میں یہ کتاب موجود ہے ایضاً صفحہ ۸۵۵۔
۲۲ ایکلزیاٹیکس یعنے کتاب الوعظ ایضاً صفحہ ۸۷۹۔
۲۳ کتاب باروق قدیم مصنفوں نے اس کتاب سے سند لی ہے اور کونسل ٹرنٹ اس کو رد نہیں کیا کیونکہ اس کے حصے گرجا میں پڑھے جاتے تھے ایضاً صفحہ ۹۴۲۔
۲۴ کتاب راگ تین پاک بچوں کے بعض یونانی ترجمے تھیوڈورٹ میں اور عموماً رومی بیبل میں یہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۵۔
۲۵ کتاب تاریخ سسئینا انہیں ترجموں میں یہ کتاب بھی کتاب دانیال کے شروع

...یں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۹-
۲۶ بل اور ڈریگن کی بربادی کی تاریخ یہ کتاب بھی انہیں ترجموں میں کتاب دانیال کے آخر میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۲-
۲۷ دعا منسس بادشاہ یہودیہ ایضاً صفحہ ۹۶۶
۲۸ اوّل کتاب مقابیس یہ کتاب اور نیز دوسری آگے آنیوالی کتاب عبری میں بھی تھی اور یونانی اور سُریانی زبان میں اب بھی موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۷-
۲۹ دوئم کتاب مقابیس ایضاً صفحہ ۱۰۱۷-
۳۰ کتاب معراج اشعیاہ یعنے یسعیاہ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۸-
۳۱ ملفوظات حبقوق-

ان کے سوا دو کتابیں اور ہیں یعنے کتاب لموئیل اور کتاب اجور جنکا ایک ایک باب صرف باقی ہے جو کہ کتاب امثال کے آخر میں شامل کر دیا گیا

اب یہ قسم دوئم کی سترہ کتابیں جنکا ذکر بیبل مروجہ حال میں موجود ہے اور قسم سوئم کی ۳۱ کتابیں جنکا ذکر ہارن صاحب وغیرہ نے کیا اور ان کے سوا دو اور یعنے لموئیل اور اجور کی کتابیں کہ یہ سب پچاس ۵۰ کتابیں ہوئیں اس بیبل میں شامل نہیں ہیں پس آیتوں کی تحریف کا کیا شکوہ ہو جبکہ کتابیں کی کتابیں غایب ہو گئی ہیں اور یہ پہلی قسم کی کتابیں جو اب باقی اور بیبل میں شامل ہیں اُن کا اور اُن کے مصنفوں کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جب بیسیوں کتابیں غائب کر دیں تو جو باقی رہا ہے اُسکے اصلی حالت پر رہنا کہا ہو گا-

یوسیفس جو بڑا مورخ مشہور ہے حضرت خرقئیل کی طرف اُردو کتابیں منسوب کرتا اور کہتا ہے کہ خرقئیل نے یروسلم کے غارت ہونے اور صدقیاہ کے بابُل کو نہ دیکھنے کی پیشین گوئی کر کے اُس ملفوظ کو یروسلم میں بھیجدیا تھا- پس جبکہ ان دونوں کتابوں کو بھی قسم دوئم اور سوئم کی کتابوں میں شامل کریں تو اس طرح کی سب کتابیں باون ۵۲ ہوئیں

ہارن صاحب کی جلد اول شرح انجیل کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ اگر ہم تسلیم کریں
بعض کتابیں پیغمبروں کی جاتی رہی ہیں تو کہتے ہیں کہ وے کتابیں الہام سے نہیں
لکھی گئی تھیں اسلئے۔ لیکن اگر غور کریں تو ان کتابوں میں جو موجود ہیں اُن سے کیا زیادہ
الہامی بیان ہے یعنے اگر وہ الہامی نہ تھیں جو گم ہو گئیں تو یہ بھی جو موجود ہیں بدرجہ اولیٰ
الہامی نہیں ہیں خاص کر آستر اور غزل الغزلات وغیرہ اور جب یہ الہامی سمجھی جاتی
ہیں تو اُن کے الہامی نہونے کا کیا سبب ہے پھر یہ کہ اگر وہ الہامی نہ تھیں تو اِن کتابوں
میں اُن میں کے منتخبات کیوں موجود ہیں کیا کوئی الہامی کتاب جھوٹی کتابوں کی بھی
عبارتوں کو سند میں لاسکتی ہے جیسے یہوداہ کی ۹ آیت اور متی ۲ باب ۲۳ اس سے
تو ثابت ہوتا ہے کہ نامہ یہوداہ اور انجیل متی وغیرہ بھی الہامی نہیں ہیں اس کے سوا توریت
و انجیل میں کہاں لکھا ہے کہ وہ اکیاون کتابیں الہامی نہ تھیں۔

مرآت الصدق مؤلفہ پادری بیدیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب الارشاد
پادری مریا انجلو صاحب کاتھولک مشنری مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۶۹۔

۱۸۲ میں کتب عہد عتیق و جدید دونوں کی نسبت لکھا ہے **قولہ** کاتولیک ظاہر کرتے
ہیں کہ کتاب مقدس جیسا کہ ہر ایک شخص اپنی فہمید سے سمجھتا ہے ایمان کا کافی قاعدہ
نہیں اور اسی لئے انسانوں کو خدا کی بادشاہت میں پہونچا نہیں سکتی اور یہ کہ کتاب
مقدس کافی قاعدہ نہیں ہے عقل سلیم بآسانی دکھلا دے گی کیونکہ اگر انسان اپنا ایمان
اپنی سمجھ کے مطابق کتاب مقدس پر منحصر رکھتے تو ضرور ہے کہ وہ چھ چیزوں میں کلیت
دلجمعی اور دریافت حاصل کرے۔ اوّل یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ کتاب جو وہ اپنے ہاتھ
میں رکھتا ہے دراصل کتاب مقدس صحیح ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے پاس
سالم کتاب ہے کہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ کتاب مقدس الہامی اور خدا کے ارشاد سے ہے
چوتھے یہ کہ کسی نے کتاب مقدس میں غلطیاں درج نہ کی ہوں۔ پانچویں یہ کہ وہ اُسے
سمجھ سکتا ہو۔ چھٹے یہ کہ سب چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں اُس میں ہوں پہلے
یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ دراصل کتاب مقدس صحیح ہے اچھا کوئی پراٹسٹنٹ اپنی خاص

قول کاتولک

یز نے یہ نہیں پہچان سکتا کیونکہ کتاب مقدس فقط ایک کتاب ہے مردہ حرفون
سے بھری ہوئی اور اپنے حق میں گواہی نہیں دے سکتی (اہل کلیس پولٹ ب ۳ س ۹)
سوا اس کے عالم و فاضل اس بابت پر سب متفق ہیں کہ یروسلم کی ہیکل اور شہر کیساتھ
وہ کتاب مقدس جو موسےٰ اور قدیم پیغمبروں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی بنوکدنذر کے
عہد میں اسیرین کی چڑہائی میں تاخت و تاراج ہو گئی (پرنیس ڈیریز ب ۱۰ ان ب ب
اٹسن کا لیکشن جلد ۳ صفحہ ۵) اور اگرچہ کتاب مقدس موصوف کو اُس کی نقل مطابق
اصل[۱] سے ایزرا یعنی عزرا نے پھر موجود کیا تھا مگر یہ نقل بھی انطاکیس[۲] کے آیندہ ظلموں
کے وقت لٹ گئی (ایضاً) پس ایک شخص اپنی خاص رائے اور تمیز کی تقویت پر
یہ نہیں سکتا کہ کتاب مقدس جو اُس کے پاس ہے سچی اور اصلی ہے یا نہیں۔
دوسری یہ کہ جس وقت کسی پراٹسٹنٹ کے پاس کتاب مقدس ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ
یقین کرتا ہے کہ اُس کے پاس کتاب ممدوح پوری ہے لیکن جو کوئی حصہ اُس کا کم ہے
تو بیشک اُس کے پاس ایک جزو ہے اور کلام الٰہی کا کل نہیں اب میں پراٹسٹنٹوں کو
دکھا سکتا ہوں کہ کتاب مقدس میں بہت حصے کم ہیں کیونکہ ایک عالم ثابت کرتا
ہے کہ کم سے کم بیس[۲] کتابیں جلد مقدس کی بالکل کہو گئی ہیں (کا نزن کا دیباچہ چارو
انجیلوں کے باب میں) اگر تمہیں میری بات میں شک ہو تو اپنی کتاب مقدس میں
مفصلہ ذیل کے صحیفوں اور متنوں کو دیکھو اور ڈہونڈو گنتی کی کتاب ۲۱ باب ۱۴ آیت
یعنے یہ خداوند کے جنگ کی کتاب میں لکھا ہے یہ کتاب کہاں ہے جوشوا (یعنے یشوع
کا ۱۰ باب ۱۳ آیت یعنے کیا یہ جاشار (یعنے کتاب الیسیر) کی کتاب میں نہیں لکھا ہے
میں پراٹسٹنٹوں سے پوچھتا ہوں کہ جاشار کی کتاب کہاں ہے اول سموئیل کا ۱۰ باب
۲۵ آیت یعنے سموئیل نے بادشاہت کا طور و قاعدہ قوم سے کہا اور ایک کتاب میں
لکھ کر اُسے خداوند کے آگے رکھا یہ کتاب بھی کہو گئی پھر پہلے سلاطین ۴ باب ۳۲
آیت یعنے سلیمان نے تین ہزار تمثیلیں بنائیں اور اُس کے مزامیر ایک ہزار تھے پس

[۱] بموجب عیسائی عقیدہ کے ہے ورنہ بیشتر ثابت ہو نیکا کہ نقل مطابق اصل ہے فلقیاہ سردار کا ہن کے وقت میں بھی تھی ۔ ۲ ۱۶۵ یعنی انتیوکس

یہ مزامیر کدہر گئے اور پہرا کرانیکل یعنے وقایع (یا اول تواریخ) ۲۹ باب ۲۹ آیت
داؤد کے اعمال پہلے سے پچھلے تک سموئیل کے سیر کی کتاب اور ناتہن نبی
اور گیڈ (یعنے جاد) سیر کی کتاب میں لکھے ہیں اِن دونوں نبیوں کی کتابیں کہاں
اور پہر دوسرا کرانیکل ۹ باب ۲۹ آیت یعنے کیا یہ ناتہن پیغمبر کی کتاب اور سیلا
کی پیشین گوئی اور ایڈو سیر کی بشارتوں کی خوابوں میں نہیں لکہا ہے یہ کتابیں گم
ہو گئیں ایضاً ۲ اباب ۱۵ آیت یعنے کیا یہ شمعیہ (یعنے سمعیاہ) پیغمبر کی کتاب
ایڈو سیر کی کتاب میں متضمن مشابہتوں کے مندرج نہیں ہے یہ بھی مفقود
۱۳ باب ۲۲ آیت یعنے اُس کی راہیں اور اُس کے کلام عیدو کی تواریخ میں لکھے گئے
یہ بھی ناپید ۲۰ باب ۳۴ آیت یعنے وے جنہوں کی کتاب میں لکھے گئے تھے اور ۳۳ باب
۱۹ آیت یعنے وے سیر کے کلاموں کے درمیان لکھے ہیں الحاصل ولی پاولس (یعنے پولس)
نے قرنیتوں کو تین مکتوب لکھے اُن میں سے پہلا کہویا گیا کیونکہ اُس میں جسے ہم پہلا کہتے
ہیں ولی پاولس لکھتا ہے کہ میں نے تمہیں ایک مکتوب میں لکھا ہے (اول قرنیتوں کا ۵
باب ۹) پس وہ مکتوب جو اُس نے اُنہیں لکھا کہاں ہے اور پھر ولی پاولس لاودقیہ والے
مکتوب کو گرجیں پڑہنے کا حکم دیتا ہے قلسیوں کا ۴ باب ۱۶ آیت یعنے لاودقیہ کی کتاب
کو تم بھی اکلیسیا میں پڑہو یہ کتاب بھی کہوئی گئی اور بھی بہت سے کام ہیں جو عیسےٰ مسیح نے
کیے کہ اگر وے جدا جدا قلم بند ہوتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں
سما نہ سکتیں یوحنا کا ۲۱ باب ۲۵ آیت ولی کشتن (یعنے جسٹن شہید) ترافن (یعنے طریفون)
کی بابت اپنی تحریر میں کہتا ہے کہ یہودیوں نے توریت میں سے بہت سی آیتیں غائب کر دیں
تاکہ انجیل مقدس مطابق اُن کے معلوم نہو تو پس پروٹسٹنٹوں کے پاس کتاب مقدس
پوری نہیں ہے بلکہ کلام ربانی کا ایک چوتہا حصہ اُن کے قبضے میں ہے۔

تیسرے یہ کہ اُسے بخوبی معلوم ہو کہ کتاب مقدس الہام ربانی ہے یہ بات کوئی پروٹسٹنٹ
خاص اپنی دانش سے جان نہیں سکتا کیونکہ کتاب مقدس کونسی جگہہ خبر دیتی ہے کہ
موسےٰ نے الہام میں آکے توریت لکھی یا کہ اپوستلوں نے از روے الہام انجیل مقدس کو

Marfat.com

لیاوے طبیعت سے انسان تھے سہو و خطا سے مجبور اور کس طرح کوئی پروٹسٹنٹ
سکتا ہے کہ وے ناخطا لکھنے والے تھے۔ چوتھے ایک پروٹسٹنٹ کلیہ صداقت
نہیں سکتا کہ کتاب مقدس میں کسی طرح کی غلطی یا اختلاف نہیں ہوا اور کہ وہ لفظ
وہی کتاب ہے جو ہو لفوں نے قلم بند کی تھی یہ بھی وہ اپنی خاص فہم کی رسائی سے
یق دریافت نہیں کر سکتا کیونکہ کتاب مقدس عبرانی یونانی لاطینی زبان میں لکھی
گئی تھی اور اس لئے خاص اُس زبان میں نہیں ہے جس میں کہ اولاً تحریر ہوئی چنانچہ
کتاب مقدس جس کا ٹنڈیل کوورڈیل اور ملکہ الزبتھ کے عصر کے بشپوں سے انگریزی
زبان میں ترجمہ کیا تھا ایسی حد سے زیادہ ناقص اور پرغلط کی گئی تھی کہ اکثر عام پروٹسٹنٹوں
نے مع بادشاہ جیمس اول کے اُس کی بابت ایک عام فریاد و فغاں برپا کیا (فہرست
بعضے مقامات ریم کی انجیل) جیسا کہ لکھا ہے یعنے ٹنڈیل کے ترجمہ انجیل مقدس میں ٹنڈیل
بشپ نے دو ہزار نقص و اختلاف ظاہر کئے (بشپ واٹسن کا کالیکٹ جلد ۳ صفحہ ۹۸)
وہ مسٹر بروٹن ایک پروٹسٹنٹ فاضل نے کونسل کی لارڈ لوگوں کو لکھا اور نئے ترجمہ کی
خواست کی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انجیل مقدس کا ترجمہ جو کہ اب انگلینڈ میں ہے غلطیوں
سے بھرا ہے اور بشپوں سے بھی بروٹن مذکور کہتا ہے کہ اُن کا ترجمہ انجیل جو زبان انگریزی
میں ہے آٹھ سو اڑتالیس جگہ میں توریت کے متن و مضمون سے برعکس ہے اور بہتوں
کے لئے انجیل مقدس کے رد کرنے اور دائمی شعلہ میں گرنے کا سبب ہوتا ہے (انگریزی
[illegible] صفحہ ۱۴۱) اسٹافیلس نے مارٹن لوتھر کی نئی انجیل میں قریب ایک ہزار کے اختلاف
پائے اور بادشاہ جیمس اوّل کے حضور ایک عرضی جو اس مقدمہ میں گذری اُس [illegible]
تھا کہ ترجمہ زبور جو عام نماز کی کتاب میں مندرج ہے میزان و منہائی و تغیر [illegible]
کے راستی سے کم سے کم دو سو مقاموں میں مختلف ہے (بیٹ صفحہ [illegible])
پھر کو جو کتاب عام نماز میں موجود ہے اور جس پر پروٹسٹنٹ پادری بحلف اپنی پذیرائی و
پابندی اقرار کرتے ہیں دیکھو اور پھر اسی چودہویں مزمور کو پروٹسٹنٹوں کی کتاب مقدس
مطالعہ کرو تو دیکھو گے کہ چار آیتیں نماز کی کتاب میں بہ نسبت کتاب مقدس کے

Marfat.com

کم ہیں مگر جو یہ چاروں آیتیں کلام الٰہی سے ہیں تو کتاب مقدس سے کیوں چھوڑی ہیں اور جو کلام الٰہی سے نہیں ہیں تو پروٹسٹنٹ عام نماز کی کتاب میں اُن آیتوں کی عدم صداقت کیوں نہیں ظاہر کرتے حقیقت صریح یہ ہے کہ پروٹسٹنٹوں نے کچھ بڑہانے سے یا گھٹانے سے اس پیشین گوئی کے لفظوں اور خدا کے کلام کو بگاڑا ہے۔ پانچویں یہ کہ اُسے اپنی خاص دانش سے سمجھ سکتا ہو مگر یہ امر کسی پراٹسٹنٹ کے واسطے ممکن نہیں۔ چھٹے یہ کہ پراٹسٹنٹ جانتا ہو کہ کتاب مقدس میں سب چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں موجود ہیں یہ بھی کوئی انسان اپنی فہمید بالذات سے جان نہیں سکتا ایک پراٹسٹنٹ بشپ مامیسک نامی شہادت دیتا ہے کہ دین کے باب میں چھ سو امر ہیں جنہیں خدا نے مقرر کیا اور جو اکلیسیا سے فرمائے جاتے ہیں اور جنکی بابت ہم قبول کرتے ہیں کہ کتاب مقدس اُن امروں کو نہ کسی جگہہ میں بیان کرتی نہ سکھاتی ہے۔ اب میں کسی پراٹسٹنٹ سے پوچھتا ہوں کہ بھلا کیا وہ اپنی نجات کی دلجمعی صرف ایک ایسی کتاب کے بھروسہ پر رکھہ سکتا ہے جسے وہ کلام الٰہی ثابت نہیں کر سکتا ایک کتاب جسے وہ سمجھ نہیں سکتا ایک کتاب جسے جُہلا وضعفا[۱] اپنی ہلاکت کے لئے پڑھتے ہیں ایک کتاب جس کے حصّے اکثر کھوئے گئے ہیں ایک کتاب جو از بس غلطیوں سے بھری گئی اور ناقص کی گئی اور جس میں نجات پانے کی سب چیزیں ضروری نہیں ہیں ایسی کتاب کیا ایمان کا قاعدہ کل و مکمّل نجات ہو سکتی ہے نہیں خدا قادر مطلق کا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہوا کہ ہر ایک انسان اپنا اپنا ایمان بطور خود کتاب مقدس سے بنا دے تمت کلامہ

پس توریت و انجیل کی تحریف تو توریت و انجیل ہی سے ثابت ہے اب جو عماد الدین وغیرہ قرآن مجید کی نسبت تحریف کا رہے ہیں چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح قرآن مجید سے ثابت کر دیں آب کتاب سموئیل جس کا اول سموئیل ۱۰ ایات ۵ میں ذکر ہے اور کتاب ہوسیاہ جس کا ۲ تواریخ ۳۳ باب ۱۹ میں ذکر ہے اور وہ کتاب جس کا ۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۲ میں ذکر ہے یہ تینوں کتابیں اُن باون ۵۲ کتابوں پر زیادہ

[۱] ضعفا یعنے ضعیف الاعتقاد والے جنکا ایمان ضعیف ہے ۱۲

Marfat.com

یں تو پچپن کتابیں ہوئیں کہ جو توریت میں سے غائب ہیں

منادی

اختلافات عہد عتیق کی پہلی قسم کی کتابوں میں سے بعضے مقامات

پیدائش ۶ باب ۶ میں ہے کہ خدا انسان کو پیدا کر کے پچھتایا اور ۲ سموئیل ۲۴ باب ۶ میں ہے خدا بدی کرنے سے پچھتایا مگر گنتی ۲۳ باب ۱۹ میں ہے کہ خدا آدم زاد نہیں جو پچھتاوے اور اول سموئیل ۱۵ باب ۲۹ میں ہے کیونکہ وہ انسان نہیں ہے کہ پچھتاوے۔

استثناء ۵ باب ۹ میں ہے کہ باپ دادے کی بدکاری کا بدلہ اُن کی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک لیتا ہوں انتہے۔

مگر استثناء ۲۴ باب ۱۶ میں ہے کہ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نجائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجاوے۔

استثناء ۲۱ باب ۱۶ میں ہے تو محبوبہ کی بیٹی کو مبغوضہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹا ہے فوقیت ندی۔

مگر پیدائش ۲۵ باب ۲۳ میں ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔

ہوسیع ۱۴ باب ۹ میں ہے کہ خدا کی راہیں سیدھی ہیں اور نیک لوگ اُن میں چلیں گے مگر حزقیل ۲۰ باب ۲۵ میں ہے اور میں نے اُنہیں وہ سنتیں دیں جو بھلے نہیں اور وہ قانون جنسے وہ جیتے رہیں۔

۲ تواریخ ۱۶ باب ۹ میں ہے خداوند کی آنکھیں ساری زمین پر دوڑتی ہیں مگر پیدائش ۱۸ باب ۲۱ میں ہے میں اوتر کے دیکھوں گا کہ اُنہوں نے اُس شور کے مطابق جو مجھ تک پہنچا بالکل کیا ہے یا نہیں میں دریافت کروں گا انتہے۔ یہاں خدا کا عالم الغیب بالکل جاتا رہا۔

خروج ۲۰ باب ۲۶ میں ہے تو میری قربان گاہ پر سیڑھی سے ہرگز مت چڑھیو تا کہ تیری برہنگی اُس پر ظاہر نہو۔

مگر یسعیاہ ۳ باب ۱۷ میں ہے خداوند صیحون کی بیٹیوں کی چاندیوں کو گنجی کر ڈالے گا

Marfat.com

اور خداوند اُن کے اندام نہانی کو ادگھاڑے گا تب وہاں مرد کا شتا ہونا لنابد ہما دہ سال کی برہنگی جائز ہوئی اور اسی طرح اگر سب اختلافات لکھے جائیں تو ایک کتاب اسی حال میں ہو فقط۔

کلیسیا ۴

جس میں ۱۰ سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ التَّنَادِ ۔ (پ۴ آل عمران ۱۲)

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (سورہ مائدہ آیت ۱۵) اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں اُن سے ہم نے عہد لیا پھر بُھول گئے ایک حصہ اُس نصیحت کا جو اُن کو کی تھی۔

(از شہادت قرآنی فصل ۱۲۲ صفحہ ۱۸۱) کتب عہد جدید یعنے اناجیل وغیرہ کا حال لکھنے سے پیشتر ان دو چار بیانوں پر غور کر لینا چاہیے لوقا ۱ باب ۱ میں ہے بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کو جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں انتہےٰ اس سے ظاہر ہے کہ اوسی وقت میں لوقا کی طرح اور بھی بہتوں نے انجیلیں لکھی تھیں وہ جھوٹی یا سچی کچھ معلوم نہوئیں۔

گلتیوں کا ۱ باب ۶ پھر کے دوسری انجیل کیطرف مائل ہوئے انتہےٰ یہ دوسری انجیل جو کہ ان چار انجیلوں کے سوائے پلوس کے وقت میں مشہور ہو چکی تھی۔

Marfat.com

۲ تسلینیقیو نکو ۲ باب ۲ میں ہے نہ گھبراؤ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہ سوچکر
وہ ہماری طرف سے ہے انتہے یعنے پلوس کے وقت ہی میں جعلی خط لکھے جاتے تھے
۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۱۲ و ۱۳ سے بھی ظاہر ہے کہ پلوس کے وقت میں جھوٹے رسول
دغاباز پیدا ہو گئے تھے بلکہ خود پلوس ہی نے دین کے واسطے جھوٹ بولنا پسند کیا تھا
رومیوں کا ۳ باب ۷ موشیم صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۶۰ء حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۳۶
میں اول صدی عیسوی کا یوں بیان فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے باعث تھے
جن کے سبب ابتدا زمانہ میں انجیلوں کے ایک نسخہ میں جمع کرنے کی ضرورت ہوئی
خصوصاً اس باعث سے کہ بعد جانے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اُن کی زندگی اور تعلیمات
کی تواریخ پُر فریب اور کہانی آمیز ایسے لوگوں سے جن کے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے
سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں سے رغبت رکھتے تھے تصنیف ہوئی تھیں اور
اس کے بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تحریریں جن پر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں
درج کئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھی گئیں تھیں انتہے - اور پھر موشیم صاحب
اپنی تواریخ باب ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۸۶۰ء میں دوسری صدی عیسوی کا بیان یوں
فرماتے ہیں کہ افلاطون اور فیساغورث کے پیروں نے اسبات کو صرف جائز ہی خیال
نہیں کیا بلکہ قابل تحسین و آفرین کے سمجھتے تھے کہ راستی اور خدا پرستی کی ترقی کے لئے
دین اور جھوٹ بولیں اس رائے کو اُن یہودیوں نے جو مصر میں رہتے تھے سنہ
سے پیشتر جیسا کہ بہت دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے اُن سے سیکھا تھا اور اُن
سے عیسائیوں میں یہ برائی ابتدا سے پھیلی تھی اس بات میں کوئی شخص شک
نہیں کرے گا جب اُن کتابوں کو جو بہت سے جھوٹ سے بھری ہیں اور شبہہ
سے بنائیں گئیں ہیں بغور دیکھے گا اور سبل لین کے اشعار اور اسی طرح کی
کتابوں پر توجہ کرے گا جو بہت سی دوسری صدی اور اُس کی اگلی صدیوں میں
میں یہ نہیں کہتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب پر پکے تھے اُنہوں نے اس قسم کی
بنائی تھیں بلکہ غالباً وہ کتابیں بہت سی گناستک کے فرقہ سے نکلیں

Marfat.com

تہیں تاہم اسبات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پابند تھے خطا سے بالکل آزاد نہ تھے انتہے۔

طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزا پور ۱۸۶۰ء کے حصہ تین صفحہ ۲۲۳ میں اور مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۴۰ میں لکہا ہے کہ ۲۰۳ء میں ایک شخص ارجن نامی مدرسہ سکندریہ کا مدرس تھا اور تیز عقلی اور علم اور خوش اخلاقی اور دانشمندی کے سبب اُس کی ایسی شہرت ہوئی کہ مخالف اور بت پرست مصنف بھی اُس کی تعریف کرتے اور اُس نے نام پر اپنی تصنیف گرواتے تھے انتہے۔ اور نہ صرف جعلی مصنف بلکہ مسیح ہونے کا بہتوں نے دعوے کیا تھا چنانچہ یوسف مورخ کتنوں کا ذکر کرتا ہے وہ یوں لکہتا ہے کہ ملک جادوگروں اور دغابازوں سے بہر گیا تھا جنہوں نے بہتوں کو ورغلانا اور بیابان میں لے گئے تاکہ اپنی کراماتیں دکہائیں اِن میں سے دوسیتھیوں سامری کا ذکر ہے جس نے آپ کو مسیح کہا اور شمعون مجوسی جو آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور تُودَس جس نے بہت لوگوں کو دہوکا دیکر کہا کہ میں یردن ندیکو دو حصہ کر کے بیچ میں راستہ بناؤں گا القصہ چوبیس شخصوں کا ذکر ہے کہ جنہوں نے ادرین قیصر کے وقت سے لیکر ۱۶۸۲ء تک مسیح ہونے کا دعوے کیا از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۶۔

اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ میں لکہا ہے کہ دوسری صدی میں اسبات پر عیسائیوں کے درمیان اختلاف تھا کہ بُت پرستوں سے بحث کے درمیان فلسفی کا طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں اور یہ اختلاف آخر الامر کلیمنس اور اُرجن کی لیاقت کے باعث اور فلسفی کے جانب داروں کی غالب زیادہ گوئی کے سبب اسکندریہ میں رفع ہوگیا اس کے تسلیم کرلینے سے دین کے جانب داروں کو دلیلوں کے لانے میں تحقیقات کی موشگافی میں عقل کا استعمال یا سچ پوچھو تو تصرف بیجا کرنے میں بڑا فائدہ حاصل ہوا لیکن بحث میں اُن کی وہ مردانہ اور سادی راست بازی جو گو کبھی کبھی بھونڈی اور ناتراشیدہ بھی ہوتی تھی اور اُن حامیان حق کو زیبا تھی اُن کے ہات سے جاتی رہی دینی دغا اور فریب کے اصل جو اُس کے بعد تواریخ کلیسیا کے صفحوں کو داغ لگاتے ہیں

ض آدمی اسے فلسفی کا تعلق تصور کرتے ہیں۔ قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم ایک صہ سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردیں س کو سب مانتے ہوں تاکہ لوگ اُن کے مضامین کو دل دیکر پڑھیں لیکن جب اُسنے ن عیسوی میں راہ پائی بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہو ن کی اُس وقت کی صفائی میں داغ لگے اور آئندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہی اُن جعلی انجیلوں کی اور اعمالوں کی اور مکاشفاتوں کی جڑ ہوئی جو لوگوں نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہیں جو کہتا ہیں کہ بہت دن بعد لکھی گئیں لوگوں سے حواریوں کے ابعین کی تصنیف بتلادیں اس طرح کی دغا اور فریب اکثر کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت رنے کے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنے کے لئے خواہ کسی دستانداز اختیار حاصل کرنے کے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ یح کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب ٹھہراتے تھے چھ سو برس سے زیادہ وجب رسوائی کلیسیائے روم میں بنا رہا تھا۔

روبنسن تواریخ کلیسیا ۳ باب کے دوسرے حصے کے ۳۰ شمار مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہیں کے بحث کا طور اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اور آخر کار اُرجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے البتہ مسیحی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی سے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی میں کچھ خلل پڑا اسی سبب سے بعضے لوگ یہ ہی جانتے ہیں کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی ئیں اس طرح سے کہ جب فیلسوف لوگ کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو بہت بہی اُس کے حق میں کتاب لکھکر کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلے سے لوگ اُس پر متوجہ ہو کر اُس کی باتیں زیادہ مانیں گے اگرچہ اسکی باتیں خود مصنف کی ہوتیں سوا اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے

Marfat.com

کتاب لکھکر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دینے کا ایسا دستور تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسیا میں جاری رہا یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی انتہے۔

اوڈن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ دسویں صدی میں جور یا جعل اور جھوٹ مسیحیوں میں موج زن تھا نامہ اتہانی سیس کا جعل سے بنایا گیا انتہے۔

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء صفحہ ۳۳۱ میں لکھتے ہیں کہ بلا شبہہ بعض خرابیاں (یعنے تحریفیں) جان بوجھ کر اُن لوگوں نے کی ہیں جو کہ مشہور تھے اور اُس کے بعد اُنہیں خرابیوں کو ترجیح دیجاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت دیں یا اعتراض اُن پر آنے ندیں انتہے البب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۹ باب ۹ فصل ۱ سطر ۳ میں مرقوم ہے کہ ایسوڈورس کے مکتوب کا جعل سولہویں قرن تک مکمل آشکار ہوا تھا انتہے۔

ایسے ہی لوگوں کے حق میں قرآن مجید کی یہ آیت ہے (سورہ بقرہ آیت ۷۹)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ○

از شہادت قرآنی فصل ۷ صفحہ ۱۰۰ مصنفہ ولیم میور صاحب چھاپہ لکھنؤ ۱۸۶۱ء یعنے خرابی ہے اُن کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہات سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں اُس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے اُن کو اپنے ہات کے لکھے ہوئے سے اور خرابی اُن کو اپنی کمائی سے۔

بیان کتابوں عہد جدید کا

یہ کتابیں دو قسم کی ہیں پہلی قسم وہ جو مجموعہ مروجہ حال میں شامل ہیں یہ کل ۲۷ کتابیں ہیں

انجیل متی انجیل مرقس انجیل لوقا انجیل یوحنا اعمال رومیونکا خط پہلا قرنتیو
دوسرا قرنتیونکو خط پہلا گلتیونکو خط دوسرا گلتیونکو خط افسیون کو خط فلپیونکو خط
کلسیونکو خط پہلا تسلنیقیونکو خط دوسرا تسلنیقیونکو خط پہلا طمطاؤس کو خط

دوسرا طمطاؤس کو خط طیطس کو خط فلیمون کو خط عبرانیوں کو خط یعقوب کا خط
پطرس کا پہلا خط پطرس کا دوسرا خط یوحنا کا پہلا خط یوحنا کا دوسرا خط یوحنا کا تیسرا خط
یہوداہ کا خط مشاہدات یوحنا

قسم دوم کی کتابیں جو مجموعہ مروجہ بائبل میں شامل نہیں ہیں

(ماسوا ۱۳۴ کتاب)

از انٹروڈکشن ہارن صاحب اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲

۱ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی
۲ انجیل ولادت مریم
۳ انجیل یعقوب

۴ انجیل نیقودیما ۵ انجیل پیٹر ۶ انجیل دوم یوحنا ۷ انجیل اندریاہ حواری ۸ انجیل فلپ
۹ انجیل بارتھالومی ۱۰ انجیل توما حواری ۱۱ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی ۱۲ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی
۱۳ انجیل متھی آز ۱۴ انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہے

(از ترجمہ انگریزی سیل صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۴۳) ۱۵ انجیل برنباس
۱۶ انجیل تھیڈیس ۱۷ انجیل پال ۱۸ انجیل ابلس ۱۹ انجیل بی سیلی ڈس ۲۰ انجیل سرنتھس
۲۱ انجیل ابی اونٹیز ۲۲ انجیل انکارٹیٹس ۲۳ انجیل حوّا ۲۴ انجیل یہودیا ۲۵ انجیل جوڈس اسکریوط
۲۶ انجیل مارشین ۲۷ انجیل امرن تھس ۲۸ انجیل ناصریان ۲۹ انجیل کاملیت
۳۰ انجیل سی تھینس ۳۱ انجیل ٹی ٹن ۳۲ انجیل حقیقت جو ویلن ٹی نین پاس تھی
۳۳ انجیل ویمنیس ۳۴ نامہ مریم بنام اگناشس ۳۵ نامہ مریم بنام سسلیان
۳۶ کتاب پیدائش مریم ۳۷ کتاب مریم ۳۸ تاریخ اور حدیث مریم ۳۹ کتاب مریم کی معجزات مسیح
۴۰ کتاب سوالات صغیر وکبیر مریم ۴۱ کتاب نسل مریم ۴۲ کتاب مریم انگشتری سلیمانی ۴۳ کتاب تقایہ

اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۶ء لندن جلد ا صفحہ ۶۴۲ ۴۴ کتاب تعلیم حواریان از ورکس لارڈنر صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۴ صفحہ ۱۰۶

۴۵ کتاب اعمال پطرس ۴۶ کتاب قول پطرس ۴۷ مشاہدات پطرس ۴۸ کتاب دوم مشاہدات پطرس ۴۹ نامہ پطرس بنام کلیمنس

کتاب مباحثہ پطرس کتاب تعلیم پطرس کتاب وعظ پطرس کتاب آداب
کتاب خانہ بدوشی پطرس کتاب قیاس پطرس کتاب اعمال یوحنا کتاب خانہ بدو
کتاب حدیث یوحنا نامہ یوحنا بنام ہیڈروبک مریم کا وفات نامہ جو یوحنا نے
تذکرہ مسیح اور اُن کے نزول کا صلیب سے جو یوحنا نے لکھا تھا کتاب مشاہدات
کتاب آداب نماز یوحنا کتاب اعمال اندریاہ کتاب آداب نماز متی کتاب اعمال
کتاب اعمال توما از انٹروڈکشن ہارن صاحب اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ
کتاب مشاہدات توما کتاب خانہ بدوشی توما کتاب آداب نماز یعقوب وفات
مریم جو یعقوب نے لکھا کتاب حدیث متھی آز کتاب اعمال متھی آز کتاب آداب
نماز مرقس مرقس کی کتاب پی شین نامہ بارناباس لارڈنر صاحب کے در کسر
مطبوعہ ۱۸۲۹ء لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اور ہارن صاحب
کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ ۶۴۲ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دو
کتاب اعمال پال نامہ پال بنام لاودکیان نامہ کلیسیان ۴ باب ۱۹ تین نامے پال
کے بنام تھسلیکونیاں نامہ پال بنام یہودیان یہ خط سریا زبان کے ترجمہ ہیسکیٹومیر
شامل ہے تین نامے پال کے بنام کرنتھیان اول کارنتھین ۵ باب ۹ دوم ایضاً
۱۰ باب ۹ نامہ پال در جواب نامہ کرنتھیان چھ نامے پال کے بنام سنیکا ہارن صاحب
انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲ کتاب مشاہدات
اول پال کتاب مشاہدات دوم پال کتاب وژن پال کتاب وعظ پال
پال کی کتاب منتر سانپ کتاب پری سیڈٹ پال مکاشفات سرنتھس اعمال
حواریان جوابی اونیٹز کے پاس تھے کتاب ابل کی سیٹس کتاب جیمس
کتاب اعمال حوارین لیوشیس کے اعمال حواریان لن شیس اعمال حواریان لیان نیس
اعمال حواریان لیوتھیان اعمال حواریان جومنی جیز پاس تھے اعمال حواریان سلیوکہ
مکاشفہ اسٹیفن نامہ تھہی سن ماتی نسٹ نامہ اول کلیمنٹ بنام کارن تھین
نامہ دوم کلیمنٹ بنام کارن تھینز نامہ اگنی شیس بنام انی شینز نامہ اگنی شیس بنام

...نامۂ اگنی شیس بنام ٹرلینیز ۱۱۹ نامۂ اگنی شیس بنام رومیان ۱۱۸ نامۂ اگنی شیس بنام فلی ڈل
...فس ۱۲۰ نامۂ اگنی شیس بنام سمرنینز ۱۲۱ نامۂ اگنی شیس بنام پولی کارپ ۱۲۲ نامۂ
...لی کارپ بنام فلی پنیز ۱۲۳ گڈر یہ ہرمس ۱۲۴ کا احکام ہرمس ۱۲۵ تماثیل ہرمس
ان کتابوں کے سوا چند کتابیں ایسی تہیں جنکو کہتے تھے کہ خود حضرت مسیح نے لکھی
ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے ازانٹروڈکشن ہارن صاحب مشتملہ علوم بیبل مطبوعہ ۱۸۲۵ع
...لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲
۱۲۶ ...خط بنام آبیگارس ۱۲۷ نامہ بنام پیٹر وپال ۱۲۸ کتاب تمثیلوں اور وعظ کی ۱۲۹ کتاب مناجات مسیح کی
۱۳۰ کتاب سحر کی ۱۳۱ کتاب پیدایش مسیح اور مریم ۱۳۲ نامۂ جو آسمان پر سے گرے ایضاً ہارن صاحب صفحہ ۶۴۳
۱۳۳ نامۂ حضرت مسیح جو منی کیس نے پیدا کیا

جن کتابوں پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے اُن کا نشان ملیگا اکسہو مو اور اپوکرفل نیو ٹسٹمنٹ
میں جو ۱۸۲۰ع لندن میں چھپی ہے۔

یہ تفصیل کتابوں کی جو لکہی گئی وہ ہے جو ہم نے اگلی کتابوں میں پائی ہے اور کچھ تعجب
نہیں کہ اُن کے سوا اور بھی کچھ تحریریں معتبر یا نامعتبر ہوں جنکی اطلاع ہم تک نہ پہنچی ہو
پادری ویری صاحب فرماتے ہیں کہ جعلی انجیلوں کے موجود ہونے سے ہم ناواقف نہیں
ہیں بلکہ جن جعلی انجیلوں کا ہارن صاحب نے اپنی تصنیف میں حوالہ دیا ہے وہ ہمارے
پاس بھی موجود ہیں اُنکو بعض بدعتیوں نے مروج کرنا چاہا تھا مگر وے اپنے فاسد ارادہ
میں کامیاب نہو سکے انتہے ازاخبار نور افشاں مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدہیانہ نہم جولائی ۱۸۷۰ع
صفحہ ۱۲۳ کالم ۳ نمبر ۲۰ جلد ۲

سکرمنٹ ۳

قسم اول کی کتابوں میں سے منجملہ کل ۲۷ کتاب کے رومن مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳
و ۲۲ میں جو اس ملک کے سب عیسائیوں کی تعلیم کی بنیاد ہے اس طرح پر تقسیم لکہی

۱۵ رومن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مشن مرزاپور ۱۸۵۶ع جلد ۱ صفحہ ۶۰ میں ہے کہ ۱۴۳۰ع میں یوسیبوس نے دو خط شہر ادیسہ دار السلطنت
...اسور پا ئیسے دفتر میں پائے ایک خط مسیح کے نام ابگرس بادشاہ کیطرف سے ہے جس میں وہ درخواست کرتا ہے کہ مسیح آ کے
...کو غذ بیماری سے چنگا کرے اور دوسرا مسیح کیطرف سے جواب ہے۔

ہے کہ صاحب تواریخ یوسی بیوس تین طرح کی کتابوں کا ذکر کرتا ہے پہلے وہ
اصل و معتبر ہونے پر سب کے سب متفق الرائے ہیں دوسری وہ جن کی نسبت
بعضوں کو شک تھا تیسری وہ جن کی نامعتبری پر سب ایک ہی طرح کا منشا اور
رکھتے تھے پہلے میں چار انجیل رسولوں کے اعمال مقدس پلوس کے چودہ خط مقدس
پطرس کا پہلا خط مقدس یوحنا کا پہلا خط مندرج کرتا اور اُس کے ساتھ یہ کہتا کہ شاید
موقع ہے کہ مکاشفات کی کتاب اس میں شامل کی جائے دوسرے میں یعقوب
خط یہوداہ کا خط مقدس پطرس کا دوسرا اور تیسرا خط شامل کرتا اور تیسرے میں کوئی
کتاب جو انجیل میں شامل ہے مندرج نہیں کرتا لیکن اُن کا ایسا ذکر ہے کہ بعضوں
نے اُس خط کی جو عبرانیوں کے نام پر ہے اور مکاشفات کی کتاب کی بابت شک
کیا تھا کہ آیا قانون مجموعہ میں شامل کرنا چاہئے یا نہیں فقط تمت کلامہ۔

اور طلوع آفتاب صداقت نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے چھاپا مرزاپور
سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۱۸ میں ان ساتوں کتب مشکوکہ کی بابت یوسیبیوس کا یہ قول منقول
ہے کہ چاہے وے سچ مچ اس رسول کے ہوں چاہے وے اُسی نام کے دوسرے
شخص کے لکھے ہوئے ہوویں انتہے۔ اور سریانی ترجمہ میں بھی جو بزعم عیسائیان ایک سو
بیس برس ایک نشو ستر کے درمیان میں لکھا گیا وہ خطوط جن کو یوسی بیوس نے مشکوک
بتایا نہیں ہیں اور یہ رائے عیسائیوں میں عام ہے اس لئے اس کی بابت بہت
سی سندیں لاناضرور نہیں ہے چنانچہ پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی
مباحثہ کے صفحہ ۳۰ میں یہی لکھا ہے۔

پس ان میں جو مشکوک ہیں اُن کی فہرست یہ ہے۔ ۷ کتاب

یعقوب کا خط	یہوداہ کا خط	پطرس کا دوسرا خط	یوحنا کا دوسرا خط	یوحنا کا تیسرا خط
عبرانیوں کو خط	مکاشفات یوحنا			

اب ان میں جو معتبر سمجھی جاتی ہیں اُن کا حال سنئے پھر ان نامعتبر کتابوں
پر بھی قیاس کر لینا چاہیے۔ پہلی میں مقدم چار انجیلیں ہیں دو انجیلیں متی اور یوحنا

...کے نام سے جو حضرت عیسے ؑ کے شاگرد تھے کہلاتی ہیں اور دو انجیلوں کے مصنف
مرقس اور لوقا جو حضرت عیسے ؑ کے شاگرد نہیں مگر صرف حواریوں کیطرف سے انجیل سُنا
نے والے تھے مشہور ہیں۔

انجیل متی

اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۲۷ اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ متی حواری
کی انجیل قدیم ہے اگرچہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اناجیل اور نامجات جو اُس میں مشتمل
ہیں کس تاریخ اور سال میں لکھے گئے اکثروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ متی حواری کی عبرانی
انجیل ۳۷ء میں لکھی گئی اور یونانی انجیل ۶۱ء میں انتہے پھر مفتاح الکتاب صفحہ
۲۲۰ میں لکھا ہے بعضے گمان کرتے ہیں کہ متی کی انجیل عبرانی میں بھی ہوئی اور اُس عبرانی
انجیل کی تصنیف کے ۳۸ء لکھے ہیں اور مقام تصنیف یہودیہ اور سبب تصنیف
یہ کہ عبرانی عیسائیوں کے واسطے لکھی گئی لارڈنر نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۲۷ء مقام لندن
کے صفحہ ۷۴ جلد ۲ میں تین قول ارجن کے لکھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ متی کی انجیل
عبرانی میں تھی اور صفحہ ۹۵ جلد ۴ میں یوسی بیوس کا قول لکھتا ہے کہ انجیل متی عبرانی میں
تھی اور پھر صفحہ ۱۶۵ میں اتھناسیس کا اور صفحہ ۱۷۴ میں سرل کا قول لکھتا ہے کہ متی کی
انجیل عبرانی میں تھی اور صفحہ ۳۴۹ میں جروم کا اور صفحہ ۵۰۱ میں اگسٹائن کا قول لکھتا ہے
کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اپی فینیس کہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبرانی میں لکھا
تھا نہ یونانی میں۔ جیسے کہ بعضے قائل ہیں کہ متی نے دونوں زبان میں انجیل کو لکھا ہے اور
... صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے
انجیل یونانی میں لکھی تھی اس لئے یوسی بیوس اپنی تاریخ میں اور اسی طرح بہت سے
عیسائی نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں تمت کلام ... صاحب
ہارن صاحب نے جلد ۴ اپنی تفسیر میں ان علماء کے نام جو انجیل متی کو عبرانی میں
جانتے یہ لکھے ہیں۔

...من کرڈمیس کسابن بشپ والٹن بشپ ٹاملائن ڈاکٹر کیو ہمنڈ

مل ہاروڈ اوڈن کین ہل ای کلارک سائمن نلی منٹ پری
ڈوپن کاسٹ میکالس اری نیس ارجن سرل اپی فانیس گرین

جروم

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے اس انجیل کی بابت یوں لکھا ہے **قولہ** متقدمین کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل سب سے پیشتر قریب ۶۳ء میں یہودیوں کے واسطے لکھی بعضے قدیم مصنف کہتے ہیں کہ اُس نے پہلے عبرانی زبان میں لکھی کہ وہ اُس ملک کا محاورہ تھا اور آخر کو یا تو اُس نے آپ یا کسی ہم عہد نے اُس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا چنانچہ پاپیس جو پالی کارپ کا رفیق تھا اور جس نے خود یوحنا کو دیکھا کہتا ہے کہ متی نے عبرانی زبان میں لکھا اور ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اُس کا ترجمہ کرتا تھا اور تھیناس لکھتا ہے کہ یعقوب نے جو خداوند کا بھائی تھا اُس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا فقط از روئی تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الٰہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۷ و ۱۸ اور پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۷ چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے کہ یا حواریوں کے کسی مرید نے اُس کا ترجمہ یونانی میں کیا ہے انتہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ یونانی ترجمہ صحیح صحیح اُسی عبرانی انجیل کا ہے یہ گمان تبھی درست ہوتا کہ جب وہ عبرانی انجیل ابھی کہیں دنیا میں باقی ہوتی جس طرح اب بیسیوں ترجمے اِس یونانی انجیل کے ہوتے ہیں مگر اصل یونانی بھی موجود ہے ضائع نہیں کی گئی اب اگر کوئی کہے کہ وہ قرآن بھی سب جلائے گئے جو اس قرآن مروج سے پیشتر تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قرآن غیر مرتب اور ناتمام ہونے کے سبب جلائے گئے اور انجیل عبرانی صحت کی حالت میں گم کی گئی یہ قرآن مروج اُسی زبان عربی میں موجود ہے اور انجیل عبرانی کا صرف یونانی ترجمہ ہے وہ معتبر صحابہ کے ہاتھ سے مرتب ہوا اور یہ حواریوں کے کسی نامعلوم الاسم شاگرد کے ہاتھ سے ترجمہ ہوئی پھر یہ کہ مرتب ہونے اور ترجمہ ہونے میں بھی بڑا تفاوت ہے یعنے قرآن صرف مرتب ہوا اور انجیل تو ترجمہ کی گئی اور خدا جانے کہ کیسا ترجمہ ہوا اور بڑا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ اسی عبرانی انجیل کا ہے نہ انجیل کی

بارت سے اور نہ عیسائی علماء کے قول سے کیونکہ جب ترجمہ کرنے والے ہی کا تحقیق حال معلوم نہیں تو ترجمہ کی صحت اور سنہ آغاز اُس کے کون بتلا سکتا ہے بلکہ یہ بھی کون کہہ سکتا ہے کہ یہ انجیل یونانی ترجمہ اُسی عبرانی انجیل کا ہے یا کوئی دوسری تصنیف کی گئی ہے اور اس کا ثبوت کیا ہے۔

سائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں لکھا ہے کہ عہد جدید کی سب کتابیں یونانی میں لکھی گئیں الا انجیل متی اور نامہ عبرانیان کہ جنکا عبرانی زبان میں لکھا جانا بدلائل تیقن ہے انتہے۔ پانتینس حکیم جو قریب سنہ ۱۸۰ع کے بُت پرستی کا اسطویقی مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گیا تھا کئی سال تک مدرسہ سکندریہ کا مدرس رہا یہانتک کہ کچھ لوگ ہند سے وہاں سکندریہ میں اُس کے پاس آئے اور عرض کی کہ مذہب مسیحی کے معلم وہاں روانہ فرمائیے۔ جروم لکھتا ہے کہ جب پانتینس اُن ملکوں میں پہونچا اُس نے دیکھا کہ بارتھولما حواری نے پیشتر ہی سے عیسےٰ مسیح کی آمد کا مژدہ متی کی انجیل کے بموجب پہونچا رکھا ہے اور اُس انجیل کو جو عبرانی میں لکھی تھی اسکندریہ میں واپس لایا انتہے۔ از اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ع صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ طامس اسکاٹ مفسر انگریز کا یہ قول ہے کم معلوم ہے بابت لکھنے والے اس انجیل (یعنے انجیل متی) کے جتنا کہ اُس نے آپ لکھا ہے (یعنے اُسی انجیل میں) اپنی بابت (یعنے ... ہونے کی بابت اور وہ بھی بصیغہ غایب گویا کوئی دوسرا بیان کرتا ہے ... یہ کہ اُس میں کچھ تصنیف انجیل کا ذکر ہو) یہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ... آٹھ برس بعد صعود مسیح ع کے فقط تم کلامہ یعنے عبرانی انجیل قریب ... حضرت عیسےٰ ع کے لکھی گئی۔

ہارن صاحب کی کتاب کی چوتھی جلد میں لکھا ہے کہ بعضے قدیم علما ... متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا کہ ... عیسےٰ ع کے گذارشات لکھے تھے اور انہوں نے اُس سے نقل کیا متی ... اور لوقا اور مرقس نے تھوڑا انتہے۔ اگرچہ پادری فانڈر صاحب نے ...

Marfat.com

دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ میں لکھا ہے کہ ہارن صاحب تسلیم نہیں کرتا انتہے۔ فاضل نورٹن صاحب نے اپنی کتاب علم اسناد مطبوعہ شہر بوسٹن ۱۸۳۷ء دیباچہ جلد اول میں اکہارن کے قول سے لکھا ہے کہ ابتدا ملت مسیحی میں درج احوال مسیح ؑ ایک مختصر سا رسالہ تھا جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہی اصلی انجیل تھی اور غالب یہ ہے کہ یہ انجیل اُن مریدوں کے واسطے بنائی گئی تھی جنہوں نے اقوال مسیح ؑ اپنے کان سے نہ سُنے تھے اور نہ اُن کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے چنانچہ یہ انجیل بمنزلہ قانون کے تھی اور اُس میں حالات مسیح ؑ ترتیب سے نہ لکھے تھے اور یہ انجیل جمیع اناجیل مروج صدی اوّل و دوم و نیز انجیل متی و لوقا و مرقس کا ماخذ تھی پھر یہ تینوں انجیلیں یعنے متی و لوقا و مرقس دوسری انجیلوں پر فوقیت لے گئیں اس واسطے کہ ان تینوں میں اگرچہ کچھ اصل سے کمی ہوئی تھی لیکن اُن لوگوں کے ہاتھ پڑیں جنہوں نے اُن کا جزو نقصان کر دیا اور دوسری اور انجیلوں سے جو حالات مسیح ؑ واقعہ بعد نبوت پر مشتمل تہیں جیسے انجیل فرقہ مارسیون یا انجیل ٹی ٹیشن (ٹی ٹنس) وغیرہ سے بیزار ہو گئے تھے پس دوسرے اور حالات بھی جیسے کہ نسب نامہ مسیح ؑ اور حال ولادت و بلوغ وغیرہ اُس کے ساتھ شامل کر دیئے چنانچہ یہ حال اُس انجیل سے جو تذکرہ کر کے مشہور ہے اور جس سے جسٹن نے نقل کیا تھا اور انجیل سرن تہس سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر ہم اُن انجیلوں کے باقی ماندہ اجزاء سے مقابلہ کریں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ زیادتی اصل انجیل میں تدریج واقع ہوئی ہے پھر لکھتا ہے کہ یہ کمی زیادتی اگر انجیل میں واقع ہوئی ہوتی تو سلوس مؤرخ معتبر و مشہور کیوں یہ اعتراض کرتا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلیں تین بار یا چار بار بلکہ اس سے زیادہ بدلی ہیں پھر فاضل نورٹن لکھتا ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ صرف اکہارن کی رائے ہے اسواسطے کہ اکہارن کی کتاب سے بڑھ کر کوئی کتاب ملک جرمن میں ابتک مقبول نہیں ٹھہری ہے بلکہ بہت علماء متاخرین جرمن نے درباب اناجیل کے و نیز اُن امور کے بارہ میں جن سے انجیل کی صحت پر الزام آتا ہے اکہارن کے ساتھ اتفاق رائے کیا ہے انتہے۔ موشیم صاحب نے اپنی تاریخ کی جلد اوّل میں جو ۱۸۳۲ء میں چھپی ذیل بیان فرقہ ناصریان اور فرقہ ابیونی کے لکھا ہے کہ

Marfat.com

دنوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اس انجیل کی بابت
ہمارے علماء میں اختلاف ہے اور میکلین نے اس جا بطور حاشیہ کے لکھا ہے کہ انجیل نامی
الی یا عبرانی یقیناً وہی ہے جو فرقہ ابیونی کے پاس تھی اور انجیل بارہ حواریوں کی کر کے
مشہور ہے انتہے۔ رومن تواریخ کلیسیا حصہ دوسرا ۲ باب شمار ۶ صفحہ ۹۷ چھاپہ مرزاپور
۱۸۵۶ء میں لکھا ہے کہ ابیونی فرقہ کے لوگ جانتے تھے کہ مسیح محض آدمی ہے اور وہ صرف
متی کی انجیل کو قبول کرتے تھے اور اسی کو مانتے فقط یعنے متی کی عبرانی انجیل کو اور نسب نامہ
اس انجیل میں نہ تھا مفتاح الکتاب صفحہ ۹۲ سے ظاہر ہے کہ ابیونی فرقہ پہلی صدی میں
اور یوحنا حواری کے زمانہ میں موجود تھا انتہے۔

انجیل متی کے عبرانی زبان میں ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ کی
زبان عبرانی تھی چنانچہ متی ۲۷ باب ۴۶ میں ایلی ایلی لما سبقتانی اور مرقس ۵ باب ۴۱
میں تالیتا قومی اور ۷ باب ۳۴ میں افتا اور متی ۲۸ باب ۹ اور لوقا ۲۴ باب ۳۶ اور
یوحنا ۲۰ باب ۱۹ و ۲۱ و ۲۶ میں سلام بطرز اسلام یہ سب حضرت عیسےٰ کا قول لکھا ہے
اور اعمال ۲۶ باب ۱۴ میں مسیح کے عروج کے تیس برس بعد کا واقعہ لکھا ہے کہ پلوس نے
اگرپا بادشاہ سے کہا میں نے ایک آواز (یعنے مسیح کی) سنی کہ عبرانی زبان میں کہتے تھی انتہے

یہ بات نہایت بعید از قیاس ہے کہ حضرت عیسےٰ نے کوئی کتاب اپنے شاگردوں کو
نہ دی ہو اور اگر مسیح نے شاگردوں کی ہدایت کے لئے کوئی کتاب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی
تو بعد اس کے کیا ضرورت تھی جو بغیر حکم مسیح کے نہ صرف ایک بلکہ چار انجیلیں لکھی گئیں
مگر اس بات کا کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کوئی انجیل موجود تھی مرقس ۱ باب ۱۵ سے پتہ
ملتا ہے یعنے مسیح نے فرمایا کہ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ انتہے۔ اور اسی طرح
۱۰ باب ۲۹ میں ہے اور اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ میں بھی ہے غرض انجیل متی جو عبرانی
میں تھی وہ اب صفحہ جہاں سے گم ہے اور یہ یونانی انجیل کہ جس کا مصنف بقول جروم نا
معلوم موجود ہے اور ڈاکٹر ولیمس اور چھاپنے والے انجیل فرقہ یونی ٹیرین کے باب
اول اور دوم اس انجیل کو الحاقی بتاتے ہیں اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی میں نسب نامہ

اس انجیل سے الگ کر دیا ہے۔

اعتراضات نسب نامہ متی اول باب متی پر

اوّل یہ کہ متی ۱ باب ۱۷ میں ہے کہ سب پشتیں ابراہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہیں اور داؤد سے اُس وقت تک کہ بابل کو اُٹھ کر چلے گئے چودہ پشتیں ہیں اور بابل کو اُٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں انتہے۔ حالانکہ یہ تین قسمیں چودہ چودہ پشتوں کی سراسر غلط ہیں کیونکہ اگر حضرت ابراہام اور حضرت داؤد کو بھی شامل کریں تب پہلی قسمت میں چودہ ہوتے ہیں اور دوسری قسمت میں یہکنیا کو شامل کریں تب چودہ پورے ہوتے ہیں لیکن تیسری قسمت میں سب نام حضرت عیسےٰ ملا کر صرف تیرہ ہیں پس متی نے سہو سے یہ غلطی کی اور کاتب کے سہو کا گمان مطلق غلط ہے کیونکہ پورفری نے بھی جو تیسری صدی میں تھا یہ اعتراض کیا تھا۔

دوسرا یہ کہ قسمت دوم میں جو حضرت سلیمان سے شروع اور یہکنیا پر ختم ہوتی ہے متی چودہ پشتیں تبلاتا ہے حالانکہ اوّل تواریخ سہباب سے ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان سے یہکنیا تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں اور اسی باب میں نیومن صاحب تاسف کی راہ سے کہتا ہے کہ دین عیسوی میں ایک اور تین کو ایک ماننا پڑا تھا اب اٹھارہ اور چودہ کو بھی ایک ہی کہنا پڑا کیونکہ کتب مقدسہ میں تو غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا انتہے۔

تیسرا یہ کہ متی ۱ باب ۸ میں غوریا کو یورام کا بیٹا لکھتا ہے حالانکہ وہ اُس کے پڑپوتے کا بیٹا ہے اور متی نے غلطی سے تین بادشاہوں کے نام یہاں چھوڑ دیئے ہیں دیکھو اول تواریخ سہباب ۱۱-۱۲۔ **چوتھے** یہ کہ متی ۱ باب ۱۱ میں یہکنیا کو یوسیاہ کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا پوتا تھا اور یہاں بھی متی سے ایک نام چھوٹ گیا۔

پانچویں متی نے یہکنیا کے بھائی لکھے ہیں حالانکہ عہد عتیق کی کتابوں سے اُس کا کوئی بھائی ثابت نہیں ہوتا وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اول تواریخ ۳ باب ۱۵ و ۱۶ **چھٹے** متی نے زروبابل کو شلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا بھتیجا اور فدایا کا بیٹا ہے

Marfat.com

ساتویں متی نے ابیوہ کو زروبابل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ اُس کے بیٹوں میں یہ کسی کا بھی نام نہ تھا سوا اس کے نسب نامہ پر اور بھی اعتراض ہیں کہ طول ہو جانے کے ڈر سے میں نے نہیں لکھے پس جب ایک نسب نامہ میں متی نے اتنی غلطیاں کی ہوں تو اُن کی سب کتاب میں خدا جانے کتنی غلطیاں ہوں گیں اسواسطے کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مورخ کی تحقیق میں فتور ہے تو اُس کا کلام قابل اعتبار نہیں پھر یہ کہ متی میں (اباب ۱) مسیح ؑ کو داؤد ؑ کی نسل سے لکھا ہے لیکن لوقا ۱ باب ۳۶ میں مریم کو الیسبات کی رشتہ دار لکھا ہے جو کہ زکریا کاہن کی بی بی اور ہارون کی بیٹیوں میں تھی (لوقا ۱ باب ۵) جس سے ظاہر ہے کہ مریم اور یوسف لیوی کے فرقہ سے تھے جو کہ کہانت کے لئے مخصوص تھا گنتی ۱۸ باب ۲۰-۳۲ یشوع ۱۳ باب ۱۴ اور ۱۴ باب ۳-۴ اور داؤد ؑ یہوداہ کے فرقے سے تھے نہ یہ کہ لیوی کے فرقے سے اور ہر فرقہ کی لڑکی اپنے ہی باپ کے فرقہ میں بیاہی جاتی تھی گنتی ۳۶ باب ۸-۹ پس مسیح یا داؤد ؑ کی نسل سے نہ تھے تو متی نے غلط لکھا یا الیسبات مریم کی رشتہ دار نہ تھی تو لوقا نے غلط لکھا ایک اور بابت صریح مغالطہ کی یہ ہے کہ متی اور لوقا نے جو مسیح ؑ کو یوسف کا بیٹا لکھ کر داؤد ؑ کے خاندان میں شامل کیا اور بار بار مسیح ؑ کو ابن داؤد ؑ لکھا ہے اور بڑی دلیری سے خدا کے وعدے کا ذکر کیا کہ مسیح داؤد ؑ کی نسل سے ہوگا اعمال ۲ باب ۳۰ لیکن جبکہ مسیح کی پیدایش کنواری مریم سے صرف روح القدس کے وسیلے سے ہوئی تو یوسف سے مسیح ؑ کو پیدایش کے باب میں علاقہ کیا تھا پس یہ نئی زبردستی ہے کہ خواہی نخواہی یوسف کا صرف زبانی بیٹا بنا کر داؤد ؑ کی نسل میں داخل کیا اگر حضرت عیسےٰ ؑ یوسف نجار سے پیدا ہوئے ہوتے تو روح القدس سے پیدا ہونے کی فضیلت کیا تھی (متی ۱ باب ۱۸) اور [illegible] ہے کہ علماء عیسائی روح القدس کی پیدایش باپ اور بیٹے یعنے مسیح سے سمجھتے ہیں دیکھو اعتقاد نامہ کلیسیا وغیرہ اور اس جگہہ بیٹا روح القدس سے پیدا ہوا یعنی کبھی روح القدس بیٹے سے اور کبھی بیٹا روح القدس سے پیدا ہوتا ہے الغرض خدا کا وہ وعدہ تو (اعمال ۲ باب ۳۰) تب پورا ہوتا کہ جب حضرت مریم حضرت داؤد ؑ کی نسل میں

Marfat.com

ہوتیں اور یوسف کے حضرت داؤد کی نسل میں ہونے سے خدا کا وہ وعدہ کہاں پورا ہوا کہ وعدہ تو یہی تھا کہ داؤد کی نسل سے مسیح کو پیدا کروں گا اور اگر زبانی بیٹا کہنے سے حضرت عیسےٰ یوسف کے وسیلے حضرت داؤد کی نسل میں ہو گئے تو وہ لوگ جو حضرت داؤد کی نسل میں حقیقتاً پیدا ہو کر اسرائیلی بادشاہت یا نبوت کے لئے مسح کئے گئے اُن کا مسیح سے کہیں زیادہ رتبہ ہوگا اور وہ خدا کا وعدہ خاصکر انہیں کے لئے سمجھا جاتا ہوگا۔

اسکاٹ صاحب رومن مفسر نے متی ۱ باب کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ یہ نسب نامہ پہلی آیت سے سولہویں آیت تک مندرج ہے اور اُس سے یہ ثابت ہے کہ یسوع مسیح نبیوں کی پیشین گوئی کے بموجب ابراہام اور داؤد کا بیٹا یعنے اُن کی اولاد میں تھا اور اُس کا ثبوت یہودیوں کے واسطے بہت ضرور تھا انتہےٰ۔ لیکن جب مسیح کو یوسف سے کچھ بھی علاقہ نہ تھا تو یہ ثبوت عجیب زبردستی کا تھا کیونکہ مریم تو یوسف کی بیوہ بھی نہ تھی جو یوسف کے نام سے اولاد جاری کرتی اور اولاد تو اُس شوہر کے نام سے جاری ہوتی تھی جو بے اولاد مرا ہو (استثناء ۲۵ باب ۵ و ۶) اگرچہ یہوداہ کی اولاد اُس کے بیٹوں کے نام سے بھی نہ کہلائی (پیدائش ۳۸ باب ۱-۲۶) اور اس کے سوا یہ ثابت نہیں کہ مسیح کے اور بھائی یوسف سے نہ پیدا ہوئے ہوں اس حالت میں یوسف کا بے اولاد ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔

رومن تفسیر متی ۱ باب ۲۵ کی تفسیر میں لکھا ہے (صفحہ ۲۵) اغلب یہ ہے کہ اُس کے (یعنے حضرت مریم کے) اور بھی لڑکے یوسف اُس کے شوہر سے پیدا ہوئے ہوں کہ جن کی کچھ خبر تحقیق نہیں ہے انتہے پھر کیا ضرور تھا جو مسیح کو یوسف کا بیٹا اور داؤد کی نسل لکھا دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۱۲ باب ۴۶ پر صفحہ ۱۰۲ چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء جلد اوّل حضرت عیسےٰ نے تو آپ بھی نسل داؤد میں ہونے سے انکار کیا ہے دیکھو متی ۲۲ باب ۴۵ پس جب داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا فقط اور کبھی حضرت عیسےٰ نے ایکدفعہ بھی اپنے کو ابن یوسف نہیں کہا پھر اور کون حضرت عیسےٰ کو یوسف کا بیٹا بنا سکتا ہے۔

پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ کے آخر کتاب یعنی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ چھاپہ
سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے سلمون کے بعد کتنے نام اُس نسب نامہ میں چھوڑ دیے
گئے ہیں اور تواریخ کی کتاب میں بھی وہی نام چھوڑ دیے گئے ہیں انتہٰی اسکاٹ صاحب
مفسر رومن نے اپنی تفسیر میں یوں لکھا ہے **قولہ** اور بعضے مفسرون نے اس طرح بیان
کیا ہے کہ متی نے یوسف کے خاندان کا نسب نامہ لکھا اور لوقا نے مریم کے خاندان کا اس
لیے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی اور چونکہ عورتوں کا نام لکھا جانا دستور سے باہر تھا اسواسطے اُس کے
شوہر یعنے یوسف کا نام لکھا گیا پھر ان باتوں کا ثبوت اب نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کتابیں نسب نامے
کی یہودیوں کے پاس موجود تھیں وہ سب پراگندہ اور ضائع ہو گئی ہیں انتہٰی (از رومن تفسیر
اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۲) اس تفسیر سے بھی جو بیان ہوئی یہودی
کتابوں کا ضایع ہو جانا ثابت ہے لیکن یہ جو تفسیر میں لکھا ہے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی الخ
یہ سب بناوٹ ہے اور ہر ایک عیسائی جو ذرا بھی خدا سے ڈرتا ہو کبھی نہ کہیگا کہ یہ سچ ہے اور
انجیل سے کہیں ان بناوٹوں کا ثبوت نہیں ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۳۹ میں ایک گاؤں کا
نام مگدلا لکھا ہے کہ مسیح وہاں گئے اور مرقس ۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے کہ دلمنوتا میں مسیح گئے
اور اسی رومن تفسیر صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ دونوں گاؤں کی سرحد ملی ہوئی تھی اس لیے
جب ایک گاؤں میں گئے تو دوسرے میں بھی جانا ثابت ہو گیا یہ بناوٹ وہ آپ ہی جانتے
ہیں کہ بیوقوفوں کو سمجھانے کے لیے ہے کیونکہ راہ چلنے والا جریب ڈالکر ناپتا ہوا نہیں چلتا
ہے تاکہ دونوں گاؤں کی حد پہچان کر اُن پر چلے اور جبکہ ایسے مشہور مقاموں کا نام جیسے وہ
پہاڑ جس پر مسیح نے وعظ کیا تھا اور وہ پہاڑ جس پر مسیح کا چہرہ بدل گیا تھا (الکتاب کے
قامات المعروف صفحہ ۴۲) معلوم نہیں تو ان چھوٹے گاؤں کا حال کیونکر معلوم ہوا
طرح انجیل میں مریم کو کہیں ہیلی کی بیٹی نہیں لکھا ہے اور یہودیوں کے پاس وا
ی کتابیں بقول اسکاٹ صاحب مفسر رومن کے ضائع ہو گئی ہیں پھر کیونکر اس بناوٹ
کا اعتبار ہو سکے پھر یہ کہ متی کا اور سب حال جو کچھ اُس نے اپنی زندگی میں کیا کسی کو بھی
معلوم نہیں تو یہ ذرا سی بات کہ جس کا کچھ ثبوت موجود نہیں ہے کیونکر معلوم ہوئی کہ متی

اس انجیل کا مصنف ہے کیونکہ انجیل میں کہیں نہیں لکھا ہے دیکھو ہندی تواریخ چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۵۔

میری دانست میں متی اور لوقا کو یہ نسب نامہ لکھنا ہی بے ضرورت تھا کیونکہ نسب نامے صرف یوسف نجار تک منتہی ہوتے ہیں اور حضرت عیسےٰؑ کو کہ جن کی پیدایش روح القدس کی تائید سے ہوئی اِن نسب ناموں سے کچھ علاقہ نہیں ہے بلکہ اِن سے حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت کا عقیدہ جو عیسائی رکھتے ہیں باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ الوہیت کے لئے نسب نامہ کمال تعجب کی بات ہے چونکہ حضرت عیسےٰؑ کو عبرانیوں کے خط میں (۵ و ۷ باب) ملک صدق سے مشابہت دی گئی ہے تو ملک صدق کا (پیدائش ۱۴ باب ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) باوجود انسانیت محض کوئی نسب نامہ نہیں ہے پس باوجود کامل الوہیت کے حضرت عیسےٰ کا نسب نامہ کیونکر جائز ہوا متی ۳ باب ۱۳-۱۶ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کو حضرت یحییٰ نے خوب پہچان کر اور باتیں کر کے بپتسما دیا تھا۔ اور یوحنا ا باب ۲۹ و ۳۵ میں پہچاننے کا ذکر ہے اور بعد اُس کے جب حضرت یحییٰؑ کو ہیرودیس بادشاہ نے قید کیا تو متی ۱۱ باب ۲ و ۳ میں لکھا ہے کہ یحییٰؑ نے قید خانہ سے اپنے شاگردوں میں سے دو کو مسیح کے پاس بھیجا تاکہ پوچھیں کہ جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں فقط یعنے جب حضرت یحییٰؑ نے حضرت عیسےٰؑ کو بپتسما دیتے وقت خوب پہچان لیا تھا اور انجیل یوحنا کے بموجب خدا نے آپ پہچنوا دیا تھا اور دو بار بلکہ تین بار پہچانا تھا یعنے ایکبار اپنی ماں کے پیٹ میں پہچانا تھا لوقا ا باب ۴۰-۴۴ اور دوبارہ وہ کہ جس کا ذکر یوحنا ا باب ۲۹-۳۵ میں ہے پس ایسا پہچان کر پھر دریافت کرنے کے لئے شاگردوں کو بھیجنا کیا ضرور تھا یعنے عیسائی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اوروں پر حضرت عیسےٰؑ کا حال ظاہر ہو جانے کے لئے اسطرح پوچھوایا تھا مگر متی ۱۱ باب ۲ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی خبر سُنکر حضرت یحییٰؑ نے ا شاگردوں کو بھیجا تھا اگر پیشتر سے جانتے تھے تو یہ کیوں لکھا کہ خبر سُنکر الخ اور لوقا ۷ باب ۱۸ میں ہے کہ حضرت یحییٰؑ کے شاگردوں نے حضرت یحییٰؑ کو خبر دی تھی۔

پھر یہ کہ متی ۲۷ باب ۹ میں ہے تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا انتہیٰ

[illegible]

نہیں [illegible]

[illegible] کہ وہاں یہی نام قوت نہیں ہے [illegible]

[illegible] چھوڑ گیا ان دونوں کتابوں میں یک کی غلطی [illegible]

[illegible] اور وہ جملہ یہ ہے کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں [illegible] پس

[illegible] وہ باتیں ہیں جنکو سب عیسائی غلط جانتے ہیں اب ان باتوں [illegible] بیان

غور کر کے دیکھنا چاہیے۔

اوّل یہ کہ متی کی انجیل عبرانی جو مقدم ہے ضائع ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اس انجیل یونانی کا مصنف نامعلوم ہے۔ تیسرے یہ کہ اُس کی تصنیف کی تاریخ اور سال نامعلوم۔ چوتھے یہ کہ انجیل عبرانی جو بارہ حواریوں کی کہلاتی ابیونی فرقہ کے پاس تھی اُس فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کو صرف انسان جانتے تھے۔ پانچویں یہ کہ اس انجیل یونانی کے نسب نامہ کو سب غلط جانتے ہیں چنانچہ وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ چھٹے اس انجیل یونانی میں بھی غلطیاں موجود ہیں۔ ساتویں متی اس کا مصنف نہیں کہ متی کا نام اس انجیل میں اس طرح ہے گویا دوسرا شخص متی کا ذکر کر رہا ہے چنانچہ متی ۹ باب ۹ میں ہے پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا الخ اور اسی طرح متی ۱۰ باب ۳ کو دیکھو۔

خدایا جب معتبر کتابوں کا یہ حال ہے تو نامعتبر اور مشکوک کتابوں کی اہل کتاب کے نزدیک کیا ٹھکانا ہے اور میں نے مختصر کرنے کے سبب تھوڑی باتیں یہاں لکھی ہیں اگر زیادہ لکھتا تو بہت طول ہو جاتا۔

حال کے علماء عیسائی بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل جو زمانہ نبی آخر الزمان صلعم میں رائج تھی اور جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ یہی ہے جو اس زمانہ میں عیسائیوں کے پاس موجود ہے دیکھو شہادت قرآنی بر کتب ربانی تصنیف ولیم میور صاحب مطبوعہ لکھنؤ مطبع نول کشور ۱۸۶۱ء۔

لیکن ولیم میور صاحب کی اس کتاب سے صرف قرآن مجید کی صداقت ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ توریت و انجیل کی جبکہ ولیم میور صاحب نے اُس کا نام شہادت قرآنی رکھا ہے کیونکہ زمانہ کے دستور کے موافق کوئی اپنے گواہ کو جھوٹا نہیں سمجھتا اور اگر گواہ جھوٹا ہو تو وہ دعویٰ جس کی بابت اُس نے گواہی دی آپ ہی جھوٹا ہو جائے گا پس گواہ تو فی الحقیقت سچا ہے مگر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت نبی آخر الزمان صلعم کے زمانہ میں فرقہ مانیکینز اور فرقہ ابیونیہ اور کولیر مدنیس وغیرہ فرقے تھے نہ فرقہ پراٹسٹنٹ کہ جس کی ترقی سولھویں صدی

ی ہوئی اور ابیونیوں کے پاس صرف عبرانی انجیل تھی اور اُس میں نسب نامہ تک نہیں تھا
ڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۴۲ میں لکھتے ہیں کہ نہ صرف مانیکیوں اور ابیونیوں
انجیل کہ بدعتی تھے بلکہ سریانی اور مصری اور ارمنی عیسائیوں کی انجیل شام وعربستان
یرہ میں مستعمل تھی انتہےٰ - اس سے ہر ذی فہم دریافت کر سکتا ہے کہ ابیونیوں وغیرہ
انجیل یہی نہیں تھی جو پراٹسٹنٹ کے پاس ہے پس فانڈر صاحب کے قول سے مانیکیوں
یرہ کی انجیل کا عرب میں شایع ہونا یقینی اور مصریوں وغیرہ کی انجیل کا قیاسی ہے
رہ مانیکی وہ فرقہ ہے کہ بشپ مانی بانی اُس فرقہ کا کہتا تھا کہ قول مسیح کا جو یوحنا ۱ باب ۸
ں ہے یعنے یہ کہ جو مجھ سے آگے آئے چور و باٹ مارتے ہیں خصوصاً حضرت موسیٰ کے حق
ں ہے انتہےٰ (از تفسیر لارڈنر جلد ۳ صفحہ ۶)
اور شاید انجیل برنباس کا قرآن مجید میں وہ ذکر ہو جسے عیسائی علما انجیل مرقس و
قا وغیرہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن میں صرف لفظ انجیل مرقوم ہے نہ یہ کہ متی
مرقس یا لوقا وغیرہ۔

انجیل مرقس

اسکاٹ صاحب نے رومن تفسیر میں دیباچہ انجیل مرقس میں لکھا ہے **قولہ** مرقس کہ جا
ہس نے یہ کتاب لکھی بہت کو معلوم نہیں ہے اکثر سمجھتے ہیں کہ وہ مسیح کے ستر شاگردوں
یں سے تھا لیکن اس میں ایک شبہہ یہ ہے کہ پطرس اُسے اپنا بیٹا کہتا ہے اول پطرس
باب ۱۳ جس سے گمان پیدا ہوتا ہے کہ وہ پطرس کے وسیلے سے ایماندار ہوا (یعنے عیسائی)
بھی ٹھیک معلوم نہیں کہ کس وقت یہ صحیفہ لکھا گیا مگر گمان غالب ہے کہ اُس کی تصنیف
۱۸۵۶ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان میں ہوئی سب متفق کہتے ہیں کہ روم شہر میں [illegible]
نی دیباچہ رومن تفسیر مرقس صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ پھر اُسی صفحہ میں لکھا ہے کہ مرقس [illegible]
سا پطرس کا ہم سفر رہا اور اگرچہ مسیح کے منہ سے اُس نے کلام نہ سنا ہو مگر پطرس کی صحبت میں

لہ عرب میں حیرا و غسان اور یمن کی عیسائی بادشاہتیں اور نجران میں بنی حارث اور یمامہ میں بنی حنیفہ اور تیمیہ میں بنی طے اور بنی تغلب
سب عیسائی قومیں تھیں۔

رنکر اچھی طرح خداوند کے سب حالات سے واقف ہوگیا۔ انتہٰی۔

کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲۵۹ جو باہتمام پادری ایم شیرنگ صاحب چھپی لکھا ہے مرقس اور لوقا نے خود دیکھنے والوں سے سب احوال شروع سے آخر تک دریافت کرکے اور رسولوں کی نظر سے گذران کر بیان کیا ہے انتہٰی میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۵۴ میں پادری فانڈر نے لکھا ہے مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس و لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پلوس حواریوں کے مرقوم ہوئی ہیں انتہٰی اور اسی طرح میزان الحق چھاپہ لدھیانہ سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۶۲ میں بھی ہے۔

روبن مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ مرقس پطرس کے مناد سے مرید ہوا چنانچہ پطرس نے اُسے بیٹے کا خطاب دیا (اول پطرس ۵ باب ۱۳) اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ مرقس نے تخمیناً سنہ کو اپنی انجیل یونانی زبان میں لکھی فقط۔

انجیل مرقس موافق قول کارڈنلس برونیس ملر ملاین کے گم ہے اور فقط اُس کا ترجمہ یونانی موجود ہے کیونکہ انجیل مرقس دراصل رومی یعنے لاٹین زبان میں تھی اور کچھ تھوڑی سی اُس اصل سے شہر ونیس کے کتب خانہ میں موجود ہے اور وہاں کے لوگ اُسے اصل بتاتے ہیں اور جروم نے اپنے نامے میں لکھا ہے کہ بعض علماء متقدمین کو اس انجیل کے آخر باب پر شبہہ تھا انتہٰی از کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل رومی کرسٹیانوں کے واسطے اور لوقا نے خاصکر تھیوفلس نامی کسی عزت دار شخص کے واسطے لکھی انتہٰی چونکہ مرقس نے روم میں اپنی انجیل کو تصنیف کیا تھا جیسا کہ مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے تو ضرور ہے کہ وہ کتاب رومی زبان میں لکھی گئی اور اس میں کسی طرح کے شک کو دخل کیا ہے کیونکہ اُسی زبان میں کتاب لکھی گئی ہوگی جو روم میں رایج تھی اور روم میں پہلی دفعہ مرقس کا جانا کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ اور دوسری دفعہ جانا ۲ پطرس ۴ باب ۱۱ سے ظاہر ہے اور اُس کے سوا مرقس

نام بھی لاطینی تھا[۱] (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۱ سطر ۳) اور سریانی نسخہ کے حاشیہ میں لکھا تھا
مرقس نے لاٹین یعنے لاطینی میں اپنی انجیل لکھی تھی انتہے اور پادری عماد الدین نے بھی
سے غلط نہیں بتلایا دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۴۵ اور یہ بھی ثابت
نہیں کہ پطرس نے اس انجیل کو کبھی دیکھا ہو کیونکہ سنٹ ارنیوس ۱۷۸ء میں یوں
لکھتا ہے کہ پطرس کے مرید اور مترجم مرقس نے بعد موت پطرس اور پلوس کے وہ چیزیں
جو پطرس نے وعظ کی تھیں لکھکر دیں انتہے اور ارنیوس کہتا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل
بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی ہے اور باسنیج ارنیوس کی موافقت کرکے کہتا ہے
کہ مرقس کی انجیل ۶۶ء میں بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی گئی ہارن صاحب
اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی چوتھی جلد کے دوم حصہ کے دوم باب میں لکھتے ہیں کہ
احوال جو ہمکو قدما مورخوں کلیسیا سے درباب وقتوں تالیف انجیلوں کے ملے ہیں
ایسے غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی ایک امر معین کی طرف نہیں پہنچاتے اور پرانے سے
پرانے قدما نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ سمجھکر لکھدیا اور ان لوگوں نے جو بعد ان
کے ہوئے ادب کرکے ان کے لکھے ہوئے کو قبول کرلیا اور یہ روائتیں جھوٹی سچی ایک
لکھنے والے سے دوسرے لکھنے والے تک پہنچیں اور بعد گذرنے مدت دراز کے تنقید
ان کی متعذر ہوئی۔

پھر اوسی جلد میں ہارن صاحب لکھتے ہیں پہلی انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا
۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور دوسری انجیل
۵۶ء سے ۶۵ء تک اور غالباً ۶۰ء یا ۶۳ء میں اور تیسری انجیل ۵۳ء
یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور چوتھی انجیل ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء
میں تالیف ہوئی مرقس ۲ باب ۲۶ میں جو ابیاتھر کا نام لکھا ہے وارڈ صاحب [illegible] اپنی
کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ مسٹر جویل اپنی کتاب میں لکھتا

[۱] دیباچہ انجیل مرقس میں پادری اسکاٹ صاحب لکھتا ہے کہ اس کا رومی نام مرقس تھا (دیکھو تفسیر اسکاٹ بحروف رومن
مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳۹ سطر ۱۴)

ہے کہ مرقس نے غلطی سے اخیملک کی جگہہ ابیاتھر لکھا ہے اور متی نے غلطی سے ذکریاہ کی جگہ لکھا ہے انتہٰے۔

انجیل لوقا

مفتاح الکتاب چھپا پہ مرزا پور ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ لوقا کا وطن انطاکیہ تھا اور وہ پیشتر طبابت کا کام کرتا تھا بعضون نے ایسا گمان کیا ہے کہ وہ عیسےٰ مسیح کے ستر شاگردوں میں سے تھا لیکن اُس کی انجیل کے دیباچہ سے اُن کا یہ گمان نادرست معلوم ہوتا ہے۔

اُس نے اپنی انجیل ۶۳ء کے قریب ملک اخایہ میں لکھی اور ۶۴ء کے قریب اعمال کی کتاب انتہٰے اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے کہ قدیم روایتوں سے ثابت ہوتا کہ لوقا غیر قوموں میں سے تھا انتہٰے اور یہی قول سب عیسائیوں کا تھا اور ہے اس لئے اب زیادہ اس کے ثبوت کی حاجت نہیں ہے۔

اسکاٹ صاحب مفسر روس نے مرقس کو مسیح کے ستر شاگردوں میں ہونا بعضوں کے قول سے گمان کیا تھا اور مصنف مفتاح الکتاب نے لوقا کو گویا جس کا کہیں پتہ اور ٹھکانا نہیں اُس کے اِن ستر شاگردوں میں گنجایش ہے لیکن اسکاٹ صاحب اور مصنّف مفتاح الکتاب اِن دونوں کو آپ ہی اپنے اس عقیدے سے انکار کرنا پڑا مقصود بعضون کا یہی رہا کہ مرقس اور لوقا کو جنہوں نے کبھی مسیح کو نہیں دیکھا تھا مسیح کے دیکھنے والوں یا شاگردوں میں شامل کریں تاکہ اِن دونوں کی انجیلوں کا اعتبار ہو لیکن نہو سکا کیونکہ انجیل سے اِن دونوں کا مسیح کو نہ دیکھنا ثابت ہے اول پطرس ۵ باب ۱۳ جس سے ظاہر ہے کہ مرقس مسیح کے وقت میں عیسائی بھی نہوا تھا اور لوقا اول باب ۳ جس سے ثابت ہے کہ لوقا نے اوروں سے دریافت کر کے کسی مصری شخص تھیوفلس کو لکھا اور خوبی یہ کہ اُن ستر شاگردوں کا ذکر سوائے انجیل لوقا کے (۱۰ باب ۱) اور کسی انجیل میں نہیں ہے اگر یہ بات سچ ہوتی تو اتنی بڑی روایت اور انجیلوں میں بھی ضرور لکھی جاتی جبکہ بارہ شاگردوں کے منادی کرنے کو بھیجنے اور اور بیانوں سے سب انجیلیں بھری ہیں اور نہ کسی عیسائی کو معلوم ہے کہ اُن ستر شاگردوں میں سے کسی ایک کا بھی نام کیا ہے اور شاید ایسے ہی سببوں سے

...رمن لوتھر پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کو ان تینوں انجیلوں پر شبہہ تھا اور اُن کے نزدیک صرف
انجیل یوحنا صحیح تھی اور بس وہ لکھتے ہیں کہ یہ جھوٹی رائے واجب الرد ہے کہ انجیلیں چار ہیں اس
لئے انجیل یوحنا کی درست ہے پھر لکھتے ہیں کہ پلوس اور پطرس کے نامے ان تینوں انجیلوں
سے بہت اچھے ہیں پھر لکھتے ہیں کہ اُن کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اوروں سے
نہیں لکھی اور جن لوگوں نے اس مسئلہ کو (یعنے صرف ایمان الوہیت مسیح پر نجات کا سبب ہے)
خوب بیان کیا ہے وہی اچھے انجیل نویس ہیں اس لئے ہم درستی سے کہتے ہیں کہ نامہ
پلوس کے انجیل میں نسبت اُن چیزوں کے کہ مرقس اور متی اور لوقا نے لکھا ہے۔
پھر لکھتے ہیں کہ پطرس کا خط سب سے بہتر اور عمدہ رسائل عہد جدید کا ہے اور یہی سچی
اور پاک انجیل ہے فقط یہ سب اقوال لوتھر کی کتاب وانسگہام موسومہ بمبارک فی الدین
میں منقول ہیں اور بعض متقدمین کو بعض بعض جا باب بائیسویں اس انجیل پہ شبہہ تھا
اور بعض کو دو باب اول میں شبہہ تھا اور فرقہ مارسیونی کے نسخہ میں بھی یہ دونوں باب نہ تھے۔
لوقا ۳ باب میں جو نسب نامہ لکھا ہے اُس کے ۳۶ آیت میں لکھا ہے کہ صلہ قینان کا
قینان ارفخد کا ارفخد سام کا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ ارفخد کا پوتا تھا حالانکہ وہ بیٹا
ہے دیکھو پیدائش ۱۱ باب ۱۲ پھر یہ کہ حضرت داؤد سے مسیح تک متی کے بموجب ۲۶
پشتیں اور لوقا کے بموجب ۴۱ پشتیں ہوتی ہیں اس کے سوا اور بھی کئی غلطیاں ہیں
سب کا بیان طول ہوگا۔
جان کالون صاحب اپنی تفسیر میں مریم علیہا السلام کو اولاد ناتان سے نہیں مانتا
تھا اور اُن بناوٹوں کو جو بعضے علماء عیسائی متی اور لوقا کے مندرجہ نسب ناموں کو اتفاق
دینے میں بیان کرتے ہیں رد کرتا ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۰ میں کالون کا یہ قول
لکھا ہے کہ اُس کی یہی رائے ہوئی ہم اُس کی رائے کو جو برخلاف قیاس کے ہے نہیں
مان سکتے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۰ سطر ۳ و ۴۔
تعجب یہ ہے کہ مرقس اور لوقا نے تو مسیح کی صورت بھی نہ دیکھی تھی چنانچہ مرقس کو
پطرس نے عیسائی کیا اور لوقا نے پلوس سے منکر مسیح کا حال تھیوفلس کو لکھا اگرچہ

Marfat.com

پلوس خود مسیح کے شاگردوں میں نہیں ہے اور تو بھی لوقا نے اپنی انجیل کے شر
لکھا کہ جنہوں نے مسیح کو دیکھا تھا اور خدمت کی تھی اُن سے پوچھ کر میں لکھتا ہوں
نہیں کہ پلوس نے مسیح کو دیکھا بھی ہو اور خدمت کرنا اور شاگرد ہوتا تو دوسری بات
پس مشکل ہے کہ اندھا اندھے کو راہ بتاوے (اعمال ۹ باب ۹) (متی ۱۵ باب ۱۴) چ
اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۴۴ میں ہے کہ جب پلوس شہر تراوس میں گیا
بحر روم کے ساحل پر واقع ہے یہاں اُس کی لوقا سے ملاقات ہوئی۔ اور اُس وقت
برابر پلوس کے ساتھ رہا انتہے۔ اور اُسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ اُس کی عبارت
سے ظاہر ہے کیونکہ وہ اُس کے بعد اعمال الرسل کے آخر تک بجز ۲۰ اور ۲۱ باب کے صیغ
جمع استعمال میں لاتا ہے لوقا کی انجیل اور اعمال الرسل دونوں اسی کی تصنیف ہیں
انتہے اور خوبی یہ کہ پلوس کی کوئی انجیل اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے اور نہ پطرس کی
کوئی انجیل موجود ہے غرضکہ مرقس اور لوقا کی تصنیف کیونکر الہامی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ
حواریوں میں سے نہ تھے اور اگر حواریوں کے شاگردوں کو بھی الہام ہوتا تھا تو اب کیوں
نہیں ہوتا اور یہ کیسا الہام ہے کہ وہ صرف ایک شخص تھیوفلس کے واسطے کہ جو غیر
قوم تھا آیا اور شروع سے کوئی کتاب الہامی ایسی نہیں ہے جو صرف ایک ہی شخص کے
نام پر ہو اور اگر ایسا ہو تو اوروں پر حجت الٰہی کیونکر تمام ہو سکتی ہے کیونکہ الہام ہمیشہ تمام
قوموں کی تعلیم کے لئے عام خطاب اور حکم کے طور پر ہوتا ہے اور تکلف یہ کہ جس طرح
تھیوفلس غیر قوم اُسی طرح لوقا بھی غیر قوم تھا یعنے کاتب اور مکتوب الیہ دونوں غیر قوم اسی
طرح اعمال کے کتاب کا جو کہ تھیوفلس کے نام پر ہے اور پلوس کے خطوط موسومہ رومیوں
وغیرہ کا حال سمجھنا چاہیے کہ یہ سب تعلیمی تحریریں ہیں مگر الہامی نہیں ہو سکتیں مث
گلتیوں کے ۳ باب ۱ میں ہے اے نادان گلتیو کس کی جادو بھری آنکھوں نے تمہیں
مارا الخ یہ الہام نہیں صرف شاعرانہ کلام ہے اور اسی طرح یوحنا کے تینوں خطوط خاص
مکتوب الیہم کے نام ہیں اور اگر لوقا کو الہام ہوا تھا تو اُس نے یہ کیوں کہا کہ جن لوگوں نے
مسیح کو دیکھا تھا اُن سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے کیونکہ الہام کے بعد لوگوں

Marfat.com

نے پوچھنے کی کیا حاجت تھی۔

وانسن کی چوتھی جلد رسالہ الہام میں جو ڈاکٹر نبس کے پارا فریز یعنے تفسیر سے لیا گیا
ین لکھا ہے کہ لوقا کا الہام سے نہ لکھنا اُس سے جو وہ خود دیباچہ میں لکھتا ہے ظاہر ہے اسیطے
یس کی سائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں لکھا ہے کہ لوگوں نے کتب مقدسہ کے تمامہا الہامی
ہونے کی نسبت گفتگو کی ہے اور وے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں یعنے مؤلفین کے افعال
ور ملفوظات میں غلطیاں اور اختلاف ہیں متی کے ۱۰ باب ۱۹ و ۲۰ اور مرقس ۱۳ باب ۱۱
ور اعمال ۲۳ باب ۱ و ۶ کو باہم مقابلہ کرکے دیکھو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک
وسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے جیساکہ یروسلم کی کونسل کی آپس کی بحث اور
پلوس کے پطرس کو الزام دینے سے ظاہر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدیم عیسائی لوگ اُن
وگوں کو خطا سے خالی نہیں سمجھتے تھے کیونکہ بعض اوقات اُن کے افعال پر روک ٹوک
ی گئی ہے (اعمال ۱۱ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۲۰-۲۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پولس
مقدس جو اور حواریوں سے اپنے تئیں کمتر نہیں سمجھتا (۲ قرنتیون کا ۱۱ باب ۵- ۱۲ باب ۱۱)
خود اپنے حال میں ایسا بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے تئیں ہمیشہ
ہر وقت الہامی نہیں سمجھتا تھا (اول قرنتیون کا ۷ باب ۱۰ و ۱۲ و ۲۵ و ۴۰ اور ۲ قرنتیوں کا
۱۱ باب ۱۷) اور ہم نہیں پاتے ہیں کہ حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع کرتے ہیں جیسے
پیغمبر لوگ شروع کرتے تھے کہ گویا وہ خدا کی طرف سے بولتے ہیں پھر لکھا ہے کہ میکالس نے
اُس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے مطلب کے واسطے ضرور تھا طرفین کے دلائل
کو تولکر اس اعتراض کا یوں فیصلہ کرنا مناسب جانا کہ ناموس کے لئے تو الہام البتہ مفید ہے
لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے مثلاً انجیلیں اور اعمال اگر الہام سے بالکل قطع نظر کی جا
کچھ نقصان نہیں بلکہ کچھ فائدہ ہی ہوگا اگر تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی صرف او
انسانوں کی سی گواہی مانی جاوے جیساکہ مسیح نے یوحنا ۱۵ باب ۲۷ میں کہا ہے اب
دیکھئے کہ اس کتاب یعنے ریس کی سائیکلوپیڈیا کے بموجب چاروں انجیلوں کا الہامی نہونا
ثابت ہے اور ان چاروں انجیلوں میں جبکہ متی اور یوحنا کی انجیلیں جو کہ حواری تھے غیر الہامی

سمجھیں گئیں تو مرقس اور لوقا کی انجیلیں جو کہ حواری بھی نہ تھے زیادہ تر غیر الہامی سمجھنا لیکن نہ یہ کہ اُن چاروں انجیلوں میں کوئی بات بھی الہامی نہیں ہے ایسا ہرگز نہیں ہیں حضرت عیسےٰ کی تعلیمات اور پیشین گوئیاں وغیرہ جو واقعی مسیح نے فرمائیں میں اکثر الہامی ہیں پس مسیح پر الہام اور وحی کا نزول کمال صحت کے ساتھ ثابت مگر مصنفین اناجیل وغیرہ نے جو مورخانہ لکھا یہ سب اپنا دیکھا ہوا لکھا ہے اُس میں گویا دخل ہے اور جو باتیں کہ اناجیل میں اُن کے مصنفین کی بھی نہیں ہیں بلکہ الحاقی سمجھی جاتی ہیں چنانچہ اس کتاب میں اُن کا بیان فانڈر صاحب کے قول سے موجود ہے اُن سب باتوں کو بھی الہامی سمجھنا اور اناجیل میں شامل رکھنا کمال عقیدت ہے۔ پادری والش صاحب فرماتے ہیں **قولہ** جبکہ ہم اُس وقت پر لحاظ کرتے ہیں جبکہ اسقوف ل بٹلر صاحب نے کہا کہ انگلستان میں ایک بھی فاضل ایسا نہیں ہے جو پاک نوشتوں کے الہام کا قایل ہو (یعنے جو واقع میں فاضل ہیں وہ ان کتابوں کو الہامی نہیں جانتے اور جو انہیں الہامی جانتے ہیں وہ دراصل فاضل نہیں ہیں بلکہ صرف تھوڑا سا پڑھکر برائے نام فاضل کہلاتے ہیں یا یہ کہ کامل اور ناقص دونوں طرح کے فاضل توریت وانجیل کو الہامی نہیں جانتے ہیں) یا اُس وقت پر کہ جب خود ایک خادم دین نے بت پرست قوموں کے درمیان پادریوں کے بھیجنے کی تدبیر کی تحقیر کی اور اُن لوگوں کو جو ابتدا میں نجات کی خوشخبری لیکر ملک ہندوستان میں آئے مخصوص کفش دوز یعنے چمار کا خطاب دیا تھا۔ از قربت آلہی یا تقدیس مؤمنین اہتمام پادری والش صاحب صفحہ ۵۹ سنہ ۱۸۶۸ء رومن چھاپہ الہ آباد مشن پریس مشمولہ مخزن مسیحی ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء رومن مطبوعہ الہ آباد مشن پریس جو حسب ہدایت مشن فتحگڈہ کے یہ دونوں یعنے قربت آلہی اور مخزن مسیحی چھاپے گئے اور کتاب قسطا کا مصنف بھی جو کہ احکام آتش پرستی میں سے لوقا نام حکیم اور غیر قوم تھا یعنے کہ نہ یہ مسیح کا شاگرد تھا اور نہ وہ اُس کا بھی

[illegible]

[illegible]

م لوقا ہے اور اِس کا بھی نام لوقا ہے وہ بھی طبیب تھا اور یہ بھی طبیب وہ بھی صاحب تصنیف
ما اور یہ بھی اُسے بھی صرف دینی تصنیفات میں حوصلہ ہوا اور اسے بھی وہ بھی غیر یہودی
ما اور یہ بھی وہ بھی شہرہ آفاق ہوا اور یہ بھی اور بعد عروج مسیح کے جو عیسائی لوگ کسی معروف
لیم کے نام سے کتاب لکھہ کر مشہور کرتے تھے اُس کا بیان اِسی کلیسیا کے شروع میں
ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ لوقا کے طبیب اور غیر قوم یعنے غیر یہودی ہونے کا سب عیسائی عالموں نے
ذکر کیا ہے دیکھو تفاسیر ہنری و اسکاٹ وغیرہ اور مفتاح الکتاب اور روم تفسیر اسکا صفحہ
صاحب میں دیباچہ تفسیر انجیل لوقا کو اور کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ و ۱۱ میں مختونوں کا سلام لکھا
ہے اور ۱۲ و ۱۴ میں نا مختونوں کا کہ جو غیر قوم تھے سلام ہے اور لوقا انہیں میں سے ہے اور یہ لوقا کی طبابت
کے ثبوت میں دیکھو کلسیوں کا ۴ باب ۱۴ پھر یہ کہ الہام یافتہ شخص کی لوگوں کے نزدیک یہی
پہچان ہے کہ پیشین گوئیاں سچی اُس سے ظہور میں آئیں اور معجزہ دکھلائے دیکھو میزان الحق
اور مفتاح الکتاب وغیرہ پس مرقس اور لوقا ان دونوں صفتوں سے خالی تھے اُن کا کلام الہامی
کیونکر ہو سکتا ہے پادری ڈیوڈ صاحب نے الہ آباد میں مباحثہ کے وقت سر عام مجھ سے
اقرار کیا کہ ہاں یہ انجیلیں الہامی نہیں مگر اُن کے مصنف سچے تھے انتہے لیکن اگر وہ سچے تھے
تو پولوس نے جو اوّل قرنتیوں کے ۷ باب ۱۲ میں فرمایا کہ خداوند نہیں میں کہتا ہوں انتہے اگر
پولوس رسول سچے تھے تو وہ آپ اقرار کرتے ہیں اپنے غیر الہامی کلام کا اسی طرح اول قرنتیوں کے
۷ باب ۲۵ اور ۲ قرنتیوں کے ۱۱ باب ۱۷ میں بھی ہے۔

انجیل یوحنا

یوحنا کی انجیل اور انجیلوں سے بقول صاحب مفتاح الکتاب (صفحہ ۱۴۴ و ۱۵۲)
وغیرہ زیادہ معتبر ہے اگرچہ یہ انجیل چاروں انجیلوں میں تعین زمانہ تصنیف اور قید ترتیب
سے پچھلی انجیل ہے یعنے قریب سنہ ۱۰۰ع کے کہ بعد عروج حضرت عیسےٰ کے قریب ستر
برس تصنیف ہوئی اور سب اناجیل کے پیچھے کتاب میں شامل ہے اور مکاشفات

Marfat.com

تصنیف یوحنا ۹۵ء کے بعد انجیل یوحنا سے پیشتر تصنیف ہوئی اور طلوع آفتاب
چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے باہتمام پادری ایم اے شیرنگ
صاحب صفحہ ۲۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مکاشفات ۹۶ء میں تصنیف ہوئی اور
مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۱ میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا ۹۸ء میں تصنیف ہوئی اور
مکاشفات کی کتاب ۹۷ء میں مگر اُس کے طرز بیان سے ثابت نہیں ہوتا کہ مکاشفات
اور اس انجیل کا مصنف ایک ہی ہو چنانچہ مکاشفات میں بار بار یوحنا نے اپنا نام
بیان کیا ہے جیسا کہ مکاشفات کے ۱ باب ۲ میں لکھا ہے اور مجھ یوحنا نے الخ اور
۲۲ باب ۸ اور ۱ باب ۹ وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور بیسیوں جگہ اس طرح پر
کہ میں نے الخ چنانچہ مکاشفات کے صرف انیسویں باب میں ۱ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷ و ۱۹
آیتوں میں یہ لفظ لکھا ہے لیکن یوحنا کی انجیل میں اس طرح لکھا ہے کہ گویا یہ کتاب یوحنا
کی تصنیف ہرگز نہیں ہے چنانچہ یوحنا ۱۹ باب ۲۶ میں لکھا ہے کہ عیسےٰ نے اپنی ماں کو اور
اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا (یعنے یوحنا کو) اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۲ میں لکھا ہے تب
وہ شمعون پطرس اور اُس دوسرے شاگرد (یعنے یوحنا) کے پاس اور اسی باب کے ۳ آیت
میں ہے پھر پطرس اور وہ دوسرا شاگرد (یعنے یوحنا) اور اسی انجیل کے ۲۱ باب ۲۰ و ۲۴
آیت میں لکھا ہے کہ وہ شاگرد (یعنے یوحنا) لیکن ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شاگرد اور دوسرا
شاگرد یوحنا ہو اور اگر ثابت بھی ہوتا تو بھی مصنف کا نام بصیغہ غائب پایا جاتا حالانکہ ہنوز
صیغہ غایب کے ساتھ بھی کتاب میں مصنف کا پتہ نہیں ہے اور یوحنا ۱۹ باب ۳۵
میں لکھا ہے اور جس نے یہ دیکھا گواہی دی اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ
سچ کہتا ہے تاکہ تم ایمان لاؤ فقط اب اِن سب لفظوں پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا
کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہے یا کسی دوسرے کی اور یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے کہ یہ وہ شاگرد
ہے جس نے اِن کاموں کی گواہی دی اور اُن باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی
سچ ہے انتہےٰ ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی سچ ہے یہ بات کوئی مصنف اپنے حق میں
کیونکر کہیگا اور پھر یہ کہ جس نے اِن باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی الخ اس سے

Marfat.com

ں ظاہر ہے کہ کتاب لکھنے والا اور شخص اور یقین کرنیوالا اور شخص ہے یعنے یہ کہ کاتب بصیغۂ
ایب اور وہ بھی آیت سے ثابت نہیں کہ یوحنا ہی گواہ اور کاتب ہے اور یقین کرنے والا
صیغۂ حاضر مگر وہ بھی لامعلوم غرض یہ کہ نہ کاتب کا پتہ اور نہ یقین کرنے والے کا پتہ ہے صرف
بیل جیسی کچھ ہے موجود ہے۔

اب سُنئے کہ وہ شاگرد اور دوسرے شاگرد سے یوحنا مراد نہیں ہے اسی انجیل یوحنا ۱۸ باب ۱۶
ں ہے تب وہ دوسرا شاگرد جو سردار کاہن سے کچھ جان پہچان رکھتا تھا باہر نکلا اور در بان
ے کہکر پطرس کو اندر لے آیا انتہے۔

اس جگہہ غور کرنا چاہیے کہ یوحنا کو اسقدر دنیاوی رتبہ کہاں تھا جو سردار کاہن سے اُس کی
موافقت بلکہ روشناسی بھی ہوتی اور خاصکر اُس وقت کہ مسیح ؑ کو گرفتار کرے گئے تھے اور سب
ناگرد بھاگ گئے اور پطرس نے ڈر کر تین بار دین مسیح ؑ سے انکار کیا تو یوحنا کو اتنی جرأت کیونکر
ہوئی کہ نہ صرف آپ سردار کاہن کے محل میں گیا بلکہ پطرس کو بھی اندر لے گیا اور جب سردار
اہن کی لونڈی نے پطرس کو پہچانا تو یوحنا سے کیوں اُس نے چشم پوشی کی اس سے صاف
ہر ہے کہ اس دوسرے شاگرد سے مراد یوحنا نہیں ہے اسکاٹ صاحب مفسر روشن
نے متی ۲۶ باب ۵۸ کی تفسیر صفحہ ۲۱۲ میں یوں لکھا ہے۔ **قولہ** یوحنا لکھتا ہے کہ پطرس
مع ایک دوسرا شاگرد قیافا کے گھر گئے اُس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار کاہن اس
وسرے شاگرد کو پہچانتا تھا اور اس سبب سے وہ گھر کے اندر جانے پایا اور پھر باہر جا کر پطرس
و بھی اندر لایا صاف معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص کون تھا بہتیرے گمان کرتے ہیں کہ یوحنا
س محاورہ میں اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ دوسرا شاگرد میں ہی تھا مگر اُس کے برخلاف
ان ہوتا ہے کہ یوحنا بھی گلیلی اور عام لوگوں میں تھا اور یقین نہیں کہ سردار کاہن اوسکو
ااور اگر پہچانتا بھی تو اتنا نہیں کہ وہ اندر جانے پاتا۔ اور ایک یہ بھی قوی دلیل ہے کہ کسی نے
ں سے کچھ نہیں کہا اور نہ اُس کو کچھ خطرہ ہوا تو باوجود اُسکے جاننے کے یہ تعجب کا مقام ہے
اں سے بہتر یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی عزت دار شخص یروسلم کا رہنے والا ہوگا کہ جسے سردار
پہچانتا تھا مگر نہیں جانتا کہ یہ مسیح کا شاگرد ہے اس سبب سے کسی نے اُس سے

Marfat.com

کچھ نہیں کہا صرف پطرس سے کہا جو کچھ کہ کہا اور اگر اُسے ٹہیک پہچانتے تو بیشک اپنے
کے ساتھ وہ مجرم ٹہرایا جاتا تمت کلامہ اور یہی قول طامس اسکاٹ مفسر انگریزی کا ہے
چونکہ انجیل یوحنا میں مصنف کا نام نہیں ہے اور جہاں وہ شاگرد یا دوسرا شاگرد لکھا ہے
اُس کو اکثر علماء عیسائی یوحنا سے مراد سمجھتے ہیں اُس کا حال یہ ہے کہ جو بیان ہوا یعنی یہ لفظ
یوحنا سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نہیں معلوم کہ یہ دوسرا شاگرد کون ہے اور اگر یہ دوسرا شاگرد
یوحنا ہی ہوتا تو بھی یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ یہ دوسرا شاگرد بھی مصنف انجیل یوحنا ہو
دیکھو یوحنا ۲۱ باب ۲۴- اور دوسری پہچان جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف
نہیں ہے یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ یہودی مصنف کی یہ کتاب نہیں کیونکہ
اس میں عبرانی لفظوں کا ترجمہ اور یہودی رسموں کا بیان ہے اور یوحنا یہودی تھا اُسے کیا حاجت
تھی جو عبرانی لفظ کا ترجمہ اور یہودی رسم کا بیان کرے چنانچہ کسی انگریزی تواریخ میں یہ لکھا
نہیں دیکھا کہ جب بادشاہ رچرڈ یا الفرڈ یا کسی اور یورپ کے بادشاہ کا نام لکھا ہو تو اُس کے
ساتھ نام کے معنے بھی لکھدیے ہوں مگر انجیل یوحنا میں دیکھیے ۱ باب ۳۸ میں ہے ربی
جس کا ترجمہ یہ ہے اے استاد الخ اور اسی باب کے ۴۱ میں ہے ہمنے مسیح کو جس کا ترجمہ
کرسٹس ہے پایا اور ۴ باب ۹ میں ہے کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں
رکھتے تھے انتہے۔ اگر کوئی یہودی اس کتاب کا مصنف ہوتا تو اِن باتوں کا بیان وہ بیکار
جانتا اور ۵ باب ۱ میں ہے بعد اُس کے یہودیوں کی ایک عید تھی الخ ایک عید تھی اس
سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک عید کا لفظ کبھی یہودی محاورہ نہیں ہو سکتا اگر کوئی یہودی ہوتا
تو یوں لکھتا کہ عید فسح تھی یا عید خیمہ وغیرہ یعنے عید کا نام لکھدیتا اور ایک کا لفظ نہ لکھتا اور پھر
یہ کہ یہودیوں کی ایک عید تھی جس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی عید
نہ تھی اگر یوحنا کی یہ تصنیف ہوتی تو یوں لکھتا کہ ہماری ایک عید تھی یا یہ کہ ہم یہودیوں کی
عید تھی اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے اور یروسلم میں بھیڑ دروازے کے پاس
ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے الخ اس حوض کے لئے یروسلم کا
پتہ اور پھر یہ کہ عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے یہودی کے سامنے یہ بات کیا تعجب

کی تھی جو عبرانی کا لفظ بھی حوض کے نام کے ساتھ لگا دیا اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۳۰ میں ہے قولہ اور بہت سے اور معجزے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے یسوع نے اپنے شاگردوں کے سامنے دکھائے انتہیٰ چونکہ یوحنا مسیح کا شاگرد تھا اگر یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہوتی تو اپنے شاگردوں کی جگہ ہم شاگردوں کا لفظ لکھا ہوتا جیسے کہ اعمال باب ۱۰ میں ہے ساری قوم پر نہیں بلکہ اُن گواہوں پر کہ آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنے ہم پر الخ اور اعمال ۳ باب ۱۵ میں لکھا ہے کہ ہم اُس کے گواہ ہیں انتہیٰ اور اسی طرح ۷ باب اور ۱۱ باب ۱۸ میں ہے وغیرہ اور اسی طرح ۹ باب ۷ میں سلوام کا لفظ جس کا ترجمہ بھیجا ہوا لکھا ہے برشینڈر کہ جس کو عیسائی بڑا عالم محقق گنتے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ انجیل اور نامے یوحنا کی تصنیف یوحنا کی نہیں بلکہ کسی عیسائی نے شروع دوسری صدی میں اُس کے نام سے لکھ دیے ہیں اور یہی قول فرقہ الوجین کا تھا اور استاڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بلاشک کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے اس انجیل کو تصنیف کیا ہے جیسا کہ کاتلک ہرلڈ کی جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵ میں مصرح ہے اور جب دوسری صدی میں لوگوں نے اس انجیل سے انکار کیا تھا تو اُن کے جواب میں کہیں ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے حالانکہ ارنیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا شاگرد پس اگر یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولی کارپ کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ ارنیوس کو بتلا دیتا کیونکہ مقام تعجب ہے کہ ارنیوس ذرہ ذرہ سی بات پولی کارپ سے بار بار سنے اور اس امر میں ایک دفعہ بھی مذکور نہ آوے پس ظاہر و آشکارا ہے کہ پولی کارپ کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ انجیل یوحنا کی ہے اور نہ اُس نے ارنیوس کو اس کی خبر دی ورنہ ارنیوس منکرین کے مقابلہ سند ضرور پیش کرتا حالانکہ ایسا نہیں کیا ان سب عیسائی دلیلوں سے یوحنا کی تصنیف یہ انجیل نہیں ثابت ہوتی لیکن ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ انجیل اول سے آخر تک مصنوع سمجھی جائے جبکہ پیشین گوئیاں حضرت نبی اسلام صلعم کی بابت اس میں مرقوم ہیں اور قرآن مجید میں جو مسیح کو روح اللہ اور کلمتہ القاہا الی مریم (سورہ نساء رکوع ۲۳)

Marfat.com

لکھا ہے یہ کلمہ اسی انجیل کی اوّل آیت سے ہے اور گروٹیس جو عیسائیوں میں بڑا عالم ہے اکیسویں باب اس انجیل کو الحاقی بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ یوحنا کی موت کے بعد کے کلیسیا نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔

اور موافق اقرار ہارن صاحب کے ان انجیلوں کا وقت تالیف روایت معتبر سے نہیں ہوتا ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء مقام لندن کی میں لکھتے ہیں کہ الو فرقہ نے جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل سے اور اسی طرح سب تصنیفات یوحنا سے انکار کیا ہے انتہے۔

امریکن مشن کے پراٹسٹنٹ پادری صاحبوں کا توریت و انجیل کے الہام کی بابت جو عقیدہ ہے اور جسے انہوں نے چھپوا کر تمام ہندوستان میں مشتہر کیا بعینہ درج ذیل ہے وہو ہذا۔ مشہور مقولہ یہ ہے کہ بائیبل میں خدا کا کلام ہے لیکن بائیبل ساری خدا کا کلام نہیں جو لوگ اس خیال کو قبول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاک نوشتوں میں الٰہی الہام کا بیان ہے اور اُن کے مصنف روح القدس سے ملہم ہوئے لیکن اُن کا الہام صرف تعلیم تہذیب خصوصاً ایمان کی باتوں کے درج کرنے میں تھا وہ ضرور نہیں سمجھتے کہ بائیبل کا ہر ایک بیان ہر ایک عبارت اور الفاظ کو الہامی سمجھا جاوے وہ یقین نہیں کرتے کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم بائیبل کے ہر ایک علمی بیان کو سچا اور صحیح تصور کریں اُن کے خیال مطابق یہ ہو سکتا ہے کہ موسےٰ نے علم ہیئت کے بیان میں غلطی کی ہے استیفا ر شہید نے اپنی یادداشت کی کمزوری ظاہر کی یا پولس رسول نے علمی غلطی پر اپنی تمثیل کی بنا ڈالی۔ یہ خیال الہام کا عیسائی دین کے بڑے اور مشہور معلموں کے درمیان مرو رہا اور روز بروز کلیسیا میں زیادہ ترقی کر رہا ہے مثلاً ای راس مس۔ آر سائیمس۔ گروٹ لیکلرک اور لیفالیف صاحب اس کو منظور کرتے تھے رومی کلیسیا کے مشہور معلمو نے بھی اسی کو پسند کیا مثلاً پرون اور ڈاکٹر صاحب ملک جرمنی کے عالم و فاضل معا نے اسی کو اختیار کیا اور انگلستان کے مشہور دینی معلموں نے بھی جیسا کہ بشپ لو بشپ واربرٹن۔ آرچ ڈیکن۔ پیلی۔ کلارک۔ ڈاڈرج۔ بیکسٹر۔ آرچ بشپ سمنر

Marfat.com

مس اسکاٹ صاحب وغیرہم (از نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۸۷۹ء امریکن
مشن پریس باہتمام پادری کیلسو صاحب نمبر ۳۰ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸) ہم پر فرض نہیں
معلوم دیتا کہ ہم پاک نوشتوں کے ہر ایک علحدہ بیان کو ہر ایک کتاب کی آیت
اور لفظ کو الٰہی تاثیر سے لکھا ہوا سمجھیں بڑے نامور فاضل ڈاکٹر صاحب پیدائش کی کتاب
کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں کہ الفاظ (خدا نے کہا) سے یہ ضروری نہ سمجھا جائے کہ خدا
کی طرف سے کوئی بیان معجزہ کے طور پر آیا یا آسمان سے کوئی آواز سنائی دی یا [illegible]
یہ بیان نہوا داؤد اور شمسون کی نسبت کہ خدا کی روح اونپر اوتری اور [illegible]
ہوا وہ بہار نے لگی اول صموئیل کے ۱۶ باب کے ۱۳ قاضیوں کی کتاب [illegible]
کی ۲۵ لیکن اس بیان سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ تاثیر روح القدس کی ان کے کام
اور فعل تک پہنچی تھی یا اُن کو بڑے بڑے اور خوفناک گناہوں سے بچاتی تھی خداوند
یسوع مسیح کے رسول پنتیکوست کے دن میں جلدی جلدی آگ [illegible] زبانوں سے [illegible]
لی اور روح القدس سے بھر گئے لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ [illegible]
بالکل پاک ہو گئے بلکہ ہم صاف جانتے ہیں کہ وہ کبھی کبھی بے راہ ہو سکتے تھے اور
کبھی کبھی ہو بھی گئے اور وہ بے راہی ایسے معاملوں میں تھی جو کہ روز مرہ کے [illegible]
ساتھ تعلق رکھتے ہیں وے آخر تک ہماری مانند انسان رہے جو اس کے [illegible] اور
رائے اور عمل میں خطا کرنے میں دیکھو اعمال کے ۱۴ باب کی ۱۵ اور اعمال کے [illegible]
کی ۳۶ سے ۳۹ تک گلاتیوں کے خط کے دوسرے باب کی ۱۱ جبکہ اُنہوں نے اپنی
زندگی میں غلطی کی تب ناممکن نہیں ہے کہ اپنی تصنیف میں بھی غلطی کرسکے [illegible]
کی تاثیر نے اُنکو زندگی کے خیال و کار میں غلطی سے مستثنا نہیں [illegible]
نہیں کہ اس تاثیر نے اُن کو پاک نوشتوں کے لکھنے میں بالکل [illegible]
بائیبل میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے [illegible]
کی ساری تصنیف کو ادنے ادنے امر کی نسبت بھی بالکل الٰہی اور غلطی سے [illegible]
خیال کریں بائیبل کے مصنفوں نے بیشک الہام کا دعوے کیا لیکن اگر ہم

Marfat.com

اُن کے دعوے پر غور کریں اور زبان کے عام قاعدے اور علم معانی اور نکتہ گیری اور نکتہ
قاعدے سے اُن کو دیکھیں ہم کو بخوبی ثابت ہوگا کہ اُن کا دعوے اس قسم کا نہیں ہوا کہ وہ اپنے
آپ کو انسانی کمزوری سے بالکل خالی جانتے تھے انتہے تم کلامہ (از نور افشان لدہیانہ
امریکن مشن پریس یکم اگست ۱۸۷۸ء نمبر ۱۳ جلد ۵ صفحہ ۲۴۶ باہتمام پادری کیلسو صاحب
نصرانی علما کلیمنس و اگناثیوس و پولیکارپ یعنے جسٹن شہید وغیرہ کی تصنیفات کو
یہ سمجھکر کہ اُن میں انجیلی آیتیں منقول ہیں بدعوے صحت اناجیل پیش کرتے ہیں لیکن
اس سے مطلب انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ انجیلوں کی طرح اُن تصنیفات کلیمنس و
غیرہ میں تحریف نہیں ہوئی حالانکہ محققین علما نصارے نے اقرار کیا ہے کہ متقدمین کی
تصنیفات میں بہت سے فقرے الحاق کئے گئے ہیں (چیمبرس کی ان سائیکلوپیڈیا جلد ۵
اور اگناثیوس کے خطوط کا جعلی اور محرف ہونا معتبر علما نصارے کے اقرار سے ثابت ہے
(دیکھو تفسیر لارڈنر جلد ۲ و ڈاکٹر بیلی کی کتاب اسناد مطبوعہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۵ مع حاشیہ
فاضل یرس و اُردو تواریخ کلیسیا مصنفہ ولیم میور صاحب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۴)
اور جسٹن شہید جو دوسری صدی کے وسط میں تھا چنانچہ نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء
صفحہ ۲۰۷ میں باہتمام پادری کیلسو صاحب لکھا ہے کہ جسٹن یونانی نسل سے ہے
سال اُس کے تولد کا پہلی صدی کا اواخر ہے الخ اس کی تصنیفات میں بعض قول حضرت
عیسےٰ کے ایسے بھی منقول ہیں جو اناجیل مروجہ میں نہیں پائے جاتے چنانچہ اُن میں سے
ایک قول یہ ہے کہ ہمارے خداوند عیسےٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ میں تم کو جس باب میں
پاؤں گا اُسی میں تمہارا انصاف کروں گا انتہے اور دوسرا فقرہ یہ ہے کہ جب مسیح بپتسما پانے
کے واسطے یردن میں آیا تو ایک آگ روشن ہوگئی انتہے یہ باتیں کہیں اِن چاروں انجیلوں
میں نہیں ہیں پس اسی طرح اُس کی تصنیفات کے اور فقرے بھی جو انجیلی آیتیں سمجھے جاتے
ہیں یہ ضرور نہیں ہے کہ انہیں انجیلوں سے لکھے گئے ہوں اور بشپ مارش نے بہت
صراحت سے لکھدیا ہے کہ جسٹن نے اِن انجیلوں سے نقل نہیں کیا ہے اور کلیمنس سکندریہ
اور ہرتولیانوس تو تیسری صدی میں ہوئے ہیں (نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ

ان سے پیشتر ایرینوس نے جو باقرار پادری فانڈر دوسری صدی میں تھا (میزان الحق مطبوعہ
لدہیانہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۴۲) برنباس کی انجیل کا ذکر لکھا ہے اور مصریوں کی انجیل کا ذکر
کلیمنس نے لکھا ہے۔ شپپرناسے کا معجزہ طامس کی انجیل اور طفولیت کی انجیل میں ہے
اور مریم پر قرعہ ڈالنے کا قصہ انجیل مریم میں اور مریم کے پاس میوہ آنے کا قصہ اور کھجور کے درخت
کا قصہ اور تکلم فی المہد انجیل طفولیت میں ہے اور کلیمنس اسقف روم کا خط بھی کلیمنس کا لکھا
ہوا نہیں ہے (دیکھو تواریخ کلیسیا بحروف رومن مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۷۴)
نور افشاں مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اس
کے سن و سال تحریر کی بابت سب علماء متفق الرائے ہیں کہ ضرور سنہ ۹۵ء کے پیشتر
رقم پذیر ہوا تھا اس خط میں یوحنا ۴ باب ۱۵ کا حوالہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس وقت تک
انجیل یوحنا تصنیف بھی نہ ہوئی تھی کیونکہ اس کا سال تصنیف سنہ ۹۸ء ہے (دیکھو
مفتاح الکتاب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۵۶ء مصنفہ ڈاکٹر پادری رابٹ [illegible]
و پادری ڈبلیو گلین صاحب صفحہ ۲۲۱۔

سکرمنٹ

انجیل رومن کاتلک جو کہ اردو رومن چھاپہ پٹنہ سنہ ۱۸۶۴ء ہے اس میں لکھا ہے کہ مسیح
کے سب کام نہیں لکھے گئے یوحنا ۲۱ باب ۲۵ اس نے (یعنی مسیح نے) آپ کچھ نہیں
لکھا اور رسولوں کو حکم نہیں دیا کہ انجیل لکھیں مگر کہ اسے سنائیں (رومیوں ۱۰ باب ۱۷) رسولوں
نے مسیح اور اس کی تعلیم کی ساری باتیں نہ لکھیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اول قرنتھیوں
کا ۱۱ باب ۳۴ انتہےٰ۔ لیکن مسیح نے کسی انجیل کے لکھنے کا حکم نہیں دیا اور جو
چار انجیلیں لکھی گئیں چونکہ ہر مذہب میں ایک کتاب اقوام [illegible]
ہوتی ہے مگر یہاں متی نے یہودیوں اور مرقس نے رومیوں اور لوقا نے تھیوفلس
(مقدس کتاب کا احوال حصہ ۲ باب ۵۲) اور یوحنا نے مصریوں کے لئے (مفتاح الکتاب
۱۵۲) اپنی اپنی انجیل لکھی اور صرف متی کے لکھنے پر الہام [illegible] کی خاطر [illegible]

Marfat.com

نہوئی تب چار یا پانچوں کے پاس اُسے وہی الہام بھیجا پر لیکن اگر یہی ہو
تو توریت جو پہلی کتاب ہے اُس کی صداقت کے لئے زیادہ توریتیں بھیجنے کی
تھی اور زبور امثال وغیرہ بھی چار چار ہونی چاہییں پھر یہ کہ شریعت میں دو تین گواہ کا
ہیں اور یہاں تین تک بھی الہام بھیجنے والے کے نزدیک اعتبار میں کافی نہوئے
چار یا پانچوں تک نوبت پہنچی اور یہ تو چار ہی ہیں چار سو نبیوں نے جس بات پ
گواہی دی وہی جھوٹ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۵-۱۱ اور ایک پچھلے نبی نے جو گواہی دی
وہی سچ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۲۴ سچ کے لئے صرف ایک ہی کافی ہے اور جھوٹ کے
لئے چار سو ہوں تو وہ بھی بے کار ہیں پھر یوحنا ۲۱ باب ۲۵ میں لکھا ہے کہ کتابیں جو لکھی
جاتیں دُنیا میں نہ سما سکتیں انتہے بس یہ پرلے درجے کا مبالغہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ
تو باوجود بار بار سفر کرنے کے ملک یہودیہ سے باہر نہیں ہوئے اور اُن کے حالات کی
کتابیں دُنیا میں نہ سماتیں ہیں جبکہ اناجیل کا یہ حال ہے تو اور نامجات کو کوئی کہاں
تک بیان کرے لیکن سمجھ لینا چاہیے کہ اعمال کی کتاب مشمولہ مجموعہ مروجہ حال تصنیف
لوقا سمجھی جاتی ہے جس کی انجیل بھی اس مجموعہ عہد جدید میں شامل ہے اور اُس کا
حال لکھ چکا ہوں کہ جب اُس کی انجیل کا یہ حال ہے تو اُس کے اعمال میں کیا کچھ
نادرستی نہوگی اور وہ تو صرف پلوس اور پطرس کے حال کی تواریخ ہے اُسے الہام سے
کیا علاقہ اور فرقہ والن ٹی نینس اور مارسیونی اور سویرنیس اور بعضے اور فرقے متی کی نیس نے
اُس کتاب کا انکار کیا ہے یعنے معتبر نہیں جانا اور بعد اُس کے پلوس کے خطوط
میں جن میں سے ایک خط یعنے عبرانیوں کا مشکوک ٹھرایا گیا ہے کتاب سوال
وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء
صفحہ ۱۵۲ سوال ۲۵۱ کے جواب میں عبرانیوں کے خط کی بابت یوں لکھا ہے
اس کی نسبت لوگوں میں بڑا اختلاف ہے بہتیرے اُسے پلوس سے نسبت
دیتے ہیں اور بہت سے عالی سند نکتہ داں اسبات کو اعتماد کے ساتھ رد کرتے ہیں
اُس کے راقم کا تصفیہ نہیں کر سکتے پھر صفحہ ۱۵۴ سوال ۲۵۵ اسی کتاب سوال و جواب

Marfat.com

ں لکھا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا طرز پلوس کے طرز کی مانند نہیں ہے پر اکثر مقامات میں
ن کے طرز سے اختلاف پڑتا ہے جو لوگ کہ یونانی کا بخوبی علم رکھتے ہیں وے کہتے ہیں
اس خط کی یونانی پلوس کی یونانی سے مشابہ نہیں ہے انتہٰی واضح ہو کہ عبرانیوں کے خط
میں راقم کا نام کہیں نہیں ہے اور تاریخ یوسی بیوس کے چھٹی کتاب کے باب ۱۴ میں اُرِجن
کا قول یوں نقل کیا ہے کہ جو احوال قبل ہمارے زبان زد رہا ہے وہ یہ ہے کہ بعضے کہتے ہیں
کلیمنٹ نے جو بشپ روم کا تھا نامہ عبرانیوں کو تصنیف کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ
لوقا کا ترجمہ کیا ہوا ہے انتہٰی ۔ ارینیس بشپ لینس نے جو تخمیناً سنہ ۱۷۸ء میں تھا اور ہپالی ٹس
نے جو سنہ ۲۲۰ء میں تھا اور نویٹس یا نوئی شین پرسبٹیر روم نے جو تخمیناً سنہ ۲۵۱ء میں تھا
بالکل اس نامہ سے انکار کیا ہے اور ٹرٹیلین پرسبٹیر کارتھیج جو تخمیناً سنہ ۲۰۰ء میں تھا عبرانیوں
کے نامہ کو نامہ برنباہ بتلاتا تھا اور کیس نے جو پرسبٹیر کلیسیا کے روم کا تھا اور تخمیناً سنہ ۲۱۲ء
میں تھا نامے پلوس کے تیرہ گنے ہیں اور اس نامے کو نہیں گنا اور سپرین بشپ کارتھیج
تخمیناً سنہ ۲۴۸ء میں تھا اس نامہ کا حوالہ نہیں دیتا۔

اور رومن بیبل مع رفرنس مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء جسے پادری اولمن صاحب لندن سے طبع
کروا کر ہندوستان میں لائے اور جس کی جلدیں ہندوستان کے قریب کل گرجا گھروں میں
پادری سے نو مرید عیسائیوں تک کے ہاتھ میں عبادت کے وقت نظر آتی ہیں اُس
میں برخلاف اور سب خطوں اور کتابوں مشمولہ انجیل کے عبرانیوں کے نام کے خط کے شروع
میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا ہے اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع میں مصنف
کا نام موجود ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اُس بیبل کے شروع میں جو فہرست کتابوں کی ہے
اُس میں بھی خلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کا خط بغیر مصنف
کے لکھا ہے اور یہی حال اُس بیبل کا ہے جو اردو زبان اور فارسی حروف
کے ساتھ سنہ ۱۸۶۹ء کو مرزاپور میں مشہور پادری ڈاکٹر مدر صاحب کے اہتمام سے چھپی
تھی اور جس کی ایک ایک بات پر سب پادریوں نے پیشتر آپس میں بمدت تک
بحث مباحثہ کر کے فیصلہ کر لیا تھا اور جو تمام ہندوستان میں رائج اور مشہور ہوئی ہے

اُس میں بھی برخلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کے خط
مصنف کا نام لکھنا مناسب نجانا اور نہ اُس کی فہرست کتب میں بھی عبرا
خط کے نام کے ساتھ مصنف کا نام لکھا گیا اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع
فہرست کتب میں بھی ہر تصنیف کے ساتھ مصنف کا نام موجود ہے اور اسی طرح
عربی ترجمہ انجیل برٹش بیبل سوسائٹی کی طرف سے مطبوعہ بیروت ۱۸۶۶ء میں ہر نامہ
شروع میں لکھا ہے کہ رسالہ بولس الرسول الی اہل افسس یا یہ کہ بولس الرسول الی
غلاطیہ مگر نامہ عبرانیاں کے شروع میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا صرف یہی لکھا
کہ الرسالۃ الی العبرانیین اور اسی طرح بعینہ عربی ترجمہ انجیل مطبوعہ لندن ۱۸۶۳ء مط
ولیم واٹس میں بھی ہے اگرچہ وہ ترجمہ اور ہے اور یہ دونوں ترجمے آپس میں مطابق نہیں ہیں
اور یوسی بیوس اپنی تاریخ کی چھٹی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ ارجن
پانچویں جلد شرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ پلوس نے تمام گرجوں کو کچھ لکھکر نہیں
مگر بعض کو جو لکھا تو یہی دو چار سطر عبارت فقط اُس سے معلوم ہوا کہ مثل نامۂ عبرانیوں
پلوس کے اور نامے بھی بے سند ہیں اور کسی اور نے لکھے ہیں۔

بعد اس کے پطرس وغیرہ کے خطوط اور ان کا بھی بیان اناجیل کے ساتھ کرنا
کتاب کو طول دینا ہے کیونکہ ان میں سے بعضے خطوط ایسے ہیں جن کے مکتوب الیہ
کا پتہ نہیں اور نہ کاتب کا چنانچہ یوحنا کے پہلے خط کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ..
میں یوں لکھا ہے اگرچہ اس خط کے شروع یا آخر میں یوحنا کا نام نہیں ہے مگر ہر زمانہ
کے لوگ اُسی رسول کو اس خط کا راقم کہتے آئے ہیں بلکہ اس کی خاص عبارت ا
مضمون کے انداز سے بھی گمان غالب ہوتا ہے کہ وہ یوحنا موصوف کی تصنیف ہے ا
اور یوحنا کے دوسرے خط کی بابت مفتاح الکتاب میں یوں لکھا ہے جس برگزیدہ بی بی کو
لکھا گیا وہ ظاہراً ایک عزت دار عیسائی بیوہ تھی جو کلیسیوں میں مشہور لیکن اس
کی تحقیق خبر نہیں کہ وہ کہاں کی رہنیوالی تھی شاید اُس کا ٹھکانا شہر افسس
قرب وجوار میں تھا اگرچہ اس خط میں راقم کا نام نہیں پایا جاتا تو بھی صریح ہے کہ یو

نے یہ ۶۹ء کے قریب لکھا ہے اب دیکھئے کہ خط میں تو راقم تک کا نام نہیں ہے مگر
کی تصنیف کے سنہ کیونکر معلوم ہو گئے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۳۰۴ میں لکھا ہے یوحنا
بی بی معظمہ کے مسکن اور احوال سے واقف نہیں تو بھی خوش ہیں کہ اس کے فرزند صاحب
قت الخ کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد
ن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۶۳ سوال ۲۹۱ کے جواب میں یوحنا کے دوسرے خط کی بابت
لکھا ہے بعضے گمان کرتے ہیں کہ یہ برگزیدہ بی بی یروسلم کی کلیسیا کا لقب تھا پر لوگ
نفاق اس بات پر قوی نہیں ہیں پر اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ ایک عورت
جو اپنی دینداری کے باعث سے مشہور تھی فقط
اور یہوداہ کا خط اس یہوداہ آخری اسقف [illegible] کا جو دوسری صدی عیسوی میں تھا کہا جاتا
دیکھو تواریخ بیبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء اور نعت کتاب مقدس مصنفہ [illegible] پادری [illegible]
صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۱۵ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ صاف معلوم نہیں
کہ کس یہوداہ نے اس خط کو لکھا وہ قریب ۶۶ء کے تصنیف ہوا ہو گا انتہی۔
اور نامہ فلیمون کو بعض عالم عیسائی زمانہ جیروم میں کہتے تھے کہ یہ تو ایک خانگی چٹھی عہد جدید
سے نکال ڈالنے کے قابل ہے اور انہوں نے ارادہ نکال ڈالنے کا بھی کیا تھا اور صفحہ ۲۰۹ کا
ل ہارن صاحب میں لکھا ہے کہ [illegible] صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتا ہے کہ اول
نامہ طیمطاؤس پر شیلی ہیچر نے اور دونوں ناموں طیمطاؤس اور نامہ طیطس پر ایکہارن نے حملہ
کیا ہے (یعنی برا کہا اور واجب التسلیم نہیں مانا) اور اسی طرح پطرس وغیرہ کے خطوط کا حال
ہے کہ بعضے زمانہ میں وہ معتبر ٹھہرائے گئے اور بعضے زمانہ میں نامعتبر اور بعضی کتابیں کہ اس
عہد جدید میں جن کا ذکر ہے اب گم ہو گئیں مثلاً لاودیکیہ کو خط جس کا ذکر کلسیوں کے ۴ باب
میں ہے اب موجود نہیں ہے یعنی عیسائی امت نے گم کر بیٹھے اور اول قرنتیوں [illegible]
میں ہے کہ میں نے خط میں تم کو یہ لکھا کہ تم حرامکاروں [illegible] سے اب
میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی
یا ظالم ہو تو اس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا فقط پس وہ خط جس کا

Marfat.com

حوالہ آیت نویں میں ہے اب وہ گم ہے اور بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے کے اجتناب کی بابت جو خط انطاکیہ وغیرہ کے عیسائیوں کو لکھا گیا تھا (اعمال ۱۵ و ۲۳) اور جس کا ذکر اعمال ۱۵ باب ۱۹-۲۹ اور جس کی ایک خاص تعلیم کے سبب نہایت ضرورت ہے مگر وہ بھی عیسائی جماعت میں غائب اور اس مجموعہ اناجیل نہیں ہے۔

پلوس کا تمام حال کتاب اعمال میں ہے مگر پلوس کے خطوط بھیجنے کا کہیں ذکر نہیں ہے چنانچہ تفسیر اعمال مصنفہ پادری فلکس صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء مقدمہ کتاب صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ اعمال ۱۳ باب سے ۲۸ تک پلوس رسول کے سب احوال و اعمال کی خبر ہے لیکن پلوس کا وہ سب حال جو پلوس کے خطوں میں مندرج ہے بلکہ اُن خطوں کے لکھنے ہی کا ذکر تاکہ معلوم ہو کہ وہ سب خطوط پلوس ہی کے لکھے ہیں کتاب اعمال سے ثابت نہیں ہے مثلاً انطاکیہ میں اُس کا پطرس سے مباحثہ اُس کی منادی ارقوم میں اور اُس کا اندیشہ اور فکر قرنت کی کلیسیا کی پھوٹ کی نسبت اور نامناسبت اور گلتیوں کی برگشتگی کے لئے اور اُس کی جانفشانی جھوٹی تعلیم دینے والوں کے رفع کرنے میں انتہے پس تعجب کہ پلوس کے جو خطوط انجیل میں شامل ہیں اُن کا تو کچھ ثبوت نہیں ہے اور جن کا ثبوت انجیل میں موجود ہے اُن خطوں کا پتہ نہیں ہے اور افسیون کے نام پہلا خط جس کا ذکر افسیوں کے ۳ باب ۳ و ۴ میں ہے اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے۔

سکرمنٹ ۴

تحریف کے بیان میں

یوسی بیوس نے جو لکھا ہے کہ یوحنا حواری نے انہیں یعنے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا اور پسند کیا اور اپنی گواہی سے اُن کی تصدیق کی۔ ظاہر ہے کہ یوسی بیوس چوتھی صدی عیسوی میں تھا اور اُس نے اس روایت کی کوئی سند نہیں لکھی اس لئے یہ صرف یوسی بیوس کی

ان ہے کیونکہ اُس نے نامہ ابگرس کو بھی سچا سمجھا تھا حالانکہ وہ کافہ علما خواہ رومن کیتھلک خواہ پروٹسٹنٹ سب کے نزدیک جھوٹا اور جعلی ہے اور یوسی بیوس کو اکثر لوگ بدعتی سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص اریس کے معتقدوں میں تھا اور حضرت عیسیٰ کو صرف بشر جانتا تھا اور کونسل نائیس میں فقط بادشاہ کے ڈر سے الوہیت مسیح پر دستخط کئے تھے اور جروم نے اسی کے لکھے کو دیکھکر نقل کیا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے بعد ہوا ہے اس کے سوا یوحنا کی تصنیف سے کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ یوحنا نے اناجیل ثلاثہ دیکھا بھی ہو چہ جائے آنکہ پسند کیا ایک اور دلیل اس کے لئے یہ ہے کہ اگر یوحنا نے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا ہوتا تو پھر آپ کوئی انجیل تصنیف کرنے کی کیا حاجت تھی فیلڈ صاحب نے ۱۶۵۳ء میں ایک بیبل چھاپی جس کا اُس نے نام موتی بیبل رکھا جو کہ اب تک برٹش موزیم میں رکھی ہے اُس میں سے بعض مقام یہ ہیں۔ رومیوں کے ۶ باب ۱۳ میں ناراستی کی جگہہ راستی لکھہ گیا ہے اور قرنتیوں کے ۶ باب ۹ میں اس کی جگہہ کہ وارث نہوں گے اُس نے لکھا کہ وارث ہوں گے اور ان غلطیوں سے بڑی خطرناک تعلیم پڑ گئی اور لوگ اس سے دلیلیں لانے لگے کہتے ہیں کہ اس فیلڈ صاحب نے ڈہائی ہزار پونڈ (یعنے پچیس ۲۵ ہزار روپے از اسکول ڈکشنری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۲ء اینڈ پنڈنس فرقہ سے اس کام کے لئے پائے کہ اعمال ۶ باب ۳ کا یہ مضمون بدل دے تا کہ اس بات کی سند پیدا ہو کہ اپنے ہی میں پادری مقرر کرنے کا لوگوں کو اختیار ہو جائے اور یہ مضمون بدلنا سب سے آسان اور ممکن بات تھی یعنے ہم کی عوض میں تم بنا دینا۔

اور ایک اور صاحب ہل نامی کی بیبل ہے اُس میں اس کثرت سے غلطیاں ہیں بعضی جگہہ بالکل مطلب خبط ہو گیا اور بعضی جگہہ کفر پایا جاتا ہے یہانتک کہ اُن ... مصنفوں کی بیبل میں سے ایک بیبل میں چھہ ہزار نقص پائے گئے اور ایک ... ی کراڈس کا خط امیر اسٹرف فرد جلد ا صفحہ ۲۰۸ سے معلوم ہوا کہ اسٹرن صاحب ایک بڑے عالم نے سب سے پہلے اُن بیبلوں میں جو لندن میں چھپیں تین ہزار چھہ سو نقص ... پس جس کتاب میں تقریباً چار ہزار نقص نکلیں تو تھوڑی محنت سے چھہ ہزار غلطیاں

نکل سکتی ہیں اور شاید ایسی غلطیاں کسی تواریخ میں نہیں مل سکتی ہیں
بیلیس فیلڈ اور ہل صاحب کی ایسی تہیں کہ جن کے آگے ولکیٹ والی
سیکٹس پنچم نے لکھی جو کہ غلطیوں میں یادگار زمانہ تھی کچھ نسبت نہیں رکھتی اور ہیں
صاحب لکھتے ہیں کہ جب کہ سیلڈن صاحب پادر یوں سے مباحثہ کرتے اور وہ ا
میں سے کوئی آیت ثبوت مطلب کے لیے پڑھتے تو سیلڈن صاحب یہ جواب
کہ شاید تمہاری جیب کی چھوٹی سنہرے ورقوں کی بیبل میں یوں ترجمہ ہو لیکن
یا عبرانی کا تو یہی مطلب ہے (جو میں کہتا ہوں) اور یہ حال ۱۶۱۱ء تک رہا اور جس
کی انجیل (جو اندنوں رائج ہے) اُن کتابوں کے سامنے کوئی نہیں پوچھتا تھا تمت کا
از کیوریا سٹیز آف لٹریچر اسحاق ڈزیلی چھاپہ لندن ۱۸۵۸ء جلد ۳ صفحہ ۴۲۰-۴۲۲-
اب غور کرنا چاہیے کہ جب تمام وکمال کتابوں کی اصلیت اور صحت کا کچھ پتہ نہیں
ہے تو آیتوں اور لفظوں کی غلطی کا ساری کتاب میں کیونکر شمار ہو سکتا ہے چنانچہ ڈاکٹر مل
نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو تیس ہزار اختلاف عبارت کے نشان دئے اور ڈاکٹر
گریسباخ نے جو اُس سے زیادہ نسخوں عہد جدید یعنے تین سو پچپن ۳۵۵ کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ
لاکھ ویسے ہی اختلاف عبارت بتلا دیے فقط (از کتاب اغلاطنامہ وارڈ صاحب) پس
خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدا جانے کتنے اختلاف
نکلیں اور یہ اختلافات وہ نہیں ہیں کہ ہر جلد میں سے تھوڑے تھوڑے ملا کر اسقدر ہوئے
بلکہ ایک ہی مجموعہ عہد جدید میں یہ ڈیڑھ لاکھ غلطیاں پائی گئیں بیش ازین نیست کہ ہر جلد
میں کس قدر غلطیاں نکلیں مگر وہ سب غلطیاں ایک ہی مجموعہ اناجیل کی تھیں مثلاً
ایک جلد میں ایک لفظ یا فقرہ یا جملہ الحاقی پایا گیا اور دوسری جلد میں وہی لفظ یا فقرہ
وغیرہ برخلاف پہلی جلد کے نکلا اور تیسری جلد میں وہی فقرہ یا لفظ برخلاف ان دونوں کے
پایا گیا اور اسی طرح چوتھی اور پانچویں جلد وغیرہ میں ایک دوسرے سے مخالف الفاظ
اور فقرات نکلتے گئے یہاں تک کہ ڈیڑھ لاکھ کی نوبت پہنچی یعنے اختلاف و اختلاف
اور غلطی کے درمیان غلطی اب یہ سارے اختلافات در اصل ایک ہی جلد میں ...

ن سے فانڈرصاحب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۰ میں لکھتے ہیں
ہ بات سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ
سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے بعینہ قول فانڈرصاحب اور لطف یہ کہ تین سو پچپن نسخوں میں
ی عہد جدید کے پورے نسخے نہ تھے بلکہ کسی میں تو چند آیت اور کسی میں چند جزاور کسی
ں ایک انجیل اور کسی میں صرف چاروں انجیلیں اور کسی میں صرف پلوس کے نامے
ھے چنانچہ فانڈرصاحب بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ
ن نسخوں میں بعض اوراق کہوئے گئے اور بعض بوسیدہ ہیں اور یہ کہ کاتبوں کی غلطی بھی
ن نسخوں میں پائی گئی اور یہ کہ کوڈکس الکسندرنیوس کی جلدیں اور کتاب بھی اُس کے ساتھ
بلدیں یہ سب ہارن صاحب کی دوسری جلد میں تفصیلاً بیان ہوا ہے اور مجھے بھی
گے سے معلوم تھا انتہے۔

اب نمونہ کے طور اُن چند نسخوں کا حال یہاں لکھا جاتا ہے

کوڈکس کاٹونی انیس اس میں چار جزو ہیں اوّل جزو میں انجیل متی ۲۷ باب ۲۶-۳۴ یعنے
۹ آیت - دوسرے جزو میں انجیل متی ۲۶ باب ۵۷-۶۵ یعنے ۹ آیت تیسرے جزو میں
جیل یوحنا ۱۴ باب ۲-۱۰ یعنے ۹ آیت چوتھے جزو میں انجیل یوحنا ۱۵ باب ۱۵-۲۲
یعنے ۸ آیت پس سب آیتیں ملاکر جو اس پورانے نسخے میں موجود ہیں ۳۴ ہوئیں حالانکہ
ل آیتیں عہد جدید میں سات ہزار نو سو او نسٹھ ۷۹۵۹ ہیں اب خیال کیا چاہیے کہ ۳۴ آیتوں
و ایک کتاب مشہور کیا ہے۔
۲ کوڈکس بیزی اس میں چار انجیلیں اور اعمال کی کتاب ہے اس میں چھیاسٹھ ۶۶
ق بہت پھٹے اور خراب کئے ہوئے ہیں جن میں سے دس ۱۰ ورق کسی نے پیچھے الحاق کر
ں متی کے پہلے باب کی ۲۰ آیتیں غایب ہیں۔
۳ کوڈکس سی سارس جو رد یہ پہلے حرفوں سے ارغوانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے اس میں
صرف چھبیس ۲۶ ورق ہیں جن میں سے اوّل کے چوبیس ۲۴ ورق کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا
ہے اور باقی دو ورق لوقا کی انجیل کا ایک ٹکڑا ہے جس میں لوقا ۱۴ باب ۲۱-۹ سے

یعنے صرف ۲۹ آیتوں کو کتاب قرار دیا ہے۔
۴ کوڈکس رسکرپٹیس اس نسخے میں عہد جدید کی کتابوں میں سے صرف می کی
اور اس میں صرف چونسٹھ ورق پورانے لکھے ہوئے ہیں۔
۵ کوڈکس افن بجی انیس نامہ عبرانیوں کا ایک ٹکڑا ہے اور صرف دو ورق ہیں
کے ۲ باب کی پہلی آیت اس قدیم کتاب میں نہیں ہے۔
۶ کوڈکس لادی انیس اعمال حواریوں کا یہ نسخہ ہے مگر ۲۶ باب ۲۹ سے ۲۸ باب
تک نہیں ہے۔

اب اس کتاب میں زیادہ نسخوں کا حال لکھنے کی گنجایش نہیں ہے اگر حاجت
ہو تو گریسباخ اور میکالس کی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے اور جاننا چاہیئے کہ یہ غلطیاں وہ نہیں ہیں جو
اس زمانے کے مطبوعہ نسخوں میں اختلاف ترجمات و محاورات وغیرہ سے واقع ہیں
بلکہ یہ غلطیاں اُن قدیم معتبر نسخوں میں ہیں کہ جن پر انا جیل کی صحت کا مدار ہے اور
خاص اسباب اور وسیلے انجیلوں کو صحیح کرنے کے ٹھہرائے گئے ہیں پس جب اُن
یہ خراب حال ہے کہ تیس ہزار اور ڈیڑھ لاکھ بلکہ دس لاکھ سے زیادہ (انسائی کلوپیڈیا برٹینکا
جلد ۱۹ بیان اسکرپچرز) اختلاف عبارت پائے گئے تو وائے بر حال اُن انجیلوں
کہ جو اُن نسخوں کے وسیلے سے صحیح کی گئی ہیں ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ ۱۸۲۲
صفحہ ۵۹ ۴ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کُل نسخے جو کُلاً یا بعضاً یقیناً مقابلہ کیے گ
اُن کی تعداد چار سو ۴ سے متجاوز نہیں ہے اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر با
نے مقابلہ کیے ہوئے نسخوں کی تعداد جو اپنی کتاب کے حصہ اوّل کے صفحہ ۲۴ سے
تک لکھی ۴ ۳۹ ہے اور جن نسخوں کا مقابلہ گریسباخ نے اپنی انجیل کی طبع کیوا
کیا انکی تعداد اُس نے ۳۵۵ لکھی ہے بشپ مارش نے جو اپنے اور میکالیس
نسخوں کو ملا کر شمار کیا ہے اُن کی تعداد ۴۶۹ ہے پھر ہارنس صاحب دوسری ج
کے صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کل نسخوں کی تعداد جو ہم تک پہونچی
خواہ کامل ہوں خواہ ناقص اور جن کا مقابلہ خواہ کُلاً خواہ بعضاً ہوا ہے قریب پانچسو

Marfat.com

...تے ہیں اور پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۲ سطر ۱۲
...ن اسی طرح لکھا ہے پادری جی مرے ہیچل ال ال ڈی اپنے خطوط مطبوعہ ۱۸۶۹ء
...فحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں یورپ کے عالموں نے چھ سَو سے زیادہ انجیل کے قلمی
...سخوں کو ملاحظہ کیا ہے جو یونانی زبان میں ہیں ان میں سے بعضے بہت قدیم ہیں
...تھے۔ مگر یہ تعداد اُن نسخوں کے تعداد کی ایک جزو قلیل ہے جو کتب خانوں میں
غیر مقابلہ کئے ہوئے" موجود ہیں نیٹلی صاحب نے یوں کہا ہے کہ چونکہ مصنفوں
...کے اصلی نوشتے ابتک موجود نہیں ہیں اس لئے اُن کے تمام الفاظ اصلی کسی
...ایک نقل میں شاید نہیں ملتے لیکن سب نقلوں کے مقابلہ سے دریافت ہوتے
...ہیں انتہے۔ از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۴۵ اب دیکھئے کہ سب نقلوں میں اگر
...وہ اصلی الفاظ ہوتے بھی تو بغیر کسی اصلی صحیح نقل کے یا بغیر کسی الہام یافتہ شخص کے
...ہیں پہچان کون سکتا ہے مگر صرف اٹکل سے جہاں تک صحیح کیا نہیں اصلی الفاظ
...سمجھا دوسرے یہ کہ سب نقلوں میں سے شاید ہزاروں ابھی باقی ہیں کہ جن میں وہ اصلی
الفاظ پہیلے ہوئے ہیں اور اُن نقلوں کا مقابلہ ابتک نہیں ہوا ہے پھر کہاں ثابت ہوا کہ
...سب اصلی الفاظ دریافت ہو گئے اور جب حال یہ ہے تو اصلی مطلب اور مضمون دریافت
...لینے کا کون دعوے کر سکتا ہے۔

پھر ہارن صاحب جلد اول کے صفحہ ۱۲۶ میں اور دوسری جلد کے صفحہ ۳۵۵ میں لکھتے
ہیں گر گریساخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلاف عبارت نکالے ہیں جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے
بھی اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۴ و ۵۵ میں لکھا ہے اور اس بات کو
بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وٹیس ٹین نے ایسے اختلافات عبارت دس لاکھ سے زیادہ جمع
کئے ہیں جیسا کہ انسائی کلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں اسکرپچر کے بیان میں مرقوم ہے
...پادری فانڈر صاحب نے کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵۰ چھاپہ اکبر آباد سکندرہ ۱۸۵۵ء
...میں لکھا ہے قولہ اگرچہ ہم لوگ قایل ہیں کہ بعض حروف و الفاظ میں تحریف و تنوع میں
...اور بعض آیات کی بابت مقدم اور موخر اور الحاق کا شبہہ ہے تو بھی انجیل کو بے تحریف

Marfat.com

اور بے تبدیل کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب ...
صاحب ڈاکٹر نیتلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۱۲
کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور ...
میں یہودی معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور ان کی اصلاح میں ایسے عیب
ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینیوں کی محنتوں کے ...
ابتک غلطیوں کا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی برخلاف اس کے جہاں کہیں
مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ...
بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلی نسخہ جس کا مقابلہ ہنر مند اور عقیل لوگوں کے ہاتھوں سے
ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور مصنف کے اصلی الفاظوں کے قریب تر پہنچتا ہے انتہے
پھر فانڈر صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ اور کتاب دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۴ سنہ
کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں قولہ جاننا چاہیے کہ ان سب عالموں پر جو مصححین اور نسخہ
شناسی میں ماہر ہیں خوب واضح و روشن ہے کہ نقل نویس لکھتے وقت ہمیشہ کچھ سہو
کرتے ہیں اور کوئی بڑی کتاب نہیں شاید ایک بھی نہیں جو دست قلم سے لکھی ہے جس
میں کچھ بھی غلطی نہ پائی جاوے مثلاً اگر گلستان یا دیوان حافظ وغیرہ کتاب کی سو پچاس
نقلیں وقت سے مقابلہ کی جائیں تو شک نہیں کہ ان سب نقلوں میں سیکڑوں غلطیاں
پائی جائیں گی ایسی سہو و غلطیاں اکثر اوقات نقل نویسوں کی غفلت یا کم علمی سے
ہوتی ہیں اور اس سبب سے اعراب اور حروف اور املا وغیرہ میں غلطی کرتے یا لفظ
چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات مالک کتاب یا نقل نویس نے تفسیر کی راہ سے کوئی
بات حاشیہ میں لکھی اور کاتب دیگر نے اس کو یا تو سہواً یا قصداً متن میں داخل کیا
ہے پھر لکھتے وقت کوئی لفظ رہگیا یا مقدم موخر ہوا یا دوسرے نقل نویس نے صحیح کرنے
کا قصد کیا مگر کم علمی یا کم سمجھ کے سبب خلاف واقع تصحیح کیا ہے اب درحالیکہ اصل
نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ ابتک باقی نہ رہا ہو پس ان
غلطیوں کے تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی سب نقل ...

Marfat.com

رسے جمع کریں اور عالم اور فاضل زبان دان اُن سب کو مقابلہ کر کے اس راہ سے تصحیح
ں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اوتنی ہی آسان تر ہے انتہے لیکن کاتبوں کی غلطی
، ویریوس ریڈنگ کو تحریف کی جگہہ سمجھنا یہ محض تحریف کو چھپانا اور اس کا عیب ہٹانا
ہ کیونکہ اناجیل کے اِن سارے الحاقوں اور تحریفوں کے مقابلہ میں ویریوس ریڈنگ
یت چھوٹی بات ہے اور کاتبوں کے سہو سے کوئی کتاب محرف نہیں کہلاتی ہے
ہو قرآن مجید بھی ہمیشہ ہات سے لکھا جاتا ہے اور ابتک روم و ایران وغیرہ میں اس کا چھاپنا
وع ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کاتبوں کا سہو اس میں نہوتا ہو جو کہ پیچھے صحیح کر لیا جاتا ہے
ی کوئی اُس میں تحریف کا نام تک نہیں لے سکتا لیکن اناجیل میں جو تحریف ہوئی
سا کہ پادری فانڈر صاحب وغیرہ کے قولوں سے ثابت ہے یہ جان بوجھ کر عیسائیوں
نے آپ گھٹایا اور بڑہایا ہے سہو کاتبان اس کو نہیں کہتے ہیں ہارن صاحب لکھتے
ں کہ اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ آمیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے
رعال مختلف الفاظ یا عبارت میں سے جب ایک کا غلط ہونا علانیہ اور تقینی معلوم
ہائے تو اُسکا نام غلط لفظ یا غلط عبارت ہے جس کو انگریزی میں ارراٹا کہتے ہیں اور
ب اُن مختلف لفظوں یا مختلف عبارتوں میں سے کسی پر غلط ہونے کا یقین نہو
ہ شبہہ رہے کہ کون اِن میں سے صحیح ہے اور کون غلط تو اُس کو اختلاف عبارت کہتے
ں جس کا نام انگریزی میں ویریس ریڈنگ ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲
طبوعہ لندن ۱۸۲۵ء صفحہ ۱۳۱۷ پس اُن ڈیڑہ لاکھہ اور دس لاکھہ غلطیوں کو صرف
ریس ریڈنگ نہ سمجھنا چاہیے اور جب اُن غلطیوں کا پہچاننا مشکل ہے تو
یوس ریڈنگ کو بھی ارراٹا خیال کرنا چاہیے پھر پادری فانڈر صاحب کی کتاب
ختام دینی مباحثہ صفحہ ۵۵ سے ۵۸ تک چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء میں
ڑا سا یوں لکھا ہے **قول** ڈاکٹر گوشن کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل
ں لکھا ہے کہ گریسباخ اور شولز نے اپنی سب محنت اور وقت سے انجیل میں
رف تیرہ یا چودہ ایسی غلطیاں پائیں کہ آیت کے مضمون سے علاقہ رکھتی ہیں اور

Marfat.com

اُسے کچھ اور کر دیتی ہیں اور وے یہ ہیں۔ پہلے اعمال کے ۲۰ باب ۲۸ آیۃ کہ خدا کی کلیسیا کی جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا چراؤ گریسباخ کہتا ہے کہ لفظ خدا فلانی کی جگہہ لفظ خداوند رکھنا چاہیے مگر شولز نے لفظ خدا صحیح ٹھہرایا ہے۔ دوسرا پہلا ۳ باب ۱۶ آیۃ میں لکھا ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بھید ہے خدا جسم میں ظاہر روح سے راست ٹھہرا گریسباخ کہتا ہے کہ صحیح یوں ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بھید ہے وہ کہ جسم میں ظاہر ہوا الخ یعنے لفظ خدا کی جگہہ لفظ وہ رکھنا چاہیے مگر شولز لفظ خدا صحیح جانتا ہے۔ تیسرا یہوداہ کا پہلا باب ۴ آیۃ کہ وے خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے کہ وے ہمارے اکیلا مالک اور خداوند الخ چوتھی پہلے یوحنا کا ۵ باب ۷ و ۸ آیۃ تین ہیں (جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں) جو زمین پر گواہی دیتے ہیں الخ گریسباخ اور شولز اُن باتوں کو جو حلقہ میں ہیں الحاقی جانتے ہیں۔ پانچویں مکاشفات ۸ باب ۱۳ ایک فرشتے کو آسمان کے بیچوں بیچ اوڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ فرشتے کی جگہہ لفظ عقاب چاہیے۔ چھٹے۔ یعقوب کے دوسرے باب میں ۱۸ آیۃ تو اپنا ایمان بے عمل کے مجھے ظاہر کر گریسباخ اور شولز اس کو صحیح جانتے ہیں مگر بہت نسخوں میں ہے کہ اپنا ایمان عمل کے ساتھ مجھے ظاہر کر۔ ساتویں اعمال کا ۱۶ باب ۷ آیۃ روح نے اُنہیں جانے نہ دیا گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے یہ روح عیسیٰ نے اُنہیں جانے نہ دیا۔ آٹھویں افسیوں کا ۵ باب ۲۱ آیۃ خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرماں برداری کرو گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ خدا کی جگہہ لفظ مسیح چاہیے نویں مکاشفات کا پہلا باب ۱۱ آیۃ میں الفاظ اور میں الفا و اومیگا اوّل و آخر ہوں گریسباخ

ـــــــــ

سلہ اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جو فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اُسے کچھ اور کر دیتی ہیں یہ کچھ اور کا لفظ کچھ اور ہی اشارہ کرتا ہے یعنی یہ آیت کے مطلب کو بالکل اولٹ پلٹ کر دیتی ہیں جیسا کہ اوّل یوحنا ۵ باب ۷ سے ظاہر ہے ہ سلہ جاننا چاہیے کہ یہ یوحنا کے پہلے خط سے مراد ہے اور دوسرا اور تیسرا خط یوحنا کا تو بالکل مشکوک ٹھہرایا گیا ہے چونکہ یوحنا کی انجیل کے شروع میں مسیح سے مراد لیکر لفظ کلام کا لکھا ہے پس چالاک لوگوں نے یوحنا کے پہلے خط کے ۵ باب میں حسب تثلیث کو الحاق کیا تو سمجھ کر یوحنا نے اپنے محاورہ میں مسیح کو کلمہ لکھا ہے یہی لفظ اس مقام میں الحاق لکھا تاکہ پڑھنے والے کو یقین ہو کہ یہ مطلق یوحنا کا کلام ہے لیکن کیا ہی بڑا فریب یہ ظاہر ہو گیا کہ جس سے تثلیث کا مسئلہ صرف بناوٹ ثابت ہوا ہ

رشونزالفاظ اوّل و آخر الحاق بتاتے ہیں۔ دسویں متی ١٩ باب ١٧ اُس نے اُسے کہا تو کیوں
ھے اچھا کہتا ہے اچھا تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا گریسباخ کہتا ہے کہ یوں چاہیے تو کیوں
ہے نیکی کی بابت پوچھتا ہے الخ مگر شونز الفاظ اول صحیح جانتا ہے۔ گیارہویں فلپیونکا
ہ باب ١٣ آیۃ مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں گریسباخ اور
ولز کہتے ہیں کہ لفظ مسیح الحاق کیا گیا ہے۔ بارہویں اعمال کا ٨ باب ٣٧ آیۃ (فلپ نے
ہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے اُس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا
وں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے) پھر ٩ باب ٥ و ٦ آیۃ اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو
ون ہے خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے (پینے کی کیل پر لات مارنا
یرے لئے بُرا ہے اُس نے کانپ کر اور حیران ہو کر کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ
یں کروں) خداوند نے اُسے کہا الخ اور ١٠ باب ٦ آیۃ میں لکھا ہے کہ وہ ایک شمعون
باغ کے یہاں جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے مہمان ہے (جو کچھ تجھے کرنا چاہیے وہ
جھکو بتاوے گا) اب وے الفاظ جو آیات کے بیچ حلقہ میں ہیں گریسباخ اور شونز کے
ول کے مطابق الحاق ہیں انتہی قول گوشن صاحب۔

پھر فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اِن الفاظ اور آیات مذکورہ کے سوا بعض اور آیات اور
جملے ہیں جو بعض محققین کے قول کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کا ٨ باب ١ سے ١١ تک
پھر یوحنا کا ٥ باب ٤ آیۃ پھر متی کا ٦ باب ١٣ آیۃ کے اُن الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت
ور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاق کا گمان ہے پھر متی کے ٢٧ باب ٣٥ آیۃ میں یہ الفاظ
ہ نبی کی معرفت جو کہا گیا پورا ہووے الیٰ آخر آیت یوحنا کے ١٩ باب ٢٤ آیۃ سے متی میں
نقل ہوئے ہیں اور بعض آیات اور الفاظ مقدم و موخر بھی ہوئے ہیں مثلاً
باب پہلی آیۃ کے یہ الفاظ کہ جسم کے خو یہ نہیں بلکہ روح کے طور پر چلتے ... باب کی
چوتھی آیت سے مقدم ہوئے ہیں اور پھر پہلے قرنتیوں کا ١٠ باب ٢٨ آیۃ میں یہ جملہ کہ

لے ٹامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے بھی ہوٹ بی عالم عیسائی کے قول سے لکھا ہے کہ یہ فقرہ لوقا کی انجیل میں نہیں ہے
بہت نسخوں انجیل متی میں ہے ١٢

Marfat.com

زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے اسی باب کی ۲۶ آیت سے متاخر اور مکرر ہوا ہے
رومیوں کے ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتوں کے حق میں گرسباخ کہتا ہے کہ پندرہ
کے شروع میں تھیں اور متاخر ہو کر سولہویں باب میں داخل ہوئیں مگر شولز کہتا ہے
اُن کا اصل موقع وہی ۱۶ باب کے آخر میں ہے۔ اس کے سوا اور بھی الفاظ و جملے ہیں
جن پر تبدیل یا الحاق کا شبہہ آتا ہے تمت کلامہ ان سب باتوں کو میں نے کتاب اختتام
دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء سے نقل کیا
ہے اور ان دنوں ایک اور کتاب میں بھی یہ بیان دیکھا یعنے پادری عماد الدین عیسائی
مذہب نے بھی اِن سب آیات محرفہ مرقومہ بالا کو کتاب اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری
فانڈر صاحب سے نقل کر کے اپنی کتاب تحقیق الایمان چھاپہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور
۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶ میں لکھا ہے۔ مگر بہت عیب پوشی کے ساتھ چنانچہ اوّل یوحنا ۵ باب
۷ و ۸ کو سب کے نیچے لکھا ہے تاکہ کچھ چھپا رہے اور اسی طرح ہدایت المسلمین مصنفہ پادری
عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱-۱۰۳ میں بھی یہ سب آیات محرفہ مرقوم ہیں پھر پادری
فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ورئیس
ریڈنگ (یعنے غلطی کاتبان) بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے
کہ صحیح کون ہے انتہےٰ۔ پھر صفحہ ۱۳۱ میں فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے یوحنا کے
۵ باب کی ۷ و ۸ آیتیں اور یوحنا کے ۸ باب کی پہلی سے ۱۱ آیت تک اکثر مصححین مشتبہ
جانتے ہیں۔ اِن کے سوا صرف دو آیات اور ہیں جن کی صحت پر شبہہ ہے یعنے یوحنا
کے ۵ باب کی ۴ آیت اور اعمال کے ۸ باب کی ۳۷ آیت اور پھر دو مقام ہیں جن کی
بابت نہ صحت کا بلکہ صرف مقدم اور موخر کا شبہہ ہے یعنے رومیوں کے ۸ باب کی پہلی
آیت اور ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ان چار آیتوں کا غیر
صحیح ہونا یقین نہیں صرف شبہہ ہے اس لئے کہ وے آیات سب قدیم نسخوں میں
نہیں پائی گئی ہیں اور فرض کریں کہ فی الحقیقت غیر صحیح ہوں تو اُن کے مضمون سے
ظاہر ہے کہ اُن کے غیر صحیح ہونے کے سبب نہ انجیل کی کوئی تعلیم نہ کوئی حکم اور نہ کوئی

Marfat.com

گذارش بدل گئی ہے انتہے۔ از اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ اور ان کے سوا یوحنا ۷ باب ۵۳ سے ۸ باب ۱۱ آیت تک الحاقی ہیں اور ارازمس اور کالون اور بیضا اور گروٹیس اور لیکلرک اور وٹستین اور سمار اور شولز اور ہورس اور ہین لین اور پالس اور شمڈ اور اور علما جن کا ذکر دلفی نس اور کوچر نے کیا ہے سچائی ان آیتوں کی نہیں مانتے تھے اور بہت پُرانے ترجموں میں جو مختلف زمانوں کے ہیں یہ آیت نہیں پائی جاتی گریز اٹم اور تہیو فلکٹ اور نونس نے جو تفسیریں انجیل یوحنا پر لکھی ہیں اُن میں ان آیتوں کی شرح نہیں کی اور نہ جو حوالہ ان آیتوں کا لیا ہے اور ٹرٹیل ین اور سائی پرن نے جو رسالے زنا اور عفت کے باب میں لکھے ہیں ان آیتوں سے تمسک کہیں نہیں پکڑا اور یہ آیت اگر اُن کے نسخوں میں ہوتی تو یقیناً اُن کو سند میں ذکر کرتے۔

یوحنا ۵ باب ۔ ۹ اور ۸ باب ۲ ۔ ۱۲ الحاقی ہیں اس کا ذکر اور انجیل نویسوں نے نہیں کیا اور نہ اُس مشہور ترجمے میں جو قدیم سُریانی کا پیسکیٹو یعنے صحیح اور بجنسہ کہلاتا ہے یہ دونوں مقام انجیل یوحنا میں ہیں فقط اور یوسیبیس اور اور قدیم علما عیسائی اس مقام میں اور ایسے ہی بعضے مقاموں کی صحت میں شک ظاہر کرتے ہیں از تفسیر انگریزی ٹامس اسکاٹ آہ دیکھیے کہ الحاق آیہ نامہ اوّل یوحنا باب پنجم سے مسئلہ تثلیث مشکوک ہوگیا یہ سمجھکر کہ اور مقامات جہاں جہاں تثلیث کا ذکر ہے اگر صحیح ہوتے تو اُنہیں کو کافی سمجھ کر اس جعلی بناوٹ کی ضرورت نہوتی اور لاودقیون کے خط میں جو کچھ تعلیمات لکھے تھے وہ سب باقی نہ رہے کیونکہ اگر وہی تعلیمات پلوس کے اور خطوں میں بھی مرقوم ہوتے تو گلتیوں کو (۴ باب ۱۶) تاکید نہوتی کہ لاودقیون کے نام والا خط بھی تم پڑھو اور اسی طرح اُن تعلیموں کے ضایع ہونے کا حال بھی سمجھنا چاہیے جو قرنیتوں کے نام تھا اور اب موجود نہیں ہے دیکھو اوّل قرنتی ۵ باب ۹ اور یوحنا ۸ باب ۱ ۔ ۱۱ الحاقی ہونے سے ایک مسئلہ باطل ہوگیا اور ... سے ایک خبر غلط ہوگئی اور اعمال ۸ باب ۷ ۔ ۳ سے ابنیت اور اوّل طمطاوس ۳ باب ۱۶ سے الوہیت مشکوک ہوگئی اور علیٰ ہذا القیاس ہر غلطی کے بموجب کسی قدر تبدیل ضرور ہے پھفانڈر صاحب کے اس قول سے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور بہر حال تمام

Marfat.com

یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے (اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۴۰) خلاصہ اِس قدر تعلیمات انجیل سے ضایع ہوئیں اور جو مرقوم ہیں اُن میں کسقدر غلط ہیں بچہ کہ کتنی تعلیمات انجیل میں موجود نہیں ہیں مثلاً اصطباغ قایم مقام ختنہ اور عشاء ربانی قایم مقام عید فصح اور اتوار قایم مقام ہفتہ وغیرہ اگر یہ تعلیمات صحیح ہیں تو الہامی ہوں گی مگر اناجیل میں نہیں لکھی ہیں اب اگر ہم اناجیل کو کافی سمجھیں تو یہ سب تعلیمات باطل ہو جائیں گی اور اگر انہیں صحیح جانیں تو اناجیل ناتمام رہجائیں گی ان کے سوا پراٹسٹنٹ بشپ مائسک صاحب جو فرماتے ہیں کہ دین کے معاملہ میں چھ سو امر ہیں جنہیں کلیسا نے مقرر کیا اور کتاب مقدس میں اُن کا کہیں ذکر نہیں ہے انتہے (مرآت الصدق صفحہ ۱۸۱) پس کہہ سکتے ہیں کہ بہی مطالب کتاب کے بدل گئے جبکہ انجیل میں اب وہ لکھے نہیں ہیں اور نہ صرف ایک یا دو بلکہ چھ سو اور اسی طرح پلوس کے وہ سب تعلیمات ضایع ہوئے جو قرنیتون کو پہلے خط میں لکھے تھے جس کا ذکر اوّل قرنیتوں کے ۵ باب ۹ میں ہے زونگلیس اور بڑا اسطٹنٹ کہتے ہیں کہ نامور پلوس میں سب کلام پاک نہیں اور چند چیزوں میں اُس نے غلطی کی ہے۔ انتہے۔

لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۷ء کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۸۳ میں قول ارجن کا یوں نقل کرتا ہے کہ فرقہ ابیونی کے دونوں گروہوں نے پلوس کے نامجات کو رد کیا تھا اور پلوس کو دانا اور نیک آدمی نہیں جانتے تھے اور پھر اُسی صفحہ میں قول یوسی بیوس کا نقل کرتا ہے کہ یہ فرقہ پلوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو توریت سے پھرا ہوا کہتا تھا اور جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ میں لکھتا ہے کہ قدمار نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ یہ فرقہ پلوس اور نامجات پلوس کو رد کرتا تھا اور موشیم صاحب کی تاریخ جلد ا صفحہ ۷۰ سے معلوم ہوا کہ فرقہ ابیونی اوّل صدی عیسوی میں تھا۔

چونکہ اس آخر انیسویں صدی عیسوی میں کتب الہامی سابقہ کی انگلستان میں نظر ثانی ہوئی ہے اس کی کیفیت انڈین اسٹی لیس مطبوعہ ماہ جون ۱۸۷۶ء نمبر ۱۶ میں عبارت ذیل مرقوم ہے کہ ان دنوں جو علماء نصارے عہد جدید کی ترمیم کر رہے ہیں

Marfat.com

…ہوں نے آخری سات آیتیں مرقس کے اخیر باب کی جعلی سمجھکر نکالڈالی ہیں یہ وہ
آیتیں ہیں جنپر خاص لوگ اپنے مذہب کی بنیاد سمجھتے تھے اُنہیں علمار نے خطوط میں سے
وہ آیت الحاقی نکالی ہے جو کیتی کزم میں تثلیث کے ثبوت میں درج ہے انتہے۔
مسٹر فلک پطرس پر الزام غلطی اور جہالت انجیل کا لگاتا تھا برنٹسس کہ جس کو
…ویل صاحب نے فاضل اور مرشد سنجیدہ کہا ہے کہتا ہے کہ پطرس سردار حواریوں اور
برنباہ نے بھی بعد نزول روح القدس کے مع کلیسیائے یروسلم کے غلطی کہائی۔
…مان کالون کہتا ہے کہ پطرس نے کلیسیا میں بدعت بڑہائی اور آزادگی عیسوی کو نوبت میں
…الا اور توفیق عیسوی کو دو پہینکا اور پطرس اور برنباہ اور اوروں کو ملامت کرتا ہے ہیگڈ ی
…بنس حواریوں خصوصاً پلوس پر الزام غلطی کا لگاتے ہیں واسے ٹیکر کہ بڑا عالم فرقہ پروٹسٹنٹ
…اسے کہتا ہے کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے
…غلطی کی ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بھی بلکہ حواریوں نے بھی جو غیر اسرائیلیوں کی دعوت
…رف ملت مسیحی کے کی اور پطرس نے اور بھی غلطی رسوم میں کی اور یہ بڑی غلطیاں حواریوں
…سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہیں انتہے۔ اور گلیتیوں کے ۲ باب ۱۱-۱۴ میں مقدس پ
…رسول فرماتے ہیں جب پطرس انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو اُس سے مقابلہ کیا
…کہ وہ ملامت کے لایق تھا کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ کئی شخص یعقوب کی طرف سے آئے
…غیر قوم والوں کے ساتھ کہایا کرتا تھا پر جب وے آئے تو مختونوں سے ڈر کر پیچھے ہٹا اور
…الگ ہو گیا اور باقی یہودیوں نے بھی اُسی کی طرح دورنگی کی یہاں تک کہ برنباس بھی
…اُن کی ریا میں شریک ہوا انتہے اب دیکھیئے کہ پطرس اور کلیسیا کے لوگوں اور برنباس
…اُس کی ریاکاری کی پلوس آپ گواہی دیتے ہیں تو بھی پطرس کے دو خط الہامی نوشتوں
…میں شامل ہیں۔

سکرمنٹ ۵

دیندار عیسائیوں کا بھی عہد نامہ جدید یعنی اناجیل اور نامجات میں تحریف کرنا ثابت ہے

Marfat.com

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝	پس کیا طمع رکھتے ہو تم کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے اور ایک فرقہ اُن میں سے سُنتا کلام اللہ کا اور پھر اُسکو بدل ڈالتا بوجھ کر اور اُن کو معلوم ہے۔

سورہ بقرہ رکوع ۹ تفسیر جلالین میں سے

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ يُغَيِّرُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ فَهِمُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ مُفْتَرُونَ ڈیعنے اُن معلوم تھا کہ ہم یہ جھوٹی عبارت ملاتے ہیں از ہدایت المسلمین صفحہ ۲۳۸ اختلاف عبارت کے سببوں میں سے بموجب قول مکیلس صاحب کے بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جائے اور خاصکر انجیلوں کو اس طریقہ سے نقصان پہونچا اور سنٹ پال (یعنے پلوس) کے ناموں کو اکثر مقامات میں سے اس لئے الٹ پلٹ کیا گیا ہے کہ اُس کے عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سپٹوا جنٹ ترجمہ کی بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں سپٹوا جنٹ ترجمہ سے مطابق کریں بعض نکتہ چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اس طرح اختلاف عبارت ڈالدیئے کہ اُن کو ترجمہ ولگٹ کے مطابق تبدیل کر دیا بعض نکتہ چین ناقلوں نے نادرست کلاموں کو صرف صحیح ہی نہیں کیا بلکہ عمدہ طرز کلاموں کو بجائے غیر عمدہ طرز کلاموں کے بدلدیا اور اسی طرح اُنہوں نے اُن الفاظ کو جو اُن کو فضول معلوم ہوئے یا جن کے فرق کو وہ نہ سمجھے لکھنے سے چھوڑ دیا خصوصاً عبری نسخوں میں اختلاف عبارت کا بڑا سبب یہ ہے کہ سطروں کا اندازہ برابر رکھنے کے لئے سطروں کے اخیر میں زیادہ لفظ بڑھا دیئے جاتے تھے پھر ایک سبب اختلاف عبارت ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فرقہ کے مطلب برائی کے لئے واقع کی گئیں خواہ وہ فرقہ درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو یہ بات تحقیق ہے کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے ہیں قصداً بعض حسابیاں کیں جو خرابیاں یا تبدیلیاں اس

ریشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اُس کو تقویت ہو یا جو اعتراض اُس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہ ہو سکے انتہے۔ بعینہٖ نقل قول ہارن صاحب جلد دوم صفحہ ۳۲۱ وغیرہ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء اور جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ ۱۸۲۵ء پھر ہارن صاحب اُسی صفحہ میں عہد جدید کے الحاقات کا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ایسے ہی بہت سے الحاق حواریوں کے اعمال میں ہوئے جو صحیح کرنے کے خیال سے وقوع میں آئے انتہے۔

ہارن صاحب کے انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے مرقس ۱۳ باب ۳۲ میں سے بعض الفاظ نکال ڈالے ہیں کیونکہ وہ ایرین کے مذہب کی تائید کرتے تھے لوقا ۱ باب ۳۵ میں کچھ لفظ بڑھائے گئے ہیں واسطے رد کرنے مذہب نی شینز کے لوقا ۲۲ باب ۴۳ بعض نسخوں میں سے نکال ڈالا ہے تاکہ مسیح کی الوہیت میں شبہ نہ رہے متی ۱ باب ۱۸ میں سے لفظ ہم بستر ہوں اور ۲۵ میں سے اس کا پہلوٹھا نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مریمؑ کے کنواری رہنے پر شبہہ نہ رہے۔

گاڈفری ہگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۱۹۴ میں فرماتے ہیں کہ اول یوحناہ باب ۵ رومی گرجے والوں کے پادریوں نے غالباً یہ دغا گستاخانہ کی تھی تو تھرنے اپنی مشتہر کی ہوئی انجیل میں اس کو چھوڑ دیا اور کہتے ہیں کہ بوقت نزع اُس نے اپنے پیروں سے بہ نہایت التجا درخواست کی کہ میرے نام سے اس کو مندرج نہ کریں مگر اس پر التفات نہ کیا گیا یہ منجملہ تیس ہزار اختلاف قرارت کے صرف ایک ہے جس کو پادری تسلیم کرتے ہیں کہ صحیفہ در انجیلوں میں موجود ہیں کتاب کوڈکس مانٹ فورٹی انیس میں جو اب ڈبلن کے عام کتب خانہ میں موجود ہے عمداً متن کتاب کی تائید کے لئے جعل کیا گیا تھا (مارش کا رسالہ دیکھو) حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۸ دفعہ ۱۹۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء۔ ہارن صاحب کی چوتھی جلد مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے ایک پورا جملہ مابین انجیل لوقا ۲۱ باب ۳۳ و ۳۴ آیت میں گر گیا ہے اُس کو متی ۲۴ باب ۳۶ یا مرقس ۱۳ باب ۳۲ آیت سے بڑھانا چاہیے تاکہ لوقا اور انجیل نویسوں کے موافق ہو جائے پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس بڑے نقصان میں لوقا سے تمام محققین

اور مفسروں سے چشم پوشی کی تھی یہانتک کہ ڈاکٹر سیلر نے اُس پر توجہ کی انتہی۔
گریسباخ نے متی ۲۷ باب ۳۵ میں سے اس عبارت کو تاکہ جو نبی نے کہا تھا
کہ انہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹے اور میرے لباس پر قرعہ ڈالا الحاقی مانا ہے
صاحب دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ میں لکھتے ہیں کہ
عبارت (۱) یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سریانی اور کاپٹک اور سہی ڈک اور اتہیوپک اور
روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور بعض نسخوں مطبوعہ میں اور ترجمہ عربی
کے سب نسخوں خطی اور اُس نسخہ مطبوعہ میں جو بشپ والٹن کی پالی گلاٹ میں چھپا ہے
اور ترجمہ فارسی پالی گلاٹ میں متروک ہے اور گریگ اسم اور نیتوس مُبصرا اور یوتیہمس اور
تہیوفلکٹ اور اوریجن اور ارنیوس کے پُرانے مترجم اور اگستاین اور جوون کوس کے حوالوں
میں بھی یہ عبارت نہیں ہے گریسباخ نے جو اُس کو بلا شبہہ ساختہ (یعنے جھوٹا) سمجھ کر
چھوڑا خوب کیا اور اول قرنیتوں کے ۱ باب ۲۸ میں یہ عبارت کہ زمین اور جو کچھ اُس میں
ہے خداوند کی ہے الحاقی قرار دیکر خارج سمجھی ہے چنانچہ ان دونوں الحاقوں کا حال
ہارن صاحب نے اپنی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۷ اور صفحہ ۳۳۱ میں لکھا ہے لوقا
۲۳ باب ۷ کوڈکس الکسندریانوس اور کریوس اور استیفنی اور ترجمہ کاپٹک اور سہی ڈک
اور پُرانے ایٹالک کے نسخہ ارسلنیسیس میں نہیں ہے اور مرقس ۹ باب ۲۶ کا کوڈکس
واٹیکانوس نمبر ۱۲۰۹ اور کوڈکس استیفنی اور واٹیکانوس نمبر ۳۵۴ میں اور سات اور
نسخوں میں اور ترجمہ کاپٹک اور ایک نسخہ ایٹالک میں نہیں ہے اور اُسے تہیوفلکٹ
نے چھوڑ دیا ہے اور متی ۵ باب ۳۰ کوڈکس بیزی میں نہیں ہے اور بعض نسخوں میں
اور کلیمنس اسکندریانوس اور اوریجن اور یوسی بیس کے حوالوں میں متی ۶ باب ۳۳
بعد یہ عبارت زاید ہے بڑی چیزیں ڈھونڈو اور چھوٹی چیزیں بھی تمہیں دیجائیں گی
آسمانی چیزیں ڈھونڈو اور زمینی چیزیں بھی تم کو عطا ہونگی چنانچہ ہارن صاحب نے
دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۳۲۷ اور ۳۲۸ اور ۳۳۲ میں اس کو
کیا ہے۔

یوحنا ۸ باب ۵۹ میں یہ عبارت کہ اُن کے بیچ ہو کر اور یوں چلا گیا الحاقی مانی گئی ہے
(اغلاط نامہ وارڈ صاحب صفحہ ۱۸) اور بیسینا نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بہت پرانے نسخوں
میں پائے جاتے ہیں مگر میں بموافق رائے ارازمس کے جانتا ہوں کہ یہ الفاظ اُن کے
بیچ میں ہو کے لوقا ۴ باب ۳۰ سے لئے گئے ہیں اور کاتب نے حاشیہ پر لکھے ہوئے
دیکھکر اُن کو غلطی سے متن میں داخل کر دیا ہے اور یہ الفاظ اور یوں چلا گیا کسی نے
واسطے ربط دینے اس باب کے باب دوسرے سے ملا دئے ہیں اور میں اس خیال
میں فقط اس جہت سے نہیں پڑا کہ کریزاسٹم اور اگستاین نے اس جملہ کا ذکر نہیں
کیا بلکہ اس واسطے بھی کہ وہ غالباً بے ربط ہے کیونکہ جب وہ پوشیدہ ہو گیا تھا تو پھر
اُن کے بیچ میں سے ہو کے کیسا نکل گیا اس طرح بیضا جھگڑا کرتا ہے اور اُس کے
معتقدین نے جو ۱۵۵۶ء اور ۱۵۶۲ء اور ۱۵۶۷ء اور ۱۵۷۹ء میں ترجمہ انگریزی چھاپا
بموافق اُس کے قول کے ان لفظوں کو گرا دیا تھا مگر بعد اُس کے ۱۵۸۰ء اور ۱۵۸۲ء میں
پھر ان لفظوں کو داخل کر لیا انتہے۔

غرضکہ الہامی کتابوں میں انسانوں کی طرف سے جان بوجھ کر ایسا گھٹانا بڑھانا
شاید تعجب کا مقام ہو گا چنانچہ اول طمطاؤس ۵ باب ۲۳ میں ہے اور اب سے تو
صرف پانی نہ پیا کر بلکہ اپنے معدے اور کمزوری کے سبب تھوڑی شراب پی انتہے
یہ عجیب الہام ہے کہ شراب پینے کی اجازت دیتا ہے اگر معدے کی کمزوری کے
سبب شراب پینا ضرور ہوا تو کیا دمڑی کا چورن سونٹھ کا پانی بازار سے نہیں لے
سکتے تھے اور ۲ طمطاؤس ۴ باب ۱۳ میں ہے وہ لبادہ جسے میں نے ترواس میں
کرپس کے یہاں چھوڑا اور کتابیں خاصکر چمڑے کے ورق لیتے آئیو انتہے
۲ طمطاؤس ۴ باب ۲۰ میں ہے اراسٹس قرنتس میں رہا ترفمس کو میں نے ملیتس
میں بیمار چھوڑا انتہے۔ اور ۲ قرنتیون کا ۸ باب ۸ میں ہے میں کچھ حکم کے طور پہ نہیں بلکہ
اوروں کی سرگرمی کے سبب اور تمہاری محبت کی حقیقت آزمانے کے لئے یہ
کہتا ہوں انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ شاید الہام نہیں امتحان سے کیونکہ الہام

Marfat.com

میں اس کی گنجایش کہاں کہ حکم کے طور پر نہیں الخ اور اول قرنیتوں کا ۷ باب ۱۲ پر باقیوں کو خداوند نہیں میں کہتا ہوں الخ یہ بھی صرف پلوس کی طرف سے الہام ہوتا تو خداوند کی طرف سے ہوتا فقط اور مثل اس کی اول قرنیتوں کے میں بھی ہے وغیرہ۔

یعقوب ۵ باب ۱۴ میں ہے اگر کوئی تم میں بیمار پڑے تو کلیسیا کے قسیسوں بلوائے اور وے اُس پر خداوند کے نام سے تیل ڈالکر اُس کے لئے دعا مانگیں ا اس حکم کے حق میں جناب مارٹین لوتھر اپنی کتاب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ گو یعقوب کا ہو مگر میں جواب دیتا ہوں کہ حواری کو نہیں پہونچتا کہ اپنی طرف سے سکرمنٹ (یعنے حکم شرعی) بناوے یہ منصب صرف حضرت عیسے کا تھا فقط دیکھئے اگر یعقوب حواری کا کلام موافق الہام اور وحی کے ہوتا تو ہرگز پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ یعنے مارٹین لوتھر صاحب اُس سے ایسا انکار نکرتے اور جبکہ یعقوب کا یہ حال ہے تو بر حال مرقس و لوقا کے جو کہ حواری بھی نتھے اور یہی حال پلوس مقدس کا بھی ہے کہ جنہیں...... یعقوب نے خادم دین بنایا تھا کیونکہ شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں نہ نوکر اپنے خاوند سے متی ۱۰ باب ۲۴ (اول قرنیتوں کا ۱۵ باب ۹ اول طمطاؤس ۱ باب ۱۳) پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ پلوس اُن بارہ تخت نشینوں میں بھی نہیں ہیں جن کے لئے مسیح نے متی ۱۹ باب ۲۸ میں وعدہ کیا تھا بلکہ یہوداہ اسکریوطی اُن بارہوں میں شامل تھا جن کی طرف مسیح نے مخاطب ہوکر کہا کہ تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے الخ

جناب مارٹین لوتھر پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کے نامۂ یعقوب کو کہتے تھے کہ وہ تو گھاس پھونس ہے (یعنے بہت ہی بے اعتبار اور بے قدر ہے) اور سلف سے بہت عالم عیسائی نامۂ یہوداہ کے منکر تھے اور تاریخ بیبل مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ء میں ہے کہ گروتیس کہتے ہیں کہ یہ نامہ یہوداہ کا ہے جو پندرھواں اسقوف یروسلم کا سلطنت آدرین میں تھا وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ کے صفحہ ۳۷ میں لکھتا ہے کہ پومرن شاگرد رشید لوتھر

علمائے کبار فرقہ پراٹسٹنٹ سے ہے لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات میں تمام کرتا
والی کتابوں کا ایسا مختلف دیتا ہے کہ جس میں روح القدس نہیں رہ سکتا اس لئے
نامہ الہامی کتابوں میں نہ گنا جائے اور دی ٹس تھیوڈورس پراٹسٹنٹ واعظ زم برگ کا
تا ہے کہ مشاہدات یوحنا اور نامہ یعقوب کو ہم نے قصداً چھوڑ دیا ہے اور نامہ یعقوب فقط
س ہی جا میں جہاں اُس نے کاموں کو ایمان پر بڑھایا ہے قابل ملامت کے نہیں بلکہ
ں میں مسئلے اور مطالب ایک دوسرے کے ضد پائے جاتے ہیں انتہٰی - چوتھی صدی
کونسل لوڈیسیا نے جو ۳۶۴ء میں جمی تھی کتاب مشاہدات کو معتبر نہیں مانا اور سیرل
سرل اور تمام کلیسیا یروسلم کی سرل کے وقت میں اور اُن کے سوا اوروں نے اس کتاب
رد کیا اور جیروم کے عہد میں بھی بعضے کلیسیاؤں نے مطلق نہیں مانا اور اسی طرح ڈیونیسس
بتاتا ہے کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات کو علیحدہ کر دیا اور اُس کے رد میں
کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہ سب بے معنے اور بڑا بھاری حجاب جہالت کا ہے اور
نسبت اُس کی طرف یوحنا حواری کی جھوٹ ہے اور مصنف اُس کا نہ کوئی حواری نہ کوئی پاک
می نہ کوئی شخص مسیحی بلکہ سرن تھس ملحد نے نام یوحنا کا لگا دیا ہے (تاریخ یوسی بیوس کتاب
ب ۲۵) لارڈنر اپنی کتاب کی جلد ۴ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء میں لکھتا ہے کہ
مشاہدات یوحنا پرانے سریانی ترجمہ میں نہیں ہے اور نہ باربی بریوس اور یعقوب نے اس
پر شرح لکھی ہے اور ایبد جسو نے بھی اپنی فہرست میں نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم وسوم
یوحنا اور نامہ یہوداہ اور مکاشفات یوحنا کو چھوڑ دیا ہے اور یہی رائے اور سریانیوں کی ہے اور
اکثر بسن کہتا ہے کہ سریانی کلیسیا نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم وسوم یوحنا اور نامہ یہوداہ اور
مکاشفات یوحنا کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور عرب کے کلیسیاؤں کا بھی یہی حال تھا اور
پروفیسر ایوالڈ نے بڑی تحقیق سے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ہرگز تصنیف [illegible]
تصنیف یوحنا حواری کی نہیں لیکن ۳۹۷ء میں کونسل کارتھیج نے اس [illegible] اور کتاب وزڈم اور
کتاب ٹوبیاس اور کتاب باروق اور کتاب ایکلیزیا سٹیکس اور دونوں کتابوں مقابیں
کو واجب التسلیم مان لیا تھا حالانکہ فرقہ پروٹسٹنٹ سوائے مکاشفات کے ان سب

Marfat.com

کو نہیں مانتے دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ مصنفہ پادری ڈاکٹر متھیو پادری ڈبلیو مشن پریس مرزاپور ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۰ سوال ۲ کے سوال و جواب ۱۵ میں لکھا ہے کہ روم کی میں کئی ایک تصنیفات جنہیں اپاکریفا کہتے ہیں پاک کتابوں کے ساتھ جلد میں باندی کیا اُن کو خدا کا کلام جاننا چاہیے۔

جواب۔ نہیں کیونکہ اُن کی کوئی عبرانی اصل تو ہے نہیں یہودی لوگ اُن کتابوں کو نہیں اور وے خدا کے کلام کے امانت دار تھے پھر وہ الٰہی مہر جو الکتاب میں ہے اُن میں نہیں سوا اس کے یہ تصنیفات ملاکی نبی کے زمانہ کے بعد ظہور میں آئیں اگرچہ نبی موصوف یہودیوں سمجھ میں آخری تھا اور اُس کی کتاب ختم النبوت ہوئی اور پھر ان تصنیفات میں کوئی جھو خلاف و ناپاک باتیں جو الکتاب کی باتوں سے صاف مخالف ہیں لکھی گئیں انتہے۔

اور لارڈنر جلد ۴ صفحہ ۵۴ ۴ میں لکھتا ہے کہ نانۂ فلیمان کو بعض اشخاص واجب التسلیم نہ تھے انتہے اور عجیب یہ ہے کہ یہ کتابیں عہد جدید کے عہد تصنیف سے ایک زمانہ دراز تک مجلد اور مجتمع نہیں ہوئیں اور بعد گذرنے اس قدر مدت دراز یعنے صدہا سال کے جو کہ زیادہ تر نامعتبری کتاب مشکوکہ کا سبب ہوتا ہے کونسا ثبوت کامل صحت کتب کا ہات آیا جب مجلد اور مجتمع کر لی گئیں کیونکہ جو زمانہ اُن کے ثبوت اعتبار کا تھا تب تک نامعتبر رہیں او جب اُن کی تحقیقات صحت کا وقت گذر گیا تب معتبر ٹھہرائی گئیں پادری صاحبوں کے اخبار نور افشاں مطبوعہ لدھیانہ ۲ مارچ ۱۸۷۶ء مطبع امریکن مشن صفحہ ۷ کالم ۲ میں پادری وہیری صاحب لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر کوئی شخص ثابت کرے کہ انجیل بالکل بدل گئی یا وہ کتاب الہام سے نہیں لکھی گئی اور بالکل ماننے کے لائق نہیں ہے تو بھی عیسائی مذہب قائم رہے گا اس بات سے تعجب نکرو کیونکہ عیسائی دین کا قیام صرف انجیل پر موقوف نہیں ہے جب ایک چیز ایک چیز سے بیشتر ہے تو پہلی چیز پچھلی چیز کی محتاج نہیں اسی طرح عیسائی دین انجیل سے بیشتر ہے وہ بھی اُس کا محتاج نہیں۔ دین عیسوی انجیل کے لکھے جانے کے بیشتر تھا اور اُس پر موقوف نہیں اور اگر ہمارے پاس یہ کتاب بھی نہو تو بھی ہمارا دین سچا ہے انتہے (نقل بعینہ قول پادری وہیری صاحب)

چونکہ پیشتر اس کتاب میں ایک فہرست ۱۳۲ کتب جعلی عہد جدید درج ہو چکی ہے
دیکھو کلیسیا ہ سکرمنٹ ۱) علاوہ اس کے مشنری اخبار نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۲۷
جولائی ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۳۶ میں پادری ویری صاحب نے لکھا ہے کہ جعلی تصانیف
مذکورہ کے سوا واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی اور پانچویں وغیرہ صدیوں میں چند اور اسی قسم
کی کتابیں بھی تھیں پر چونکہ وہ سب پیچھے انجیل مروجہ کے شائع ہوئیں ان کا بیان
اس مقدمہ میں کرنا فضول ہے چنانچہ یہاں صرف چند نام قلم بند کئے جاتے ہیں۔
تاریخ یوسف نجار۔ خط[1] پانٹوس پلاطس گرفتگی پلاطس۔ وفات[2] پلاطس۔ قصہ[3] یوسف
مقام نجات دہندہ۔ اعمال[4] برنباس۔ اعمال[5] فلب یونان میں۔ اعمال[6] اندریاس و متی۔
اعمال متی۔ انجام[7] تہوما۔ اعمال[8] تہدی۔ مکاشفات[9] موسے۔ مکاشفات اسدارس۔ مکاشفات[10]
پطلی۔ مکاشفات[11] مریم۔ مکاشفات[12] دانیل۔ گریز[13] مریم۔ انجیل[14] باسلدہ۔ انجیل[15] لوکیاس۔
انجیل[16] ہیسخیوس۔ قرعہ رسولان۔ قانون رسولان۔ چند ایک ان میں سے جاری ہیں اور بعضے
گم ہیں اور جس کو شوق دیکھنے کا ہو پادری صاحبان لاہور سے درخواست کرے اور وے البتہ
خوشی سے دکہلا دیں گے انتہے اس کے سوا ہارن صاحب نامہ دوم و سوم برنباس کا ذکر
کرکے لکھتے ہیں کہ یہ نامے بھی اب تک موجود ہیں پس ۱۳۲ میں یہ ۲۳ کتابیں اور دو نامے
برنباس بھی شامل کریں تو سب جعلی کتابیں عہد جدید کی ۱۵۷ ہوئیں۔

سکرمنٹ ۶

اختلاف آیات اناجیل

متی ۴ باب ۱۸ و ۱۹ میں ہے کہ مسیح نے دریا پر سے جال ڈالے ہوئے پطرس اور اندریاس
کو دیکھکر بلایا۔ اور یوحنا ۱ باب ۳۵-۴۲ میں ہے کہ اندریاس تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا
شاگرد تھا اور وہی اپنے بھائی پطرس کو مسیح کے پاس لایا۔ متی ۸ باب ۵ میں ہے ایک
صوبہ دار اپنے چھوکرہ کو چنگا ہونے کے لئے بذات خود مسیح کے پاس کہنے آیا اور لوقا باب ۷
۱ میں ہے کہ صوبہ دار نے پیشتر چند یہودیوں اور بعد اس کے اپنے دوستوں کو مسیح کے

Marfat.com

پاس بھیجا اور خود نہیں آیا۔ متی ۱۱ باب ۱۴ میں ہے کہ حضرت یحییٰ نے کہا کہ میں الیاس
نہیں ہوں اور یوحنا ۱ باب ۲۱ میں ہے کہ الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے یعنے حضرت یحییٰ
تعجب یہ ہے کہ اگر حضرت یحییٰ الیاس تھے تو پہاڑ پر جو الیاس اور موسےٰ اور حضرت عیسےٰ
کو نظر آئے یہ دوسرے الیاس کون تھے مرقس ۹ باب ۴ لوقا ۹ باب ۳۰ متی ۲۱ باب ۱۶
میں ہے کہ بچے اور شیر خواروں کے منہ سے تو نے تعریف کروائی اور لوقا ۱۹ باب ۴۰ میں
کہ پتھر چلائیں گے یعنے شیر خواروں کے بدلے میں پتھر لکھا ہے۔ متی ۲۶ باب ۴۴ میں ہے
کہ دونوں چور جو مصلوب ہوئے مسیح کو برا کہتے تھے اور مرقس ۱۵ باب ۲۷ میں بھی یہی ہے
مگر لوقا ۲۳ باب ۳۹ - ۴۳ میں ہے کہ ایک چور نے برا کہا اور دوسرے نے اچھا تب مسیح
نے اُس سے کہا کہ آج تو میری ساتھ بہشت میں ہوگا انتہے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے
کیونکہ یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں ہے کہ مصلوب ہو کر تین دن قبر میں رہکر جب مسیح پھر جی اُٹھے
تو مریم سے کہا کہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا ہوں انتہے پس یہ کہاں سچ
کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں آج تو میری ساتھ بہشت میں ہوگا لوقا ۲۳ باب ۴۳ جبکہ مسیح
مصلوب ہونے کے بعد تین دن زمین کے تلے رہے اول پطرس ۳ باب ۱۹ و ۲۰ اور
۴ باب ۶ فلپیون کا ۲ باب ۱ پس وہ چور اسفل السافلین میں گیا تھا یا بہشت میں
کیونکہ مسیح مصلوبی کے بعد ۴۳ دن تک بہشت میں نہیں گئے تھے اور بہشت کا اوپر
یعنے آسمان پر ہونے کی ۲ قرنیتوں کا ۱۲ باب ۲-۴ دلیل ہے اور منکرین قصہ معراج رسول اللہ
صلعم کے لئے بھی یہی آیت جواب ہے رومیوں کے ۱۴ باب ۵ و ۶ میں پلوس رسول نے
دنوں کا ماننا جائز فرمایا اور گلتیوں کے ۴ باب ۱۰ میں دنوں کے ماننے کو منع کیا یہ کیسا ابہام
ہے کہ کبھی یوں اور کبھی ووں خدا تو انسان نہیں ہے جو جھوٹ بولے گنتی ۲۳ باب ۱۹ کبھی
تو پلوس فرماتے ہیں کہ میں اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ہوں
انتہے۔ ۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۵ اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں رسولوں میں سب سے چھوٹا ہوں
اور اس لائق نہیں کہ رسول کہلاؤں اوّل قرنیتوں کا ۱۵ باب ۹ پلوس مقدس نے آپ ہی
فرمایا کہ ناپاک کو مت چھوو ۲ قرنیتوں کا ۶ باب ۱۷ اور پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ پاک آدمی

Marfat.com

کے لئے سب کچھ پاک ہے الخ طیطس ۱ باب ۱۵ اسی طرح ۲ قرنیتوں کے ۱۰ باب ۱۵
کو گلتیوں کے ۴ باب ۹ سے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۰ کو اعمال ۲۱ باب ۲۶ سے اور گلتیوں
کے ۵ باب ۲ کو اعمال ۱۶ باب ۱-۳- اور لوقا ۱ باب ۴ کو لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸ سے اور
یوحنا ۵ باب ۳۱ کو یوحنا ۸ باب ۱۴ سے ملانا چاہیے اور یوحنا ۷ باب ۳۴ میں مسیح نے فرمایا
کہ تم مجھے ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکو گے انتہے۔ اور مکاشفات
۳ باب ۲۰ میں ہے دیکھ میں دروازے پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سنے اور
دروازہ کھولے میں اُس پاس اندر آؤنگا اور اس کے ساتھ کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ
کھائے گا انتہے۔ اب دونوں آیتوں کو متی ۲۸ باب ۲۰ اور متی ۲۶ باب ۲۹ میں مقابلہ کرنا
چاہیے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں ہے کہ مسیح ہمارے بدلے میں لعنت ہوا انتہے اور
پلوس مقدس اول قرنیتوں کے ۱۲ باب ۳ میں فرماتے ہیں کہ کوئی نہیں جو خدا کی روح
سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہو انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ نامہ موسومہ گلتیان پلوس
نے روح القدس کی ہدایت سے نہیں لکھا ہے اور یوحنا ۴ باب ۲۴ میں ہے کہ خدا روح
ہے اور لوقا ۲۴ باب ۳۹ میں حضرت عیسے نے فرمایا کہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ
مجھ میں دیکھتے ہو انتہے یہاں سے حضرت عیسے کی خدائی ثابت نہیں ہوتی اور مرقس
باب ۲ ۳ میں جو حضرت عیسے نے فرمایا کہ اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ
کے نہ فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے انتہے۔ چونکہ علم صفت
کی ہے نہ جسم کی پس باعتبار روح کے بھی اس لاعلمی کے اقرار سے خدائی کا عدم ثابت
ہوتا ہے اور اسی طرح متی ۲۶ باب ۷-۱۳ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں
ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں عطر لائی اور لوقا ۷ باب ۳۶ و
فریسی کے گھر میں لائی تھی مرقس ۴ باب ۱۱ و ۱۲ میں ہے اُس نے
ہیں (یعنے حواریوں کو) کہا کہ خدا کی بادشاہت کے بھید کو جاننا تمہیں دیا گیا ہے پر
اُن کے لئے جو باہر ہیں سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں تاکہ وے دیکھنے میں دیکھیں
پر بوجھیں نہیں اور کان سے سُنیں پر سمجھیں نہیں نہووے کہ وے کبھی پھریں اور ان کے

گناہ بخشے جائیں اور متی ۱۸ باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ ابن آدم یعنے مسیح آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچاوے اور اسی طرح لوقا ۹ باب ۵۶ میں بھی ہے۔ متی ۱۰ باب ۵و۶ میں ہے کہ مسیح نے جب شاگردوں یعنے حواریوں کو مناوی کرنے کے لئے بھیجا تو ان سے فرمایا کہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہونا انتہے۔ اور یوحنا ۴ باب ۴۲ میں ہے کہ مسیح آپ ہی سامریوں کے شہر میں گئے اور دو روز وہاں رہے۔ متی ۹ باب ۱۸ میں لکھا ہے ایک حاکم نے مسیح سے آکر کہا کہ میری بیٹی ابھی مرگئی تو آکر اپنا ہات اُس پر رکھ کہ وہ جی اُٹھے گی انتہے۔ اور مرقس ۵ باب ۲۲-۲۴ اور لوقا ۸ باب ۴۱-۵۱ میں لکھا ہے کہ مری نہیں بلکہ مرنے پر تھی اور مرقس ۵ باب میں صاف لکھا ہے کہ اُس کے باپ نے مسیح سے یہی کہا کہ میری بیٹی مرنے پر ہے اور لوقا ۸ باب ۴۹ میں ہے کہ جب مسیح اُس کے ساتھ ہوئے راہ میں کسی نے خبر دی کہ تیری بیٹی مرگئی استاد کو تکلیف ندے انتہے اور متاخرین محققین نے اختلاف کو ان تحریروں کے مان لیا ہے پھر بعضے اُن سے تحریر مرقس کو اور بعضے تحریر متی کو ترجیح دیتے ہیں اور بعضے اس تحریر سے دلیل پکڑتے ہیں کہ پہلی انجیل کا لکھنے والا متی حواری نہیں ورنہ ایسا مجملا نہ لکھتا اور پالس اور شلی میچر اور اولشاسن کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مری نہیں تھی بلکہ اُس کو نیند کیسی غشی تھی اور دلیل اُن کی مسیح کا یہ قول ہے کہ وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ (مرقس ۵ باب ۳۹) پس ان شخصوں کے قول کے بموجب یہاں مسیح نے مُردہ نہیں جلایا اور نینڈراوس لڑکی کی موت کا یقیناً اعتقاد نہیں رکھتا بلکہ گمان غالب اُس کا یہ ہے کہ صرف دیکھنے میں وہ مُردہ تھی اور اسی طرح متی ۱۰ باب ۹و۱۰ کے ساتھ لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸ کو اور متی[12] ۱۱ باب ۱۱ کے ساتھ لوقا ۱۸ باب ۸ کو دیکھنا چاہیے وغیرہ اب اس کے ساتھ شمہ بے ترتیبی کتاب کا حال بھی بطور مشتے نمونہ از خروارے معلوم کرنا چاہیے لوقا ۶ باب میں مسیح کا پہاڑی وعظ لکھا ہے اُس میں کی یہ پینتالیسویں[45] آیت کہ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانے سے ہے متی ۵-۶-۷ باب میں جو پہاڑی وعظ لکھا اُس میں

---

[12] از انجیل اردو چھاپہ پاپتسٹ مشن کلکتہ ۱۸۷۳ء جو مع ریفرنس چھاپی گئی ۔ ۱۲

ہیں ہے بلکہ متی ۱۲ باب ۳۵ میں ہے اور اسی طرح لوقا ۶ باب ۲۴-۲۶ بھی متی کے پہاڑی
وعظ میں نہیں ہے اور متی ۵ باب سے لیکر ۷ باب تک بیسیوں آیتین لوقا ۶ باب کے
پہاڑی وعظ میں نہیں ہیں جو چاہے دیکھ لے پس ایک ہی بات کا دو کو الہام ہوا مگر
ایک کو کچھ اور دوسرے کو کچھ اور۔

سکرمنٹ ے

انجیلی تعلیمات کے بیان میں

لوتہر کہتا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی اور پر زبون بات ہے کہ وقت تشریح پاک تعلیم کے
دنیا روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے (لوتہران سرن کان) کالون کہتا ہے اتنے ہزاروں
میں سے جو انجیل سے بغل گیری کرنے کو مشتاق نظر آئے ہیں کتنے تہوڑے ہیں
جنہوں نے اپنی زندگی کو ترمیم دی ہو نہیں بلکہ اور کس چیز کا دعوے کرتے ہیں سوا اس
کے کہ وہم کا جوا پہینک کر زیادہ بے خوف و خطر ہر ایک قسم کی شرارت اور خیانت میں
پڑے ایراسمس (یعنے ارازمس) کہتا ہے ان انجیلی آدمیوں پر غور کرو اور اُن میں سے
ایک تو مجھے دیکھاؤ جو بدکار سے نیک کردار بنا ہے یا میخوار سے صوفی ہوا ہے میں تو
نہیں برخلاف اس کے بیشماروں کو دیکھا سکتا ہوں جو اس انقلاب سے بدتر ہو گئے
ہیں از مرأة الصدق مؤلفہ پادری بیدیلی صاحب و ترجمہ طامس انگلس حسب الارشاد
پادری مریا انجلو صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۷۷ اب انجیلی تعلیمات کا حال
سُنئے سب سے زیادہ معتبر انجیل یوحنا میں سب سے پہلا معجزہ مسیح ؑ کا جو لکھا ہے
وہ یہی ہے کہ شرابیوں کی مجلس میں جاکر طہارت کے مٹکوں میں پانی جو بھرا تھا اُسے
شراب کر دیا یعنے طہارت میں نجاست کر دی (یوحنا ۲ باب ۱-۱۱) یہ پہلا معجزہ
یسوع ؑ نے کانا جلیل میں دیکھایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اُس کے شاگرد اس
پر ایمان لائے انتہے غور کیجئے کہ حضرت عیسے ؑ کے جلال ظاہر کرنے کا پہلا سبب
جو نصارے نے سمجھے ہیں وہ یہی کہ پانی کو معجزہ سے شراب بنایا اور اسی سبب سے
عیسائی دین کی ابتدا اور انتہا شراب کے ساتھ قائم ہوئی چنانچہ پلوس نے طمطاوس

کو صاف حکم کیا کہ شراب پیا کر (اول طمطاؤس ۵ باب ۲۳) اور مرتے وقت عیسیٰ
سکرمنٹ میں نان پاؤ اور شراب کھا کر مرتے ہیں کہ یہی مسیحؑ کی آخری وصیت
کی یادگاری کا نشان ہے اور اسے عشاء ربانی کہتے ہیں پس بموجب اقوال اناجیل ح
عیسیٰؑ نے پہلا معجزہ شراب بنا کر دیکھایا اور بعد اس کے تمثیلاً اپنا ذکر کیا کہ سچے انگور کا
میں ہوں (یوحنا ۱۵ باب ۵) اور تعلیم میں نئی مے پرانی مشک میں رکھنے سے منع کیا (م
۴ باب ۲۲) اور اپنے کو کھاؤ اور شرابی بتایا (متی ۱۱ باب ۱۹ اور پچھلے وقت جب آسمان پر
کو تھے روٹی اور شراب عیسائیوں کے لئے دستور العمل مقرر کیا متی ۲۶ باب ۲۶ و ۲۷ میں
ہے پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور انہیں دیکر کہا تم سب اس میں سے پیو انتہے۔ اور بہشت میں
بھی وعدہ انگور کے شیرہ کا فرمایا (متی ۲۶ باب ۲۹) سہ یک میکدہ میں عمر دو روزہ تمام
ہے آغاز گر سبو سے تو انجام جام ہے اگر کوئی سمجھے کہ اس شراب میں نشہ نہ تھا تو یوحنا ۲ باب ۱
کو دیکھنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ جب پیکر چھک گئے اصل زبان یعنے یونانی میں یہ لفظ
مِتھُوس تھوسی اور اس کے خاص معنے متوالا ہو جانا ہے مگر عیسائیوں نے پلوس کیطرف
سے سب چیز پاک ہونے کا اشارہ پاکر اس شراب کی رعایت کے لئے سؤر کا گوشت اپنی
طرف سے زیادہ کیا تب شراب وکباب کا مضمون ٹھیک ہو گیا[1] اگرچہ متی ۲۴ باب ۴۹ و
۵۰ سے ثابت ہے کہ متوالوں کے ساتھ کھانا مسیحؑ کی نظر میں گناہ تھا اور کاہن نشہ پیکر
ہیکل میں جا نہیں سکتا تھا (احبار ۱۰ باب ۹) اور مادر حضرت سموئیلؑ کو علی سردار کاہن نے
ہیکل میں دعا مانگتے وقت الزام دیا کہ کب تک تو متوالی رہیگی (اول سموئیل ۱ باب ۱۴)
یہاں سے ظاہر ہے کہ کاہن کے سوا اوروں کو بھی نشہ پیکر ہیکل میں جانا روا نہ تھا مصر کے قدیم
لوگ خمر کو بہت بری چیز اور نہایت مکروہ شے جانتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ مصر کے
دشمنوں کا خون ہے مصر سے کہ ولایت علوم اور حکمت اور دین کی تھی اور ملکوں میں بھی

---

[1] نور افشاں لدھیانہ مطبوعہ ۴ دسمبر ۱۸۸۶ء نمبر ۴۹ جلد ۶ صفحہ ۱۹۳ باہتمام پادری کیلسو صاحب کالم ۳ میں لکھا ہے کہ انگلستان کا ایک ارب تریپن کرڑ روپیہ سالانہ شراب میں ضائع ہوتا ہے انتہے۔ اور ممالک متحدہ امریکہ میں بالفعل ایک لاکھ چھیالیس ہزار شراب خانے اور ایک لاکھ اٹھائیس ہزار مدرسے اور چوّن ہزار گرجے موجود ہیں انتہے۔ سبحان اللہ مدرسوں کی ترقی کسقدر شراب خانوں کو ترقی دی ہے اس سے ان مدرسوں کی تعلیم کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

ں اعتقاد نے شیوع پایا۔ قوم مسیحی ایران کی شراب کو شیاطین کا خون اور زہر جانتے تھے
جو ان میں سے عیسائی ہو گئے اب تک اس سے احتراز کرتے ہیں تواریخ سابقہ عربستان سے
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہاں شراب پینا منع تھا۔ اور پیمبر جرمیا (یعنے یرمیاہ) جو بارہ سو برس
سے پہلے محمدؐ سے تھا کہتا ہے کہ ایک گروہ رئیسوں عرب کیسے ہمراہ قوم یہود کے عربستان سے
ے اور آٹھ سو برس پلیسٹائن میں سکونت پذیر تھے طریق اور رسومات اپنے بزرگوں کے چھوڑ
لینے تعمیر کرنے مکان سے اور بونے زمین کے سے اور پیدا کرنے انگور اور پینے شراب کیسے
ذرہے انتہے از سیر الاسلام مطبوعہ دہلی اردو اخبار ۱۸۴۵ء باب ۵ ترجمہ کیا ہوا تیمپر کا صفحہ
۲۱۔ طیطس ۱ باب ۱۵ میں ہے کہ پاک آدمی کے لئے سب کچھ پاک ہے اور ناپاکوں اور بے
مانوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اس کا دل اور اس کی عقل ناپاک ہے انتہے
یب الہام سخت ملامت کے ساتھ ہے اگرچہ پہلی شریعت جو حضرت آدم کو ملی
ی کہ منع کئے ہوئے درخت سے پہل نکہانا پیدایش ۲ باب ۱۶ و ۱۷ اور حضرت آدم
اگرچہ پہلا گناہ تھا دوہری سزا ملی یعنے جلاوطن ہونا اور موت اور متی ۱۵ باب ۱۱ میں جو لکھا
ہے کہ جو چیز منھ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی انتہے۔ اس سے مراد کوئی حرام چیز ہرگز
نہیں بلکہ صرف بے دہوئے ہات کہانا کہانے کا الزام جو یہودیوں نے شاگردوں کو دیا
تھا (متی ۱۵ باب ۱-۲) وہی رفع کیا گیا ہے دیکھو متی ۱۵ باب ۲۰ کہ بن دہوئے ہات کھانا
کہانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا انتہے اور خدا نے حضرت نوحؑ کو جب کشتی میں جانے کا
حکم کیا تو فرمایا کہ پاک جانوروں میں سے سات سات اور ناپاک جانوروں میں سے
دو دو جوڑے ساتھ رکھ لے جائیں پیدایش ۷ باب ۲ و ۳ اور حزقیل ۴۴ باب ۳۱
بار ۱۱ باب ۷ استثنا ۱۴ باب ۸ یسعیاہ ۶۶ باب ۷ ان سب مقاموں
ہے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا مگر اپنی جورو سے ملا رہیگا متی ۱۹ باب ۵ مرقس ۱۰
باب ۷ افسیوں کا ۵ باب ۳۱ اگرچہ طالمود میں لکھا ہے کہ عورت سے بہت باتیں کرنا
ہے انتہے اور پھر یہ کہ کسی عورت بلکہ اپنی ہی عورت سے بھی کوئی راہ میں باتیں نکرے

مشنا کے شروع میں یہ عبارت موجود ہے ۱۲

Marfat.com

اور توریت میں لکھا ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کر خروج ۲۰ باب ۱۲ احبار ۱۹ باب
مسیح نے اپنی ماں سے قانائے گلیل میں فرمایا اے مستورہ مجھے تجھسے کیا کام
یوحنا ۲ باب ۴۔

اول طمطاؤس ۴ باب ۴ میں ہے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور انکار کے لایق
نہیں اگر شکر کرکے کھاویں انتہے ایک ذرا سی شکر گذاری کرنے میں کوئی چیز بری اور انکار
کے لایق نہیں رہتی خواہ وہ حرام ہو یا ناپاک۔

رومیوں کے خط کے ۳-۴-۵-۶ باب وغیرہ اور گلتیوں کے خط وغیرہ اور خاصکر
اُس کے ۳ باب ۲-۳ میں لکھا ہے کہ صرف مسیح پر ایمان لانا نجات کے لیے کافی ہے
اور اعمال نیک پر بھروسہ محض بے وقوفی ہے یعنے نیک اعمال کرنا ہی بے وقوفی ہے
کیونکہ جس پر بھروسہ کرنا نچاہیے وہ کام ہی کرنا کب روا ہو سکتا ہے اس لیے نامہ یعقوب
کہا اس بہونس گنا گیا کہ اُس میں اعمال کی تاکید ہے۔

متی ۴ باب ۱ میں ہے کہ حضرت عیسےٰ چالیس دن شیطان سے آزمائے گئے فقط
اب اس تعلیم کے بعد اُس دُعا کو جو مسیح نے شاگردوں کو خدا سے عرض کرنے کیلئے
فرمایا کہ ہمیں آزمایش میں نہ ڈال (متی ۶ باب ۱۳) کون یاد رکھے گا یہ سمجھ کر کہ مسیح نے
انسان کو آزمایش سے بچنے کے لیے دعا مانگنی سکھائی تو آپ خدا ہوکر کیونکر آزمایش میں
پڑا اور جبکہ خدا آپ آزمایش میں پڑا تو اوروں کو آزمایش میں پڑنے سے کون بچا سکتا
ہے پھر یہ کہ اوروں کو خدا کی آزمایش سے بچنے کے لئے دعا مانگنا سکھایا اور آپ خدا ہوکر
شیطان کی آزمایش میں پڑے یہ نہایت تعجب کی بات ہے کیونکہ خدا بدیوں سے نہ
آپ آزمایا جاتا اور نہ کسیکو آزماتا ہے یعقوب ۱ باب ۱۳۔

یوحنا ۷ باب ۳ میں حضرت عیسےٰ کا عید خیمہ میں جانے کی بابت اپنے بھائیوں سے
انکار یوحنا ۷ باب ۲-۱۰ اور پھر چھپ کے جانا یوحنا ۷ باب ۱۰۔

پطرس سردار حواریوں کا جھوٹ متی ۲۶ باب ۶۹-۷۴۔

حضرت عیسےٰ کی نسبت الفاظ سخت گلتیوں کا ۳ باب ۱۳ مرقس ۱۵ باب ۲۸

۲۲ باب ۷ ۳ پلوس کا دہوکا کہانا ۔ اعمال ۲۳ باب ۳-۵ پلوس کی چالاکی اعمال ۲۳
ب ۶-۷ میں اور فلپیوں کے ۳ باب ۵ میں آپ کو فریسی بتانا اور اعمال ۲۲ باب ۲۵ و
۲ میں آپ کو رومی بتانا۔

متی ۲ باب ۱۹-۲۲ میں ہے کہ ہیرودیس کے مرنے کے بعد فرشتے نے یوسف کو
ہودیہ میں جانے کے لئے کہا مگر جب یوسف نے سُنا کہ اُس کا بیٹا قائم مقام باپ کا
وا ہے تب فرشتے سے جلیل کی طرف جانے کا حکم سُنا ایسی غلطی فرشتے کی شاید صحیح نہو۔

متی ۱۱ باب ۱۴ اور ۱۷ باب ۱۲ میں ہے الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے ۔ (یعنے یوحنا
بسمادینے والا) ہندو لوگ انجیل سے دو باتیں اپنے دین کے مطابق سمجھکر
ں ایک حضرت عیسےٰ کا خدا ہوکر حضرت مریم کے پیٹ میں اوتار لینا کہ بت پرستوں
کے نو۹ دس۱۰ اوتاروں کے حال سے مطابق ہے اور دوسرے حضرت الیاس کی روح کا
ضرت یحییٰ میں ہونا کہ بت پرستوں کے اواگون سے مطابق ہے چنانچہ ایک
ی لیاقت عیسائی فتحگڈہ کی کلیسیا کا اسی عقیدہ کے موجب عیسائی دین سے
کیا تھا جس کا ذکر اسکاٹ صاحب نے بھی اپنی رومن تفسیر میں کیا ہے دیکھو
ن تفسیر متی ۱۷ باب ۱۲ صفحہ ۱۳۴ لیکن یہ عقیدہ صرف بت پرستوں کا ہے
بیل اور سب علماء اہل کتاب نے تناسخ سے انکار کیا اور اس طرح کے
وں کا رد کیا ہے دیکھو وہی مقام تفسیر متی ۱۷ باب ۱۲ اور دو باتیں عیسائیوں
ال سے بت پرست مطابق سمجھتے ہیں ایک ختنہ نکرنا دوسرے نکاح بے
توں میں ہندو لوگ اپنے کو عیسائیوں سے بہتر جانتے ہیں ایک اُن کی کتب
ں باوجود مبالغوں وغیرہ کے مصنفوں کا نام بلا اختلاف موجود ہے اور د
یہ وہ آپ بگڑے ہیں مگر کسی دوسرے کو بگڑنے کے لئے اپنے دین میں شامل
ہے اور عیسائی اس کے برعکس ہیں۔

چونکہ اِن کا اور ہندوٗں کا ایک جدی ہونا اِن کے قول سے ثابت ہے چنانچہ ولسن
صاحب نے جو زبانوں کا محاورہ پہچاننے میں کمال رکھتے ہیں اور اور صاحبوں

نے بھی دریافت کر کے ثابت کیا کہ انگریز اور ہندو ایک باپ کی اولاد ہیں یعنے
برس سے زیادہ گذرے کہ تاتار سے جب نکلے تو ایک غول یورپ کو گیا جو کہ انگریز ہیں
اور دوسرا غول ہندوستان میں آیا کہ یہ سب ہندو ہیں فقط تاریخ سلطنت انگلیہ
مؤلفہ سررشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری ۱۸۷۱ء صفحہ ۴ میں ہے کہ اب سلسلہ
اور گوتھ دو قوم کے آدمی برطانیہ یعنے گریٹ برٹین میں آباد ہیں اور وہ اور ہندو ایک
ہی نسل سے ہیں انتہےٰ اور پادری ونٹر صاحب درباب علم زبان لکھتے ہیں کہ ایک
مدت سے انگریزوں کے اور ہندوؤں کے باپ دادا ایک جگہہ میں رہتے تھے
اور اب پچھلے زمانہ میں پروردگار کے انتظام اور محبت سے یوں ہوا کہ اُن کی اولاد پھر
اُسی ملک ہندوستان میں (ہمدگر) ملتی ہے بھائی پھر بھائی کو دیکھتا ہے اور ہاتھ
ملا کر ایک ہی پتا پرمیشر ایک قادر مطلق کے حضور کھڑے ہوتے ہیں اور یقین ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام میں یہ مقرر ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو فائدہ بخشے (از رسالہ
دہلی سوسائٹی مطبوعہ ۲ فروری نمبر ۵ ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۴۲ پھر اوسی رسالہ کے صفحہ ۱۴۱
میں پادری ونٹر صاحب زبان ہندی یعنے سنسکرت کا اور انگریزی کا اتفاق
بیان فرماتے ہیں کہ ۔

سنسکرت	انگریزی	سنسکرت	انگریزی
پتا یعنے باپ	فادر	ماتا	مادر
بھراتر	برادر	دہوتر یعنے لڑکی	ڈاٹر
گو	کو	اسپہ یعنے گھوڑا	ہارس
دودہامی یعنے دنیا	دونیوشن	تستہامی یعنے کھڑا ہونا	سٹنڈ

پھر اُسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ پادری صاحب کا یہ مضمون سنکر
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے فرمایا کہ درحقیقت بعضے الفاظ ہندوستانی اور انگریزی
اسقدر ملتے ہیں کہ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور انگریزوں کی زبان
کی ایک اصل ہے چنانچہ ہندی میں مُسٹی چوہے کو کہتے ہیں اور انگریزی میں ماؤس

Marfat.com

...ہتے ہیں انتہے۔
اور بعض ہندوؤں کے قول سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ لنکا میں جب راچھس مارے گئے
تب اُن کی رانڈوں نے سیتا جی سے کہا کہ اب ہم بے شوہر ہوکر کہاں جائیں تب سیتا
نے بروان دیا کہ تم رامچندر کی فوجوں کے پاس رہو اور تمہاری نسل ہماری راج دہام یعنے
جودھیا میں راج کرے گی چنانچہ یہ انگریز وہی ہیں۔
ہندو لوگ جو تینتیس ۳۳ کوٹ دیوتاؤں کے معتقد ہیں (دیکھو ذخیرہ بالگوبند مطبوعہ ماہ مئی ۱۸۷۰ء
نمبر ۵ جلد ۴ صفحہ ۶ کالم اول اور صفحہ ۱۳ کالم ۲) پس اُنہوں نے اُن سے الگ ہوکر تینتیس ۳۳
روڑ میں اختصار کیا تو تینتیس ۳۳ میں سے کم سے کم کوئی عدد تین کے سوا اُن کے ہات
آیا کیونکہ تینتیس کا سب سے زیادہ ادنے عدد تین ہے اور دو اور ایک عدد کی اس میں
شکل موجود نہیں ہے پس تینتیس ۳۳ میں سے حد کے درجہ تک اختصار کر کے اُنہوں نے
تین پر قناعت کی اور بموجب عقیدہ اُنہیں ہنود کے کہ برہما اور وشنو اور مہیش ان تینوں
دیوتاؤں کو ذات واحد حقیقی کا ظہور جانتے ہیں اُنہوں نے عقیدہ تثلیث کو قایم کیا اور باپ اور
بیٹے اور روح القدس کے معتقد ہوئے پس یہ لوگ نہ بت پرست رہے نہ خدا پرست ہوئے

شعر

نہ خدا کے ہوئے نہ صنم کے ہوئے نہ تو گھر کے ہوئے نہ سفر کے ہوئے

کوئی اِن سے جو پوچھے کدھر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے

اور اس مؤلف نے جو غور کیا تو اتنی باتوں میں اِن میں اور ہندوؤں میں مشابہت پائی
ننگے ختنہ بائیں طرف سے لکھنا روز نہانا بیانِ کا طرز مثلاً ناکی جگہہ آبولنا چنانچہ
ہندی گیان یعنے دانش اور اگیان یعنے نادانی اسی طرح انگریزی میں رشنل اور ارشنا
ہے مذکورہ پھر ہندی میں جس لفظ کے شروع میں یا کا حرف ہو اُسے جا پڑھتے ہیں جیسا
یا کو جودہا اور سین تکیت کو سن جگت (ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۳۷ سطر ۵ و ۱۹) اور
یپ کو جدپ (ایضاً صفحہ ۲۹ سطر ۶) اور اسی طرح انگریزی میں یعقوب کو جیکب اور
یوسف کو جوزف اور یونس کو جونس اور یروسلم کو جروسلم کہتے ہیں وغیرہ اور علی ہذالقیاس

انگریجی جسے یہ واسکٹ کہتے ہیں ہندوؤں کے عقیدہ کے بموجب خدا کی ذات
دشنو مہیش ہیں یعنے ترد یا تثلیث اوتار جیسے ایک نو ہو چکے یعنے خدا کا کسی خاکی جسم
پیدا ہونا جیسے راما اوتار یا کرشنا اوتار وغیرہ یا یہ کہ دسواں اوتار جو سنبھل مراد آباد
ایک برہمن کی کنواری کنیا یعنے لڑکی سے ہوگا کہ وہ ایک بیٹا جنے گی اور وہ نسکلنکی
گا (تاریخ نادر العصر مؤلفہ منشی نولکشور مطبوعہ ۱۸۶۳ء آخر صفحہ ۵) اسی طرح کنواری
مریم سے خدا نے اوتار لیا اول طمطاؤس ۳ باب ۱۶ ڈاڑھی منڈانا سور کھانا رسالہ
سبھا الہ سہیانہ با ہتمام منشی کنہیالال نمبر ۸ مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۲۶ میں لکھا
کہ سور کا گوشت ہنود کے مذہب سے کھانا نادرست نہیں ہے اور نہ شراب پینا ۔
پینا ننگے سر کھانا اور عبادت کرنا اتوار کو ماننا کہ ہنود میں یہ دن مقدس ہے گا بجا
عبادت کرنا دستور قرابت وتزویج غیر برادری میں سود کھانا استنجا نکرنا مردہ بے کفن
جورو بے مہر اگرچہ توریت میں کئی جگہہ مہر کا ذکر ہے خروج ۲۲ باب ۱۶ پیدایش ۳۴
استثنا ۲۲ باب ۲۹ اول سموئیل ۱۸ باب ۲۵ اور یہودی لوگ اس دستور کے ہمیشہ
پابند ہیں۔ لڑکی جسے پسند کرے اُسے بیاہ لے جیسا کہ سیتا نے اپنے بیاہ میں کیا
ہندو لوگ اس رسم کو سویمبر کہتے ہیں بے پردگی بے لب لی ہوئیں جو نہیں ذبح بے
خدا قوم ڈچ جو کہ برہما کے لڑکے کا نام تھا قوم سکسنی کہ کاتھوں میں یہ فرق ہے تلفظ مثل
ہندی بے حروف حلقی اور مطبقہ یعنے بغیر ع ص ق وغیرہ کے ترسول کا نشان۔ یعنے
صلیب گرجا گھر مندر کی صورت موئے بغل اور زیر ناف وغیرہ رکھنا کہ ہندوؤں میں
گناہ نہیں ہے مارٹن نے زرانا اور سپور کو عیسائی عورت کی نسل سے لکھا ہے
کے دنوں کے نام موافق عقیدہ ہنود چنانچہ سن ڈے یعنے اتوار سورج کا دن منڈے
پیر چندرمان کا دن ٹیوزڈے یعنے منگل ٹواس کو دیوتا کا دن ویڈنزڈے یعنے بدھ

۱ے چونکہ انگریزوں میں کوئی ذات نہیں اور ہر شخص اپنے کسی مورث اعلےٰ کے نام سے اپنا خاندان ظاہر کرتا ہے اسلئے ڈچ
بھی ڈچ کہلائی ۲ ۳ ے چنانچہ لارڈ ولی تملتن کے نشان امارت یعنے مارکہ میں دونوں بڑی تصویروں کے ہات میں جنکا سر و سینہ
کا اور پاؤں مچھلی کی دم تھی خاص ترسول بنی تھی نہ یہ کہ صلیب دیکھو پیریج آف انگلینڈ مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء صفحہ ۵ جلد ۲ تصویر
اور اسیطرح ارل فنز ولیم کے مارکہ میں جو دو صورتیں انسان کی تھیں انکے ہات میں بھی ترسول تھے مگر ان ترسولوں کے سرے کچھ تھے
پیریج آف انگلینڈ جلد ۵ صفحہ ۸۷ تصویر ۵۵ ۱۲۰

تاکاون تہرس ڈے یعنے جمعرات تہا ردیوتا بادل گرجانے والا جیسے اندر یہ سب
تاؤنے بڑا ہے فرئے ڈے یعنے جمعہ فریا دیبی کا دن سٹرڈے یعنے سنیچر یا زحل سٹرن
مانیوں اور رومیوں میں سب دیوتاون کا باپ جیسے برہما مگر سیکسن والے بہی اُس کی
ستش کرتے تھے (دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۴۸) اور انتخاب تاریخ کلیسیا
شمولہ مخزن مسیحی نمبر ۳ صفحہ ۹۲ میں بہی یہ وجہ تسمیہ ایام لکہی ہے عبادت کے وقت
ہندٹا بجانا اقانیم ثلاثہ یعنے وجود و حیات و علم اور بموجب عقیدہ ہنود خدا کے واحد سب نرگن
سے سرگن ہوا تو تین باتوں سے پہچانا گیا یعنے ستت رج تم یعنے صداقت و غضب و
رہ کی دین پہیلانے کے لیے لڑنا ناجائز مگر ملک کے لیے لڑنا جائز اسی طرح ہندو
سی کو اپنے دین میں نہیں ملاتے مگر ملک کے لیے لڑتے ہیں سور کی تعظیم کہ سب سے
یادہ تکلف سور کے گوشت میں کرتے اور اُس کی ہڈی کے برش دانتوں کے لیے اور
اس کے بالوں کے برس کپڑے یا ٹاپی وغیرہ صاف کرنے کو بناتے اُس کی کہال کی
ین اور اُس کے خون کے بلاک پڈین بناتے اور اُس کے دو دانتوں کو نیم حلقہ کیطرح
اندی میں جوڑکر عورتوں کے چوڑے وغیرہ پر سر میں لگاتے اور اُس کی چربی گہی کی
جگہہ اور اپنے نام بیکن صاحب رکہتے اور ہندؤں میں جو چار اوتار خدا کے خاص کہلاتے
یعنے مچہہ کچہہ باراہ نرسنگ اُن میں سے ایک اوتار سور کا ہوا تھا یعنے باراہ اسی لیے ہنود
میں اُس کی تعظیم کا سبب یہی ہے جنازہ بے نماز و دعا مردہ پہولوں اور تیلوں سے آراستہ
کرنا کہ یہ سراوگیوں وغیرہ میں دستور ہے عبادت بے تحویل قبلہ ایک جورو کی زندگی تک
دوسری شادی نکرنا منشی نول کشور نے تاریخ نادر العصر چھاپہ لکہنؤ سنہ ۱۸۶۲ع مترجمہ صفحہ
بیان رسم مذہب ہنود میں جو لکہنؤ کے کمشنر ایس ای ابیٹ صاحب انگلش
اسطے تصنیف ہوئی یوں ہی لکہا ہے مگر اس دستور میں انگریزوں کا ہندو کے

۱؎ گہوڑے کے بالوں کے برس صرف گہوڑے کی پیٹہہ یا موزہ وغیرہ صاف کرنے کے لیے ہوتے ہیں مگر بال صاف
صاف کرنے کے لیے صرف سور کے بالوں کے برس ہوتے ہیں ۱۲

۲؎ اورلارڈ اجکیوتب مراں ال ڈی کے نشان امارت یعنے مارک میں سب سے اوپر جو تصویر تہی سور کی تہی دیکہو پینی منگ آف انگلنڈ
چہپو لندن ۱۸۷۶ع صفحہ ۵۴۳ جلد ۲ تصویر ۱۵۶۔

اوسط درجہ کی قوموں سے مشابہت ہے نہ یہ کہ اُن کی اعلیٰ درجہ کی قوم یعنے برہمنوں
کیونکہ پادری اسمتھ صاحب کے قول اور منو کے شاستر کے بموجب برہمن جاہے تو
جوروان کرے (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۷ء صفحہ ۲۵۳) روزہ میں تھو
سا کہانا کہ جسے ہندو پہلار یا پھرار کہتے ہیں۔ زنار[۲۳] یعنے جنیو گلے میں ڈالنا کہ جس سے
کا کام لیتے ہیں کیونکہ تمام ملکوں میں کوئی ازار بند گلے میں نہیں باندھتا پس اس ازار بند کی
بنیاد دوری جنیو سے اور دوسری طرف اُس کی رعایت یا ضرورت کے سبب زیادہ کیا
گیا اور انگلستان میں ایک شہر کا نام بھی جنیوا ہے جہاں کی گھڑی مشہور ہے [۲۴] آٹھویں
چھتری کی [illegible] کا نام کھتران اور اور مارٹین لوتھر کی جورو کا نام کھتران اور انگلستان میں اکثر
نام عورتوں کے ہوتے ہیں اور ہندوؤں میں کھتری کی عورت کو کھترانی کہتے ہیں [۲۵] انگلستان
میں قوم کو [illegible] سلام کے واسطے ٹوپی نہیں اوتارنی جیسے ہندوستان میں قوم سادھ
[illegible] کتاب گلدستہ طفلان تصنیف میم صاحبہ پادری والش صاحب
[illegible] چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۰ء میں لکھا ہے انگلستان کی یہ حالت (جیسی
ایشیا [illegible]) ہمیشہ سے نتھی کسی زمانہ میں وہاں کے لوگ بت پرستی کرتے تھے جب
اُن کو خیال گذرتا تھا کہ ہمارے معبود ہم سے ناراض ہیں تو وہ اُن کا غصہ دبانے کے
لیے تیلیوں کی ایک بڑی سی مورت بنا کر آدمیوں کو اُس میں بھر کر جیتا جلا دیتے تھے
انتہا اسی طرح [illegible] تواریخ کلیسیا چھاپہ [illegible] مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۳
میں فرانس کے گال لوگوں کا حال لکھا ہے قولہ بہت سے مقاموں میں وہ لکڑیاں
یا پوال سے بڑی بڑی مورتوں کو بناتے اور زندہ آدمیوں کو بھر کر جلا دیتے تھے[۲۵] عشاء ربانی
میں شراب اور روٹی کو مسیح ؑ کے خون و جسم کا نشان سمجھکر کھانا یہ صریح بت پرستی کا طور
ہے جیسے ہندو بھی پتھروں پر دیوتاؤں کا تصور کر کے اُن کی پرستش کرتے ہیں [۲۶] جس
جگہ پر مسیح ؑ نے بپتسما پایا تھا وہاں ہزاروں مسیحی سال بسال حج کرنیکو جاتے اور دریا میں
غسل کرتے اور وہاں کا پانی اپنے ظرفوں میں بطور تبرک کے لاتے ہیں از جغرافیہ
پالس کتاب مؤلفہ پادری جوزف جیکب صاحب چھاپہ آگرہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۳ جس سطر

Marfat.com

ہندو لوگ گنگا میں اشنان کرتے اور شیشیوں میں گنگا جل بھر لے جاتے ہیں ہندؤں
میں شہر سے باہر جاکر جمع ہوتے اسے گوٹ کہتے ہیں اور وہاں گیہوں کے آٹے میں بہت
سا گھی ملا کر گلگلے کی صورت کر جسے باٹی کہتے ہیں پکا کر کھاتے جس طرح انگریزوں [illegible]
کھانے کا دستور ہے جسے انگریزی میں پکنک کہتے ہیں [illegible]
میں پلوس رسول فرماتے ہیں اور ہم موسے کیطرح نہیں جس [illegible]
الخ پلوس مقدس کمال کے درجہ میں حضرت موسےٰ سے زیادہ تھے [illegible]
ٹھہری کہ اُس سے حق کا معلوم ہونا مشکل تھا اور پلوس مقدس [illegible]
بالکل حق کو ظاہر کر دیا پھر عبرانیوں کے [illegible]
اور بے فائدہ تھا ٹھہر گیا اسلئے دیکھو یہاں [illegible]
اللہ تعالے نے صدہا سال تک سب نبی [illegible]
صدہا نبی اُنہیں پوچ حکموں کے رستے [illegible]
میں ہے اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا الخ [illegible]
اسی طرح عبرانیوں کے ۱۱ باب ۷ میں ہے جس [illegible]
(نوح نے) خوف سے کشتی اپنے گھرانے [illegible]
دنیا کو گنہگار ٹھہرایا الخ۔ یعنے حضرت نوح [illegible]
کو گنہگار ٹھہرایا اور اس سے پیشتر حضرت آدم [illegible]
ٹھہرایا ہی تھا (رومیوں کا ۵ باب ۱۲ و ۱۳) اور حضرت نوح [illegible]
لاکر اور بھی زیادہ دنیا کو گنہگار ٹھہرایا (رومیوں کا ۵ باب ۱۴ و ۲۰) [illegible]
طرف مایل رہتا ہی ہے رومیوں کا ۵ باب ۲۰ [illegible]
تو اپنا ذاتی گناہ دوسرے حضرت آدم کا گناہ [illegible]
سبب کا گناہ ہو گئے حضرت موسےٰ [illegible]
ہونا غرض یہ کہ بموجب عقیدہ عیسائی یہ سب انبیاء [illegible]
دنیا کا صرف گناہ بڑہاتے ہوئے آئے کوئی نجات کی تدبیر کسی سے [illegible]

Marfat.com

کے ۵ باب ۴ میں پلوس رسول دھمکاتے ہیں قولہ تم جو شریعت کی روسے راستباز بنا چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گرے انتہےٰ۔ یہ بڑا سخت حکم یعنے جو شریعت پر عمل کرے وہ عیسائی ہی نہیں ہے اور خدا کی رحمت سے ناامید پھر رومیوں کے ۴ باب ۱۵ میں ہے کہ شریعت قہر کا سبب ہے پھر دس حکموں کا عیسائی دین کا مخالف ہونا اور اس سبب سے اُن حکموں کا نیست و نابود ہونا بلکہ سزا پا کر نیست ہونا اور اُن حکموں کے سکھانے والے یعنے فقیہ اور فریسی لوگوں کا برملا رسوا اور ذلیل ہونا اور اُن کی رسوائی پر عیسائیوں کا شادیانے بجانا پلوس رسول قلسیوں کے ۲ باب ۱۴ و ۱۵ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں قولہ اور حکموں کا دستخط جو ہمارا مخالف تھا (یعنے دستخط سے مراد یہ کہ دس حکم خدا نے اپنے خاص دستخط سے لکھ دیئے تھے (خروج ۳۴ باب ۱) وہ پلوس رسول کے مخالف سمجھے گئے) ہماری بابت مٹا ڈالا (یعنے کالعدم کر دیا) اور اُس کو بیچ میں سے اٹھا کے صلیب پر کیلیں جڑیں (یعنے صرف اُنہیں نیست کیا بلکہ سخت سزا دے کر نیست کیا مطلب یہ ہے کہ اُن دس حکموں کا عیسائیوں کے سامنے نام لینے والا تک سخت سزا کے قابل ہے) اور سرداروں اور اختیار والوں کا اقتدار چھین لیا اور اُنہیں برملا رسوا کر کے اُن پر شادیانے بجائے انتہےٰ یعنے شریعت سکھانے والوں پر جو کہ فقیہ اور فریسی تھے ان دس حکموں کے سکھانے کے سبب بے قدر اور رسوا کر کے شادیانے بجائے غرض یہ کہ ان دس حکموں سے زیادہ عیسائیوں کے نزدیک اور کوئی بری بات نہیں ہے اور اِن حواری صاحب نے تو کچھ اسی قدر لکھا ہے مگر پیروان کے زیادہ اس سے کلمات تعظیم کے نسبت توریت اور موسےٰ کے کہتے ہیں وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ منطبعہ سنہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ میں قول جناب مارٹین لوتھر مصلح دین عیسوی اور پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کا اُن کی کتابوں سے یوں نقل کرتے ہیں کہ جناب ممدوح اپنی ایک کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں لکھتے ہیں ہم نہ سنیں گے اور نہ دیکھیں گے موسےٰ کو اس لئے کہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور اُس کو ہم سے کسی چیز میں علاقہ نہیں اور ایک

...سے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم نہ قبول کریں گے موسےٰ کو اور نہ اُس کی توریت کو اس لئے
وہ تو دشمن عیسےٰ ہے پھر لکھتے ہیں کہ موسےٰ تو جلادوں کا اُستاد ہے پھر لکھتے ہیں کہ دس
...لموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں پھر لکھتے ہیں کہ اِن دس حکموں کو خارج کرنا چاہیے
...تمام بدعت ابھی موقوف ہوجائے گی کیونکہ یہ احکام چشمے سب بدعتوں کے ہیں انتہےٰ
سبحان اللہ مصلح دین مسیحی کس قدر حد سے بڑھا کہ موسےٰ کو دشمن عیسےٰ اور استاد جلادوں کا
...بتلاتا ہے اور اس تعلیم سے لوگ کیا سمجھیں گے کہ جب دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ
...لاقہ نہیں اور وہ چشمہ سب بدعتوں کے اور واجب الاخراج ٹھہرے تو اُن کے نزدیک
...ذہب عیسوی میں اُن سرچشمے بدعتوں کے مخالف اعتقاد اور عمل چاہیے اور اس صورت میں
...شرک اور بُت پرستی اور ماں باپ کی تعظیم نکرنا اور ہمسایہ کو ستانا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور
...جھوٹی گواہی دینا رکن ملت مسیحی کے بنتے ہیں اس لئے کہ اُس سرچشمے بدعتوں میں تاکید
...سے حکم توحید اور تعظیم ابوین اور تعظیم یوم السبت اور امتناع بت پرستی و قتل و زنا اور دروغ گوئی
...و آزار ہمسایہ کا ہے دیکھو خروج ۲۰ باب ۳ - ۱۵ اور عیاذاً باللہ اگر یہی دین عیسوی ہے
...تا کہ ارشاد مارٹین لوتھر صاحب سے واضح ہوتا ہے تو اُس دین کے پھیلانے والوں کو
...ہم دور سے بصد ہزاران ادب اولٹے ہاتھ سے سلام اور بعد تسلیم و کورنش کے التماس کرتے
...ہیں کہ جناب عالی اس سے تو بیدینی بہت افضل ہے۔

ایک عیسائی کہتا تھا کہ ہمارے مذہب کے موافق موسےٰ تو ایک چور اور ڈکیت تھا جب اُس
...سے دلیل پوچھی تو یوحنا ۱۰ باب ۸ کو اپنی دلیل لایا شاید جناب لوتھر نے بھی اس سے دلیل
...پکڑ کر ایسے کلمات گستاخی کے شان موسےٰ میں کہے ہوں گے اور یوحنا ۱۰ باب ۸ ... ترجمہ
...ہے (رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء) سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں پر
...نے اُن کی نہ سُنی انتہےٰ طامس اسکاٹ صاحب مفسر نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا
...ہے قولہ وہ جو عیسےٰ سے پہلے آئے ہیں اُن کو وفادار ہادی اور نبی نہیں سمجھنا چاہیے
...چونکہ اُنہوں نے اُس کے تحت حکومت کام کیا اور اُس کے پیشرو تھے انتہےٰ دیکھو تفسیر
...ہنری اسکاٹ مطبوعہ نیو یارک ۱۸۱۲ء اور لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء کی

جلد ۳ چھٹے حصہ میں عقیدہ فرقہ مینکیز کے بیان میں لکھتا ہے کہ جیروم ہمکو اطلاع دیتا ہے
بشپ مانی بانی اُس فرقہ کا کہتا تھا کہ قول جناب مسیح کا جو یوحنا ۱۰ باب ۸ میں ہے خصوص
موسےٰ کے حق میں ہے اور فاسٹس کہتا ہے کہ ہمارے خدا نے اس قول سے اشارہ
موسےٰ کے کیا ہے انتہےٰ شاید جناب مارٹین لوتھر نے انہیں دو کی پیروی کی ہوگی۔ آو
یوسی بیوس شاگرد رشید جناب مارٹین لوتھر کی پوری پیروی اپنے استاد کی کرکے یوں کہتے
تھے جیسا اُسی صفحہ کتاب اغلاط نامہ میں منقول ہے یہ دس حکم کلیسیا میں نہ سکھائے
جائیں اور اسی شخص سے فرقہ اینٹی نومینس کا نکلا ہے اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ توریت اس قابل
نہیں کہ اُس کو کلام خدا سمجھا جائے اور قول اُن کا یہ تھا کہ اگر زانی ہو یا حرام کار یا اور کسی طرح
کا گنہگار تو یقیناً رستہ نجات میں ہے اور اگر گناہ میں ڈوبا ہے بلکہ اُس کے قعر میں پڑا ہوا
اور یقین کرتا ہے تو خوشی میں ہے اور جو اپنے تئیں دس احکام میں مصروف رکھتے ہیں
وہ علاقہ شیطان سے رکھتے ہیں وے سولی پانیو موسےٰ کے ساتھ انتہےٰ سبحان اللہ
دس حکم ایسے ہیں کہ جو اُن سے علاقہ رکھے وہ شیطان سے علاقہ رکھتا ہے اور اُس کے
حق میں کیا ہی اچھی دعا مع موسیٰ کے ہوئی اور معتقد اس فرقے کے فقط ایک اعتقاد
جناب مسیح کا رکھکر بہین سے زنا اور چوری اور قتل اور بت پرستی اور جہان کی برائیاں سر
کرتے ہیں کہ ہر صورت میں رستہ نجات اور خوشی میں ہیں فقط گلتیوں کا ۲ باب ۵ او
۱۴ مرآت الصدق جسے پادری بیڈلی صاحب نے انگریزی میں تالیف کیا او
طامس انگلس صاحب نے حسب ارشاد پادری مریا انجلو صاحب کے ترجمہ کیا
مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ پراٹسٹنٹ کے پہلے نصیحت کرنیوالو
نے وے بدا و نکروہ باتیں سکھائیں یعنے خدا گناہ کا موجد ہے (انست ایل ۳ باب
اور کہ انسان گناہ سے بچنے پر مختار نہیں ہے (کتاب عام نماز ۱۱) اور کہ دس حکموں پر عمل

---

۱ مخزن مسیحی نمبر جلد ۴ صفحہ ۹۶ مطبوعہ جنوری ۱۸۷۰ء پادری جے جے واٹس صاحب میں لکھا ہے کہ ملک اسٹریلیا میں ایک
شخص نے جو قوم انگریزی سے صرف نامی عیسائی تھا بیبل پر یہ تہمت لگائی کہ لوت وغیرہ جنکا ذکر بیبل میں ہے سب خونی اور ز
ہیں اور بیبل کی اکثر باتیں نہایت بے شرمی کی ہیں اس پر وہاں کے صاحب جج نے اس کو دو برس کے لئے قید کرکے
روپے جرمانہ کیا انتہےٰ۔ ۱۲

غیر ممکن ہے (لوتہر اپ یا سیم) کہ بڑے سے بڑے قصور خدا کی نظر میں انسان کو نقصان
نہیں پہنچاتے (کالون تعلیم) کہ ایمان فقط انسان کو بچاوے گا کہ ہم فقط ایمان سے انصاف
کئے گئے ہیں یہ بہت مفید اور تسلی کی بھری ہوئی تعلیم ہے (انسٹ ایل ۳) اور [illegible] کا
باب یعنے لوتہر کہتا ہے کہ فقط ایمان رکھو اور بغیر روزہ کے سخت [illegible]
اعتراف کے تکلیف اور نیک کاموں کی سختی کے یقین ہی جاؤ تم بچائے جاؤ گے تمہارے واسطے
نجات ایسی تحقیق اور بے شک ہے جیسے خود مسیح کے واسطے [illegible] اور خوب دلیری
سے گناہ کرو فقط ایمان رکھو اور اگرچہ تم ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری [illegible]
رکھو اور میں کہتا ہوں کہ تمہارا ایمان تم کو بچاوے گا [illegible]
میں پلوس کے دوسرے خط کے بیان میں جو [illegible]
صفت یعنے کہ وہ روح اور راستی حاصل ہونے کا وسیلہ [illegible]
یعنے توریت) الزام دہندہ اور موت تک پہونچانے والی ہے [illegible]
کتاب کے صفحہ ۱۷ میں پلوس کے اس خط کی بابت [illegible]
[illegible] عیسوی کے اصلی عقیدہ پر یعنے کہ گنہگار صرف [illegible]
[illegible] سے خدا کے نزدیک منت میں صادق گنے جاتے ہیں [illegible]
اصلی عقیدہ یہی ہے کہ گنہگار صرف مسیح پر ایمان لانے [illegible]
کسی طرح کی نجاست اور برائی سے کیا خطرہ ہے اور عبادت [illegible]
بلکہ شریعت تو جہنم میں لیجانے والی ہے اور جناب [illegible]
موسےؑ کے حق میں یہ سب کچھ کہا بلکہ حضرت عیسےؑ [illegible]
ہے چنانچہ کلسیوں کا ۱ باب ۲۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں [illegible]
مصیبتوں سے جو تمہارے واسطے کھینچتا ہوں [illegible]
کمتیاں اس کے بدن کے یعنے کلیسیا کے [illegible]
[illegible] جگہ پلوس مقدس حضرت عیسےؑ کی [illegible]
[illegible] تے ہیں اور مخزن مسیحی صفحہ ۲۴۲ نمبر ۳ جلد ۴ مطبوعہ مارچ [illegible]

والسش صاحب برہمن اور سید کو چماروں اور خاکروبوں کے ساتھ باوجود شغل چ
پائخانہ صاف کرنے کے نو دیسیوں سے کھانا کھانے کی تاکید اور ضرورت بیان او
کرکے فرماتے ہیں کہ خداوند کا ایک حکم ہم سبھوں کے نام پر یہ بھی ہے کہ جب دعوت
تو اندھوں اور لنگڑوں اور لولوں اور مفلسوں کو بلا کر اُن کی دعوت کریں بلکہ اُس نے
ہی میلے میلے مچھوؤں کے پانوں دھوئے اور بدذاتوں اور کسبیوں کے ساتھ کھایا باوصف
اس کے کہ اکثر آدمی اُس کے یوں کرنے سے اس کی پیروی سے الگ ہو رہے ۔ انتہے
سبحان اللہ یہ میلے میلے مچھوؤں کا خطاب پادری صاحب نے حضرات حواریین کی نسبت
فرمایا اس سے عیسائیوں کا ادب اور عقیدہ دونوں ظاہر ہیں اور جبکہ حضرات حواریوں کا
مرتبہ عیسائی لوگ انبیاء سلف سے زیادہ جانتے ہیں تو اور انبیاء علیہم السلام کا ادب ا
پر قیاس کر لینا چاہیے پھر ۲ قرنتیوں کے ۱۱ باب ۵ میں پلوس مقدس فرماتے ہیں میں
اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ہوں انتہے پھر ۲ قرنتیوں
۱۱ باب ۲ میں پلوس رسول آپ کو خدا سے بھی کچھ نسبت دیتے ہیں چنانچہ قولہ مجھے تمہاری
بابت خدا کیسی غیرت آتی ہے انتہے بعض جگہہ پلوس مقدس نے اندھیر بھی ایسا کیا
ہے کہ دن کو رات کر دیا چنانچہ گلتیوں کے ۳ باب ۱۶ میں کہتے ہیں کہ ابراہام اور اُس کی
نسل سے وعدے کئے گئے سو وہ اُسے نہیں کہتا کہ تیری نسلوں کو جیسا بہتوں کے
واسطے بلکہ جیسا ایک کے واسطے کہتا ہے کہ تیری نسل کو سو وہ مسیح ہے انتہے تعجب
ہے کہ خدا نے ہمیشہ اپنی ذات واحد صاف صاف جتادی وہاں تو یہ لوگ
تثلیث کو قایم کرتے ہیں اور یہاں ساری نسل کو جسے تمام عالم جانتا ہے کہ بیٹا اور بیٹے
اور پوتے اور پڑپوتے ہزاروں لاکھوں انسان مراد ہیں بلکہ سارا جہان نسل آدم
کہلاتا ہے اسے صرف ایک آدمی یعنے حضرت عیسےٰ بتاتے ہیں چنانچہ پلوس آ
ہی رومیوں کے ۴ باب ۱۶ میں فرماتے ہیں نہ صرف اُس نسل کے لیے جو شرع
والی ہے بلکہ اُس کے لئے بھی جو ابراہام کا سا ایمان رکھے وہ ہم سبھوں کا باپ ہے
انتہے اور خوبی یہ کہ قوم یہود اُسی وعدہ کے مطابق ملک کنعان کے وارث ہوئی تھی ا

نسل اسمٰعیل اُسی ملک کی وارث ہے یہاں حضرت عیسیٰ کو اُس وعدہ سے کیا علاقہ ہے
کی زبردستی ہے تو بھی خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے بلوائے بولتے تھے ۲ پطرس
باب ۱: ۲۱ پھر پلوس نے فرمایا کہ پھر اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اُس کے جلال
کے لیے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے (رومیوں کا ۳ باب ۷) ایک
مقام ہے جہاں پلوس نے جھوٹ جائز رکھا اور دوسرا مقام وہ ہے جہاں پلوس رسول
نے فرمایا کہ میں شریعت والوں میں شریعت والا اور بے شریعت والوں میں بے شریعت
والا رہا (اول قرنتیون کا ۹ باب ۲۰-۲۲) اور تیسرا جھوٹ پلوس رسول نے یہ جائز رکھا کہ کبھی
فرمایا میں یہودی بنی یامین کے فرقہ کا ہوں (اعمال ۲۱ باب ۳۹ رومیوں کا ۱۱ باب اردو تواریخ
کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۳۵) اور کبھی فرمایا کہ میں رومی ہی پیدا ہوا (اعمال ۲۲ باب ۲۵
۲۸ اردو تواریخ ایضاً صفحہ ۵۵) میں نے الہ آباد میں پادری مارش صاحب کو اتوار کے دن
گرجے میں یہ وعظ کرتے دیکھا کہ یسعیاہ کا اگرچہ دلچسپ بیان ہے لیکن جو کچھ ہم جانتے ہیں
یسعیاہ کو بھی اتنا معلوم نہ تھا اور داؤد کا اگرچہ خوب کلام ہے لیکن جتنا ہم جانتے ہیں
وہ بھی اتنا نہ جانتا تھا اور اُس کے ثبوت میں متی ۱۱ باب ۱۱ کو دلیل بنایا جہاں لکھا ہے کہ
میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسما دینے والے
سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا لیکن جو آسمان کی بادشاہت (یعنی دین عیسوی) میں چھوٹا ہے
اس سے بڑا ہے انتہیٰ یہی سبب ہے کہ قحط سالیوں میں جو چند کوڑی چاولوں کے بدلے
بلکہ پادری[۱] صاحبوں نے ہندوستان میں عیسائی جمع کرلیں اور ہندی اردو وغیرہ پڑھا
کر انہیں انجیل پکڑا دی کہ بازاروں میں جا کر منادی کرو اب بجائے اپنے ساتھ نہ صرف ہندوستان
بلکہ تمام دنیا کے کسی عالم کا سوا پادری صاحبوں کے کچھ رتبہ ہی نہیں سمجھتے کیونکہ اُن کو
سکھایا ہے کہ اب ہم یوحنا بپتسما دینے والے سے جو تمام مخلوقات سے بڑا تھا [illegible]

---

۱ پادری صاحبوں کے اخبار کوکب ہند لکھنؤ مطبوعہ [illegible] میں [illegible] پادری [illegible] صاحب لکھتے ہیں
جنوبی مغربی ہندوستان کے [illegible] کل مشن میں قریب [illegible] ہیں اور قحط کے
سبب سے اور اب بپتسما پانے کے لئے مسیحی تعلیم پاتے ہیں قحط کے سبب قریب ۲۰۰ (دو سو) لڑکے یتیم خانہ میں
داخل کر لئے گئے ہیں ۔ انتہیٰ

سابق میں چمار تھے یا خاکروب وغیرہ پس جبکہ جو آسمان کی بادشاہت میں چھوٹا
بپتسمادینے والے سے جو تمام مخلوقات سے بڑا تھا بزرگ ہے پھر جو آسمان کی بادشا
بڑا ہے اُسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے نعوذ باللہ لیکن ہم پادری والش صا
کو حضرت داؤدؑ سے بڑھکر کیونکر سمجھیں کیونکہ داؤدؑ کو الہام ہوتا تھا اور پادری والش
کو زبور ہی کی عبارت تک سمجھنا مشکل ہے داؤدؑ یہودی دستور کے بموجب پاک و
ہوتے تھے اور پادری والش صاحب آبدست تک نہیں لیتے ہیں داؤدؑ کا زبور کتا
مقدسہ یہود و نصاریٰ میں شامل ہے اور پادری والش صاحب کا طبع زاد کوئی رذل
موافق بھی نہیں سمجھتا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو تب جانیں کہ پادری والش صاحب
کو صرف اپنی ہی بیبل سے نکالڈالیں اور گلدستۂ طفلان وغیرہ کو اُس میں شامل کردیں ہا
اِن باتوں میں البتہ پادری والش صاحب حضرت داؤدؑ سے بڑھکر ہیں کہ حضرت داؤدؑ خدا
کو ایک ہی جانتے تھے اور یہ اُس میں تین تک کا شمار بڑھاتے ہیں حضرت داؤدؑ نے
فرمایا کہ میرے دل سے مغروری جاتی رہے گی میں شریر سے آشنائی نکروں گا وہ جو چھپ
کے اپنے ہمسایہ کی غیبت کرتا ہے میں اُسے جان سے ماروں گا جو بلند نگاہ اور خوردبین ہے
میں اُس کی برداشت نکروں گا انتہےٰ ۱۰۱ زبور ۴ و ۵ اور پھر حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ خدا
وہ زبان جس سے بڑا بول نکلتا ہے کاٹ ڈالے گا ۱۲ زبور ۳ اور پادری والش صاحب فرما
ہیں کہ داؤدؑ بھی اتنا نچاتا تھا جتنا ہم جانتے ہیں دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۲۰۰ میں
پادری گسٹس براڈہیڈ صاحب جو پادری والش کے الہ آباد میں قایم مقام ہوئے تھے
فرماتے ہیں کہ داؤدؑ ہماری مانند خطاکار اور گنہگار تھا اور وہ جو ہوا سو خدا کے فضل سے ہوا اور
اُس کے احوال سے ہم یہ بھی سیکھیں کہ جیسی اُس نے رحمت پائی ویسا ہی ہم بھی رحم کو
حاصل کرسکتے ہیں انتہےٰ حالانکہ یہی پادری صاحب دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۲۶۱
میں فرماتے ہیں کہ داؤدؑ کو نبوت کی روح بخشی گئی انتہےٰ اس سے ظاہر ہے کہ چند روز میں
عیسائی علما حضرت داؤدؑ کے مانند نبوت کا دعویٰ کریں گے مصلح دین عیسوی یعنے
جناب مارٹین لوتھر نے اپنی کتاب مسمی بہ ڈیما پر ٹوتیا میں یوں بیان کیا ہے کہ یکایک

ی رات کو میں جاگ اوٹھا تب شیطان نے مجھسے یہ گفتگو شروع کی کہ سُن اے فاضل شخص
نے پندرہ برس جو خلوت میں ماس کو ادا کیا ہے شاید یہ بت پرستی ہو اور مسیح کا خون اور بدن
ں میں نہو اور صرف روٹی اور شراب ہی کی عبادت خود تو نے کی ہو اور اوروں سے کروائی ہو
س پر میں نے جواب دیا کہ میں کیا مسیح ہوا پادری ہوں اور مجھکو بشپ نے مقرر کیا ہے اور
ں جو کچھہ کرتا ہوں اپنے بڑوں کی اطاعت اور حکم سے کرتا ہوں شیطان نے جواب دیا یہ سچ ہے
ترک اور غیر قوم بھی جو کچھہ کرتی ہیں اپنے بزرگوں کی اطاعت سے کیا کرتی ہیں اور اسی
رح یوربعام کے کاہن بھی گرم جوشی سے اپنے کام کیا کرتے تھے کیا اگر تیری تقرری ایسی
وٹی ہو جیسے ترک اور سامریوں کے کاہن اور اُن کی عبادت جھوٹی ہے لوتھر کہتا ہے کہ یہ
ئیں سنکر مجھکو پسینا آگیا اور دل کانپ نے لگا اور شیطان میرے رد میں بہت معقول دلیلیں
نے موقع سے لاتا تھا الحق اس مباحثہ میں اُس نے مجھکو مغلوب کیا سو میں چپکا کھڑا ہو کر
ں کی اُن دلیلوں کو جو اُس نے میرے تقرر اور پادری گری کے بطلان میں پیش کیں سُنتا رہا
نانچہ اُس نے پانچ دلیلیں بیان کیں بعد اُس کے لوتھر کہتا ہے کہ اس ضرورت اور تنگی
میں شیطان کو اپنی پرانی ڈھال لیکر ہٹا دیتا تھا کہ ایمان اور ارادہ کلیسیا کا کافی ہے لیکن
یطان نے کہا کہ تبلاؤ تو سہی کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ بے ایمان اور شریر آدمی دوسرے شخص
و مسیح کر سکتا ہے لوتھر کہتا ہے کہ شیطان کی دلیلوں اور اعتراضوں کا میں کچھہ جواب نہ دے سکا
لا سکرمنٹ میں مسیح کی حضوری کا قایل رہا انتہے مرات الصدق صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ میں ہے
ائس کہتا ہے کہ مارٹین لوتھر الیاس ہے اور قطب اور منزل رسالت اسرائیل اور اسی طرح
بعد مسیح اور ولی پولوس کے اس کی تعظیم کرنا واجب ہے لیکن لوتھر کا حال یہ ہے دیکھو
رات الصدق صفحہ ۹۴ وغیرہ جس نے ایک متروک رسوائی ...
مرحرامکاری اور زنا میں بسر کی اور فلپ نامی ایک رئیس کو ...
ی اور بعضی جگہہ میں وہ کہتا ہے کہ انسان دس یا زیادہ جورواں ایک ساتھہ رکھہ سکتا
مسٹر من دی نیت) دوسری جلد میں اپنی تصنیفات سے وہ خدا کی نسبت ایک کفر جیسا
بکتا ہے ایسا کفر کہ جس کے پڑھنے سے ہر ایک عیسائی کے خون ...

Marfat.com

توریت وانجیل کو جو خدا کا پاک کلام ہے تمام تر بے شرمی اور بے حیائی سے بگاڑ ڈالا
تین پہلے صحیفون یعنے ولی متی ولی مرقس اور ولی لوقا کی انجیلوں کو کہتا ہے کہ جھوٹی
اور ولی یعقوب کے مکتوبوں کو کہتا ہے کہ گھاس کے پولہ سے بہتر نہیں اس کے ترجمہ
وثیقہ جدید میں جو اُس نے ڈچ زبان میں کیا ہے اسٹافیلس نامی نے زیادہ ایک ہزار
چارسو سے اختلاف عمد (یعنے دیدہ دانستہ) پائے ہیں (ایذوپ صفحہ ۸۴) علاوہ اس
کے وہ ایک بڑا بے ٹھکانہ شرابی تھا یہاں تک کہ اُس کی بکثرت شراب خواری پرالمان
کے ملک میں دائم الخمر دن میں ایک مثل بنی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے یعنے آؤ ہم لوتھر کی
مانند پیویں۔ لوتھر اپنے خط میں سکین کے شہزادہ کے نام لکھتا ہے کہ شیطان میرے
سر میں اکثر اوقات ایسا ناچتا گاتا پھرتا ہے کہ میں نہ لکھ سکتا ہوں نہ پڑھ سکتا ہوں (اپسل
اوایلکی سکیس وغیرہ صفحہ ۴۸۵) پھر لوتھر کہتا ہے اکثر میرے خوابگاہ کے کمرے میں شیطان
میرے ساتھ آتا ہے اور بارہا میں اور وہ باہم کھانا کھاتے ہیں کہ ایسے اتفاق میں میں ایک
پیمانہ سے زیادہ نمک کھا گیا ہوں (کان دویم مریم صفحہ ۱۹) لوتھر کہتا ہے کہ ان شیطانوں میں سے
بعضے بد اندیش و شریر تھے اور جبکہ میں نیند میں غافل سوتا ہوتا تھا میرے اخروٹ وغیرہ توڑ
توڑ کر کھڑکا کرتے تھے اور خالی تنگ کوٹھی پر سے نیچے ڈھلکاتے تھے اور بعض اچھی طبیعت کے
اور خوش مزاج شیطان تھے جو دن میں میرے ساتھ چلتے پھرتے تھے اور رات کو ساتھ سوتے
تھے مگر دو شیطان ایسے تھے جنہیں لوتھر اُن کی قابلیت اور حکمت کے سبب زیادہ پسند کرتا
تھا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ میں ایک جوڑی ایسی عجیب شیطانوں کی اپنے پاس رکھتا ہوں
گویا وے انتخاب ہیں روے زمین کے علماء ربانیوں کے اور یہ دونوں ہر دم میرے پاس رہتے
ہیں (کال نیس جرم صفحہ ۲۸۳) اور اکثر میری کترائن سے زیادہ مجھ سے لپٹ کر سوتے ہیں
(ایضاً ۲) علاوہ اس کے لوتھر کہتا ہے کہ آدھی رات کے وقت شیطان نے مجھے جگایا اور
حسب معمول اپنی عمیق اور زبردست آواز سے میرے ساتھ مباحثہ کیا کہ میرے سر ایک سرے
سے ٹھنڈا عرق چو (یعنے ٹپکا) نکلا اور میرا دل دھڑکنے لگا اور بعد بحث بالا کلام کے وہ پلید
شیطان مجھ پر غالب آیا (وی متشاپر دتیا ایذوتن تام ۲ صفحہ ۲۲۸) شیطان اس پر متقاضی

Marfat.com

نہیں یعنے نماز کو موقوف کرے وغیرہ اور اُس کی دلیلیں ایسی مضبوط تھیں کہ لوتھر کہتا ہے کہ
پھر اطاعت کرنا لازم آیا پس اس طرح لوتھر نے شیطان کو اپنا رہنما اور ہادی بنا کر فوراً تعمیل
حکم پر کمر باندھی اور کاتھولک دین کو مسمار کرنا اور پروٹسٹنٹ مذہب تعمیر کرنا شروع کیا اور اس
مہم کو انجام تک پہنچانے کے قصد سے اُس نے وہی دلیلیں اور حجتیں جو شیطان نے اُسکے
مغز میں بھری تھیں پیش کیں پھر مرأت الصدق صفحہ ۹۸ میں لکھا ہے کہ ایسا شخص مست
شہوت پرست زناکار جس نے اوروں کو زنا میں پھنسوایا جس نے نہایت ہولناک کفر لکھے
در توریت و انجیل کو بگاڑا عالم نشر شرابی شیطان کا یار و صحبتی ابلیس سے متکبر و مغرور تر مفسد
در مقاتلوں کی تلقین و منادی کرنے والا کیونکر حضرت عیسیٰ مسیح [illegible] اور مقدس پولس سے تشبیہ دیا
جاوے معاذ اللہ معاذ اللہ اگر ایسا شخص پروٹسٹنٹوں کا [illegible] اور [illegible] ان میں سے گنہگار
کیسے ہوں گے تاریخ سلطنت انگلیشیہ صفحہ [illegible] میں لکھا ہے کہ اُس زمانہ کے لوگوں کی
طبیعتوں میں جادو اور نجوم اور اکسیر کے توہمات باطل بہت [illegible] جاہلوں کا عقیدہ
تھا کہ علوم و فنون میں جو باتیں نئی نکلتی ہیں اُس میں شیطان کی مدد کو بڑا دخل ہے افسونگری
کی لغو تہمت غریب بڑھیوں پر اکثر دھرے جاتے تھے اور جس قدر [illegible] زیادہ بوڑھی [illegible]
ضعیف اور مُرجھائی ہوئی ہوتی تھی اُتنی قدر اُس پر افسونگری کا شک زیادہ گزرتا تھا چنانچہ [illegible]
بڑھیاں اسی علت میں ہلاک کی گئیں [illegible]

پھر مرأت الصدق صفحہ ۹۵-۱۴۳ میں ہے بادشاہ ہنری آٹھویں جو انگلستان کے
پروٹسٹنٹوں کا مربی تھا اپنی منکوحہ بی بی شہزادی کیتھرائن کی ساتھ [illegible] برس رہنے کے بعد
اسی عرصہ میں [illegible] اور عورت این بولین [illegible] نامی [illegible] کی [illegible]
کی بہن بھی رکھتا تھا (دیکھو لنگارڈ کی تواریخ انگلینڈ جلد [illegible]) پاپا کے [illegible]
سے کہ پوپ نے یہ بات قبول نکی اُس نے [illegible]
رلی جو بموجب [illegible] لکھنے والوں کے [illegible] کتاب
دینی انگریز تنفر قہ پردازوں کے صفحہ ۱۵) باوجود [illegible] اور بادشاہ
نے نہ پوپ سے نہ پارلیمنٹ سے طلاق کی اجازت [illegible]

بادشاہ نے [illegible] سے رغبت کی وہ تغییر فساد کرکے وہ منی
[illegible] شادی کی وہ بھی جیتی تھی اور بعد
[illegible] وقت بادشاہ کے حکم کے بموجب چھڑیوں
[illegible] صفحہ [illegible] اس کے بعد کلیوس
[illegible] کے جیسے کہ شادی کی خواتوں
[illegible] عزت کی حرمت [illegible] کے ساتھ
[illegible] گذرے تھے۔ فروری ۱۵۴۲ء کو نادر ل
[illegible] شادی کی تھی اس کی بھتیجی [illegible] جو روتھی
[illegible] سب خواتین وغیرہ زنا
[illegible] پروٹسٹنٹ مذہب کی بنیاد ڈالنے والوں میں تھا
[illegible] تاریخ سلطنت انگلیشیہ ترجمہ مسٹر تعی
[illegible] صفحہ ۱۸۳ میں مفصل مرقوم ہے اور انگریزی
[illegible] صفحہ ۵۰۹ [illegible] لکھتا ہے پھر مرات الصدق
صفحہ [illegible] پروٹسٹنٹ کی ابتدا میں چھ سو پچاس خانقاہیں نوے مدرسے
[illegible] اور مرفوع القلم کردیے اور ایک سو دس شفاخانہ مالکان جائداد
[illegible] لیے گئے اور بہت کم قیمت سے فروخت کردیے گئے اور بیا مصاحبوں
سے آپس میں تقسیم [illegible] اور ہزاروں غریب بخت خانماں سے محروم ہوکے ننگے برہنہ دروازوں
پر [illegible] اس کے ان کا دست طمع یہاں تک دراز ہوا کہ انہوں نے مردوں
کی [illegible] چھوڑا ان کی لاشوں کو قبروں سے [illegible] میں ستایا اور کفن تک اوتارے صندوقوں کی پوشش
بھی [illegible] ایک اتفاق میں بادشاہ نے اس بے امتیاز لوٹ سے اتنا کچھ اکٹھا کیا
[illegible] تھے [illegible] پھر تاریخ سلطنت انگلیشیہ صفحہ ۳۸۹
اور مرات الصدق صفحہ ۴۰۳-۴۰۹ میں ہے کہ سمرسٹ کے ڈیوک نے جو ایک عرصہ تک سلطنت
مذہب کا [illegible] تھا سنٹ میری کا [illegible] شہر میں اور تین بشپوں کے مکان مسمار

کرڈالے تاکہ اُن کے سامان سے اپنے لئے ایک کوٹھی بناوے (گولڈ اسمتھ تواریخ انگلنڈ صفحہ ۱۴۴) مگر معماروں نے دریافت کرکے کہ لوازمہ اور درکار ہوگا اور سامان چاہا ڈیوک یعنے نواب مذکور نے حکم دیا کہ سنٹ مریت کا گرجا وسیٹ منسٹر میں گرادو لیکن جبکہ مزدوروں نے سیڑھیاں لگائیں محلہ والوں نے مسلح ہوکر بیلداروں کو روک دیا اس نواب نے پھر ایک بہت عمدہ خانقاہ پر جو توبہ کا گرجا کہلاتا تھا اور متعلق اُس کے ایک قطعہ زمین کا جس کے وسط میں ایک گرجا بنا ہوا تھا اور ایک عبادت خانہ بہت خوبصورت اسی احاطہ میں تھا دسویں اپریل کو معماروں کو واسطے مسمار کرنے عمارات مذکورہ بالا کے تعین کیا اور سامان اِن مکانوں کا قسم پتھر اور شہتیر اور لوہا وغیرہ سے اپنی کوٹھی کی تعمیر میں لگایا اور ہڈیاں مُردوں کی جو ان مکانوں میں سے نکلی تھیں ایک ناتیار کھیت میں جو فنسیری کا کھیت کہلاتا تھا دفن کرادیں مگر یہ سب سامان بھی جبکہ ڈیوک مذکور کی کوٹھی کے لئے کافی نہوا تو اُس نے مینار اور اکثر حصے ولی جان اور شیلمی کے گرجے کے بارود سے اوڑا دئے اور لوازمہ اس گرجے کا بھی اپنی کوٹھی کی تعمیر میں صرف کیا علاوہ اس کے بارکنگ کا گرجا اور ولی پورس کا گرجا علیٰ ہذالقیاس ولی نکولاس کا گرجا مسمار کیا گیا اور ڈیوک مذکور کی نئی کوٹھی میں جو سمرسٹ کا گھر کہلاتی مصالحہ اِن سب گرجوں کا کام میں آیا اسی عرصہ میں پروٹسٹنٹوں نے ولی مارٹین کے مدرسہ کا گرجا گرا دیا اور اُس کے گھنٹے شیشہ پتھر لکڑی آئینہ اور لوہا بیچ ڈالا اور مشرق رویہ ایک مکان شراب خانہ بنوایا (ڈاکٹر بیلن کی تواریخ زیغارم) واہ کیا اچھا بدلا ہے کہ گرجے مسمار کرکے شراب خانہ بنوایا دیا ہے بادشاہ ہینری ہشتم نے مائلس مارٹرچ نامی کے ساتھ قماربازی میں عیسیٰ مسیح کے گرجے کے گھنٹوں کی شرط بدی چنانچہ مائلس مذکور نے وہ گھنٹے بازی میں جیت لئے اور اُن کی دھات کو نکالکر مفید مطلب اپنے فروخت کرڈالا۔ اور اہل پراٹسٹنٹوں نے گرجوں کی معاشیں اور محاصل اِن گرجوں کا فضولیوں میں خرچ کیا اور اپنے نوکروں کو واسطے پرورش شکاری کتوں اور باز شکروں گھوڑوں اور باغوں کی تعمیروں کے لئے دیا اِن سب غارتوں اور لوٹوں کے درمیان میں وے سب کتب خانے جنکا ذکر جی بیل رورو کر اِن لفظوں سے کرتا ہے یعنے اُنھوں کی کتابیں قرق کیں اور اُن کے ورق کباب کے سیخوں کے صرف

میں لائے اور آسے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کئے اور بعض کتابیں پنساریوں
بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں اور صدہا کتاب سمندر پار جلد سازوں کے ہاتھ فروخت
کچھ سوچا پاس نہیں بلکہ جہاز بھرے ہوئے مذہب کی کتابوں کو اس طرح برباد کیا جسے
دیکھکر غیر قوموں کو تعجب آیا اور کہتا ہے کہ ایک سوداگر نے جس سے میں واقف تھا
کتب خانہ فی کتب خانہ بیس روپیہ کو خرید کئے انتہی۔ پھر مرأت الصدق صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶
میں لکھا ہے کہ ۱۵۴۳ء میں لوتھر نے ویسٹ میسٹر مین مسینا کی ایک لڑکی پر سے شیطان
اوتارنا چاہا لیکن جیسا یہودی شیطان اوتارنے والوں پر ماجرا گذرا جنکا اعمال ۱۹ باب ۱۶
میں ذکر ہے شیطان نے کودکر لوتھر پر حملہ کیا اور اسے مع اُس کے ہمرائیوں کے زخمی کیا
استافیلس نامی ایک شخص نے جو دیکھا کہ شیطان نے اسکے استاد لوتھر کی گردن
پکڑ رکھی ہے اور گلا گھونٹے ڈالتا ہے مکان سے کافور ہو جانے کا ارادہ کیا مگر بے حواسی
سے قفل در کھول نہ سکا آخر ایک کلہاڑی جو خادم نے کھڑکی سے اندر پھینک دی
اوٹھالی اور دروازہ کو توڑکر حیثیت ہو گیا (استافیلس کی معذرت نام صفحہ ۴۰۴) دوسری
جگہہ بلسیک نامی مؤلف کالون کی زندگی کے بیان مین ذکر یہ کالون بھی لوتھر کی مانند
پراٹسٹنٹ مذہب کا مخترع اور پیشوا تھا علےٰ ہٰذا القیاس ایل سوریس نامی مورخ ذکر کرتا ہے
کہ کالون نے ایک شخص کو جس کا نام بروبیس تھا رشوت دیکر اس بات پر راضی کیا کہ
تو دم سادہ کے لیٹ جانا اور مردہ کے مانند بے حس و حرکت پڑا رہنا اور جس وقت میں
تجھے پکاروں کہ اے بروبیس مردہ جی اوٹھہ تو بس وہیں حرکت کرکے اوٹھہ بیٹھنا گو
مرکر جی اوٹھا اور اُس کی جورو سے بھی یہ بات ٹھہرائی کہ جس وقت تیرا خاوند جیسا
مُردہ بنے تو گریہ وزاری کرنا جبکہ بطمع زر یہ سب کچھ ہو لیا تب کالون آ موجود ہوا اور
باواز بلند پکارا کہ رو دوست میں اُس مُردہ کو جلا دوں گا اور کچھ دعائیں پڑھنے کے
کالون نے اُس کا ہاتھ پکڑکے پکارا اور خداوند کے نام سے حکم کیا کہ اوٹھہ مگر بروبیس
حقیقت میں جان نکل گئی تھی اُس کی جورو زار زار نوحہ جانگداز کرنے لگی اور چلائی
جسوقت قرار داد رہوا میرا خاوند جیتا تھا اور اب لتے کے مانند مُردہ اور پتھر سا ہے

Marfat.com

پھر رات الصدق صفحہ ۷۰ میں ہے شاہزادی مریم کی حین سلطنت آرائی پر پراٹسٹنٹوں سے مشہور کیا کہ الڈر گیٹ معروف ایک دروازے کی پرانی سنگین دیوار میں ایک روح بولتی ہے اور بہت عجائبات ظاہر کرتی ہے اور یہ روح سنجیدگی سے فرماتی ہے کہ آسمان سے پراٹسٹنٹوں پر پوپ کی معتقد شاہزادی مریم کے ٹکڑے کرنے اور کاتہولک دین کو بے نام و نشان کرنے اتری ہوں اس بات پر چند روز لوگوں نے یقین کیا مگر آخر کار دیوار مذکور کو جو گرایا تو اس کے اندر سے ایک ایسا بہت گراں فنس پراٹسٹنٹ ہوگئے نکلے جسے عوام کے بہکانے اور اندھا بنانے کے قصد سے جوف دیوار میں بیٹھا دیا تھا ہنوز یہ عیاری بھی چلی تھی کہ پراٹسٹنٹوں نے ایک جوان ہم عمر اور ہم شکل بادشاہ ایدورڈ چھٹے کا ڈھونڈہ نکالا اور ظاہر کیا کہ یہ شاہ مرتد نہیں ہے اور اب مریم کو تخت و تاج سے محروم کرکے بادشاہ کو اورنگ تشین کرنا چاہتے ہیں بادشاہ مصنوع ایک جوان فیندرسٹن نامی تھا (وارڈس انگل ریٹ صفحہ ۱۰۸ بحوالہ تواریخ ڈاکٹر ہیلن کی تواریخ ترمیم دین اور دیگر پراٹسٹنٹ مورخوں کی تالیفات کے پڑھنے سے ہم ایک قطار عجائبات کا پاتے ہیں جو کہ دور ترمیم دین سے واقع ہوئے اور جس سے علانیہ آشکار ہے کہ خدائے مطلق پراٹسٹنٹ مذہب سے بیزار و ناراض ہوا تمت کلامہ

پھر رات الصدق صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے کہ حرامکاریاں زناکاریاں اور فحش کی ترقی (سفر آ کی کتاب) اور یہ مکروہ عیب فی زمانہ ایسے پھیلے ہیں کہ فقط لندن ہی میں کم سے کم پچاس ہزار کسبی ہے اور اسی شمار سے بیرونجات میں (العلنکس ان کا مجموعی مخلوق روز بروز بڑھتی جاتی ہے انتہے یوحنا باب ۷ میں مسیح نے یہوداہ اسکریوطی کو شیطان فرمایا اور متی ۱۶ باب ۲۳ میں پطرس کو شیطان کہا اور حضرت مسیح دین عیسوی یعنے مارٹین لوتھر کا مصلح کار جو شیطان ہوا پس عیسائیوں کے گناہوں کے کفارے یعنے مسیح کی مصلوبیت [illegible] اور عیسائی دین کے رواج کا باعث شیطان اور عیسائی دین کی [illegible] شیطان ہے اور حضرت عیسے کا آزمانے والا شیطان [illegible] حضرت عیسے کی بابت پیشین گوئی ہوئی اسکا باعث شیطان ہے پیدائش ۳ باب [illegible] پولوس رسول کے بدن میں بھی شیطان تھا ۲ قرنیتون کا ۱۲ باب ۷ اور پولوس رسول کو [illegible] والا بھی شیطان تھا

(تسلونیقیون کا ۲ باب ۷ او ۸) پس ایک شیطان حضرت آدمؑ کے بہشت سے نکلنے کا باعث ہوا۔ اور دوسرا شیطان مصلوبی مسیحؑ کے وسیلہ اولاد آدمؑ کے بہشت میں جانیکا ہوا لیکن خزینہ بیت المال لقمۂ مساکینست نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔

اب فاکس کا حال سنئیے جس نے حضرت لوتھر کو الیاس اور قطب وغیرہ ٹھہرایا کہ فاکس کتاب سنتوں اور شہیدوں کی سراسر پردروغ ہے اور اُس بڑی جلد میں ایک روایت بھی نہیں جو مکذوب مختلف نہو (ریل آف ٹرائل وغیرہ صفحہ ۶۹) جیسا کہ لکھا ہے کہ فاکس کی کتاب کے دو صفحوں پر ایک سو بیس جھوٹ پائے گئے اور الیف پارسنس جس نے بغور فاکس کی کتاب کا امتحان کیا ہے کہتا ہے کہ اگر سچ پوچھو تو اُس میں کم سے کم دس ہزار جھوٹ ہیں۔ (انگلس کان فیلیکس کمپنی۔ ۱۱۰) انتونی وڈ ایک پراٹسٹنٹ لکھنے والا لکھتا ہے کہ فاکس نے اکثر ایسی غلطیاں کی ہیں کہ زندوں کو شہید قرار دیا ہے از مراٰت الصدق صفحہ ۸۵۔ پھر رسکا کو نفیسر (جس کا ذکر فاکس ۵۱۱ وغیرہ میں ہے) یہ شخص ایک مشہور بے شرع باغی اور خونی بوہیمیا میں تھا اور اپنے تئیں قاتل درویشان خطاب دیا تھا اور بعد بیشمار قزاقیوں اور خونوں کے دبا میں مرگیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ میری کھال کا ایک طنبور بنائیو کہ تمہارے دشمن اُس کی آواز سے ڈرتے رہیں اور مراٰت الصدق صفحہ ۸۹۔ کتاب مقدس کا ترجمہ جو مارٹین لوتھر نے ڈچ زبان میں کیا تھا اُس کی بابت زونیگلس بڑے عالم فرقہ پراٹسٹنٹ نے مارٹین لوتھر کو یوں لکھا تھا اے لوتھر تو بگاڑتا ہے کلام خدا کو تو صریح بڑا بگاڑنے والا اور پلٹ دینے والا پاک کتابوں کا ہے تجھ سے ہمیں کتنی شرم آتی ہے کہ ہم اب تک تیری بے حد قدر کرتے تھے اور اب ایسا ثابت کریں کہ تو ایسا ہے انتہٰی اور اُس کے عوض میں مارٹین لوتھر نے ترجمہ زونیگلس کو خارج کیا تھا اور دین کے مقدمہ میں زونیگلس کو احمق اور گدہا اور دجال اور فریبی کہتے تھے اور کگرمن صاحب اس ترجمہ کے حق میں لکھتا ہے کہ یہ ترجمہ عہد عتیق کی کتابوں کا خصوصاً کتاب ایوب اور اور پیغمبروں کی کتابوں کا داغی (یعنے عیب دار) ہے اور کچھ تھوڑا نہیں اور ترجمہ عہد جدید کا بھی داغی ہے اور کچھ تھوڑا نہیں اور بسر اور اوسیاندرین جناب مارٹین لوتھر کو کہتے تھے کہ تو نے ترجمہ غلط کیا ہے اور سٹافیلس اور امیرسن نے اس ترجمے

سے ترجمہ عہد جدید میں چودہ سو خرابیان نکالی ہیں کہ وے بدعتی ہیں اور عمداً کی گئیں (از مرأت الصدق صفحہ ۱۹۴) بیزا کا ترجمہ جس کے اہل انگلستان پیرو ہیں اُس کا یہ حال ہے کہ ایکولمپیدیس اور علما بیزل کے کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ بہت جگہہ میں بد ہے اور بالکل روح القدس کے مخالف اور فاضل مولی نس کہتا ہے کہ بیزا حقیقت میں عبارت متن انجیل کی تبدیل کرتا ہے اور کاسٹیلیو کہ کاتولی مذہب کا ایک فاضل ہے اور بقول اوسیانڈر کے واقف اور زبان دان ہے اپنی کتاب میں جو در باب اثبات خرابیوں ترجمہ بیزا کے لکھی ہے ملامت کرکے کہتا ہے کہ اُس کی میں سب غلطیان نہ لکھوں گا اس لئے کہ اُس کے واسطے ایک بڑی کتاب چاہیے تو لی نس کہتا ہے کہ کاون نے اپنی کتاب ہارمنی میں انجیل کی عبارتوں کو تہ و بالا کر دیا اور انجیل کے لفظوں پر اندھیر کیا اور متن میں عبارت بڑھا دی اور مسٹر کارلایل کہتے ہیں کہ انگریزی مترجموں نے مطلب کو فاسد کیا سچ کو چھپایا اور جاہلوں کو فریب دیا اور انجیل کے سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کیا اور ان لوگوں کو نور سے ظلمت اور سچ سے جھوٹ زیادہ پسند ہے انتہے۔ اور اس کی بابت اگر کچھ اور بھی تحقیقات منظور ہو تو اس کتاب کے کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۵ کے آخر میں دیکھنا چاہیے فقط اس کے سوا انجیل میں بھی شاعرانہ مبالغے ہیں کہ جو الہامی طرز کلام کے خلاف معلوم ہوتے ہیں چنانچہ یوحنا ۲۱ باب ۲۵ میں ہے پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جُدا جُدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سماتیں انتہے۔ اور متی ۸ باب ۲۰ میں ہے ابن آدم کے لئے جگہہ نہیں جہان اپنا سر دھرے انتہے اور لوقا ۱۹ باب ۴۰ میں ہے کہ اگر یہ (لوگ) چپ رہیں تو پتھر چلائیں گے انتہے بھلا کہیں آجتک پتھر بھی آدمی کی طرح چلائے ہیں اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلعم کے ہات میں سنگریزوں نے کیسی گواہی دی تھی تو ہم کہتے ہوں کہ پہلے وہ اُن سنگریزوں کی گواہی کا اقرار کرے تب پتھر چلانے کا الزام دے پھر لوقا ۱۳ باب ۳۲ میں ہے کہ مسیح نے ہیرودیس بادشاہ کی نسبت کہا جاکے اُس لومڑی سے کہو الخ اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید میں یہودیوں کو گدھے سے نسبت دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں ایک مثل بیان ہوئی اور یہاں اُسی کو لومڑی کہا ہے پس

کیا وہ انسان نو مڑی تھا اور یوحنا ۱ باب ۸ میں ہے سب جو مجھ سے آگے آئے ہیں الخ پس اُسے کون الہامی کہہ سکتا ہے۔ الہامی کلام یہ ہے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی	یعنے کہہ (اے محمدؐ) ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو اترا ہم پر اور جو ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور دیے گئے موسیٰ اور عیسیٰ الخ۔

سورہ آل عمران رکوع ۱۲

اور جو آگے آئے وہ تو سب حضرت عیسےٰ کے بزرگ اور اجداد تھے اُنہیں کو چور اور بٹ فرمایا اس لئے یہ قول حضرت عیسےٰ کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ پانچواں حکم تو یہی ہے کہ تو اپنے ماں باپ کی عزت کر استثناہ باب ۱۶۔

سٹرمنٹ ۸

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَعِبًا وَّلَھْوًا وَّغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا (سورہ انعام ع ۸)	اور چھوڑ دے اُن لوگوں کو کہ پکڑتے ہیں دین اپنے کو کھیل تماشہ اور فریب دیا ہے اُن کو زندگانی دنیا نے

از رومن ترجمہ قرآن مطبوعہ مشن پریس الٰہ آباد ۱۸۴۴ء جس پر علماء عیسائی نے اپنے طور کا الزامی حاشیہ لکھا ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ کیا سب عیسائی باوجود علم و لیاقت کے ایسے نادان ہو گئے کہ کوئی بھی اُن میں ایسا انصاف ولی نہیں رکھتا کہ اپنے دین کے نقصوں اور اپنی کتاب کی غلطیوں اور کسی سچے دین کی باتوں کو دریافت کرے تو اُس کے جواب میں ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یونانی فیلسوفوں اور اس زمانہ کے بھی بت پرست علماء کے حال پر نظر کرنا چاہیے کہ جو اُن میں زیادہ عالم ہیں زیادہ بت پرست ہیں اور اسی طرح یہودیوں کا حضرت عیسےٰ کی بابت خیال کرنا چاہیے اور عیسائیوں نے جب صلیب کا ایک لال نشان اپنے ساتھ لیکر ۱۰۹۶ء کے قریب یروشلم پر چڑھائی کی تا کہ مسلمانوں کے قبضے سے اُسے نکال لیں اُس وقت پاپائے روم کے حکم سے جو کہ آپ کو دنیا میں قائم مقام حضرت عیسےٰ کا کہتا ہے (ہندی تواریخ ظلیہ صفحہ ۱۴۲ سطر ۳-۹) اس عظیم ترلڑائی میں ہر ایک عیسائی نے اپنے گناہوں کی معافی کا

Marfat.com

وہ سُنکر تمام عالم کے عیسائی کیا امیر اور کیا غریب بدیس کے ولیس بیت المقدس پر چڑھ گئے
ندی تواریخ کلیسیا جس کو ٹلب بارتھہ صاحب نے المانی زبان میں لکھا اور جسے انگریزی
ر اُس کے بعد ناگری میں ترجمہ ہوئی در ۱۸۴۹ء میں کلکتہ کے بپٹسٹ مشن [illegible]
ھپی اُس کے تیسرے حصہ کے ۳ و ۴ باب صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۵ و ۱۵۸ و ۱۶۰ و [illegible] لکھا
اُس وقت اُن لاکھوں مبارزوں میں یقیناً کتنے ہی دیندار لوگ بھی ہوں گے [illegible]
وجائز سمجھ کر اُن میں شریک ہوئے ہوں گے لیکن [illegible]
ہیں آخر کو ایسی لڑائی ہوئی کہ اُن لاکھوں میں صرف ساٹھ ہزار [illegible]
عل کر لیا مگر مسلمانوں سے لڑائی موقوف نہوئی اور تمام عیسائیوں [illegible]
صہ پیدا ہوا ایک دفعہ ایک لاکھ لڑکوں کی فوج بیت المقدس کو چلی مگر [illegible] کی
سے باہر نہ گئے تھے کہ کئی حصے اس فوج کے غارت ہو گئے [illegible]
ی بڑی فوجیں لیکر یروشلم پر چڑھائی کی یہاں تک کہ بادشاہ [illegible]
ترجمہ شیر دل نے اپنے ملک [illegible] کو چھوڑ کر [illegible]
یروشلم پر چڑھائی کی مگر ۱۱۸۷ء میں یروشلم پھر مسلمانوں کے قبضے میں آگیا [illegible]
ستان اور یورپ کے بڑے بڑے زبردست بادشاہوں [illegible]
وقت سے یروشلم پر لڑائی کی اور ساٹھ [illegible] عیسائی [illegible]
بیت المقدس پر قابض نہو سکے اور [illegible]
زمایا تھا پورا ہوا کہ ایسوں کو نہیں پہونچتا کہ داخل ہوں [illegible]
بت سے اور اُن کو آخرت میں بڑی مار ہے [illegible] سورہ بقر [illegible]
سے لوٹ کر آئے اُنہوں نے اپنے ملک میں آکر کہا [illegible]
بیت المقدس سے لائے ہیں جیسے مسیح کی صلیب [illegible]
وہ ہتیار جن سے مسیح کو دکھ دیا تھا [illegible]
کے مجوسیوں نے حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے [illegible]
یروشلم کے گھنٹوں کی کچھ آواز اور حضرت یعقوب نے [illegible]

Marfat.com

تھی (پیدایش ۲۸ باب ۱۰-۱۲) اوس کی ایک لکڑی وہی کاٹھا جو پلوس رسول
کے لیے رکھا گیا تھا (۲ قرنیتون کا ۱۲ باب ۷) اور اُس وقت کے اکثر آدمی ایسی باتیں
کرکے جن مکانوں میں یہ خیالی اور بے اصل تبرکات رکھے تھے اُن کی زیارت کرتے
تھے انتہی بس جو لوگ کہ اس ناجائز لڑائی پر گئے تھے اُن کی وہ بے وقوفی مورخ کلیسیا
بیان سے ظاہر ہے اور جو لوٹ آئے اُن کی اور بھی عجیب عقل کا بیان ہے اور جو رہ گئے
اُن کی عقل کا یہ حال تھا غرض یہ کہ این خانہ تمام آفتاب ست پھر وہی مورخ کلیسیا صفحہ
میں کہتا ہے کہ یہ سنکر تعجب سے تم ضرور کہوگے کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ لوگ ایسے بے وقوف تھے
مگر یقیناً ایسا ہی ہے کہ اُس وقت ایسی ہی تاریکی چھا گئی تھی کیونکہ سب لوگ خدا کے کلام
سمجھ اور سب طرح کا فہم کھو بیٹھے تھے تم کلامہ تاریخ سلطنت انگلشیہ سرشتہ تعلیم پنجاب
کے واسطے مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۶۱ء صفحہ ۵۸ ہ میں لکھا ہے کہ انگلستان کے کل
باشندے بادشاہ سے فقیر تک بڑے دن کو عجیب عجیب لباس پہنکر اور چہرے لگا کر
بہروپئے بنجاتے تھے اور جن لوگوں کو چہرے میسر نہوتے وہ اپنا منہ ہی کالا کر لیتے تھے اور گلی
کوچوں میں غل مچاتے اور ڈھول بجاتے پھرتے تھے اور بعض اوقات اسی ہیئت سے
گرجا میں نماز کے وقت چلے جاتے تھے یہ لوگ بیشتر بکروں اور ہرنوں اور سانڈوں کے
چہرے پہنتے اور اکثر بدن پر کھالیں بھی پہن لیتے تھے تاکہ پورے حیوان نظر آئیں انتہی
اور پادری گرجے میں سوانگ بھرتے (یعنے بہروپئے بنتے) اور اسے مزیکل پلے یعنے اعجازی تماشا
یا مسٹریز یعنے اسرار کہتے تھے اگرچہ اس ڈھب سے جہال کو توریت وانجیل سے واقف کرنا تھا مگر
اس میں بیہودگی بھی بہت ہوتی تھی دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۱۸-
عیسائی دین میں جو کوئی ایکبار اصطباغ لیکر پھر دوسری بار بھی اصطباغ لے تو اُس نے گویا
دوبارہ مسیح کو صلیب پر کھینچا اور اسے سخت بدعتی جانتے ہیں رومن تواریخ کلیسیا کی جلد
ثانی صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ جب دانی ڈین مارک ہیرولڈ نے ۸۲۶ء میں انگل ہیم شہر میں
جہاں لوئیس قیصر مقیم تھا بپتسما پایا اُس وقت قیصر نے بادشاہ اور اُس کے رفیقوں کو بہت سے
خلعت عطا کئے تب سے دستور ہوگیا کہ ملک ڈین مارک کے باشندے خلعت کے لالچ سے

Marfat.com

ِسال قیصر کے محل میں حاضر ہوا کرتے اور بپتسما لیتے تھے چنانچہ ایک سال اُس ملک کے
ت اس قدر اکھٹے آئے کہ سفید جامے جو بپتسما کے امیدواروں کو ملتے تھے بقدر کافی تیار
ِے قیصر نے حکم دیا کہ پادری لوگوں کی گرجے والی پوشاک لیکر اُس سے بنا دیں ایک
ں ڈین مارک نے جو عالی خاندان تھا وہ پیراہن پا کر بپتسما لیا اور پانی سے نکل کر بہت غصہ
ں کہا کہ ابتک میں نے بیس ۲۰ بار اس جگہہ میں بپتسما لیا ہے اور ہر وقت اچھا جامہ پایا ہے
اب کی دفعہ مجھے ایسا چیتھڑا ملا جو ہرگز سپاہی کے لایق نہیں بلکہ سور کے پالنے والے کے
ق ہے انتہے پس عالی خاندان لوگوں میں اس زمانہ کے اسقدر جہالت اور بیوقوفی تھی تو کمینوں میں
س قدر زیادہ سمجھنا چاہیے اُس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سور پالنے والے فرنگستان میں بھی
یم زمانہ میں کمینے لوگ تھے ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۸ سطر ۶ و ۷ و ۸ میں لکھا ہے کہ
ِسٹیانوں کی عقل ایسی بگڑ گئی اور بہت بگڑتی جاتی تھی کہ اُن کو کرسٹیان نام کے بت پرست
ِنا چاہیے اور صفحہ ۶۳ سطر ۵ و ۶ میں لکھا ہے کلیسیا جیسے روز روز بڑھتی گئی ویسی ہی نئی نئی
ان کو جو حواریوں کے وقت میں نہیں تھیں جاری کرنے کا موقع ملا پھر صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے
ِیں کے زمانہ کے بعد جیسے کلیسیا کی اقبالمندی بڑھتی گئی ویسی ہی ظاہر ہے کہ پاکیزگی
ر روحانی طاقت اُس کی بہت گھٹتی گئی انتہے۔ گاڈفرے ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے
حہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ میں لکھتے ہیں کہ پادری اور اعلے پادری مسیح کی نتھنوں تلے کی بدبو ہوگئے
تھے اب محمدؐ نے اُن کے دور کرنے سے اپنے آپ کو ایسا عمدہ انجیل کا معتقد عیسائی بنایا کہ
م نے اُس وقت سے آج تک کوئی نہیں دیکھا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۱۷ دفعہ ۱۳۳ مطبوعہ
۱۸۸۱ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء لب التواریخ جلد ۲
نمبر ۳۵ میں ہے کہ نویں صدی عیسوی میں ازراہ مبیت کے ایک عورت پوپ بن کر
بڑی ہی حسن تدبیر سے تین ۳ برس تک کلیسیا کا انتظام کرتی رہی یعنی اُس وقت تک جب
اس کی عورت ہونے کا حال لڑکے کے جننے سے کھل گیا تو پھر کے نظم و نسق تک اس حادثہ
کو تھوڑک نہ غیر قابل الاعتماد جانتے تھے اور نہ یہ کہ اس بات سے کلیسیا کی کچھ اہانت تھی
تھے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے کہ علماء دین کے ان حسدوں اور جھگڑوں کے

سبب یہ ہوا کہ اقتدار کے لئے اُن میں برپا تھے دین مسیحی کو اُسکے معلموں کے اعمال و تعلیم
ہی ضرر پہونچا دنیوی ہوا و ہوس اور بے قید استیعاب لذّات اور ازبس جہالت علماء دین
گویا [illegible] تھی اور دینی عہدوں کا حاصل نہ ہو سکنا اس کا سبب پڑا کہ وے عہدے نالائقوں کے
ہاتھ لگیں انتہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں ہے کہ چوتھی صدی عیسوی میں
ملک مصر میں عیسائیوں میں رہبانیت شروع ہوئی اور وہاں سے سارے مشرق
[illegible] ملکوں میں اور روم میں پھیل گئی انتہے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ میں ہے
کہ [illegible] صدی میں ایک دیوانہ فرقہ اسٹائلیٹس یعنی اسطوانہ نشین نکلا اور اُس کا یہ رویہ تھا
کہ [illegible] کے اساطین پر ساری عمر کاٹیں اور سرمہ والے سیمیوں سے ساٹھ ہاتھ سے
[illegible] کاسنے اور اُسی پر مر گیا انتہے۔ پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۶۸ میں لکھا
ہے کہ [illegible] صدی میں دین مسیحی مروّج ہوا مسیحی ہونے کے بعد اہالی سوئیڈن
نے تو [illegible] صدی عیسوی میں بھی بت پرستی اختیار کی انتہے روّمن تواریخ کلیسیا کی جلد ثانی صفحہ
۱۵۷ میں لکھا ہے [illegible] پادریوں میں ایسی جہالت پھیل گئی تھی کہ اُس بڑی
[illegible] ۴۴۹ [illegible] کہ شہر افسس میں جمع ہوئی ایک اسقف اور ایک بزرگ اپنا اپنا نام
نہیں لکھ سکے [illegible] یعنی بالکل لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے کیونکہ تواریخ کلیسیا کے اسی
مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جماعتی عہدوں کے پانے کا عین وسیلہ ٹھہرا تھا
یعنی [illegible] ہونے سے پادری کا عہدہ ملتا تھا نہ یہ کہ عالم ہونے سے اور گرجوں میں دن بھر ہوم
کی [illegible] تھے (روّمن تواریخ کلیسیا جلد ثانی صفحہ ۱۵۳) اور مُردے کی نجات کیلئے
[illegible] کہ [illegible] اس کے گناہ بخشدے اسے بہشت میں اُس کو جگہہ
دی جاوے [illegible] یہ دستور سیکڑوں برس تک جاری رہا پھر اُسی تواریخ
کلیسیا [illegible] لکھا ہے کہ دینداری گھٹنے سے جو احوال اوپر مرقوم ہوئے
کم تعجب کا باعث ہوں گے جس وقت خیال کریں کہ اُن ممالک کے باشندے پہلے بت پرست
تھے پر بڑا تعجب ہوتا ہے جس وقت قدیم کلیسیا پر نگاہ کریں اور اُس کے درمیان دینداری
کا [illegible] پاویں جو اُن نو عہدوں میں ہوا اُن کے درمیان بیدینی مثل دریا کے بہ گئی

Marfat.com

ی اور جہاں تک صدی بہ صدی بہتی رہی اُس کی تباہ اور بھی گہری ہوئی پھر صفحہ ۱۷۵ میں
ہا ہے روم کی کلیسیا کی (جو تمام کلیسیاؤں کی ماں بلکہ ملکہ ہے) کیسی خوفناک صورت ہوئی
ب دار السلطنت کی مالک فاحشہ عورتیں تھیں جب اور اسقوفوں کا درجہ اُنہیں کی مرضی کے مطابق
ن کے عاشقوں کو ملا بلکہ پاپا صاحب خود اُنہیں کے کہنے سے مقرر کیا گیا پھر اُسی تواریخ کلیسیا
ی جلد ثانی صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہے قولہ ایک لاطینی مثل ہے جس کے یہ معنے جیسے بادشاہ ویسی
یت جس حال کہ کلیسیا کے منتظموں کے درمیان اس طرح بے انتظامی اور بے دینی موجود
ھی تو کیونکر چھوٹے عہدوں کے پادریوں کے بہتر حال کی امید رکھیں بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ
سقوفوں وغیرہ کلیسیا کے درجہ داروں کے عہدے آشکارا فروخت ہوتے تھے اور لوگ فقط
س لحاظ سے مول لیتے تھے کہ اُن کے وسیلے سے اپنی دولت بڑھاویں چھوٹے درجے کے
ادری اکثر ایسے بے علم تھے کہ کتابوں کو مشکل سے پڑھ سکتے بلکہ عبادت کے وقت نماز یاد سے
ڑھتے اور بعضے تھے جن سے اتنا کام بھی مشکل سے ہوا اسقوفوں میں سے بعضے تھے جو ہتیار
باندہ کر سپاہ گری کرتے تھے فورموسس کی وفات کے بعد اس کے مدعی پوپ استیفان ہفتم
نے اُس کی لاش کو قبر سے کھدوا منگوایا اور اُسے اُسقف کی پوشاک پہنا اُس کے جرائم کی تجویز
کر اور مجرم ٹھہرا اُس کا سر کاٹ کر دریائے تبر میں لاش کو پھینک دیا فورموسس کے دوستوں
نے اُس کی لاش کو جال سے اوٹھایا - ایک دوسرے پوپ سرجیس ثالث نے اُس کمبخت
کی لاش کو پھر اوکھڑوا منگوایا اور دوسری بار اُسے دریا میں پھینک دیا دو بد ذات عورتیں ماروزیا
اور تھیوڈورا کئی سال تک دربار پوپ کا کاروبار کرتی رہیں اور مقدس پطرس کے تخت پر اپنے
دو آشناؤں (یا اُن کی اولاد السفاح) کو مقرر کیا تھا (از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴) اُن
ایام میں کہ جب علماء دین ایسے فاسق تھے کہ اُس زمانہ کی تاریخ بغیر حیرت و کراہت
نہیں پڑھی جا سکتی ہے پوپ کا عہدہ اکثر نیلام پر چڑھایا جاتا تھا بینیڈکٹ نہم اور یوحنا
ورذہم دونوں بھائیوں نے ایک کے بعد ایک نے مقدس پطرس کے تخت کو نیلام
میں مول لیا اور تاکہ تخت مقدس اُنہیں کے خاندان میں رہے اُن کے دوستوں نے
بینیڈکٹ نہم کے لئے خریدا کہ جس کی عمر اُن دنوں بارہ برس کی تھی (ایضاً صفحہ ۲۵

Marfat.com

جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب جس کا ترجمہ مؤید الاسلام ہے مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ
و ۱۲۳ میں لکھا ہے کہ ۱۶۰۳ء میں بادشاہ انگلنڈ جمیس اول نے اپنی کتاب جنّی کو تیسری
دفعہ چھپوایا اس کتاب میں بادشاہ نے جنّوں کی رسموں اور چڑیلوں وغیرہ کی سازشوں
اور پہچان کی ترکیب لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں سزا دینا ضرور ہے۔ پارلی منٹ
اُس زمانہ میں ایک قانون جاری کیا جس میں جادوگروں کے واسطے وہی سزائیں لکھی
تھیں جو بادشاہ نے اپنی کتاب جنّی میں تجویز کی ہیں اور اس قانون کی تعمیل بڑی سرگرمی
سے کی جاتی تھی اسی طرح اس بادشاہ کی تخت نشینی کے زمانہ سے سترہویں صدی کے
آخر تک تین ہزار ایک سو بانوے آدمی گریٹ برٹین میں جادوگری کے الزام کے سبب قتل
ہوئے اگرچہ اس تعداد کا کسی کو یقین نہ آئے مگر یہ بالکل سچ ہے اِن لوگوں میں جو اسطرح
مارے گئے وہ دو بیوائیں بھی شامل تھیں جنہیں ہیل صاحب جج کلاں نے اُن کے دشمنوں
کے اس بیان پر پھانسی دلوادی کہ اُنہوں نے تین بچوں پر جادو کیا ہے اور وہ بچے ایسے
ہیں کہ وہ بچے کچہری میں نہیں حاضر کئے جاسکتے مگر جب تک وہ دو بیوائیں پھانسی پا چکیں
اُس کے دوسرے دن تینوں بچے جج صاحب کے سامنے صحیح و تندرست حاضر ہوئے
اور الزام لگانے والوں نے بیان کیا کہ جوں ہی اُن دونوں عورتوں کو پھانسی ملی اُسی دم یہ بچے
اچھے ہوگئے ۱۶۲۵ء میں جمیس اول نے اونسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا اور تاہم اس
منووی بادشاہ کو جسے مورخوں نے عیسائی ملکوں کا نہایت عقلمند تو لکھا ہے اور جسے مکولے
کے قول کے موافق خدائے تعالیٰ نے تخت پر اس واسطے بیٹھایا تھا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے
کہ ایسے آدمی کو بادشاہ نکرنا چاہیئے اس وقت کے کین بری شہر کی آرچ بشپ نے یہ کہا
بے شبہہ جو کچھ حضور اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں روح اللہ کی خاص مدد بغیر نکلنا نا ممکن
ہے مؤلف میکشن صاحب کی تاریخ ترقی علم جلد دوم صفحہ ۳۱۰ اس مصنف کا قول ہے کہ اُس
زمانہ میں بڑے جادو کے الزام لگانے والے اشخاص مندرجہ ذیل تھے اسکاٹ لنڈ کا چھٹا
دو پوپ انوسنٹ و منہم ناسپر تکر بوڑی نس وبہوس فیس اسی زمانہ میں یعنے ۱۶۱۰ء پرتگال
کے محکمہ تحقیقات مذہب نے ایک انگریز کے گھوڑے کو پھرا کر اس الزام پر جلوا دیا کہ یہ جادو ...

درکو تا ہے یہ بغیر شیطان کی مدد کے نہیں اتے تھے۔ پادری اسکاٹ صاحب مفسر رومن تفسیر
نجیل نے مجھسے بیان کیا کہ امریکہ کے ایک شہر میں کسی عیسائی دیندار صاحب نے مشہور کیا
ہ چندروز کے بعد مسیحؑ کا آسمان سے نزول ہوگا اور اُس کے لئے دن اور تاریخ مقرر کرکے بتلا دیا
لوں کو اس کا اسقدر یقین ہوا کہ اپنے مال و اسباب سے دل برداشتہ ہو گئے خوب خرچ کرتا اور
یرات دینا شروع کر دیا یہ سمجھ کر کہ اب دنیا میں رہنے سے کیا کام ہے بہشت میں چلکر رہیں گے
ور ایک صاحب نے اپنا سارا گھر لٹا دیا اور آسمان پر پہن کر جانے کے جامے سینے کی دوکانیں بازار
یں قایم ہو گئیں کثرت سے وہ جامے بکنے لگے جاموں کے خرید و فروخت کا خوب بازار گرم رہا اور
س دن کہ جس میں مسیحؑ کا آنا ٹھہر گیا تھا سب نے آسمان پر جانے کے لئے ہر طرح سے اپ
پ کو طیار کیا اور شام سے اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر وہ جامے پہن کر جا بیٹھے کہ ابھی
ے آسمان کو روانہ ہوں گے اتفاقاً اُس رات کچھ ابر آگیا اور بادل گرجا (اول تسلونیقیون کا ۴
اب ۱۶ و ۱۷) اور بھی زیادہ سب کو یقین ہوا کہ خداوند کا پیش خیمہ آیا اور خدا کا نرسنگا بجا اب گویا
ب مسیحؑ کا آنا جلد ہوا چاہتا ہے سب نے پکارنا شروع کیا کہ اے خداوند جلد آ اے خداوند
جلد آ (مکاشفات ۲۲ باب ۲۰) غرضکہ اسی طرح اُس ابر کی طرف پکارتے پکارتے ساری رات گذر
گیا اور صبح ہو گئی تب تو چہرے فق ہو گئے اور آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور آسمان جو صاف
ہو گیا تھا تب کھل گیا کہ سراسر بے وقوفی کے دریا میں ڈوبے تھے گھر بار لٹا دینے کی شرم سے
پانی پانی ہونے لگے آسمان پر جانے کے جامے زمین میں سما جانے کے لئے کفن ہو گئے مسیح
انتظار اشد من الموت ہو گیا اُنہوں نے تو دنیا میں مُردے زندہ کئے تھے اور یہ جیتے جی مر گئے

وہ رات صبح ہوئی نالہ ہائے زار کیساتھ — قیامت آگئی عیسےٰ کے انتظار کیساتھ

مرأة الصدق مؤلفہ پادری بیڈلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب
ی مریا انجلو صاحب چھاپہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۵-۲۶ میں لکھا ہے کہ

چونکہ خداوند آپ دھوم سے مقرب فرشتوں کی آواز کیساتھ خدا کا نرسنگا پھونکتے ہوئے آسمان پر سے اترےگا اور جو مسیح میں
مرے ہیں وہ پہلے اٹھیں گے بعد اُس کے ہم جو جیتے ہیں اُنہیں کے ساتھ بدلیوں پر ناگاہ اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں
سے ملاقات کریں سو ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے (اول تسلونیقیون کا ۴ باب ۱۶ و ۱۷) اور وہ یہ کہکے اُن کے دیکھتے ہوئے
اٹھا لیا اور بدلی نے اسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا (اعمال ۱ باب ۹)

بادشاہ ہنری ہشتم میں انگلینڈ کے باشندے کل کا تہلک تھے مگر جبکہ پوپ نے اسی شہر
طلاق دینے اور دوسری سے جیساکہ بعضے روایت کرتے ہیں یعنے اُس کی بیٹی سے شاد
کی اجازت ندی بعد اُس کے یہ بادشاہ دین پروٹسٹنٹ بنانے والا ٹھہرا اور نیا ایمان
شروع کرکے عبادت کی نئی طرز ڈالی اُس نے طرزِ عبادت کو اتنے متفاوت نقشوں میں
اور ایسا متواتر اور جلد جلد بدلا کہ مخلوق اُس کی پیروی میں قاصر رہی اور ان کمی بیشیوں
جو ہنری نے خاص اپنی ذات سے قوم کے طرزِ ایمان میں کہیں تھوڑے تھے جو جانتے
کہ کیا خیال کریں اور کس چیز کا اقرار کریں یہ لوگ اگرچہ اُس کی تعلیموں کی پیروی کرنے
تیار تھے گو وہ تعلیمیں کیسی ہی ذلیل اور باہم مختلف تھیں مگر بسبب اس کے کہ وہ ہمیشہ
اُنہیں بدلتا تھا وے بمشکل اُس کا تعاقب کر سکتے تھے ایسا جلد کہ جیسا وہ اون سے
آگے بڑھا جاتا تھا (ڈاکٹر گولڈ اسمتھ کی تاریخ انگلستان صفحہ ۱۳-۱۶) اس کے مرنے سے پیشتر
اُس نے اور اُس کے نئی پروٹسٹنٹوں نے ایمان اور عبادت کا نقشہ بنایا اور جو کوئی اُ
نقشہ پہ عمل نہ کرے تو اُس کے لئے زندہ جلایا جانا سزا تھی (بَرلوس کی تاریخ گزریہ جلد ۳ صفحہ
۱۴) یہ نقشہ عبادت کا پارلیمینٹ کے احکام سے ۱۵۴۷ء میں بدلا گیا سال آئندہ ۱۵۴۸ء
میں ایڈورڈ ششم نے بارہ بشپ اور چھ پادریوں کی کمیٹی کو حکم دیا کہ عبادت کا دوسرا نقشہ
بناویں اور ۱۵۵۳ء میں اُنہوں نے اپنی عبادت کا طور بدلا اس اتفاق میں اکثروں نے
خیال کیا کہ یہ پہلی ترمیم نے عبادت کے طرز کو کامل کیا ہوگا مگر افسوس کہ ۱۵۵۹ء میں ملکہ
الیزبتھ عبادت کے طریق بنانے میں دست انداز ہوئے اور اُس نے ایک عجیب
کم و بیشی کی۔ بادشاہ جیمس اوّل نے ۱۶۰۳ء میں پھر نماز کا دستور بدل ڈالا اور بعد ۲
کے ۱۶۶۲ء میں بادشاہ چارلس دوم نے پھر اُسے تبدیل کیا اور آخرکار ۱۶۸۹ء میں
پراٹسٹنٹوں نے پھر اپنی عبادت کی راہ و رسم کو بدلنے کا ارادہ کیا مگر پیشتر اس سے کہ کا
انجام کو پہونچے تھک گئے اور عاری آئے (دیکھو ڈوڈ کی تواریخ گزریہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۵ و تاریخ
انگلستان مصنفہ گولڈ اسمتھ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۰۰) جس پر ڈاکٹر ہیویسٹن نے کہ
کہ یہ اصلاح اور اولٹ پلٹ مانند ایک لنگور کے تھی جو نہیں جانتا کہ اپنی دُم کو کس طرف

دیکھیے انتخاب تاریخ سلطنت انگلستیہ صفحہ ۳۸۰ میں ہے کہ اس بادشاہ ہنری ہشتم کے تلون نے جو رنگ نکاحوں کے معاملہ میں دکھایا وہی گُل امور مذہب میں کھلایا انتہےٰ اب اگر کوئی عیسائی کہے کہ مسلمانوں میں بھی شیعہ اور حنفی اور شافعی وغیرہ کچھ کچھ بظاہر عبادت کے طریق میں اختلاف رکھتے ہیں اگرچہ یہ اختلاف وہ نہیں ہے جیسا کہ پروٹسٹنٹوں میں لیکن اس اختلاف کو بھی ثابت کرنا چاہیے کہ کس بادشاہ اسلام نے مسلمانوں کے دستور عبادات میں تبدل کیا تھا جیسا کہ عیسائیوں میں کیا گیا۔ فلپ ملانگتھن نامی ایک مشہور مصلح مذہب عیسوی نے کہا ہے کہ لڑکپن میں میں نے سُنا کہ واعظ لوگ انجیل کو چھوڑ ارسطو کی دانائیوں کا وعظ کرتے تھے اور میں نے استٹگارڈ شہر کے ایک عبادت خانہ میں ایک واعظ (یعنی پادری) سے یہ بھی سُنا کہ اگر انجیل کبھی کھو جائے تو ارسطو کی دانائیوں کو یاد رکھنے سے کلیسیا کو وہی فائدہ ہوگا جو انجیل سے ہوتا از ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۶۳ پھر اُسی تواریخ کلیسیا کے صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ پاپا صاحب نے آپ ہی عفونامہ کا مطلق اختیار اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ ایسے عفوناموں کو روپے لیکر یا کسی قیمت پر بیچا کرتا تھا۔

روم کے حاکموں نے جو عفونامے اس طرح بیچنے کا دستور جاری کیا اُس کا ایک پھل یہ تھا کہ محتاج لوگ جنہیں مول لینے کا مقدور نہ تھا انہیں کچھ تسلی نہیں ہوتی تھی یہ دھوکھا دہی یہاں تک بڑھ گئی کہ لوگ جانتے تھے کہ جو لوگ راہبوں کا لباس پہنتے ہیں وہ اُنکا سا ثواب بھی پاتے ہیں اس لئے اکثر بادشاہ اپنے مرنے کے وقت وصیت کرتے کہ ہمیں راہبوں کا لباس پہنا کر دفن کیجیو انتہےٰ۔ انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۲۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء مشن پریس الہ آباد مرتبہ پادری جے جی والش صاحب میں لکھا ہے کہ خادم دینوں اور درویشوں کے محض نادان اور باطل پسند ہو گئے تھے انہوں نے مورتوں اور تصویروں اور تبرکات کی چیزوں کا پوجنا شروع کر دیا۔ اس کے سوا اس وقت کے خادم دینوں کا بھی یہ مقولہ تھا کہ اگر لوگ ہمیں زر نقد دیں تو اس سے بھی اُن کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں ایسی ایسی وجہوں سے لوگ باطل خیال کرنے لگے کہ ہم کیسے ہی گناہ کبیرہ کیوں نہ کریں اگر

Marfat.com

ہم خادم دینوں کو زر کافی دے دیں تو خدا ہمیں اُس کی سزا نہ دیگا کہتے ہیں کہ اُس زمانہ میں دولتمند تھا کہ جس نے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے کثرت سے روپیہ دیا تھا یہاں تک وہ ایک دن یہ کہنے لگا کہ اگر میں تین سو برس تک جیتا رہوں (اور گناہ کیے جاؤں) تو بھی جو میں نے دیا ہے میرے گناہوں کی معافی کے لئے کفایت کریگا انتہے۔

پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۰۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۳ جلد ۴ مطبوعہ مارچ ۱۸۷۱ء میں لکھا ہے کہ ان کے پیشوائے دین اور درویش لوگوں کو اور بھی بُرا بنانے میں اُن کی مدد اور تائید کرتے تھے وہ خود تصویروں کے آگے جھکتے اور مقدسوں اور فرشتوں سے دعا مانگتے تھے علاوہ اس کے اُنہوں نے مقدسوں کی ہڈیاں جمع کر کے اُن کا نام تبرک رکھا اور اُن کو بیکر عبادت گاہوں کے اندر سونے اور چاندی سے مڑے ہوئے صندوقوں میں ایک بڑے تکلف کے ساتھ بند کیا اور ریا آمیز دعوے کر کے اس بات کو مشہور کیا کہ ان ہڈیوں میں اب بھی معجزہ دکھلانے کی قدرت ہے انتہے۔ پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۵۹ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۷ جلد ۴ مطبوعہ جولائی ۱۸۷۱ء میں لکھا ہے کہ شلاق باز یعنے اپنے اوپر کوڑے مارنے والے لوگ پہلے ۱۲۶۰ء میں ملک اطالیہ میں نمودار ہوئے اور چند عرصہ کے اندر یورپ کے قریب تمام ملکوں میں پھیل گئے ان لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ زن و مرد امیر و فقیر سب کے سب ایک ساتھ ملکر اور ایک بڑا غول ہو کر سڑکوں اور میدانوں میں عنقریب برہنہ اپنے کو چابک سے پیٹتے اور چیخ مارتے ہوئے دوڑے چلے جاتے تھے لیکن شاید تم پوچھو کہ کیا وہ سب کے سب پاگل تھے نہیں بلکہ اس بات کے کرنے میں اُن کا یہ مقولہ تھا کہ ایسا کرنے اور اپنے اوپر سختی اُٹھانے سے ہم خدا کے منظور نظر ہوں گے اور ہمارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے انتہے۔

سلہ انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۸۲ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۲ جلد ۴ مطبوعہ فروری ۱۸۷۱ء میں ہے کہ جزیرہ کریٹ میں ایک یہودی نے ۴۳۲ء کے قریب موسیٰ ہونیکا دعوے کیا تھا اور کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے اِن یہودیوں کو جو جزیرہ کریٹ میں ہیں نکال لیجانے اور اُن کی پیشوائی کرنیکے لئے بھیجا گیا ہوں اور جسطرح میری وساطت سے پیشتر بنی اسرائیل بحر قلزم سے پار گذر گئے اسیطرح یہ بھی اِس سمندر سے گذر جائینگے اس بات کی ترغیب میں وہ قریب ایک برس کے مشغول رہا اسکے بعد جب وہ دن جسمیں کہ وہ سب وہاں سے خروج کرنیکو تھے آیا تب بہت سے لوگ مع اپنی جورو اور بچوں کے اس کے پیچھے ہوئے اور چلتے چلتے ایک بلند پہاڑ کے دامن میں ایک ایسی اونچی زمین پر جا نسے کہ سمندر اُنکو صاف نیچے نظر آتا تھا پہونچے تب اُسنے اُنہیں حکم دیا کہ وہ سب کے سب سمندر میں کود پڑیں اُس وقت اُن لوگوں نے جو سب کے آگے تھے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور سمندر میں کود پڑے اور بہتیرے اُنمیں سے یا تو چٹانوں سے ٹکریں کھا کر مر گئے یا پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوئے لیکن اُنمیں سے بعضوں کو کتنے ملاحوں نے اپنی ناؤ گیوں کے وسیلہ سے زندہ نکالا جب اُن لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص نے ہمیں بڑا فریب دیا تب وہ سب اُسکی تلاش کو نکلے لیکن وہ تو اُن کے درمیان سے کافور ہو گیا تھا انتہے۔ ۱۲

Marfat.com

پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء میں ہے کہ ۱۰۷۳ء میں ہلدبرنڈ نے جو گرگوری ہفتم بھی کہلاتا تھا تمام خادم دینوں کو مجرد رہنے کا حکم دیا تھا اور اُن کو جو عیال دار تھے اپنی جوروؤں کو چھوڑ دینے اور اُن سے کچھ سروکار نہ رکھنے کا حکم ناطق دیا تھا۔ حال میں ایک ٹکٹ اُن ٹکٹوں میں سے بڑی قیمت پر بکنے آیا جسے بیان کرتے ہیں کہ پلوس نے قرنیتون کے نام والے خطوں میں لگایا تھا (انڈین آمنی بس مطبوعہ ماہ جون ۱۸۷۶ء نمبر ۱۴)

پانیر مطبوعہ ۲ نومبر ۱۸۷۶ء میں لکھا ہے کہ مسٹر ریس صاحب جو ایک بیرسٹر انگلستان کے تھے وہ کوہ ارارات پر گئے تھے یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت نوح کی کشتی جاکر ٹھہری تھی یہ کشتی اب بھی وہاں موجود ہے اور اُس میں سے ایک پرزہ اپنے ہمراہ لائے تھے اب ایک کمپنی انگلستان میں قایم ہوئی ہے کہ اُس کشتی کو جس طرح پر ہو سکے وہاں سے لاوے (از اودہ اخبار نول کشور مقام لکھنؤ مطبوعہ ہشتم نومبر ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۹۸۴ کالم ۳ نمبر ۱۳۵ جلد ۱۸ مطابق بستم شوال ۱۲۹۳ھ) (پانیر کے اڈیٹر پادری صاحب ہیں جو لارڈ بشپ ہو گئے ہیں)

اندلجنس گناہوں کی معافی کی ایک سند ہوا کرتی تھی جس کا یہ مضمون تھا اے فلانے ہمارا خداوند یسوع مسیح تجھ پر رحم کرے میں حواریوں کی نہایت کے اقتدار سے جو مجھکو سپرد ہوا تجھکو کلیسیا کی اُس ملامت اور الزام اور تکلیفات سے جن کا تو مستوجب ہوا ہے بری کرتا ہوں علاوہ اس کے اُن تمام زیادتیوں اور تقصیروں اور گناہوں سے جو تجھ سے سرزد ہوئے ہیں کیسے ہی کیوں نہ بڑے ہوں اور کسی سبب سے وقوع میں آئے ہوں اگر وہ ساری خطائیں پوپ ہمارے مرشد کی معافی کے لئے رکھے گئے ہوں میں ساری نالیاقتی کے نشان اور بدنامی کے داغ جو جو تجھپر اس وقت تک ہوئے ہوں مٹاتا ہوں اور اُن تکلیفات کو جو ... میں پاوے میں دور کرتا ہوں کلیسیا کے تمام سکرمنٹ میں تیرا حصہ نیا قایم کرتا ہوں اولیا کی گروہ میں تجھکو شامل کرتا ہوں اور اُس پاکی اور نیکنامی میں جو اصطباغ پانیکے وقت تجھکو حاصل تھی پھر داخل کرتا ہوں پس مرنے کے وقت سب دروازے جس سے گنہگار رنج و سزا میں داخل ہوں تیرے لئے بند ہو جائیں اور اس کے بدلے خوشی اور عیش کا دروازہ

جو بہشت کو جاتا ہو تیرے واسطے کہولا جائے اور اگر تو بہت برسوں کے بعد مرے تو یہ
زندگی کی آخر ساعت تک قایم رہے گی باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے آمین

دستخط فرار جان نٹزل کمستری

اور شہر ناصرہ میں اُس خانقاہ کے گرجے کے اندر جو حضرت مریم کا مکان مشہور ہے پادری
لوگ ایک سوراخ دکہلاتے اور کہتے ہیں کہ عیسےؑ لڑکپن میں اپنے دشمنوں سے بہاگ کر
اسی میں چھپا تہا جو حاجی کہ اس گرجے کی زیارت کرتے وہاں سے کچھ ریزے توڑ کر لاتے ہیں
اس دستور سے وہ مقام کچھ بڑہ گیا ہے اور ایک بڑا پتہر ہے جسے وہ کہتے ہیں کہ اس پر عیسے
اور بارہ حواریوں نے کھانا کہایا تہا اُس پتہر کے اردگرد بھی ایک گرجا اُنہوں نے تعمیر کیا ہے
اور اُس گرجے کی دیوار پر پاپا صاحب کا ایک سارٹیفکٹ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ یہ
دوامی روایت ہے جو سب پوربی اطرافوں میں جاری چلی آئی یہ وہ ہی میز ہے جس پر خداوند
مسیح اور اوس کے شاگرد کھانا کہاتے تھے اور پاک روم والی کلیسیا اُن لوگوں کو جو اُس کی زیارت
کریں سات برس تک گناہوں کی معافی دیتی ہے بشرطیکہ وہاں جاکر خداوند کی دعا پڑہے
اور کہے کہ اے مریم پسندیدہ سلام تجہپر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ شخص دیندار ہوا انتہی
ازالکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۱ء ترجمہ پادری شیرنگ صاحب صفحہ
و ۲۸ یہ عجیب بات ہے کہ ہنوز اُس کی صحت کامل طور پر ثابت نہیں اور صرف پوربی روایت
پر سات برس کے گناہوں کی معافی دے دی اس مقام پر حضرت عیسےؑ کا وہ قول جو لوقا
۱۸ باب ۸ میں لکہا ہے کیا ہی صادق آتا ہے کہ کیا ابن آدم زمین پر اگر ایمان پاوے گا انتہی
اور کتاب کی قلت کا یہ حال تہا کہ اُس زمانہ میں کاغذ اور چھاپے کے ایجاد نہونے کے
سبب کتاب لکڑی کی تختیوں پر یا میشی یعنے چمڑے پر ہات سے لکھتے تھے (یسعیاہ ۳۰
باب ۸) اور نہ صرف توریت بلکہ انجیل کا بھی یہی حال تہا ہندی تواریخ کلیسیا میں لکہا ہے
کہ جب عیسائی سفر کرتے اور کتاب کو لیجاتے تو اُن سب تختیوں کو جن پر کتاب لکہی
ہوتی بوجہہ باندہ کر بیٹھہ پر لادہ لیتے تھے اور جب کاغذ ایجاد ہو چکا تہا بعد اُس کے بھی ۱۲۷۰ء
میں کاغذ پر ہات سے لکہی صرف انجیل کی ایک کتاب یعنے متی یا مرقس یا لوقا وغیرہ

...ہتیں روپے قیمت پر فروخت ہوتی تھی ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۱ اور کل مجموعہ [illegible]
...ید یعنے انجیل کی پوری ایک جلد پانچ سو روپے کو رہن ہوتی تھی انتہے تاریخ سالانہ [illegible]
...لشیہ صفحہ ۲۷۵ کے آخر میں ہے کہ چونکہ اس وقت بھی (یعنے چھاپہ جاری ہونے کے [illegible]
...سولہویں صدی میں ان کتابوں کی قیمت گران ہی تھی اس واسطے کئی گھروں کے [illegible]
...ہی ملکر ایک نسخہ خرید لیتے تھے انتہے مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ ۱۸۶۰ء صفحہ [illegible]
...ں پادری والش صاحب فرماتے ہیں کہ چودہویں صدی سے پیشتر ہزار [illegible]
...ببل کی قیمت تھی انتہے ایک تاریخ میں جو ۱۸۵۰ء میں بلدہ لندن میں مطبوع [illegible]
...ماحب میں چھپی مذکور ہے کہ اگلے زمانہ میں لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے [illegible]
...لڑی یا موم وغیرہ کی تختیوں پر لفظوں کے نقش کھودا کرتے تھے اور پھر سبب [illegible]
...اے درخت پیپرس کے پتے ان تختیوں کے بدلے کام میں لائے [illegible]
...وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھویں صدی میں روئی اور ریشم سے کاغذ ایجاد ہوا اور [illegible]
...صدی میں کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتویں صدی میں معلوم ہوتا ہے [illegible]
...مانہ میں کتاب ایک ہی طرف لکھی جاتی تھی اور لپیٹ کر رکھتے تھے اور [illegible]
...ی جگہہ درکار ہوتی تھی بعد اُس کے مربع ورقوں پر دو طرفہ لکھنا شروع ہوا پس اس [illegible]
...سے واضح ہے کہ بہ نسبت اس زمانہ کے اگلے زمانہ میں لکھنا اور ترجمہ کرنا اور [illegible]
...وحفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہو سکنا [illegible]
...ہو یا اور سبب سے اُس وقت کی کتابوں میں بہت ہی آسان تھا اور خرابیاں [illegible]
...طلب سے سب سے زیادہ توریت اور انجیل میں اُس کی قابلیت [illegible]
...ی انتہے پس دیکھو کہ بلحاظ خرابیوں مذکورہ کے خود مورخ عیسائی اقرار [illegible]
...بڑی گنجایش تحریف اور جعل کی توریت اور انجیل میں تھی اور [illegible]
...میں رسموں مذکورہ کا اور مورخ انگریزی بھی اقرار کرتے [illegible]
...لیہ السلام کے چودہ سو باون برس پہلے ولادت مسیح سے لکھی گئیں [illegible]
...سے کاغذ ایجاد ہوا تھا پس زاید دو ہزار برس سے نسخے توریت کے اور اسی طرح مدتوں [illegible]

Marfat.com

تک نسخے اور کتب عہد عتیق کے اور قریب سات سو برس تک نسخے انجیل کے ... سے پائے جاتے ہوں گے اور کس قدر ان میں ملحدوں کو گنجایش جعل اور تحریف ... سیر الاسلام کے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے کہ وہ ملک جو علم اور عقل سے بہرہ رکھتے تھے ... کا جب تک عرب والوں نے سمرقند کے لوگوں سے یہ فن سیکھا تھا نہیں جانتے انتہی. اس سے ظاہر ہے کہ اور ملکوں والوں نے اہل عرب سے بھی مدت کے بعد کاغذ بنانا سیکھا۔

اس کے سوا پاپا صاحب کے حکم سے ہر شخص انجیل اپنے پاس رکھ نہیں سکتا صرف بعض پادریوں کے سوا ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہے لوگوں کو دینی ... کا بہم پہونچانا نہایت مشکل تھا تو بھی دینی کتاب کا پڑھنا جو کتنی ہی بار منع ہوا تھا اس سبب سے اور بھی مشکل تھا سنہ ۱۵۱۷ء سے مارٹین لوتھر کے وقت میں انجیل مشہور ہونے لگی اور جب سے چھاپہ کا ہنر ایجاد ہوا تب سے کتاب ارزان بکنے لگی یعنے سنہ ۱۴۵۰ء سے مگر پوری انجیل کی پہلی چھاپ یونانی زبان میں سنہ ۱۵۱۶ء میں ہوئی پھر ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۳۲ میں لکھا ہے فرانس میں جو انجیلیں پانچسو روپے کو بکتی تھیں جب چھاپ کر وہاں بھیجنے کو ... تو چھپی ہوئی انجیل بھی وہاں ایک سو بیس روپے میں بکتی تھی انتہے۔ رنلڈ صاحب کے مستفتی نمبر ۱۰۷ جلد ۲۸ مطبوعہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۹ وسط کالم میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۵۲۴ء میں کتب فروش ہرگاٹ شہر لیپزک میں مارا گیا اس قصور پر کہ اس نے ایک بیبل بیچی تھی اسے ڈیوک یعنے نواب جارج سکسنی نے قتل کروایا اور دوسرے کتب فروش کی اسی قصور پر آنکھیں نکالی گئیں بالفعل پانچ ہزار سوسائیٹیاں بت پرستوں اور عیسائیوں کے درمیان بیبل پھیلانے کے کام میں مشہور ہیں رائج بیبلیں آج کل ۳ کروڑ بیس لاکھ شمار کی گئی ہیں جو کہ دو سو متفرق زبانوں میں ہیں مگر اب سے پانچ برس پہلے کا ذکر ہے صرف چالیس لاکھ بیبلیں متفرق پچاس زبانوں میں تھیں انتہے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ... میں ہے کہ سنہ ۱۵۳۶ء میں ولیم تنڈیل جس نے توریت و انجیل کا ترجمہ کیا تھا ملک فلسنڈرز ... جلایا گیا انتہے اس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۴۰۰ء کے قریب سے جبکہ عیسائیوں پر روشنی تو ...

چھپائی کے سبب علم کتاب کی طرف سے تار یکی چھائی تھی جیساکہ ذکر ہوچکا ۱۵۱۷ء تک
ب تک کہ مارٹین لوتھر کا وقت نہ آیا یعنے گیارہ سو برس تک علم کتاب کی طرف سے یہی تاریکی
عیسائیوں پر چھائی رہی اور ۵۴۰ء سے پیشتر جعلی کتابیں جو تصنیف کی گئیں تھیں اس گیارہ
بارہ سو برس تک اُن کے مصنفوں کی مراد اور بھی بر آئی کہ ایام جاہلیت میں کسی کو ان تصنیفات
کے جعل یا اصلیت پہچاننے کی لیاقت موجود نہ ہوئی پس اُن جعل سازوں کی خواہشوں
کے موافق اُن کی تصنیفات الہامی مشہور ہوگئیں کیونکہ اگلے زمانہ میں نہ صرف جعل سازوں
کی کثرت بلکہ عیسائیوں پر خود قوموں کی طرف سے ایسی ایسی سخت مصیبتیں اور سختیاں
رہتی تھیں کہ اُن کے آپ ہی حواس درست نہ تھے بال بچوں تک کو بچانا کمال مشکل تھا پھر
کتاب کا اس وقت کس کو ہوش تھا دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ سنہ
صفحہ ۴۶ و ۴۹ اور اول قرنتیون کے ۷ باب ۲۶-۲۹ وغیرہ و نیز تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور
۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ ظلم اور تصدیع دینا فقط شاہنشاہوں اور حاکموں پر موقوف
نہ تھا بلکہ اکثر عوام لوگ بھی مسیحیوں سے عداوت رکھتے تھے اور جب کوئی کال یا وبا یا حادثہ پڑتا تھا
تب لوگ غل مچاتے تھے کہ یہ بات مسیحیوں کی شامت سے ہوئی پھر صفحہ ۱۰۶ میں لکھا
ہے کہ چند جگہوں میں بت پرست غضب کے مارے چڑھ گئے (یعنے حملہ آور ہوئے) خصوصا
روم میں بسبب سیلاب آنے دریا کے اور ایشیائے کوچک میں بسبب بھونچال کے اور
انطاکیہ اور کرتاگو میں بسبب آتش زدگی کے کیونکہ وے یقین کرتے تھے کہ یہ آفتیں
مسیحیوں کے سبب سے نازل ہوئیں انتہےٰ۔ اور اسیطرح اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۱۲۰ میں بھی
ہے ۳۰۲ سنہ میں نیقومیدیہ کے درمیان کلیروس نے دو گلیسیان قیصر سے اس بات کا اصرار کیا کہ دین
عیسوی کے نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی زیادہ سخت تدبیر ہونی چاہیئے وہ ...
ضعیف قیصر اُس کے کہنے میں آگیا اور مورخ گبّن لکھتا ہے کہ ...
حاکم جنرل اور عہدہ دار اور عمال ملل کو ساتھ لئے ہوئے وہاں کے ... گرجا گھر میں آیا۔ اور ...
قدس میں کسی محسوس معبود کی تلاش کرنے لگے اور جب ... صرف کتاب مقدس کی
جلدوں کو جلانے پر قانع ہوئے۔ اور جبکہ اُن کو اس بات سے خوب واقفیت تھی کہ دین

عیسوی کے عقاید رسول اور حواریوں کی کتابوں میں مندرج ہیں ملن فالت
نے اس حکم کی صلاح دی کہ اُسقوف اور خادمان دین تمام اپنی کتب مقدسہ حاکموں
کریں اور حاکموں کو نہایت تخویف کے ساتھ تاکید تھی کہ اُن کو برملا عبرت انگیز
انتہےٰ (از اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۵۷ و ۲۵۸) افریقہ کے ایک ا
فیلکس نے اپنی کتب مقدسہ کے دینے سے انکار کیا اُس کی اطالیہ کو چالان ہوا
وہاں وہ قتل کیا گیا یہ ایک ایسی نظیر ہوئی کہ تمام حاکم اور صوبہ داروں نے ایسے ا
سزا میں قتل کرنا جائز سمجھ لیا اکثروں نے اس طرح پر شہادت پائی لیکن ایسے بھی
تھے جنھوں نے کتب مقدسہ تلاش کرکے اور بت پرستوں کے حوالہ کرکے رسوائی کی
اپنی جان بچائی اور اس گناہ کے باعث ترادٹیر یعنے حوالہ کرنے والیکے خراب نام سے
مشہور ہوئے انتہےٰ ایضاً تواریخ صفحہ ۲۶۰ ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۲ سطر ۲ وغیرہ
میں لکھا ہے کہ جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کو لاطینی بار
میں ترجمہ کیا سنہ ۴۰۰ء سے سنہ ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاص کر
اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں لوگ یونانی ا
عبرانی نہیں جانتے تھے ہی اور لاطینی کی بابت اُسی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۹ وغیرہ
لکھا ہے کہ سب مناجات اور بیان لاطینی زبان میں ہوتے تھے جسے عام یا متوسط در
کے لوگ بلکہ اکثر پادری بھی نہیں سمجھ سکتے تھے انتہےٰ

پھر پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے بعداوت مذہب رومن کاتھولک کے وے سب
کتب خانے جنکا ذکر جی بیل ور ذکر کرتا ہے غارت کئے یعنے انہوں کی کتابیں غرق کیں
اور اُن کے ورق کباب کی سیخوں کے صرف میں لائے اور اُن سے اپنے شمعدا
اور جوتے صاف کئے اور بعضی کتابیں پنساریوں اور صابون بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں
اور صدہا کتابیں سمندر پار جلد سازوں کے ہاتھ فروخت کیں سو پچاس نہیں بلکہ
بھرے ہوئے مذہب کی کتابوں کو اس طرح برباد کیا جنہیں دیکھ کر غیر قوموں کو تعجب
آیا انتہےٰ - از مرات الصدق صفحہ ۴۸ و ۴۹ -

سکرمنٹ ۹

یہ بات بھی جاننی چاہیے کہ جس طرح عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں تھیں اسی طرح متی کی لکھی ہوئی انجیل بھی دراصل عبرانی زبان میں تھی مگر بارہ سو برس کے قریب سے وہ انجیل معدوم ہو گئی ہے اور اب عہد جدید کی یونانی زبان کی کتابیں اصلی گنی جاتی ہیں اس واسطے مناسب ہے کہ یونانی قلمی نسخوں کا بھی ہارن صاحب کی کتاب سے کچھ ذکر کیا جائے یونانی نسخے بہت کم ہیں جن میں عہد عتیق اور جدید دونوں کی کتابیں موجود ہوں اکثروں میں صرف چاروں انجیل پائی جاتی ہیں اور بعض نسخوں میں صرف اعمال حواریین اور کیتھلک نامی اور بعض میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخوں میں اپوکلیپس (یعنی مشاہدات یوحنا) موجود ہیں سب نسخے خصوصاً زیادہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے یا غفلت سے ناقص ہو گئے ہیں تمام نسخوں میں پہلے لکھے ہوئے کو مٹایا ہے اور اس کو صحیح کیا ہے۔ بعض جگہ خوب نہیں مٹایا ہے اس لئے اصلی لکھا ہوا بھی معلوم ہوتا ہے جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہے وہ تصحیح بہ نسبت اس تصحیح کے جو بعد کو کی گئی ہے معتبر سمجھی جاتی ہے۔ محو کرنا پہلے لکھے ہوئے کا کہیں تو اس طرح پر کیا ہے کہ لفظوں پر لکیر کھینچ دی ہے اور کہیں چاقو سے چھیلا ہے اور اکثر جگہ لکھنے والے نے اسفنج سے مٹا دیا ہے اور اس کی جگہ اور لفظ لکھ دیے ہیں اور اس طرح کا مٹانا ایک حرف یا لفظ ہی پر موقوف نہیں ہے جیسے کہ کسی چیز کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کتابوں میں معتبر مثالیں اس بات کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح پر ساری کتابیں کی کتابیں مٹائی جاتی تھیں اور اور کتاب بجائے اس قلمی کتاب کے جو مٹائی گئی تھی لکھی جاتی تھی مگر جہاں کہیں تحریر بسبب زمانہ دراز کے [illegible] اس کو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قائم رکھتے تھے اور اوسی پر لکھ دیتے تھے [illegible] لائے تھے (کوڈاے سنز پالمپسسٹی یا ری سکرپٹی یعنی ایک گرنتھ جس میں سے ایک تحریر مٹائی گئی اور اس کی جگہ دوسری لکھی گئی بسبب قلت پارچمنٹ (یعنی بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکھنے کے) بہت سے لوگ اگلے مورخوں کی لکھی ہوئی کتابیں مٹانے لگے اس

مطلب سے کہ اپنی یا کسی دوسرے مورخ کی کتاب جس کو وہ چاہتے ہیں اُس پر نقل سبب سے بہت سی کتابیں مشہور مورخوں کی معدوم ہو گئیں خصوصاً بہت قدیم کتاب زمانہ حال کی کتابیں اُس وقت کی حاجت روائی کو اُن قدیم کتابوں پر جو بسبب گذرنے کے دھندلی ہو گئی تھیں اور مٹائی گئی تھیں نقل کر لی گئیں تھیں مدت تک یہ خیال کیا تھا کہ یہ بد استعمال گیارہویں بارہویں تیرہویں چودہویں صدی تک رہا اور بالتخصیص یونان میں جاری تھا مگر حقیقت میں یہ ایک نتیجہ وحشت کا تھا جو اُن جہالت کے زمانہ میں پھیلا ہوا تھا چنانچہ یہ بد استعمال رومیوں میں بھی رائج تھا اور جیسا عموماً خیال کیا گیا اُس سے زیادہ اخیر زمانہ تک اُن لوگوں میں یہ استعمال جاری رہا (اور یہ دستور اصل انجیل کی بربادی کی پوری دلیل ہے) پادری میچل صاحب اپنے خطوط کے صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں کہ بیشتر کتابوں کی نقل قلم سے کی جاتی تھی اس سبب سے اُن کا کثرت سے ہونا غیر ممکن تھا انتہیٰ۔

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کے متواتر احکام مخالفوں اور حکما کی کتابوں کی غارت گری کی نسبت اور کونسل اور روم کے پوپوں کے قوانین اور گرجاؤں کے متولیوں کی تہدید جن کے بموجب مخالفوں کی کتابوں کا مطالعہ عیب تھا میری دانست میں بلا شبہ زیادہ مؤثر ہوئے کہ تمام دنیا میں منتشر ہو گئے اگر پادریوں اور راہبوں کے ہزاروں یا سیکڑوں برس کے اس دستور عام کو اُس پر اضافہ کرو کہ وہ دستی تحریروں کو اپنی خانقاہوں میں بایں ارادہ جمع کرتے تھے کہ اُن سے بُرے مخالفوں کی تصنیفات کو خارج کر کے اپنے حقیر اور ادوروایات کو لکھدیں تو قلت تحریر دستی کی اور کوئی تلاش کرنے کی ضرورت نہوگی۔ کئی صدیوں تک بہت سے ملکوں میں وصلی یادفتی یا جھلی کے بنانے کا کارخانہ جاتا رہا تھا اور اس لئے اُس کی قیمت بہت گراں ہو گئی تھی (حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۴ دفعہ ۱۱۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء)

علماء محققین عیسائی خصوصاً گریسباخ صاحب نے عہد جدید کے اُن فقرات کو جو سکندریہ والے کلیمنٹ اور اوریجن کی تحریروں میں ہیں اُن فقرات سے جو ٹرٹلین صاحب اور سائی پرین

ماحب نے لئے ہیں نہایت کوشش سے مقابلہ کرکے دریافت کیا ہے کہ بہت ابتدا
مانہ میں یعنے تیسری صدی تک قلمی نسخوں کے دو سلسلے موجود تھے یا اس طرح پر تعبیر کیا
جاوے کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود میں تھے میکلس صاحب نے یہ دریافت کیا
کہ مختلف ملکوں میں بموجب اُن کی خاص زبانوں کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تھے (یعنی
یک دوسرے سے عبارت اور مطلب میں مختلف) اور اُن کے قلمی نسخے بالذات اپنے
مخصوص ترجموں کے مطابق تھے اور یہ ترجمے ایسے قلمی نسخوں سے بنائے گئے تھے جو عام
ستعمال میں تھے غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر عہد جدید کی کتابوں کی ڈاکٹر گریسباخ
صاحب میکلس نے اور بینگے اور مسٹر نولن نے اور پرافسر ہگ اور پرافسر سکالز نے قسمیں
کالی ہیں ڈاکٹر گریسباخ صاحب کے قاعدہ کے بموجب عہد جدید کے یونانی نسخے تین قسموں
میں منقسم ہوتے ہیں اور ہر قسم میں جسقدر نسخے کہ رائج ہوئے دوسری قسم کے نسخوں سے
پنی اپنی مختلف عبارتوں میں بطور ایک علیحدہ گواہ کے سمجھے جاتے ہیں ان میں سے پہلی قسم
لکزنڈرین نسخہ ہے اُس کو مصری نسخہ بھی کہتے ہیں اس قسم میں وہ قلمی نسخے داخل ہیں جن کی
مشہور عبارتیں الکزنڈریہ کے مورخوں کی اُن عبارتوں سے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں
نقل کی ہیں مطابقت رکھتی ہیں خصوصاً اوریجن اور کلیمنٹ الکزنڈریہ والے کی نقل کردہ
عبارتوں سے اور اُن کے بعد اسی نسخہ کو مصری یونانیوں نے اختیار کیا تھا۔ دوسری قسم آکسی
ڈنٹل یا ویسٹرن (یعنے مغربی نسخہ) یہ وہ نسخے ہیں جو افریقہ اور اٹلی اور گال اور مغربی یورپ میں
مروج تھے۔ تیسری قسم بائیزن ٹاین یا ادری انٹل (یعنے مشرقی نسخہ) چوتھی صدی کے آخر
اور پانچویں اور چھٹی صدی کے درمیان میں محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے
دو نسخوں سے مختلف ہے اور اُنہوں نے اُس نسخے کا یہ نام رکھا ہے جو ادریغو...
کہ اُس کا قسطنطنیہ میں جسکا نام بائیزن ٹاین ہے عموماً استعمال تھا...
یہ شہر مشرقی شاہنشاہی یورپ کا دارالخلافت ہوگیا تھا اس نسخے سے اس شہر کے قریب
کے صوبوں کے سب نسخے مطابق ہیں جہاں کے باشندے قسطنطنیہ کے پوپ کے
روحانی تسلط کے مطیع تھے عبارتیں بائیزن ٹاین نسخہ کی وہ عبارتیں ہیں جو چھپے ہوئے

ولگٹ یونانی نسخے میں اور موجودہ نسخوں میں جو اس کے مطابق ہیں پائے جاتے ہیں گریسباخ صاحب نے ایک سو سے زیادہ اس قسم کے نسخے ہیں کہ جو آپس میں بخوبی متفق ہیں بسبب بہت سے اختلافات کے جو عرصہ دراز چوتھی صدی سے پندرھویں تک بغیر ہوئے نہیں رہ سکتے تھے (یعنے ممکن نہ تھا کہ سو برس کے عرصہ میں اُن میں کامل اختلاف نہ ہو جائے) میکیلس صاحب نے یونانی نسخے کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ میں تقسیم کیا ہے مگر کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جس سے دونوں قسموں کو تمیز کر سکیں الکزنڈرین نسخے میں جو چاروں انجیلیں ہیں اِن میں ملا نسخے کی مطابقت پائی جاتی ہے پرانے روسی ترجمہ کی اصل بھی یہی نسخہ معلوم ہوتا ہے گریز باسٹم اور تھیو فلیکٹ صاحب بشپ بلگریا نے اس نسخے کی عبارتوں کو بطور سند کے لیا ہے علاوہ اس کے میکیلس صاحب نے ایک اور قسم کا نسخہ ان تین قسموں سے زیادہ کیا ہے جو چوتھی قسم شمار کی جاتی ہے

چوتھی قسم اڈسین نسخہ پیشکیٹو یا پُرانا سریا زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخوں سے اختلاف رکھتا ہے اس لئے میکیلس صاحب نے گریسباخ صاحب کے بعد ایک اور قسم قرار دی ہے جس کا یہ نام مذکورہ بالا ہے اگرچہ مغربی اور سکندریہ اور اڈسین نسخوں کی عبارتیں بعض اوقات آپس میں اختلاف رکھتی ہیں مگر پھر بھی اکثروں میں مطابقت پائی جاتی ہے کوئی عبارت جو اِن تینوں کی سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نہایت مستند مانی جاتی ہے اس پر بھی صحیح عبارت بعضی دفعہ صرف چوتھے نسخہ ہی میں ملتی ہے (مگر یہ صرف زبردستی اپنی خاطر جمع کر لینا ہے ورنہ اُس صحیح عبارت کا ثبوت کیا ہے)

پروفسر ہگ صاحب رومن کیتھلک نے تمام ترتیبوں کے برخلاف نسخوں کی ترتیب تجویز کی ہے اور تین نسخوں کے وجود کا اقرار کرتے ہیں (یعنے وہی جو ایک ایک ملک میں ایک ایک مختلف مضامین کے نسخے کی نقلیں رائج تھیں) اور نیو ٹسٹمنٹ کے متن کی تاریخ کو تین حصوں پر تقسیم کرتے ہیں ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء ۶ جلد ۲ صفحہ ۶۳ اول وہ جو ابتدائی تیسری صدی تک کی لکھی ہوئی ہیں مگر کلیمنٹ صاحب اسکندریہ والے اور ارجن

احب اوراری آس صاحب اوراور قدما بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں وہ نسخے بے تمیزی
ی ساتھ تبدیلیوں کے جائے نظر تھے اگرچہ اُن کے بیانات بہت مبالغہ سے بھرے ہوئے
ں تاہم یہ بات تحقیق ہے کہ اُن میں تبدلات کئے گئے تھے ہگ صاحب کے قول کے
موجب یہ تبدیل شدہ نسخہ وہ ہے جو کامن یعنے عام نسخہ پکارا جاتا ہے اگرچہ عموماً یہ نسخے آپس
ں ایک سے ہیں مگر پھر بھی دو طرح کے اور کچھ ایک آپس میں مختلف ہیں اُن میں
یک قسم گریسباخ صاحب کے مغربی نسخہ کے مطابق ہے اور دوسرا اُس سے جس کو
رسین نام دیا گیا ہے۔

دوم وہ زمانہ جب اُن نسخوں کی تصحیح ہوئی جب کہ اُس عام نسخہ کی جو کامن کہلاتا تھا
تیسری صدی میں خرابیاں معلوم ہوئیں تو تین شخص جو بڑے عالم تھے اس
ں مصروف ہوئے تاکہ قلمی نسخوں کی مدد سے اُس کو اصلی صورت پر بحال کریں
صاحب نے بمقام فلسطین اور ہسی چیس صاحب نے مصر میں جہاں
رلوشین صاحب نے سُریا میں یہ کام شروع کیا ہسی چیس صاحب نے جو
مصر میں عموماً تسلیم ہوا اور الکندرین نسخے اُسی سے نکلے ہیں اور لوشین صاحب
نخہ صحیح کیا تھا وہ زیادہ مشہور ہوا اور سُریا اور ایشیا مائنر اور تھریس
یں پھیل گیا اور بعض اوقات اُس کو عام نسخہ کہتے تھے اور اوریجن صاحب
کیا تھا وہ اُن کے بعد اُن کے شاگردوں نے مروّج کیا مگر صرف فلسطین
ہوا اور پھر بسبب مروّج ہونے لوشین صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم ہو گیا

سوم وہ زمانہ ہے جس میں تیسری صدی کے دو چند سہ چند نسخوں
ے اختلافات ہو گئے ہیں جاننا چاہیے کہ کتاب ہائے اقدس کے قلمی
لا خاندانوں میں تقسیم کرنے سے عالموں کا مطلب یہ تھا کہ اس تحقیقات
صلی قلمی نسخہ کو ایک غیر اصلی نسخہ سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے
ضرورت اِن نکتہ چین تلاشوں کی خواہ تو حواریوں کی اصلی تحریروں کے جاتے رہنے سے
پیدا ہوئی یا اُن نسخوں کے جاتے رہنے سے جو نسخے خود حواریوں نے استعمال کئے

جن کی اصلیت پر اُنہوں نے اپنی تحقیق رائے ظاہر کی تھی اسی سبب سے ہا
نے لکھا ہے کہ اب کسی نسخے میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جا
نسخوں میں پھیل رہی ہے (ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ
سنہ ۱۸۲۵ء) اسٹینلی صاحب نے یوں کہا ہے کہ چونکہ مصنفوں کے اصلی نوشتے ابتک
نہیں ہیں اس لئے اُن کے تمام الفاظ اصلی کسی نقل میں شاید نہیں ملتے لیکن
نقلوں کے مقابلہ سے دریافت ہوتے ہیں انتہےٰ (از طلوع آفتاب صداقت یعنے د
مسیحی کی تواریخی شہادت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء باہتمام پادری شیرنگ صاحب نارتھ انڈیا
ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے صفحہ ۲۲۵) اور پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اب
درحالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ ابتک باقی نہ رہا ہو
پس ان غلطیوں کی تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی سب
نقل نزدیک و دور سے جمع کریں اور عالم و فاضل زبان دان اُن سب کو مقابلہ کر کے
اس راہ سے تصحیح کریں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اتنا ہی آسان تر ہے (از ختتا
دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد سنہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۱ و ۵۲) پھر فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات
سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ
صحیح کون سے ہے اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ و ۱۳۔

اب مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ اُن کوڈکسوں کا تھوڑا سا بیان کروں جنکی قدامت پر
علماء عیسائی اناجیل کی صحت اور اصلیت کا عوام کے سامنے بڑا دعوا کر رہے ہیں
چنانچہ جو بیان آگے لکھا جاتا ہے ہارن صاحب کے انٹروڈکشن جلد ۲ سے ترجمہ
کیا گیا ہے۔

(۱) کوڈکس الکزنڈرین مینوسکرپٹس (یعنے سکندریہ کا یونانی قلمی نسخہ) اس میں عہد عتیق
کی جھوٹی بڑی کتابیں اور عہد جدید کی کتابیں ہیں علماء عیسائی نے جو مصحین بیبل ہیں
قدامت کے درجہ میں اُس کا نمبر اول رکھا ہے یہ نسخہ چار جلدوں میں ہے تین جلدوں
میں عہد عتیق کی کتابیں ہیں اور چوتھی جلد میں عہد جدید کی مع نامہ اول کلیمنٹ بنام کارنتہ

Marfat.com

زبور سلیمان جنکو اب عیسائی ہوئی جانتے ہیں اور عہد جدید کی کتابوں میں سے
ی کی انجیل ابتدا سے ۲۵ باب ۶ تک نہیں ہے اور یوحنا کی انجیل ۶ باب ۵۰ سے
باب ۵۲ تک نہیں ہے اور نامہ دوم قرنتیون کا ۴ باب ۱۳ سے ۱۲ باب ۷ تک غائب
ہے زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیئس کا بنام مارسی لینس اور اُس کے بعد
یک فہرست ایسی زبوروں کی جو دن رات کے ہر گھنٹہ کی نمازوں میں استعمال کی جائیں
ندرج ہے اور چند ہیمز (یعنے دھرم گیت) بھی اُس فہرست میں تھے اور اُن میں
بارھواں گیت حضرت مریمؑ کی تعریف میں تھا اور دانیل یوسی بئیس زبوروں پر اور
ن کے قواعد انجیلوں پر لگائے ہیں بعض عیسائی عالموں نے اس نسخہ کی بہت
تعریف کی ہے اور بعضوں نے بڑی مذمت کی ہے چنانچہ ووٹسٹین صاحب اس
سخہ کی مذمت کرنے والوں کے سردار ہیں اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ یہ
سخہ کہاں کا لکھا ہوا اور کس کا لکھا ہوا اور کب کا لکھا ہوا ہے گریب صاحب اور
سکایز صاحب اُس کو اخیر چوتھی صدی سے پہلے کا لکھا ہوا بتاتے ہیں اور ودسٹین
صاحب پانچویں صدی کا اور ڈاکٹر سیملر صاحب ساتویں صدی کا اور میکیلس صاحب
ٹھویں صدی کا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں اتھانی سیئس کا نامہ موجود ہے
وراوڈن صاحب دسویں صدی کا لکھا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نامہ اتھانی سیئس کا
جھوٹا ہے اور اُس کی زندگی میں بن نہیں سکتا اور جو دسویں صدی تک جھوٹ کا بازار
گرم تھا اُسی صدی میں یہ نامہ جعلی بھی بنایا گیا ہوگا اور مونٹ فاکن صاحب کہتے ہیں کہ کہتا
ہے کہ کوئی یونانی نسخہ چھٹی صدی سے قبل کا لکھا ہوا نہیں ہے مشیم صاحب کا قول
ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پا گئی ہے کہ دسویں صدی [illegible]
ان جہالت میں پڑا ہوا تھا انتہے۔ از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب [illegible]
(۲) کوڈکس واٹیکینس یعنے وہ نسخہ جو واٹیکن محل میں تھا عام عیسائی نے اُس کا
دوسرا نمبر رکھا ہے رومی ترجمہ سپٹوا جنٹ کا جو سنہ ۱۵۹۰ء میں چھپا اُس میں اس نسخہ کا متن
تھا اور اُس رومی نسخہ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ پیشتر سنہ ۳۸۶ء یعنی چوتھی صدی کے

اخیر کا لکھا ہوا ہے پروفیسر ہگ صاحب اسکو چوتھی صدی کی ابتدا کا لکھا ہوا کہتے ہیں اور بشپ مارش چھٹی
پانچویں صدی کی اخیر کا اور مونٹ فاگن صاحب اور بلین کاین صاحب پانچویں یا چھٹی صدی کا اور ویٹ
ساتویں صدی کا بتاتے ہیں با اینہمہ تعجب یہ ہے کہ باوجود قدیمی ہونیکے اور باوجود برابر تعداد کتابوں کے کوڈکس
الکزنڈرین اور یہ نسخے آپس میں اسقدر مختلف ہیں کہ کسی دو نسخوں میں ایسا اختلاف
نہ ہوگا ہارن صاحب نے اپنی جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۷۸ میں لکھا ہے کہ جہان میں کسی
کتاب کے دو نسخے ایسے مختلف نہیں ہیں جیسے کوڈکس اسکندریہ نوس اور وائی ٹکانوس
اور الکزنڈر صاحب انتتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۴۴ میں بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہارن صاحب
نے اپنی دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۸ء کے ۱۲۲ صفحہ میں اس بات کو یوں لکھا ہے کہ اُن
نسخوں کے بیچ میں زیادہ اختلاف قرأت اور نقل کے ہیں انجیل کے دو کسی اور قدیمی
نسخوں کی نسبت اسکے اور ان دونوں نسخوں میں تو عہد عتیق کی کتابیں اصل عبرانی
میں نہیں ہیں بلکہ صرف یونانی ترجمہ ہے اور کوڈکس افریمی میں تو اس کا نشان اور گمان
نہیں ہے نہ اصل زبان میں اور نہ ترجمہ بلکہ اُس میں صرف عہد جدید کی ناتمام کتابیں ہیں
اس نسخہ کوڈکس وائیٹکانوس میں عہد عتیق میں سے چھیالیس ۴۶ باب اول سے پیدائش
کی کتاب کے نہیں ہیں اور ۳۲ زبور یعنے ایکسو پانچ زبور سے ایکسو سینتیس ۱۳۷ تک نہیں
اور عہد جدید میں عبرانیوں کے ۹ باب ۱۴ سے آخر نامہ تک اور دو نامے بنام طمطاؤس اور
نامہ بنام طیطس اور نامہ بنام فلیمان اور تمام کتاب مشاہدات غایب ہے مگر پندرہویں صدی
میں کتاب مشاہدات یوحنا اور آخر نامہ عبرانیوں کا لکھکر شامل کردیا ہے اور بہت جگہ سے
لفظ مٹے ہوئے اور پھر درست کیے ہوئے ہیں اور جو اس نسخہ میں اور اسی طرح نسخہ الکزنڈرین
میں کسی جا نشان نشانوں مقررہ اُرجن سے نہیں تو اس سے ڈاکٹر کنی کاٹ نے دلیل پکڑی
ہے کہ یہ دونوں نسخے نہ اصل نسخہ اُرجن سے نہ اُس کی اُن نقلوں سے جو قریب اُس کے زمانہ
کے ہوئی تھیں لکھے گئے ہیں بلکہ بعد مدت کے اُن نقلوں سے جن میں وے نشان نہ تھے
وے نشان نقلوں میں لکھنے موقوف ہو گئے تھے لکھے گئے ہیں اور چونکہ یہ نسخہ کوڈکس [illegible]
ترجمہ سپٹوا جنٹ کی ایک نقل ہے ترجمہ سپٹوا جنٹ کی بابت وارڈ صاحب اپنی کتاب

Marfat.com

غلاطنامہ منطبعہ سنہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ مشرق کے ملحدوں نے اس میں تحریف
کی ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ کا اگرچہ ظاہر میں اُس کا ادب کرتا ہے لیکن اُن کو بعض جا لاچار
ہو کر ترجمہ لاطینی اختیار کرنا پڑتا ہے انتہیٰ۔ اور ترجمہ لاطینی کی بابت ہارن صاحب اپنی
کتاب مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء جلد ۴ صفحہ ۴۶۳ میں لکھتے ہیں کہ پانچویں صدی سے
پندرہویں صدی تک بہت سی خرابیاں اور الحاق اُس میں ہوئے اور صفحہ ۴۶۷ میں ہارن
صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بات ضرور یاد رکھی جاوے کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب
نہیں کیا گیا اس کے نقل کرنے والوں نے بہت ہی ناجائز تو دوسری سے عہد جدید
کی ایک کتاب میں دوسری کتاب کے فقرے داخل کئے اور عبارت حاشیہ کو متن میں
درج کر لیا انتہیٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اِن میں سے کوئی نسخہ ظہور اسلام سے پیشتر کا نہیں
ہے صرف اُن کے بوسیدہ اوراق دیکھ کر چوتھی صدی سے دسویں صدی تک اُن کی
تحریر کا زمانہ قیاس کرتے ہیں اور مونٹ فاکن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ چھٹی صدی سے
قبل کا لکھا ہوا اِن دونوں میں سے کوئی نسخہ نہیں انتہیٰ۔ اور باوجود اس کے اِن نسخوں
میں آپس کے پورے اختلاف اور لفظوں کے چھیلنے اور بنانے وغیرہ اور اصل یونانی
نسخہ میں مشرق کے ملحدوں کی تحریف ہونے سے اور بھی کسی طرح کے اعتبار کے قابل
نہیں رہے اور جب ان نسخوں کی قدامت کو انجیل کی صحت کا وسیلہ ٹھہرائیں تو
بقول شخصے چور کی ڈاڑھی میں تنکا اور بھی زیادہ ثبوت اناجیل کی بربادی کا ظاہر ہے
ورنہ تمام دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں کون اپنی پرانی کتابیں اظہار صداقت کیلئے
لئے پھرتا ہے اور تو بھی کوئی مخالف اُن پر تحریف کا الزام نہیں لگاتا اور جس مذہب
کی کتابوں میں تحریف ہو جانے کا عالم میں شور مچ رہا ہے اُس مذہب والے اگر
پرانی کتاب پیش کریں تو بھی صادق نہیں ٹھہر سکتی کیونکہ تحریف اُسی … پیشتر ہو چکی
ہے یہانتک کہ ہر ملک کے لوگ اپنی انجیل مختلف رکھتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر ہارن صاحب
مل اور ڈاکٹر گریسباخ وغیرہ کی تحقیقات سے ظاہر ہے اور پھر یہ کہ پرانی کتابیں بھی تو اسی
اختلاف پر گواہی دے رہی ہیں کہ اُن میں ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتی اگرچہ

حاجت نہیں کہ اب اِن دو نسخوں کے بعد کہ جو سب نسخوں میں نمبر اوّل رکھتے ہیں نسخوں کا بھی حال لکھا جائے لیکن پڑھنے والوں کی خاطر جمع کے لئے اور بھی دو ایک کو[illegible] کا حال لکھنا مناسب ہوا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید اِن دو کے سوا اور نسخے اعتبار میں کا[illegible] ہوں گے۔

کوڈکس کاٹونئینس اِس کے چند ورق رہ گئے ہیں باقی سب اُس آگ میں جل گئے جو بمقام ویسٹ منسٹر کاٹن صاحب کے گھر میں جہاں وہ رکھا تھا لگی تھی یہ نسخہ کبھی قلمی نسخے یا چھپے ہوئے نسخہ سے بجز کوڈکس الگزنڈرئینس کے مطابقت نہیں رکھتا اِس میں صرف کتب عہد عتیق میں اور وہ بھی جو جلنے سے بچ رہیں باقی سب جل گئیں۔

کوڈکس امبروسینئیس اِس نسخہ کا یہ نام کتب خانہ امبروسین واقع مقام ملن سے نکلا ہے جہاں وہ رکھا ہوا ہے غالباً وہ ساتویں صدی کا ہے اِس نسخہ میں لہجہ اور دیگر علامات سے علانیہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہے۔

کوڈکس افریمی یا کوڈکس رجی آس یہ نسخہ مصر کا لکھا ہوا ہے اِس نسخہ کی عہد جدید میں بہت سی جگہ سے عبارتیں گئی ہوئی ہیں جنکا حال گریسباخ یعنے گریس بک صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اِس نسخہ میں یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی چوتھی آیت نہیں پائی نہایت نسبت سے ہے حاشیہ پر ثبت ہے بشپ مارش صاحب اِس کو ساتویں صدی کا لکھا ہوا کہتے ہیں اور اِس نسخے میں کسی محقق نے تبدیل کی ہے اور گریسباخ صاحب سمجھے ہیں کہ یہ تبدیل اصل نسخے کے لکھے جانے کے بہت عرصے پیچھے ہوئی ہے اور اُس میں بہت سی عبارتوں کو چھپایا ہے اور ہارن صاحب جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں لکھتے ہیں کہ عہد نامہ جدید کے اندر اِس نسخے میں بہت سے نقصان جنکو وٹسٹین نے اولاً ظاہر کیا اور ٹیکا ٹیئس اور گریسباخ نے ثانیاً وٹسٹین کے اظہار سے نقل کیا ہے پائے جاتے ہیں اور علاوہ اُن نقصانوں کے بہت جا سے پڑھا بھی نہیں جاتا انتہٰی۔

کوڈکس بیزی یا کوڈکس کین ٹی بریجی اینسس اِس میں چاروں انجیلیں اور اعمال حواریین ہیں مگر انجیل متی کی ابتدا سے کچھ گئی ہوئی ہے اِس نسخہ کے زمانہ تحریر میں اختلاف

Marfat.com

ے بعضے دوسری صدی کا اور بعضے پانچویں صدی اور بعضے چھٹی صدی کا اور بعضے ساتویں صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہیں اور اس نسخہ میں بہت سی اصلاحیں کی گئی ہیں جن میں سے چند کا ڈاکٹر گریسباخ صاحب نے بیان کیا ہے اور چند صفحہ جن میں متی ۲ باب لغایت ۱۲ و یوحنا ۱۸ باب ۱۳ سے لغایت ۲۰ باب ۱۳ تک اور مرقس ۱۵ باب سے انجام تک ہیں اُن سبھوں کو زمانہ حال کے کسی شخص نے لکھا ہے کہ جس کی تاریخ لکھی جانے کی [illegible] صاحب دسویں صدی قرار دیتے ہیں مگر گریسباخ صاحب بارہویں صدی اس نسخہ کی بہت سی علامتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے شخصوں نے مختلف وقتوں میں اس نسخہ میں اصلاحیں کی ہیں اب وہ مقام کیمبرج کے مدرسہ اعظم کے کتب خانہ سرکاری میں [illegible] ہوا ہے۔

کوڈکس کارس وانسنس کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے اور [illegible] باے جس نسخہ سے نقل کیا ہے اُس کے حاشیہ پر جو عبارت بطور شرح کے لکھی [illegible] رنے والے نے متن میں ملا دی ہے۔

مکیلس صاحب ڈاکٹر بنٹلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد [illegible] یں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بجاے [illegible] ن میں یہودی معلموں کے ایسے قصور پاے گئے ہیں اور اُن کی [illegible] لے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم [illegible] کی کتابیں ابتک غلطیوں کا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی [illegible] سی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بسبب تعداد نسخوں [illegible] ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلی نسخہ جس کا مقابلہ [illegible] ہمیشہ بہت صحیح ہوتا اور مصنف کے اصلی الفاظ [illegible] سب کتابیں قلمی تھیں اور فن چھاپہ کا نہ معلوم تھا [illegible] موجود تھے تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں واقع نہ ہوتیں [illegible] صاحب [illegible] مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ ۴۱۳ میں لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابیں اور دیگر تمام

قدیمی تحریریں عموماً بذریعہ نقل کے ہر ایک کے پاس ہیں اور مروج ہوئی ہیں اس
ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں داخل نہوتیں اور جس قدر کثرت سے کتابیں پڑھین اُتنی
غلطیاں اُن میں پڑیں اور اختلاف عبارت اُن میں پیدا ہوئے انتہیٰ ۔

سٹرمنٹ ۱۰

اب ایک اور بات کا ذکر کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ علماء عیسائی اکثر دعوے کرتے ہیں
کہ قدیم مصنفوں نے بھی جیسے کہ کلیمنس نامی اسقوف اور یگناتیوس وغیرہ نے اپنی اپنی تصنیف
میں اناجیل کے فقرات کو داخل کیا ہے جن سے اناجیل مروجہ کی صحت ظاہر ہوتی ہے
اس کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے کلیمنس جو روم کا اسقوف سمجھا جاتا ہے اُس کا صرف ایک
خط قرنتیوں کے نام ہے اُس کے سال تحریر میں اختلاف ہے رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ
مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۷۴ میں ۹۵ء کا لکھا ہوا مرقوم ہے آرچ بشپ آف کنٹربری
۷۰ء اور ۷۵ء کے درمیان سمجھتا ہے اور ڈیوپن اور ٹلی منٹ سمجھتے ہیں کہ ۹۱ء
یا ۹۲ تک کلیمنس بشپ بھی نہوا تھا اور لیکلرک کے نزدیک ۶۹ء اور ڈاڈول کے نزدیک ۶۴ء میں
وہ خط لکھا گیا ہے اور اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ قریب ۹۶ء میں
وہ لکھا گیا تھا اور لارڈنر ۹۶ء کا لکھا ہوا سمجھتے ہیں اس کے سوا اُسکے سارے خط سے کسی
جا صاف نہیں دریافت ہوتا کہ کسی انجیل کا حوالہ لیتا ہو بلکہ جو چند فقرے اُس کے کسی
جا اتفاقاً کسی انجیل کی عبارت سے ملگئے ہیں اُن کی بابت علماء عیسائی نے شور مچا
ہے کہ یہ فقرے انجیل سے لئے ہوں گے چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک مقام اُس کا نقل کر
جاتا ہے تاکہ زبردستی ان عیسائیوں کی ظاہر ہو جاوے اور بعد اُس کے دو اور مقام بھی
جنکو علماء عیسائی بڑی سند جانتے ہیں اور اُن سے بڑھکر پھر کوئی مقام سند کے لایق
نہیں ہے مسٹر جونس کہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کلیمنس نے اس فقرے میں جو عیسیٰ
کو پیار کرتا ہے اُس کو چاہیے کہ اُس کے حکم پر عمل کرے یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کا حوالہ لیا ۔
انتہیٰ اگرچہ اس میں بخوبی مطابقت نہیں تو بھی مطلب کچھ ملتا ہے انجیل میں دیکھ

Marfat.com

ہے مگر یہ صرف ایک غلط گمان ہے کلیمنس کے خط کا سال تحریر ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا
یہی مسٹر جونس کہتا ہے کہ یوحنا نے اپنی انجیل ۹۸ء میں لکھی ہے (از تفسیر لارڈنر
صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۷) کلیمنس کے خط لکھنے کے وقت انجیل یوحنا کا وجود کہاں تھا اس
ئے بشپ پیرس نے صاف اقرار کیا کہ کلیمنس نے انجیل سے نہیں لکھا ہے (دیکھو
رڈنر کی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء جلد ۲) اور ایسی موافقت کسی ملک کی زبان میں
ب دوسری سے نہیں ہوتی صاحب اکسیہومو لکھتا ہے کہ وہ عمدہ اخلاق مندرجہ عہد جدید
پر عیسائی بڑا فخر کرتے ہیں لفظاً کنفیوشس کی کتاب اخلاق سے جو قریب چھ سو
س بیشتر حضرت عیسےٰ سے تصنیف ہوئی ہے منقول ہیں مثلاً ذیل اخلاق ۲۴ کے
ں مرقوم ہے دوسرے سے وہ کرو جو تم چاہتے ہو کہ وہی تم سے کرے اور نہ کرو وہ جو تم نہیں
ا ہتے کہ وہ تم سے کرے اور تم کو صرف اسی خلق کی حاجت ہے اور یہ سب خلقوں
ں اصل ہے متی ۲۲ باب ۳۹ و ۴۰ یہ مضمون عیسائیوں میں نہایت عالی سمجھا جاتا
ہے گولڈن رول یعنے سنہرا قانون کہتے ہیں لیکن جب حضرت عیسےٰ سے چھ سو برس
بیشتر کنفیوشس نے یہ مضمون لکھا تو کون کہہ سکتا ہے کہ کسی انجیل سے یہ لکھا گیا
بلکہ گمان ہے کہ ان انجیل لکھنے والوں نے ایسے سنجیدہ قول اپنی کتاب کی عظمت کے
لئے درج کر لئے اور ذیل خلق ۱۵ کے مرقوم ہے اپنے دشمن کی موت مت چاہ کہ وہ خواہش
بے فائدہ ہے اور اس کی زندگی خدا کے اختیار میں ہے فقط یہ مضمون متی ۵ باب ۴۴ میں
ہیں ہے اور ذیل خلق ۵۳ کے ہے نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ کرو اور کبھی بدی کے بدلہ بدی
بدی نکرو فقط دیکھو رومیوں کا ۱۲ باب ۱۷ چنانچہ متی ۲۲ باب ۳۹ میں جو مضمون ہے
سے انگریزی میں گولڈن رول کہتے ہیں یعنے سنہرا قانون تواریخ چین مصنفہ پادری اکیسوس
صاحب جسے پادری بورنو صاحب نے فارسی میں ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ
وسائٹی کلکتہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۹۸ میں دربیان مذہب حکما لکھا ہے کہ اہل چین یہ تفصیل
ز کتاب ہائے خود بیان میکنند ایں حکم را کہ ہر چیزے کہ نسبت بخود دست نمیخواہی کہ بکنند با دیگراں
مکن انتہیٰ از تواریخ چین مصنفہ پادری اکیسوس صاحب جسے پادری بورنو صاحب

Marfat.com

پیشواے پادریان مقیم جہان آباد نے ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ سین ٹیفک سوسائٹی کا فصل دہم صفحہ ۹۔

اب حال اُن دو بڑی سندی عبارتوں کا سُنئے اول یہ کہ ۱۳ باب اُس نامہ میں لکھا واقع ہوا ہے کہ ہم کریں جیسا کہ لکھا ہوا ہے اس لئے روح القدس نے اس طرح کہا کہ دانا آدمی اپنی دانائی پر فخر نکرے خصوصاً یاد رہیں خداوند یسوع کے الفاظ جو بردباری اور مجاہدہ کی تعلیم کے وقت یوں فرمائے تھے رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاے بخشو تاکہ تم بخشے جاؤ جیسا تم کروگے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جاے گا جیسا تم دوگے ویسا ہی تمہیں دیا جاے گا جیسے تم عیب گیری کروگے ویسے ہی تمہاری عیب گیری کی جائے گی جیسے تم مہربانی دکھاؤگے ویسے ہی تم کو مہربانی دکھائی جائے گی اور جس پیمانہ سے تم ناپوگے اُسی پیمانہ سے تمہارے لئے ناپا جاے گا انتہے۔

علماء عیسائی اس جا کہتے ہیں کہ کلیمنس نے یہ الفاظ لوقا باب ۶ ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ متی باب ۱ و ۲ و ۱۲ سے نقل کئے ہیں مگر اس میں بھی صرف کچھ مطلب کا میل ہوگیا ہے نہ یہ کہ سب عبارت کا انجیلوں میں دیکھ لیا جائے اور دوسری عبارت یہ ہے جو کلیمنس نے ۴۶ باب اُس نامہ میں لکھی ہے یاد رکھو خداوند یسوع مسیح کے الفاظ اس لئے اُس نے کہا ہے کہ اُس آدمی پر افسوس (جس کی طرف سے جرم آوے) اُس کے لئے یہ بہتر تھا کہ وہ پیدا نہوتا اس سے کہ وہ میرے کسی پسندیدہ کو دُکھ دیوے اُس کے لئے یہ بہتر تھا کہ چکی کا پاٹ اُس کی گردن میں باندھ کر سمندر میں ڈبویا جاتا اس سے کہ وہ میرے کسی ایک کو چھوٹے بچوں سے دُکھ دیوے انتہے۔ کہتے ہیں کہ یہ فقرے متی ۲۶ باب ۲۴ اور متی ۱۸ باب ۶ مرقس ۹ باب ۴۲ لوقا ۱۷ باب ۲ سے منقول ہوئے ہیں اب اِن دونوں مقاموں کو اناجیل سے ملا کر پڑھنا چاہیے تو معلوم ہوگا کہ کسقدر تفاوت ہے اِن سب باتوں کا مفصل بیان بہت طول ہوجائے گا اس لئے اتنی تکلیف اس کتاب کے پڑھنے والے پر بھی منحصر رہی۔ دوسرے یہ کہ اگر کلیمنس نے اناجیل کے حوالہ کا ارادہ کرکے لکھا ہوتا متکلمین کے دستور کے موافق اُس انجیل کا نام لکھدیتا اور جبکہ ایسا نہیں کیا تو ظاہر

ہ اُس کا ارادہ انتخاب عبارت انجیل کا تھا۔ تیسرے یہ کہ اگر وہ انتخاب کرتا تو ایک مضمون
ایک ہی انجیل سے لکھتا جیسا کہ سب کا دستور ہے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آدھا
فقرہ ایک انجیل سے اور آدھا فقرہ دوسری انجیل سے بلکہ اُس کا پہلا حصہ تیسری
انجیل سے اپنی عبارت کے جملے میں شامل کرے۔ ایسا کوئی نہیں کر سکتا ہے اگر یہی
دستور اختیار کریں تو کوئی عبارت ایسی نہ نکلے جس کے الفاظ اناجیل سے نہ انتخاب
ہو سکیں اور میرے اس اعتراض کی بھی حاجت نہیں ہے جب یہ ثابت ہو کہ کلیمنس کی
وہ عبارت کسی چالاک کی ملائی ہوئی نہیں ہے۔ اس کے سوا تاریخ کلیسیا چھاپہ [illegible]
[illegible] ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۷۴ دفعہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ خط [illegible] (یعنی کلیمنس کا خط)
[illegible] جماعت کی طرف سے جو شہر روم میں مقیم تھی لکھا گیا تھا [illegible] (یعنی
کلیمنس کی طرف سے تحریر نہیں ہوا تھا۔ (اور اسی طرح [illegible] تاریخ کلیسیا [illegible]
صفحہ ۴۸ میں بھی ہے) یہاں سے ثابت ہے کہ کلیمنس اُس کا راقم نہیں ہے [illegible]
نے لکھا ہوگا چنانچہ اُسی صفحہ کے حاشیہ میں اس کی پہچان کہ کلیمنس سے یہ خط نہیں [illegible]
ہے کہ عبارت خط کی ایسی ہی ہے [illegible] کلیمنس کا لکھا ہوا وہ خط نہیں [illegible]
[illegible] اب اگنا شیوس کی تحریر کا حال [illegible] سے [illegible] کا [illegible]
[illegible] تاریخ کلیسیا حصہ ۲ صفحہ ۵۳ سطر [illegible] اپنی تفسیر کی دوسری جلد [illegible]
قولہ یوسی بیوس اور جروم نے اُس کے سات خطوں کا ذکر کیا ہے اور اُن کے سوا [illegible]
بھی اُس کی طرف منسوب ہیں کہ جنکو جمہور علما عیسائی جعلی سمجھتے ہیں اور [illegible]
ظاہر بھی ہے اور اُن سات خطوں کے دو نسخے ہیں ایک بڑا دوسرا چھوٹا اور سوا [illegible]
[illegible] اُس کے تابعین کے سب کی یہی رائے ہے کہ بڑے نسخے میں الحاق [illegible]
[illegible] کی قابلیت رکھتا ہے کہ اُس کی طرف منسوب ہو اور [illegible]
مقابلہ کیا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چھوٹے نسخہ میں الحاق کر کے بڑا بنا لیا ہے اور یوں نہیں کہ
چھوٹا نسخہ بڑے نسخہ سے مختصر کر لیا ہو اور حوالے قدما کے بھی چھوٹے نسخے سے مناسبت نسبت

[illegible] تاریخ کلیسیا صفحہ ۵۳ میں اس کا نام اگناتیوس لکھا ہے ۔ ۱۲

بڑے نسخے کے زاید رکھتے ہیں باقی رہا یہ سوال کہ آیا خطوط مندرجہ چھوٹے نسخے کے بھی حقیقی اگناتیوس کے ہیں یا نہیں اس میں بڑا جھگڑا ہے اور بہت بڑے بڑے محققوں نے اس امر میں کام آئے ہیں اور میں جانبین کی تحریر کو دیکھکر اس سوال کو مشکل سمجھتا ہوں میرے نزدیک اتنی بات ثابت ہے کہ یہ خطوط وہی ہیں جنکو یوسی بیوس نے پڑھا اور اُس وقت میں موجود تھے اور بعض فقرے ٹھیک زمانہ اگناتیوس کے مناسب نہیں تو یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے کہ انہیں الحاقی مانیں نہ یہ کہ اُن کا لحاظ کر کے اُن سب خطوں کو رد کریں خصوصاً صورت کمیابی نسخوں میں جسمیں ہم اب مبتلا ہیں اور جو بڑے خطوں میں کسی نے الحاق کیا ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ چھوٹے خطوں میں بھی کسی ایرین یا کسی دیندار دونوں نے دست اندازی کی ہوگی گو میرے نزدیک اس دست اندازی سے بڑی خرابی نہیں آئی انتہے۔ ملخصاً اور کتاب بیلی کا محشی اُس کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں میں اگناتیوس کے تین خطوں کا ترجمہ سریانی ظاہر ہوا اور اُس کو کیوریٹن نے طبع کیا ہے اور اس نئے ملفوظ نے قریب تحقیق کے اس امر کو کر دیا ہے کہ چھوٹے خطوں یونانی میں جنکو آشر نے درست کیا ہے الحاق ہوا ہے اور بعد اُس کے چارہ بیلیں اس کی ذکر کرتا ہے جس کو منظور ہو اُس میں دیکھے اور جب حال اس کے خطوں کا یہ ہو تو ہم کو اس کے فقروں کی نقل کر کے جواب دینا ضرور نہیں انتہے۔

اب دیکھیے کہ بڑی کتاب مجموعہ خطوط اگناتیوس کے جمہور علماء اور محققین عیسائی کے نزدیک جعلی اور محرف ہے اور لارڈنر اس میں فرقہ ایرین کی تحریف کا قایل ہے اور چھوٹی کتاب مجموعہ خطوط اگناتیوس بھی بعض محققین کے نزدیک جعلی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اگرچہ سب جعلی نہیں لیکن موافق تحریر لارڈنر اس میں بھی الحاق ہوا ہے اور گمان دست اندازی کا فرقہ ایرین یا دیندار عیسائیوں یا دونوں یعنے ایرین اور دیندار عیسائی دونوں کیطرف سے اور اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۴۶ میں ہے کہ اگناشیس جب انطاکیہ سے روم کو جاتا تھا اُس سفر میں کہ جسکا انجام جیسا اوپر لکھا گیا اُس کی شہادت میں ہوا اُس نے ازمرنہ (یعنے سمرنہ) افسس مگنیشیہ فلدلفیہ تراس اور روم کی کلیسیاؤں کو اور ازمرنہ

پلوکرپ کو سات خط لکھے تھے ۱۶۴۶ء تک اِن کی نقلیں صرف تحریف اور تصنیع کے ساتھ ملتی تھیں سنہ مذکور میں شہر فلورنس کے درمیان ایک قلمی نسخہ ایسا برآمد ہوا کہ اُس میں سے یہ ساتوں خط اصلی چھاپے گئے اھ لیکن اُن اصلی خطوں کا ثبوت صرف حسن ظن سے ہے قطع نظر اِس کے دیونی شیس بشپ آف کارنتھ دوسری صدی عیسوی میں بآواز بلند چلاتا تھا کہ میں نے بھائیوں کی خاطر سے خط لکھے تھے لیکن اِن شیطانوں کے خلیفوں نے میرے خطوں کو گندگی سے بھر دیا بعض باتیں بدل دیں اور کچھ داخل کیں جن کے لئے وہ ملزم ہے اس لئے یہ مقام تعجب کا نہیں کہ اگر بعض نے خداوند کی پاک کتابوں میں بھی ملانے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ انہوں نے اور کتابوں میں جو اُن کتابوں کے مقابل تھیں وہی قصد کیا تھے۔ از تاریخ یوسی بیوس جلد ۴ باب ۲۳۔

پس جب عیسائیوں نے دیونی شیس کے عین حیات ہی میں اُس کے خطوں کا یہ حال کیا تو اُس کی موت کے بعد کیا کچھ نہ خاک اوڑائی ہوگی اور اسی طرح یوسیفس کی تاریخ میں بھی الحاق ہوا ہے مثلاً وہ جملہ جس میں حضرت عیسےٰ کا ذکر ہے بیشک الحاقی گیا ہے جیساکہ لارڈنر نے خوب محکم دلیلوں سے ثابت کیا ہے اسی طرح ہارن صاحب کی کتاب کی بھی جبکہ وہ دوسری اور تیسری دفعہ چھاپی گئی ہر دفعہ میں صورت اور کیفیت بدلتی گئی دیکھو کتاب ہارن صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۸ء چھٹا چھاپا اور مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء تیسری چھپائی لب التواریخ جلد ۲ باب ۵ فصل ۱ صفحہ ۹۳ میں ہے کہ یسوڈورس کے مکتوب کا جعل سولہویں قرن تک مکمل اشتکار نہ ہوا تھا انتہےٰ نقل بعینہ۔

منادی

متی ۲۷ باب ۸ میں اُس کھیت کی بابت جو مسیح کی مصلوبی کے وقت یہودا اسکریوطی کے رشوتی روپیوں سے مول لیا لکھا ہے آج تک وہ کھیت خون کا کھیت کہلاتا ہے یعنے اگر یہ انجیل مسیح کی مصلوبی کے وقت لکھی گئی تو آج تک کے لفظ کی کیا حاجت تھی اگر اُس وقت کوئی انجیل موجود نہ تھی تو الہام الٰہی سے صرف زبانی تعلیمات اور

مسیح کے مرنے اور جی اوٹھنے کی خبر سنانے پر کیوں حصر کیا گیا اور اگر صرف یہی کافی تھا تو اُس
پیشتر انبیا علیہم السلام نے توریت اور صحیفوں کو کس واسطے لکھا یرمیاہ ۳۰ باب ۲ اس
۱۳ باب ۹ اور انجیل کے بھی لکھنے سے عرصہ دراز کے بعد کیا حاجت تھی اور کسی ضرورت سے
وقت جس طرح آگے زبانی تعلیم اور نصیحت کی جاتی تھی اسی طرح پھر بھی اور ہمیشہ تک کیے
تھے کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ (یعنی خدا) کی روح ہے جو تم میں بولے گی متی ۱۰
باب ۲۰ اور یوحنا سے رویا میں کیوں کہا گیا کہ لکھ کیونکہ یہ باتیں سچ اور برحق ہیں مکاشفات
۲۱ باب ۵ پھر حضرت عیسیٰ نے جب طرح طرح کی نصیحت کی خصوصاً جب قیامت کا ذکر کیا تب
کیوں نہ کہا کہ لکھ الخ متی ۲۵ باب مکاشفات ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ میں جو کتاب کے گھٹانے اور
بڑھانے والے پر لعنت لکھی ہے عیسائی اسی کتاب کے محفوظ رکھنے کا ایک سبب سمجھتے
ہیں لیکن اگر مصنف کتاب مشاہدات یہ باتیں نہ لکھتا تو بھی کتب الہامی کے گھٹانے اور
بڑھانے والے کا یہی نتیجہ سب جانتے ہیں اور جب کہ باوجود جاننے کے توریت وغیرہ کتب
الہامی میں دخل و تصرف علانیہ موجود ہے خصوصاً سامری یہودی ہیکل کی بابت تو شہادات
ہیں کہ جس کا نہ صرف الہامی بلکہ معتبر ہونا بھی سیکڑوں برس تک ثابت نہوا گھٹانے اور
بڑھانے والے کو تامل کا کیا سبب تھا۔ دوسرے یہ کہ خلاف سب الہامی کتابوں کے جو
مشاہدات میں سخت لعنت گھٹانے اور بڑھانے والے پر لکھی ہے تو یقیناً مصنف مشاہدات
اگلی کتابوں کی تحریف سے خوب واقف ہو چکا تھا اور دستور کے موجب اُسے اپنی کتاب میں
بھی لوگوں کے دخل و تصرف کا یقین تھا وہ جانتا تھا کہ جب لوگ اگلی کتابوں میں گھٹانے
اور بڑھانے سے نہ چوکے تو مشاہدات کو کب سلامت رہنے دیں گے (متی ۱۰ باب ۲۴
"کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا نہ کیا جائے"
لوقا ۲۳ باب ۳۱) تیسرے مکاشفات ۲۲ باب کی ۱۸ و ۱۹ آیت صرف کتاب مکاشفات
ہی کی بابت معلوم ہوتی ہے نہ یہ کہ اور کتب مشمولہ عہد جدید کی بابت بھی کیونکہ اُس وقت
تک انجیل یوحنا تو موجود بھی نہ تھی پھر بعض علماء عیسائی جو انجیل کے غیر محرف ہونے کے
متی ۲۴ باب ۳۵ کو دلیل لاتے ہیں کہ آسمان و زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں کبھی نہ

Marfat.com

ہیں گی انتہیٰ اگر یہ آیت صحیح ہو تو اُن سے پہلے اتنا دریافت کرنا چاہیے کہ مسیح نے
اُس وقت یہ بات فرمائی اُس وقت یہ انجیل بقول علماء عیسائی موجود کہاں تھی بلکہ حضرت
عیسیٰ نے بقول علماء عیسائی کسی انجیل لکھنے کا حکم بھی نہیں دیا ہے پھر کیونکر ثابت ہوا
کہ یہ آیت ساری انجیل کی صحت پر دلیل ہے ---- اور یہی جواب اُن سب
آیتوں کے لیے ہے جو عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا قول انجیل کی صحت پر دلیل لاتے ہیں
کیونکہ اناجیل سے ہرگز ثابت نہیں کہ مسیح نے کبھی ان انجیلوں کو دیکھا ہو پھر کیونکر
اُن کی صحت پر گواہی دے سکے۔

پس ایسے انقلابوں اور شدت مصائب عیسائیان اور کمال قلت کتب اور
قلت زمانہ جہالت و تاریکی عیسائیاں اور کثرت جعل سازان مصنفت کتب جعلی اور
نامعلومی حال مصنفان اناجیل وغیرہ اور گواہی علماء عیسائی در باب تحریف اور خود [illegible]
عیسائیوں کی طرف سے بھی تحریف ہونا اور غیر الہامی ہونا [illegible]
حالات مرقس اور بے ضرورت و خلاف دستور کتب الہامی ان انجیلوں کا [illegible]
پہونچنا اور گم ہونے اصل انجیل عبرانی اور بے ترتیبی فقرات اناجیل اور [illegible]
روح القدس اِن سب باتوں سے پادری فانڈر صاحب کا قول یاد آتا ہے کہ [illegible]
تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہیٰ از [illegible]
سطر ۱۲ و ۱۳۔

کلیسیا ۵

اس میں دو سکرمنٹ ہیں

سکرمنٹ ۱

متی ۵ باب ۱۸ میں لکھا ہے جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک
شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا انتہیٰ علماء عیسائی اس آیت کو توریت کی صحت پر بڑی
دلیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے بعد ۱۹ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں توریت کے

احکام شریعت مراد ہیں چنانچہ وہی حکم جو لوحوں پر لکھے تھے اور دستور قربانی اور ختنہ وغیرہ جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دے اور وہ ویسا ہی لوگوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا (متی ۵ باب ۱۹) اگرچہ اناجیل میں کثرت الحاق یا شمول کتب جعلی کے سبب سے بقین نہیں کہہ سکتے کہ جو آیات اناجیل وغیرہ کسی ضرورت میں پیش کی جائیں وہ ضرور صحیح ہوں گی تو بھی بپاس خاطر اہل کتاب اتنی تکلیف میں گوارا کر سکتا ہوں۔

عیسائیوں نے ختنہ کا دستور بالکل موقوف کر دیا اور اصطباغ کو قائم مقام اس کا جانتے ہیں لیکن یہ عقیدہ کئی سبب سے بے بنیاد ہے۔ اول یہ کہ انجیل میں کہیں اس کا حکم نہیں پایا جاتا جس سے ثابت ہو کہ اصطباغ قائم مقام ختنہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اصطباغ قائم مقام ختنہ ہے تو مختونوں کو اصطباغ دینے کی کچھ حاجت نہیں یعنے اگر کوئی یہودی یا مسلمان عیسائی ہو جائے تو باوجود اُس کی مختونی کے پھر اصطباغ جو کہ ختنہ کے بدلے میں ہے دینا کیا ضرور اور جبکہ ایسا نہیں کرتے تو اصطباغ قائم مقام ختنہ کیونکر ہوا تیسرے یہ کہ پیدایش ۱۷ باب میں خدا نے اس دستور ختنہ کو اپنے اور اپنے لوگوں کے یعنی حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی اولاد کے درمیان پشت در پشت اور نسلاً بعد نسل اور عہد ابدی فرمایا ہے پس اصطباغ کے ساتھ اُس کے بدل جانے کا کیا سبب ہے کیونکہ عیسائی عقیدے کے بموجب قربانی تو مسیحؑ کی مصلوبی سے بے کار ہو گئی مگر ختنہ تو یہودیوں میں اصطباغ کے ساتھ ہمیشہ سے جاری تھا اگر کوئی سمجھے کہ وہ توبہ کا اصطباغ تھا اور یہ گناہوں کی معافی کا تو اگرچہ یہ صرف بے اصل بات ہے کیونکہ مسیحؑ نے (یوحنا ۳ باب ۳) فرمایا کہ دل کی تبدیلی یعنے سر نو پیدا ہونا نجات کے لئے ضرور ہے نہ یہ کہ اصطباغ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ جب تک توبہ نہ ہو گناہوں کی معافی کیونکر ہو سکتی ہے پس اگر یہ گناہوں کی معافی کا بپتسمہ ہے تو توبہ کا بپتسما اس سے پیشتر کب دیا جاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ وہی اصطباغ ہے جو یہودیوں میں ختنہ کے ساتھ دیا جاتا تھا۔

پس متی ۵ باب ۱۸ و ۱۹ کے بموجب شریعت کے احکام کبھی منسوخ نہوں گے نہ یہ کہ تورات

ں سے کوئی حرف ضائع نہو گا کیونکہ سب کتابیں جب بہت پرانے ورق ہو جاتے ہیں ضائع
جاتی ہیں اور اگر اُن کی دوسری نقل نہ کی جائے تو بیشک ہمیشہ کے لئے ضایع ہو جائیں یہ
فضیلت تمام جہان میں صرف قرآن مجید کے لئے ہے کہ اگر اُس کی ایک نقل بھی دنیا میں
ہے تو بھی ہمیشہ ہزاروں حافظ ہوتے رہتے ہیں پھر متی ۲۳ باب ۲ و ۳ میں لکھا ہے کہ مسیح
نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے وہ جو کچھ
حکام شریعت) ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ انتہے اس کے بعد مسیح نے زیادہ تاکید
ور پر فرمایا کہ لیکن اُن کے سے کام نکرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں انتہے یہاں
ہایت تاکید کے واسطے یہ فرمایا کہ اگر فریسی وغیرہ بھی شریعت کی بات پر عمل نکریں
می تم ضرور عمل کرو اس مقام پر علماء عیسائی کی طرف سے بڑا تعجب آتا ہے کہ
رف حرف کی صحت کے دعوے پر تو جان لڑا رہے ہیں مگر توریت کے کسی ایک
عمیل سے کچھ غرض نہیں رکھتے لازم تھا کہ تم انہیں اختیار کرتے اور انہیں
متی ۲۳ باب ۲۳) یعنے شریعت کی ایک بات ماننا اور دوسری نماننا کسی طرح
بس شریعت میں ختنہ کی بابت اس طرح لکھا ہے کہ وہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہ
پنے لوگوں سے کٹ جائے کہ اُس نے میرا عہد توڑا انتہے - اور لوقا ۲ باب ۲۱ میں مسیح کے
ختنہ کا مذکور ہے اور لوقا ا باب ۵۹ میں یوحنا بپتسما دینے والے کی ختنہ کا ذکر
ے مسیح کے عروج کے ۲۰ برس بعد یعنی تخمیناً باونّ یا ترپنّ سنہ عیسوی میں
طمطاؤس کا ختنہ کیا اعمال ۱۶ باب ۱-۳ اور رومن تواریخ کلیسیا حصہ ۳ صفحہ
ہوتا ہے کہ یروسلم کی کلیسیا میں ۱۵۰ء کے قریب تک ختنے کا دستور جاری رہا
سبب سے اُس کلیسیا کے پادری ملقب بہ اسقوف ختنہ ہیں جب
م جاری کیا کہ جو کوئی ختنہ کرے گا مار ڈالا جائے گا تب فلسطین کے عیسائیوں
ے کہ مبادا ہم بھی یہودیوں میں گنے جائیں جان و مال کے خوف سے رسومات کو
بالکل ترک کر دیا اور ایک غیر یہودی مرقس کو اپنا پیشوا قرار دیکر اُن سے الگ ہو گئے۔

۱۳۸ء میں ادرین کی وفات ہوئی رومی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۰۶ ۱۳

اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۶۶) مگر بعض عیسائیوں نے اپنے قدیم رسومات کو نہ چھوڑا اور رسومات موسوی کو ادا کرتے رہے اور ہر پا ملک فلسطین میں اپنی جماعتیں قائم کیں یہی فرقہ ابیونی کہلایا۔

سٹرمنٹ ۳

عیسائی لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف ایمان سے نجات ہے نہ یہ کہ اعمال سے اور اسی تعلیم کے سبب گناہ بعضوں کی نظر میں ثواب ہے اور ثواب گناہ کیونکہ مسیح کا کمایا ہوا ثواب وہ اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں وہ حرام سے پرہیز نہیں کرتے نیکو کاری وصفائی اور پاکیزگی کو بے وقوفی جانتے ہیں دیکھو میزان الحق تصنیف پادری فانڈر صاحب چھاپہ آگرہ باب ۳ فصل صفحہ ۱۶ دوسری چھاپ ۱۸۵۰ء سطر ۲۰-۲۷ چونکہ انجیل میں مثل توریت کے احکام شریعت مندرج نہیں ہیں اس لئے عیسائیوں نے جانا کہ ہم شریعت کے بند سے آزاد ہیں لیکن یہ صریح بات نہ سمجھے کہ سوا توریت کے اور کسی نبی کے صحیفے میں احکام شریعت نہیں ہیں وہ سب یعنے حضرت داؤد اور یرمیاہ اور یسعیاہ اور عزرا اور دانیال اور حزقیل اور خاص کر یشوع و سموئیل وغیرہ علیہم السلام کیوں نہ شریعت کے بند سے آزاد رہے اور خود حضرت عیسےٰ بھی شریعت کی باتوں کی حفاظت کرتے اس کا سبب یہ ہے کہ سب کے لئے وہی ایک شریعت تھی جو توریت میں مندرج تھی پس انجیل میں احکام شریعت نہ ہونا ناسخ شریعت رسمی نہیں ہے جبکہ مسیح نے خود اس پر عمل کرنے کے لئے بار بار تاکید فرمائی دیکھو متی ۲۳ باب ۲ و ۳ و ۲۳ اس ملک کے عیسائی بعضی عورتیں اگر وہ اپنی قوم میں رہتیں تو ذات و برادری کے ڈر سے شاید قدرے بے باک نہ ہو جاتیں مگر کلیسیا میں آکر جب کہ انھیں مطلق آزادی حاصل ہو بلا مبالغہ رنڈیوں کو بھی شرما دیتی ہیں اور اس کام کے لئے وہ اُس مسئلہ کو دلیل لاتی ہیں جو انجیل یوحنا ۸ باب ۱-۱۱ میں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک زانیہ عورت کو بے سزا چھوڑ دیا تھا اور باوجود اُن بداعمالیوں کے وہ آپ کو خدا کے فرزند جانتی ہیں پس ایسوں کو بہ لغت ہندی رام جنی کہیں تو مناسب ہے کیونکہ ہندو لوگ رام کو پرمیشر یعنے خدا

ہیں اور رام جنی یعنے خدا کی بیٹیاں ہندوستانی رنڈیوں کی ایک قسم ہے چنانچہ مخزن مسیحی مطبوعہ اکتوبر ۱۸۶۹ء مشن پریس الہ آباد صفحہ ۲۰۵ میں پادری والش صاحب فرماتے ہیں

قولہ بعض وقت یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ ہندوستانی عیسائی عورتیں اکثر بہت شوخ آزاد ہوتی ہیں یعنے یہ کہ حیا و حلم و اطاعت کو جو نیک عورتوں کی خاص خوبیاں ہیں بھول جاتیں یا اُن پر توجہ نہیں کرتی ہیں انتہے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں (متی ۲۱ باب ۳۱) کیونکہ کسبیوں کا توبہ کرکے خدا پر ایمان لانا [illegible] سے بہتر ہے کہ کوئی پارسا بپتسما پاکر کسبیوں کا کام کرے اخبار بنگالی بحوالہ پانیر لکھتا ہے کہ کلکتہ میں دس ہزار چھ سو اڑسٹھ ۱۰۶۶۸ کرسچین رہتے ہیں اُن میں سے بہت سے [illegible] نہایت مجہول ہیں اور اُن کی عورتیں اس قسم کی ہیں کہ اگر اُن کو [illegible] نہ بچائے چنانچہ ایک پادری صاحب [illegible] اخبار موصوف [illegible] کرسچنوں میں سے مفصلات کی عدالتوں میں نوکر ہیں اُن کی بہو بیٹیاں [illegible] کسب کرتی ہیں اور اُن کی اِس بدافعالی پر ہندو مسلمان [illegible] رہتے ہیں انتہے (از طلسم حیرت مدراس مطبوعہ بست و نہم شوال [illegible] دسمبر ۱۸۷۲ء جلد ۱۷ نمبر ۴۳ صفحہ ۷ بحوالہ سید الاخبار۔

گرجا گھر کو کبھی بھنگی اندر سے جھاڑتا ہے اگرچہ اجنبی آگ تک [illegible] تھی جو جائے آنکہ اجنبی انسان احبار ۱ باب ۱-۳ اعمال [illegible] سے بعضے شراب پیئے ہوئے عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اگرچہ ہیکل میں کوئی [illegible] نشہ پکڑ جا نہیں سکتا تھا احبار ۱۰ باب ۹ نمازیوں کے گودوں [illegible] دیکھو دھوتا ہے گویا جس طرح ہیکل یروشلم میں بخور کی خوشبوئیں [illegible] طرف بھیجتے تھے (لوقا ۱ باب ۱۰ مکاشفات ۸ باب ۴) اسی طرح [illegible] کے ساتھ اپنی دعائیں آسمان کی طرف بھیجتے ہیں اور کبھی [illegible] کتے پھرا کرتے ہیں اگرچہ فاحشہ کی خرچی اور کتے کی قیمت تک [illegible]

سے استثنا ۲۲ باب ۱۸ اور کتے اور جادوگر وغیرہ کوئی بہشت میں نجائیں گے
۲۲ باب ۲۵ اے گنہگارو تم اپنے ہاتھ دھوؤ اے دودلو اپنے دلوں کو پاک کرو یعقوب
۸ اپنے تئیں دھوؤ آپ کو پاک کرو اپنے برے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے
کرو یسعیاہ ۱ باب ۱۶ عبرانیوں کا ۱۰ باب ۲۲ لطیفہ یہ ہے کہ پلوس نے رومیوں وغیرہ
خطوں میں ختنہ وغیرہ احکام شریعت کو بے فائدہ بتایا اور آپ ہی پھر طمطاؤس کا ختنہ کیا اعمال
۱۶ باب ۱-۳ اور جسمانی طہارت وغیرہ تکلیفوں کو بے وقوفی ٹھہرایا گلتیوں کا ۳ باب ۳ و
۱۱ و ۱۳) اور آپ ہی ہیکل میں جانے کے لیے اپنے جسم کو طاہر کیا اعمال ۲۱ باب ۲۶
اور پلوس رسول نے آپ ہی فرمایا کہ آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی نجاست سے
پاک کریں ۲ قرنتیوں کا ۱۰ باب ۱۵ اور آپ ہی قواعد رسوم کو ضعیف اور ادنیٰ بنایا گلتیوں کا ۴ باب
۹ اور یعقوب کے تمام خط اور خاصکر اس کے ۲ باب ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ تو ایمان لاتا
ہے کہ خدا ایک ہے اچھا کرتا ہے شیاطین بھی یہی مانتے اور تھرتھراتے ہیں پر اے واہی
آدمی کیا تجھے معلوم ہوگا کہ ایمان بے عمل مردہ ہے انتہے پس عمل سے مراد اگر ساری
نیکیاں اور خوبیاں ہیں تو طہارت اور ریاضت کو بھی کوئی بداعمالی نہیں کہہ سکتا ہاں
صرف ظاہری صفائی اور غسل اور طہارت ایمان کی بنیاد تو نہیں ہے مثلاً جب بت
پرست خوب نہا دھو کر صاف ہوتے ہیں تو ہم اُن ہیں ایمان دار نہیں کہہ سکتے اور جب
کوئی مسلمان کسی نجاست سے ناپاک ہوگیا ہو تو اُس کے پاک ہونے تک چاہیے کہ
اُس کا ایمان نہیں ایسا ہرگز نہیں پھر یہ کہ اگر کوئی شخص خوب نہا دھو کر بلکہ وضو اور نماز بھی
کر کے آئے اور کسی مسافر کا اسباب لوٹ کر اُسے کنوئیں میں دھکیل دے اور دوسرا شخص
میلا کچیلا بلکہ گو میں لتھڑا ہوا آئے اور اُس کنوئیں میں گرے ہوئے کو نکالے اور اپنے مال
سے اُس کی مدد کرے تو تم کسے بہتر سمجھو گے ہاں وہی نہیں جس نے نیکی کی اور کیا وہ ظاہر
کی صفائی والا خدا اور انسان کے نزدیک ناپاک اور گندہ سے بھی بدتر نہ ٹھہرے گا بلکہ ایسا
پرہیزگار شکل دوہری سزا کے لایق ہوگا۔ یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ (سورہ ہود رکوع ۲ جز ۱۲) یعنے
بے ایمانی اور ریاکاری کی سزا پائے گا پس ایسی ظاہری صفائی سے وہ ظاہری ناپاکی کہیں

Marfat.com

بہتر ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ۔

نیک باشی وبدت گوید خلق　　بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

ظاہری صفائی کے ساتھ باطن کی صفائی بھی ضرور ہے۔

گرجامہ پاک است وسیرت پلید　　در دوزخش رانباید کلید
خورندہ کہ خیرش برآید زدست　　بہ از صایم الدہر دنیا پرست
صفائیست در آب وآئینہ نیز　　ولیکن صفا را بباید تمیز
خیالات نادان خلوت نشین　　بہم برکند عاقبت کفر و دین
باحسانی آسودہ کردن دلے　　بہ از الف رکعت بہر منزلے

لیکن یہ بھی کسی طرح جائز نہیں ہے کہ کوئی سچا پرہیزگار جسمانی طہارت سے بالکل قطع نظر کر جائے اور میں اس وقت مطلق نیک اعمالی کی ضرورت بیان کیا چاہتا ہوں خواہ وہ طہارت ہو یا عبادت یا اور کسی طرح کا نیک عمل چنانچہ اول طمطاؤس ۵ باب ۸ میں ہے اگر کوئی اپنوں اور خاصکر اپنے گھر کی خبرگیری نکرے تو ایمان سے منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے انتہٰے۔ اب دیکھئے کہ اس سے زیادہ اعمال کی ضرورت اور کیا ہوگی اور پھر ۲ طمطاؤس ۱ باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ ہر ایک جو مسیح کا نام لیتا ہے بدی سے باز رہے انتہٰے یعنے جو نیک عمل نکرے وہ آپ کو عیسائی ہی نہ سمجھے اور لوقا ۱۹ باب ۸ میں لکھا ہے کہ ذکی نے کھڑا ہو کر خداوند سے (یعنے مسیح سے) کہا دیکھ اے خداوند میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا مال دغابازی سے لیا ہے اُس کا چوگنا دیتا ہوں تب یسوع نے اُس کے حق میں کہا کہ آج اس گھر میں نجات آئی انتہٰے اس سے ظاہر ہے کہ ذکی کی نجات کا سبب وہی نیک اعمالی تھی جو اُس نے لوقا ۱۹ باب [illegible] کو اپنا آدھا مال اور جن سے دغا کی تھی انہیں چوگنا دینا کہا اور اُسی [illegible] اُسے نجات کی خبر دی۔

اور اسی طرح متی ۲۵ باب ۳۱-۴۶ میں صرف اعمال نیک اور بد قیامت کے دن اُس کی جزا وسزا کا بیان ہے پھر مکاشفات ۲۰ باب ۱۲ اور ۲۲ باب ۱۲ اور متی ۱۶

Marfat.com

باب ۷ ۲۱ امثال ۴ ۲ باب ۱۱ و ۱۲ ایوب ۴۴ باب ۱۱ و ۶۲ زبور ۱۲ طیطس ا باب
متی ۷ باب ۱۲ اور ۶ اباب ۲۳ و ۱۳ یوحنا ۱۴ اباب ۵ اکو دیکھو اور لوقا ۱۰ اباب ۲۵
لکھا ہے کہ ایک شریعت سکھلانے والے نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ میں کیا کر
کے نجات پاؤں تب حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے فرمایا کہ شریعت میں کیا لکھا ہے
شریعت کے احکام بجالانے سے نجات ہوگی اور جب اُس نے شریعت کا خلاصہ بیان
کیا تب حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے فرمایا کہ جا یہی کر تو جیے گا یعنے نجات پاے گا اس سے
ظاہر ہے کہ شریعت کے احکام بجالانے سے نجات ہے کیونکہ خدا کے نزدیک شریعت
کے سننے والے راستباز نہ ٹھہریں گے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے (رومیوں کا ۲ باب ۱۳)
مبارک وے ہیں جو خدا کے کلام سنتے اور مانتے ہیں (لوقا ۱۱ باب ۲۸) تم کلام پر عمل
کرنے والے ہو نہ آپ کو فریب دیکر صرف سُننے والے رہو (یعقوب ۱ باب ۲۲) اور
اسی طرح متی ۷ باب ۲۱ میں بھی ہے اور گلتیوں کے ۴ باب ۴ میں ہے کہ جب وقت
پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا
اب سمجھنا چاہیے کہ شریعت توریت میں مندرج ہے اور ختنہ شریعت میں داخل
ہے احبار ۱۲ باب ۳ سود نہ لینا شریعت میں داخل ہے خروج ۲۲ باب ۲۵
احبار ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷ امثال ۲۸ باب ۸ حزقیل ۱۸ اباب ۸ یرمیاہ ۱۵ اباب
۱۰ اور ۱۵ زبور ۵
سُور کا گوشت نکھانا شریعت میں داخل ہے احبار ۱۱ باب ۷ استثنا ۱۴ اباب ۸
یسعیاہ ۶۵ باب ۳ و ۴ و ۶۶ باب ۱۷ آپ کو پاک اور طاہر رکھنا شریعت میں داخل
ہے احبار ۱۵ اباب ۱۶ - ۱۹ استثنا ۲۳ باب ۱۰ و ۱۱ - عورتوں کو مہر دینا شریعت میں
داخل ہے خروج ۲۲ باب ۱۶ پیدائش ۳۴ باب ۱۲ استثنا ۲۲ باب ۲۹ اوّل سموئیل
۱۸ باب ۲۵ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں شریعت کی ہیں کہ یہ سب مسلمانوں میں رائج
ہیں مگر عیسائی لوگ ایک بھی اُن میں سے بجا نہیں لاتے بلکہ اُس کے برخلاف سراسر عمل
کرتے ہیں چنانچہ شرابی کو انجیل میں جہنمی لکھا ہے اوّل قرنتیون کا ۶ باب ۹ و ۱۰ - احبار

Marfat.com

باب ۹ اور عیسائیوں میں سکرمنٹ کے دن شراب بڑی عبادت سمجھ کر پیتے ہیں۔

جوتی اوتارنے کا حکم ہے خروج ۳ باب ۵ یشوع ۵ باب ۵۔ اعمال ۷ باب ۳۳ اور یہ ٹوپی اوتارتے ہیں۔

ختنہ کا حکم ہے پیدایش ۷ باب اور یہ موئے زیر ناف تک نہیں دور کرتے۔

طاہر ہونے کا حکم ہے احبار ۱۵ باب ۱۶۔ ۱۹۔ ۱۔ استثنا ۲۳ باب ۱۰۔ ۱۱۔ اول سموئیل ۲۱ باب ۴۔ ۳۔ سموئیل ۱۱ باب ۴۔ ۲۔ قرنتیوں کا ۷ باب ۱۔ اور یہ آبدست تک نہیں لیتے کتے کی قیمت تک خدا کے حضور میں ناپاک ہے استثنا ۲۳ باب ۱۸۔ اور یہ کتے کو بھی ناپاک نہیں سمجھتے۔

سور کا گوشت چھونا تک منع ہے استثنا ۱۴ باب ۸۔ احبار ۱۱ باب ۷۔ ۸۔ اور یہ [illegible] سور ہضم کر جاتے ہیں۔

کتاب مقدس کو نہایت تکریم کے ساتھ رکھنے کا حکم ہے احبار ۲۶ باب ۱۵۔ استثنا ۱۴ باب ۳ یہ اسے جوتوں کے تلے اور پاؤں کے پاس رکھتے ہیں اور لکھے ہوئے ورقوں سے جوتوں کا گو پونچھتے ہیں۔

خدا کے نام کی قربانی گذراننے کا حکم ہے احبار ۷ باب اور یہ خدا کا نام بھی لیکر ذبح [illegible] نہیں کرتے۔

عورتوں کو حیض و نفاس تک ناپاک رہنے کا حکم ہے احبار ۱۲ باب ۲۔ ۵۔ اور یہ حیض ونفاس تک ناپاک نہیں سمجھتے۔

خدا کو ایک جاننے کا حکم ہے خروج ۲۰ باب ۳۔ اور یہ اس میں نہ صرف ایک بلکہ [illegible] کا شمار بڑھاتے ہیں۔

نہ ناچ دیکھنے اور نہ گانا سننے کی اجازت ہے دیکھو روشن تفسیر [illegible]

عہ اور انجیل میں پاک چیزوں کو چھونا تک منع ہے متی ۷ باب ۶ اور پھر مکہ کی بہشت میں [illegible] مکاشفات ۲۱ باب ۲۷ عہ جامعۃ القرآنین مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ باہتمام پادری روڈالف صاحب ۱۸۶۲ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ مسیحی لوگ اس نیت پر شادی نہیں کرتے کی جورو ناچنے اور گانے اور محفل میں شیریں کلامی سے خوش کرنے کی امداد کرے گی انتہی۔ پھر جامعۃ القرآنین مطبوعہ ۱۸۶۲ء باب ۳ فصل اول صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ جبکہ خوبصورت تصویر دیکھ کے انسان کی طبیعت بگڑ جاتی ہے تو پھر ایک خوبصورت اور [illegible] طرز و ادا سے [illegible] سے ناچتی اور گاتی عورت کو دیکھ کر گناہ میں کیوں نہ پھنسیں گے۔ انتہی ۱۲۔

اور یہ آپ ہی ناچتے اور گاتے ہیں بلکہ مارٹین لوتھر صاحب تو لوگوں کے دروازوں پر گاتے پھ
تھے اور کوئی پادری ایسا نہ ہوگا جسے گرجے میں گیت گانا نہ آتا ہو (ہندی تواریخ کلیسیا چھا
بپٹسٹ مشن صفحہ ۲۲۷) اگر کوئی کہے کہ حضرت داؤد صندوق عہد کے آگے ناچے تھے اور اسی طرح
حضرت مریم بہن حضرت ہارون کی وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ناچنا خدا کو راضی کرنے کے لئے
تھا اور یہ شیطان کو خوش کرنے کے لئے ہے۔

حضرت عیسےٰ نے آپ کو خدا کا بندہ اور رسول کہا ہے مرقس ۶ باب ۴ یوحنا ۱۲ باب ۴۹ اور
یہ نہ صرف حضرت عیسےٰ کو بلکہ آپ کو بھی خدا کے فرزند جانتے ہیں۔

سنیچر کو سبت سمجھ کر عبادت کرنے کا دستور تھا خروج ۲۰ باب ۸ و ۹۔ اور یہ اتوار کو سبت
مناتے ہیں۔

سود نہ لینے کا حکم ہے احبار ۲۵ باب ۳۵۔۳۷۔ اور یہ اس کے لئے مہاجنی کوٹھیاں جاری
کرتے ہیں اور عدالت سے سود لانے کو فتوے یعنے ڈگری تمام ملک میں جاری ہوتی ہے یہ
یہ کہ نہ صرف آپ سود لیتے بلکہ اوروں کو بھی سود دلواتے ہیں۔

عورت کو مرد کے تابعدار رہنے کا حکم ہے افسیون کا ۵ باب ۲۲ و ۲۳ و ۲۴۔ اول پطرس
۳ باب ۶۔ اول طیماؤس ۲ باب ۱۴۔ اور ان میں مرد عورت کی تابعداری کرتے ہیں باوجو
اس کے عیسائی آپ کو توریت و انجیل کا پیرو کہتے ہیں اب کون اس بات کا انصاف کرے
کہ عیسائی لوگ توریت و انجیل کی پیروی کرتے ہیں یا مسلمان۔

ان سب باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ان عیسائیوں کا کھانا ہرگز مسلمانو
کو حلال نہیں کیونکہ یہ وہ عیسائی نہیں ہیں جو پیشتر حواریوں کے سامنے تھے اور انجیل
کے حکم کے بموجب ان عیسائیوں کے ساتھ کھانا ہرگز جائز نہیں ہے کہ اگر کوئی بھا
کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اس سے صحبت
نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا اول قرنیتون کا ۵ باب ۱۱ گلتیوں کا ۲ باب
یوحنا ۴ باب ۹۔ اور عجیب یہ ہے کہ عیسائی عقیدہ کی کوئی بات انجیل وغیرہ سے ثابت
نہیں ہوتی مثلاً تثلیث کا لفظ کسی انجیل میں موجود نہیں صرف زبانی یہ محاورہ ٹھہرا

Marfat.com

کیا ہے اصطباغ ختنہ کا قایم مقام کسی انجیل سے ثابت نہیں ہوتا اور کہیں مسیح کا حکم نہیں ہے کہ عشاء ربانی عید فصح کی جگہہ کیا کرو اور عید فصح کو نمانو اور اتوار سنیچر کے بدلے سبت سمجھا جائے بلکہ حواریین سنیچر ہی کو سبت مانتے تھے متی ۲۴ باب ۲۰ اور خوبی یہ کہ جمعہ کا دن جو عیسائیوں میں گڈ فرائی ڈے پیدایش مسیح کا دن ہے اور جمعہ کا دن کہ جس میں قصہ صلیب واقع ہوا اور بموجب عقیدہ عیسائی اسی دن نجات کا کام پورا ہوا یوحنا ۱۹ باب ۳۰ اُسے اتوار اور سنیچر دونوں سے زیادہ فضیلت ہے۔

سکرمنٹ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احل النکاح وحرم السفاح وخلق الانسان من نطفۃ امشاج ثم جعلہ سمیعاً بصیراً ط وخلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً وقدرہ تقدیراً والصلوٰۃ علی من ارسل الی الخلق کافۃ وبعث ہادیاً الی الناس بشیراً ونذیراً وعلی الہٖ واصحابہ الذین طہروا عن رجس الشرک والطغیان تطہیراً ط

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو عورتوں سے دو دو اور تین تین وربٰع ط اور چار چار۔ (سورہ نساء رکوع ۱)

عیسائی لوگ مسلمانوں کو اس بات پر الزام دیتے ہیں کہ اُن کے یہاں چار جوروان کرنے کا حکم ہے لیکن مسلمانوں میں یہ حکم اس لئے ہے کہ چار سے زیادہ جوروان کرنا جائز نہیں ہے نہ یہ کہ ہر شخص چار سے کم جوروان نکرے چنانچہ ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسے موجود ہیں کہ اُن کی صرف ایک ہی بی بی ہے چونکہ دنیا عالم امتحان ہے اس سے فارغ رہکر تو ہر شخص خدا کی طرف دل لگا سکتا ہے مگر وہ جو بال بچوں والا ہوکر خدا کو نہ بھولے اُسکا اعتبار ہے کیونکہ خدائے عالم الغیب ہر شخص کے دل کو جانچتا ہے اور کسی کی بات کا محتاج نہیں حضرت ابراہیم کے بیٹے کی قربانی کا خدا حاجتمند نہ تھا اگر حاجتمند ہوتا تو کیوں

معاف کرکے اُس کے عوض میں برۂ ابراہیم کو بھیجتا مگر حضرت ابراہیم کے
تھا پس اوّل طمطاؤس ۳ باب ۲ اور طیطس ۱ باب ۶ میں جو ایک جورو
کا حکم ہے یہ صرف نگہبانوں یعنے پادریوں کے لئے ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ
میں اُن دنوں کئی جوروان کرنے کا دستور تھا تب اس قانون کے مقرر کرنے کی حاجت
ہوئی ورنہ ضرور کیا تھا جو اس کا بندوبست کیا جاتا اور یہ قانون بھی صرف پادریوں کے
لئے مقرر ہوا چنانچہ اُن دونوں آیتوں سے ظاہر ہے اور اس حکم سے اور عیسائیوں کو
جوروان کرنے کی ممانعت نہیں ہے اور پادریوں کو بھی اس حکم کے مطابق ایک جورو
سے زیادہ کرنا غیر مناسب ہے مگر گناہ ہرگز نہیں ہے جیسے کہ اوّل قرنیتوں کے ۷
میں لکھا ہے کہ مرد کے لئے یہ اچھا ہے کہ عورت کو نچھوئے اور اسی باب کے ۸ میں مردوں
اور بیواؤں کو شادی نکرنے کی صلاح دی گئی ہے مگر اس صلاح کے برخلاف کرنے
والوں کو کچھ گنہگار نہیں ٹھہرایا چنانچہ آج تک ایسا ہی ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک
اور دلیل یہ ہے کہ علما رومن کاتھولک آپ بے جورو رہتے اور عیسائیوں کو جو اُن سے
معتقد ہیں جورو کرنے سے منع نہیں کرتے اسی طرح اوّل طمطاؤس ۳ باب ۲ کے مطابق
جو پادری کہ ایک جورو کریں تو اُن کے پیرؤں کو کئی جورو کرنا ناجائز نہیں ہے۔

اور لطیفہ یہ ہے کہ پادریان رومن کاتھولک پادریان پراٹسٹنٹ کو ایک عورت کرنے
کی بابت ویسا ہی ملزم ٹھہراتے ہیں جیسا کہ علما پراٹسٹنٹ مسلمانوں کو چار عورتیں
کرنے کی بابت سندی تواریخ کلیسیا سے معلوم ہوا کہ حواریوں کے زمانہ میں اور اس کے
بعد عیسائیوں پر رومی وغیرہ بُت پرستوں کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں رہتی تھیں
بھاگنے اور وطن چھوڑنے اور پہاڑوں وغیرہ میں چھپے رہنے کی سالہا سال حاجت رہتی
تھی بیشتر طرح طرح کی اذیتوں کے ساتھ قتل کئے جاتے بیٹے کو باپ کی اور باپ
کو بیٹے کی یہ حالت دیکھنی پڑتی تھی اور جب مار ڈالے جاتے تو عورتیں اور بچے تباہ ہوجاتے
تھے اور جب بھاگتے تو سب گھر کو ساتھ لیکر بھاگنا اور جنگلوں اور پہاڑوں میں عورتوں
اور بچوں سمیت رہنا مشکل پڑتا تھا مخزن مسیحی صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ فروری ۱۸۶۹ء

Marfat.com

ی والش صاحب مصر کے اندرونی قبروں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ دس بار کی
ک تکلیفات میں جو رومی شاہوں نے عیسائیوں کو پہونچائیں وہ نہیں تاریک غاروں
ں پناہ لیتے اور اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے انتہیٰ اس لئے اُن دنوں میں بہت جوروان
اور عیال دار ہونا بڑے دکھوں کا سبب تھا چنانچہ اول قرنیتوں کے ۷ باب ۲۶-۲۹ میں
بھی اس کا مذکور ہے۔

اب سنو استثنا ۲۱ باب ۱۵ میں لکھا ہے اگر کسی کی دو جوروان ہوں الخ یہاں آیت کے
مضمون سے صاف دو جوروان ایک ساتھ ہونا ظاہر ہے دیکھو تفسیر اسکاٹ انگریزی مطبوعہ
مبارک ۱۸۱۱ء و ۱۸۱۲ء وغیرہ ہاں دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ جورو بنانا احبار ۱۸ باب ۱۸
کے مطابق منع ہے اور یہی شرع اسلام کا بھی حکم ہے اور پیدایش ۱۶ باب ۳ اور ۱۶ باب ۳
و ۲۵ باب ۱ کے بموجب حضرت ابراہیمؑ نے تین عورتیں کیں حضرت بی بی سارہ اور حضرت
بی بی ہاجرہ اور حضرت بی بی قطورہ اور اگر بی بی قطورہ بی بی سارہ کی وفات کے بعد عقد حضرت ابراہیم میں
آئیں تو بھی بی بی سارہ اور بی بی ہاجرہ کا اتفاق بالاتفاق ہے حضرت موسےٰؑ کے دو جوروان
تھیں ایک حضرت بی بی صفورہ اور دوسری ایک کوشی شاہزادی یوسیفس نے بیان کیا کہ
جس وقت موسیٰؑ فرعون کی بیٹی کا لڑکا کہلایا گیا اُس وقت مصری فوج کا سپہ سالار ہو کر اُس
نے کوشیوں کو شکست دی اور ایک کوشی شاہزادی سے شادی کی کوئی سبب نہیں ہے
کہ یہ بات سچ نہ ہو اگرچہ وہ پاک کتاب میں لکھی نہیں گئی (بعینہ نقل از لغت کتاب مقدس
مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۲۵۸) اور پیدایش ۳۵ باب ۲۳-۲۶ میں لکھا ہے کہ حضرت
یعقوبؑ کی چار عورتیں تھیں لیاہ اور راحیل جو دونوں حقیقی بہنیں تھیں اور ان دونوں کی دو
لونڈیاں اِن چاروں سے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی حضرت یعقوبؑ کے تھی اور حضرت
بی جنہوں نے حضرت داؤدؑ کو بھی ممسوح کیا (اوّل سموئیل ۱۶ باب ۱۳) اور جو شعیا
کے اقتدار میں موسےٰؑ سے مشابہ کئے گئے ہیں (یرمیاہ ۱۵ باب ۱ و ۹۹ زبور ۶) اُن کے باپ
کی دو عورتیں تھیں اوّل سموئیل ۱ باب پس جب ایسے مقبول نبی کے باپ کی دو بیبیاں تھیں
جن میں سے ایک سے حضرت سموئیل پیدا ہوئے اگر ایک سے زیادہ جوروان کرنا حرام

ہوتا تو خدا ایسے انبیا علیہم السلام کو ایسی عورتوں سے نہ پیدا کرتا اور یہی حال حضرت
اور تمام بنی اسرائیل کا بھی ہے جو اپنے باپ کی دوسری بی بی سے پیدا ہوئے اب دو
جوروان کرنے کے جواز میں اس سے زیادہ واضح دلیل اور کیا چاہیے۔ اور ۲ تواریخ ۲۴ باب
میں لکھا ہے اور جو خداوند کی نظر میں درست ہے سو یواس یہویدہ کاہن کے جیتے جی
کرتا تھا اور یہویدہ نے اُس کے لئے دو جوروان کردیں اور اُس کے اُن سے بیٹے اور
بیٹیاں ہوئیں انتہے چونکہ یواس بادشاہ یہویدہ سردار کاہن کے جیتے جی وہی کام کرتا رہا جو
خدا کی مرضی کے موافق تھے تو دو جوروان کرنا مرضی الٰہی کے برخلاف نہوگا اور خود اُس سردار
کاہن نے جو توریت میں بہت دیندار لکھا ہے جیسا کہ ۲ تواریخ ۲۴ باب کے اگلے پچھلے
مطلب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے یواس بادشاہ یروسلم کو دو جوروان کردیں تھیں تو اور
کون اُس پر اس بات میں الزام لگا سکتا ہے اور حضرت داؤد نبی (اعمال ۲ باب ۳۰
... جوروان کیں دیکھو ۲ سموئیل ۳ باب ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۵ باب ۱۳ و ۱۱ باب ۲۷ و ۱۵ باب
... و اول تواریخ ۳ باب ۱-۹ و ۱۴ باب ۳ و اول سموئیل ۲۵ باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴- اول سلاطین
۱ باب ۴ اگر کوئی کہے کہ داؤد کی سو جوروان نہ تھیں تو وہ آپ ہی گن کر ثابت کردے کہ کتنی
جوروان تھیں۔

متی اول باب میں مسیح کو داؤد اور ابراہام کی نسل لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ
داؤد کا رتبہ اور نبیوں سے بڑا اور ابراہام کی برابر ہے ورنہ اگر صرف داؤد کی بادشاہت سے
مراد ہوتی تو مسیح ابن سلیمان ابن ابراہام لکھا ہوتا۔

بئیبل میں حضرت داؤد کی بڑی عظمت کے ساتھ تعریف ہے وہ معزز نبی اور ذا الہام تھا
جب تک کہ زندہ رہا اور سوا اوریاہ کی جورو کے اور کثرت ازواجی میں حضرت داؤد پر الزام نہیں
لگایا گیا ہے اور حضرت داؤد کی زبور کتب مقدسہ عیسائی اور یہودیوں میں کمال عظمت
کے ساتھ موجود ہیں اور اول سلاطین ۵ باب ۵ میں ہے اس لئے کہ داؤد نے خدا
کی نگاہ میں نیکوکاری کی اور جب تک جیتا رہا خداوند کے کسی حکم سے روگردان نہیں
سوا اوریاہ حتی کی جورو کی بات کے انتہے مفتاح الکتاب روسن صفحہ ۱۲ پہلی دلیل میں

کو نبی لکھا ہے اور تواریخ کلیسیا رومن جلد اوّل مقدمہ ۲ دفعہ ۱۲ صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ داؤد آپ فضل الٰہی سے ایک نبی تھا اور اعمال ۲ باب ۳۰ میں حضرت داؤد کی بابت یوں لکھا ہے سو اس سبب سے کہ نبی تھا اور جانتا تھا کہ خدا نے اس سے قسم کھائی ہے کہ میں تیری نسل سے جسم کی رو سے مسیح کو ظاہر کروں گا انتہے۔

دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۲۶ و ۲۶۱ میں پادری گسٹس براڈ ہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ داؤد نہ صرف مسیح کا باپ دادا تھا بلکہ مسیح کی جو علامتیں پرانے عہد نامہ میں پیش کی گئیں ان سبھوں میں بڑی علامت وہی ہے گویا داؤد ہی میں مسیح مخصوص اور ممسوح کیا گیا چنانچہ پاک نوشتوں میں دونوں کے ممسوح ہونے کا ایسا ذکر ہے کہ گویا وہ ایک ہی ہیں انتہے پس سب سے زیادہ مشہور صفت جو حضرت داؤد سے علاقہ رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت داؤد کثیر الازواج تھے اور اس حالت میں بقول پادری گسٹس براڈ ہیڈ صاحب یہی صفت حضرت عیسےٰ میں قرار دینا چاہیے اور یہ صرف پادری صاحب کا عقیدہ ہے حالانکہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۰ میں یہی پادری صاحب فرماتے ہیں کہ داؤد ہمارے مانند خطاکار اور گنہگار تھا انتہے۔

اور حضرت سلیمان کی سات سو جوروان اور تین سو حرم تھیں اول سلاطین ۱۱ باب ۱-۳ اور حضرت سلیمان پر بھی کثرت ازواجی کا کہیں الزام نہیں ہے سوائے بت پرستوں میں شادی کرنے کے کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کے لئے ناجائز تھا (استثناء باب ۲ و ۳) اور حضرت سلیمان کے بیٹے رحبعام کے ۱۸ جوروان اور ۶۰ حرمین تھیں ۲ تواریخ ۱۱ باب ۲۱ اور حضرت سلیمان کے پوتے ابیاہ کے ۱۴ جوروان تھیں ۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۱ اور حضرت جدعون کے بہت جوروان تھیں (قاضیوں کا ۸ باب ۳۰) دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۲ میں ہے کہ لمک کے ایک ہی وقت میں دو جوروان تھیں انتہے۔

اور عیسو اور یعقوب سب کے دو دو جوروان تھیں (دینی و دنیوی تاریخ مصنفہ پادری گسٹس براڈ ہیڈ مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۷۶ء صفحہ ۸۲) اور اسی طرح اور بہت

بادشاہوں بنی اسرائیل اور یہودیوں میں کثرت ازواج کا ذکر ہے سب کا ...
ہو جائے گا اور عیسائیوں میں ایک فرقہ مورمن نامی ہے اُن میں ہر عیسائی ...
عورتیں رکھنے کی اجازت ہے اور ان دنوں اُن کا پیشوا جس کا نام برگم نیگ بکسر ...
وسکون ثانی وفتح ثالث کہ کاف فارسی است وفتح خامس وسکون نون وکاف
فارسی اُس کے پاس پچاس جوروان ہیں اور عیسائی عقیدہ کے بموجب حضرت
دو جوروں کے شوہر ٹھہرتے ہیں ایک پرانی کلیسیا یعنے یہودی جماعت کے اور ...
نئی کلیسیا یعنے عیسائی جماعت کے (غزل الغزلات ۴ باب ۵ و ۱۲-۲ قرنیتون ...
۱۱ باب ۲ مکاشفات ۴ باب ۴ و ۲ باب ۱ و ۹ باب ۷ و ۲ باب ۹ و ۲۲ باب ...
مفتاح الکتاب صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۶) اور مارٹین لوتھر نے فلپ نامی ایک رئیس
کو دو جوروان رکھنے کی اجازت دی اور بعضی جگہہ میں مارٹین لوتھر صاحب فرماتے
ہیں کہ انسان دس یا زیادہ جوروان ایک ساتھ رکھہ سکتا ہے (مصرن دی میت
ازمرأۃ الصدق جسے پادری ہیڈلی صاحب نے انگریزی میں تالیف کیا اور
طامسن انگلس صاحب نے بارشادمریا انجلو صاحب ترجمہ کیا مطبوعہ گوالیار
سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ اور آٹھویں ہنری بادشاہ نے جو انگلستان کے پرانسطنون کا
مربی تھا اپنی نکاحی بی بی کہتر ائن کے ساتھ انیس ۱۹ برس رہنے کے بعد کہ اسی عرصہ
میں دو اور عورتیں الیشر تہہ ٹیائیس نامی سر گلبرٹ ٹیا بیس کی بیوہ اور مریا بولین انا ...
کی بہن بھی رکھتا تھا بے اجازت پوپ اور پارلیمینٹ کے اپنی ملکہ کہترائن کے
جیتے جی انا بولین کے ساتھ شادی کر لی جو بموجب بعضے لکھنے والوں کے اس کی
حرام کی بیٹی تھی (دیکھو لنگارڈ کی تواریخ انگلنڈ جلد ۴ اور سانڈرس کی کتاب دینی
انگریز تفرقہ پردازوں کے صفحہ ۱۵) ازمرأت الصدق مطبوعہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۹
۴۰ اور جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ وغیرہ میں بھی ایسی

سلہ دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۲ میں ہے کہ سلیمان ع کے عہد سلطنت میں ہیکل کی تعمیر کرنے کے بعد یہودی کلیسیا کی سب سے بڑی سرفرازی ہوئی انتہے۔ ۱۲

Marfat.com

طرح سے اور ہندؤں میں منو کے شاستر کی ۹ آدھیاے ۱۴۹ اشلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن چاہے تو چار جورو کرے (دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھ صاحب و پادری یوپولٹ صاحب مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ واسطے ٹرکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری ووری صاحب ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۵۳) اس سے ظاہر ہے کہ ہندؤں کی نہایت شریف قوم یعنے برہمنوں میں از روے حکم شاستر ہندؤں کو چار جوروں تک کرنا جائز ہے اگرچہ اور قوموں اہل ہنود میں اس کا جواز نہو اور جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۲-۱۷۸ میں لکھتے ہیں **قولہ** سی زر یعنے قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ہمارے باپ دادا کے یہاں یہ رسم تھی کہ دس۱۰ بارہ۱۲ آدمیوں میں ایک جورو ہوتی تھی پلوٹارک صاحب لکھتے ہیں کہ قدیم اہل یونان کے یہاں بہت سے نکاح کرنے جائز تھے مگر شرط یہ تھی کہ اگر سپاہی جوان ہوں اور ایک جگہ سے کہیں اور بھیج جائیں تب وہ نکاح کریں - افلاطون اور یورے پای ڈیز (یعنے یورقدولس) حکیموں نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے جواز میں کتابیں لکھیں - قدیم اہل روم حد سے زیادہ مہذب تھے اگرچہ اُن کو ایک سے زیادہ شادی کرنے کی ممانعت نتھی لیکن انہوں نے کبھی زیادہ شادیاں نہیں کیں کہتے ہیں کہ اول مارک اینٹونی نے اس رسم کو ترک کیا اور دو بیبیاں کیں تھیں اس زمانہ سے اکثر اہل روم تھیوڈ ۂ سی سیشن اور نورسیس اور آرگدلیس (یعنے ارقدوس) بادشاہوں کے زمانہ تک ایک سے زیادہ شادیاں کرتے رہے لیکن آرگدیس نے پہلے ہی پہل ۳۹۳ء میں اس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا تھا بعد ازاں ارکیدی اُس ڈیین ٹنٹنٹن بادشاہ نے منادی کرائی کہ ہماری رعیت میں سے جس کا جی چاہے جتنی بیبیاں کرے کچھ ممانعت نہیں ہے زمانہ کی مذہبی تواریخ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کسی پادری نے اس حکم پر اعتراض لیا ہو ویلن ٹینی انیس کانسٹن سیس ابن قسطنطین اعظم کے بہت سی بیبیاں تھیں - کلوٹیر بادشاہ فرانس اور ہنری برٹش اور ہی پینیس اُس کے نیز بیٹے ان سب کے یہاں ایک سے زیادہ بیبیاں تھیں ان بادشاہوں کے علاوہ سینٹ آرسن

(یعنے ارس تسس) نے لکھا ہے کہ پی پن اور شارلی مین کے یہاں بھی جورواں تھیں۔ لوتھیر اور اُس کا بیٹا ارنون فس ہفتم شاہنشاہ جرمن ۸۹۹ء فریڈرک اور شارلی من کا ایک بیٹا اور فلپ تھیوڈی ٹس بادشاہ فرانس اور فرنگ کے بادشاہوں میں جنہوں نے کئی کئی جورواں ایک ہی زمانہ میں کیں یہ ہیں گون گاری برٹ سبحی برٹ چل پرک گون ٹرین کی حرم سرا میں تین بیبیاں تھیں ولی مرکٹر وڈ او سٹری جلڈ پر جلدی اور کہتا تھا کہ یہ میری شرعی بیبیاں ہیں اور گیری برٹ یہاں مرفلی ڈا مار کونسا تھیو ڈ جلڈ ا بیبیاں تھیں ڈی نیل صاحب پادری خود کہتے ہیں کہ فرانس کے بادشاہ بہت سی بیبیاں کیا کرتے تھے اور اُن کو اسبات کا بھی خوف نہیں ہے کہ دیگو برٹ اول نے تین بیبیاں کیں اور پادری صاحب موصوف کو بھی اقرار ہے کہ تھیو دوریٹ نے ڈٹری سے اُس حال میں شادی کی کہ جب اُس کا شوہر موجود تھا اور اُس کے پاس زری جلڈی اُس کی بی بی موجود تھی اور صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ تھیو دوریٹ نے اپنے چچا کلوٹیر کی نقل کی جس نے کرو ڈوم بوہ سے تین جوروؤں کے ہوتے نکاح کیا تھا۔

اب انجیل کے مندرجہ ذیل فقروں سے معلوم ہوجائے گا کہ ایک سے زیادہ نکاح کو خدا تعالی صرف پسند نہیں کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے پیدایش ۳۰ باب ۲۲ ایکزوڈس ۲۱ باب ۱۱ ڈیو ٹرونومی ۷ باب ۱۷ اوّل سموئیل ۱ باب ۱ و ۲ و ۱۱ و ۲۰ ایضاً ۲۵ باب ۴۲ و ۴۳ دوم سموئیل ۱۲ باب ۸ ایضاً ۵ باب ۱۳ و ۸ باب ۲۰ و ۱۰ باب ۴ ججز ۱۲ باب ۹ و ۱۴ ۱۵۲۶ء میں یونی تئس صاحب جرمنی پادری نے پوپ گرگری سے مسئلہ پوچھا کہ آدمی کو کس حالت میں دو بیبیاں کرنی جائز ہیں تو اس نے جواب دیا اگر جورو کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ خاوند اُس سے مباشرت نکر سکے تو اس صورت میں خاوند کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے لیکن اس شرط پر کہ بیمار جورو کی ہر طرح خبرگیری کرتا رہے۔ عیسائیوں نے خود بہت سی کتابیں بہت سی بیبیاں مجتمع کرنے کے جواز میں لکھی ہیں برنا ڈو۔ اوکینس نے جو فرقہ کپی چن کے جنرل تھے سوا اس کے

کے وسط میں اس رسم کے اچھا ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے اور اُسی زمانہ میں ایک
اور شخص نے بھی اسی مضمون پر جواب مضمون لکھا ہے اس جواب مضمون کے لکھنیوالے
کا اصلی نام لائی سپرس تھا مگر اُس نے اپنے جواب مضمون کا تخلص تھی او فیلس اختیار کیا تھا
اختیار کر لیا تھا۔ سیلڈن صاحب اپنی کتاب موسوم یوکزر ہبرایکہ میں ثابت کرتے
ہیں کہ بہت سی بیبیاں مجتمع کرنی صرف یہودیوں ہی میں جائز نہیں بلکہ تمام قوموں میں
بھی ناجائز نہیں۔ مگر سب میں بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتیں جمع کرنے کی
رسم کی حمایت کرتا ہے جان ملٹن تھا اس شخص نے اپنی کتاب موسوم [illegible]
درباب مذہب عیسائی میں اس امر کے ثبوت میں انجیل [illegible]
نقل کئے ہیں صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ علاوہ اس [illegible]
تئیں ایک استعارہ کی حکایت (ازی کئیل باب ۲۳) [illegible]
احولا اور احولیا دو بیبیوں سے نکاح کیا اگر یہ رسم اصل میں [illegible]
اپنی نسبت استعارہ میں بھی اس رسم کو کبھی نہ اختیار کرتا [illegible]
نہ ہم اُس کو کس دلیل سے بُرا اور ذلیل کہیں کیونکہ انجیل [illegible]
سے پہلے رائج تھا بُرا نہیں کہا انجیل میں صرف یہ حکم [illegible]
بنائے جائیں جو صرف ایک جورو رکھتے ہوں اول [illegible]
۶ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح [illegible]
یہ حکم سب کے واسطے تمام ہوتا صرف پادریوں ہی کے وا[illegible]
ہے کہ ایک جورو والے دنیا کے کاروبار میں اس قدر گرفتار [illegible]
والے اس لئے یہ لوگ گرجے کا کام بخوبی کر سکیں گے اور چونکہ [illegible]
کئی بیبیاں مجتمع کرنے کی صرف پادریوں کو ممانعت ہے اور [illegible]
یہ ممانعت بھی کچھ گناہ ہونے کے سبب سے نہیں ہے [illegible]
کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب کو ایک سے زیادہ بیبیاں [illegible]
ہے اور اکثر لوگوں نے اس رسم کو اختیار کیا ہے آخر الامر میں [illegible]

کے موافق اس طرح دلیل کرتا ہوں - ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنا یا نکاح یا حرام
کاری یا زنا ہو سکتا ہے حضرت موسے ہے کوئی چھوٹی صورت بیان نہیں کی اکثر
انبیوں نے ایک سے زیادہ بیبیاں مجتمع کی ہیں لہذا مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسی بے
ادبی نکرے گا کہ اس رسم کو حرام یا زنا ٹھہرائے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ حرام کاروں اور
زانیوں کو اللہ تعالے سزا دے گا اور خدا تعالی فرماتا ہے کہ نبی لوگوں کا میں خود محافظ
ہوں پس ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنی نکاح ٹھہرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست
ہے اور حضرت موسے ہی فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہے اور گناہ نہیں ہے۔
لہذا آنحضرت صلعم نے اُس رسم کو جائز کیا کہ جو رسم صرف عمدہ ہی نہ تھی بلکہ جس کو خدا
نے اپنی قدیم کتاب میں مبارک فرمایا تھا اور پھر اپنی جدید کتاب میں بھی جائز فرمایا کہ
جائز ہے اور عمدہ - لہذا ہم آنحضرت صلعم پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے انتہےٰ پادری
ناکس صاحب مشنری لکھنوا اپنی کتاب موسوم بہ اصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن
پریس لکھنؤ باہتمام پادری مسمور صاحب ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں فرماتے ہیں کہ تعدد
ازدواج کے مقدمہ میں ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور
نے رواج پایا تھا اور خدا نے بھی اُس کو منع نہیں کیا بلکہ اکثر اُن کو برکت کا وعدہ کیا جو
اُس پر چلتے تھے (یعنے کثرت ازواجی کے دستور پر) انتہےٰ - اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ
۱۴۷ میں جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ اور یہ جو عیسائی الزام لگاتے ہیں
کہ آنحضرت صلعم شہوت پرست تھے یہ اُن کا الزام باطل ہے کیونکہ جب آنحضرت
صلعم نے ظہور کیا تو اُس زمانہ میں اہل عرب میں بے انتہا نکاحوں کا رواج تھا پس
یہ امر ظاہرا بیہودہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بدکاری
اور بدرویگی کو خود معدوم کر دے - علاوہ اُس کے جو ہم پہلے اس بات میں بیان
کر چکے ہیں ہم یہ بات بھی آنحضرت صلعم کی طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ بھی اپنے
ہم وطنوں کی مانند عورتوں سے بہت رغبت رکھتے تھے اور آپ نے یہ کبھی دعوے
نہیں کیا کہ میں اُن انسانی خواہشوں سے بری ہوں جو سب آدمیوں کو ہوتی ہیں

Marfat.com

بلکہ برعکس یہ فرمایا ہے کہ میں بھی تمہیں جیسا آدمی ہوں اور بمقابلہ حضرت داؤد ؑ کے جو
نبی اور بادشاہ تھے اور جن کی تعریف انجیل میں لکھی ہے کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ جو خدا کا سا
دل رکھتے تھے آنحضرت صلعم ایسے صاف تھے جیسے ایک برف کا ٹکڑا ڈانیا کے
(پاکدامنی اور عفت کی دیوی) مندر پر گرا ہوا ہو ساؤل کی دوسری دختر لیشبست حضرت
داؤد ؑ کی پہلی زوجہ تھی اس زوجہ کو اُس کے باپ نے آپ کی جلاوطنی کے زمانہ میں
آپ سے لے لیا اور بعد ازاں آپ نے بار بار کتنے ہی نکاح کرلئے مگر باہمہ اپنی پہلی زوجہ
کا بھی دعوے کئے گئے حضرت داؤد ؑ نے ایک غیر مختون بادشاہ کی بیٹی سے بھی
بے تکلف نکاح کرلیا اور اگرچہ آپ کے یہاں اکثر بیبیوں سے اولاد تھی لیکن پھر بھی
یروسلم میں حرمین کیں اور آخر کار نیت سبع کے مقدمہ میں آپ نے حرام اور خون
ناحق بھی کیا جب حضرت داؤد ؑ ایسے ضعیف ہوگئے کہ آپ پر چند کپڑے لادے
مگر آپ کو گرمی نہ پہونچی اور سردی نہ موقوف ہوئی تو تجویز ٹھہری کہ ایک نوجوان
پاکیزہ عورت بہم پہونچانا چاہیئے جو آپ کی خدمت کرے اور آپ کے ساتھ ہم خواب
ہو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم ایک نہایت حسین اور نوعمر عورت لاؤ۔ اب ہم
پوچھتے ہیں کہ کیا ایک نیک آدمی ایسی حرکت کرسکتا ہے یقیناً وہ عیسائی جو
آنحضرت صلعم پر عیاشی کا اعتراض کرتے ہیں انہیں اس انگریزی مثل کا ضرور
ہی خیال رکھنا چاہیے کہ جو لوگ شیش محل میں رہتے ہیں انہیں پتھر پھینکنے میں پیش
قدمی نکرنی چاہیے انتہیٰ۔

گاڈفری ہگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۵ میں فرماتے ہیں کہ بادشاہ داؤد ؑ
اور دوسرے بادشاہوں نے بہت سی بیبیاں کی ہیں جو کہ [illegible]
حالانکہ یہ بادشاہ اور باتوں میں نہایت پابند مذہب [illegible] داؤد
اس کے یہ بیبیاں مشروع تصور کی گئیں ہیں کیونکہ [illegible] بادشاہ داؤد چوتھی یا
پانچویں یا دسویں بی بی سے ہو تو وہی وارث تخت کا بموجب شرع کے ہوگا اور
اُس کی ماں کی وہی عزت ہوتی ہے جو کہ بادشاہ آئندہ کی والدہ کی ہونی چاہیے۔

Marfat.com

(حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۳ دفعہ ۷۵ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) پس اِن سب باتوں پر لحاظ کرکے خدا اور رسول کو ملزم نہ ٹھہرانا چاہیے مگر بعض مسلمانوں نے جو کچھ احکام الٰہی سے تجاوز کیا اس میں قصور انہیں کا ہے کیونکہ مسلمانوں کو صرف چار نکاح تک حکم ہے اور واقعی اکثر سلاطین اسلام نے اس حکم سے یہاں تک تجاوز کیا کہ جس سے زیادہ شاید ممکن بھی نہو اور یہی سبب خصوصاً زوال اقبال کا ہوا کیونکہ سلطنت رعایا پروری کے لئے ہے نہ یہ کہ صرف دن رات عیش کرنے کے لئے ہندوستان میں عیش محمد شاہی مشہور ہے جس کے وقت میں خود اس بادشاہ اور اُس کے شہر دہلی پر نادر شاہ کے ہاتھ سے آفت آئی اور ایران میں فتح علی شاہ بادشاہ کے اسقدر جوروان تھیں کہ جنسے پانچ سو بیٹے یعنے فرزند زینہ پیدا ہوئے اور محمود کابلی کے تین سو عورتوں سے گیارہ سو فرزند زینہ پیدا ہوئے اور واجد علی شاہ نے جن کے ہاتھ سے لکھنؤ کی سلطنت لیلی گئی ایک وقت میں متفرق فرقوں کی نو ہزار عورتیں جمع کی تھیں اور شجاع الدولہ کی جنہوں نے بکسر میں شکست کہائی اور اپنے ساتھ قاسم علی خان اور شاہ عالم کو بھی مورد زوال کیا ستّرہ سو عورتیں تھیں اور پچھلی عورت اُن کی حافظ رحمت خاں کی دختر تھی جس کے ہاتھ سے نشتر کا زخم ناف پر کہا کر اُنہوں نے جان دی اور غیاث الدین بادشاہ ابن محمود بادشاہ مالوہ کی حرم سرا میں پندرہ ہزار عورتیں موجود تھیں از ترجمہ مارشمن ہسٹری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۲۲۹ فصل ۱۴- اب خیال کرنا چاہیے کہ اتنی عورتوں کا خدا اور رسول نے مسلمانوں کو کب حکم دیا تھا لیکن عیسائی بادشاہوں میں سے جنہوں نے ایک سے زیادہ عورتیں کیں وہ اُسی قدیم دستور بنی اسرائیل اور اپنے اپنے وقت کے علماء کے حکم یا دینی طور پر خود جائز سمجھ کر کیں اور اسی سبب سے بعض کے سوا اکثروں نے چار تک کی حد کا لحاظ رکہا اور اُس سے بہت کم تجاوز کیا برخلاف اہل اسلام کے کہ جس طرح عیسائیوں نے شراب کی کثرت کو اسقدر[1] رواج دیا کہ اپنے طور پر اد سے بے

[1] ممالک متحدہ امریکہ کی عام ترقی اور اقبالمندی اس سے اچھی طرح معلوم ہوسکتی ہے کہ وہاں بالفعل ایک لاکھ چہالیس ہزار شراب خانے اور ایک لاکھ ۲۸ ہزار مدرسے اور ۶۵ ہزار گرجے موجود ہیں شراب خانوں کی تعداد سے گرجوں کی تعداد مقابلہ کرکے سمجھ لینا چاہیے۔ انگریزی تعلیم کا حاصل یہ ہے۔ انگلستان میں ایک سال کے اندر یعنے ۱۸۶۶ء میں ایک ارب گیارہ کروڑ ایک لاکھ بارہ ہزار دو سو ساٹھ روپیہ شراب نوشی میں صرف ہوا۔ اور ۱۸۷۰ء میں ۱۲۰۵۲۰ ۱۴۰۰۱۲ روپیہ برباد ہوا۔

(نور افشاں مطبوعہ ۷ فروری ۱۸۷۸ء صفحہ ۳۱ نمبر ۶ جلد ۷ کالم ۲)

Marfat.com

عیب کردیا اسی طرح مسلمانوں نے کثرت ازدواجی کو اسقدر رواج دیا کہ اُسے اپنے طور پر بے عیب کردیا لیکن خدا کے نزدیک دونوں بے الزام نہ ٹھہر سکیں گے۔

یہودیوں میں چار جوروؤں تک کرنیکا دستور جاری ہے اور اُن میں جو ممسوح ہوتا اُس کے لئے چھ ۶ اور چھ ۶ اور چھ ۶ یعنے اٹھارہ جوروان کرنے کے واسطے ۲ سموئیل ۱۲ باب ۸ کے بموجب اُن کی شریعت میں فتویٰ ہے یعنے یہودی لوگ حضرت داؤد کے علاوہ پلگشیم یعنے لونڈیوں کے چھ ۶ ازواج خاص شمار کرتے ہیں اور ۲ سموئیل ۱۲ باب ۸ میں جو دو بار ہن وہن یعنے اتنی اور اتنی زیادہ دینے کا خدا نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا اس کے بموجب ممسوح کو یعنے چھ اور چھ اور چھ یعنے اٹھارہ جوروان کرنا جائز ہوا اور عیسائیوں میں جو شادی کے وقت چوتھی انگلی میں انگشتری پہنائی جاتی ہے اور سوا چوتھی انگلی کے کسی اور انگلی میں یعنے پہلی یا دوسری وغیرہ میں انگشتری نہیں پہناتے (پادری صاحبوں کا اخبار کوکب عیسوی رومن کرکٹر مطبوعہ ۲۰ فروری ۱۸۷۶ء نمبر ۲ جلد ۸ صفحہ ۷۵ کالم ۱ باہتمام پادری مسمور صاحب) اس کا سبب فقط یہی ہے کہ عیسائیوں کو چار جوروال جائز ہیں اور پانچ تک کی اجازت نہیں ہے افلاطون کی رائے میں بہت سی بیبیوں سے نکاح کرنا درست تھا قوانین محمد صلعم میں سے ہر ایک شخص کو چار بیبیوں تک سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ سوائے حرم کے یہ قید چار بیبیوں کی موافق رواج قدیم یہودیوں کے تھی اور یورپ کے مصنفوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پادریوں کی اجازت چار بیویوں تک تھی انتہیٰ بعینہ قول صاحب سیر الاسلام ترجمہ جانتھم باب ۵ صفحہ ۹۱ مطبوعہ ۱۸۷۹ء

اس کے سوا یہ بھی غور کے قابل ہے کہ اگر عیسائیوں کو موسوی شریعت پر چلنا ہے تو خود حضرت موسےٰ کے دو بیبیاں تھیں اور ہر سردار قوم کو ان اٹھارہ جوروال تک کرنا جائز تھا اور اگر عیسائیوں کو حضرت عیسےٰ کی پیروی کرنا ہے تو حضرت عیسےٰ کے ایک بیوی بھی نہ تھی پھر عیسائی کیوں اپنا شادی بیاہ کرتے ہیں اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ حضرت آدم کے ایک ہی بیوی تھی تو اس کا جواب یہ ہے ایسا کہنے والا گویا اقرار کرتا ہے کہ اُسے خدا کی کسی شریعت سے جو حضرت آدم کے بعد

Marfat.com

خدائے نازل کی کچھ سروکار نہیں ہے اس لئے وہ شریعت سے قبل کی باتوں پر اگ
ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے ہم عہد کوئی دوسری عورت اگر ہوتی اور
دوسری بیوی نہ کرتے تب اس کہنے کی گنجائش تھی کہ حضرت آدمؑ نے دوسری بیو
نہیں کی تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت میں بھائی کا بہن کیساتھ
ہوتا تھا پھر عیسائی لوگ اس شریعت آدم پر کیوں نہیں چلتے۔

اب رہی وہ بات جو متی ۲۲ باب ۳۰ میں لکھی ہے کہ بہشت میں نہ کوئی بیاہ کرتا
بیاہی جاتی انتہیٰ اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ بہشت میں پھر نکاح اور بیاہ
نہ ہوگا ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ صرف مرد بہشت میں جائیں گے اور عورتیں سب
فنا ہو جائیں گی اور جب عورتیں بہشت میں گئیں تو وہاں وہ کس کی ہو کر رہیں گی اور
یہ کیونکر ممکن ہو کہ فرشتوں کی طرح مرد بے سبب اپنے مرتبے سے گھٹ کر نسائیت کے
درجے میں بھی شامل ہوں اور عورتیں بے سبب اپنے مرتبے سے بڑھکر تذکیر کا منصب
بھی حاصل کریں یعنے مرد و عورت دونوں نہ مذکر رہیں نہ مؤنث بلکہ مخنث ہو جائیں یہ
انصاف الٰہی کے صاف خلاف ہے اور نکاح اس لئے وہاں نہ ہوگا کہ بہشت میں گناہ
نہیں ہے جو طلاق کا باعث ہو اور جب طلاق نہیں تو نکاح اور بیاہ کی کیا حاجت
اور اسی طرح جانوروں میں بھی ایک قسم کی چڑیا سات سکھی کا لال نام جس کا نر کچھ
رنگین اور مادہ سب مثل طوطی ہندوستانی کے قد اور رنگ میں ہوتی ہیں اُن میں ایک
نر اور چھ مادہ ہیں اُس کے گرد رہتی ہیں اور اسی طرح چھچھوندر کا بھی ایک نر اور اُس کے
ستر مادہ ہوتی ہیں اور اسی طرح شہد کی مکھی کہ اُس کی ایک مادہ کے ساتھ ہزاروں نر
ہوتے ہیں اور یہ سب انتظام الٰہی سے مقرر ہے (دی نیچرل ہسٹری آف انسکٹس چھاپہ لندن ۱۸۹۹ء
صفحہ ۴) اور نور تھہ بک چھاپہ لندن ۱۸۵۵ء صفحہ ۳۰

سوال نمبر ۴

عیسائی لوگ توریت و انجیل کی کچھ بھی تعظیم نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کو اس معاملہ

تاب پرست بتاتے ہیں اور عجب یہ کہ سلف اوٹھانے کے وقت وہی کتاب توریت و
بیل جو عیسائیوں کے پاؤں کے پاس رکھی رہتی ہے سراسر عزت کے لائق ہوجاتی ہے۔
ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ٢٦٥ میں چھٹویں اڈورڈ بادشاہ کا حال لکھا ہے کہ جب بادشاہ
ڑکا اور لڑکوں میں کہیلتا تھا کسی چیز کو اونچے پر سے اوتارنا چاہا اور اس کا ہاتھ وہانتک نہ
پہنچا تب اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے ایک بڑی جلد بیبل کی آگے دی کہ اس پر
کھڑا ہوکر اوتارے لیکن بادشاہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ناراض ہوکر اپنے اس ساتھی کو ڈانٹ
کر کہا کہ یہ کتاب پاؤں تلے رکھنے کے لیے نہیں بلکہ تعظیم کرنے اور دل میں رکھنے کیلئے
ہے انتہے۔ پس مسلمان جو دینی کتاب کی تعظیم کرتے ہیں اس دیندار بادشاہ کی طرح ہیں اور
عیسائی لوگ بادشاہ کے اس ساتھی کی طرح۔ پادری ڈون پورٹ صاحب اپنی کتاب
کے صفحہ ١٥ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یہودی بھی اپنی کتاب کی اسی قدر تعظیم کرتے تھے
وضو بغیر اسے کبھی نہیں چھوتے تھے انتہے۔

سکرمنٹ ہ

قرآن مجید کی سورہ احقاف رکوع ٤ میں لکھا ہے

صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون	یعنے اور جب متوجہ کر دی ہمنے تیری طرف ایک جماعت جنوں
لقرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی	سے سننے لگے قرآن پس جب وہاں حاضر ہوئے بولے کان دہرو
الی قومہم منذرین ۝ قالوا یا قومنا انا	کے سنو اور جب تمام ہو چکے گئے اپنی قوم کیطرف متنبہ کرنے کو بولے
سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا	اے ہماری قوم ہمنے سنی ایک کتاب جو نازل ہوئی ہے موسیٰ کے بعد
بین یدیہ یہدی الی الحق والی طریق	تصدیق کرتی ہے اسکو جو اس سے پہلے ہے [illegible]
مستقیم ۝	حق کے اور طرف سیدھی راہ کے انتہی

عبادت قرآنی صفحہ ٤٣-
عیسائی اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جنوں کو انسانی شریعت سے کیا کام ہے
بنی آدم میں سے کسی نے جنوں پر نبوت کا دعوے کیا ہے وغیرہ دیکھو رسالہ ابطال

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ طالمود وغیرہ میں ہوا جن وغیرہ کو حضرت سلیمان کا تابع لکھا
لیکن قطع نظر اس کے اول پطرس ۳ باب ۱۹ میں لکھا ہے اور اُس نے (یعنے مسیح نے)
اُن روحوں کے پاس جو قید تھیں جا کر منادی کی انتہے یہاں انگریزی مہری بادشاہ جیمز
والی بیبل چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء میں پریزن لکھا ہے بمعنے قید یعنے ہیل دیکھو ولبسٹر کالم ۲
۵۴۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۳ء اور اور انگریزی انجیلوں میں پریزن کی جگہہ صرف ہیل بھی لکھا ہے
اور مراد اس سے دوزخ یا عالم برزخ یا عالم ارواح عبرانی میں شعول اور یونانی میں
ہاڈیز بدال مہملہ اور پھر اول پطرس ۴ باب ۶ میں لکھا ہے کہ مُردوں کو بھی انجیل سُنائی
گئی کہ وے آدمیوں کے آگے جسم کی راہ سے گنہگار ٹھہریں لیکن خدا کے آگے روح سے
جیویں انتہے اور اسی طرح فلپیوں کے ۲ باب ۱۰ میں بھی ہے اب خیال کرنا چاہیے
کہ بندگی اور توبہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں انسان کرسکتا ہے اور مرنے کے بعد انجیل
سنکر وہ کیا کرے گا اور جن تو اسلامی عقیدہ کے بموجب اس دنیا میں قرآن کے معتقد
ہوئے اور ہر ذی عقل کو خدا کی فرماں برداری سے چارہ نہیں ہے کچھ انسان پر منحصر نہیں
کیونکہ شیطان جو راندہ درگاہ الٰہی ہوا وہ بھی خاکی جسم سے جدا تھا مگر طاعت الٰہی میں
قاصر ہو کر سزا سے بچ نہ سکا پس جب شیطان آدم خاکی کے سبب گنہگاری میں مبتلا
ہوا تو جنوں کو بنی آدم میں کسی پیغمبر کے وسیلے خدا کی مرضی پہچاننا کیا تعجب ہے کیونکہ
اول قرنتیوں کے ۶ باب ۲ و ۳ کے مطابق انسان کا مرتبہ راستبازی کی حالت میں جبکہ
فرشتوں سے زیادہ ہے تو جنوں سے کتنا زیادہ سمجھنا چاہیے اور بدروح اور دیو جنکا ذکر
متی ۱۷ باب ۱۸ اور اعمال ۱۶ باب ۱۶ وغیرہ مقاموں میں ہے یہ بھی تو خاکی جسم سے آزاد
ہیں پھر کیونکر حضرت عیسےٰ اور اُن کے شاگردوں کے فرمان پذیر ہوئے کیونکہ انہیں
جسم انسان سے کچھ علاقہ نہیں ہے پھر انسان کا حکم ماننا انہیں کیا ضرور تھا او
میزان الحق باب ۲ فصل ۷ صفحہ ۲۰۴ سطر ۴ چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی میں
فانڈر صاحب نے انہیں بدروحوں کو جن لکھا ہے۔

سکرمنٹ ۶

بعضے عیسائی سود کہانے کو مثل نفع تجارت کے جانتے ہیں اور اُس کے جائز ہونے کے لئے اُس توڑون والی تمثیل کو پیش لاتے ہیں جو متی ۲۵ باب ۱۴ – ۳۰ میں ہے اور کہتے ہیں کہ اُس وقت ایک توڑے والے سے اُس کے مالک نے جو کہا تھا کہ تو نے میرا توڑا صرّافوں کو کیوں نہ دیا کہ میں سود سمیت پاتا یہ سود جائز ہونے کا اشارہ ہے فقط لیکن یہ دینداری میں ترقی کرنے کی تعلیم ہے کچھ توڑوں کے جمع کرنے سے انسان کی [illegible] ہو سکتی اور اسی تمثیل کے ماقبل دس کنواریوں کی تمثیل ہے کہ ان میں سے پانچ کو [illegible] مشعلیں روشن تھیں دولہا نے قبول کر لیا اگر اس تمثیل کو لفظی معنے کے ساتھ سمجھیں تو پانچ عورتیں ہر عیسائی کو کرنا جائز ہو سکتا ہے اور پھر اُسے تمثیل جیسا کہ متی ۱۳ باب ۲۴ میں لفظ مانند اور ۱۳ باب ۱۰ میں لفظ تمثیل کہنا بے معنی ہو جاتا ہے بلکہ اُسے [illegible] چاہیے تھا۔

یوحنا ۱۵ باب ۱ میں حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں سچے انگور کا درخت ہوں [illegible] سمجھے گا کہ مسیح واقعی انگور کا پیڑ ہے اور متی ۱۳ باب ۲۷ میں لکھا ہے [illegible] والا ابن آدم ہے فقط کیا اس سے کوئی مسیح کو کاشتکار سمجھے گا اس کے سوا [illegible] اور کہیں سود کا نام تک نہیں ہے اور اُس کی ممانعت میں دیکھو [illegible] باب۔ ۲۲ حزقیل ۱۸ باب ۸ و ۱۷ نحمیاہ ۵ باب ۲ خروج ۲۲ باب ۲۵ [illegible] ۲۳ استثنا ۲۳ باب ۱۹ امثال ۲۸ باب ۸ اول تموتیس ۶ باب ۳ [illegible] اول پطرس ۵ باب ۲ اور اول تمطاؤس ۳ باب ۳ میں جو [illegible] سود کو بھی اسی میں شامل سمجھنا چاہیے۔

اب اگر کوئی کہے کہ بعضے مسلمان بھی تو بطمع نفسانی سود لیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کا مدار انہیں کے چال چلن پر نہیں ہے بلکہ اعتبار اس بات پر ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک اور حضرت ابراہیمؑ سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ

اور حضرت نبی اسلام علیہم الصلوۃ والسلام تک بلکہ اب تک جتنے مخصوصین بارگا
ہیں کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ اُن میں سے ایک نے بھی کبھی ایک دفعہ اپنی زند
خواہ اپنے ملک والوں خواہ غیر ملک والوں سے سود لیا ہو اور قرآن مجید میں جو کچھ اس کی
سخت ممانعت ہے اُسے تو سب جانتے ہیں کہ علماء اسلام نے سود کو زنا سے اشد لکھا
اس لئے کہ سود لینے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنے خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے

(سورہ بقر رکوع ۳۸)

سکرمنٹ

قال اللہ تعالےٰ

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝ وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

اور بالتحقیق یہ اُتارا ہے رب العالمین سے اُتارا روح الامین نے اُسے تیرے دل پر تاکہ تو بھی ایک ڈرانے والا ہو صاف زبان عربی میں اور بالتحقیق یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اور کیا اُن کیواسطے یہ نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علماء اُسے جانتے ہیں انتہٰے۔

(سورہ شعرا آیت ۱۹۱)

از شہادت قرآنی بر کتب ربانی مطبوعہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور ۱۸۶۱ء فصل ۳ اور سیم میور صاحب
فرماتے ہیں کہ الہامات مندرجہ قرآن کا بھی وہی مطلب ہے جو کتب انبیاء سابق میں لکھا ہے
انتہےٰ (دیکھو شہادت قرآنی صفحہ ۱۹) اور صفحہ ۳ میں وہ لکھتے ہیں **قولہ** قرآن کی آیات کثیر میں
ایسے قصص اور روایات بھی لکھے ہیں جو یہود و نصارے کی [illegible] ربانی میں درج ہیں اور بہت
مقامات پر ان قصص اور روایتوں کا ڈول اور [illegible] ہے جو توریت و انجیل میں ہے
بلکہ بعض جگہہ تو الفاظ طابق النعل بالنعل ملجاتے ہیں [illegible] آدم اور حوا کا بیان اور نوح
اور طوفان اور ابراہیم اور سارہ اور اسحاق اور لوط کے قصص الخ لیکن عیسائی لوگ ناواقفی
سے اسبات پر مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ یہ بہشت میں دنیاوی سامان بیان کرتے ہیں جیسے
حور قصور نہر کوثر و سلسبیل و شراب طہور درخت سدرہ خرمی انار وغیرہ دیکھو روم تفسیر انجیل

مطبوعہ الٰہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۴۷ کالم اول واضح ہو کہ قرآن مجید توریت سے بالکل مطابق ہے جیسا
بابو رام چندر صاحب بھی اعجاز قرآن مطبوعہ دہلی ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۳ میں صریح اقرار کرتے ہیں
حال دین ابراہیم کا اور اُن کا اور اُن کی اولاد کا جو قرآن میں مذکور ہے وہ توریت اور تفاسیر یہود و
نصارے میں پایا جاتا ہے[1] انتہےٰ پھر اعجاز قرآن صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ انبیاء سلف کے
حالات اور معجزات اور اُن کی تعلیمات توحید خدا اور آخرت وغیرہ جو قرآن میں مندرج ہیں
یقیناً توریت و انجیل سے ہیں اور اس واسطے خدا کی طرف سے ہیں نہ یہ کہ بناوٹ انسانی انتہےٰ
پھر اعجاز قرآن صفحہ ۱۱ میں مرقوم ہے کہ حال حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد اسحاق اور یعقوب
اور یوسف وغیرہ یعنے کل بنی اسرائیل کا توریت و انجیل اور تفاسیر یہود و نصارے میں قدیم
سے مفصل مذکور تھا چنانچہ قرآن میں بھی یہی حالات پائے جاتے ہیں انتہےٰ اور بعض جگہ کچھ
تفاوت بھی ہے مگر وہ تفاوت صریح غلطی ترجمہ انجیل کے سبب سے ہے مثلاً قرآن میں ہے
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ مگر اعمال ۱۵ باب ۲۸ و ۲۹
میں ہے کہ روح القدس نے اور ہم نے بہتر جانا کہ تم بتوں کے چڑھاوون اور لہو اور گلا گھونٹے اور
حرامکاری سے پرہیز کرو انتہےٰ یعنے سور کی جگہہ حرامکاری لکھا ہے لیکن یہ تصرف ظاہر ہے کہ
اس مقام پر ذکر احکام حلت و حرمت کا تھا یہاں محرمات سے علاقہ کیا ہے حرامکاری کو تو ہر
حال میں لوگ برا جانتے ہیں بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے کے ساتھ حرامکاری کے لفظ
کا کیا موقع تھا وہاں لفظ سور کا ہونا یقینی مناسب حال ہے کیونکہ حرامکاری کون شخص لیکے
سے کر سکتا ہے جس طرح سے لہو اور گلا گھونٹے وغیرہ کو بت پرست جائز جانتے تھے حرامکاری
کس قوم میں جائز ہے جسے احکام شریعت کے ساتھ شامل کرنا ضرور ہوا اور اگر یہی سمجھیں کہ
ان چار باتوں کے اب کچھ اور ضرور نہیں تو چوری اور دغابازی اور راہزنی اور جھوٹ وغیرہ
کو جائز سمجھنا چاہیے۔

---

[1] قصہ حضرت ابراہیم کہ ستاروں کو رب کہا (سورہ انعام آیت ۷۶) یشوع ۲۴ باب ۲ و ۳ اور تفاسیر اور احادیث یہود
نصارے سے ظاہر ہے کہ شروع میں قبل از ہدایت حضرت ابراہیم اپنے باپ دادا کے مذہب بت پرستی پر قائم تھے اور یہ قصہ بھی
(یعنے ستاروں کو رب کہنا) بعینہ یہودیوں کی کتاب طالمود میں مذکور ہے اور اس لئے اہل کتاب اس قصہ سے نفرت نہیں کرتے
بلکہ اس کے مقصد اور مضمون کو حق جانتے تھے انتہےٰ از اعجاز قرآن ۱۲

پس یہ مقام حرام کاری کے لفظ کے شمول کا ہرگز نہیں ہے اس طرح کی نصیحت کے اور مقام
مقام انجیل میں موجود ہیں جیسے اول قرنتیوں کا ۶ باب ۹ و ۱۰ میں ہے کیا تم نہیں جانتے کہ
راست خدا کی باد شاہت کے وارث نہوں گے فریب نکھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست ا
زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور ظالم خدا کی بادشا
کے وارث نہوں گے انتہے یہ تو سور کا حرام ہونا چھپانے کے لئے حرامکاری کا لفظ بجائے سور کے
شامل کیا گیا اور تعجب کہ روح القدس کی تعلیم میں بھی تبدیل کرنے سے نہ ڈرے دیکھو اعمال ۱۵
باب ۲۸ اصل یہ ہے کہ انجیل میں کوریاس تھا جس کے معنے لحم خنزیر ہے اور حال کے نسخوں
انجیل میں اس کی جگہہ لفظ پورنیاس لکھا گیا جس کے معنے زنا چنانچہ ڈاکٹر بنٹیلی و مسٹر ریوس جو
بڑے مصحیین انجیل ہیں اسی لفظ کوریاس کو ترجیح دیتے ہیں اس مقام پر کہنے کو جی چاہتا ہے کہ
اہل کتاب واقعی توریت و انجیل کو دل لگا کر نہیں پڑھتے دیکھو تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۹ء
صفحہ ۱۴۲ سطر ۱-۸ میں میرے اس قول پر گواہی جہاں لکھا ہے کہ بہت آدمی جنہوں نے نئی
پیدایش نہیں پائی پاک نوشتے کے ظاہری علم سے بھی جاہل ہیں ہ اگرچہ توریت میں قیامت اور
بہشت کی بابت صاف بیان کم ہے چنانچہ یہودیوں میں صادوقی فرقے کے لوگ مردوں کی قیامت
اور فرشتوں کی ہستی اور آخرت میں جزا و سزا پانے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے (مفتاح الکتاب صفحہ
۲۲۶) مگر فریسی فرقے کے لوگ اپنے اس عقیدہ کے سبب کہ وہ خیال کرتے تھے کہ اگر آدمیوں
میں سے صرف دو بہشت میں جائیں تو ضرور اُن میں ایک فریسی ہوگا انتہے (مفتاح الکتاب
صفحہ ۲۲۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آخرت اور بہشت وغیرہ کے قایل تھے چنانچہ اعمال ۲۳ باب
۸ میں بھی اس کا ذکر ہے اور ایسینی فرقہ کے لوگ اگرچہ آخرت کی خوشی کے منتظر تھے مگر جسم
کے جی اوٹھنے کی بابت شبہہ رکھتے تھے اور انجیل میں توریت کی نسبت آخرت کا زیادہ بیان
ہے توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے بیابان میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں اُس
زمین میں لاؤں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے خروج ۱۳ باب ۵ اور جب بنی اسرائیل نے نا
فرمانی کی تب خدا نے فرمایا کہ وے اس زمین کنعان میں داخل نہوں گے جہاں دودھ اور شہد
بہتے ہیں (گنتی ۱۴ باب ۳۰) (حزقئیل ۲۰ باب ۱۵) اگرچہ اِن آیتوں سے مراد ظاہری وہی ملک

Marfat.com

ہے جس کا خدا نے حضرت ابراہیمؑ اور اسحاقؑ و یعقوبؑ و موسےٰؑ سے وعدہ فرمایا تھا (پیدایش ۱۵ باب ۷ و ۱۷ باب ۸ و خروج ۶ باب ۸) مگر علماء عیسائی یہ وعدہ اپنے حق میں بھی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کنعان ایک حقیقی کنعان کا اشارہ تھا جو بہشت سے مراد ہے دیکھو عبرانیوں کا ۳ باب ۸-۱۸ و ۴ باب ۶ و ۸ پس اگر حقیقی کنعان بہشت کو سمجھیں تو دودھ اور شہد کوثر و تسنیم میں بہتا ہے اگرچہ اِن نہروں کا نام بالفعل توریت و انجیل میں نظر نہیں آتا پھر مکاشفات ۲۲ باب ۱ میں آبحیات کی صاف ندی اور ۲ آیت میں سڑک کے بیچ اور اُس ندی کے وار پار زندگی کا درخت جو لکھا ہے یہ درخت طوبیٰ سے مراد سمجھنا چاہیے اور سونے کی سڑک اور موتی کے در اور لعل و زمرد و یشم و نیلم و عقیق اور شب چراغ اور سنہرے پتھر اور فیروزہ اور زبرجد اور ... اور سنگ بنفسجی کی نیویں اور یشم کی دیوار جو مکاشفات ۲۱ باب ۱۰-۲۱ میں مندرج ہے یہ قصر جنت کا صاف بیان ہے اور مکاشفات ۷ باب ۹ میں لکھا ہے کہ ایک ایسی بڑی جماعت جسے کوئی شمار نہیں کرسکتا سفید جامے پہنے اور خرمے کی ڈالیاں ہاتھوں میں لیے اُس تخت اور برّہ کے آگے کھڑی ہے انتہےٰ تخت سے مراد خدا کا تخت اور برّہ سے بموجب عقیدہ عیسائی مسیح مصلوب اور پیدایش ۳ باب ۷ میں حضرت آدمؑ کا حال لکھا ہے کہ انجیر کے پتوں کو سی کر لنگیاں بنائیں انتہےٰ - اب دیکھیے کہ خرمے اور انجیر اور سونا اور جواہر سب کچھ بہشت میں بموجب کتب اہل کتاب موجود ہے - اور حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں نہیں تو میں تمہیں کہتا کہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لیے جگہہ تیار کروں (یوحنا ۱۴ باب ۲) پس یہ مکانات جنت کا ذکر ہے بعض عیسائی بہشت کے آسمان پر ہونے کا یقین نہیں کرتے (ہدایت المسلمین باب ۵ فصل ۳) اور کہتے ہیں کہ زمین ہی پر خدا نے حضرت آدمؑ کو بنایا تھا (نیاز نامہ صفحہ ۶۲) اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم نے پانیر میں جو الہ آباد کا مشہور اور نامور انگریزی اخبار ہے یوں چھپوایا ہے۔

قولہ وہ بیان عدن بھی اُسوقت کی زمین اور اُسوقت کے انسان کا نہیں ہے جو بہشت کی حالت میں ہو اس نام کا ایک ضلع واقع سوپوتامیہ (یعنے عراق عرب) کا تو بیان ہے اور انسان کی اُس گری ہوئی حالت کا بیان ہے جبکہ اُس زمین اور وہاں کے دریاؤں

کا علم اسے حاصل ہو گیا ہو۔ علاوہ اس کے یہ بیان بھی کسی الہامی مصنف کا معلوم نہیں ہوتا بلکہ محض بیہودہ اور کارخانہ خلقت کے خلاف ہے یہ جو لکھا ہے کہ اُس باغ سے ایک دریا نکلا اور وہاں سے چار سر یعنی منبع ہو گئے کسی دریا کے سر یا منبع نہیں ہو سکتے اگرچہ شاخیں ہو جائیں یہ [illegible] یہ چاروں دریا ایک ہی دریا سے نکلے جبکہ باغ سے خارج ہوئے اور کہا گیا ہے [illegible] دکھلائی ہیں مگر نقشہ پر اس ملک کے ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] نہیں نکلے علاوہ اس کے یہ بھی بیان ہے کہ یہ چاروں جہاں موجود ہیں وہیں وہ [illegible] نکلے کہ چار حصے ہونے سے پیشتر یہ دریا باغ سے خارج ہو چکے تھے اس [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مصنوعی ہے سچ یہ ہے کہ ایک ہی دریا ہو گا [illegible] سیراب ہو گا اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ستر برس کی اسیری کے بعد [illegible] کر دیا اس طرح پر کہ کسی مفسر کو نام عدن کا خیال آیا اور اُس نے حاشیہ پر [illegible] لکھ دیا یعنی باغ و بہشت کے واسطے اور رفتہ رفتہ عمداً یا سہواً وہ بطن عبارت میں پہونچ [illegible] راہ پائی اور الہامی عبارت توریت کو بدل ڈالا۔ اُس زمین کے ملنے کا وعدہ محض ایمانداروں سے ہے اور اُنہیں بھی بعد مرنے اور قیامت کے بعد۔ حالانکہ وہ زمین آباد ہے اور آباد تھی بے ایمانوں سے پیشتر اس سے کہ کوئی کفارہ دیا گیا ہو اس لئے وہ وارث ان نہیں کئے جا سکتے جیسے یسعیاہ نبی یسوع کے کفارہ سے پھر مل سکنے والے بتاتے ہیں انتہیٰ یعنی جس بہشت کا وعدہ عیسائیوں سے اُن کے مرنے اور قیامت کے بعد بطفیل کفارہ و مصلوبی مسیح ہے وہ بہشت اُن کو جو عیسائی نہیں ہیں اُن کی زندگی ہی میں بے قیامت آئے کفارہ و مصلوبی مسیح سے پیشتر ہی مل چکی ہے (از پائینیر) اس سے مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم کی پیدائش کی جگہ اور بہشت جسکا ایمانداروں سے وعدہ ہوا وہی ہے جو آسمان پر ہے نہ یہ کہ جو زمین پر اور بے ایمان اُس میں بستے ہیں ۵ از بور ۱۶ میں ہے عرش اور سارے آسمان خداوند کے ہیں انتہیٰ (از ردمن بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء) ۱۶ مخزن مسیحی صفحہ ۸۰و۸۱ مطبوعہ نومبر ۱۸۶۸ء میں پادری والش صاحب فرماتے ہیں **قولہ** کرچف نامی ایک صاحب نے ایک ایسی کل ایجاد کی کہ جس کے وسیلے سے جو کوئی چیز جلتی ہو اور اُس سے روشنی

Marfat.com

پیدا ہوا اُسی روشنی کی خاصیت سے وہ چیز آپ ہی جانی جاتی ہے پس جب معلوم ہوا کہ ہندوستان میں سرب گرہن ہونے والا ہے تو کتنے ہیئت دانوں نے (انگلستان سے) ارادہ کیا کہ ایسی کل لیکر ہم ہندوستان کو جائیں اور جب سورج چھپ جائے اور وہ ہالہ نظر آوے تب اُس کل کی معرفت اُس ہالہ کا سبب دریافت کریں۔

پس اگر دریافت کیا کہ جیسی اِس زمین کے گرد خدا نے ہوا بنائی ہے ویسے ہی سورج کے گرد بھی ایک طرح کی ہوا ہے اور جو دہات جیسے لوہا وغیرہ زمین میں ملتے ہیں سو سورج میں پگھلتے اور ادبلتے ہوئے پائے جاتے ہیں انتہی مخزن مسیحی مطبوعہ دسمبر ۱۸۶۹ء صفحہ ۹۴-۹۷ میں لکھا ہے ولایت کے ہیئت دانوں نے ستارے شہابوں کی حقیقت دریافت کرنے میں نہایت کوشش کی ہے رات رات بھر یہ علما اپنی اپنی مان مندلوں میں ستاروں کو دیکھا کرتے سو کہتے ہیں کہ بشرطیکہ چاندنی نہو اور دیکھنے والے اتنے ہوں کہ تمام فلک پر نگاہ رکھے رہیں تو بحساب اوسط ایک ایک گھنٹے میں ۲۴ نظر آتے پھر جو ہم ملاحظہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایسے ستارے دن کو بھی موجود ہیں مگر بسبب سورج کی روشنی کے دکھائی نہیں دیتے ایسا حساب کرکے جانا جاتا ہے کہ اوسط میں آٹھ پہر میں قریب ایک ہزار ستاروں کے ہر جگہہ گرتے ہیں علماء مذکور نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ جو شہاب کسی شہر کے اوپر ہی نظر آوے سو پہنچتا لیس [illegible] کوس تک دیکھائی دیا کرتا ہے مثلاً ایک ایسا دائرہ ہو کہ جس کا قطر نوّے کوس ہو تو اُس کے بیچ جو جو شخص ہوں سو وہی شہاب دیکھیں گے اور اُس کے باہر جو ہوں سو اور دیکھیں گے غرض تمام دنیا میں اتنی جگہہ ہے کہ جس میں آٹھ ہزار ایسے دائرے بن سکتے ہیں اور ایک ایک دائرہ کے بیچ ہی میں جو ایک ایک دیکھنے والا ہو تو ہر ایک کو جُدا جُدا شہاب نظر آئے پس یہ عجیب نتیجہ نکلتا ہے کہ جس صورت میں کہ ایک ہی ایسے دائرہ کے اندر آٹھ پہر روز ایکہزار ستارے ٹوٹتے تو آٹھ ہزار ایسے دائروں میں یعنے تمام دنیا میں چار کروڑ گرا کئے یہ تو ایسا شمار ہے کہ انسان کی سمجھ میں بھی نہیں آتا لیکن حقیقت میں اس سے بھی بہت ہیں کیونکہ ہزاروں تیر شہاب ایسے چھوٹے ہیں کہ بغیر دوربین کے دیکھے نہیں جاتے پھر چھوٹے بھی دوربین جو اگر تو ہیئت دانوں نے گمان کیا کہ چالیس گنا زیادہ دکھائی دیں [illegible]

کم سے کم بحساب اوسط آٹھ پہر میں تینتیس ۳۳ کروڑ گرا کرتے ہیں سب لوگوں کو
علم ریاضی سے سورج اور ستاروں کی پیمایش ہو سکتی ہے اور اُن کا حال ایسا
ہو جاتا ہے کہ ایک ایک کی مقدار اور فاصلہ اور گردش کتنی ہے غرض اسی طرح
اہل علم ہیئت نے شہابوں کا بھی حال دریافت کر لیا اور اُن واتنا معلوم ہوا کہ حقیقت
میں یہ سب چھوٹے چھوٹے سیارے ہیں کہ جو اس زمین کی مانند سورج کے گرد اپنے
اپنے دورے پر گردش کر رہے ہیں جس وقت کہ ایسے ستارے ہمارے دیکھنے میں آتے
اوسط میں زمین سے تینتیس ۳۳ کوس دور ہیں اور ایک لحہ میں جب تک ہم اُس کو دیکھتے
ساٹھ کوس چلے جاتے اس سے معلوم ہوتا کہ جیسے اور ستارے ویسے یہ بھی ایک نہایت
تیز روی سے سورج کی گردش کرتے ہیں اس کی بھی پیمایش ہوئی اور اتنا معلوم ہوا
کہ ایک منٹ بھر میں نو سو کوس چلا کرتے اُن کا مقدار اور وزن بھی دریافت ہوا اُن میں سے
تھوڑے ایسے ہیں کہ نہایت بڑے کہ جن کی موٹائی پاؤ کوس سے کم نہیں ہوگی اور وزن اُن کا
ایک پہاڑ کے برابر ہے لیکن اکثروں کا وزن ایک ماشہ سے بھی کم ہے پھر اگر پوچھا جائے کہ
یہ تیر شہاب جو سورج کی گردش کرتے سو کتنے عرصہ میں ایک دورے کرتے جواب اس کا یہ
کہ سبھوں کا دور ہنوز ناپا نہیں گیا لیکن اتنا معلوم ہے کہ ۱۸۶۶ء میں نومبر مہینے کی تیرہویں
تاریخ جو گرے سو تینتیس ۳۳ برس میں ایک دورے کرتے ایسا حساب کرکے ہیئت دانوں نے
آگے سے کہا تھا کہ ۱۸۶۶ء نومبر کی ۱۳ یا ۱۴ تک بہت سے گرنے والے ستارے نظر آویں
گے اور ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء نومبر کی ۱۴ یا ۱۵ تاریخ کو پھر شہابوں
کی وہی جماعت زمین کے نزدیک آکے دکھائی دیگی۔ اور مہینوں میں جو گرا کرتے اُن کا دور
اور گردش اور ہے مثلاً جو بھادوں کے شروع میں نظر آیا کرتے اُن کی گردش ایک سو
برس سے کچھ زیادہ میں تمام ہوتی لیکن البتہ اس لئے کہ یہ ایک جماعت میں ہو کر نہیں چلتے
مگر الگ الگ وہ کم نظر آتے اور برس برس برابر دکھائی دیتے۔

کوئی پوچھے کہ اگر یہ سیارے ہوں تو کس سبب سے فقط دم بھر نظر آتے اور پھر غایب ہو جاتے
ہیں جواب کہ حال تو یہ ہے کہ ہر وقت نہیں چمکتے رہتے ہیں مگر جب آسمان سے اگر ہوا میں

جاتے تو اسکی گرمی سے یہانتک گرم ہو جاتے کہ پگھل جاتے ہیں اور مانند آگ میں ڈالے ہوئے
لوہے کے روشنی دیتے ہیں لیکن جب سورج کے گرد گردش کر کے اپنے اپنے دور پر چلتے چلتے پھر ہوا
سے نکل جاتے ہیں تو کچھ رگڑ نہیں رہتی اور وہ پھر ٹھنڈے اور کالے ہو جاتے وہ پتھر اور دہات ہیں کسلئے
کہ عالموں نے روشنی کا بھید ایسا کھولا ہے کہ جس چیز کے جلنے سے جو روشنی پیدا ہو کتنی ہی دور
وہ ہم سے کیوں نہو اُسی روشنی کی خاصیت سے وہ جلتی ہوئی چیز آپ ہی پہچانی جاتی ہے کہ
کون چیز ہے سو چاہے لوہا ہو یا پارہ ہو جو کچھ ہو سو جلتے ہی اپنی روشنی ہی سے گویا اپنا نام ظاہر
کرتا ہے اسی طرح جب اہل علم کسی ستارہ یا شہاب کو دیکھیں تو اپنی کلوں سے اُن کی روشنی
کو جانچ کر بتلا سکتے ہیں سو ثابت ہوا کہ شہابوں اور ستاروں میں وہی دہاتیں ملتی ہیں جو زمین میں بھی
ملتی ہیں یہ تو ثابت ہو چکا لیکن اس کا ایک اور بھی ثبوت ہے بارہا ایسا ہوا کہ یہ ستارے زمین
ہی پر گرے لوگوں نے اُن کو گرتے دیکھا پھر پاس جا کر کیا دیکھا کہ یہ جو شہاب آسمان سے گرا سو
پتھر ہے یا لوہا ہے مثلاً امریکہ کے ملک میں ۱۸۴۷ء میں دن کو ایک ایسا ستارہ ٹوٹا کہ
جس کی روشنی باوجود سورج کے موجود ہونے کے ظاہر ہوئی اور اُس کا ایسا سناٹا کان میں
پڑا کہ گویا بھونچال آیا لوگوں نے دیکھا کہ ایک کھیت میں گرا وہاں دوڑ کے گیا دیکھا کہ وہ شہاب
زمین پر ایسے زور سے گرا کہ ایک گز اندر زمین کے گڑ گیا اور اُسے آزما کے اُن کو معلوم ہوا کہ یہ
جو آسمان سے گرا لوہا ہے وزن اُس کا بیس سیر سے زیادہ تھا اور یہانتک گرم معلوم ہوا
کہ دو ایک گھنٹے تک کوئی اُس پر ہات نہیں رکھ سکتا تھا اور ایسے شہاب گرے کہ جو اُس
سے بھی کہیں بڑے ہیں مثلاً آسٹریلیا ملک میں ایک ایسا ملا کہ جسکا وزن چار ہزار من سے
اوپر تھا بلکہ امریکہ جنوبی میں ایک ایسا شہاب آج ہی تک پڑا رہا کہ جس کا وزن سوا ...
پندرہ ہزار من سے کم نہیں ہے حاصل کلام شہابوں کا حال یہ ہے کہ بڑے ...
اور سیاروں کے بیچ جو فاصلہ ہے اُس میں کروڑوں ایسے ستارے جو ...
گردش کر رہے ہیں یا ایسے چھوٹے ہیں کہ اکثر اوقات وہ دکھائی نہیں دیتے مگر ہوا ...
رگڑ سے جو چلتے ہیں جسوقت ہوا میں اُڑنے لگتے ہیں اُسوقت ہوا کی رگڑ سے پگھلتے بلکہ جلجاتے بھی
ہیں اور جب تک ہوا میں چلتے رہیں یا زمین پر نگریں اسی طرح چلتے ہوئے نظر آتے ہیں

پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن جن عناصر سے خدا نے اس زمین کو بنایا ہے عالم میں بھی موجود ہیں اتنے یعنے جسقدر اور عالم سوا اس عالم کے ہیں سب کی ترکیب سے ہے اب ایک اور بھی دلیل اس کے لئے یہ ہے کہ اگر اور سب عالم انہیں نہ بنے ہوتے تو ہم انہیں ان آنکھوں سے دیکھہ نپاتے کیونکہ ہم انہیں چیزوں کا سے دیکھہ سکتے ہیں جو انہیں عناصر سے بنی ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ بہشت میں اگر کی چیزیں موجود ہیں تو ہم اُسے کیوں ان آنکھوں سے دیکھہ نہیں سکتے تو اس کا جواب کہ زحل ستارا اتنا بڑا ہے کہ اُس کے ساتھہ آٹھہ چاند گردش کررہے ہیں اور تو بھی ستارہ بسبب دور ہونے کے اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پس ممکن ہے کہ بہشت اس بھی بلندتر ہو اور بسبب دور بہت ہونے کے ہم اُسے دیکھہ نہیں سکتے پھر یہ اور سیاروں میں بھی ہیئت داں لوگوں کو یہی دہاتیں نظر آئی ہیں جو زمین میں ہیں چنانچہ فورتھہ بک چھاپہ لندن ۱۸۵۹ء صفحہ ۹ و ۱۲۶ اور وانڈرس آف دی ہیونس مطبوعہ لندن میں لکھا ہے کہ چاند کا قطر دو ہزار ایکسو ساٹھہ میل اُس کا فاصلہ زمین سے دو لاکھہ چالیس ہزار میل چاند کو دوربین سے دیکھا تو اُس کی سطح میں پہاڑ اور میدان نظر آئے جیسے زمین میں ہیں اور بعضے پہاڑوں کو اُن کے سایہ سے نپا تو دو میل اونچے پائے گئے اور اُن میں چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر پڑے ہیں اور سورج کا گھیر یعنے محیط ۲۸ لاکھہ میل ۶ اور مرات الساعات صفحہ ۹۰ کے قطر آفتاب ۸۸۴۳۰۷ میل یعنے بہ نسبت زمین کے چودہ لاکھہ گنا بڑا ہے) اور فاصلہ زمین سے پچانوے ملین میل (یعنے نوے کروڑ پچاس لاکھہ میل) اور سٹرن (یعنے زحل یا کیوان) آٹھہ سو پچاس گنا زمین سے بڑا ہے اس کا فاصلہ سورج سے نوسو ملین میل (ہر ملین دس لاکھہ کا) اس کے ساتھ تو آٹھہ چاند ہیں آئیں یعنے ہرتوبل جاگرفی چھاپہ مدراس ۱۸۶۶ء صفحہ ۳ اور مرآت یا پیور لزنلج صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے چاند میں بھی دہات پائی جاتی ہیں جو زمین میں ہیں انتہی اور ایک اور انگریزی کتاب علم ہئیت کے صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے کہ سٹرن کے بعضے حصوں میں پہاڑ افراط سے نظر آتے ہیں اور بعضے حصوں میں کم ایک نہایت مشہور عالم گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ مورخوں نے بیان کیا ہے کہ محمد صلعم کے زمانہ سے پیشتر اہل عرب میخواری اور قماربازی کے نہایت عادی

[illegible]آپ کے دو حکموں کی وجہ سے شراب اور قماربازی کا رواج قطعی موقوف ہوگیا۔ درماندہ
[illegible]ی کے لئے کوئی مقام آرام کا مقرر نہیں نہ یہ کہ آدھی دور جا کر ٹھہر رہے بلکہ کل سفر طے کرنا چاہیے
[illegible]وچ کرنے کی ضرورت نہیں گبن صاحب درست کہتے ہیں کہ جس عیش و عشرت سے دل
[illegible]وے اُس کی قیدوں تکلیف دہندہ کو بلاشبہہ رندوں اور منافقوں نے اوٹھا دیا ہے مگر اُس
[illegible]ضع قانون پر جس نے کہ اُن کو بنایا یقیناً انصاف کی رو سے اسبات کی تہمت نہیں ہو سکتی
اُس نے اپنے مریدوں کو اُن کی شہوات نفسانی کی اجازت دینے سے فریب دیا (حمایۃ الاسلام
صفحہ ۴۸ دفعہ ۶۱) پھر اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ جو لوگ محمد صلعم کے خلاف میں شاید آپ [illegible]
[illegible]چہ بہشت حسی کے طنز کریں مگر درحقیقت کوئی بہشت خیال میں نہیں آسکتی جس سے
[illegible]واس متمتع نہوں کیونکہ جیسا لاک صاحب نے ثابت کیا ہے کہ انسان کے دل میں کوئی خیا[ل]
[ب]لا وساطت حواس کے نہیں آسکتا بس ضرور ہوا کہ اگر آدمی کو خیال بہشت کا آوے تو وہ حسی
[illegible]ی ہو۔ سب سے بڑا اجر اور حظ اہل اسلام کا دیدار الٰہی میں ہے جس سے کہتے ہیں کہ ایسی
[ب]ڑی خوشی حاصل ہوگی کہ اُس کے مقابل میں بہشت کی اور خوشیاں ہیچ اور نسیاً منسیا
ہو جائیں گی تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی منصف جور و رعایت نکرے یہ نہیں کہیگا کہ اس کی
تحقیر حسی ہونے کے سبب سے زیادہ کی جاوے بہ نسبت اُس بیان کے جس میں اُن لوگوں
کے مسکنوں کا ذکر ہے جن پر خدا کی مہر ہے کہ بڑا عظیم الشان شہر سونے اور قیمتی پتھروں کا بارہ
دروازوں کا ہے جس کے کوچوں میں دریائے آب حیات رواں درخت ایسے جن میں بارہ
قسم کے پھل اور پتے اکسیر کی خاصیت کے اور نیز بہ نسبت اُس بیان کے کہ دوسرے مقام
پر ذکر ہے کہ اشخاص منعم علیہم اپنے مسیح کے ساتھ میز پر کھاتے اور پیتے ہیں اگر ناظرین
جاننا چاہیں کہ گرجا کے پہلے اکابر نے اِن کیفیتوں کو کیا خیال کیا ہے تو وہ اریناس کے
بیان کی طرف رجوع کریں جو لکھتا ہے کہ ملی نیم[1] کے وقت میں انگور کے خوشے [illegible]
بلائیں گے اور کہیں گے کہ آؤ اور ہمیں کھاؤ۔ ویسٹ منسٹر ریویو مطبوعہ سنہ ۱۸۲۶ء نمبر ۹ صفحہ ۲۱۶
سے بدون انتخاب کئے ہوئے میں باز نہیں رہ سکتا۔ فردوس کی مستورات کے باب میں

[1] جب حضرت عیسےٰ دنیا میں آکر ہزار برس حکومت کریں گے اُس زمانہ کو ملی نیم کہتے ہیں ۱۲

محمد صلعم کے بیان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے عیاشی کے خیالات او بھرن
کہا ہے کہ ایسی باکرہ ہوں گی جیسے باکرہ عورتیں بنی اسرائیل ساکن بیت اللحم کی اور مثل
مومنوں کے اُن کا حسن عالم شباب گذشتہ کا سا ہو جائے گا جس میں کہ آدمی صانع
ہاتھوں سے ابھی آیا ہوا متصور ہو سکتا ہے مگر نہ تو اُن کی گردنیں مثل ہاتھی دانت کے برج
ہیں اور نہ مونہہ ایسے کہ سوتے آدمیوں کے لبوں کو گویا کردیں نہ پستان مثل خوشہ انگور
کے اور نہ پستان مثل دو توام ہرن کے بچوں کے سوسن میں چرتے ہوئے اور نہ اُن کی رانوں
کے جوڑ مثل جواہر کے ہوشیار کاریگر کی صنعت کے نہ وہ اپنے بہشتی خاوند کو بلاتی ہیں
کہ اُن کا مونہہ چومے اور نہ مثل گوندکی ڈلی کے تمام شب اُن کی چھاتیوں پر چھپا رہے غزل الغزل
اہل عرب کی بیبیاں اپنی سیاہ پتلیاں نیچے ڈالے ہوئے اپنے خاوندوں کے روبرو حیا سے بیٹھی
ہیں جیسے موتی سیپ کے اندر چھپا رہتا ہے۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ○
(حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۱-۴۵ دفعہ ۶۳ و ۶۵ و ۶۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنف
گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء)

اور متی ۲۶ باب ۲۹ میں جو مسیح نے بہشت میں انگور کے شیرہ کا وعدہ کیا یہ شراب
طہور سے مراد ہوگی اور حزقیل ۴۷ باب خصوصاً اُس کی ۵ و ۶ و ۷ آیت میں بھی بہشت کی
نہر اور درختوں کا بیان ہے اور عبرانیوں کے ۱ باب ۶ میں لکھا ہے پھر جب پہلوٹھے کو دنیا
میں یعنے خاکی جسم میں لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے اُس کو سجدہ کریں فقط علماء عیسائی
پہلوٹھے سے مراد مسیح کو سمجھتے ہیں مگر یہ سمجھ اُسوقت درست ہوتی کہ جب کتاب کے
کسی اور جگہہ پیدایش یا تواریخ وغیرہ میں اس کا ذکر ہوتا پس بموجب عقیدہ اہل اسلام حضرت
آدم کا جسم خاکی میں پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُن کو سجدہ کرنا یہاں سے ثابت ہوتا ہے اور
اول طمطاؤس ۳ باب ۶ میں بھی اسی کی بابت اشارہ ہے کہ کہیں وہ غرور کرکے شیطان
کی طرح عذاب میں پڑے انتہے یعنے شیطان نے غرور کرکے حضرت آدم کو سجدہ
نکیا تھا اس کے سوا اور کسی وقت میں شیطان کا غرور کرنا مذکور نہیں ہے اس سے
ظاہر ہے کہ جو اب مسلمانوں کا عقیدہ ہے قدیم عیسائیوں کا بھی عقیدہ تھا مگر اس کے

بعد پھر عیسائیوں میں بالکل تبدیل ہو گئی اور اصحاب کہف کا حال ایک شخص افرائیم نامی
کی کتاب اور رومن تواریخ کلیسیا جلد ثانی صفحہ ۱۱۶ میں موجود ہے کہ ۵۳ء میں واقع ہوا تھا اور
اعجاز القران مصنفہ بابو رام چندر عیسائی فاضل مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵۷ میں بھی اس کا ذکر ہے
اور یہ بھی کہ وہ عیسائی تھے فقط اور جبکہ قدیم زمانہ میں یہ سب باتیں عیسائیوں میں معتبر اور مشہور
تھیں تو اس زمانہ میں اس سے غفلت کمال تبدیل عیسائی عقیدے کی دلیل ہے
میزان الحق چھاپہ لدھیانہ باہتمام پادری روڈالف صاحب مطبع امریکن مشن لدھیانہ میں مکمن
ٹراکٹ سوسایٹی کے واسطے مطبوعہ ۱۸۶۹ء باب ۳ فصل ۳ صفحہ ۲۱۰ میں لکھا ہے۔

قولہ اور یہودیوں کی حدیثوں سے بھی محمد صلعم نے کئی ایک حکایتیں قرآن میں لکھ دی ہیں
چنانچہ آدم کا پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُسے سجدہ کرنا اور شیطان کا خدا سے برگشتہ ہونا اور آدم کا
بہشت سے نکالا جانا جو سورہ بقر میں اور سورہ اعراف کے اوایل میں مرقوم ہے انہیں حکایتوں
میں سے ہے اور اسی طرح ابرہام اور داؤد اور سلیمان کے حالات کہ سورہ انبیاء اور سورہ نمل
میں ذکر ہوئے ہیں کہ ابرہام نے اپنے باپ کے بتوں کو توڑ ڈالا اور اُس کی قوم نے اُسے آگ
میں ڈالدینے کا قصد کیا[1] اور پہاڑوں اور پرند جانوروں نے داؤد کے ساتھ حمد و ثنا بیان کی اور ہوا
اور جن وغیرہ سلیمان کے حکم میں تھے اور پھر بہشت کی کیفیت اور فرشتوں کا ذکر اور سوال
قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم ہونا اور اعراف کی خبر اور یہ نقل کہ قیامت کے دن زبان اور
پاؤں اور ہاتھ وغیرہ گنہگاروں کے گناہ پر گواہی دیں گے چنانچہ سورہ یٰس کے آخر میں بیان ہوا
ہے پھر غسل اور طہارت اور تیمم کا حکم کہ اگر پانی نملے تو خاک سے تیمم کریں اور روزہ کھولتے وقت
خیط ابیض اور خیط اسود کے درمیان امتیاز نہونا اور نماز وغیرہ کے قاعدے یہ سب ...

[1] اور حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالنے کا حال توریت میں اس طرح لکھا ہے کہ خدا ابراہیم کو کسدیوں کے ...
عبرانی زبان میں اُور کے کئی معنے ہیں ایک یہ ہے ایک شہر کا نام جس میں ابراہیم کے باپ دادے ...
اور تیسرے معنے شعلہ یا آتش (حاشیہ رومن ترجمہ قرآن مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۶) یہودی مفسرین کا اس تیسرے معنے پر
اتفاق ہے اور بقول انہیں نصرانی علماء کے جنہوں نے رومن ترجمہ قرآن پر یہ حاشیہ لکھا ہے یعنے عیسائی بھی اسی عقیدہ
کے پیرو تھے علاوہ اس کے توریت میں خدا نے بار بار جو اپنا یہ احسان یاد دلایا ہے جیسے مصر سے نکالنا بنی اسرائیل کو بار بار یاد دلایا گیا ہے اس سے
صریح ظاہر ہے کہ کیسی عجیب کیفیت اور الٰہی قدرت کے ساتھ حضرت ابراہیم کو کسدیوں کے اُور سے نکالا تھا اس کے
برادران کا اُسی آگ میں جل جانا ثابت کرتا ہے کہ اُور کے معنے وہی صحیح ہیں یعنے شعلہ یا آتش ۱۲

کی حدیثوں اور تواتر سے لیا گیا ہے چنانچہ اب اِس زمانہ میں بھی اُس قسم کی حدیثیں وغیرہ اوضحار و میدراس نامی کتابوں اور یہودیوں کی اور اور کتابوں میں بھی منضبط ہیں کہ یسوع نے ہنڈولے میں باتیں کیں اور لڑکپن میں اُس سے معجزے ظاہر ہوئے کہ سورہ آل عمران کے اوایل اور سورہ مریم میں مذکور ہے اور اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو کہف میں ہے محمد صلعم نے اُس زمانہ کے مسیحیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں ذکر کیا چنانچہ پہلی بات تو احادیث کی کتاب میں جس کا نام نقل یا انجیل طفولیت یسوع مسیح ہی میں ہے اور اصحاب کہف کا قصہ افراہیم نامی ایک شخص کی تصنیف کی ہوئی کتاب میں پایا جاتا ہے انتہے اور اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء کے حاشیہ صفحہ ۲۴۶ میں ہے کہ افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشس کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں وہ دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور اُن میں سے ایک شہر میں گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اُس میں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس کے ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اس کو جس طرح سمجھے مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کا ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہے اِس مورخ کلیسیا کو اصحاب کہف کی بابت تو اقرار ہے صرف تعیین مدت میں تکرار ہے پس اِس کا ثبوت ردمن تواریخ کلیسیا جو میں ابھی لکھ چکا ہوں دیکھنا چاہیے۔

پس توریت سے زیادہ انجیل میں اور انجیل سے زیادہ قرآن میں آخرت کا بیان ہے اور یہی گویا خدا کا تیسرا حکم ہے کہ کبھی نہ ٹلیگا۔

اور اُس کی مثال یہ ہے کہ اول خدا پرست یہودی ہوئے پھر عیسائی پھر مسلمان پس یہ گویا خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا۔

اور اُس کی دوسری مثال یہ ہے کہ اول ہیکل یروسلم حضرت سلیمان نے بنائی جو کہ عیسائی محاورہ کے بموجب یہودی کلیسیا سے نسبت رکھتی تھی (دیکھو دیباچہ تفسیر مذبور چھاپہ مرزا پور ۱۸۶۱ء صفحہ ۷ جہاں لکھا ہے کہ قدیم کلیسیا الخ اور رہبر زبور ۳ اور تعلیم الایمان صفحہ ۱۱۸

سطر ۱۶ مطبوعہ امریکن مشن لودھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری روڈلف صاحب. جسے پہلے
ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے تصنیف کیا اور ۱۸۳۰ء میں مطبوع ہوئی اور صفحہ ۱۱۷ جہاں
لکھا ہے کہ ابیرہام کے زمانہ میں فضل الٰہی کی روشنی بیشتر کی بہ نسبت زیادہ چمکنے لگی اُسوقت
خدا نے کلیسیا کو ایک ظاہری صورت عطا کی اور ابیرہام کو بت پرستوں کی زمین اور اُس کے
گھرانے سے بلا کے جدا کیا انتہے وہ ہیکل بخت نصر بادشاہ بابل کے ہاتھ سے غارت ہوئی
پھر دوسری ہیکل اُسی جگہہ پر بنی اور ہیرودیس نے ۴۸ برس کے عرصہ میں اُسے پھر سد بارا
(یوحنا ۲ باب ۲۰) یہ زمانہ مسیح کا تھا یہ دوسری ہیکل عیسائی کلیسیا سے نسبت رکھتی تھی
وہ طیطس شاہزادہ روم کے ہاتھ سے غارت ہوئی اب اُسی جگہہ حضرت عمرؓ کیوقت میں
اسلامی مسجد اقصےٰ تیار ہوئی پس یہ خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا اور عجیب یہ ہے کہ حضرت
عیسےٰ سے چھہ سو برس پیشتر پہلی ہیکل بالکل غارت و برباد ہوئی اور دوسری ہیکل بھی حضرت نبی
آخرالزمان صلعم سے چھ ہی سو برس پیشتر رومیوں کے ہاتھ سے اُسی تاریخ اور اُسی مہینے میں
کہ جسمیں پہلی ہیکل برباد ہوئی تھی یعنے ماہ ایلول کی نویں تاریخ (مفتاح الکتاب صفحہ ۵۸ و ۵۹)
برباد ہوئی یہ بندوبست اللہ جل شانہ کے عین ٹھہرائے ہوے ارادے سے ہوا کیا۔

اور اس کی تیسری مثال یہ ہے کہ حضرت موسےٰ سے پندرہ سو برس بعد حضرت عیسےٰ
نے دستورات مذہبی کی اصلاح کی اور اُس کے پندرہ سو برس بعد مارٹین لوتھر نے دستورات
مذہبی کی اصلاح کی اب کے پندرہ صدی میں جو اصلاح اس مذہب کی ہوئی تو خالص دین حق
کا رواج ہوگا اور یہی گویا خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا چنانچہ یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ جن کی
کلیسیائیں ہندوستان میں بھی موجود ہیں تثلیث سے انکار کرتے اور صرف خدا کی طرف
الوہیت کو منسوب کرتے ہیں اور اس میں دو فرقے ہیں ساسینین اور ایرین ساسینین
تھے ساسینیر کے جو باشندہ سینا واقع ملک ٹسکنی کا سولہویں صدی کے شروع میں تھا
یعنے لوتھر سے قریب سو برس بعد اُس کی یہ تعلیم تھی کہ اُس کے پیرو عیسےٰ کو صرف انسان اور
الہام یافتہ کہتے تھے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ اور اصلی دیرینہ یعنے حضرت آدم کے
گناہ میں ہم سب کے شریک ہونے سے انکار کرتا تھا اور اسی طرح ایرین فرقے کا بھی عقیدہ

ہے انتہے دیکھو بسٹر چھاپہ اسپرنگ فیلڈ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۰۴۹ کالم ۲- اور صفحہ ۶
یہ سب تیسری پندرہ صدی کے آثار ہیں اس لئے امید ہے کہ اب حق ظاہر ہو جائے
اس لئے عیسائیوں کو چاہیے کہ جس طرح اگلی سب کتابوں اور سب نبیوں کو مانے
سب سے پچھلی کتاب یعنے قرآن مجید اور حضرت نبی آخر الزمان صلعم پر بھی ایمان لائیں
ایسا نکریں تو اگلی کتابوں پر بھی خدا کے حضور اُن کا ایمان بے کار ہے۔ جسطرح کوئی غلام
اپنے آقا کی مدت دراز خدمت کرے اور آخر کو نافرمانی پر کمر باندھے تو اُس کی ساری خدمت
بے کار ہو جائے گی جس طرح تمام برسات خوب برسے اور پچھلی بارش نہو تو پیداوار محال
ہے اور گذری بارش بے فائدہ ہو جائے گی استشنا ۱۱ باب ۱۴ یعقوب ۵ باب ۷ ہوسیع
۶ باب ۳ یرمیاہ ۵ باب ۲۴ زکریاہ ۱۰ باب ۱ یوئیل ۲ باب ۲۳ امثال ۱۶ باب ۱۵ انجیل
بخیر اس میں ہے کہ آخر تک فرمانبردار رہے اور جو آخر تک سہیگا سوہی نجات پاوے گا انتہے
متی ۱۰ باب ۲۲-

سکرمنٹ ۸

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (سورہ بقر رکوع ۱۳)

اور کہا اُنہوں نے ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی ہو یہودی یا عیسائی ہو یہ ہیں آرزوئیں اُن کی کہہ لاؤ دلیل اپنی اگر تم سچے ہو۔

اجبار ۱۷ باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ وہ جو جان کے لئے کفارہ دیتا ہے سو لہو ہے انتہے- یعنے
قربانی کا لہو گناہوں کا کفارہ ہے اور عبرانیوں کے ۹ باب ۲۶ میں ہے کہ وہ (یعنے مسیح) ایکبار
ظاہر ہوا کہ اپنے تئیں قربانی کرنے سے گناہ کو نیست کرے انتہے اور اسی باب کی ۲۲ آیت
میں ہے کہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں ہوتی انتہے اجبار ۱۷ باب ۱۱ پیدایش ۹ باب ۶- اور
قربانی کی شرط میں اُس معتبر کتاب میں جس کا نام بڑی باتوں کا مجموعہ ہے لکھا ہے کہ لہو اس
قدر بہایا جائے جس سے موت آوے انتہے مطلب یہ ہے کہ مسیح کا مصلوب ہونا عیسائی
عقیدہ میں ایمانداروں کی نجات کا باعث ہے اور اس کے سوا اور کوئی نجات کی تدبیر نہیں
ہے اگر مسیح مصلوب نہوتے تو جہان میں کوئی نجات نپاتا کیونکہ خدا کا عدل اور رحم اسمیں

Marfat.com

ہے یوحنا ۱۹ باب ۳۰ دیکھو روزن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۷ باب ۵۰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ساری قربانیوں اور شریعت کے دستوروں کا مطلب پورا ہوا اور انسان کی نجات کیلئے جو کچھ کرنا تھا یہ سب پورا ہوا ہے

ب اسکے برخلاف دیکھو متی ۹ باب ۲-۶ میں لکھا ہے کہ مسیح نے مصلوبی سے بہت دن پیشتر ایک مفلوج کے گناہ بخشدیے تھے اور کہا کہ ابن آدم کو (یعنی مسیح کو) زمین پر گناہ بخشدینے کا اختیار ہے حالانکہ ہنوز قصہ صلیب واقع نہوا تھا۔

اور لوقا ۷ باب ۴۸ میں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک عورت کے بھی گناہ بخشدیے تھے اور ہنوز قصہ صلیب واقع نہوا تھا۔

اور متی ۲۰ باب ۱۵ تمثیل مزدوران انگورستان میں لکھا ہے کہ کیا روا نہیں کہ میں اپنے مال میں جو چاہوں سو کروں پھر اس تمثیل سے ظاہر ہے کہ مصلوبی سے پیشتر مسیح کو گناہ بخشنے کا اختیار تھا پھر مصلوبی اور کفارہ کی حاجت کیا رہی۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا قادر مطلق سے کچھ کفارہ و مصلوبی مسیح کے قانون کا وہ پابند نہیں بلکہ بغیر اس کے بھی وہ گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔

اور صلیب پر ایک چور کے گناہ مسیح نے بخشدیے تھے لوقا ۲۳ باب ۴۳۔

اور ایک زانیہ عورت کو بھی معاف کیا تھا اور اس سے فرمایا کہ جا اور پھر گناہ نکر دیکھو یوحنا ۸ باب ۱-۱۱۔

اور زکی کو اس کی نجات کی خبر دی لوقا ۱۹ باب ۹۔

یوحنا ۲۰ باب ۲۳ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جن کے گناہ تم بخشوگے ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ اجازت انجیل یوحنا کے مطابق بعد مصلوبی کے پھر جی اوٹھ کر حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو دی تھی اور متی ۱۶ باب ۱۹ سے معلوم ہوتا مصلوبی سے بہت دن پیشتر یہ اختیار حواریوں کو دیدیا تھا پس نہ صرف مسیح کو پیشتر گناہ بخشدینے کا اختیار تھا بلکہ حواریوں کو بھی یہ اختیار دے دیا تھا بلکہ بہشت کی کنجی بھی حواریوں کے پاس تھی متی ۱۶ باب ۱۹ و ۱۸ باب ۱۸ دوسرے قرنتیون ۲ باب ۱۰ اور اب تک رومی پاپا صاحب اسی کے بموجب بہشت کی کنجی اپنے پاس رکھتے ہیں۔

پس دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی مصلوب نہیں ہوا تو بھی گناہوں کے بخش گیا اور یہی سبب تھا کہ پاپائے روم کی طرف سے گناہوں کے معافی کی چٹھیاں یروسلم پر رفتے عیسائیوں کو اور سیکڑوں برسوں تک بانٹی گئیں۔

اور نہ صرف حواریوں اور اُن کے جانشینوں بلکہ ہر عیسائی مرد اور عورت کو بھی اپنے گنہگار یا جورو کو جہنم سے بچا لینے کا مرتبہ حاصل ہے اول قرنیتوں کا ۷ باب ۱۶ اور نہ صرف مرد عورت بچاتا اور عورت مرد کو بلکہ ہر ایک شخص اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے لوقا ۱۰ باب ۲۵ اور دیکھو متی ۱۰ باب ۲۲ اور مرقس ۱۲ باب ۳۳ و ۳۴۔

اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۷ سوال ۵۷ کے جواب میں حضرت سموئیل کی بابت لکھا ہے کہ یرمیاہ نبی کا ۱۵ باب ۱ اور ۹۹ زبور ۶ کو دیکھو کہ وہ شفاعت کے اقتدار کی نسبت موسیٰ کے ساتھ مشابہ کیا گیا ہے انتہی پس حضرت موسیٰ اور حضرت سموئیل کا شفیع ہونا تو اسی مقام سے ثابت ہے اس کے سوا مصلوبی سے پیشتر حضرت عیسیٰ نے کتنوں ہی کے گناہ بخشے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہ اختیار دیا۔

اور ہر مرد اور عورت کو بھی اپنے شوہر یا جورو کے لئے یہ اختیار حاصل ہے۔

پھر ہر شخص آپ بھی اپنی نجات حاصل کر سکتا ہے باوجود ان سب باتوں کے اب حضرت عیسیٰ کی مصلوبی اور کفارہ کی حاجت کیا رہی فقط

سکرمنٹ ۹

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ؕ یعنے اُتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اُسکا طویٰ ہے۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱ جزو ۱۶)

عیسائی لوگ عبادت خانوں میں جوتی پہنے رہتے اور اُس کے لئے اول قرنیتوں کے ۱۱ باب ۳-۱۶۔

پلوس نے صلاحاً عورتوں کے سر ڈہاپنے اور مرد کے سر نہ ڈہاپنے کی بابت فرمایا
...ی پہنے رہنے کی عوض جانتے ہیں لیکن وہ پلوس کا قول تو صرف صلاح کے طور پر اور جس
عورتوں کے لئے ہے اور مردوں کا نام اُس جگہہ مثال کے لئے آیا ہے مفتاح الکتاب صفحہ
۱۶۷ میں قرنیتون کے نام اول خط کے بیان میں یوں لکھا ہے کہ گیارہویں باب سے چودہویں
...ک اِس مضمون کی نصیحت مندرج ہے کہ عورتوں کو خدا کے گھر میں کس طور سے بندگی
کرنا چاہیے بعد اس کے عشاء ربانی کا ذکر ہے انتہےٰ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں صرف
عورتوں ہی کے لئے نصیحت ہے نہ مردوں کے لئے اور چوتھی آیت میں جو مرد کا سر ڈہاپنا
بے حرمتی لکھا ہے اس سے مراد عورتوں کی طرح سر و گردن ڈہانپنا ہے نہ یہ کہ ٹوپی یا پگڑی
کوئی اوتار رکھے کیونکہ جو لفظ ڈہاپنے کا مردوں کے لئے ہے وہی ڈہاپنے کا لفظ
عورتوں کے لئے بھی ہے اور چھٹی آیت میں عورتوں کے لئے صاف اوڑہنی کا نام موجود ہے
اگر پلوس کا مقصد یہ ہوتا کہ مرد عبادت کے وقت پگڑی اور عمامہ سر سے اوتاریں تو ضرور تھا کہ
عورتیں پگڑی اور عمامہ سر پر باندہیں کیونکہ مردوں کا عورتوں کے مقابل میں بیان مذکور ہے اس
سے صاف ظاہر ہے کہ جسطرح عورتیں اوڑہنی سے سر ڈہانپتی ہیں اس طرح مردوں
کو ڈہانپنا نچاہیے یعنے یہ جو لکھا ہے کہ مرد کا سر ڈہانپنا بے حرمتی اور عورتوں کو سر ڈہانپنا مناسب ہے
تو کنعانی خواہ مصری و شامی عورتوں کو سوا اوڑہنی کے پگڑی اور عمامہ سے سر ڈہاپتے
نہیں دیکھا اس لئے چاہیے کہ مرد عورت کی طرح اوڑہنی یعنے چادر سے سر نہ ڈہانپے اور
عورت کو جائز نہیں کہ ٹوپی سر پر رکھ کر گرجا گھر میں بیٹھے یہ اُس کے سر کھلے رہنے کی برابر ہے
جس کے واسطے انجیل حکم کرتی ہے کہ یہ اُس کے سر منڈنے کے برابر ہے کیونکہ اگر عورت
اوڑہنی نہ اوڑھے تو اُس کی چوٹی بھی کاٹی جاوے پر اگر عورت چوٹی کاٹنے یا سر منڈانے
سے بے حرمت ہوتی ہے تو اوڑہنی اوڑھے (قرنیتوں کا ۱۱ باب ...) پس انگلستانی
عورتیں اگر اپنے ملک کے دستور سے ٹوپی سر پر رکھیں تو ہندوستانی عیسائیوں کی عورتیں
چاہیے کہ عمامہ سر پر باندہیں لیکن انجیل میں نہ عمامہ نہ ٹوپی بلکہ اوڑہنی اوڑھے رہنے کی تاکید
کیا انگلستانی اور کیا ہندوستانی سب عورتوں کے لئے ہے اور نہ انجیل میں ...

ذکر ہے کہ مسیح یا حواریوں نے عبادت کے وقت اپنا سر ننگا کیا ہو چونکہ سر انسان
اعضا میں عضو شریف ہے پس جبکہ اور اعضا کی لباس نفیس سے آرایش کی جاتی
کی آرایش اور عضو کی نسبت زیادہ ضرور ہے اب اگر کوئی کہے کہ عبادت کے وقت
کرنا کمال انکسار ہے کہ خدا کے حضور وہی عضو جو زیادہ آراستہ اور شریف تھا ننگا کرنے
اور حقیر کیا گیا تو اس کا وہی جواب ہے جو تیسری آیت میں پلوس مقدس نے فرمایا کہ ہر ایک
مرد کا سر مسیحؑ ہے پس اس کے ننگا کرنے والے وہی لوگ تھے جنہوں نے عیسائی
کے بموجب اس کے کپڑے اوتار کر اسے صلیب پر کھینچا پس کون ایماندار نچاہے گا کہ حضرت
مسیحؑ کی شرافت نہ سمجھے اور اس کی زیادہ زیب زینت نکرے مگر وہی ایسا نکرے گا جو حضرت
عیسےؑ کا مخالف ہو۔

بادشاہوں اور امیروں کو جو ایک نشان جیسے جیغہ یا کلغی وغیرہ سر پر رکھنا لازم ہوتا ہے
اگر سر کھلا رکھنا گھڑی گھڑی عزت کے مقاموں میں ضرور ہوتا تو یہ سب نشان جوتے میں لگانے
کے لئے تجویز کئے جاتے اور ہرگز سر پر نہ لگاتے چونکہ جوتی صرف راہ میں پاؤں کی حفاظت
کے لئے ہے اس لئے ضرور نہیں کہ فرش پر بھی اسے پہنیں اور پگڑی سر کی زینت کے لئے ہے
اس لئے مناسب نہیں کہ جماعت کے آگے اسے اوتار رکھیں اس کے سوا یہ بھی ظاہر
ہے کہ کسی پاک جگہہ میں جاتے وقت وہی چیز اپنے پاس سے دور کی جاتی ہے جو ناپاک
ہو پس اگر تمیز کریں تو تمام لباس میں صرف جوتی کو ناپاک کہہ سکتے ہیں اس سبب سے
کہ صرف یہی گندہ اور ناپاک راہوں میں جاتی ہے اور جب اس کا گرجا گھر بلکہ پلپٹ یعنی ممبر
تک پاؤں میں جانا جائز ہوا تو پگڑی یا ٹوپی میں کیا ناپاکی بھری ہے کہ دروازہ کے اندر تک سر
پر نجائے اور خدا نے حضرت ہارون کے لباس بنانے کے لئے جب عمامہ اور جبہ وغیرہ
سب بتایا تب جوتی کا حکم نہیں دیا تھا چنانچہ کاہن بے عمامہ کے کبھی ہیکل میں اپنے کام
پر جا نہیں سکتا تھا اور جب خدا نے حضرت موسےؑ سے (خروج ۳ باب ۵) اور فرشتے نے
حضرت یشوعؑ سے (یشوع ۵ باب ۱۵۔ اعمال ۷ باب ۳۳) جوتی اوتارنے کا حکم کیا تب
یہ نہیں کہا کہ سب ننگا کرو اور اس کے سوا پلوس نے یہ نہیں کہا کہ سر ننگا کرو اور جوتی پہنے رہو

Marfat.com

جو کچھ پلوس نے کہا ہے اُس کا ماننا دو سبب سے ضرور نہیں اول یہ کہ وہ صرف صلاح کے طور پر ہے نہ یہ کہ حکم کے طور پر دوسرے یہ کہ یعقوب ۵ باب ۱۴ میں بیمار پر تیل ڈال کے دعا مانگنے کے لئے جو لکھا ہے اُس کی بابت مارٹین لوتھر اپنی کتاب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ گو یہ نامہ یعقوب کا ہو لیکن میں جواب دیتا ہوں کہ حواری کو نہیں پہنچتا کہ اپنی طرف سے حکم شرعی بناوے یہ منصب مسیح کا تھا انتہٰے۔

پس جبکہ یعقوب کا حکم ماننا عیسائیوں کو جائز نہیں تو پلوس کی یہ صلاح ماننا جو کہ حکم کے طور پر بھی نہیں ہے کیونکر جائز ہوا کیونکہ پلوس تو حواری بھی نہ تھے اور یعقوب ہی نے پلوس کو خادم دین بنایا تھا گلتیوں کا ۲ باب ۹ اور دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۴ و السن صاحب کی چوتھی جلد میں رسالہ الہام کے اندر جو ڈاکٹر بنسن کے پارافریز یعنے تفسیر سے لکھا ہے یہ بات لکھی ہے کہ حواری لوگ جب وے دین کی بات بولتے یا لکھتے تھے تو وہ خزانہ الہام سے جو اُن کو حاصل تھا نہیں درست رکھتا تھا۔ لیکن وہ انسان اور ذوی العقول تھے اور اُنہیں الہام بھی ہوتا تھا اور جس طرح اور آدمی معاملات میں الہام بغیر عقل سے بولتے لکھتے ہیں ویسا ہی وے بھی عام معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے انتہٰے ہارن صاحب اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۱۲ میں سینٹ اگس ٹین صاحب کا قول نقل فرماتے ہیں کہ جن شخصوں پر روح القدس مذہب کی باتیں الہام سے پہونچاتے تھے وہی شخص بعض اوقات مثل دیانت دار مورخوں کے (یعنے بغیر الہام) بھی لکھا کرتے تھے اور بعض اوقات الہام کی تاثیر میں ہو کر پیغمبروں کی مانند لکھتے تھے اور وہ تحریریں ایک دوسرے سے اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ اُن میں سے ایک قسم اُن لوگوں کی طرف اس طرح منسوب کی جاتی ہے کہ گویا اُنہوں نے اس کو بطور مصنف کے تصنیف کیا اور دوسری قسم خدا پر منسوب کی جاتی ہے کہ گویا خدا اُن کے ذریعہ سے کلام کرتا ہے ان میں سے اول قسم کی تحریریں ہمارے علم کے بڑھانے کے کام آتی ہیں اور دوسری قسم کی تحریریں مذہب کی سند کے واسطے انتہٰے اور تفسیر ہنری و اسکاٹ کی اخیر جلد میں ہے کہ ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی ہو یا قانونی انتہٰے اب سمجھنا چاہیے کہ یہ پلوس کی صلاح ہے

Marfat.com

اور جوتی اوتارنا خدا کا حکم ہے یہ کلیسیا کی طرف اشارہ ہے اور وہ موسےٰ اور یسوع
پس جبکہ نبیوں کو پاک جگہہ میں داخل ہوتے وقت جوتی اوتارنا فرض ہوا تو اور لوگ
کیونکر معاف رہ سکتے ہیں مگر وہی کہ جو اپنا رتبہ حضرت موسےٰ اور حضرت یسوع بلکہ
مقدسوں سے زیادہ سمجھیں پھر پلوس کی اس سب مصلحت کے بموجب مرد کا جوتی رکھکر
سر ڈہانپنا انسان کے نزدیک صرف بے حرمتی ہے کچھ گناہ نہیں اور حکم الٰہی کے
جوتی پہنے رہنا خدا اور انسان کے نزدیک خلاف ادب اور خدا کا حکم ٹالنا سراسر گناہ
کیونکہ جوتی اوتارنی اور عمامہ باندہنے کا دستور ہمیشہ کے لئے خدا ہی کا مقرر کیا ہوا ہے خروج
۲۸ باب ۳۴ چونکہ عورت کو پاؤں کی جوتی سے اکثر مناسبت ہے اور عیسائی لوگ عورت
سر کا تاج سمجھتے ہیں اس سبب سے جوتی اوتارنے کی عادت نہیں رکھتے۔

تجربہ سے ظاہر ہے کہ خواب میں نئی جوتی پہننا عورت ملنے کا نشان ہے اور خواب میں جوتی اوتارنا اس کے برخلاف ہے اور توریت میں بھی جورو کو جوتی سے مناسبت دی گئی ہے دیکھو استثناء ۲۵ باب ۹ روت ۴ باب ۷ و ۸۔

چونکہ جوتی سطرح گندگی اور نجاست سے راہ وغیرہ میں آلودہ ہوتی ہے جس طرح عورت ہر ایک مرد کے لئے ناپاکی اور گندگی کا سبب ہے اور پگڑی یا ٹوپی جو کہ سر کی زینت اور شرف اس لئے ماں باپ کو بسبب کمال بزرگی کے سر کا تاج یا تاج شرف سمجھتے ہیں (امثال ۱ باب ۹) مگر عیسائی لوگ جو ٹوپی اوتار ڈالتے اور جوتی پہنے رہتے ہیں یہ انجیلی تعلیم پر عمل کرتے ہیں کہ مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی جورو سے ملا رہے گا (متی ۱۹ باب ۵ مرقس ۱۰ باب ۷) اور جس طرح جوتی کو راہ کی گندگی سمیت گرجا گھر میں پہنے رہتے ہیں اسی طرح عورت کی ناپاکی اور گندگی سمیت یعنے جنب اور حائض گرجا گھر میں بیٹھتی ہیں کاش کہ یہ لوگ پگڑی اور ٹوپی کی جوتی ہی کے برابر عزت سمجھتے کہ اوتاری تو نجاتی افسوس کہ سر پھٹی اور گوبھری جوتی تو گرجا گھر میں جائے اور سفید دہوئی پگڑی کا وہاں گزر نہو یہ زمانہ کا انقلاب ہے اس الٹی سمجھ کا کون انصاف کرے۔

لطیفہ

چونکہ عابد لوگ از روے عقیدت گرجا گھر میں سر کے بل جاتے ہیں اس لئے گمان ہے کہ پگڑی اور ٹوپی راہ کی گندگی میں آلودہ ہو اور جوتی بمنزلہ پگڑی کے پاک رہے اس سبب سے پگڑی اوتارتے اور جوتی پہنے رہتے ہیں اور جب بازار میں پادری صاحب کتاب سُناتے ہیں تو کبھی اُنہیں سر کھولے ہوئے نہیں دیکھا اگرچہ انجیل کُھلی ہوئی اُن کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اُن اینٹ پتھروں کی جن سے گرجا گھر بنا انجیل سے زیادہ عزت ہے کہ وہاں آکر ادب کے واسطے سر کھولنا ضرور ہوتا ہے لیکن اصل حال یہ ہے کہ اہل انگلستان میں برف کی شدت کے سبب جوتی پہنے رہتے اور ادب کے مقاموں میں سر کھولنے کا دستور ہے گویا پاؤں کی خدمت سر سے لیگئی چونکہ اہل انگلستان میں کنٹ کا بادشاہ اتھلبرٹ اپنی ملکہ برتا کی سعی سے عیسائی ہوگیا تھا اور بادشاہوں میں سب سے پہلے یہ دین اسی نے اختیار کیا تھا انتہے دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ مولفہ سررشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۳ غالباً اسی وجہ سے ان میں عورت کو دنیا و دین کا حاصل جانتے اور جوتی کو جس سے عورت مشابہ کی گئی ہے عزیز رکھتے ہیں اور یہ دستور ان میں اسقدر قدیم ہے کہ پلوس کا خط بھی قرنیتوں کو نہ لکھا گیا ہوگا یعنے اہل یورپ نے یہ دستور اول قرنیتون کا باب ۳-۱۶ پڑھ کر نہیں سیکھا ہے بلکہ جس وقت یہ خط قرنیتوں کو لکھا گیا ہو اُس سے پیشتر یہ دستور اہل یورپ میں جاری تھا اور عیسائی دین اختیار کر کے اناجیل اور اس خط کو پڑھنا تو ایک مدت دراز کے بعد ان میں رایج ہوا ہے پس کون کہہ سکتا ہے کہ یہ عبارت سر کھولنے کی بابت اُن عیسائیوں نے جن میں سر کھولنے کا قدیم دستور ہے قرنیتون کے اس خط میں نہیں داخل کی کیونکہ اس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا قرنیتوں کے خط کی تعلیم نے اہل یورپ میں سرایت کی ہے اور جبکہ یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اُس خط ... کے لکھے جانے سے پیشتر وہ اس دستور کے پابند تھے تو ثابت ہوا کہ خود اُنہیں کے عادات سے قرنیتون کے خط میں تصرف کیا ہے۔ کما لا یخفے۔

اور دوسری دلیل اس بات کے لئے کہ اہل انگلستان میں سر کھولنے اور جوتی پہنے

رہنے کا قدیم دستور ہے یہ ہے کہ اب بھی بعض اہل یورپ جو کہ عیسائی نہیں ... دستور کے پابند ہیں پس اگر انجیلی تعلیم سے یہ دستور اُن میں رایج ہوا ہوتا تو سوا ... کے اُن لوگوں کو جو عیسائی دین اور انجیل سے بیگانہ ہیں اِس دستور پر چلنے کا کیا ... ہے پس ظاہر ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب نہیں بلکہ قدیم سے اُن میں یہ دس... جاری ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ جوتی اوتارنے کا دستور بھی تمام ملکوں میں نہایت قدیم زمانہ سے ... ہے پس توریت میں یہ تعلیم از قبیل تصرفات عادات خلایق ہوگی تو اس کا جواب یہ ... کہ کوئی عیسائی اور یہودی اور مسلمان تو ایسی لایعنی بحث نہیں کر سکتا کیونکہ اِن تینوں خدا پر... قوموں کا یہ خاص دینی ادب ہے لیکن بے گانوں میں بھی جو یہ دستور قدیم سے جاری ہے پس ... کہہ سکتے ہیں کہ خدا پرستوں کا بھی یہ نہایت قدیم دستور ہے کچھ بے گانوں کے لئے اس میں خصوصیت نہیں ہے یعنے ثابت نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور اُن سے پیشتر کے زمانہ میں یہ دستور جاری نہ ہو پس اُسی کے مطابق خدا نے حضرت موسےٰؑ کو آگاہ کیا کہ اپنی جوتی اوتار اور اِس میں اعتراض کی گنجایش کیا ہے لیکن سر کھولنا تو صرف اہل یورپ کا قدیم دستور ... نہ یہ کہ دنیا کے تمام ملکوں اور انبیاء سلف کا پس اُس کا شمول انجیلی تعلیم میں باوجودیکہ جوتی ا... نے کا دستور خدا پرستوں میں موجود ہے سر کھولنے کا دستور جاری کرنے کے لئے صرف انگلستان... عیسائیوں کا تصرف ثابت کرتا ہے کیونکہ جس طرح اہل دنیا کے قدیم دستور ادب کے بموجب خدا نے حضرت موسےٰؑ سے جوتی اوتارنے کو فرمایا یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اُسی طرح پلوس رسول نے صرف انگلستان کے قدیم دستور کے بموجب تمام اہل دنیا کو سر کھولنے کی اجازت دی ہے یہ تو نہایت محال عقل اور خلاف نقل ہے اور جب ثابت ہوا کہ یہ پلوس کی عبارت نہیں ہے تو یقیناً اُس کے الحاق کی یہ کامل دلیل ہے ناظرین ذرا غور فرمائیں تو ساری کیفیت کھل سکتی ہے۔ اور یوسی بوس اپنی تاریخ کی چوتھی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ ارجز... نے پانچویں جلد شرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ پلوس نے تمام گرجوں کو کچھ لکھکر نہیں بھیجا مگر بعض کو جو لکھا تو وہی دو چار سطر عبارت انتہےٰ۔

تفسیر اعمال مصنفہ پادری فلکس صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء مقدمہ کتاب صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ اعمال ۱۳ باب سے ۲۰ باب تک پلوس رسول کے سب احوال و اعمال کی خبر ہے لیکن وہ سب حال جو پلوس کے خطوں میں مندرج ہے (بلکہ اُن خطوں کے لکھنے ہی کا ذکر) کتاب اعمال سے ثابت نہیں ہے انتہے۔ اِن سب دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس مضمون کا جو اول قرنیتون کے ۱۱ باب ۳-۱۶ میں مرد کے سر کہولنے اور عورتون کے سر ڈہاپنے کی بابت لکھا ہے کچھ اعتبار نہیں فقط۔

سکرمنٹ ۱۰

عیسائی یہ بھی مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے بتوں کی تعریف کی تھی یعنی سورہ نجم میں أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ الخ کے بعد تلك الغرانيق العلى الخ فرمایا دیکھو تاریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۸۰ و ۸۱ کتاب مظہر العجائب تفسیر سورہ نجم مطبوعہ ۱۲۸۴ھ صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں ہے یہ جو مشہور ہے کہ استعاذے کا حکم اُس وقت ہوا کہ جب حضرت صلعم نے سورہ نجم کو تلاوت فرمایا اور آیۃ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تک پہونچے القائے شیطانی ہوا تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجی زبان ہدایت ترجمان سے نکل پڑا۔

تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر اور کتب معتبرہ تذکیر سے بخوبی معلوم ہے کہ یہ قصہ سراسر باطل اور موضوع ہے اور اہل وضع کا مصنوع پیغمبر کی شان وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ہے۔ اکبر میں بہانگ بلند پکار رہا ہے کہ پیغمبروں کی طرف اِن باتوں کی نسبت عین کفر ہے اور صاحب اصرار منجملہ کفار و قاضی عیاض نے اِس قصے کو ایسا مہمل اور بے اصل لکھا ہے کہ کسی کو تصحیح کی مجال باقی نہیں خلاصہ اُس کا منحصر ہے دو امر میں ایک یہ کہ یہ قصہ غلط ہے نہ طریق نقل سے ثابت نہ جہت عقل سے متحقق اول اسواسطے کہ بعض مفسرین اور متفقین کے سوا کسی اہل صحت نے اسکو اخراج نہیں کیا بلکہ ابوبکر بزار نے فرمایا کہ

یعنی یہ ہیں بہت بڑے درجے کے اور اُن کی سفارش کی امید ہے ۱۲ سورہ نجم شروع جزء ۲۷۔

هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا نَعْرِفُهُ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَالْكَلْبِيُّ مِمَّنْ لَا يَجُوْزُ الرِّوَايَةُ عَنْهُ وَلَا ذِكْرُهُ لِقُوَّةِ ضُعْفِهِ وَشِدَّةِ كِذْبِهِ

یعنے میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث پیغمبر خدا سے باسناد متصل ہو۔ ہاں مشہور ہے کہ اس حدیث کو لوگوں نے کلبی سے روایت کیا ہے اور کلبی نے ابی صالح سے اور کلبی اُن بے اعتباروں میں داخل ہے کہ جن سے روایت کرنی جائز نہیں اور نہ اُس کا ذکر کرنا درست ہے کیونکہ اُس کا ضعف اور دروغ نہایت قوی اور شدید ہے

اور ثانی اس واسطے کہ یہ مسئلہ مجمع علیہا ہے کہ پیغمبر معصوم ہے اور معصوم ان اقسام کے رذائل بے نشان سے محفوظ اور برکنار رہتا ہے۔ شفائے قاضی عیاض میں کلبی کا ضعف اور عدم وثوق مجملاً معلوم ہوا اگر مفصلاً دریافت کرنا چاہے گوش فرمائے قاضی ابن خلکان اُس کے حال بدمآل میں فرماتے ہیں کہ

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ سَبَا الَّذِيْ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهُ يَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا

یعنے کلبی عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی کے یاروں میں سے تھا اور ابن سبا یہودی وہ ہے کہ کہتا تھا کہ حضرت علی نے وفات نہیں پائی اور دنیا میں تشریف لائیں گے۔

تہذیب الاخلاق جلد ۳ نمبر ۲۱ مطبوعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۸۹ ہجری صفحہ ۲۰۱-۲۰۳ میں لکھا ہے مضمون نمبر ۲۰۱ مصنفہ مہدی علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر روایت تلک الغرانیق العلی یہ روایت منقول ہے ابن جریر مفسر اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجملہ ان روایات کے ایک حدیث مرفوع ہے جو سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور باقی روایت کلبی کی ابن صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلعم کافران قریش کے سامنے سورہ والنجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہونچے کہ اَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی یہ سنکر کافران قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان بتوں کی شفاعت کے قایل ہوگئے اور بعد ختم ہونے سورہ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کافران مکہ بھی سجدہ میں شریک ہوئے۔

Marfat.com

یہ قصہ اور یہ روایت محض بے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل موضوع ہے اور
[جن]ہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دہوکا ہو گیا اور بطلان اس کا عقلاً و نقلاً واضح و ا[ثب]ت ہے۔

عقلاً بطلان اس کا ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلعم بتوں کی بُرائیاں اور ان کی عبادت [illegible]
[او]ر شفاعت پر اعتقاد رکہنے کو کفر و شرک فرماتے رہے اور ابتداء سے بعثت سے [illegible]
[ا]س وعظ پر ثابت قدم رہے کفار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دیں [illegible]
[ق]یاس میں آسکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو جو [illegible]
بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کو آخر سے کچھہ نسبت نہیں اور پیغمبر [illegible]
[ف]صاحت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکتا ہے کہ ایک [illegible]
[آنح]ضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھہ بھی مقام اور موقع سے [illegible]

نقلاً اس کی موضوعیت ظاہر ہے دو طرح سے اول نفس روایت [illegible]
ہے کہ وہ اختلاف ہی اُس کی موضوعیت پر شاہد ہے کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت [illegible]
[ا]ن شفاعتها لترتجی فرمایا کوئی بکتا ہے کہ لترتضی ارشاد فرمایا کوئی کہتا ہے کہ [illegible]
[منه]ا الشفاعة ترتجی فرمایا کوئی لکہتا ہے کہ انها لمع الغرانیق العلی زبان مبارک سے [illegible]
پہر کوئی نادان کہتا ہے کہ شیطان نے آنحضرت صلعم کی زبان سے یہ لفظ پڑہ دیے [illegible]
[ک]ہتا ہے کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کہدی کہ [illegible]
[ف]رماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہوئی جب تک کہ جبرائیل امین آئے اور [illegible]
[و]اقعہ کی خبر دی دوسرے اس روایت کا سلسلہ منقطع ہے اور روا[ت] [illegible]
[ا]ما کلبی ایک جہوٹا ساری دنیا کا ہے گو وہ مفسر ہوا اور گو [illegible]
[ا]سیر سمجہا ہو مگر محققین نے اُس کو کذاب اور ضعیف کہا ہے [illegible]
ہے کہ احادیث الکلبی مما لا یجوز الروایة عنه [illegible]
[ا]ور سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں [illegible]
[مع]نعن ہے کما روی شعبة عن ابی بصیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

اور اُس کی نسبت قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ ولم یسندہ عن شعبۃ الا امیہ بن خالد وغیرہ یرسلہ عن سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدائش ہوش سے پہلے کا ہے اور انہوں نے راوی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تہمت عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہے کہ سلسلے روایت عبداللہ عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے اُن پر بہت سی تہمتیں ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو اُن سے منسوب کیا ہے کہ اسے ہم تفسیر کے مقدمہ میں بخوبی ثابت کر چکے ہیں الخ۔

تفسیر مظہر العجائب صفحہ ۲۶ میں ہے سیدی صاحب روائح القرآن میں جو لطبطراق بیان فرماتے اور تیز زبانیوں سے اپنی اصالت جتاتے ہیں کہ اہل سنت پیغمبر کی نسبت شیطان کا تسلط اور اوثان کی مدح جائز رکھتے ہیں تا مثالب بکر یہ وعمریہ نہاں ہوں انتہیٰ اور اُسی تفسیر کے صفحہ ۲۷ میں ہے کہ غرانیق کے قصہ کے مصحح شیعہ ہیں رسالہ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب کیا نظر فتنہ منظر سے نہیں گذرا کہ جب کنبوئے نورالدین سے اس بارہ میں استشارہ چاہا اُس نے بتاکید وصیت و تہدید کی کہ اس مقدمہ میں چھیڑ چھاڑ نہ کیجیے سرود بیاد مستان ندیجیے کہ فضل ابن شاذان جو سرمایۂ افتخار شیعان ہے خود اس قصہ کی تصحیح کر گیا انتہیٰ اور مجمع البحرین میں لفظ غرانیق کے بیان میں بھی اس حکایت کی نسبت طرف اہل تشیع کے ثابت ہوتی ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت صلعم نے ایسا فرمایا بھی ہوتا تو یہ بات اُس سے زیادہ نہیں ہے جو پولوس رسول نے باوجود اس دعوے کے کہ میں اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا (۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۵) فرمایا کہ میں بے شریعت والوں میں بے شریعت سا بنا (اول قرنیتوں کا ۹ باب ۲۱)۔

اور حضرت ہارون ؑ نے بچھڑا بنایا (خروج ۳۲ باب ۴) اور حضرت موسےٰ ؑ نے دو کروبی بنائے (خروج ۲۵ باب ۲۰) اور حضرت سلیمان ؑ نے بتوں کے آگے قربانی گذرانی (اول سلاطین ۱۱ باب ۷ و ۸) اور حضرت نحمیاہ ؑ بت پرست بادشاہ کے ساقی ہوئے (نحمیہ

باب ۱) اور حضرت یعقوبؑ نے پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالا (پیدایش ۲۸ باب ۱۸)
دوسرے اگر حضرت نے ایسا فرمایا ہوتا تو اور مسلمان جو سچے تھے جیسے حضرت عمرؓ
(اعجاز قرآن صفحہ ۲۰۲) اور جو صلح نامہ حدیبیہ میں سے لفظ رسول اللہ کاٹ ڈالا جانے پر
کمال برہم ہوئے تھے (تاریخ محمدی صفحہ ۱۷۷) بتوں کی تعریف حضرت صلعم کی زبان
سے سُنکر کبھی چپ نہ رہتے۔ تیسرے عرب کے بت پرستوں نے کبھی یہ الزام حضرتؐ
کو نہیں دیا اگر حضرت صلعم نے ایسا فرمایا ہوتا تو کفار مکہ ہمیشہ سے طعنہ دیے نہ رہتے۔
چوتھے ولیم میور صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں شک لانا ضرور نہیں کہ محمد صاحب
کو اپنی نبوت کی پیشین گوئی کا کتب سابقہ میں ہونا دل سے یقین تھا (شہادت قرآنی
صفحہ ۲۰) پس باوجود یقین نبوت حضرت صلعم بتوں کی تعریف کبھی نہیں کر سکتے تھے
پانچویں معلم اسپرنگر صاحب کا قول ہے کہ یہود اور عیسائیوں کے افراط سے واجبی
رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی (ہندوستانی جوانوں کو خط صفحہ ۲۰)
مطلب یہ کہ یہود و نصاریٰ کے افراط و تفریط عقاید میں اسلام کے سبب واجبی رائے
خدا کی بابت ملک عرب میں شائع ہوئی پس اگر حضرت نے بتوں کی تعریف کی ہوتی تو
واجبی رائے خدا کی بابت کہاں ہوتی۔ چھٹی یہ روایت تلک الغرانیق العلی کی ایسی ہے کہ
شیعوں نے سنیوں کو اور سنیوں نے شیعوں کو اس بہتان کا الزام دیا ہے اور کسی ایک
مذہب والے نے اپنی طرف اسے منسوب نہیں کیا ہے جیسا کہ مظہر العجائب کے
صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں روایح القرآن اور رسالہ المکاتیب فی ردة الشعالبیہ والغرابیہ
کے حوالہ سے مرقوم ہے اس سے ثابت ہے کہ کسی مذہب میں یہ روایت معتبر نہیں
سمجھی گئی ہے۔ ساتویں اگر حضرت صلعم نے لات و عزیٰ و مناۃ بتوں کی تعریف
کی ہوتی تو بھی نصاریٰ کو اس الزام کے ثابت کرنے کا منصب [illegible]
کچھ عقیدہ تثلیث سے تجاوز نہیں ہوا اگرچہ [illegible] مگر
نفس تعداد تثلیث میں کچھ کلام نہیں ہے اور [illegible] اور اصل یہ
ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس مقام پر اعتراض میں نصاریٰ کی رعایت بھی کرے تو یہی کہیگا

کہ حضرت صلعم نے کفار سے بطریق استعجاب یا معارضہ فرمایا ہوگا کہ یہ نادان لوگ بتوں سے توقع شفاعت رکھتے ہیں یعنے یہ امر نہایت عجیب ہے اور شیطان کا نبی کی بات میں بات ملا دینا اس مقام سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے اور اگر علاقہ ہو تو یہی ہوگا کہ آیت کو نبی کی طرف منسوب کرنا یا اس کا مطلب بطور اثبات سمجھنا اور بطریق معارضہ استعجاب خیال نکرنا یہی نبی کی بات میں شیطان کی بات کو ملانا ہے یعنے اُس کے اصل مطلب کو بدل کر شیطانی خیالات اُس میں داخل کرنا فقط۔

کلیسیا ۶

کہ جس میں چار سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ سِيَّمَا عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ (سورہ نساء آیت ۱۶۹)	اے کتاب والو زیادتی نکرو اپنے دین میں اور مت کہو اللہ کے باب میں مگر حق عیسے مسیح مریم کا بیٹا اور اللہ کا رسول ہے اور اللہ کا کلمہ جسے ڈالا مریم کی طرف اور روح اُس کے یہاں سے پس خدا پر اور اوس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو تین (یعنے تثلیث) باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے کیونکہ اللہ ایک ہی خدا ہے اور اس سے برتر ہے کہ اُس کے اولاد ہو۔ اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ کافی ہے حافظ انتہے۔

از شہادت قرآنی فصل ۱۰۴ صفحہ ۱۵۳۔

Marfat.com

قطعہ

دے حیات ابدی لاکھوں کو گویائی میری	اہل تثلیث سمجھ جائیں یہ یکتائی میری
میرے ہونٹوں سے اُٹھے موج یم آبحیات	خضر ہو جائے نصارےٰ کو مسیحائی میری

عیسائی علماء اس بات کے معتقد ہیں کہ خدا کی ذات واحد تین اقنوم کے ساتھ مشتمل ہے یعنی وجود اور حیات اور علم کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس جس سے مراد ہے۔

اگرچہ توریت اور انجیل میں کسی جگہہ لفظ تثلیث موجود نہیں ہے اور نہ حضرت عیسےٰ نے یا کسی حواری نے کسی ایک عیسائی کو بھی یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو۔ چنانچہ میزان الحق چھاپہ مرزاپور ۱۸۴۳ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۴۰ اور مفتاح الاسرار مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۰ء باب ۲ شروع فصل صفحہ ۳۵ مصنفہ پادری فانڈر۔ و ایضاً مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث کہتے ہیں اور اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں نہیں پائے جاتے مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام ہوا ہے انتہےٰ۔ لیکن عہد نامہ جدید میں تین مقام ہیں کہ جہاں لفظ تثلیث تو نہیں مگر باپ اور بیٹا اور روح القدس مذکور ہے یعنے متی ۲۸ باب ۱۹۔ اور ۲ قرنیتون کا ۱۳ باب ۱۴ میں دعا کے طور پر اور اول یوحنا ۵ باب ۷ میں صاف صاف مگر اس صاف صاف کے الحاقی ہونے کے معتبر اور مقبول علماء عیسائی مقر ہیں جیسا کہ پادری فانڈر صاحب کا قول کلیسیاہ سکرمنٹ ۴ میں بیان کر چکا ہوں۔

اور ایک تاریخ میں جو لائبریری یوسفل نالج کر کے موسوم ہے۔ اور علماء کمیٹی کی طرف سے تالیف اور لندن میں ۱۸۳۳ء کو بحکم کمیٹی چھپی مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحوں کا لکھا اور اُس میں دو فقروں نامہ یوحنا اور پلوس سے در باب ... کے بحث تحقیقی کی ہے۔ اور نیوٹن صاحب خیال کرتے ہیں کہ کاتبوں ... کی ہے انتہےٰ۔ اس سے ان دونوں آیتوں تثلیث کر یعنے یوحنا ۵ باب ۸ اور ۲ قرنیتون کے

---

[1] پادری میتھر صاحب نے اردو بیبل مع رفرنس مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۲ء میں اول یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ کے حاشیہ پر صاف لکھدیا کہ یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ میں نہیں پائے جاتے انتہےٰ۔ ۱۲

۱۳ باب ۱۴ کا الحاق ثابت ہے۔ اب فکر اس بات کی ہے کہ جب...
حضرت عیسےٰ خدا کا بیٹا اور دوسرا اقنوم اقانیم ثلاثہ میں سے ہے تیسرے اقنوم
روح القدس انجیل میں مندرج ہے ہونا محال عقل نہوگا اگر دوسرا ہی اقنوم ثابت نہ ہوا
تک کیونکر نوبت پہونچے گی۔ اس کے لئے ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر ہر واحد کو اقانیم
میں سے ہر طرح کے کاموں کی قدرت ہے تو تعین تعداد ثلاثہ اور تخصیص تثلیث
نہیں رہی اور اگر ہر اقنوم کو اقانیم ثلاثہ سے بطور خاص جدا جدا کام کی قدرت ہے تو
اقانیم ثلاثہ سے ہر واحد کی شان و قدرت میں لازم آتا ہے کہ ایک کا کام دوسرا نہیں کر
تھا تب ذات واحد خدا میں تثلیث کا تعین لازم ہوا اور یہ بات قادر مطلق کی شان کے
برخلاف ہے۔

اور عیسائی لوگ اگرچہ اپنے کو خدائے واحد کا پرستار کہتے ہیں تو بھی یہ نہیں سمجھتے کہ یہ
کیونکر ہو سکتا ہے کہ ذات کی وحدانیت باوجود تین اقنوم کے معدوم نہو۔ اس کے جواب
میں عیسائی علماء کہتے ہیں کہ خدا نے اس لئے اس بھید کو ہم سے چھپا رکھا کہ انسان کی
عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے (مفتاح الاسرار چھاپہ اکبرآباد ۱۸۵۰ء طبع ثانی صفحہ
۳۵) لیکن یہ ان کی دوسری نادانی ہے کیونکہ خدا جب اس بھید کو انسان پر ظاہر کرتا تو کیا
وہ اس کے سمجھنے کے لایق عقل بھی نہیں عنایت کر سکتا تھا اپنی وحدانیت کو کس طرح
اس نے تمام عالم کے ذہن نشین کر دیا اسی طرح تثلیث سے بھی حضرت ابراہیم اور
حضرت نوح اور حضرت موسےٰ اور سب انبیاء علیہم السلام کو آگاہ کر سکتا تھا پھر
عیسائی کہتے ہیں کہ بے روح القدس کی تائید کوئی اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کر سکتا (اول
قرنیتون کا ۱۲ باب ۳) اور یہ تیسری نادانی وہ اپنی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ تمام عیسائیوں میں سے
جو کہ ہمیشہ روح القدس پانے کا دعوےٰ کرتے ہیں کسی نے بھی کب تثلیث کا مفصل بیان
کر پایا ہے۔ دیکھو میزان الحق چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۱۰۹۔

دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۲ میں ہے کہ دنیا کے شروع ہی میں قربانی گزراننا ظہور میں
آیا اور چار ہزار برس تک یہ رسم خدا کی عبادت میں نہایت بڑی بات تھی مگر ایک زمانہ

تھی۔ اور جبتک کہ کلوری پہاڑ پر وہ صاف و روشن ظاہر نہوئی تب تک اُس کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا انتہے اِس سے ظاہر ہے کہ دنیا کے شروع سے حضرت عیسےٰ ع کے زمانہ تک کوئی بھی عرفان میں کامل نتھا۔ حالانکہ آپ ہی پادری صاحب دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۱۱۰ میں فرماتے ہیں کہ خدا نے موسےٰ ع کے وسیلہ سے اپنے ارادہ کو انجام تک پہونچایا انتہے۔ پس جب تثلیث اور کفارہ کا راز مخفی رہا تو خدا کا ارادہ انجام تک کیونکر پہونچا۔

یہودیوں میں تو کوئی فرقہ باوجود اختلاف عقائد ہمد گر حضرت عیسےٰ ع کی الوہیت تو کیا بلکہ رسالت کا بھی قائل نہیں ہے اور نہ توریت اور انبیاء کے صحیفوں میں کہیں تثلیث کی تعلیم ہے اب عیسائیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ یہ کن سببوں سے حضرت عیسےٰ ع کی الوہیت کے قائل ہیں۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰ ع روح القدس کے وسیلہ سے پیدا ہوئے تھے (متی اباب ۱۸) تو پیدایش ۱۸ باب ۱۱- اور ۲۵ باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ اور حضرت ربقہ دونوں بانجھ تھیں قوائے انسانی سے توالد و تناسل کی امیدان دونوں میں باقی نہ رہی تھی صرف خدا کے حکم سے حضرت اسحاق ع اور حضرت یعقوب پیدا ہوئے اور حضرت یحییٰ ع کے پیدا ہونے کا بھی یہی حال ہے لوقا اباب اور خروج ۳۱ باب ۲ و ۳ میں بزلئیل بن اوری کو خدا نے روح اللہ فرمایا ہے دیکھو بیبل رومن مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء اور عہدنامہ عتیق فارسی مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء اور عہدنامۂ عتیق اُردو مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۸ء پس اسبات میں حضرت عیسےٰ ع کے لئے کچھ خصوصیت نہیں ہے۔

اگر اس سبب سے کہ مسیح ع بے باپ پیدا ہوئے تھے تو الوہیت کی صورت کیا نکلتی ہیں ہے کہ بے باپ پیدا ہو جبکہ باوجود الوہیت انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے تو ماں باپ دونوں سے پیدا ہونا کب مانع الوہیت ہوگا اور چونکہ حضرت عیسےٰ ع کو عیسائی علماء پورا خدا اور پورا انسان کہتے ہیں تو از روئے عقل انسانی وہ پورا انسان تب ہوتے جبکہ ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہوتے (کیونکہ اگر مسیح ع کو پورا انسان کہیں

توسب انسانوں کی طرح مسیح کی گنہگاری کا بھی انجیل کے بموجب اقرار کرنا پڑ
۴ باب ۹-۱۲) اور جبکہ مسیح پورے انسان نہ تھے جو کہ نہایت چھوٹی بات ہے تو
خدا کیونکر ہو سکتے ہیں جو کہ نہایت بڑی بات ہے۔

اس کے سوا پیدایش ا باب ۲۷ میں ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اتھ
اب دیکھو کہ حضرت عیسےٰ کے تو صرف باپ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت آدم کے ماں
دونوں نہ تھے اور ملک صدق کا حال اس سے بھی عجیب و غریب ہے کہ بے باپ بے
بے نسب نامہ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے کی مانند ہمیشہ کا
رہتا ہے عبرانیوں کا، باب او۲ و۳ ملک صدق کے حال میں علما اہل کتاب سے
بہت مختلف بیان کیا ہے بعضے سمجھتے ہیں کہ وہ ایک فرشتہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ
خود مسیح تھے کہ اُس وقت بھی ظاہر ہوئے تھے مگر یہ دونوں گمان غلط ہیں کیونکہ فرشتے
کو کہانت سے کیا کام ہے اور عبرانیوں کے، باب ۳ میں ملک صدق کو خدا کے
(یعنے مسیح) سے مشابہ یا مانند لکھا ہے اگر وہ مسیح آپ ہوتے تو مسیح سے مشابہ
مسیح کی مانند جو لکھا ہے غلط ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ صرف انسان اور کنعا
بادشاہوں میں سے تھا۔ اور علما یہود کہتے ہیں کہ ملک صدق تو سام حضرت نوح کا
دوسرا بیٹا تھا مگر عبرانیوں کے خط کے بموجب یہ بھی غلط ہے کیونکہ اُس میں ملک
صدق کو بے ماں بے باپ بے نسب نامہ لکھا ہے اور سام کے باپ کا نام نوح
اور اُس کا نسب نامہ توریت میں مندرج ہے اور ملک صدق کا ذکر توریت میں
جگہہ ہے یعنے پیدایش ۱۴ باب ۱۸-۲۰ اور ۱۱۰ زبور ۴ (از خیر خواہ ہند رومن مرزاپور
اکتوبر ۱۸۶۳ء جلد ۱۴ نمبر ۱۰ باہتمام پادری جے آف برایٹ) مسلمانوں میں ملک
صدق کا نام کتاب چار درویش کے آخر میں اگرچہ وہ کتاب خیالی ہے اسطرح
ہے کہ وہ ایک بادشاہ اجنہ ہے ماتحت ایک پادشاہ اعظم قوم جن کے واللہ اعلم
لیکن اتنا ظاہر ہے کہ مصنف کتاب چار درویش نے ملک صدق کا نام توریت وانجیل
سے نہیں معلوم کیا ہے کیونکہ اُسوقت میں توریت وغیرہ ہندوستان میں رایج نہوئی

تاریخ بھی ہوتی تو کتاب چار درویش میں یہ نام درج کرنے کے لئے توریت و انجیل سے اُس معلوم کرنے کا کوئی سبب نتھا۔

اور تاریخ چین مصنفہ مسٹر جمس کاکرن صاحب بہادر مطبوعہ ۱۸۶۵ء جلد ۲ دفتر ا باب ۱ صفحہ ۲۶۵ میں لکھا ہے کہ ایک عورت الُنقوا کے جو بیوہ تھی آفتاب کے وسیلہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے جنکا نام بوکم کتاگن۔ اور باسکن سالجی۔ اور بوزنجر تھا ان سب کا لقب نورانیون ہوا جس کے معنے ترکی زبان میں اطفال نور۔ اور بوزنجر کی نسل سے چنگیز خان ہوا انتہے۔ اور اُسی تواریخ چین مطبوعہ ۱۸۶۵ء کی جلد ا دفتر ۳ باب ۱۰ صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ میں کاکرن صاحب فرماتے ہیں کہ سنہ عیسوی سے چھ سو برس پیشتر ایک عورت پر آفتاب کی شعاع نازل ہوئی اور اُسی دن سے حمل کے نشان ظاہر ہوئے کئی برس کے بعد اُس کے شوہر نے (جوکہ ۷۰ ستر برس سے زیادہ کا تھا) اُسے طلاق دی پینتالیس برس وہ حمل رہا اُس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام لاؤزی یعنے پیر نا بالغ رکھا کیونکہ اُس کے سر کے بال اور بدن کے رونگٹے سب سفید تھے اسی حکیم لاؤزی کے شاگردوں نے اپنے اُستاد کے نام سے اکسیر بقا کا نسخہ ایجاد کیا جسے اکثر فغفور اور ہزاروں اُمرا وغیرہ کھا کر ہلاک ہوئے اور اسی حکیم لاؤزی کی پرستش چین کے بادشاہوں اور رئیسوں وغیرہ میں رائج ہے حکیم لاؤزی کا لقب اور ٹی انزی یعنے بہشتی حکیم چینی زبان میں ہے انتہے۔ اور حضرت بی بی حوا بھی بے ماں باپ کے پیدا ہوئی تھیں۔ اور تاریخ چین مصنفہ پادری اکیسوس صاحب جسے پادری بورنو صاحب نے فارسی میں ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ سین ٹینگ سوسائٹی کلکتہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۹۳ فصل ۱۰ میں لکھا ہے کہ حکیم لاؤزی ہشتاد سال در شکم مادر بود انتہے اور ایک عورت باکرہ مسماۃ ری سبر یا دختر نیو میٹر شاہ ایلبا نے بیان کیا کہ مجھکو دیوتا مارس سے حمل رہا ہے اور اُس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام رملیس اور دوسرے کا رومیولس اور رومیولس وہی ہے جس نے شہر روم قدیم کی ۷۵۳ء پیشتر مسیح سے بنا ڈالی۔ از کتاب تحریر الکاملین مطبوعہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۲ مصنفہ بابو رامچندر صاحب عیسائی مصنف کتاب اعجاز قرآن۔ اگر یہ سبب ہے کہ وہ خدائے مجسم عیسائیوں میں سمجھا جاتا ہے اوّل طمطاؤس ۳ باب ۱۶

اگرچہ گریسباخ کہتا ہے کہ اُس آیت میں لفظ خدا کی جگہہ وہ کا لفظ چاہیے یعنے
میں ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹھہرایا گیا انتہے۔ دیکھو رومن بیبل مطبوعہ لندن
اس سے ظاہر ہے کہ خدا کا لفظ یہاں کسی الوہیت گر کا الحاق کیا ہوا ہے تو بھی ا
موقع پر الحاق کیا ہے کہ جس کا درست پہچان لینا بالکل ناممکن تھا اور اگر نہیں
عیسائی علماء نے یہ جعل نہ پہچانا ہوتا تو اُس پر الحاق کا گمان تک کرنا نہایت مشکل تھا
تو بھی غور کرنا چاہیے کہ ۸۲ زبور ۶۔ اور یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں لکھا ہے میں نے تو کہا تم
سب خدا ہو الخ انگریزی تفسیر اسکاٹ میں ہے کہ مجسٹریٹ کلام الٰہی میں خدا کہلاتے ہیں
یہ لقب اکثر اختیار کے سبب ظاہر کیا گیا جس سے وہ لوگوں میں خدا کے نائب تھے لیکن
یہ لقب اسرائیلی حاکموں کے سوا اور کسی کو صاف صاف نہیں دیا ہے انتہے پس جبکہ
خدا نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا تو حضرت عیسےٰ کو کہ جنہوں نے خدا کا
کلام پہونچایا خدا کہلانا یوحنا ۱۰ باب ۳۴ کے مطابق کیا تعجب ہے کیونکہ عبرانی محاورہ
میں قاضی اور مفتی سب اللہ کہلاتے تھے جیسا کہ ۸۲ زبور ا میں لکھا ہے خدا الٰہی جماعت
میں کھڑا ہے الٰہوں کے درمیان وہ عدالت کرتا ہے انتہے۔ اور خروج ۷ باب ا میں لکھا
پھر خدا نے موسےٰ سے کہا دیکھہ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنایا اور تیرا بھائی ہارون
تیرا پیغام بر ہوگا انتہے۔ اور خروج ۴ باب ۱۶ میں لکھا ہے اور تو (اے موسےٰ) اُس کے لیے
ہارون کے) لئے اُن لوگوں پاس خدا کی جگہہ ہوا انتہے۔ اور صحیفہ حضرت زکریاہ ۱۲ باب ۸
میں حضرت داؤدؑ کے خاندان کو خدا لکھا ہے پس یہ بات بھی حضرت عیسےٰ کیلئے مخصوص
نہیں معلوم ہوتی۔

اگر کوئی کہے کہ یسوعؑ کے لفظ کے معنے یہی ہیں یعنی نجات دہندہ تو حضرت یشوعؑ
حضرت موسےٰ کے جانشین تھے اُس نام کے معنے بھی یہی ہیں نجات دہندہ۔ اور حضرت
یسعیاہ کے نام کے معنے خدا کی نجات۔

اگر اس سبب سے کہ اُن کا شفیع ہونا دلیل الوہیت نصاریٰ میں سمجھی جاتی۔
تو ۹۹ زبور ۶۔ اور یرمیاہ ۱۵ باب ا میں حضرت موسےٰ اور حضرت سموئیل کو اور حزقیل

Marfat.com

ب ۱۴ و ۲۰ میں حضرت نوحؑ اور حضرت دانیالؑ اور حضرت ایوبؑ کو شفیع لکھا ہے۔ اور
پیدایش ۱۸ باب ۲۳-۳۳ میں حضرت ابراہیمؑ کے شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔

پھر اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰؑ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں جیساکہ یوحنا ۱۰ باب ۳۶
میں لکھا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں انتہے اور اسی طرح متی ۳ باب ۱۷ میں بھی ہے چونکہ یوحنا
۱۰ باب ۳۵ میں لکھا ہے کہ خدا نے سب بنی آدم کو خدا کہا ہے تو ابن آدم یعنے حضرت عیسےٰؑ کو
خدا کا بیٹا کہنا چاہیے کیونکہ جب ہر آدمی خدا ہے تو ابن آدم خدا کا بیٹا ہوا اور یہ لفظ یعنی ابن آدم
انجیل میں ساٹھ جگہ ہے اگرچہ ابن آدم سب انسان ہیں مگر حضرت عیسےٰؑ نے شاید یہ سمجھکر
کہ لوگ مجھے الوہیت کے رتبے میں نہ شامل کریں اس لئے خاص رفع شک کے لئے بار بار
آپ کو ابن آدم کہا۔ پھر ایوب ۱ باب ۶ اور ۲ باب ۱ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ مفسر انگریزی
نے لکھا ہے کہ بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے جو اس میں لکھے ہیں اُن سے مراد پاک فرشتے اور دوسری
جگہ ایوب ۳۸ باب ۷ میں جو بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے لکھے ہیں اُن سے مراد انبیا مفسرین
سمجھتے ہیں انتہے۔ پھر حضرت آدمؑ خدا کے پہلوٹھے عبرانیوں کا ۱ باب ۶ اور لوقا ۳ باب میں جو
نسب نامہ لکھا ہے اُس میں جس طرح یوسفؑ کو ہیلی کا اور ہیلی کو متیات کا اسی طرح آخر
میں آدمؑ کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔ پھر حضرت شیثؑ خدا کے بیٹے پیدایش ۶ باب ۲۔ پھر حضرت
اسحاقؑ وعدے کے فرزند گلتیوں کا ۴ باب ۲۸ پیدایش ۲۱ باب ۱ و ۲ وغیرہ۔ پھر اسرائیل خدا
کے پہلوٹھے بیٹے خروج ۴ باب ۲۲ پھر افرائیم خدا کا پہلوٹھا اور پیارا بیٹا یرمیاہ ۳۱ باب ۹ و ۲۰
اگرچہ یہاں بھی تمام بنی اسرائیل و تمام قوم افرائیم سے مراد ہے پھر حضرت داؤدؑ خدا کے بڑے
بیٹے ۸۹ زبور ۲۶ و ۲۷۔ پھر سلیمانؑ خدا کے بیٹے اوّل تواریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰ اور ۲۸ باب ۶
۲ سموئیل ۷ باب ۱۴ تمام اسرائیلی خدا کے فرزند استثنا ۱۴ باب ۱ رومیوں کا ۹ باب ۴
سب عیسائی خدا کے فرزند رومیوں کا ۸ باب ۱۶ سب خاص و عام خدا کے فرزند متی ۵ باب
۴۸ اور ۷ باب ۱۱۔ گمراہ بھی خدا کے فرزند یسعیاہ ۳۰ باب ۱ عبرانیوں کے بارہ باب ۹ میں خدا
روحوں کا باپ لکھا ہے۔ اس میں بھی حضرت عیسےٰؑ کے لئے کچھ تخصیص نہیں ہے۔

پھر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰؑ نے مردے زندہ کئے تھے مرقس ۵ باب ۴۱ یوحنا ۱۱

باب ۴۴۔ لیکن اول سلاطین ۱۷ باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس نے ا
لڑکے کو زندہ کیا تھا اور ۲ سلاطین ۴ باب ۸-۳۷ میں لکھا ہے کہ ایک عورت سے
شوہر بوڑھا تھا حضرت الیسعؑ نبی نے فرمایا کہ اسی وقت سے حساب کر کر پورے
وقت پر ایک بیٹا تو گود میں لے گی اور ایسا ہی ہوا یہاں حضرت الیسعؑ کی ایک عظیم قدر
کا بیان ہے کہ ہنوز وہ عورت اپنے بوڑھے شوہر کے پاس نہیں گئی تھی کہ اس کے حمل
شمار کی گئی پس یہ لڑکا بھی انہیں میں سے شمار کیا جا سکتا ہے جو بے باپ پیدا ہوئے
ہیں اور جب وہ لڑکا بڑا ہو کر مر گیا تب حضرت الیسعؑ نے اگر اسے زندہ کیا بعد اس کے ۲
کتاب کے ۴ و ۵ و ۶ باب وغیرہ میں حضرت الیسعؑ کے اور بہت معجزوں کا بیان ہے کہ
بیس ۲۰ روٹی اور ایک ٹوکری اناج کی بالیوں سے سو انبیازادوں کو کھلایا اور کچھ بچ رہا اور ایک
برس کے بیمار کو چنگا کیا اور ایک تندرست کو ابرصی کر دیا اور لوہے کو پانی پر تیرا دیا وغیرہ مگر
عجیب یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے تو اپنی زندگی میں مردے زندہ کئے تھے اور حضرت ا
کی مدفون لاش نے مردے کو زندہ کر دیا تھا ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱ مفتاح الکتاب صفحہ ۹
اور اعمال ۹ باب ۳۳-۴۳ میں لکھا ہے کہ پطرس نے ایک مردہ عورت کو جس کا نا
تابیتھا تھا زندہ کیا پھر اعمال ۲۰ باب ۹-۱۲ میں لکھا ہے کہ پلوس نے ایک جوان کو
کوٹھے پر سے گر کے مر گیا تھا زندہ کیا اس بات میں بھی حضرت عیسٰیؑ کے لئے کچھ تخصی
نہیں پائی جاتی۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسٰیؑ کو مسیح کہتے ہیں تو توریت کے تمام مقاموں
ثابت ہے کہ ہر نبی اور ہر بادشاہ بنی اسرائیل اور سردار کاہن ممسوح ہوتا اور مسح کیا جاتا
چنانچہ ۲ سموئیل ۱ باب ۱۴ میں ساؤل کو مسیح اور اول سموئیل ۱۶ باب ۱۳ اور ۲ سموئیل
باب ۱ میں حضرت داؤدؑ کو مسیح لکھا ہے اور یسعیاہ ۴۵ باب ۱ میں کیخسرو بادشاہ
کو بھی خدا کا مسیح لکھا ہے اور حضرت یسعیاہ نبی نے اپنی کتاب کے ۶۱ باب ۱ میں کہ
کہ خداوند نے مجھے مسیح کیا اور ۲ سلاطین ۹ باب ۱-۶ میں یاہو کو اور ۲۳ باب ۳۰ میں
کو مسیح لکھا ہے اور ۲ قرنتیون کا ۱ باب ۲۱ میں پلوس فرماتے ہیں کہ جس نے ہم کو

Marfat.com

یا سو خدا ہے پس یہ مرتبہ بھی حضرت عیسےٰ کے لئے خاص نہیں ہے اگر اس سبب سے کہ آسمان پر زندہ اُٹھائے گئے ہیں تو پیدایش ۵ باب ۲۴ میں حنوخ کا اور ۲ سلاطین ۲ باب ۱۱ میں ایلیاس کا آسمان پر اُٹھایا جانا لکھا ہے اور رومن انجیل رومن کاتھلک چھاپہ پٹنہ ۱۸۶۴ع کے آخر میں جہاں عیدوں کا بیان ہے حضرت مریم کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی بھی ایک عید لکھی ہے اور اُس کے ثبوت میں یہ نشان لکھے تھے۔ 11 - 20 XXIV [illegible]

یعنے سر۴ ۲ باب ۱۱-۲۰ ورس تک اور یتّی کے گرجا گھر میں ایک سیڑھی مسیح کی اور دوسری مریم کی ہے یعنے یہ کہ جس طرح حضرت عیسےٰ آسمان پر گئے اسی طرح حضرت مریم بھی آسمان پر گئی ہیں از اردو تفسیر جے ال اسکاٹ بحروف انگریزی مطبوعہ سنہ ۱۸۶۶ء اور رومن کیتھلک عیسائی حضرت مریم سے بھی دعا مانگتے اور اُنہیں بہشت کی ملکہ کہتے ہیں اور ۲ قرنتیون کے ۱۲ باب ۲-۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ میں تیسرے آسمان تک اور فردوس تک پہنچایا گیا تھا پس اس میں بھی حضرت عیسےٰ کے لئے کوئی کافی دلیل الوہیت نہیں ہے۔

کوکب ہند لکھنؤ بحروف رومن کرکٹر مطبوعہ سیوم جو ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء نمبر ۳۴ جلد ۱۹ صفحہ اول پر جو تمام پادری صاحبان امریکن میتھوڈسٹ مشن شایع ہوتا ہے لکھا ہے کہ بنگالہ میں رومن کیتھلک لوگوں نے ایک اخبار زبان بنگالی میں شروع کیا جس کا نام اوے مریا [illegible] مریم رکھا ہے ماہ جولائی میں جو اخبار نکلا اُس میں یہ جملہ تھا کیا کنواری مریم ہماری سفارش کر سکتی ہے چونکہ خداوند عیسےٰ مسیح مبارک مریم سے پیدا ہوا اس لئے اُنہیں کل آسمانی باتوں پر اختیار حاصل ہوا اور جبکہ مسیح پیدا ہوا تبھی سے کل آسمانی برکتیں مریم سے متعلق رہا کرتی ہیں سنٹ برنارڈ نے صفائی سے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ جب خدا کا کلام مریم پر اترا کہ مسیح تجھ سے پیدا ہوگا اُسی وقت سے آسمانی برکتوں پر اُسے کُلّی اختیار حاصل ہوا مثل روح القدس پر اور جب ہی سے کل برکتیں اُسی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہیں پھر ایک عالم بیان کرتے ہیں کہ ہو نہیں سکتا کہ جس حال مسیح نیکی کا چشمہ ہے بغیر مریم کے کوئی برکت حاصل ہو کیونکہ اُسی نے اُس پر اختیار حاصل کیا ہے پھر دوسرے کہتے ہیں کہ چونکہ مریم کو اختیار ہے لہذا جب وہ چاہتی ہیں دیتی ہیں ایک اور کہتے ہیں کہ میں مرضی خدا کی [illegible] کہ مریم

Marfat.com

ہی کے ذریعہ میری خلقت (یعنی مخلوق) کو برکتیں حاصل ہوں پس نتیجہ یہی نکلا جیسا
تعلیم کی خاص غرض ہے کہ اگر کسی کو کچھ مانگنا ہے وہ مریم ہی کے ذریعہ سے مانگے کیونکہ
اُس کی مرضی کبھی کسی کو کچھ نہ دیگا انتہے۔

اگر اس سبب سے کہ زبدی کی بیٹوں کی ماں نے جب حضرت عیسےٰؑ کو سجدہ کیا
۲۰ باب ۲۰ تو حضرت عیسےٰؑ کا آپ آگے سجدہ کرنے سے منع کرنا یہ حضرت عیسےٰؑ کی الو
ہ سبب تھا۔ مکاشفات ۳ باب ۹ میں لکھا ہے کہ یہودی اگر فرشتہ (یعنی پادری
کلیسیائے فلدلفیہ کے پاؤں پر سجدہ کریں گے انتہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انجیلی محاورہ
میں اکثر سجدہ سے مراد خوشامد یا فرمانبرداری ہے کیونکہ یہودی جو کہ توحید کی تعلیم اور عقیدہ
میں تمام عالم سے مخصوص کیے گئے خروج ۲۰ باب ۳۰۔ استثناء ۵ باب ۷ یسعیاہ ۴۵
باب ۵۔ وہ انسان یعنے پادری کے پاؤں پر سجدہ کریں یہ سراسر خدا پرستی کے خلاف ہے
کیونکہ خداوند نے یہ عہد ہمارے باپ دادوں سے نہیں کیا بلکہ خود ہم سے یعنے ہم سب سے
جو آج کے دن جیتے ہیں (استثناء باب ۳)

اور جبکہ پادری کے پاؤں پر یہودیوں کا سجدہ کرنا انجیلی محاورہ میں جائز ہوا تو حضرت
عیسےٰؑ کے آگے زبدی کے بیٹوں کی ماں کا سجدہ کرنا مسیحؑ کی الوہیت کی دلیل نہیں ہوسکتا
ہے اور ۲ سلاطین ۵ باب ۶ و ۸ میں ہے کہ ناتان کے بیٹے میفیبوست نے داؤدؑ کو سجدہ
کیا۔ اور یسعیاہ ۴۵ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ مصر اور کوش اور سبا وغیرہ کے لوگ کورس یعنے کیخسرو
کے آگے سجدہ کریں گے اور یہاں بھی سجدہ سے مراد منت اور خوشامد ہے چنانچہ اُسی آیت میں
لکھا ہے کہ تیرے آگے سجدہ کریں گے اور وہ تیرے آگے منت کریں گے اور کہیں گے
خداوند یقیناً تجھ میں ہے اور کوئی دوسرا نہیں اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں انتہے عبرانی محاورہ
میں اکثر ایک مضمون کو دو طور پر بیان کرتے اور مطلب ایک ہی ہوتا تھا جیسے اس آیت
میں ہے کہ تیرے آگے سجدہ کریں گے وہ تیرے آگے منت کریں گے انتہے۔ کورس با
بُت پرست اور خدا سے ناواقف تھا چنانچہ یسعیاہ ۴۵ باب ۴ میں خدا فرماتا ہے کہ تو
نہیں جانتا انتہے۔ اور اسی طرح ۴۵ باب ۵ میں بھی ہے کہ میں نے تیری کمر باندھی اگر

Marfat.com

نے مجھے نہ پہچانا انتہٰے۔ اور کوشی نے یواب کو (جو حضرت داؤدؑ کا سپہ سالار تھا) سجدہ کیا ۲ سموئیل
باب ۲۱-۱۸ اور اخی معاز بادشاہ کے آگے اوندھا ہو کر گرا اور سجدہ کیا ۲ سموئیل ۱۸ باب ۲۸۔ اور
رن نکلا اور بادشاہ کے آگے جھک کے زمین پر سجدہ کیا ۲ سموئیل ۲۴ باب ۲۰۔ اور شاہ
نبوکدنذر (یعنے بخت نصر) اوندھے مُنہ گرا اور دانیال کو سجدہ کیا۔ دانیال ۲ باب ۴۶۔ اور روت
نے جو مسیحؑ کی پردادیوں میں تھی بوعز کے آگے منہ کے بل جھکی اور زمین پر سجدہ کیا۔ روت ۲ باب
اس میں بھی مسیحؑ کی الوہیت کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔

عیسائی لوگ بڑا یقین کرتے ہیں کہ مسیحؑ نے جو معجزے دکھائے وہ اپنی قدرت سے دکھائے
اور نبیوں نے جو معجزے دکھائے وہ مسیحؑ کی طرف سے یعنی اُس کے بخشے ہوئے اختیار سے
دکھائے اور یہ مسیحؑ کی الوہیت کی دلیل ہے۔

لیکن اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسیحؑ کے بخشے ہوئے اختیار سے اور نبیوں نے
معجزے دکھائے تھے صرف خیالی بات ہے پھر یہ کہ خدا کی قدرت ہر وقت یکساں رہتی ہے
اگر الوہیت کی قدرت سے مسیحؑ نے لاذر کو جلایا تھا تو اب عیسائی کیوں مرجاتے ہیں امید
تھی وہ کسی عیسائی کو مرنے ندیں یعنے اگر مسیحؑ میں خدائی قدرت تھی تو چاہیے کہ اب بھی ویسی ہی
قدرت ہو کیونکہ یہوواہ قادر مطلق کی قدرت جیسی تھی ویسی ہی ہے اور ہمیشہ تک رہے گی۔

متی ۲۲ باب ۴۴ میں داؤدؑ کا قول ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا کہ میرے داہنے
بیٹھ الخ اس جگہ ایک خداوند سے مراد خدا اور دوسرے سے مراد مسیحؑ اور یہ بھی مسیحؑ کے مرتبہ
الوہیت کی دلیل سمجھی جاتی ہے یہ آیت ایکسو دس زبور کے شروع میں بھی ہے۔

اگرچہ ممکن نہیں کہ علماء یہود اس کا مطلب مسیح کی طرف لگاتے ہوں اور نہ اس کا ثبوت ہے
کہ حضرت داؤدؑ نے حضرت عیسےٰؑ کی بابت یہ کہا ہو کیونکہ گانے والے جب حضرت
کے سامنے بیٹھ کر گاتے تھے تو اُن کے مُنہ سے اس طرح کے الفاظ نکلتے ہوئے
تھے جبکہ وہ داؤدؑ کی طرف اشارہ کرکے کہتے۔ اَمَارْ اَدُوْنَاےْ لَادُوْنِیْ شِیْبْ لِیْمِیْنِیْ
یعنے خداوند نے میرے خداوند (یعنے داؤدؑ بادشاہ) سے کہا الخ اصل عبرانی میں اول ادونائی اور
اُس کے لادونی کا لفظ ہے یعنے ادونائی کے معنے خداوند اور لادونی کے معنے ہمارا خداوند ا...

یہ اسم صفت خدا کے سوا اوروں کے لیے بھی مستعمل ہے اور اس کی جمع ادونیم ہ
کہ جس کی کچھ جمع نہیں ہے تاکہ ذات الٰہی واحد مطلق غیر اقانیم ثلاثہ کے سمجھی جا
نے مسیح کے واسطے داؤد کے قول کو پیشین گوئی ٹھہرایا اور ایسا اکثر جگہ انجیل میں
چنانچہ متی ۲ باب ۱۵ میں ہے اور ہیرودیس کے مرنے تک وہاں رہا کہ جو خداوند نے
معرفت کہا تھا پورا ہو کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا اور یہ مضمون ہوسیاہ ۱۱ باب
صرف بنی اسرائیل کے حق میں ہے جبکہ وہ حضرت موسےٰ کے ساتھ مصر سے نکلے
جبکہ حضرت عیسےٰ اپنی ماں کے ساتھ مصر سے پھرے تو وہی آیت ہوسیاہ ۱۱ باب ۲ کی حضر
عیسےٰ کے مصر سے لوٹنے کی پیش خبری ٹھہرائی گئی اگرچہ ہوسیاہ ۱۱ باب ۲ میں پھر اُسکی بت پر
مذکور ہے۔ پس حضرت عیسےٰ کی بابت یہ پیشین گوئی ہوتی تو حضرت عیسےٰ کب بت پرست
ہو گئے تھے۔ پس یہ سب مصنفوں کی خوش بیانی ہے نہ یہ کہ واقعی یوں ہی ہو۔

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے متی ۲ باب ۱۵ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے **قولہ** یہ با
جو ہوسیاہ نبی کی کتاب میں لکھی یہودیوں کی تخلصی سے مراد رکھتی ہے کیونکہ خدا اُس قوم کو
جسے وہ اکثر بیٹے کا خطاب دیتا ہے مصر کی غلامی سے نکال لایا اور جس طرح اُن کو نکالا ویسے
ہی یسوع اپنے خاص بیٹے کو بھی نکالا غالب ہے کہ یہ آیت ایک کہاوت ہو گئی ہوگی یعنے
جب کوئی کسی آفت سے بچتا تو لوگ کہتے ہوں گے کہ خدا اُس کو مصر سے نکال لایا اور نبی
کی بات یسوع کے حق میں پوری ہوئی اسواسطے کہ وہ اُس کے حال سے کمال مناسبت
رکھتی ہے انتہےٰ۔ اس کے سوا حضرت عیسےٰ کا مصر کو جانا لوقا وغیرہ کی تحریر سے ثابت نہیں
ہے۔ چنانچہ لوقا ۲ باب میں لکھا ہے کہ مسیح بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور آٹھویں دن ختنہ

---

۱ لیکن ایک جگہ پیدایش ۱۹ باب ۲۴ میں ہے کہ خداوند نے سدوم و عمورہ پر گندھک خداوند کی طرف آسمان سے برسائی اُس آ
یں دونوں جگہ لفظ یہوواہ ہے بعض عیسائی سمجھتے ہیں کہ اول یہوواہ سے مراد مسیح ہیں مگر آیت کا مطلب تو یہ صاف
ہے کہ خدا نے خدا کی یعنے اپنی طرف سے برسائی جیسے ۵ زبور میں ہے یعنے اول آیت میں اے خدا حمد و ثنا الخ اور ۲ آیت میں ہے تو اُس
خدا کے دریا سے مالا مال کرتا ہے الخ مطلب یہ ہے کہ اے خدا تو اُس کو خدا کے دریا سے الخ یعنے اول آیت میں جس خدا کو حمد و ثنا ہے اُسی ذ
کے دریا سے وہ مالا مال کرتا ہے اور اُس کا اصل مقصد یہ ہے کہ اے خدا تو الٰہی دریا یعنے اپنے دریا سے الخ دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۷ میں پادری گسند
پیراڈہیٹہ کا قول ہے کہ خداوند نے سدوم و عمورہ پر گندھک اور آگ خدا کی طرف سے آسمان پر سے برسائی انتہےٰ یعنی پادری صاحب کے نزدیک اس جگہ
یعنی خداوند کیطرف سے معنے یا شرح یہ ہے کہ آسمان پر سے اور بیبل کی ایک شرح میں جو یہودیوں میں مشہور ہے آیت مذکور کا یوں بیان ہوتا
کہ خدا کے کلام نے خدا کی طرف سے آگ اور نفتہ برسایا انتہےٰ (ایضاً) ۱۲

Marfat.com

اور (چالیس) دن پاک ہونے کے پورے کرکے یروسلم میں آئے اور وہاں سے شہر ناصرہ
گئے (آیت ۳۹) اور سال سال عید فصح میں ناصرہ سے یروسلم کو جایا کرتے تھے دیکھو آیت
۴۔ اسی سبب سے حضرت عیسےٰ کو یسوع ناصری کہتے ہیں اگر مصر کو جاتے تو یسوع مصری
بلاتے دیکھو الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۳۹۔ اور متی کے سوا اور کسی انجیل میں
مسیح کے مصر کو جانے کا ذکر نہیں ہے۔ اب خداوند کا لفظ جو متی ۲۲ باب ۴۴ میں ہے اس
حال سُنئے کہ یہ لفظ خدا اور انسان دونوں کے واسطے مستعمل ہے اور اس لفظ سے صرف خدا
مراد نہیں ہے۔ چنانچہ سارہ ابیرہام کی فرمانبرداری کرتی اور اسے خداوند کہتی تھی اوّل پطرس
۳ باب ۶۔ اور حضرت یوسف نے اپنے حق میں فرمایا کہ خدا نے مجھکو سارے مصر کا خداوند کیا
پیدایش ۴۵ باب ۹ پس یہ بھی حضرت عیسےٰ کی الوہیت کی کچھ دلیل نہیں ہے۔
اب اگر کوئی کہے کہ یہ سب صفات جو مسیح کی مرقوم ہوئیں ایک شخص میں جمع نہیں ہیں
میں کہتا ہوں کہ مجھ میں جسقدر عیب جمع ہیں خدا مجھے بخشے کسی دوسرے میں نپائے جائیں
گے۔ پس جب عیب میں ایک دوسرے کی مثل نہیں پایا جاتا تو ہنر میں کب کامل موافقت
ہو سکتی ہے۔ حضرت موسےٰ نے جو معجزے مصر میں دکھائے (خروج) مسیح نے ایک
بھی ایسا معجزہ نہیں دکھایا۔ اور نہ الیاس کی طرح کبھی آسمان سے آگ اور پانی نازل کیا۔
مقدس کتاب کا حوالہ چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء باب ۴۴۔ اور اول سلاطین ۱۷ باب سے
۲ سلاطین ۲ باب تک) اور نہ حضرت الیسع کی طرح کسی عورت کو اولاد دی ۲ سلاطین ۴

سکرمنٹ ۲

غور کرنا چاہیے کہ انجیل کی ہرایک آیت کو پیش لانا اور اُس کا مفصل حال بیان کرنا
ساری کتاب کی صحت کا اقرار کرنا ہے اور یہ کسی طرح ممکن نہیں یہ سب آیات انجیل کی جو
ہم نے نقل کیں یقیناً ان میں کتنی ہی ایسی ہوں گی جو الحاق لوگوں کی طرف سے ملائی گئیں اب
ان کا پہچاننا مشکل ہے تو بھی خدا کی وحدانیت اور مسیح کی عبدیت کا انجیل سے ثبوت کامل
ہوتا ہے چنانچہ اوّل طمطاؤس ۲ باب ۵ میں لکھا ہے کہ خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے

بیچ ایک آدمی درمیانی ہے وہ عیسےٰ مسیح ہے انتہے - اور مرقس ۱۳ باب ۳۲
کی بابت لکھا ہے مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے
ہیں اور نہ بیٹا (یعنے مسیح ؑ) کوئی نہیں جانتا ہے انتہے اس آیت سے بخوبی ثابت
کہ حضرت عیسےٰ ؑ نے کبھی الوہیت کا دعوے نہیں کیا - کیونکہ اگر الوہیت کا دعوے
تو حضرت عیسےٰ ؑ اس طرح فرماتے کہ اُس دن کی بابت سوا باپ اور بیٹے کے فرشتے تک
جانتے فقط اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ متی ۲۴ باب ۳۶
اسی آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے **قولہ** یعنے اگر مسیح ؑ میں الوہیت تھی تو وہ کیوں نہ
جانتا تھا - اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح حقیقی انسان بھی تھا اور انسان ہو کر وہ بے حد
اور بے پایان نہیں تھا اور سب کچھ نہیں جانتا تھا جب لڑکا تھا (تب وہ اور لڑکوں کی
طرح) قد اور حکمت میں بڑھا (لوقا ۲ باب ۵۲) اور انسان ہو کر اُس نے انسان کے طور پر
کلام کیا - دلیلوں سے اپنی بات کو ثابت کیا پوچھا پڑھا سیکھا کھایا پیا (بہو کھا ہوا) لوقا
باب ۲ متی ۱۲ باب ۱۸ - اور مخزن مسیحی مطبوعہ اکتوبر ۱۸۶۸ء مشن پریس الہ آباد صفحہ ۹
میں پادری وانسش صاحب فرماتے ہیں کہ عیسےٰ ؑ ہمارا بڑا بھائی ہے وہ ہم لوگوں کی سی سرشت
رکھتا ہے انتہے - اور دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ سوال ۲۲ - اور سوال ۲۷ کے جواب صفحہ
۵۲ مطبوعہ ۱۸۶۹ء میں لکھا ہے کہ مسیح ؑ انسان کا بھائی ہوا انتہے - اور سوال ۲۳ -
سوال ۴۴ کے جواب صفحہ ۵۶ میں بھی اسی طرح ہے از میزان الحق مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۸ء بابۂ
پادری روڈلف باب ۲ فصل ۳ صفحہ ۱۱۷ -

اور میزان الحق چھاپہ مرزاپور ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ میں لکھا ہے کہ جسم کی رو سے عیسےٰ
کھانے اور پینے اور سونے اور جاگنے اور خوشی اور غم میں ہم سب آدمیوں کی طرح ہو کر انسان
کی مانند تھا اور عیسےٰ مسیح ؑ خود اقرار کرتا ہے کہ باپ مجھ سے بزرگ تر ہے اور میں نہیں آیا ہوں
کہ اپنی خواہش کو عمل میں لاؤں بلکہ اُس کی خواہش کو جس نے مجھے بھیجا اور اسواسطے کہ
مسیح انسان کے سلسلے کا واسطہ ہے اُس نے خدا سے مناجات مانگی انتہے - اور یوحنا
باب ۱۳ - ۱۷ میں مسیح ؑ نے حواریوں سے فرمایا کہ تم مجھے خداوند اور اُستاد کہتے ہو خوب کہتے ہو

Marfat.com

[illegible] نے جس طرح تمہارے پاؤں دہوئے تم بھی ایک دوسرے کے پاؤں دہو و۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے آقا سے بڑا نہیں اور نہ وہ جو بھیجا گیا اپنے بھیجنے والے سے انتہے۔ یہاں مسیح م نے ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا جس سے شاگردوں کو نصیحت اور مسیح کی عبدیت بفصل ظاہر ہوتی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شاگرد بھی حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھے صرف اُستاد اور خداوند کہتے تھے۔ اور مسیح م نے بھی اُن سے کہا کہ تم خوب کہتے ہو۔

پھر لوقا ۲۲ باب ۳۱ و ۳۲ میں مسیح م نے شمعون سے کہا میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے انتہے۔ اگر حضرت عیسےٰ کو الوہیت کا دعوے ہوتا تو یوں کہتے کہ میں نے تیرا ایمان بچایا مگر یہ کہا کہ تیرے لئے میں نے خدا سے دعا مانگی۔

اور یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں لکہا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے مسیح م نے مریم سے کہا مجھکو مت چھو کیونکہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا ہوں پر میرے بھائیوں (یعنے حواریوں) سے کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں فقط اس سے معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی نسبت باپ کا لفظ صرف عام محاورہ اس وقت کا تھا اور اللہ جل شانہ جیسے حواریوں کا خدا ویسے ہی حضرت عیسےٰ م کا بھی خدا ہے اگر کوئی کہے کہ مسیح م میں الوہیت اور انسانیت دونوں تہیں اور انسانیت کے سبب سے اُس نے ایسا کہا تھا تو میں کہتا ہوں کہ مسیح م نے یوحنا ۲۰ باب کے بموجب مصلوبی کے بعد پھر جی اُٹھکر یہ بات کہی تھی اُسوقت مسیح م میں انسانیت کہاں باقی رہی تھی کیونکہ انسانیت تو صلیب پر کھینچی گئی صرف الوہیت باقی تھی اور اگر بعد مصلوبی بھی مسیح م میں انسانیت باقی رہی تو عیسائیوں کا ایمان مسیح م کی قربانی پر بے کار ہو جاتا ہے کیونکہ لکہا ہے کہ انسان کا بدلہ انسان ہی سے لیا جائے گا پیدایش ۹ باب ۶ پس جبکہ بعد مصلوبی بھی انسانیت اُن میں باقی رہی تو عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ کیونکر ہوا اور قربانی کہاں گزری دونوں صورتوں میں عیسائی عقیدہ کا بطلان ظاہر ہے۔

پھر یوحنا ۱۴ باب ۲۸ میں مسیح م نے فرمایا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے انتہے۔ پس جبکہ

باپ بیٹا اور روح القدس ایک ہی ذات واحد خدا ہے تو اُن میں بڑا اور چھوٹا ہو
سے کیا خدا گھٹتا اور بڑھتا بھی رہتا ہے۔ معاذ اللہ مگر مطلب یہ کہ میں صرف بندہ ہو
وہ بزرگ خدا ہے۔

اور مرقس ۳ باب ۲۸ و ۲۹ میں ہے جو کوئی ابن آدم کے حق میں کفر بکے اُسے
کیا جائے گا مگر جو روح کے حق میں کفر بکے اُسے معاف نہو گا انتہے۔ یہاں مسیح یعنے
آدم کا رتبہ روح القدس سے کم معلوم ہوتا ہے اُس کی بابت حضرت داؤد فرماتے ہیں
یہوداہ آدم زاد کیا ہے کہ تو اُسے جانے اور ابن آدم کون ہے کہ تو اُسے شمار کرے۔ آدم
باطل چیز کی مانند ہے ۴۴ زبور ۳ و ۴۔ اگرچہ بموجب عقیدہ عیسائی الوہیت حضرت
میں بھی ویسی ہی تھی جیسی روح القدس میں بلکہ روح القدس آپ بیٹے یعنے مسیح سے پ
ہوا۔ دنیا میں ہر بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بیٹے سے پیدا ہوا۔

اور مرقس ۱۲ باب ۲۹ و ۳۱ میں لکھا ہے کہ یسوع نے اُس سے جواب میں کہا کہ سب
حکموں سے اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداو
ہے اور دوسرا جو اُسکی مانند ہے یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنی برابر پیار کر ان سے بڑا اور کو
حکم نہیں ہے انتہے۔ اس مقام میں ایک بڑا اشارہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اُس
پوچھنے والے سے فرمایا کہ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے الخ اگر الوہیت کا دعوے مسیح کو ہو تا
تو یوں کہتے کہ وہ خداوند جو تیرا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے مگر مسیح نے اس مقام پر
اپنی عبدیت کا مفصل بیان کر دیا پس اِن دونوں آیتوں سے بالکل حجت کا خاتمہ ہو سکتا
ہے کہ ایک ہی خدا ہے اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے (متی ۲۲ باب ۳۶) اب اِس
کے برخلاف اگر کوئی سیکڑوں دلیلیں لائے تو یقین کرنا بیجا ہے اور حضرت عیسےٰ نے بھی
یہی خاص وسیلہ نجات کا بتلایا ہے (لوقا ۱۰ باب ۲۵-۲۸) اور تمام توریت اور انجیل کا خلاصہ
بھی یہی ہے (متی ۲۲ باب ۳۷ و ۴۰)

یوحنا ۱۲ باب ۴۹ میں مسیح کا قول لکھا ہے کہ میں نے تو آپ سے نہیں کہا بلکہ با
نے جس نے مجھے بھیجا فرما دیا کہ میں کیا بولوں انتہے۔ اس مقام پر مسیح نے اپنی رسالت

جا کا لفظ کہکر بیان کردی کیونکہ اگر باپ اور بیٹا دونوں ذات واحد ہیں تو یہ کون ہے
کہتا ہے کہ میں نے تو آپ سے نہیں کہا بلکہ باپ نے جس نے مجھے بھیجا فرما دیا الخ
ب اگر کوئی کہے کہ انسانیت کی راہ سے یہ کہا تھا تو میں کہتا ہوں کہ الوہیت اُس وقت
مسیح میں سے کہاں چلی گئی تھی بلکہ اُس وقت بھی الوہیت ایسی ہی موجود تھی جیسی ہمیشہ
تی تھی۔

اب جو متی ۲۸ باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ مسیح نے آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردو
سے کہا کہ سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکر شاگرد کرو
تھے۔ اس کا ذکر اور کسی انجیل میں نہیں ہے۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو اور انجیلوں میں بھی
ور اس کا ذکر ہوتا۔ حالانکہ کسی میں نہیں ہے اور بالفرض اگر اسے مان بھی لیں تو غالباً اِس
کے معنے یہی ہوں گے کہ سب قوموں کو باپ کے نام سے جو خدا ہے اور بیٹے کے نام سے
اُس کا رسول ہے اور روح القدس سے پیدا ہوا ہے بپتسما دیکر شاگرد کرو اور یہ بات کچھ
عجب کی نہیں ہے کیونکہ خدا کے نام کے ساتھ اُس کے رسول کا بھی نام آنا ضرور ہے۔

اور متی ۲۷ باب ۲۹ میں لکھا ہے کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے (یعنے مسیح کے) سر پر رکھا
اور ایک سرکنڈا اُس کے ہاتھ میں دیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس پر ٹھٹھا مار کر کہا
اے یہودیوں کے بادشاہ سلام انتہے۔ اور لوقا ۲۳ باب ۳۶ و ۳۷ میں ہے کہ سپاہیوں
نے بھی اُس پر یعنے مسیح پر ہنسی کی انتہے۔ اور ہیرودیس نے اپنی فوج سمیت اُسے ناچیز
ٹھہرایا اور اُسے چمکیلی پوشاک پہنا کر اُس کا تمسخر کیا لوقا ۲۳ باب ۱۱۔ اور یوں ہی سردار کاہنوں
نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کر کہا اُس نے اوروں کو بچایا آپ کو نہیں بچا
سکتا متی ۲۷ باب ۴۱ و ۴۲۔ اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور سردار اُن کے ساتھ
ٹھٹھا کر کے کہتے تھے کہ اوروں کو بچایا اگر یہ مسیح خدا کا برگزیدہ ہے تو آپ کو بچاوے (لوقا ۲۳ باب ۳۵)
جو حوالات میں یسوع تھا اُس کو کوڑے مار کے ٹھٹھے میں اڑانے لگے (لوقا ۲۲ باب ۶۳)
فریسی جو دولت کو پیار کرتے تھے ان سب باتوں کو سنکر ٹھٹھے میں اڑانے لگے (لوقا ۱۶
باب ۱۴) باوجود اس کے اُس مصلوب کو خدا سمجھنا نہایت کفر ہے تم دنیا کو بادِ خدا ٹھہراؤ

میں نہیں اوڑایا جاتا (گلتیوں کا ۶ باب ۷) کیا خوب ہو کہ وہ تمہیں اچھی طرح ... اُسے مسخرہ بناؤ گے جس طرح کوئی آدمی دوسرے کو مسخرہ بناتا ہے۔ (ایوب ۱۳ باب ... اُس کی عظمت تمہیں نہیں ڈرا دے گی اور اُس کا رعب تم پر نہیں پڑے گا تمہاری ... باتیں تو راکھ کی مانند ہیں تمہارے ثبوت کے پشتے مٹی کے پشتے ہیں چپ ہو رہو ایوب باب ۱۱-۱۳-

اور عجیب بات یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے کے موافق اگر خدائے واحد تین ... کے ساتھ مشتمل ہے تو بھی اہل اسلام کا حال خوب ہے کہ خدائے واحد پر اُس کی سب ... کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کیونکہ اقانیم ثلاثہ بھی ذات واحد خدا سے جدا نہیں ہیں اور اگر اسلامی عقیدہ کے موافق خدا کی پاک ذات صرف واحد مطلق غیر اقانیم ثلاثہ ہے تو ... عیسائیوں کا حال خوب نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ عیسائی ہی نہیں جو تثلیث کا عقیدہ نہ رکھے:۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں سب کو اتفاق ہے اور جس میں کوئی ایسی کنہ نہیں جو زبردستی مان لینی پڑے اور سمجھ میں نہ آئے انتہے۔ اور پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۷۰ ... حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ٹوبن اور گبن اور پورسن صاحب اور ہورخین نے یہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہے کہ تین ہیں جو الخ (یوحنا نامہ اول ۵ باب ۷) جو مسئلہ تثلیث کی بنیاد ہے بالکل مصنوعی ہے اور کان مٹ صاحب خود اسبات کا مقر ہے کہ اس آیت کو میں کسی قدیم انجیل کے نسخہ میں نہیں پایا۔ حضرت عیسےٰ نے صرف خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی تلقین کی تھی مگر پلوس اور یوحنا حواریوں نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اس میں افلاطون کے غیر مفہوم مسئلہ کو تثلیث کا مسئلہ تھا داخل کر دیا۔ بنیاد مسئلہ یہ ہے کہ افلاطون نے اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو دو جسم فرض کیا ہے اگر لوک صاحب کی رائے درست ہے کہ مسلمان حضرت عیسےٰ کی رسالت کے قایل ہیں اور اُن کے معجزوں کا دل سے یقین کر...

وہ عیسائی ہیں - سر ولیم جونیر صاحب کی کتاب موسوم بہ ایشیاٹک رویو جلد اول صفحہ ۲
اسپرنگر صاحب کا قول ہے کہ یہود اور عیسائیوں کی افراط (یعنے توحید میں تثلیث کے
سے وغیرہ) سے واجبی رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی انتہے - ہندوستانی
ون کو خط مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۶۹ء مصنفہ پادری والس صاحب صفحہ ۲۰۷ جس
الہ آباد کی جگہہ اپنی کسی مصلحت سے لکھنؤ لکھدیا ہے - غرض اس کا مطلب یہ ہے
ذات الہی کی بابت جو کچھ عقیدہ واجب ہے اسلام کے سبب اہل عرب میں شایع ہوا -
ماحصل خدا کی وحدانیت پر تو عیسائی اور مسلمان دونوں گواہی دیتے ہیں بلکہ تینوں یعنے
یہودی بھی کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور وہی دعوے از روے شریعت درست اور صحیح ہے
جس پر دو یا تین گواہ بالاتفاق گواہی دیں (استثنا ۱۹ باب ۵-۲ قرنیتون ۱۳ باب ۱)
ہر جو بات دو یا تین گواہوں کے منہ سے ثابت ہو شریعت کے حکم کے موافق اُس کو مان
لینا ہر شخص پر فرض ہے اگرچہ بعید از قیاس ہو اور جبکہ باوجود تکملہ گواہان قریب قیاس بھی
وحدانیت الہی ہے تو اُس سے انکار اور گردن کشی کرنا کسقدر بغاوت اور انحراف بارگاہ الہی
سے ہے سو اس کتاب کے پڑہنے والے آپ ہی قیاس کرلیں گے - اور تثلیث کے
ثبوت میں صرف ایک ہی یعنے عیسائی گواہی ملتی ہے کہ جس کا مان لینا کسی شخص پر واجب
نہیں اگرچہ قریب قیاس ہو - اور جبکہ باوجود نقص شہادت بعید از قیاس بھی تثلیث کا ثبوت
ہے تو اُس کا مان لینا کسقدر غفلت اور نادانی عرفان حقیقی سے ہے سو اس کتاب کے پڑہنے
والے آپ ہی قیاس کرلیں گے -

اب اگر کوئی کہے کہ تثلیث کی گواہی بھی تو بت پرستوں وغیرہ سے عیسائیوں کو ملتی ہے
(دیکھو مفتاح الاسرار) تو اس کے جواب میں سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں تین قوم
یہودی اور عیسائی اور مسلمانوں کی گواہی سے مراد ہے اور بت پرستوں کے
ہی خدا نے باطل ٹھہرا کر بنی اسرائیل کو وحدانیت کا عقیدہ رکھنے کی تعلیم فرمائی اور اسی لیے
توریت نازل کی اُن کی گواہی خدا پرستوں کے مقابلے میں کب معتبر ٹھہر سکتی ہے نہ کہ کلام الہی
کے مقابلے میں - مگر جس طرح یہودی باوجود تعلیم وحدانیت (خروج ۲۰ باب ۳ اشعیاہ ۴۵ باب

Marfat.com

بت پرستی اور گوسالہ پرستی (خروج ۳۲ باب ۴ قاضیوں کا ۲ باب ۱۱-۱۲) کی طرف تھے اسی طرح عیسائی باوجود اقرار وحدانیت تثلیث کے عقیدہ کی طرف جھک پڑے اس معاملہ میں ان دونوں کا حال قریب قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اگرچہ خدا پہچانا تو بھی خدا کے لایق اس کی بزرگی اور شکرگزاری نہ کی بلکہ باطل خیالوں میں پڑ گئے اور کے نافہم دل تاریک ہو گئے۔ رومیوں کا ۱ باب ۲۱۔

اور حضرت عیسےٰ نے آپ بھی صاف صاف فرمایا کہ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اسدن (یعنے قیامت میں) بہتیرے مجھے کہیں گے۔ کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیؤوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کئے اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو ا نتہے۔

متی ۷ باب ۲۱-۲۲-۲۳۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے یعنے مسیح کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے والے کبھی بہشت میں داخل نہوں گے۔ بلکہ آسمانی باپ کی مرضی یعنے شریعت پر عمل کرنے والے نجات پاویں گے اور شریعت یعنی توریت میں صاف لکھا ہے وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲ باب ۲۹۔ اور استثنا ۶ باب ۴ و ۵۔ اور پھر یہ کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو (خروج ۲۰ باب ۳) اور حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ تو ہی اکیلا خدا ہے (داؤد کی نماز ۸۶ زبور ۱۰) اور یہوداہ ۲۵ آیت میں ہے خدا وحید حکیم اور ہمارا بچانے والا ہے۔ اور رومیوں کے ۱۶ باب ۲۷ میں واحد دانا خدا اول طماؤس ۱ باب ۷ میں ہے۔ اب ازلی بادشاہ غیر فانی نادیدنی واحد حکیم خدا کی عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہوئے آمین۔ اور اسی طرح انگریزی بیبل مہری مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے۔ اور بیبل فارسی مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے زیرا کہ تو عظیمی و اعمال عجیبہ را بجا می آوری تو بتنہا خدائی انتہے اور اسی طرح ۳۶ زبور ۴۔ اور ۷۲ زبور ۱۸ میں بھی ہے۔ اور اسی طرح متی ۴ باب ۱۰ میں بھی ہے

پس اگر مسیح کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے والے قیامت کے دن کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے لئے نبوت یعنے منادی نہیں کی وغیرہ تو حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں کہ اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو پھر یہ کہ جنہوں نے کرامتیں دکھلائیں وہ حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے کے سبب بہشت میں نجات نہ پائیں گے تو اس زمانہ کے لوگوں کا جو کرامات بھی نہیں دکھا سکتے حضرت عیسےٰ کو خدا کہنے کے سبب کیا حال ہوگا۔

سکرمنٹ ۳

رومن تواریخ کلیسیا ۳ باب ۲ حصہ ۶ ۳ شمار صفحہ ۹۷ میں لکھا ہے کہ ابیونی فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسےٰ کو محض آدمی جانتے تھے انتہیٰ۔

سنہ ۲۰۰ء میں ارتمن کا فرقہ پیدا ہوا اور اُس کا بھی یہی عقیدہ مسیح کی بابت تھا جیسا کہ ابیونی فرقہ کا۔

پھر اُسی تواریخ کلیسیا ۵ باب کے صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے کہ اسکندریہ کا ایک بزرگ اریوس نامی پہلے کلیسیا کے دین میں بدعت برپا ہونے کا باعث ہوا اُس شخص نے برملا عیسےٰ کی الوہیت سے انکار کیا اور یہ تعلیم دی کہ وہ صرف ایک مخلوق ہے اس بات کے فیصلہ کرنے کے واسطے ۳۲۵ء کو شہر نیس میں بڑی مجلس جمع کی گئی اُن میں سے تھوڑے آدمیوں کو چھوڑ سبھوں نے اریوس کی تعلیم کو باطل ٹھہرایا (یعنے اُنہیں لوگوں نے جو اریوس کی تعلیم کو باطل ٹھہراتے آئے تھے تھوڑے لوگ اریوس کی تعلیم کے قایل اور معتقد ہوگئے اور اُن لوگوں کے قول کو جنہوں نے اریوس کی تعلیم کو تسلیم نکیا تسلیم نکیا یعنی سمجھا) مگر اریوس کے مرنے کے بعد تک اُس تعلیم کے مباحثے کا آخر نہیں ہوا بیا بچہ شاہنشاہ کانستن تیوس نے اریوس کی تعلیم کو پسند کیا اور جو بڑی مجلسیں سنہ ۳۵۵ء و سنہ ۳۵۵ء میں آرلس اور میلن شہروں میں جمع ہوئیں اُن میں سے اکثر لوگ اُس تعلیم کو قبول کرتے تھے اِس دینی مباحثہ کے سبب بہت لوگ ستائے گئے بلکہ جان سے مارے گئے

Marfat.com

اور بڑی خون ریزی کی لڑائیاں ہوئیں اریوس کی تعلیم اُس کے پیچھے یا جوجی لنگوبردی۔ وِندلی لوگوں کے درمیان جاری ہوئی انتہےٰ۔

لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸ باب ۶ فصل ۱ میں لکھا ہے کہ تابعین اریوس کے شقاق کے باعث کلیسیائے مسیحی مرور دہور تک پراگندہ رہی۔ اریوس جو کہ اسکندریہ کے قسیسوں سے تھا اُس نے تثلیث کے دوسرے اقنوم کو ایک موجود جُدا اور کمتر اور مسیح کو یوں قرار دیا کہ وہ افضل المخلوقات ہے کہ جس کے وسیلہ خالق نے سارے کائنات بنائی۔ شورائے نیس نے جس کو قسطنطین نے ۳۲۵ء میں مجتمع کیا تھا اس اعتقاد کو مردود کیا پر اریوس اپنے عقیدہ کا معتقد رہا۔ یہ اعتقاد کئی قرنوں تک بڑا ہی مروج رہا اور اس میں سے کئی فرقے چنانچہ یونومیان اور سیمی اریوس اور یوسیبیان وغیرہ متفرع ہوئے انتہےٰ۔

اس کونسل نائیس کا مفصل حال سیل صاحب نے اس طرح پر لکھا ہے کہ ۳۲۵ء میں کونسل نائیس منعقد ہوئی اور اُس میں مسیح کی الوہیت جس کی مدت سے گفتگو پیش تھی تصفیہ ہوئی اس کونسل کے انعقاد کی وجہ یہ تھی جب اریوس نے جو مسیح کی الوہیت کا منکر تھا اپنے مسئلہ کو دونوں یوسی بیوسیئوں اور اور علما وغیرہ کی مدد سے خوب پھیلانا شروع کیا۔ اور اتھانیشیس اُس کا مقابل ہوا تب قسطنطین نے اس نزاع کو دیکھکر اس کونسل کے انعقاد کا حکم دیا سو اس کونسل میں تیرہ ۱۳ بشپ لوگوں اور بہتیرے پادریوں نے تثلیث سے انکار کیا اور بعض لوگ تثلیث کے تو قایل ہوئے مگر حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے داخل کرتے تھے۔ اسی سبب سے اُن لوگوں کا نام میریامائٹ رکھا گیا تھا لیکن جب بادشاہ نے علانیہ حکم دیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کرے گا اُس کا مال ضبط ہوکر جلاوطن کیا جائے گا۔ تب اکثروں نے بادشاہ کے خوف سے تثلیث کے عقیدہ پر دستخط کردیے سو اُس وقت سے تثلیث قایم ہوئی اور اتھانیشیس کا عقیدہ مشہور ہونے لگا۔

اور عرب میں ایک فرقہ تھا جس کو کالیریدینس کہتے تھے وہ بھی حضرت مریم کو تثلیث میں

داخل کرتے اور اُن کے لئے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے (دیکھو سیل صاحب کے مقدمہ ترجمہ قرآن) اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا کہ ایک فرقہ تھا کہ تثلیث اُن کے نزدیک یہی تھی یعنے خدا و عیسےٰؑ و مریم اور مدت سے وہ فرقہ معدوم ہو گیا انتہےٰ۔

اور عہد و پیمان حلفی جو کہ بہادروں کی طرف سے ہوا کرتا تھا وے اکثر اُس میں کنواری مریم کو خالق و خواتین کے درمیان جو کہ جمیع عزائم امور عظام کی اصل بانی تھیں گواہ پکڑتے تھے از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۹۷۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں کہ مسیحؑ کے عروج کے بعد آپ کے مقولوں کے دو مختلف ترجمے ہوئے اور انہیں انجیل کا نام دیا گیا پہلے انجیل حواریوں کے اعتماد پر جاری ہوئی اور دوسرے قسطنطین اعظم کے اس بادشاہ نے صرف اپنے ملک کو استحکام دینے کے لئے مذہب عیسائی اختیار کیا تھا اور یہ ایسا ظالم تھا کہ اُسے لوگ نیرو ثانی کہتے تھے۔ اس کے یہاں ایک مشہور انجمن تھی جس کو نیئس کہتے تھے۔ اس مجلس نے پہلے پہل ۳۲۴ء میں حضرت مسیحؑ کی خدائی کا مسئلہ نکالا سینٹ ہلیری جو چوتھی صدی میں پوائی ٹیئرز ضلع کا بشپ تھا اور اگلے زمانہ کے پادریوں میں تھا وہ اُن مذہبی تکراروں اور مناقشوں کو بہت ناپسند کرتا تھا جس کے سبب ہزارہا عیسائی مارے گئے اور اُن لوگوں سے ظلم ہوا جنہیں آپس میں بھائی بنکر رہنا چاہیے تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ بڑے افسوس اور خوف کی بات ہے کہ جس قدر ہم لوگوں میں رائیں ہیں اُسی قدر مسئلے ہیں اور جیسا جس کسی کا میلان ہے ویسا ہی اُس کا قدر ہے اور جتنی ہم میں خطائیں ہیں اُتنی ہی ہماری کفر گوئی اور بے ادبی ہے کیونکہ ہم لوگ مسئلے اپنے دل کی خواہش کے موافق بنا لیتے ہیں اور پھر اُن مسئلوں کو اُسی طرح بناوٹ سے بیان کر دیتے ہیں ہر سال نہیں بلکہ ہر مہینہ ہم نئے مذہب پوشیدہ گناہوں کے بیان کرنے کے لئے نکال لیتے ہیں انتہےٰ۔

فلٹن صاحب کی رائے یہ ہے کہ قسطنطین کے زمانہ سے بہت پہلے بھی اکثر عیسائی

لوگ خراب ہوگئے تھے اور اصول مذہب میں فتور آگیا تھا۔ مگر بعد ازاں جب اُس مذہب کی بہت قدر کی اور اُنہیں اعلیٰ اعلیٰ مرتبے دیئے تو یہ لوگ دولت کے خواہش اختیارات ملکی کے شایق ہوگئے اور اُنھوں نے مذہب عیسائی کو خراب کردیا انتہے جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۸۹۔

یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ تثلیث سے انکار کرتے اور صرف خدا کی طرف الوہیت منسوب کرتے ہیں۔ ساسینین فرقہ والے مسیح کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے سرتھس جو کہ سنہ ۱۰۰ء کے قریب تھا اُس نے اپنی تصنیف میں یہ باتیں لکھیں کہ مسیح کے ظاہر ہونے سے پیشتر وہ بزرگ خدا جو سب سے بڑا ہے بالکل نامعلوم تھا اور بڑی بڑی روحوں کے ساتھ بلند ترین آسمان پر جس کا نام پلیرومار ہا ہے اُس بزرگ خدا نے پہلے پہل بیٹا پیدا کیا اور اس سے کلمہ پیدا ہوا جو اُس پہلوٹھے بیٹے سے درجہ میں کم ٹھہرا پھر رافضی مذکور کا یہ خیال بھی تھا کہ مسیح اگرچہ اکثر روحوں سے نہایت برتر ٹھہرتا مگر ایک کمتر درجہ کی روح ہے چنانچہ دو اور روحیں بھی ہیں جو بزرگی میں مسیح سے ممتاز ہیں اُن میں سے ایک کا نام ضوی یعنے زندگی ہے اور دوسرے کا نام فوس یعنے روشنی ہے اور ان روحوں سے پھر چھوٹی چھوٹی روحیں نکلیں اور ایک خاص روح نے جس کا نام ڈیمیرگس تھا اِس دیدنی جہان کو اُس مادے سے جو ہمیشہ تک باقی رہنے کے قابل ہے بنایا یہ ڈیمیرگس اُس بزرگ خدا سے جو بلند ترین آسمان پر ہے جس کا نام پلیروما (یعنے صمد و کامل) ہے ناواقف تھا۔ اور اُن روحوں سے جو بالکل نادیدنی ہیں نہایت چھوٹا تھا۔ اور یہی اسرائیلیوں کا خاص خدا اور حامی تھا جس نے موسےٰ کو اسرائیلیوں کے پاس بھیجا اور اُن کو شریعت دی کہ ہمیشہ اُس پر عمل کیا کریں وہ کہتا تھا کہ عیسےٰ فقط ایک انسان ٹھہرا جو پاکیزگی اور انصاف میں نہایت ممتاز تھا اور وہ یوسف اور مریم کا حقیقی بیٹا تھا اور جب عیسےٰ بپتسما پا چکا تو مسیح اُس پر کبوتر کی صورت میں اُترا اور نامعلوم خدا کو اُس پر ظاہر کردیا اور اُسے معجزے دکھانے کی قدرت بخشی پھر کہتا ہے کہ روشنی کی روح یوحنا بپتسما دینے والے میں بھی اُسی طرح داخل ہوئی اور اسی واسطے بعضی بعضی باتوں میں یوحنا مسیح سے بڑھکر تھا اور جب

Marfat.com

سے ۲ اُس مسیح کے ساتھ ملگیا تو اُس نے یہودیوں کے خدا یعنے ڈمیئرگس کے ساتھ مقابلہ
یا اور اُسی خدا کی ترغیب سے یہودیوں کے سرداروں نے عیسےٰؑ کو پکڑ کر صلیب پر
ہینچا اور جب عیسےٰؑ کو گرفتار کر کے صلیب پر کھینچے کو لئے جاتے تھے تو مسیح ۲ آسمان پر
صعود کر گیا فقط عیسےٰؑ ذلت اور دردناک دُکھ کے ساتھ مارا گیا ۱۶ اور ایسا ہی کچھ نکلا ئیوں
عقیدہ تھا تمت کلامہ فقط از مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور مطبع ارفن سکول پادری
تہر صاحب مطبوعہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۵۳۔

مذہب برہم سماج کے علماء نے اِس کی بابت اپنے اخبار مذہبی ہادی حقیقت میں
ں درج کیا ہے۔

صاحب مہتمم نورافشاں (یعنے لدھیانہ کے پادری صاحب مہتمم اخبار نورافشاں) اپنے
ط میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کے تین پرسنس یعنے وجود ہیں اب ہمارے ناظرین منصف
ریں کہ تین شخص کبھی ایک ہو سکتے ہیں ایک سے زیادہ خدا وہ لوگ اور نورافشاں کے
رقہ کے عیسائی لوگ بھی مانتے ہیں اِن کے سوا باقی لوگ اور کئی قسم کے عیسائی بھی
دا کو واحد جانتے ہیں اور اسی بیبل سے وہ اپنا یہ اصول نکالتے ہیں مگر چونکہ بیبل ایک
م کی نہیں ہے اور اصلی بیبل کا کوئی پتہ نہیں اس لئے یورپ وامریکہ کے عالمونکی یہ
ائے ہے کہ کسی انجیل پر بھروسہ کلی نہیں کیا جاتا ہم آئندہ کو مختصر حال بیبلان جعلی کا
یا کریں گے۔ اب ہم صاحب نورافشاں کے لفظوں سے شروع ہوتے ہیں کہ
عیسےٰؑ خدا کی برابر بلکہ خدا ہے،، یہاں عیسیٰ تو اسم معرفہ ہے مگر نہیں معلوم کہ لفظ خدا
کس معنے میں لیا ہے۔ اگر خدا کو بطور اسم نکرہ استعمال کیا ہے (یوحنا ۱۰ باب ۳۴ ۳۵
یں ہے کہ میں نے کہا تم سب خدا ہو) تو کتنے ہی خدا ہوئے۔ اور اس جنس خدا
ر کہتے ہو کہ ایک عیسےٰؑ بھی ہے تو مہربانی فرماکر بتلادیں کہ کن صفتوں کا [illegible]
نی ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ یہ صفات عیسےٰؑ میں ہیں یا نہیں اگر ہوں گی تو البتہ
اِس نام سے پکارے جانے میں کچھ نقص نہیں مگر اس حالت میں اس کلام کے
لول معنے ہوں گے۔ مولا بخش آدمی کی برابر بلکہ آدمی ہے اس کلام کے کچھ معنے ہی

نہیں اور اگر لفظ خدا معرفہ ہوا (یوحنا ۱ باب ۳۰ میں ہے میں اور میرا باپ ایک ہیں)
اور خدا ان لفظوں سے ایک ہی مراد ہوئے اور پھر یہ کلام یوں ٹھہرا کہ مولا بخش مولا بخش کی
مولا بخش ہے اس کے معنے بھی ہم نہیں سمجھتے خیر نور افشاں کا دعوے جب وہ اچھی
کھول کر اور کسی مروجہ زبان کے محاورہ کے مطابق بیان کریں گے تب ہم پھر لکھیں
دانایان زمانہ ہیں اُن کے خیال سے تو مسئلہ تثلیث آ گیا ہے نہ کوئی سمجھدار عیسائی
ہندو اور نہ مسلمان نہ یہودی اس بات کو مانتا ہے مگر ہم اپنے اسکولوں کے طالبعلم
پوچھتے ہیں کہ پیارو تم نے زبدۃ الحساب میں کوئی ایسا قاعدہ دیکھا یا پانڈے ہے سے پڑھا کہ
تین ایک ہووے اور اے طالبعلمان کالج آپ نے بھی کوئی جبر مقابلہ میں ایسا قاعدہ پڑھا
کہ جس سے مساوات ذیل حل ہو سکے۔ ۱+۱+۱=۱

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات صرف بیبل پر منحصر ہے۔

جواب اوّل تو یہ ہے کہ کوئی بات صرف ایک گواہ کے تصدیق کرنے سے سچی نہیں ہوتی جبکہ
ایک گروہ کثیر اُس کے برعکس پختہ گواہی دیویں اور اگر ایسا ہوتا تو ہماری عدالتوں میں سارے مقدمے
سچ سچ ہی ہوتے۔

دوم یہ کہ جس بیبل کو آپ گواہ بناتے ہیں وہ اصل گواہ اس وقت موجود نہیں ہے۔

سوم اگر بالفرض اصلی گواہ یعنے اصلی بیبل موجود بھی ہوتی تو صاحب مہتمم نور افشان کے پاس کوئی
ایسی سند نہیں ہے کہ جس سے بیبل کے جو معنے وہ ٹھہراتے ہیں وہی اصلی معنے ہوں۔

چہارم ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ عیسےٰ نے اپنے کو دونوں جہان کا خالق اور مالک کہا ہو۔
صاحب اخبار نور افشاں یوحنا کی انجیل کا حوالہ دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ ولایت (انگلستان) میں دریافت سے ٹھیک معلوم نہیں ہوا ہے
کہ اس انجیل کا لکھنے والا کون تھا۔ اور کس زمانہ میں اور کس مقام پر یہ لکھی گئی تھی اہل یورپ کا
یہ خیال ہے کہ جب بعض عیسائی عیسےٰ کو حد سے زیادہ بلکہ برابر خدا کی عزت کرنے لگے اور کچھ
اُن میں سے اس بات کو کفر کہنے لگے تو کسی شخص نے یہ کتاب اپنے فرقہ کے اصولوں کو ثابت
کرنے کے لئے بنائی اور سب انجیلوں سے یوحنا کی انجیل ولایت میں زیادہ تر شکی وغیرہ

رکھی جاتی ہے لوگ خیال کرتے ہیں کہ کسی عیسائی نے جس کی بابت کچھ معلوم نہیں یہ
کتاب بنائی جس میں کچھ کچھ اوراانجیلوں سے نکال کچھ ایزاد وایجاد کرکے بھر دیا الخ (از ہادی حقیقت
نمبر ۴ مطبوعہ لاہور ۱۵ ر مئی ۱۸۷۳ء صفحہ ۳ و ۴)

سکرمنٹ ۴

اور مسیح کی آخری باتوں اور کاموں سے جیسے کہ پکڑوائے جانے کی رات بہت اضطراب
کے ساتھ دعا مانگنا اور ایلی ایلی لما سبقتنی پکارنا جس کے معنے یہ کہ اے میرے خدا اے
میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا نہایت تعجب ہوتا ہے کہ اگر وہ خدا تھا تو دعا کس سے
مانگا گیا۔ اور جبکہ مسیح میں الوہیت اسی طرح موجود تھی جیسے کہ انسانیت تو خدا نے کب
مسیح کو چھوڑ دیا کیونکہ الوہیت تو موجود تھی۔ اور اگر خدا نے چھوڑ دیا تو حضرت عیسےٰ نہ صرف
الوہیت سے بلکہ قرب الٰہی سے بھی جدا ہوئے لیکن استغفر اللہ یہ سب باتیں حضرت عیسےٰ
کے حال کے برخلاف ہیں۔
پھر علماء عیسائی کا روح القدس کی بابت یہ عقیدہ ہے جیسا کہ عقائد نامہ میں لکھا ہے
وہ ایک قوت ہے جو کہ باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے اور دراصل جیسا کہ باپ ویسا ہی بیٹا
ویسی ہی روح القدس یہ تینوں مرتبے میں برابر ہیں۔
اور اس کا مفصل حال کہ کیونکر اور کس سبب سے نکلتی ہے کوئی بیان نہیں کر سکتا
دیکھو میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۱۰۹
فانڈر صاحب نے مفتاح الاسرار میں بہت سی مثالیں موجودات میں تثلیث پائی جانے
کی لکھی ہیں لیکن وحدہ لاشریک کا عرفان دنیا کی خس وخاشاک سے حاصل ہونا محال
ہے کہ خداوند کہتا ہے کہ میرے تصور تمہارے تصور نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں
ہیں کہ جسقدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے
تصور تمہارے تصوروں سے بلند ہیں یسعیاہ ۵۵ باب ۸ و ۹۔
اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خدا کی ذات تین حقیقی نسبتوں سے مرکب ہے

Marfat.com

اور یہ عقیدہ الہامی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ وحدة لاشریک ... اور تجنیس کا محتاج نہیں ہے۔

چونکہ ترکیب کے لئے تفریق ضرور ہے یعنی جب تک تفریق نہ تھی ترکیب کیا ... کو بقول حکماء سلف مرکب کے لئے فنا بھی لازم ہے یعنے جب پھر تفریق اس میں ... ترکیب فنا ہوجائے گی اور خدائے واحد یہوداہ ازل سے ابد تک جیسا تھا ویسا ہی ہمیشہ تک بنا رہے گا۔

اعجاز قرآن مطبوعہ ۱۸۷ ... مصنفہ فاضل ریاضی دان بابو رام چندر عیسائی کے ... میں لکھا ہے کہ بعض یہود و نصاریٰ بداعتقاد ہوگئے تھے اور عقلی فیصلہ انہوں نے ... کہ فقط ایک خدا کی بندگی کرنی چاہیے جیسے کہ ابراہیم کا مذہب تھا نتیجے۔

علماء عیسائی توریت میں سے بھی بعضی باتوں کو تثلیث کی دلیل قرار دیتے ہیں چنانچہ پیدائش ا باب ۲۶ میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم آدم کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں الخ یہ ترجمہ کا طرز ایسا ہے جیسے کہ کئی شخص ہوں وہ سب ملکر ایک کام کرنا چاہیں اور آپس میں کہیں کہ ہم یہ کام کرنے دو اس طرز کلام کو اردو محاورہ کے بموجب اس طرح پر کہنا چاہیے اور خدا نے کہا آؤ ہم بناویں آدمی کو جب انگریزی مترجموں نے اس طرح پر اس کا ترجمہ کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تھا تب علماء عیسائی نے کہا کہ اس طرز کلام سے الہیت میں جمعیت وجودوں کی پائی جاتی ہے۔

اپی فینیس صاحب نے کہا کہ خدا نے یہ کلام صرف اپنے پیدا کئے ہوئے بیٹے سے جیسے کہ تمام ایماندار یعنے عیسائی یقین کرتے ہیں اور پھر یہ بات کہی کہ آدم باپ اور بیٹے اور روح القدس کے ہاتھ سے بنا۔

مگر جب غور کیا جائے تو یہ ترجمہ جو انگریزی مترجموں نے اختیار کیا ہے وہ کسی طرح عبری لفظوں سے نہیں نکلتا۔ اس مقام پر عبری کے صرف چار لفظ ہیں ایک (ویومر) جس کا ترجمہ ہے اور حکم کیا اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمہ کیا جاوے تو اس کا ترجمہ یہ ہے (اور کہا) لفظ ہے (الوہیم) جس کے معنے خدا کے ہیں۔

Marfat.com

تیسرا لفظ ہے (نعسہ) جس کے معنے ہیں بنادیں ہم۔ چوتھا لفظ آدم کا ہے پس تحت
لفظی ترجمہ اس کا یہ ہوا کہ (اور حکم کیا خدا نے بنادیں ہم آدم کو) تمام کتاب پیدایش میں
جہاں پہلا لفظ آیا ہے اُس سے یہ مراد لی گئی ہے کہ خدا نے چاہا اس تقدیر پر ترجمہ ان
الفاظ کا یہ ہوتا ہے کہ (اور چاہا خدا نے بنادیں ہم آدم کو) پس ان عبری لفظوں سے کسی طرح
یہ بات نہیں نکلتی کہ آدم کے بنانے پر خدا نے کسی سے مشورہ کیا ہو یا خدا کے ساتھ کسی نے
ملکر آدم کو بنایا ہو خصوصاً اُس صورت میں کہ اُس نے بارہا اُس کام کو اپنے ہی اوپر موقوف کہا
ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں ندوں گا عزت اس کام کی کسی کو یسعیاہ ۴۲ باب ۸ و ۴۸ باب ۱۱۔
باقی رہا لفظ نعسہ کا جو صیغہ جمع متکلم کا ہے اس کا استعمال ہر بڑا شخص اپنے لئے کرتا
ہے خدا تعالیٰ نے انسان کی عزت اور اُس کی قدر اور اُس کا مرتبہ جتانے کو بہت سے نشان
بیان فرمائے ہیں جیسے اُس کو اپنی صورت پر بنانا اور تمام حیوانات پر اُس کو سرداری دینا
اسی طرح اپنے آپ کو بھی ایسے لفظ سے بتایا ہے جس لفظ کا استعمال اس زمانہ کے
محاورہ کے موافق جب کہ حضرت موسےٰ کو وحی دی گئی ایک بڑے ذی اقتدار اور عظیم الشان
بادشاہ کو زیبا تھا تاکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظیم الشان پیدا کنندہ ظاہر کر کے زیادہ انسان
کی عظمت اور شرافت اور دیگر مخلوقات پر ثابت کرے۔
اسی طرح کا استعمال بہت دفعہ انسان بھی اپنے اوپر کیا کرتے ہیں مگر کبھی کسی کو ایسے متکلم
کے وجودوں کی جمعیت کا خیال بھی نہیں گزرتا چہ جائیکہ اُس واحد حقیقی کے اس طرح کلام
کرنے سے اُس پر وجودوں کی جمعیت کا گمان گزرے جس نے بارہا بتایا کہ میں اکیلا اور نرالا
ہوں میرا شریک دوسرا کوئی نہیں۔ خداوند خدا اسرائیل کا خدا مبارک ہے جو اکیلا عجائب کیا
کرتا ہے (۷۲ زبور ۱۸)
دوسری پیدایش ۳ باب ۲۲ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک و بد کی پہچان
میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی
لیکر کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔
اس آیت میں جو عبری یہ لفظ ہے (کاحد ممنو) اس پر علماء مسیحی نے بہت بحث کی ہے

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ ممنو جمع متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے اور اس لئے وہ اس آیت کا ترجمہ
کرتے ہیں اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند
ہوا اور جبکہ انہوں نے اس آیت کا اس طرح پر ترجمہ کیا تو اب وہ اس آیت سے علاقہ رکھنے والے
وجودوں کی تثلیث ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلاشبہ کوئی ایسا طرز کلام نہیں ہے کہ جس میں
کوئی تنہا شخص یہ کہہ سکے (کہ ہم میں سے ایک) یہ ایسا طرز کلام ہے جس کے کچھ معنے نہیں ہوتے
جبتک کہ اس میں ایک شخص سے زیادہ شامل نہوں۔

لیکن ممنو صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا نہیں ہے بلکہ غائب کا صیغہ ہے اور اس کے معنے
(اس میں سے) اصل میں یہ لفظ من نہو تھا اور یہ دو لفظ تھے ایک من دوسرا ہو اور
دو لفظوں کے بیچ میں ایک اور نون دونوں کے ملانے کو آیا ہے جیسے کہ عربی زبان میں اسی
عبری کے قاعدہ کے مطابق نون وقایہ کا آتا ہے بعد اس کے (ہی) نون سے بدلی گئی اور ادغام
ہوگیا اور تین نون ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اس لئے پہلا نون میم سے بدلا گیا اور دوسرا نون
تیسرے نون میں ادغام ہوگیا اور عبری زبان کے قاعدہ کے مطابق اس پر داغش یعنے
تشدید دی گئی جو علامت ہے حذف یا ادغام کی اور اس طرح پر یہ لفظ ممنو ہو گیا۔

اب ہم کو اس بات کی سند بیان کرنی چاہیے کہ کس وجہ سے ہم اس لفظ کو غائب کا
صیغہ کہتے ہیں۔ اس کے لئے سند یہ ہے کہ تمام اربع عسریم میں ممنو کا لفظ جس میں داغش
ہو جمع متکلم مع الغیر کے معنوں میں نہیں آیا بلکہ غائب کے معنوں میں آیا ہے۔ چنانچہ
غالباً تمام مقامات کتاب ہائے اقدس کو جنمیں لفظ ممنو کا مع داغش آیا ہے دیکھنا چاہئے
کہ ان میں سے صرف توریت میں استثنا تک اکسٹھ جگہہ یہ لفظ آیا ہے۔ اور انبیا
کے صحیفوں میں جہاں جہاں یہ لفظ ہے اُن کا شمار علحدہ ہے غرض تمام عہد عتیق میں جن
جگہوں میں یہ لفظ آیا ہے اُن میں تمام مقامات ایسے ہیں جن میں کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا
کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ نہیں ہے صرف تین مقام ایسے ہیں جن میں تکرار ہو سکتی ہے
مگر بہت سی دلیلیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ ان مقاموں میں بھی وہ
لفظ غائب کا صیغہ ہے غور کرنے کا مقام ہے کہ ابھی اس مقام سے پیشتر یہی لفظ استعمال

کہا گیا ہے اور سب نے بلا اختلاف اُس کے معنے غائب کے لئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس مقام میں اُس کے وہ معنے چھوڑ کر دوسرے معنے جمع متکلم مع الغیر کے جو کسی مقام پر نہیں لئے گئے لئے جاویں پس کچھ شبہ نہیں کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ ہے اور اُس کے معنے (اُس میں سے) کئے ہیں

ایک دوسرا عبری لفظ کاحد کا جو اسی آیت میں ہے اُس کا بھی ذکر کرنا مناسب ہے اُس کا ترجمہ علماء عیسائی نے ایک کیا ہے حالانکہ اُس کا ترجمہ یکتا ہونا چاہیے جس کو عربی میں وحید کہتے ہیں۔ چنانچہ انقلس نے جو ایک بہت بڑا عالم یہودی زبان کا ہے اُس کا ترجمہ یحیدی کیا ہے جو بمعنے وحید کے ہے علاوہ اس کے کتب مقدسہ کے چند مقاموں میں اس لفظ کے یہی معنے آئے ہیں جن میں سے دو مقام یہ ہیں ایوب ۳۴ باب ۱۳ غزل الغزلات، باب ۹۔ پس اس تمام گفتگو کے بعد اس آیت کا صحیح ترجمہ جو بالکل عبری لفظوں کے مطابق ہے اس طرح پر پڑھنا چاہیے (اور کہا خدائے معبود نے اب آدم ہوگیا یکتا اُن میں سے (یعنے حیوانوں میں سے) بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے۔

اب غور کرو کہ ان الفاظ سے جو اس آیت میں ہیں کسی طرح الٰہیت میں وجودوں کی جمعیت پائی نہیں جاتی۔ تفسیر رشی میں ربی شمعون یہودی عالم نے اس مقام کی تفسیر یوں لکھی ہے کہ خدا نے کہا دیکھو وہ یکتا ہے نیچے والوں میں جیسا کہ میں یکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اُس کی یکتائی جاننا نیک اور بد کا۔

تیسرے لفظ الوہیم (پیدایش ا باب ۱) یہ خدا کا اسم ذات نہیں بلکہ اسماء صفات میں سے ہے علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (برا) فعل واحد ہے اور الوہیم اس کا فاعل صیغہ جمع کا ہے اس طرز کلام سے پایا جاتا ہے کہ موسیٰ کو خدا کے وجودوں کی تثلیث ظاہر کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ یہ جمع کا صیغہ وجودوں کی کثرت ظاہر کرتا ہے اور فعل واحد کا اُس کے ساتھ لگانے سے خدا کی یکتائی ظاہر ہوتی ہے یعنے تثلیث میں توحید۔

اس خیال کو تمام اگلے اور حال کے یہودی جو عبری زبان کے محاورے سے بخوبی واقف

Marfat.com

ہیں صحیح نہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائی جاتی ہے نہ ... کی ثابت ہوتی ہے الوہیم کے لفظ کا مادہ الہ ہے بمعنے عبادت مگر یہ لفظ یہودی ... مستعمل نہیں ہے۔ الوہ کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے وہ مستعمل ہے اور ... معبود باطل دونوں معنوں میں اس کا استعمال آیا ہے الوہیم اسی لفظ سے بنا ہے ... معنے معبودان کے ہیں اور اس کا بھی استعمال معبود برحق اور معبودان باطل دونوں ... چنانچہ الوہ بمعنے معبود باطل دانیال ۱۱ باب ۳۷ و ۳۸ اور ۲ تواریخ ۳۲ باب ۱۵ حبقوق ۱۱۔ ایوب ۱۲ باب ۶۔ اور بمعنے معبود برحق نحمیاہ ۹ باب ۱۷۔

علاوہ اس کے یہ لفظ یعنے الوہیم بادشاہوں اور قاضیوں اور سرداروں اور فرشتوں کے معنے میں بھی آیا ہے جمعیت کے معنے اس لفظ میں لازم نہیں ہیں چنانچہ خروج ۴ باب ۱۶۔ اور ۷ باب ۱ میں خدا نے حضرت موسےٰ کو کہا کہ میں نے تجھے فرعون کے لئے الوہیم بنایا اور یہ بھی کہا کہ تو ہارون کے لئے الوہیم ہوگا ان آیتوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ لفظ اکیلے حضرت موسےٰ پر بولا گیا جن میں کسی طرح نہ تثلیث کے نہ جمعیت کے معنی ہیں۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ عبری زبان کے محاورے میں اس لفظ کا استعمال واحد ... جمع پر کیونکر آتا ہے سو ہم کتب مقدسہ پر غور کرنے سے پاتے ہیں کہ اکثر اس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنے میں معبودان باطل پر ہوا ہے اور بادشاہوں یا سرداروں یا قاضیوں فرشتوں پر اکثر بمعنے جمعیت اور کبھی بمعنے وحدت اور معبود برحق پر ہمیشہ بمعنے واحد حقیقی استعمال ہوا ہے پس بموجب اس استعمال کے ثابت ہوا کہ اس مقام پر جو الوہیم کا لفظ معبود برحق کے معنوں میں آیا ہے صرف وحدت حقیقی اس سے مراد ہے اور کسی طرح معنے جمعیت کے اس میں نہیں ہیں۔ پس جمعیت وجودوں کی اس لفظ سے ثابت نہیں ہوتی پھر یہ کہ اگر ذات واحد حقیقی کا عرفان تثلیث کے ساتھ لازم ہوتا تو اللہ رب العالمین اس بات کو بھی صاف صاف ظاہر کر دیتا جس طرح اپنی وحدانیت کو اس نے بار بار ... تا کہ حضرت موسےٰ یہی تعلیم یہودیوں کو دیتے۔ مگر کبھی حضرت موسےٰ نے ...

Marfat.com

سے اطلاع تک نہ تھی اور اس سے وہ سب باتیں جو لکھی ہیں کہ ابراہیم نے میرے دن دیکھے وغیرہ (یوحنا باب ۵۶) بالکل بناوٹ معلوم ہو گئیں کیونکہ حضرت ابراہیم کو تثلیث کے نام تک سے خبر نہ تھی اور نہ صرف حضرت ابراہیم بلکہ وہ تمام انبیاء بنی اسرائیل جن کا شمار ہزاروں سے زیادہ تھا اُن میں سے کوئی بھی تثلیث سے واقف نہ تھا کیا خدا نے اُن کو کامل عرفان نہ بخشا تھا تو اُن میں سے جن کا کلام توریت میں شامل ہے وہ الہامی کیوں سمجھا جاتا ہے پھر یہ کہ یہوواہ جو خدا کا اسم ذات ہے اس میں تثلیث کا ذکر تک نہیں ہے۔ اگر ذات الٰہی میں تثلیث ہوتی تو ضرور تھا کہ اسم ذات سے اُس کا ثبوت ہوتا حالانکہ وہاں اشارہ تک نہیں ہے۔

پھر یہ کہ خدا نے حضرت موسےٰ کو جو الوہیم کہا اگر اس سے وجودوں کی جمعیت [illegible] تو حضرت موسےٰ کا رتبہ حضرت عیسےٰ سے زیادہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت عیسےٰ کو بیٹے کا رتبہ حاصل تھا اور حضرت موسےٰ کو باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کا [illegible] حاصل تھا اور نہ صرف حضرت موسےٰ بلکہ اُن سب قاضیوں اور مفتیوں کو بھی [illegible] کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائی اگرچہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں ایک [illegible] ہے۔ لیکن یہ بھی ثابت ہے کہ باپ بیٹا نہیں ہے (متی ۲۷ باب ۴۶ اور [illegible] نہیں ہے (یوحنا ۱۶ باب ۷) اگر ایسا ہوتا تو تثلیث کا شمار کیونکر پورا ہوتا۔ کوئی عیسائی [illegible] کو بیٹا اور بیٹے کو روح القدس نہیں کہہ سکتا تینوں اقنوموں کے جدا جدا منصب [illegible] ایک کا نام دوسرے پر نہیں پکارا جاتا۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ پیدائش [illegible] میں ہے کہ روح خدا کے پانی پر جنبش کرتی تھی انتہےٰ۔ یہاں خدا لفظ الوہیم کا ترجمہ [illegible] روح الوہیم پس اگر الوہیم کے لفظ میں وجودوں کی جمعیت یعنے تثلیث ثابت [illegible] تثلیث میں بھی تین نام ہیں یعنے باپ اور بیٹا اور روح القدس اور [illegible] الوہیم پس باپ اور بیٹا اور روح القدس سے مراد تو الوہیم کو سمجھنا چاہیے اب یہ دوسرا روح القدس کہاں سے آگیا جو فرمایا کہ روح الوہیم کیونکہ روح کا لفظ مضاف ہے الوہیم کی طرف اور مضاف ہمیشہ مضاف الیہ کے سوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اب سنو الوہیم بمعنے جمع واسطے معبودان باطل کے استثنا ۱۳ باب ۱۰-۱
باب ۹ ۳ قاضیوں کا ۵ باب ۸۰ اور ۱۰ باب ۱۴-۱ اول سلاطین ۹ باب ۳- اور ۲
۱۹ باب ۱۸- اول تواریخ ۵ باب ۲۵- اور ۲ تواریخ ۱۳ باب ۹- اور ۲۵ باب ۱۴-
۹۷ زبور ۷- اور ۹۶ زبور ۲- اور یرمیاہ ۲۵ باب ۱۱- اور ۱۱ باب ۱۲- اور ۱۶ باب ۳-

الوہیم بمعنے بادشاہان وسرداران وقاضیان خروج ۲۲ باب ۲۸- استثنا ۱ باب
اور ۸۲ زبور ۱- اور ۱۳۸ زبور ۱- پیدایش ۶ باب ۲ و ۴ خروج ۲۱ باب ۶- اور ۲۲ باب
۹ و ۱۰-

الوہیم بمعنے فرشتگان اول سموئیل ۴ باب ۸- اور ۲۸ باب ۱۳- اور ۲ سموئیل ۷ باب ۲۳
اور ۸۲ زبور ۶- اور ۵۸ زبور ۵-

الوہیم بمعنے خدائے واحد حقیقی پیدایش ۱ باب ۱- اول سلاطین ۱۸ باب ۲۴ و ۳۹-

منادی

چونکہ کلیسیا مسیح کی زوجہ اور مسیح کلیسیا کا شوہر ہے ۲ قرنتیوں کا ۱۱ باب ۲- افسیوں
کا ۵ باب ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ تو زوجہ وہی پارسا گنی جاتی ہے جو ایک شوہر کی ہو اور جس نے دو
تین شوہر کئے وہ تو فاحشہ کہلائے گی پس یہ حال تثلیث کے معتقدوں کا ہے۔

اسلامی فرقوں میں بھی ایک فرقہ مشہور ہے جسے نصیری کہتے ہیں (آتش) ع
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا + اس فرقہ کے لوگ حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں جسطرح
نصارے حضرت عیسےؑ کو پس نصارے کو نصیری کے ساتھ ایک راس ہیں ان دونوں
یعنے نصارے اور نصیری کا عقیدے کی موافقت میں جوڑا ہے۔

لوقا ۲۴ باب ۳۹ میں ہے کہ مسیح نے حواریوں سے جبکہ وہ پھر زندہ ہونے میں
مسیح کے شک کرتے تھے فرمایا میرے ہاتھ اور پاؤں کو دیکھو کہ روح کو جسم اور ہڈی
نہیں جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اسکے یعنی کوئی بھوت یا آسیب نہیں ہے بصرف میں
ہی ہوں فقط اس سے بھی حضرت عیسےؑ کی انسانیت محض معلوم ہوتی ہے۔

کیونکہ خدا روح ہے (یوحنا ۴ باب ۲۴) اور روح میں جسم اور ہڈی نہیں ہوتی یعنے جسم
اور خون سے مراد انجیلی محاورہ میں انسانیت محض ہے بلکہ بعض جگہہ جسم اور خون
صرف خواہش نفسانی سے مراد ہے متی ۱۶ باب ۱۷-افسیوں کا ۶ باب ۱۲-پھر پہلے
قرنتیون کے ۱۵ باب ۵۰ میں لکھا ہے کہ جسم اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث
نہیں ہو سکتے انتہے یعنے نہ ایماندار ہو سکتے ہیں اور نہ بہشت میں جانے پائیں گے
لیکن یہ ایک لطیفہ ثبوت انسانیت محض مسیح کے بیان میں ہے ورنہ کون کہہ
سکتا ہے کہ مسیح نے اپنے ہاتھ پاؤں دکھا کر آپ کو محض جسمانی کہ جس سے مراد
صرف گناہ ہے ثابت کیا ہو۔

کلیسیا

عیسائی علما اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ جو کہ تثلیث میں سے
ایک اقنوم ہے اس ایک اقنوم میں بھی تین مرتبے شامل ہیں یعنے نبی اور بادشاہ اور
سردار کاہن اور یہ تینوں مرتبے حضرت عیسےٰ میں ہیں۔ دیکھو تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ
۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۹-۱۷۲-۱۷۶-اور دینی اور دنیوی تاریخ صفحہ ۲۶۲ میں بھی نبوت اور سلطنت
اور کہانت کا عہدہ رکھنا لکھا ہے اور اسی طرح دینی اور دنیوی تاریخ صفحہ ۶ میں بھی ہے۔
لیکن جس طرح تثلیث میں صرف ذات واحد الٰہی کے سوا دوسرے اور تیسرے اقنوم
کا پتہ نہیں اسی طرح حضرت عیسےٰ میں سوا ایک مرتبہ نبوت کے دوسرے اور تیسرے
مرتبے کا ثبوت نہیں ہے چنانچہ یوحنا ۱۸ باب ۳۶ میں یسوع نے جواب دیا کہ میری
بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے
نوکر لڑائی کرتے انتہے یعنے میرے پاس جنگ کرنے کے لائق فوج نہیں اس لئے
میں بادشاہ نہیں ہوں اور متی ۸ باب ۲۰ میں مسیح نے فرمایا کہ میری لومڑیوں کے بسیرے
اور پرندوں کو ماندیں ہیں مگر ابن آدم کو سر رکھنے کی جگہہ نہیں انتہے اور کاہن کے عہدہ پر
مقرر نہ ہونا تمام اناجیل اور حالات مسیح سے ظاہر ہے صرف عیسائی عقیدے میں

یہ ایک خیالی مضمون ہے کہ بادشاہ اس لئے کہ اُس کی بادشاہت روحانی
اور سردار کاہن اس لئے کہ مصلوب ہوکر قربان گزرانا۔ دیکھو عبرانیوں کا ۵ باب
اُس کی ۲ اور ۳ آیت اور ۷ باب وغیرہ غرض یہ کہ حضرت عیسےٰؑ کے صرف
نبوت کا ثبوت قرار واقعی ہے چنانچہ مسیح نے جب ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا
تو سب ڈر گئے اور خدا کی تعریف کر کے بولے کہ بڑا نبی ہم میں اوٹھا لوقا ۷ باب ۱۱۔
اور جب اُن پانچ ہزار آدمیوں نے جن کو مسیح نے پانچ روٹیوں سے کہلایا یہ معجزہ دیکھا
کہا فی الحقیقت وہ نبی جو جہان میں آنیوالا تھا یہی ہے ۱ انتھلے۔ اس سے ظاہر
کہ اُس وقت کے لوگ بھی حضرت عیسےٰؑ کے مرتبے نبوت کے ساتھ ظاہر ہونے
کے منتظر تھے نہ الوہیت کے ساتھ یوحنا ۶ باب ۱۴۔ اور اسی طرح اُس اندھے
نے جس کی مسیح نے آنکھیں کہولی تھیں پوچھنے والوں کو جواب دیا کہ وہ ایک نبی
ہے یوحنا ۹ باب ۱۷۔ اور مسیح نے آپ اپنے کو نبی کہا کہ نہیں ہو سکتا کہ نبی یروسلم
کے باہر ہلاک ہوا تھے لوقا ۱۳ باب ۳۳۔

لیکن یہ بات کہ کسی نبی کا مزار یروسلم کے باہر نہیں کچھ ضروری نہیں کیونکہ یوسف مصر
میں مدفون ہوئے اور حضرت موسےٰ سرزمین مواب میں استثنا ۳۴ باب ۵
اور حضرت آدم جب عدن سے نکلے تو یروسلم میں نہیں گئے تھے اور حضرت نوح اور
شیث اور حضرت ایوب یہ سب یروسلم سے باہر تھے اگر کوئی کہے کہ قریب دو سو برس
کے بعد حضرت یوسف کی ہڈیاں حضرت موسیٰ مصر سے لے آئے تھے دیکھو پیدایش
۵۰ باب ۲۶ اور خروج ۱۳ باب ۱۹۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضرت عیسےٰؑ کا قول
صرف یروسلم میں انبیاء علیہم السلام کی وفات سے علاقہ رکہتا ہے ورنہ حضرت عیسےٰؑ
تو بعقیدہ ... فقط تین ہی دن یروسلم میں مدفون رہے اور پھر آسمان پر تشریف لے
گئے اور حضرت یوسف تو قریب دو سو برس مصر میں مدفون رہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۰
اور حضرت حزقیل نبی بابل میں شہید ہوئے تھے اور سام بن نوح کی قبر میں مدفون ہوئے
اور حضرت دانیال نے بابل میں وفات پائی اور حضرت یرمیاہ مصر میں مقتول و مدفون

ئے اور عرصہ دراز کے بعد سکندریہ نے اسکندریہ میں لیجاکر دفن کیا تھا اور عزرا کا بن کنار دجلہ پر دفن ہیں دیکھو سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھہ اور پادری والش صاحب چھاپہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۶۵ء صفحہ ۵۶ سوال ۲۱۰ و ۲۱۱ وصفحہ ۵۷ سوال ۲۱۵ وصفحہ ۵۹ سوال ۲۲۵ صفحہ ۵۴ سوال ۲۰۳ وصفحہ ۲۸ سوال ۱۱۷ - اور بابل کی اسیری میں ستر برس کے عرصہ تک جتنے انبیاء بنی اسرائیل نے وفات پائی سب یروشلم کے باہر مدفون ہوئے تواریخ نادر العصر جغرافیہ ملک اودھ چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نولکشور ۱۸۶۳ء صفحہ ۹۴ بیان فیض آباد میں جو کہ لکھنؤ کے کمشنر صاحب کے واسطے تصنیف کی گئی لکھا ہے کہ فیض آباد کے قریب دو بڑی قبریں ہیں طول اُن کا سات سات آٹھہ آٹھہ گز سے کم نہوگا عوام اُن کو حضرت شیثؑ اور حضرت نوحؑ سے منسوب کرتے ہیں اور حضرت عیسےؑ کے حواریوں سے جنکا رتبہ انبیاء سلف سے زیادہ سمجھا جاتا ہے ۲ پطرس ۱ باب ۱۹ متی ۱۱ باب ۹ و ۱۰ اول قرنیتون کا ۱۲ باب ۲۸ -

اور میزان الحق چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۳ میں لکھا ہے **قولہ** اور سب پیغمبروں کی نسبت حواریوں کی رسالت کا مرتبہ بھی اعلےٰ ہے انتہٰے -

اُن میں سے پلوس رسول روم میں شہید ہوئے اور پطرس بھی روم میں صلیب پر کھینچے گئے اور لوقا یونان میں اور متی حبش میں اور مرقس اسکندریہ میں اور یوحنا شہر افسس میں اور یہوداہ فارس میں مجوسیوں کے ہاتھ سے مارا گیا از مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۴ -

اور حواریوں بھی حضرت عیسےؑ کو ہمیشہ نبی جانتے تھے چنانچہ لوقا ۲۴ باب ۱۹ میں مصلوبی کے بعد کا بیان ہے کہ دو شاگردوں نے کہا یسوع ناصری کے بارے میں جو نبی تھا انتہٰے یعنے مصلوبی کے بعد تک بھی حواریوں کا مسیح کے حق میں نبی ہونے کا عقیدہ تھا -

مرقس ۶ باب ۴ میں مسیح نے اپنی بابت فرمایا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اسی طرح متی ۱۳ باب ۵۷ - اور لوقا ۴ باب ۲۴ - اور یوحنا ۴ باب ۴۴ میں بھی ہے

Marfat.com

اب چاروں انجیلوں میں جو حضرت عیسےٰؑ کے نبی ہونے کی با
تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ نہ خدا کی ذات واحد میں تین اقنوم کا ہونا ثابت ہے اور
اقنوم میں جو کہ عیسائی لوگ حضرت عیسےٰؑ کی طرف عقیدہ رکھتے ہیں۔ تین مرتبوں سے
وکہانت ونبوت کا جمع ہونا ثابت ہے۔ بلکہ جس طرح خدا کی ذات واحد مطلق سے
طرح حضرت عیسےٰؑ میں بھی صرف نبوت کے مرتبہ کا اطلاق ہے یہ وہ راہ ہے جس
تین شاخیں پھوٹی ہیں ایک سیدھی راہ اور دو داہنی اور بائیں طرف ہیں اگر سیدھی ر
کوئی چلنا چاہے تو تنگ ہے یہ راہ اور تھوڑی ہیں جو اس میں داخل ہوتی ہیں کیونکہ
راہ چلنے والوں کو بہشت تک پہنچاتی ہے اور اگر داہنی یا بائیں طرف کی راہ پر کوئی مڑے
کشادہ ہے وہ راہ اور بہت ہیں جو اس میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ وہ راہ چلنے والوں
دوزخ تک پہنچاتی ہے جیسا کہ استثنا کے ۵ باب ۳۲ و ۳۳ میں لکھا ہے تم
بالکل اسی راہ پر جو خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمائی (استثناء باب ۴-۹) چلے چلو
اور داہنے یا بائیں کو نہ مڑو ا نتھے۔ بس اسلامی عقیدے کے بموجب مسیح کی رسالت اور
خدا کی وحدانیت کا تو عیسائی علماء کو بھی ہر طرح اقرار ہے۔ اب عیسائی عقیدے کے
بموجب تثلیث اور مسیح کی الوہیت کا ثبوت اسی طرح پر کہ اہل اسلام بھی اقرار کریں
عیسائی علماء کے ذمہ ہے اور یہی بات اگر پسند آئے تو حجت تمام ہونے کے لئے
کافی ہے۔

کلیسیاہ

کہ جس میں دو سکرمنٹ اور ایک منادی ہے

سکرمنٹ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا
وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط (سورہ نساء رکوع ۲۲)

اور نہیں مارا اُس کو اور نہ صلیب دی اُس کو و لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے اُن کے

علماء عیسائی بالکل اس کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ نے صلیب پائی اور تین دن قبر میں رہکر پھر جی اُٹھے اور کئی بار حواریوں کو دکھائی دیے۔

۱ لیکن سب انجیلوں کے پچھلے باب پڑھنے سے ثابت ہے کہ سوائے گیارہ حواریوں کے اور کسی نے مسیح کو پھر جی اُٹھا ہوا نہیں دیکھا۔ چنانچہ اعمال ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ میں لکھا ہے کہ اُس کو یعنے مسیح کو خدا نے تیسرے دن اُٹھایا اور ظاہر کر دکھایا ساری قوم پر نہیں بلکہ اُن گواہوں پر کہ آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنے ہم پر اسے اور اعمال ۱۳ باب ۳۱ سے بھی ظاہر ہے کہ اُنہیں حواریوں کے سوا کسی نے نہیں دیکھا اور اسی طرح مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں بھی گیارہ حواریوں کا جنہوں نے یہ ماجرا دیکھا ذکر ہے لیکن اوّل قرنیتون کے ۱۵ باب ۵ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ بارہوں کو دکھائی دیا اور ظاہر ہے کہ اُس وقت بارہ حواری کہاں تھے وہ بارہواں تو مسیح کے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد مقرر ہوا تھا۔ تب تو بھی اُنکی نوبت آئی نہیں تو زبانی مسیح سے پوچھ لیتے اعمال ۱ باب

بعد اس کے اول قرنیتون کے ۱۵ باب ۶ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ پانچسو بھائیوں سے زیادہ تھے جنہیں وہ ایکبار دکھائی دیا تھا۔ اس پانچسو نے اُن باتوں کو بھی جو انجیل میں مسیح کے دکھائی دینے کی بابت لکھی ہیں بالکل ثابت کر دیا۔ انجیلوں میں تو گیارہ کے سوا بارہ تک کا ذکر نہیں ہے کہ جنہوں نے مسیح کو دیکھا مگر پلوس نے نہ صرف بیس تیس یا پچاس ساٹھ بلکہ پانچسو ... کا ایکبارگی شمار لکھ دیا اگرچہ پانچسو تو کیا دو سو شاگرد بھی مسیح کے سب نہ تھے اعمال ۱ باب ۱۵۔ اور چونکہ انجیلوں میں اس کا ذکر نہیں ہے اس لئے پلوس رسول کو اتنا فقرہ اور بڑھانا پڑا کہ اکثر اُن میں سے ابتک موجود ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اُن دیکھنے والوں سے منکر

پلوس نے یہ بات لکھی مگر متی اور یوحنا اور پطرس وغیرہ دو انجیلوں اور چند نامجات شمولہ اناجیل کے مصنف جو کہ مسیح کے مقرب حواری ہیں کیا یہ اُن پانچسو میں نہ تھے جو اپنی تصنیفوں میں اس کا ذکر کرتے اور اگر کبھی اُن میں نہ تھے تو اور کہاں سے آئے جو پانچسو زیادہ جمع ہو گئے اور لوقا اور مرقس جنہوں نے بقول علماء عیسائی انہیں پلوس اور پطرس کے بتانے سے اپنی اپنی انجیلیں لکھیں اور اعمال کی کتاب انہوں نے بھی بارہ تک کا ذکر نہیں کیا چہ جائے کہ پانچسو سے زیادہ اور خاصکر لوقا نے بقول علماء عیسائی پلوس ہی سے دریافت کر کے مسیح کا حال لکھا اور تو بھی صرف گیارہ حواریوں کے سوا کسی نے بھی بارہ تک کا نام نہیں لکھا ہے اور وہی لوقا کتاب اعمال میں پطرس کا قول ا باب ۲۲ و ۴۱ میں اور پلوس کا قول ۱۳ باب ۳۱ میں لکھتا ہے کہ سوا حواریوں کے جو کہ صرف گیارہ تھے اور کسی نے مسیح کو جی اٹھا ہوا نہیں دیکھا اس سے یہ ساری بناوٹیں مصلوبی مسیح اور پھر جی اُٹھنے وغیرہ کی صاف صاف ظاہر ہیں یعنے جب کہ جی اُٹھنا ثابت نہیں ہے تو مصلوبی پہلے ہی غلط ہو گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں اس کے سوا جبکہ جی اٹھا ہوا دیکھنے والے پانچ پانچسو جھوٹے گواہ ٹھہرائے گئے تو مصلوبی جس کے وقوع سے پیشتر ہی سب شاگرد بھاگ گئے تھے کیونکر صحیح ٹھہر سکتی ہے اور یہ جو لکھا ہے کہ یوحنا سے زیادہ مسیح کے شاگرد ہوئے تھے (یوحنا ۴ باب ۱) تو وہاں کچھ شمار نہیں لکھا ہے اور اس کے سوا بہت شاگرد برگشتہ بھی ہو گئے تھے حضرت عیسیٰ کے سامنے ہی (یوحنا ۶ باب ۶۶) اور اعمال ا باب ۱۵ میں جو شمار شاگردوں کا لکھا ہے یہ مسیح کے عروج کے بعد کا ذکر ہے اس لئے اُس شمار سے ہرگز زیادہ نہ تھے۔

پھر یہ کہ تھوما جو مسیح کے اور رسولوں پر ظاہر ہونے کے وقت حاضر نہ تھا اس امر میں اسقدر کم اعتقاد تھا کہ اُس نے اس مقدمہ میں اور شاگردوں کی گواہی بھی نہ مانی اور کہا کہ جبتک میں آپ اُسے نہ دیکھوں اور نہ ٹٹولوں تب تک کبھی یقین نہ کرونگا یوحنا ۲۰ باب ۲۴ و ۲۵ پس جبکہ تھوما نے اپنے ساتھی رسولوں کو سچا نہ جانا تو اس زمانہ کے لوگوں کو کب لے مان لینا چاہیے جبتک اُسے اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔

Marfat.com

ولادت یہودی یوسیفس مورخ ۳۷ء میں ہوئی اُس کی کتاب میں جناب مسیح کی نسبت یہ فقرہ مرقوم ہے کہ جناب مسیح ایک دانشمند آدمی تھے اُن سے معجزات اور خرق عادات ظہور میں آئے وہ مصلوب ہو کر مدفون ہوئے اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے انتہیٰ۔ ڈاکٹر پاسلر نامی عالم و فاضل اپنی کتاب لیٹرس ٹو دی کلرجی کے صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں کہ جب مورخ مذکور کی کتاب میں یہ فقرہ زمانہ کے لوگوں کی نظر سے گزرا تو ان کو اس میں شبہ ہوا کہ یہ مورخ مذکور کا کلام ہے کیونکہ مورخ مذکور یہودی تھا اور یہودی حضرت مسیح کو مصلوب کے بانی [illegible] اس طرح وہ باوجود یہودی ہونے کے جناب مسیح کی نسبت ایسی شہادت [illegible] کے خلاف اور سراسر یہودیوں کے باعث شکست ہو [illegible] تحقیق معلوم ہوا کہ مورخ مذکور نے وہ فقرہ ہرگز نہ لکھا تھا بلکہ پادریوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لئے یہ فقرہ بڑھا دیا ہے لہذا محققین نے اس بات کا پادریوں پر الزام لگایا اول تو پادری صاحبوں نے انکار کیا مگر آخر میں چونکہ محققین کے دلائل قوی تھے لاچار ہو کر اقرار کیا کہ ہم نے یہ فقرہ مورخ مذکور کی کتاب میں لوگوں کو اعتقاد دلانے کے لئے الحاق کر دیا ہے۔ ڈاکٹر لارڈنر۔ بشپ واربرٹن۔ [illegible] گبن وغیرہ نے جو دین مسیحی کے معاون و مددگار ہیں اسے تسلیم کیا ہے کہ بیشک یہ فقرہ مورخ مذکور کی کتاب میں نہ تھا بلکہ پادریوں نے پیچھے سے الحاق کر دیا ہے۔

۳ یوحنا ۲۰ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ مریم مگدلینی نے مسیح کو [illegible] تیسرے دن مسیح کو کھڑے دیکھا پر نہ پہچانا کہ وہ یسوع ہے انتہیٰ اور اس میں [illegible] ہے مثلاً لوقا ۲۴ باب ۱۲ و ۵ و ۶ میں لکھا ہے کہ مریم مگدلینی [illegible] یسوع کے جی اُٹھنے کا حال جا کر شاگردوں کو خبر دی [illegible] سے ظاہر ہے کہ مریم مگدلینی کو خود مسیح کے جی اُٹھنے کی خبر [illegible] یسوع کو نہیں دیکھا تھا وہ جانتی تھی کہ یسوع کی لاش کوئی اُٹھا کر لے گیا ہے اور جب یسوع کو دیکھا تب بھی اُسے نہ پہچانا بلکہ سمجھی کہ کوئی باغبان ہے فقط اور اِن میں

Marfat.com

بھی اختلاف ہے۔ مرقس ۱۶ باب ۹ میں ہے کہ یسوع قبر سے جی اٹھ کے
مریم مگدلینی کو دکھائی دیا اور لوقا ۲۴ باب ۱۳ و ۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مردوں
یا شمعون کو پہلے دکھائی دیا متی ۲۸ باب ۹ میں ہے مریم نے یسوع کو دیکھکر اُس کے پاؤں
پکڑے اور یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں ہے کہ یسوع نے کہا مجھکو مت چھو کیونکہ میں ہنوز اپنے
باپ کے پاس نہیں گیا۔

پھر یوحنا ۲۰ باب ۱۲ میں ہے کہ مریم نے دو فرشتے یسوع کی قبر میں بیٹھے دیکھے لوقا
۲۴ باب ۴ میں ہے کہ دو شخص اپنے پاس کھڑے دیکھے اور مرقس ۱۶ باب ۵ میں
ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے ہوئے قبر میں بیٹھے دیکھا اور متی ۲۸ باب ۲ میں ہے
ایک فرشتے کو قبر کے باہر پتھر پر بیٹھے دیکھا۔ اب دیکھئے کہ ایک بات چار انجیلوں میں کس
طرح پر لکھی ہے۔

۳ پھر یہ جو لکھا ہے کہ عورتیں خوشبوئیاں لیکر یسوع کی لاش پر تیسرے دن لگانے آئیں
مرقس ۱۶ باب ۱ لوقا ۲۴ باب ۱ یہ سراسر غلط ظاہر ہے کیونکہ ساٹھ رومی سپاہیوں کا
پہرہ قبر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سوا قبر کے مُنہ پر ایک بڑا پتھر رکھا اور اُس پر مہر کی متی ۲۷
باب ۶۰ و ۶۶ اور رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۸ باب ۱۵ آیت پر صفحہ ۲۳۳ ایسے
حال میں یہ عورتیں کیونکر امید رکھتی تھیں کہ لاش پر عطر لگانے پائیں گی کیا وہ ایسی بے عقل
تھیں اور رومی فوج میں یہ قانون تھا کہ جو کوئی سپاہی اپنے پہرے پر سو جائے تو قتل کیا
جائے رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۸ باب ۱۴ آیت پر پھر اگر کوئی یہ سمجھے کہ انہیں
مسیح کے جی اُٹھنے کا یقین تھا تو یہ بات ہرگز کسی انجیل سے ثابت نہیں ہے اور
مرقس ۱۶ باب ۳ میں جو لکھا ہے اور آپس میں (یہ عورتیں) کہنے لگیں کہ ہمارے لئے
پتھر کو قبر کے دروازے پر سے کون ڈھلکا دے گا انتہٰی۔ اس سے یہ شبہ بالکل رفع ہوسکتا
ہے یعنے اگر انہیں یقین ہوتا کہ یسوع زندہ ہوگیا تو پتھر ڈھلکانے کی بابت فکرمند ہونے کا
کیا سبب تھا بلکہ قبر پر جانا کیا ضرور تھا کیونکہ زندہ ہونے کے بعد یسوع کو پھر قبر
سے کیا علاقہ تھا چنانچہ لوقا ۲۴ باب ۳-۱۱ اور خاصکر یوحنا ۲۰ باب ۹ کو دیکھنا چاہئے

تی ۲۷ باب ۳-۶۳ اور ۱۲ باب ۴ میں جو کہ مسیح کا قول لکھا ہے کہ میں تین دن زمین کے
بیچ رہوں گا انتہٰی اس سے شاید مراد یہ ہے کہ مسیح نے تین برس زمین پر نبوت کا کام
کیا تھا پھر آسمان پر اوٹھائے گئے کیونکہ صرف دو رات اور ایک دن مسیح انجیل کے بموجب
زمین میں رہے تھے کیونکہ نبیوں کا ایک دن ایک سال سے مراد ہے دیکھو حزقئیل ۴ باب ۶ آیت
تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۰ میں جسے پہلے ڈاکٹر جان مکلوڈ
صاحب نے تصنیف کیا اور ۱۸۳۰ء میں چھپی لکھا ہے کہ اکثر عالموں نے کلام الٰہی
کی تفسیر میں ایک دن کو ایک برس تصور کیا ہے اور قدیم یہودی اور سب مسیحی عالم بھی اس بات پر
متفق ہیں انتہٰی۔

۴ پھر مسیح کی مصلوبی کے وقت کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں ہے مرقس ۱۵ باب ۲۵ آیت میں لکھا
ہے کہ تیسرا گھنٹا یعنے نو ۹ بجے اور یوحنا ۱۹ باب ۱۴ میں ہے کہ چھٹے گھنٹے یعنے بارہ بجے
صلیب دیے گئے ایک کتاب ہیلیس آف اناسس کرونالاجیکا میں جو کہ لاطینی سے انگریزی
میں ترجمہ ہوئی ہے باب صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے کہ اسی طرح انہوں نے سنا (یعنے یہود نے) کہ
وہ جادوگر ہے تا کہ انہوں نے آدمیوں کو دوسرے کمرے میں چھپا کر کھڑا کیا کہ اس پر گواہی دیں اور
پھر دوسرے دن شام کے وقت انہوں نے اُسے صلیب پر لٹکایا۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا
ہے کہ عید فصح کے وقت یعنے پہر دن چڑھے ہے کے بعد جو برہ ذبح کرنے کا وقت ہے
صلیب تک پہنچا کیونکہ دوپہر سے لیکر تیسرے پہر تک تو ساری زمین پر اندھیرا رہا
متی ۲۷ باب ۴۵ مگر یہ اندھیرا چھا گیا جو لکھا ہے شاید اُس دن بدلی ہو گئی ہو اور یہ جو لکھا
ہے کہ قبریں کھل گئیں اور مردے جی اٹھے اس کا بالکل اعتبار نہیں کیونکہ اس کا کوئی
سبب نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت عیسےٰ کی قبر پر پہرہ بٹھایا تھا
جس نے مردوں کو قبر سے زندہ نکالا وہ آپ سپاہیوں کی حفاظت
میں رہے گا مگر پہرہ تو صرف اس لیے تھا تا کہ کوئی لاش کو چرا کر نہ لے جائے چنانچہ متی

---

۵ ہیلیس بالکسر و اجتماع ساکنین نام مصنف اناسس بالفتح و لام مکسور و سین مفتوح یعنے خدا مصدر و نام حکام یونانی
قدیم مکسور بمعنے زمانہ ۱۲

Marfat.com

عیسائی مسیحؑ کا پھر زندہ ہونا سمجھتے ہیں یہودیوں میں اُس مصلوب کی لاش
سے ہے متی ۲۸ باب ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ اور اگر مصلوبی کے وقت یہ معجزے ظاہر ہوئے ہو
فوراً معلوم کر لیتے کہ یہ مسیح موعود ہے۔

اور شاگرد تو مسیحؑ کی گرفتاری کے وقت سب بھاگ گئے تھے یہ دیکھا کس
زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے اور لاشیں قبروں سے جی اُٹھکر نکل آئیں اور اندھیرا چھا گیا
انجیل یوحنا کے بموجب یوحنا اُس وقت حاضر تھا تو یوحنا نے اِن باتوں کا مطلق ذکر
لکھا ہے اور متی نے جو حاضر نہ تھا یہ سب عجائبات کہاں سے دیکھے۔ اِس کی بابت
پانیر اخبار انگریزی مطبوعہ جون و جولائی ۱۸۷۵ء میں سے کسی ایک پرچہ میں ایک
عالم کا قول میں نے دیکھا وہو ہذا **قولہ** ایک اور ایسا ہی مضمون ہے جسے ناظرین پڑھ
ہوئے سمجھ جائیں کہ جعلی ہے یہ ہے انجیل متی میں اور صرف اسی میں ہے کہ جب حضرت
عیسےٰؑ نے اپنی جان دی قبریں کھل گئیں اور بہت مُردے نکل آئے اور لوگوں کو شہر میں
نظر آئے کیا یہ سچ ہے اور تعلیمات بیبل کو بغیر جھوٹا کئے یہ سچ ہو سکتا ہے یہ صریح جھو
ہے اب خیال کیجئے کہ ایک حواری نے لکھا ہے کہ وہ جسم جو بربادی میں دفن ہوا سلا
میں اُٹھے گا وہ مُردے جو قبر سے نکلے ہوں گے پھر اُن میں نجا سکے ہوں گے ابتک ہمارے
ہی ساتھ زمین پر ہوں گے مگر ایوب میں لکھا ہے کہ کوئی انسان قیامت سے پہلے اُٹھ
نہیں سکتا (ایوب ۷ باب ۹ و ۱۰) اب یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ کس طرح
آیتیں ۵۲ و ۵۳ (متی ۲۷ باب کی) بے موقع ہوئیں اور کس طرح اِن کا سلسلہ
مضمون ۵۱ و ۵۴ سے قطع ہو گیا موقع یوں تھا کہ ۵۱ میں زلزلہ کا بیان اور ۵۴ میں صوبہ
کا اِس موقع پر حیران ہونا یہ دونوں باقی آیتیں مصنوعی رہگئیں مگر ہم لوگ انہیں صرف
سچی ہی نہیں جانتے بلکہ کوششیں ہیں کہ ایک اور مہمل بات کا یقین کرا کے
جہالت بڑھاویں انتہے۔

۵ پھر اگر مصلوبی کے وقت آفتاب سیاہ ہو جاتا تو بلاطوس اُسی وقت مسیحؑ کا رتبہ
پہچان کر یہودیوں کو خوب سزا دیتا اور جبکہ اُس کی جورو نے بھی رات کو کچھ خوفناک خواب

تا تو اندھیرا چھا جانے کے وقت بالکل اُسے مسیح کے رتبہ کا یقین ہو جاتا متی
باب ۱۹-
پھر لوقا ۲۳ باب ۲۶- اور مرقس ۱۵ باب ۲۱- اور متی ۲۷ باب ۳۲ میں لکھا ہے کہ
کی صلیب شمعون قرینی پر رکھکر لے چلے تھے اور یوحنا ۱۹ باب ۱۷ میں لکھا ہے کہ یسوع
آپ اپنی صلیب اوٹھائی تھی۔
پھر متی ۲۷ باب ۴۴ میں ہے کہ دو چور صلیب پر مسیح کو برا کہتے تھے اور لوقا ۲۳ باب
لکھا ہے کہ ایک چور برا کہتا تھا اور دوسرا اچھا۔
پھر کتبہ جو یسوع کی صلیب پر لگایا گیا تھا اُس کی عبارت یوحنا ۱۹ باب ۱۹ میں لکھی ہے
ع ناصری یہودیوں کا بادشاہ اور متی ۲۷ باب ۳۷ میں لکھا ہے یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ
ہے یعنے ناصری کا لفظ نہیں ہے اور مرقس ۱۵ باب ۲۶- اور لوقا ۲۳ باب ۳۸ میں
لفظ مطلق نہیں ہے۔
پھر متی ۲۶ باب ۵۶ میں ہے کہ سب شاگرد اُسے چھوڑکر بھاگ گئے اور اسی طرح
س ۱۴ باب ۵۰ میں ہے تب وے اُسے چھوڑکر بھاگ گئے اور لوقا ۲۳ باب ۴۹ میں
ہے عورتیں وغیرہ مسیح کے صلیب پانے کے وقت دور سے کھڑی دیکھتی
یوحنا ۱۹ باب ۲۵ میں ہے کہ یہ سب صلیب کے پاس کھڑی تہیں یہاں تک کہ مسیح
نے اپنی ماں کو ایک شاگرد کی ماں فرمایا اور اُسے سپرد کیا۔
۱۰ اور حضرت عیسےٰ کی گرفتاری کا بھی صحیح بیان اناجیل میں پایا نہیں جاتا چنانچہ
متی ۲۶ باب ۴۸ و ۴۹ میں لکھا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی نے اپنے ساتھی پکڑنے والوں کو
اُسے پکڑنے کے لئے یہ نشان بتا دیا تھا کہ جسے میں چوموں اُسی کو پکڑ لینا
اور یوحنا ۱۸ باب ۴-۸ میں لکھا ہے عیسےٰ نے خود آگے بڑھکر دو بار
کہا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو میں یسوع ہوں اور وے یہ سنکر پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے
حضرت عیسےٰ نے جب آپ اپنے کو خوب پہچنوایا تب گرفتار کیا
اور لطیفہ یہ کہ اگر حضرت عیسےٰ میں بعد مصلوبی بھی اُسی طرح انسانیت ہو

جیسے کہ دنیا میں تھی تو قربان کون چڑھا جس کی شرط یہی ہے کہ اس قدر خون بہا
میں موت آئے اور موت صرف مخلوق کے لئے ہے نہ خالق کے لئے اور مصلوب
ہوا کہ چھیدنے کے وقت خون اور پانی اُس کی پسلی سے نکلتا تھا جو کہ خاص انسانیت
کے نشان ہیں نہ یہ کہ الوہیت کے اور عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ کہاں گذرا
لکھا ہے کہ انسان کے خون کا بدلا انسان ہی سے لیا جائے گا (اجبار ۲۴ باب
خروج ۲۱ باب ۱۲ پیدایش ۹ باب ۶) یعنے اگر انسانیت مصلوب اور مفقود نہیں
تو انسان کے گناہوں کا کفارہ کیا گذرا لیکن اس عیسائی عقیدہ سے ظاہر ہے کہ حضرت
عیسےؑ آسمان پر زندہ اوٹھائے گئے اور وہی جسم اُن کا اب بھی موجود ہے جو دنیا میں
تھا اور وہی انسانیت بھی جو دنیا میں تھی نہ قربان چڑھے ہے نہ مصلوب ہوئے
نہ کفارہ گذرا۔

۱۳ استثنا ۲۱ باب ۲۳ میں لکھا ہے کیونکہ وہ جو لکڑی پر لٹکایا جاتا ہے خدا کا
ملعون ہے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں لکھا ہے کہ وہ (یعنے مسیح ہمارے لئے
لعنتی ہوا کہ لکڑی پر لٹکایا گیا فقط اس آیت کو اگر غیر الحاقی سمجھیں تو اس کا مطلب
بہت مشکل ہے کیونکہ خدا اپنے برگزیدوں خصوصاً انبیاء میں سے کسی کو اگر ملعون
اور بدکار (مرقس ۱۵ باب ۲۸ لوقا ۲۲ باب ۳۷) اور گناہ مجسم (۲ قرنتیوں کا ۵ باب ۲۱)
کرے تو اُسے اپنی ہی نجات سے ناامید ہونا چاہیئے نہ کہ وہ اوروں کی نجات کا
وسیلہ ہو اور پیدایش ۳ باب ۱۴ میں خدا نے سانپ کو کہ شیطان جس سے مراد ہے ملعون
کہا ہے اِس سے اور استثنا کے ۲۱ باب ۲۳ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے
حضرت عیسےؑ کو ضرور صلیب پانے سے محفوظ رکھا کیونکہ اگر یہ آیت صحیح ہو تو مسیح کی
مصلوبی غلط ہو جائے گی اور اگر وہ بات صحیح ہو جو گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں لکھی ہے تو
پیدایش اور استثنا کی یہ دونوں آیتیں بلکہ تمام توریت غلط ہو جائے گی کہ جس میں قربانی
گذراننے کے احکام نہایت تاکید اور تہدید کے ساتھ لکھے ہیں کیونکہ اکثر عیسائی مسیح

سلہ دیکھو دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ جلد ۱ مطبوعہ مشن مرزاپور صفحہ ۱۸۶۵ء ۱۳

Marfat.com

کی مصلوبی پر بھروسہ کر کے قربانی مطلق نہیں گذرانتے ہیں پس میں تمہیں جتاتا ہوں کہ کوئی نہیں جو خدا کی روح سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہے (اول قرنتیوں کا ۱۲ باب ۳)

دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ مصنفہ پادری ڈاکٹر میتھر و پادری ڈبلیو گلین مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۶۵ء صفحہ ۹۰ سوال ۱۲ کے سوال ۱۴ کے جواب میں لکھا ہے کہ مسیح کو جو ذوالجلال ہے صلیب دینا سب سے برا کام تھا تو بھی خدا کے عجیب انتظام سے تمام عالم کی مخلصی اس ہی میں سے نکلی انتہیٰ۔ اور سوال ۲۳ کے جواب صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ خدا نے مسیح کو یہودیوں کے درمیان میں بھیجا بلکہ مسیح اُس قوم کے روبرو آیا پر وہ دشمنی ہو دیکھیے ہی اُن کے دل میں اُٹھی جس کے سبب سے انہوں نے اُس کو صلیب دی وہ خدا کی طرف سے تھی انتہیٰ۔ پس ایسا برا کام اور شیطانی حرکت کیونکر عیسائیوں کی نجات کا وسیلہ ہو سکتی ہے کہ برا درخت اچھے پھل نہیں لا سکتا (متی ۷ باب ۱۸) کیا کانٹوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں (متی ۷ باب ۱۶)

۱۳ متی ۲۸ باب ۱۵ میں جو لکھا ہے کہ یہ بات آج تک یہودیوں میں مشہور ہے انتہیٰ اس کی تفسیر میں اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے صفحہ ۲۳۲ میں یوں لکھا ہے کہ جب تک کہ متی نے اس صحیفے کو قریب تیس برس مسیح کے جی اٹھنے کے بعد لکھا بلکہ بہت دن اس کے پیچھے بھی یہودی لوگ اس جھوٹ پر مستعد رہے (یعنی یہ کہ مسیح کی لاش کو لوگ چورا لے گئے) بعد اس کے صفحہ ۲۳۳ میں اُسی تفسیر کے لکھا ہے ہاں البتہ سیکڑوں برس بعد بعضے برگشتہ عیسائی انجیل سے ناواقف اور اپنی فیلسوفی کے وہم میں گرفتار ہو کر کہنے لگے کہ خدا نے یسوع کو اُس وقت اٹھا لیا اور یہودیوں کے ہاتھ میں ایک اُس کا شبیہہ دیا کہ یہی مصلوب ہوا انتہیٰ۔ از رومن تفسیر اسکاٹ جلد اول چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳۳ کالم اول تفسیر متی ۲۸ باب ۱۵

رومن اخبار کوکب عیسوی مطبوعہ امریکن میتھوڈسٹ مشن پریس لکھنؤ یکم مارچ ۱۸۷۶ء جلد ۵ نمبر ۱۳ صفحہ ۱۹۰ کالم ۳ میں پادری جی ایچ مسیو صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ ارادہ تھا کہ اُس کی لاش صرف دو تین روز یوسف کی قبر میں رہے اغلب ہے کہ مریم نے

یہ سوچاکہ اور شاگرد مجھ سے پیشتر آگر اُسے لے گئے اور اب میں نہیں جانتی ہوں کہ وہ لاش کہاں ہے انتہیٰ۔

لوقا اور مرقس اور متی میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کی صلیب شمعون قُرینی پر رکھکر صلیب دینے لے چلے تھے اور دستور یہ تھا کہ ہر شخص جو صلیب دیا جاتا اپنی صلیب آپ لے جاتا تھا دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۷ باب ۳۲ پر صفحہ ۲۲۳ کالم ۱ اور دیکھو متی ۱۰ باب ۳۸ بھی اور قرآن مجید کے اُس ترجمہ میں جس پر علماء عیسائی نے اپنے طور کا حاشیہ لکھا اور پرسبٹیرین مشن پریس الہ آباد میں ۱۸۴۴ء کو چھاپا ترجمہ سورہ آل عمران آیت ۵۳ کے حاشیہ صفحہ ۸۳ میں لکھا ہے کہ زمانہ اسلام سے آگے عیسائیوں میں باسیلیدی ایک فرقہ تھا جو خیال کرتے تھے کہ مسیح آپ مصلوب نہوا پر شمعون ایک قرینی اُس کے عوض پکڑا گیا اور مصلوب بھی ہوا۔ پھر سرنتھی اور کارپوکراتی اور دوسیتی تین فرقے تھے جو زمانہ اسلام سے پیشتر یہی خیال کرتے تھے انتہیٰ تم کلامہ۔

پس ان تین انجیلوں اور ان چار عیسائی فرقوں سے کہ جن میں لاکھوں عالم و فاضل و تواریخ دان ہوں گے اور حضرت عیسےٰؑ کے عروج کے بعد اُنہیں دنوں میں موجود تھے ثابت ہے کہ صرف شمعون قرینی مصلوب ہوا نہ یہ کہ حضرت عیسےٰؑ یہ سب باتیں علماء عیسائی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھکر کہو لدینی پڑیں ورنہ اور کتابیں جسقدر کہ ہندوستان میں اکر تصنیف کیں اُن میں ایسی باتوں کا ذکر تک نہیں ہے مگر جب قرآن مجید کا ترجمہ دیکھا تب سمجھ گئے کہ اب خدا کے سامنے کوئی بھید چھپ نہیں سکتا لاچار ہوکر صاف صاف کہدینا پڑا اور قرآن مجید کے اُسی رومن ترجمہ کے حاشیہ میں حضرت ابراہیمؑ کا بتوں کو توڑنا اور نمرود کا حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکنا بھی اسی توریت کے بموجب کہدینا پڑا دیکھو حاشیہ رومن ترجمہ قرآن صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶۔ اور اس آگ میں پھینکنے کا مفصل بیان اُس عبرانی کتاب میں بھی ہے جس کا نام سفر تحی شار ہے مگر اور جسقدر ترجمے آجتک توریت کے اُن ملکوں میں مشتہر کئے اُن میں سے کسی میں بھی ان باتوں کا ذکر تک نہیں کیا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ مخالفت قرآن مجید

Marfat.com

کی توریت وغیرہ سے یہ پکار رہے ہیں یہ سب انہیں کی مخالفت پر دلیل ہے اور قرآن مجید دراصل توریت وغیرہ سے بالکل مطابق اور موافق ہے بشرطیکہ توریت و انجیل اصلی اور صحیح ہو۔

گناستی فرقے کے عیسائیوں کا یہ قول تھا کہ دنیا مادہ سے پیدا ہوئی اور مادے کے لئے شرارت اور معصیت ضرور ہے اور مسیح مادے سے پیدا نہ ہوا تھا اس لئے مصلوب نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس کا جسم نہ تھا انتہے۔ چنانچہ تعلیم الایمان چھاپہ لدہیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۶ میں لکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ایک فرقے نے یہ گمان کیا کہ مسیح کا حقیقی جسم نہ تھا اور نہ وہ پیدا ہوا نہ اُس نے دُکھ اوٹھایا پر اُس کا جسم ایک مجازی طور پر تھا جیسا کہ فرشتے اکثر اوقات انسانیت کو اختیار کر لیتے تھے یا جیسا کہ روح کبوتر کی مانند اوتری تھی چنانچہ محمد صلعم نے بھی اسی تعلیم کو اختیار کر کے اپنے تابعین کو تلقین کیا کہ مسیح خود نہیں مارا گیا انتہے۔ اور دیکھو رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۶ دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھہ صاحب وغیرہ مطبوعہ الہ آباد دارفن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۸ میں ہے کہ عیسے مسیح کا احوال کہ کس طرح وہ ہنڈولنے میں بولا مٹی کی چڑیاں بنائیں اور یہودیونکو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اُس کے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں اُسنے (یعنے حضرت صلعم نے) ناصریوں کے قصے سے نکالیں جن کو دو تین شخصوں نے مسیح کے پانچ چار سو برس بعد بنایا انتہے۔ اور برنباس کی انجیل میں مسیح نے اپنی مصلوبی کا بطلان صاف بیان کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ دنیا ہی میں یہودا کی موت کے سبب میری تضحیک ہو جائے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا پر یہ سارا ہتک اور ہنسائی محمد رسول اللہ صلعم کے آنے تک رہے گی جب وہ دنیا میں آئیگا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور یہ دہوکھا لوگوں کے دل سے اوٹھا دیگا انتہے۔ ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب صفحہ ۴۳۔

کتاب سیر الاسلام باب ۵ ترجمہ کیا ہوا متھر کا انگریزی زبان سے اُردو زبان میں حسب الحکم لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی مطبوعہ ۱۸۴۵ء صفحہ ۲۰۲ میں لکھا ہے

کہ مسلمان انکار کرتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کو سولی نہیں ملی اور مطابق مسلمانوں
کے جو اپنے مذہب سے زمانۂ گذشتہ میں برگشتہ ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ عیسےٰ یہود
سے بچکر چوتھے آسمان پر جانشین ہیں انتہٰی اس سے ثابت ہوا کہ جو مسلمانوں کو مسیح
کے مصلوب نہ ہونے کی بابت دعوےٰ ہے عیسائی عقیدہ بھی یہی ہے گو وہ برگشتہ
عیسائی کہلائے جاتے ہیں اور شاید یہ عقیدہ ہی کہ مسیح نے صلیب نہیں
اُن عیسائیوں کے برگشتہ سمجھے جانے کا سبب ہوا ہوگا اور اگر ایسا ہی ہے تو ضرور نہیں کہ
اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ جو اُن سے سیکڑوں برس پیچھے ہوئے ہیں سچا ہو
اور اُن قدیم عیسائی محققوں کا عقیدہ اس لئے کہ مسیح کو اِن کے عقیدہ کے موافق
نہیں سمجھتے تھے باطل سمجھا جائے بلکہ شاید اُنہیں کا عقیدہ درست ہو اور اُنہیں
برگشتہ سمجھنے والوں کی رائے خطا پر ہو اور اس کے سوا صرف یہی برگشتہ عیسائی نہیں
جنہوں نے چوتھے آسمان پر مسیح کا ہونا بیان کیا اور یہی برگشتہ عیسائی ہیں جن کا اسکاٹ
صاحب رومن مفسر نے ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے مسیح کے شبیہہ کا مصلوب ہونا
بیان کیا اور اُن کے سوا وہ چار فرقے سرنتھی وغیرہ جنہوں نے مسیح کے عوض شمعون
قرینی کا مصلوب ہونا بیان کیا پھر گناستی فرقے کے عیسائی اِن سب کے سوا ہیں۔
پیدایش ۳ باب ۱۵ میں جو لکھا ہے کہ عورت کی نسل سانپ کے سر کو کچلے گی اور
اِسے عیسائی علما مسیح کی مصلوبی اور کفارہ کی پیشین گوئی جانتے ہیں اِس کی بابت
پادری اگستس براڈ ہیڈ صاحب دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں کہ عورت
کی نسل کی بابت یہ نہیں بیان ہوا کہ ایک خاص شخص جو عورت کی نسل اور انسان
کا بیٹا کہلائے گا سانپ کی نسل سے لڑے گا اور اُن سبھوں کو جن کے واسطے وہ
لڑتا ہے بچائے گا مگر مکاشفہ کی رو سے یہ بات رفتہ رفتہ زیادہ صاف اور روشن ہو گئی انتہٰی
اس سے ظاہر ہے کہ نہ آیت مذکورہ میں کسی خاص شخص کا ذکر ہے اور نہ اگلے زمانوں
میں کسی کا یہ عقیدہ تھا مگر رفتہ رفتہ عیسائیوں نے یہ مطلب پیدا کر لیا کہ جس کا کچھ
اعتبار نہیں۔

Marfat.com

سکرمنٹ ۲

۱۴۔ میری دانست میں حضرت عیسےٰؑ کی مصلوبی ثابت کرکے جو عیسائی اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں اگر ایسا ہوتا بھی تو اُس کا نفع صرف قربانی گذراننے والے یعنے یہوداہ اسکریوطی کو پہنچتا یا صرف باتیں بنانے والوں کو درحالیکہ جو قربانی گذرانتا ہے خاص اپنے ہی لئے گذرانتا ہے پس ہر عیسائی جب تک مسیحؑ کا گرفتار کرنے والا آپ کو ثابت نکرے تب تک اس قربانی اور کفارہ میں حصہ دار کیونکر ہوسکتا ہے دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۲۵ میں پادری اگسٹس براڈہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ کاہنوں کو لازم تھا کہ پہلے اپنے لئے قربانی گذرانیں انتہے۔ یعنے یہ کاہنوں میں دستور تھا متی ۲۶ باب ۲۴ میں مسیحؑ نے یہوداہ اسکریوطی کی بابت فرمایا اُس شخص پر افسوس جس کے ہاتھوں ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے اگر وہ شخص پیدا نہوتا اُس کے لئے بہتر تھا انتہے۔ اس سے کفارہ کا فائدہ صاف جاتا رہا یعنے اگر یہ کفارہ یعنی مسیحؑ کی مصلوبی فائدہ عام کے لئے تھی تو یہوداہ بڑے اجر کا مستحق ہے کہ جس کے ہاتھ سے اتنا بڑا فیض جاری ہوا اور یہوداہ اسکریوطی کو حضرت عیسےٰؑ نے اُن بارہ تخت نشینوں میں فرمایا تھا اگر وہ ایسا گنہگار ٹھہرا تو قیامت کے دن تخت نشین کیونکر ہوگا متی ۱۹ باب ۲۸۔ اور حضرت عیسےٰؑ نے اُسے انجیل سُنانے کو بھیجا تھا متی ۱۰ باب ۴۔ اور یہوداہ اسکریوطی کو معجزے دکھانے کی قوت حاصل تھی متی ۱۰ باب ۱۔ اور جبکہ کفارہ ایمانداروں کے گناہ معاف ہونے کے لئے تھا تو یہوداہ کیونکر بُرا ٹھہرا جو اُس کفارہ کا بانی اور مسیحؑ پر ایمان بھی لاچکا تھا اور بے انصافی کیونکر ہوا جبکہ ہزاروں کی نجات کے لئے وہی شخص جو نجات کا باعث تھا گنہگار ٹھہرایا گیا اور صرف یہوداہ کے گنہگار ہونے کے سبب اوروں کو نجات ملی اور یوحنا ۶ باب ۷۰ میں مسیحؑ نے یہوداہ اسکریوطی کو شیطان فرمایا مگر یہ عجب شیطان ہے کہ جس سے بہشت کا دروازہ تمام خلقت کے لئے کھولا اور اگرچہ مسیح کو اُس کا شیطان ہونا معلوم تھا تو بھی اُسے اپنے اور اپنے شاگردوں کے ساتھ بنا رہنے دیا ایک شیطان حضرت آدمؑ سے بہشت

سے نکالے جانے کا باعث ہوا تھا اور یہ دوسرا شیطان اولاد آدم کے
کا باعث ہوا گویا بہشت سے نکالنا اور بہشت میں لیجانا شیطانوں ہی کے
ہو گیا ہے لیکن خزینہ بیت المال لقمۂ مساکین است نہ طعمۂ اخوان الشیاطین
جسطرح سانپوں کے ڈسے ہوئے لوگ اُس پیتل کے سانپ پر نظر کر کے
تھے (گنتی ۲۱ باب ۹ یوحنا ۳ باب ۱۴ و ۱۵) اسی طرح اُس پرانے سانپ (پیدا
۳ باب ۱-۴) یعنے شیطان کے فریب سے بہشت سے نکالے ہوئے کی نسل
شیطان ہی کی تدبیر سے پھر بہشت میں گئے فقط اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شیطان کے
بگاڑے ہوؤں کو شیطان ہی کی فرمانبرداری سے نجات ملے گی جس طرح راحاب فاحشہ
جھوٹ بولنے سے مقبول ہو گئی یہ عیسائی تعلیم دل کی پاکیزگی کے لئے کافی ہے پھر
کہ مسیح کی مصلوبی اگر ہر ایک عیسائی کی اُس عمر تک کا کفارہ معصیت ہے کہ جب
تک وہ ایمان نہیں لایا تھا تو باقی عمر میں ایمان لانے کے بعد جو اُس سے گناہ ہوئے
اُن گناہوں کے لئے قربانی گذرانا چاہیے اور جب قربانی گذرانی تو اسی طرح وہ اپنے
پچھلے گناہوں کے لئے بھی قربانی گذران سکتا تھا مسیح کی قربانی کی تخصیص کہاں
رہی اور اگر انسان کی تمام عمر کے گناہوں کا مسیح کی قربانی کفارہ ہے تو پھر دینی ریاضت
اور اتوار کے دن عبادت اور نیک اعمال بے فائدہ سمجھے جائیں گے کیونکہ جب تمام عمر
کے گناہوں کا ایک مقبول اور معزز کفارہ گذر چکا ہے تو پھر دین کی بابت کوئی اپنے
اوپر کسی طرح کی تکلیف کیا ضرور سمجھے گا لیکن عبرانیوں کے ۱۰ باب ۲۶ میں لکھا ہے اگر
بعد اس کے کہ ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجھ کر گناہ کریں پھر گناہوں
کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں ہے انتہے۔ یہ عیسائیوں کے لئے بہت مشکل مقام
ہے کیونکہ کوئی ایسا نہیں جس نے عیسائی ہونے کے بعد پھر کوئی گناہ نہ کیا ہو
اور اس کے بعد اُسے اپنے گناہوں کی معافی کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور
جان بوجھ کر گناہ کرنا انجیل کی تعلیمات سے واقف ہونے اور پھر ایک دفعہ بھی
جھوٹ بولنے یا زنا کرنے وغیرہ سے ثابت ہے متی ۲۶ باب ۶۹-۷۴ - رومیوں کے

Marfat.com

۲باب ۱۰-۱۱-۱۲-اوراسی طرح پادری فانڈرصاحب کا قول اختتام دینی مباحثہ میں صفحہ ۸۲ کے آخراور ۸۳ کے شروع تک دیکھنا چاہیے۔

۱۵ پھر یہ کہ اگر حضرت عیسےٰ ؑ میں الوہیت اور انسانیت دونوں کمال کے ساتھ تھیں تو جبکہ عیسائی عقیدہ کے موافق حضرت آدم ؑ کی اولاد میں کوئی بے گناہ نہیں ایک بھی نہیں رومیوں کا ۳ باب ۱۰-۱۲-تو یوحنا اصطباغی کے پاس مسیح کا بپتسما لینے کو جانا کیا ضرور تھا کیونکہ یوحنا صرف توبہ کا بپتسما دیتے تھے اور توبہ خاص گنہگاروں کے لئے لازم ہے فرشتے جو بے گناہ ہیں ان میں سے کوئی بھی حضرت یوحنا بپتسما دینے والے کے پاس بپتسما لینے نہیں آیا متی ۳ باب ۲ مرقس ۱ باب ۴و۵ لوقا ۳ باب ۳۔ ان دونوں عیسائی دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن آدم یعنے حضرت عیسےٰ ؑ بھی پورے انسان ہوکر گناہ سے پاک نہیں ہوسکتے ایوب ۲۵ باب ۴ میں ہے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک نکلتا ہے انتہے۔پس باوجود حالت گنہگاری کے جوکہ ہر عورت سے پیدا ہوئے کے لئے لاحق ہے حضرت عیسےٰ ؑ کی قربانی بیداغ (جیساکہ اول پطرس ۲ باب ۱۸-اور رومیونکے ۳باب ۲۵و۲۶ میں لکھاہے کہ راستباز نے ناراستوں کے بدلے میں اپنی جان دی) کیونکر ہوسکتی ہے اور یہ جو علماء عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع نے اس لئے بپتسما لیا تاکہ علانیہ اپنے کام پر مقرر ہو رومن تفسیر متی ۳ باب ۱۵ لیکن مرقس ۱ باب ۴و۵ میں صاف لکھاہے کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرکے سب لوگ یوحنا سے بپتسما لیتے تھے اور اس کے سوا علانیہ کام پر مقرر ہونے کے لئے بپتسما لینے کی کیا حاجت تھی بلکہ ضرور تھا کہ حضرت عیسےٰ ؑ کسی نبی یا یوحنا اصطباغی کے ہاتھ سے مسوح ہوتے جیساکہ دستور تھا اول سموئیل ۱۰ باب ۱-اور ۱۶ باب ۱۳-اور ۲ سلاطین ۹ باب ۳و۶

۱۶ پھر یہ کہ تمام انسانوں کا حضرت آدم ؑ کے گناہ میں شریک ہونا یہ بات بہت محال عقل اور خلاف نقل ہے کیونکہ حضرت آدم ؑ نے ایک گناہ کے عوض دو سزائیں پائیں یعنے بہشت سے نکالا جانا اور موت پیدایش کے ۳ باب میں دیکھو اب وہ گناہ

---

۲ گلتیوں کے ۴ باب ۴ میں ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوکر شریعت کے تابع ہوا-۱۲

کہاں باقی رہا جو اولاد آدمؑ بھی سیکڑوں پشت تک اُس کی سزا میں مبتلا
آدمؑ نے اُس گناہ کی سزا نہ پائی ہوتی تو وہ گناہ باقی رہتا اور جبکہ اُس ایک
سزا ہو چکی تو گناہ کہاں باقی رہا اور اگر باقی ہے تو اسی طرح قیامت تک باقی ر
توبہ کرنے اور مسیحؑ پر ایمان لانے سے بھی تو موت سے نہیں بچتے جس طرح حضر
موت سے نہیں بچے اور یہ جو عیسائی علما سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی مصلوبی
آدمؑ کے گناہ کا کفارہ ہے تو سمجھنا چاہیے کہ جس طرح حضرت آدمؑ کے گناہ کے
سبب بنی آدم کے لئے موت ہے چاہیے کہ حضرت عیسےٰؑ پر ایمان لاکر کوئی نہ مرتا پھر مسیح
کفارہ کیا کام آیا کیونکہ اُس اصلی گناہ سے آزاد ہونے والوں کی یہی پہچان ہے کہ بہشت
رہنے والوں کی طرح موت سے بچیں دیکھو ملک ویلس کے بلگیوس کا قول رومن تواریخ کلیسا
صفحہ ۱۵ میں اگر خروج ۲۰ باب ۵ کا یہ مضمون کہ باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو
مجھ سے کینہ رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہونچاتا ہوں اس بات کے لئے
دلیل سمجھی جائے کہ حضرت آدمؑ کی اولاد گناہ آدم میں شریک ہے تو سمجھنا چاہیے کہ صرف
تیسری اور چوتھی پشت تک کا یہاں ذکر ہے اور اولاد آدمؑ کی تو اب تک سیکڑوں پشتیں گ
چکی ہیں اور استثنا ۲۳ باب ۲ میں لکھا ہے کہ حرامی بچہ اور اُس کی دسویں پشت
تک خداوند کی جماعت میں کوئی داخل نہ ہو تو فارس بن یہوداہ اجداد حضرت عیسےٰؑ میں
ہے (پیدایش ۳۸ باب) اگرچہ مسیحؑ سے یہوداہ تک دس پشت سے زیادہ گذر چکی
تھیں تو بھی جبکہ سیکڑوں پشت تک اولاد آدم گناہ آدمؑ میں شریک ہے تو دس
بیس پشت کے بعد عیسےٰؑ کیونکر اولاد فارس میں ہو کر بے گناہ ہو گئے[1] کیونکہ وہ یہوداہ
کے حقیقی بیٹے بلکہ حقیقی دو بیٹوں کی منکوحہ بیوہ تھی کوئی اُن میں سے متبنی بھی نہ تھا یعنے
متبنی کا حق بیٹے کی برابر نہیں ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں لکھا ہے۔

وَحَلَائِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ط	یعنے اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔

[1] اگر اولاد آدم کا حضرت آدمؑ کے گناہ میں شریک ہونا تسلیم کیا جائے تو نسل یہوداہ میں حضرت عیسےٰؑ کا ہونا گناہ یہوداہ میں شریک ہونا ثابت کیوں نہ کرے گا لیکن ایسا عقیدہ ہم نہیں لوگوں کا ہونا چاہیے جو اولاد آدم کو حضرت آدمؑ کے گناہ میں شریک جانتے ہیں ۱۲

بیٹا وہی جو صلب سے پیدا ہوا اور لیپالک بیٹا نہیں ہوتا یوں تو حضرت اسحاق نے
اپنی بی بی کو بہن کہا تھا پیدائیش ۲۶ باب ۷- اور مسیح ؑ نے پطرس کو شیطان کہا تھا (متی
۱۶ باب ۲۳) اور یوحنا ۱ باب ۱۲ گلتیوں کا ۳ باب ۲۶-۱ فسیوں کا ۱ باب ۵ گلتیوں کے
۴ باب ۵- اور رومیوں کے ۸ باب ۱۵- اور افسیوں کے ۱ باب ۵ میں سب عیسائیوں
کو خداوند کا لیپالک لکھا ہے اگر سب عیسائی مرد عورت لیپالک ہونے کے سبب
خدا کے فرزند سمجھے جائیں تو سب عیسائی عورتیں اپنے مردوں کی بہنیں ہوئیں (اول
قرنیتوں کا ۹ باب ۵) پھر نکاح کیونکر درست ہوا اس سے ثابت ہے کہ لیپالک کا
لفظ حقیقی فرزند سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے اس کے سوا حضرت ابراہیم نے مصر
میں اپنی بی بی کو بہن کہا (پیدائیش ۱۲ باب ۱۴ وغیرہ) پھر جرار میں بی بی کو بہن کہا پیدائیش
۲۰ باب ۲) پس زبانی کہنے کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا لیکن استغفر اللہ میرا یا اور کسی نیک
اعتقاد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ ؑ گنہگار تھے بلکہ جس طرح حضرت عیسےٰ ؑ
بے گناہ تھے اسی طرح سب اولاد آدم حضرت آدم ؑ کے گناہ سے مبرا ہے پھر یہ کہ
حضرت آدم ؑ کے گناہ کے سبب سے جو تمام بنی آدم پر موت متسلط ہے یہاں تک کہ
بچے بھی جنہوں نے کچھ گناہ نہیں کیا ہے مرتے ہیں رومیوں کا ۵ باب ۱۲-۱۹-۱ اول
قرنیتوں کا ۱۵ باب ۲۱ تو پرندوں اور جانوروں نے حضرت آدم ؑ کی طرح کس نیک و بد
کے پہچان کے درخت سے پھل کھایا تھا جس کی سزا میں اُن کے بچے مرجاتے ہیں
اور سانپ جس نے کہ حضرت آدم سے وہ گناہ کروایا اُس کے بچے تو اژدہا بنکر ہزاروں
برس جیتے ہیں چاہیے یہ تھا کہ سب سے پہلے سانپ پر موت متسلط ہوتی از بس
ظاہر ہے کہ یہ سب عقیدہ مہمل ہے ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن
کلکتہ سنہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں لکھا ہے پلاگی نامی ملک ویلس کے ایک راہب
نے یہ تعلیم شروع کی کہ انسان کی خاصیت میں گناہ کی کچھ جڑ نہیں ہے اور ہم لوگ آدم ؑ
کی نسل میں ہونے سے ناپاک نہیں ہیں جسمانی موت خاص انسان کے اپنے ہی
گناہ کی سزا ہے اور اچھی خواہش اور دین ایمان کے کام کرنے کی طاقت سبھوں کو خاصیت

Marfat.com

ہی سے ہوتی ہے انتہٰے۔ اس کے بعد مورخ ہندی تواریخ کلیسیا لکھتا ہے
اور ملک فرانس میں اس کا (یعنے پلاگی نامی کی اس تعلیم کا) یقین ہمیشہ سے
ہیں انتہٰے اور اسی طرح رومن تواریخ کلیسیا جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ میں بھی ہے لب الہ
جلد ۲ صفحہ ۲۰ باب ۶ فصل ۲ میں لکھا ہے کہ پانچویں قرن (یعنے پانچویں صدی)
کے آغاز میں برطانیہ کے متوطن پلاجس (یعنے پلاگی) اور ایرلینڈ کے باشندے سیلس
نے اعتقاد گناہ جبلی کا اور اس بات کا کہ فضل ربانی اضاءت عقل اور خلوص قلب
لئے ضرور تھا انکار کیا اور یہ بات ٹھہرائی کہ انسان کی قوت جبلی اس لئے کافی تھی کہ ا
کو تقوے اور نیکوکاری کے ذروہ کمال پر پہونچائے اس تعلیم بے ہودہ کا بطلان مقدس
اگستین نے کیا ہے اور فقہا نے بھی اس کو مردود کیا ہے پر مقلدی اس کے بہت سے
نکلے انتہٰے پلاگی اور سیلس شئیس کے عقیدہ کی بنا حزقیل[۵] ۱۸ باب سے ہوگی وہ تمام باب
پڑھنا چاہیے پس ان سب باتوں پر غور کرنا چاہیے۔

۱ | یہ کہ مسیح کے پھر زندہ ہونے کے گواہ جنہوں نے دیکھا اُن کی تعداد مختلف ہے اناجیل
میں گیارہ حواری مرقوم ہیں تھوما کا بے وجہ شک اور اپنے ساتھیوں کو نامعتبر جاننا پلوس
نے جس نے مسیح کو دیکھا بھی نہ تھا پہلے بارہ جو کہ اس وقت موجود ہی نہ تھے پھر پانچسو
سے زیادہ گواہوں کا ذکر کیا کہ جس کے آدھے بھی سب شاگرد ملا کر اس وقت نہ تھے۔

۲ | گواہوں کے دیکھنے میں بڑا اختلاف

۳ | عورتوں کا خوشبو لیکر مسیح کی لاش پر ملنے کو جانا سراسر خلاف عقل۔

۴ | مصلوبی کے وقت کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

۵ | مصلوبی کے وقت اندھیرا وغیرہ ہونا بالکل غلط کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سب خلقت
اسی وقت مسیح کے گرفتار کرنے والوں کو گرفتار کرتے۔

۶ | صلیب اوٹھانے والے میں اختلاف۔

---

[۵] حزقیل ۱۸ باب ۲۰ میں ہے وہ جو گناہ کرتا ہے وہی مریگا بیٹا باپ کی بدکاری میں پکڑا نہ جائے گا اور باپ بیٹے کی بدکاری میں گرفتار نہوگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پڑے گی انتہٰے اسی طرح استثنا ۲۴ باب ۱۶ و ۲ سلاطین ۱۴ باب ۶ و ۲۵ باب ۴ یرمیاہ ۳۱ باب ۲۹ و ۳۰ میں بھی ہے ۱۲

صلیب پانے والے چوروں میں اختلاف۔

صلیب پر جو کتبہ لگایا گیا تھا اُس میں اختلاف۔

۹ عورتیں جو دیکھتی تھیں اُن کے کھڑے ہونے میں اختلاف۔

۱۰ مسیح ؑ کی گرفتاری میں اختلاف۔

۱۱ صلیب پر جان دینے کے بعد بھی انسانیت ویسی ہی بنی رہنا۔

۱۲ لکڑی پر لٹکایا ہوا ملعون ہے پس حضرت عیسےٰ ؑ مصلوب نہیں ہوئے۔

۱۳ اکثر فرقوں کا مسیح ؑ کی مصلوبی کو غلط جاننا جیسے کہ سرنتھے کارپوک راتی وگنا سٹک وغیرہ۔

۱۴ اگر ایسا ہو تو اس کا فائدہ صرف یہود اسکریوطی کے لئے ہے۔

۱۵ توبہ کا بپتسمہ لینے اور کامل انسان ہونے کے بموجب عقیدہ عیسائی مسیح ؑ کی
ربانی بیداغ نہ تھی۔

۱۶ مسیح ؑ کا مصلوب ہونا ضرور نہ تھا جبکہ حضرت آدم ؑ نے آپ اپنے گناہ کی دوہری
سزا پائی۔

۱۷ مسیح ؑ کی مصلوبی گناہ کے کفارہ کے لئے ضرور نہ تھی جبکہ مصلوبی سے پیشتر
ی مفلوج وغیرہ کے گناہ بخشتے تھے جیساکہ کلیسیاہ سکرمنٹ ۸ میں لکھ چکا ہوں
ب اگر کوئی کہے کہ ان سارے اختلافات مندرجہ اناجیل کا اصل مطلب مصلوبی
ہے تو پہلے اور تیسرے اور پانچویں اور گیارہویں سے بندرہویں کی باتیں اس کا
اب ہیں اُنہیں دیکھنا چاہیے اور صحیح یوں ہے کہ مصلوبی اور انجیل نویسوں کا بیان
دنوں غلط ہیں کیونکہ ایک کا غلط ہونا دوسرے کی غلطی کا نشان ہے یعنے اگر مصلوبی
لط ہے تو یہ انجیلیں بھی جنمیں مصلوبی مرقوم ہے بے تامل غلط ہو گئیں اور اگر یہ انجیلیں
ہیں تو مصلوبی آپ ہی غلط ہو گئی۔

اور ان اختلافوں کے رفع کرنے میں جو بعض مفسر جیسے سے ال اسکاٹ صاحب
ہر یہ راہ نکال گئے ہیں کہ چاروں انجیلوں کو اکھٹا کرکے ہر مختلف بات کو ترتیب
یک دوسرے کے بعد رکھ دیا مثلاً ایک انجیل میں لکھا ہے کہ ایک چور برا کہتا تھا

اور دوسری ہیں کہ دونوں اس جگہہ مفسر نے لکھا کہ پہلے دونوں مراتب
توبہ کی فقط انجیل سے کہیں ان بناوٹوں کا ثبوت نہیں ہے صرف زبانی
اس میں بڑی گنجایش ہے اگر دس انجیلیں جھوٹی اور ہوں تو انہیں بھی ا
دیکر ملا سکتے ہیں کہ ایک کا بیان تمام کر کے دوسرے کا بیان شروع کر دیں اور
سے کہیں کہ اُس کے بعد یوں بھی ہوا تھا پس ان مصنفوں کی صداقت ان
اختلاف بیان سے ظاہر ہے کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے راستکار گنا جا
باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرے گا متی ۱۲ باب ۳۷-

۱۸ | متی ۲۷ باب ۵۹ میں لکھا ہے کہ یوسف نے سوتی کپڑے میں حضرت عیسےٰ
لپیٹ کر دفن کی تھی اور لوقا ۲۳ باب ۵۳ میں لکھا ہے کہ یوسف نے کتان میں حضرت
کی لاش لپیٹ کر دفن کی تھی اور یوحنا ۱۹ باب ۳۸ و ۳۹ میں لکھا ہے کہ یوسف اور نقود
نے پچاس سیر مُر اور عود ملا کر یہودی دستور کے موافق کفنایا تھا سوا یوحنا کے اور کسی انجیل
میں مُر وغیرہ کا ذکر نہیں ہے اور نہ نقودیموس کا ذکر ہے۔

منادی

قیاساً حضرت عیسےٰ کے آسمان پر جانے کا اگر ان انجیلوں میں ذکر ہے تو وہ وقت
ہوگا جس کا متی ۱۷ باب ۱ و ۲ مرقس ۹ باب ۲ و ۳ لوقا ۹ باب ۲۹ میں بیان ہے کہ
عیسےٰ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو گئی تھی چونکہ مسیح نے جب یہ نصیحت کی
ان میں سے جو یہاں کھڑے ہیں جب تک مجھے پھر آتے (یعنے قیامت کے
آسمان سے آتے) دیکھہ نہ لیں جیتے رہیں گے انتہے متی ۱۶ باب ۲۸ مرقس ۹ باب
لوقا ۹ باب ۲۷- اور اس نصیحت کے چھٹے دن بعد متی اور مرقس کے مطابق اور تخمیناً
آٹھہ روز بعد لوقا ۹ باب ۲۸ کے مطابق حضرت عیسےٰ کا چہرہ بدل گیا تھا دیکھو متی ۱۷
اور مرقس ۹ باب ۲- اور دوسرا وہ وقت کہ دو شاگردوں کو دوسری صورت میں مسیح
نظر آیا مرقس ۱۶ باب ۱۲ میں لکھا ہے- اور تیسرے وہ کہ مریم مگدلینی نے مسیح

لیکر نہ پہچانا تھا بلکہ سمجھی کہ کوئی باغبان ہے یوحنا ۲۰ باب ۱۴ و ۱۵۔ اگرچہ یہ پچھلے دو بیان مصلوبی کے بعد کے ہیں مگر یہ تینوں بیان مسیح کے اُس شبیہہ بدل جانے سے اشارہ کرتے ہیں جس کا عقیدہ سرنتھی اور کارپوک راتی وغیرہ قدیم عیسائی فرقے رکھتے تھے اور ان تینوں بیانوں کی پوری ترتیب کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ ان انجیلوں کا ترتیب ناممکن ہے۔

اور اس کے لئے یہ بات دانشمند کے سمجھنے کو کافی ہے کہ حضرت عیسےٰ بموجب عقیدہ عیسائی صلیب پانے کے بعد جب جی اُٹھے تو انسانیت کے ساتھ آسمان پر گئے کیونکہ اگر بعد مصلوبی کے وہ انسانیت حضرت عیسےٰ میں باقی نہ رہی ہوتی تو پھر جی اُٹھنے کا ثبوت کیا تھا اور اگر اُسی انسانیت سے آسمان پر نگئے ہوتے تو آسمان پر جانے کی فضیلت کیا تھی یوں تو جو شخص مرتا ہے ہر ایک کی روح آسمان پر جاتی ہے مگر فضیلت یہ تھی کہ حضرت الیاسؑ اور حضرت ادریسؑ یعنے حنوک کی طرح انسانی جسم کے ساتھ آسمان پر حضرت عیسےٰ بھی اوٹھائے گئے تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۵۵ میں ہے کہ مسیح اوسی وجود سے جو مردوں میں سے اوٹھا تھا آسمان پر چڑھ گیا چنانچہ یہی بات مسیح اور تھوما کی گفتگو سے بھی ثابت ہے۔ دیکھو یوحنا ۲۰ باب ۲۷ لوقا ۲۴ باب ۳۹۔ اور چونکہ حضرت عیسےٰ نے عیسائی عقیدے کے بموجب انسان کے گناہوں کے فدیہ میں اپنی جان دی تھی افسیوں کا ۵ باب ۲ تو جو چیز کہ فدیہ میں دی جاتی تو اُسے پھر لوٹا اور پھیر نہیں لیتے ہیں یا جو بڑہ قربان کیا جاتا ہے اُسے پھر چراگاہ میں چرتا ہوا نہیں پاتے پس حضرت عیسےٰ کو بھی صلیب پانے کے بعد جسم انسانیت کے ساتھ جی اُٹھنا لازم نہ تھا تاکہ قربانی اور فدیہ مقبول ہو اور خدا کی طرف سے لقائے تو کا معاملہ نہ ٹھہر جائے اس سے ظاہر ہے کہ قصہ صلیب کو حضرت عیسےٰ سے کچھ علاقہ نہیں۔

اور یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ سے پیشتر جو قربانی گذرانی جاتی تھی وہ حضرت عیسےٰ کی قربان ہونے کا نمونہ اور نشان تھا اور اب کہ حضرت عیسےٰ آپ قربان ہوئے تو

اُس بھیڑ بکری کی قربانی کی حاجت نہیں رہی لیکن کیوں حضرت عیسےٰ
کے وقت سے ہزاروں برس تک آنے میں دیر کی کہ کروڑوں بھیڑ بکریوں
میں جان گئی اگر بیشتر سے تشریف لاتے تو اتنے حیوان کیوں قربانی میں سےجاتے
دوسرے یہ کہ حضرت اسحاق یا حضرت اسمٰعیل کی جگہہ تو خدا نے برہ قربان ہونے
بھیجا پیدایش ۲۲ باب ۱۳-اور برہ کی جگہ حضرت عیسےٰ کو قربان ہونے کے لئے بھیجا
یہ عجیب بات ہے وہاں انسان کے بدلے حیوان قربانی ہوا اور یہاں حیوان کے بدلے
قربانی ہوا اور انسان بھی وہ کہ جو خدا تھا مگر وہاں تو حضرت اسحاق کی جان خدا کو بچانا
تھی اور یہاں برہ کی جان بچانا کیا ضرور تھا کیونکہ وہ تو یوں بھی انسان کی خورش کے
ذبح ہوا کرتے ہیں پھر یہ قربانی کا برہ بالکل کھایا جاتا تھا (تعلیم الایمان مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۹
صفحہ ۱۱۹ سطر ۳) اور حضرت عیسےٰ تو جسم کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں پھر وہ برہ کی قربانی مسیح کی
مصلوبی کا نشان کیونکر ہوئی۔

کلیسیا ۹

کہ جس میں چار پیشین گوئیاں مرقومہ کتب مقدسہ اہل کتاب وغیرہ بحق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالےٰ جل شانہ

فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ (قرآن) (سورہ اعراف آیت ۱۵۰ رکوع ۱۹)	پس وہ (یعنے اپنی رحمت) لکھدوں گا اُن کو جو پرہیزگار ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ اور ہماری آیتوں کا یقین کرتے ہیں وہ تابع ہوتے ہیں اس رسول اُمی نبی کے جس کو پاویں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت انجیل میں وہ اُن کو حکم دیگا نیک کام کے واسطے اور منع کرے برائی سے۔

شہادت قرآنی چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۸۱ فصل ۶۱۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلم ابوذر انکم ستفتحون ارضا یذکر فیہا قیراط و یروی ستفتحون مصر وھی ارض یسمّی فیہا القیراط۔ (رواہ مسلم)	مسلم میں ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم لوگ فتح کروگے اُس زمین کو جسمیں قیراط کا رواج ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فتح کروگے ملک مصر اور وہ زمین ہے جسمیں قیراط کا نام مشہور ہے (از مشارق الانوار حدیث ۵۹۔)

عیسائی اور یہودی ہمیشہ یوں سورج پر خاک ڈالا کرتے ہیں کہ حضرت نبی اسلام سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور دین اسلام کی بابت کوئی پیشین گوئی توریت و انجیل میں نہیں ہے اگرچہ متقدمین اسلام نے بہت سی پیشین گوئیاں اسلام کی بابت توریت وانجیل سے بیان کی ہیں اب میں بھی ایک ایسی پیشین گوئی کتاب یسعیاہ سے کہ جو عیسائیوں میں وفور اعتبار اور عظمت کے سبب پانچویں انجیل کہلاتی ہے اور حضرت یسعیاہ بمحاورہ فرقۂ یہود انبیاء کلامین سے سمجھے جاتے ہیں (دیکھو کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۲ء صفحہ ۴۸ سوال ۱۸۲۔ اور صفحہ ۱۱۶ سوال ۳۲۲) لکھوں کہ جسے سنتے ہی کان پکار اٹھیں کہ بالکل سچی ہے اور اس کے بعد اور کچھ حاجت نہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۱

یسعیاہ ۱۹ باب ۱۹۔۲۳ میں لکھا ہے اُس روز مصر کی مملکت کے بیچوں بیچ خداوند کا ایک مذبح اور اس کی سرحد میں خداوند کا ایک ستون ہوگا اور مصر کی سرزمین میں ربّ الافواج کا ایک نشان اور ایک گواہ ہوگا کہ وے ستمگروں کے ظلم سے خداوند کے آگے نالہ کریں گے وہ اُن کے لئے ایک شفیع اور ایک نجات دینے والا بھیجے گا اور وہی انہیں نجات دیگا اُس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا اور مصری خداوند کو پہچانیں گے اور ذبیحہ اور ہدیہ گذرانیں گے ہاں وے خداوند کی نذریں مانیں گے اور ادا کریں گے اور خداوند مصر کو

Marfat.com

مارے گا اور وہی چنگا کرے گا اور وے خداوند کی طرف رجوع ہوں گے اور وہ
سنے گا اور اُنہیں صحت بخشے گا اُس روز مصر سے اسور تک ایک شاہ راہ ہوگی
مصر میں آویں گے اور مصری اسور کو جاویں گے اور مصری اسوریوں کے ساتھ
عبادت کریں گے یہ پیشین گوئی حضرت یسعیاہ نبی نے مسیحی حساب کے مطابق
حضرت عیسےٰ ؑ سے سات سو چودہ برس پیشتر الہام الٰہی سے کی تھی اُس وقت میں
مصر کی خاص دو حالتیں تھیں ایک تو یہ کہ وے سب بُت پرست تھے اور دوسری
یہ کہ اسور اور مصر کے بادشاہوں میں ہمیشہ مخالفت اور لڑائی رہا کرتی تھی اس پیشین گوئی
میں خدا فرماتا ہے کہ وے بُت پرستی کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع لاویں گے اور خدا کے نام
کی قربانی گذرانیں گے اور خدا اُن کے لئے ایک شفیع بھیجے گا اور خدا مصر کو مارے گا اور پھر
چنگا بھی کرے گا اور مصر اور اسور میں موافقت ہو جائے گی اور مصری اور اسوری ساتھ ملکر
عبادت کریں گے انتہیٰ۔

اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے یسعیاہ ۱۹ باب کی ۲۳ وغیرہ آیتوں کی تفسیر
میں لکھا ہے کہ مدت تک اسوری مصریوں سے لڑتے رہے لیکن یہاں پیشین گوئی
ہے کہ یہ آپس میں ملجائیں گے اور اسرائیلیوں کے ساتھ خداوند کی عبادت کریں
اور یوں بنی اسرائیل ان دونوں قوموں کے لئے بسبب اظہار راہ نجات نعمت ہوں
گے اور خداوند انہیں مبارک کرے گا اور اُن پر یوں عنایت کرے گا گویا کہ یہ اُس کے لوگ
اور اُس کے ہاتھ کی صنعتیں ہیں جو تقدیس میں تازہ مخلوق ہوئیں جس طرح کہ وہ بنی اسرائیل
کے ساتھ جو اُس کے وارث ہیں کرتا رہا تو تھ صاحب فرماتے ہیں کہ ہاتھ کی صنعت
اس پیغمبر کے محاورہ میں وہ لوگ مراد ہیں جو خدا سے عہد کر چکے اور اُس کی جماعت میں
شریک ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیشین گوئی اور شاید اس عجیب پیشین گوئی کی بعض جز
ہنوز پوری ہونا باقی ہیں ہاں مذہب عیسائی کچھ دنوں تک اُن ملکوں میں پھیلا تو ضرور ہے
لیکن ابتک یہ سامان جنکا یہ نبوت انتظار کرا رہی ہے نہیں ہوئے انتہیٰ۔

ع اس مفسر کے قول سے اتنا تو ثابت ہوا کہ یہ پیشین گوئی عیسائیوں کے حق میں ابھی تک پوری نہیں ہوئی ۱۲

Marfat.com

پادری فانڈر نے میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۲۸ و مطبوعہ لدھیانہ سنہ ۱۸۶۸ء
صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۲ ھ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں سعد بن ابی وقاص
نے ایران اور اسی عہد میں خالد اور معاویہ نے شام کا ملک اور عمرو بن العاص نے مصر
کو فتح کیا تھا انتہے پس ایک ہزار اور دو سو برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہ پیشین گوئی
پوری ہوئی چنانچہ سیر الاسلام صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں لکھا ہے کہ ۲۳ ہزار مسلمان جنگ اسکندریہ
میں شہید ہوئے (سنہ ۶۳۸ء میں) عمرو نے خلیفہ کو لکھا کہ بڑا شہر مغربی میرے قبضہ میں
آگیا ممکن نہیں کہ میں اس کی دولت اور خوبی کا بیان کروں اور اتنا لکھنا کافی ہے کہ
اس میں چار ہزار محل اور چار ہزار حمام اور چار ہزار تماشہ گاہ اور بارہ ہزار دوکانیں کنجڑوں کی
اور چالیس ہزار یہودی باجگذار ہیں اس شہر کو صلح یا شرط سے نہیں لیا بلکہ ہتیار کے زور سے
اس پر قابض ہوئے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اس فتح سے نفع اٹھاویں
حضرت عمرؓ نے لکھ بھیجا کہ رعیت کے مال کو ہاتھ نہ لگاویں اور خزانہ بادشاہی کو
واسطے تعلیم کرنے وحدانیت خدا اور پیغاموں رسول کے رہنے دیں انتہے الغرض
کوئی مسلمان اور عیسائی اور یہودی بلکہ بت پرست بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مصر
میں خدا پرستی جاری ہے اور مصری اور اسوریوں کا ایک ہی دین اسلام اور ان میں ایک
ہی خدا کی پرستش ہوتی ہے اور مصری اسوریوں کے ساتھ اور اسوری مصریوں کے ساتھ
گھروں اور مسجدوں میں مل کے عبادت کرتے یعنے نماز جماعت ادا کرتے ہیں اور
ان دونوں میں کسی طرح کا خطرہ مخالفت و جدال باقی نہیں رہا اور مصر سے اسور تک
ایک شاہ راہ ہو گئی کہ وہ دونوں آپس میں موافقت اور رسم و راہ رکھتے ہیں اب کون
کہہ سکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے میں کوئی بات باقی رہ گئی
سوا دین اسلام کے اور کسی دین کے مصر و اسور میں جاری ہونے سے مصری جب
وے ستم گروں کے ظلم سے خداوند کو پکاریں گے انتہے سیر الاسلام باب ۳ صفحہ ۵۴
میں لکھا ہے کہ اہل مصر یا نصاریٰ قبط مسلمانوں کے آنے سے خوش ہوئے
انھوں نے (یعنے مصریوں نے) بسبب اصول اور قواعد اپنے مذہب کے شہنشاہ

استنبول کے ہاتھ سے بہت ایذا اور تباہی تھی اور ان بتوں ... حکومت کی توقع سے خوشی حاصل ہوئی انتہی اس کے لئے ایک اور خاص دلیل یہ ہے کہ مصر میں قربانی خدا کے نام کی گذرانی جاتی ہے جیسا کہ پیشین گوئی لکھا ہے کہ ذبیحے اور ہدیے گذرانیں گے انتہی اور یہ خاص نشان دین اسلام کا ہے کیونکہ یہودی سوائے ہیکل یروشلم کے اور کہیں قربانی نہیں گذرانتے تھے اور وہ چھ سو برس پیشتر آغاز اسلام سے بالکل برباد ہوگئی اور اسی کی بنا پر اسلامی مسجد تیار ہوئی اور عیسائیوں میں باوجود عقیدہ مصلوبی مسیح قربانی گذرانا ناجائز ہے اب قریب تیرہ سو برس سے جو مصر میں اہل اسلام قربانی گذرانتے ہیں منجملہ اور بہت علامتوں کے کہ مذہب حق میں ہوتی ہیں ایک یہی علامت مذہب حق ہونے کی اسلام کی بابت تمام عالم میں آفتاب کی طرح روشن ہے کہ مصری لوگ اسلام قبول کر کے اسی خدا کی جو ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا خدا ہے مصر میں قربانی گذرانتے ہیں اور چونکہ انیسویں آیت میں مذبح کا لفظ موجود ہے اس سے ذبیحہ (آیت ۲۱) یا قربانی کی کوئی اور تاویل نہیں ہوسکتی سوا جانور ذبح کرنے کے جیسا کہ مسلمانوں میں دستور ہے ایک اور پہچان بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت یسعیاہ الہام الٰہی سے فرماتے ہیں کہ اس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا انتہی یہ بات مصر میں اسلام ہی کے سبب سے پائی گئی ورنہ یہودی اور عیسائی والی خدا پرستی کو تو مصر والے آغاز اسلام سے پہلے ہی جانتے تھے چنانچہ ہزاروں یہودی اور عیسائی مصر ہی میں بستے تھے تو بھی نہ ان دونوں ملکوں والوں نے خداوند کے لئے کبھی ذبیحے گذرانے اور نہ ان دونوں کے آپس میں موافقت ہوئی مگر اس پیشین گوئی میں اس دن کا لفظ اسی دن سے پکار رہا ہے کہ اسلامی خدا پرستی سے اہل مصر واقف ہوں گے یعنے جس دن اسلامی خدا پرستی مصر میں پھیلے گی اس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا اور مصری خداوند کو پہچانیں گے اور ذبیحے (یعنی قربانی) اور ہدیے گذرانیں گے۔

پھر یہ کہ خداوند مصر کو مارے گا وہی مارے گا اور وہی چنگا کرے گا انتہی یہ اہل مصر کا

لشکر اسلام سے شکست کہانا اور مارا جانا مراد ہے چنانچہ سب اہل تواریخ جانتے ہیں کہ
ملک مصر صلح یا شرط سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے تصرف اسلام میں آیا (دیکھو
سیر الاسلام مطبوعہ ۱۸۴۵ء باب ۲ صفحہ ۴۵) اور وہی جنگا کرے گا انتہی اس سے
زیادہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑائی میں اہل مصر کا مغلوب ہونا اور پھر تسلط اسلام
کے امن میں رہنا بیان ہوا ہے چونکہ یہودیوں کو بار بار مصریوں اور اسوریوں نے آ
جاکر مغلوب کیا تھا چنانچہ سیسق اور انتیوکس وغیرہ کے حالات سے ظاہر ہے
اور اس پیشین گوئی میں تو اہل مصر کے مغلوب ہونے کا ذکر [illegible]
دین کے واسطے لڑنا ہرگز جائز نہیں سمجھتے پس اس پیشین گوئی [illegible]
کے اور کسی کا حصہ نہیں ہے پھر یہ کہ انہیں صحت بخشیگا [illegible]
ٹولومی کے وقت میں اور رومیوں نے سلطنت [illegible]
کی کہ ایک نہر واسطے آمد و رفت اجناس کے دریا [illegible]
تیار کریں لیکن یہ امید اُن کی نہ برآئی حضرت عمر رض کے حکم [illegible]
سپاہیوں نے یہ نہر اسی میل لمبی کہودی اور وہ جاری [illegible]
باب ۲ صفحہ ۴۶ پس جو تمنا کہ مصریوں کو ایک مدت [illegible]
تھا اُس کے لئے یہ نہر صحت بخش بلکہ چشمہ زندگی یا آب [illegible]
کتاب کو یقین ہو تو وہ مضمون جو اہل مصر کی طغیانی [illegible]
اُس میں ایک لڑکے کو پہینکنے کا دستور ہو توقف کر [illegible]
عمر رض سے ظہور میں آیا اہل مصر کے لئے زیادہ صحت بخش [illegible]
سیسا سٹرس[۲] کی گدی پر بیٹھا مگر چونکہ اُس کی بات اُسی کے ساتھ [illegible]
شوکت کو نہ پہونچا ہیروڈوٹس صاحب کے بیان سے [illegible]
بادشاہ اپنے بزرگوں کی راہ پر نہ چلا چنانچہ ایک مرتبہ اتفاق [illegible]

---

[۱] دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۷۰ میں ہے کہ ملک یہودیہ اسوری فارسی یونانی اور رومی لوگوں کے تحت [illegible]
[۲] سیسا سٹرس یعنے سیسق ازلب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ جدول تاریخ یہ سیسا سٹرس سنہ عیسوی سے [illegible]
[illegible] ہمعصر رحبعام بن سلیمان تھا ۱۲-

تک پہونچی اور اس بادشاہ نوجوان نے پانی کے جوش وخروش اور موجوں کے زور
تاؤ کھا کر دریا کے تیر مارا اور اپنے گمان فاسد میں اُس کو (یعنے دریا کو) گستاخی کی سزا
یہ بات سچ ہے تو اُس نے وہیں یہ سزا پائی کہ اُس کی آنکھوں میں پانی اوتر آیا اور
کیا تھا وہ اُس سے آگے آگیا انتہے۔ از قدیم تاریخ مصر مؤلفہ رولن صاحب
ترجمہ سین ٹیفک سوسٹی مطبوعہ الہ آباد گورنمنٹ پریس ۱۸۶۴ء صفحہ ۸۵۔ اب ا
واقعہ کو حضرت عمرؓ کی اُس کرامت سے جو رود نیل کی نسبت ابھی بیان ہو چکی
کرنا چاہیے اس مقام پر ایک بڑا اشارہ سمجھنے کے لائق یہ ہے کہ اللہ رب العالمین
نے ایک ساتھ مصر اور اسور کی بابت یہ پیشین گوئی فرمائی یعنے ضرور ہوا کہ ایک ہی
ساتھ ان دونوں ملکوں کی یہ سب حالتیں بدل جائیں حالانکہ اُس وقت میں جب
پیشین گوئی ہوئی اُن دونوں ملکوں کی بادشاہتیں جدا جدا تھیں جس طرح بت پرستی
کے عقاید اور دستور اُن دونوں میں جدا جدا تھے اور ایک ہی دفعہ ان دونوں ملک والوں
کی یہ سب حالتیں بدل جانا ایسا امر عظیم بلکہ ناممکن تھا کہ کسی انسان کے تو کیا بلکہ
فرشتہ کے بھی خیال میں نہ آسکے لیکن قادر مطلق خدا جس نے یہ پیشین گوئی فرمائی وہی
سب کچھ کر بھی سکتا تھا چنانچہ پادری فانڈر صاحب کے قول سے میں لکھ چکا
ہوں کہ قریب ہی زمانہ میں خالد اور معاویہ نے شام اور عمرو بن العاص نے مصر کو
حضرت عمرؓ میں فتح کیا تب ہی سے یہ دونوں ملک دارالاسلام اور ایک ہی سلطنت
سے متعلق ہو گئے کہ پھر کسی طرح کی جنگ وجدل کا موقع ہی نہ رہا اور کشف الآثار
مطبوعہ ۱۸۴۶ء صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کہ مصر ۲۱ھ میں لشکر اسلام نے فتح کیا
انتہے پس ہر شخص اس پیشین گوئی کی آیتوں کو پڑھ کر فوراً یہ کہدے گا کہ یہ پیشین گوئی
مصر اور اسور میں دین اسلام کے جاری ہونے سے پوری ہو چکی اور اس کے پورے
ہونے سے یہ بات ثابت ہے کہ دین اسلام بھی سچا دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم مصریوں کے بھی شفیع ہیں جیسے اپنی ساری امت کے شفیع
ہیں اگرچہ یہود ونصاریٰ اس بات میں اپنے دل کو سخت کریں مگر اس سے

Marfat.com

کے بندوبست میں کچھ نقصان واقع نہیں ہوتا اور یہ سخت دلی بھی کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ توریت میں سے جہاں جہاں مسیح کی خبر عیسائی علما بتاتے ہیں یہودی ابتک اُسے اپنے طور پر ثابت ہونے نہیں دیتے اور کسی اور مسیح کی جسے اہل اسلام مسیح الدجال کہتے ہیں منتظر ہیں اسی طرح عیسائی بھی حضرت خاتم آخر الزمان صلعم کی خبر توریت و انجیل سے ثابت ہونے نہیں دیتے اگلے فلاسفر بھی انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو اپنے نزدیک بے اصل سمجھتے تھے مگر ان کے حضور نہ حکمت چلتی ہے نہ زبان درازی کام آتی ہے کہاں حکیم کہاں فقیہ کہاں اس جہان کا بحث کرنے والا کیا خدا نے اس دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا اول قرنتیون کا اباب ۲۰۔

واضح ہو کہ مصر جس کے پایۂ تخت کا نام القاہرہ اور مصر بھی کہتے ہیں ... مصر نامی حام کا بیٹا اُس کا بانی تھا وہ ملک افریقہ کے ... میں ایک لمبے وادی کے درمیان جس کے بیچ دریائے نیل بہتا ہے واقع ہے ... طلوع آفتاب صداقت مطبوعہ مرزاپور باہتمام پادری ایم اے شیرنگ ... تہہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے صفحہ ۹

اسور جس کا دار السلطنت شہر نینوی تھا جہان کا بادشاہ سلمنسر ... بنی اسرائیل کے دس فرقوں کو مغلوب اور اسیر کر کے لے گیا اور انہیں ... بستیوں میں بسایا یہ دار السلطنت دجلہ ندی کے کنارے پر تھا طلوع آفتاب ... مطبوعہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۶۷۔ اس کے ایک بادشاہ نے شہر دمشق ... دوسرا اسرائیلی ملک کو قبضے میں لا کر اُس کے باشندوں کو سات ... سے آگے اسیری میں لے گیا تھا تیسرے نے ملک یہودا ... یروشلم پر حملہ کیا تھا سنہ ۶۰۶ء میں ایک مورخ لوسین نامی سے ... رہتا تھا بیان کیا ہے کہ شہر نینوی بالکل برباد ہو گیا ہے اُس کا کوئی پتہ باقی نہیں ہا کوئی نہیں بتلا سکتا کہ اس کا مقام کہاں ہے از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۶۷

حضرت یونس ؑ اسی دارالسلطنت میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے اُس
والوں نے توبہ کی اور اس کے سو برس بعد یہ شہر غضب الٰہی سے زمین کے اندر
گیا اس سبب سے اُس کی ویرانی کا کچھ نشان باقی نہ رہا از سوال و جواب ترجمہ پادری
یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۵ء صفحہ ۳۰۷ و ۴۰۷ یہ دارالسلطنت
اسور یعنے شہر نینوی دجلہ کے کنار مشرق پر شہر موصل کے مقابل میں آباد تھا وہاں
کے رہنے والے اپنی ہجرت کے زمانہ سے یہی نام اُس مقام کا بتاتے ہیں اسی جگہ
پر رومی بادشاہ ہرقل کے لشکر اور قشون خسرو پرویز سے قتال ہوا تھا اور گبّون مورخ
لکھتا ہے کہ رومی لشکر دلیرانہ رود ارس سے دجلہ تک چلا آیا اور خسرو پرویز کی فوج کا سپہ سالار
ہر اس کے ساتھ اُن کا تعاقب کرتا رہا جب تک کہ اُس نے اپنے بادشاہ خسرو
سے حکم قطعی نہ پایا کہ البتہ یکبارگی لڑائی کو تمام کرنا چاہیے اور کنار مشرق پر دجلہ کے شہر
موصل کے مقابل قدیم زمانہ میں نینوی آباد تھا لیکن مدت سے یہ شہر (نینوی) اور
کھنڈر اُس کے ناپدید ہو گئے پس یہ خالی مقام عرصہ قتال دونوں لشکروں کا ہوا انتہے
از کشف الآثار فی قصص انبیا بنی اسرائیل چھاپہ اڈن برغ ۱۸۴۶ء اصل زبان
انگریزی مصنفہ ڈاکٹر کنیت قسیس اکُتی سے پادری مرِیک صاحب نے فارسی میں
ترجمہ کیا صفحہ ۹۵ - ۹۸ پس یہ نینوی شہر ملک اسور کا دارالسلطنت تھا دیکھو مقدس
کتاب کا احوال چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء باب ۷۴ صفحہ ۱۱۳ - اور ۲ سلاطین ۱۹ باب جیسا
کہ صفنیاہ ۲ باب ۱۳ میں ہے وہ اُتر پر اپنا ہاتھ چلاوے گا اور اسور کو خراب کریگا
اور نینوی کو ویران اور جنگل کی مانند خشک کرے گا انتہے بعضے لوگ خیال کرتے ہیں
کہ نینوی وہ مقام ہے جسے اب کربلا معلی مقتل امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کیونکہ کربلا کا ایک نام نینوی بھی ہے چنانچہ یہ بات دریچ صاحب کے بیان
سے بھی جو ایک مدت تک بغداد شریف میں سرکار انگریزی کی طرف سے ایلچی رہے
کچھ ثابت ہوتی ہے دیکھو کشف الآثار صفحہ ۹۸ وہ دارالسلطنت خسف ہو گیا تھا اور
وہ ملک سلطنت شام کا ایک ضلع ہو گیا چنانچہ اب تک ہے - یہ بھی معلوم کرنا چاہئے

کہ اسوریوں کے بت اور تھے یعنی نسروک اسوریوں کا معبود تھا ۲ سلاطین ۹ اباب ۳۷ اور مصریوں کے بت اور تھے یعنے ونُس وغیرہ دیکھو کیفیت نامہ ترجمہ پادری اسٹرن صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کے لئے صفحہ ۳۴۳ جہان لکھا ہے کہ یہ عبادت ملک مصر سے اجرا ہو کر کنعان اور فونیکی ملک تک پہیلی رفتہ رفتہ استارات کی عبادت میں ایسی شامل ہوگئی کہ جہاں استارات کا ذکر ہے وہاں سیریت (جسے رومی فینس یا ونس کہتے تھے کیفیت نامہ صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۳) کی عبادت سے یہی مطلب ہے انتہے مگر اب تو وہاں دونوں ملکوں میں اسلام جاری ہے۔

رومن تواریخ کلیسیا حصہ ۲ صفحہ ۵۵ میں مصری عیسائیوں کا حال اس طرح لکھا ہے

قولہ اس شہر کے مسیحیوں کی خبر ایک رومی مورخ دوپسکس نامی کی کتاب میں ملتی ہے اُس نے قریب سنہ ۳۰۰ء میں روم کی تواریخ لکھی اور اُس میں ایک خط جو ادرین شہنشاہ نے سنہ ۱۳۴ء میں اسکندریہ کی سیر کر کے لکھا مندرج کیا خط مذکور میں یہ عبارت ہے کہ میں نے اہل مصر کو ہر اطراف میں دیکھا سب کو سبک مزاج اور متلون پایا سراپس (نام مصری بت) پرست مسیحی ہیں اور وہ جو آپ کو مسیحی اسقوف ظاہر کرتے ہیں سراپس کو مانتے ہیں انتہے۔

حزقیل ۳۰ باب ۱۳ میں مصری بابت یہ پیشین گوئی ہے خداوند یہوداہ یوں فرماتا ہے کہ میں بتوں کو بھی توڑ ڈالوں گا اور نوف میں .... سے مورتوں کو مٹا ڈالوں گا اور آگے کو مصری زمین کا کوئی بادشاہ نہوگا اور مصری زمین میں ایک وحشت رکھوں گا انتہے۔ یہ پیشین گوئی پانچسو تہتر برس پیشتر سنہ عیسوی سے حزقیل نبی نے فرمائی تھی تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ باہتمام پادری روڈلف صاحب ... جسے پہلے ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے زبان انگریزی میں لکھا اور ... مطبوع بھی ہوئی تھی اُس کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ پیشتر ملک مصر بہت ہی وسیع اور آباد تھا۔ اٹھارہ ہزار بڑے بڑے شہر اس سے متعلق تھے اس کی عین آبادی کی حالت میں حزقیل نبی نے یہ پیشین گوئی کی تھی سراسین (یعنے عرب) اور اُن

کے بعد مملوکس (یعنے مملوک) مصر کے حاکم ہوئے اور آخر کو ترک لوگ اُن پر
اور آجتک وے انہیں کے ماتحت ہیں اگرچہ یہ پیشین گوئی ہوئے دو ہزار برس پیشتر کی ہے
ٹھیک ٹھیک پوری ہوئی انتہے۔ اِس پیشین گوئی میں خدا فرماتا ہے کہ میں بت
توڑواؤں گا پس یہ بت پرستی مصر کی وہاں دین اسلام کے رایج ہونے سے موقوف
ہوگئی اور مسلمانوں کے ہاتھ سے خدا نے اُن کے بتوں کو توڑوایا اور پھر یہ کہ آگے کو
مصر کی زمین کا بادشاہ نہوگا انتہے۔ سو یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ سلطنت روم یعنے استنبول
کے ماتحت بلکہ اُس سلطنت کا ایک صوبہ ہے جیساکہ مترجم تعلیم الایمان کے
قول سے ثابت ہے کاش کہ اہل مصر اس پیشین گوئی پر غور کرکے اپنی حالت پر
قناعت کرتے تو کبھی سلطان ترک کی فرماں برداری سے اُن کا جی سیر نہوتا اور ہمیشہ بے
خطرہ رہتے۔

لب التواریخ مؤلفہ مدرس سکندر فریزر تیٹلر نوان چھاپا تصیح کی ہوئی اوکسفورڈ کے
مدرسہ کے مدرس التواریخ ڈاکٹر ایڈورڈ نیرس کی اور بمبئی اڈوکیشن کمیٹی کے حکم سے کلکتہ میں
اُردو ترجمہ لوئس وکاستا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس متعلقہ صوبہ جات بنگالہ و بہار
واڈویسہ جلد ۲ مطبوعہ مطبع چرچ مشن سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۲ میں لکھا ہے **قولہ** یہودیوں کی
امید اس بات کی کہ ایک مسیح آنے والا تھا اور مسیحیوں کا اعتقاد بسبب وعدۂ ربانی
کے کہ ایک تسکین دینے والا (پارہ قلت یا فارقلیط) آئے گا اِن دونوں باتوں سے محمد
نے فائدہ اوٹھایا اور کہا کہ وہی شخص تھا جو کہ سارے عالم کو آرام و شادمانی پر پہونچاوے
ماسوا اِس کے عربوں کا بھی ایک قول ایسا رائج تھا جو کہ اس بات کی اعانت کرے
کیونکہ اُن میں مشہور تھا کہ ایسا شخص قبیلہ قریش سے ظاہر ہوگا اور اُسی قوم سے خصوص
محمد صلعم نکلا تھا تمت کلامہ بعینہ نقل کا لاصل۔

قدیم رومیوں کے ایک نسخہ کتاب میں جو سبی لنون کہلاتا ہے یہ پیش خبری لکھی
ہے کہ جس وقت میں رومیوں اور مصریوں کی سلطنت ملجاوے گی اُسی وقت
آدمیوں کے درمیان ایک نہایت زبردست بادشاہ ظاہر ہوگا جو

کارل مٰٹ دیندار اور راستباز ہوگا اور ہمیشہ تک سب ملکوں پر حکومت اور سلطنت کریگا فقط
قدیم الیمانیوں کی کتاب میں جو اڈّا کہلاتی ہے لکھا ہے کہ ایک نہایت خوبصورت اور عزت دار جوانمرد آکر دیوتاؤں کے راج کو نیست کرے گا اور ایک دین اور ایک سچائی کی حکومت زمین پر قایم کرے گا فقط

چونکہ حضرت عیسےٰؑ نے رفیقوں کی قلت کے سبب سے فرمایا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے یوحنا ۱۸ باب ۳۶- اور پھر یہ کہ چڑیوں کو بسیرے اور لومڑیوں کو ماندیں ہیں پر ابن آدم (یعنے مسیحؑ) کو زمین پر سر رکھنے کی جگہہ نہیں ہے متی ۸ باب ۲۰- اور رومیوں میں تو ایک نہایت زبردست بادشاہ کی خبر ہے جبکہ مصر اور روم کی سلطنت ملجائے گی سو ظہور اسلام کے سبب ایسا ہی ہوا جو کہ روم یعنے قسطنطنیہ اور مصر کی سلطنت کے ملجانے سے علاقہ رکھتا تھا۔

واضح ہو کہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بقول پادری فانڈر قریب سات ہی برس بعد مصر میں حکومت اسلام قایم ہوئی یعنے سنہ ۶۳۱ء میں اور اسی سال میں روم کی سلطنت سے بھی اکثر ملک حکومت اسلام میں نازل ہوئے بلکہ اس سے پیشتر رومیوں نے اُسی سال جس سال میں کہ حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم نے وفات پائی بصرہ اور دمشق وغیرہ کے میدانوں میں فوج اسلام سے شکست کھائی اور یہ سب ملک جو اُن دنوں روم کی سلطنت کے بڑے صوبے تھے تصرف اسلام میں آئے یعنے وفات حضرت نبی آخر الزمان صلعم ہفتم جون سنہ ۶۳۲ء میں فتح بصرہ اُسی سال یعنے سنہ ۶۳۲ء میں فتح دمشق میدان ایبز ناؤں کی لڑائی میں اُسی سال یعنے ماہ جولائی سنہ ۶۳۲ء میں فتح سنہ ۶۳۴ء او فتح امیس اور بعلبک سنہ ۶۳۵ء میں فتح بیت المقدس سنہ میں فتح حلب سنہ ۶۳۸ء میں فتح انٹی اوک (یعنے انطاکیہ) بھی سنہ ۶۳۸ء میں فتح مصر بھی اسی سال یعنے ماہ جون سنہ ۶۳۸ء میں (از سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۲۵ - ۴۵) لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴ میں ہے کہ چند سال کے عرصہ میں اُس نے (یعنے حضرت صلعم نے)

Marfat.com

سارا ملک عرب کا مطیع کر لیا اور پھر ملک سیریا پر حملہ کر کے روم کی کئی شہروں کو اپنے
میں لایا تھے۔
اب رہا یہ اختلاف کہ پادری فانڈر کے قول سے قریب سات برس بعد وفات
حضرت نبی اسلام صلعم کے مصر اور شام ۲۱ سنہ ھ میں فتح ہوئے اور سیر الاسلام
کے بموجب حضرت صلعم کی وفات کے چھ ۶ برس بعد اور قریب چھ برس بعد پہلے
دمشق کے مصر فتح ہوا یہ اختلاف کچھ بڑا نہیں ہے دستور ہے کہ ہر مہم میں اُس کے
سر ہونے تک کچھ عرصہ گذرتا ہے اور بعد فتح دار الریاست کے اُس کے توابع جو ملک
ہوتے ہیں اُن میں تسلط ہونے تک بھی کچھ عرصہ گذرتا ہے چنانچہ ملک مصر میں چودہ
مہینے تک لشکر اسلام نے صرف اسکندریہ کا محاصرہ کیا تھا اور ایران پر بھی سنہ ۶۳۲ء
میں لشکر اسلام نے فتح پائی تھی مگر تمامی فتح ایران کی بقول پادری فانڈر سنہ ۲۱ھ
اور بقول سنہ ۶۳۸ء میں ہوئی دیکھو سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۴۴ و ۴۵ پس سنہ ۶۳۲ء
میں شام کی پہلی فتح اور سنہ ۶۳۸ء میں مصر کی پچھلی فتح ہوئی تھی اس حساب سے ان
دونوں ملکوں کی آغاز فتح کے سنہ ۶۳۲ء کے ہی سال وفات رسول اللہ صلعم کا بھی
ہے اور پچھلی فتح سنہ ۶۳۸ء میں ہوئی اُس کے سوا پادری فانڈر نے سنہ ۲۱ھ لکھے
ہیں اور مہینے کا نام نہیں لکھا پس ممکن ہے کہ شروع سنہ ۲۱ھ ہو اور سال قمری
یعنے ہجری اور سال شمسی یعنے عیسوی میں بھی جو تفاوت ہوتا ہے اسے سب جانتے
ہیں اس حساب سے فتح شام اور مصر اور سال وفات رسول اللہ صلعم کے زمانہ
میں کچھ تفاوت واجبی نہیں ہے اور آدمیوں کے درمیان ظاہر ہونے سے مراد
یہ ہے کہ اُسی زمانہ میں دنیا کی قومیں حضرت نبی آخر الزمان صلعم سے خوب واقف ہوئیں
اس کے سوا سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۴۱ - ۴۴ لکھا ہے کہ فتح انٹی اوک سنہ ۶۳۸ء میں
ہوئی یہ پچھلی بار تھی کہ فوج روم کی ہاتھ سے مسلمانوں کے قتل ہوئی - ایک
وبا آئی اور اُس کے باعث سے بہت سے مسلمان بہ نسبت تلوار دشمن یا عیاشی
انٹی اوک کے ہلاک ہوئے - اس سال پچیس ہزار آدمی موئے اور اہل عرب اٹھایا

Marfat.com

...رس ہجری کو ساتھہ بڑے غم کے یاد کرتے ہیں تمت کلامہ اس سے ظاہر ہے کہ
...۱۸ھ میں مصر فتح ہوا کیونکہ یہی سال یعنے ۶۳۹ء مصر کی فتح کامل کا بھی ہے
...پادری فانڈر نے معلوم نہیں کس سبب سے ۲۱ھ لکھے اور اس حساب سے
...فات حضرت صلعم سے شام کی کامل فتح تک صرف پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے
...ور چونکہ حضرت یسعیاہ کی پیشین گوئی مصر اور اسور کی بابت تھی پس روم کی سلطنت
...یں سے انہیں ملکوں کے ملجانے اور وہاں دین اسلام جاری ہونے سے اس
...وی کتاب سبہی لنون اور کتاب یسعیاہ کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے اور یہی روم
...ور مصر کا ملجانا ہے اور آخر وہ تمام سلطنت روم مع تخت گاہ کے تصرف اسلام میں
...بر آیا اور مصر بھی مع اسور وغیرہ اس میں شامل رہا چنانچہ اب تک ہے۔

اور الیمانیوں میں جو اس کی خبر ہے کہ ایک خوبصورت اور حضرت ...
...ونیست کرے گا الخ سو خوبصورتی اور شرافت حضرت صلعم کی تو مثل آفتاب ...
...ے کتاب سیر الاسلام صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ مورخین تاریخ عربستان ...
...س کہ حضرت صلعم بہت حسین و عقیل تھے اور اسپان ہمیں ...
...سیحی سے گواہی دیتا ہے کہ حضرت صلعم حسین اور ذہین تھے ...
...ر گبن صاحب مورخ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم حسن میں شہرۂ آفاق تھے ...
...تاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۱۷۔

اور شرافت کی بابت دیباچہ رومن ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۱۲ دفعہ ۲۲ میں جس پر علماء
...عیسائی نے اپنے طور کا حاشیہ اور دیباچہ لکھا اور ۱۸۴۴ء میں الہ آباد مشن پریس
...میں چھاپا لکھا ہے کہ محمد صلعم کا تولد درمیان اس فرقے اور گھرانے
...کے جو اشرف الشرفا تھا یعنے قریش کے ہوا تھے اسی طرح ...
...میں دیکھنا چاہیے خاصکر صفحہ ۵ میں یہ فقرہ کہ عرب کی سب قوموں سے قریش
...کی قوم بڑی عزت دار تھی اور جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۷ میں
...لکھا ہے کہ آنحضرت ملک ایشیا کے سب میں بڑے نامی و گرامی آدمی تھے۔

Marfat.com

اور اسی طرح لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲ سطر ۳ میں بھی ہے اور جلد اول
بریلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۸ دفعہ ۱۰ میں جو ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب
لندن ۱۸۲۹ء کا ہے ڈاکٹر دیت کے قول سے لکھا ہے کہ محمد صلعم عرب کے
نہایت معزز قوم اور نہایت عمدہ خاندان میں سے تھے۔ صورت میں شکیل اور
میں رسیلے اور بے تکلف تھے۔ اور بلند حوصلگی وہ عنایت ہوئی جو طوفان مصیبت
فرو کر سکے اور غیر معقول تعلیم کے قبایح کے مقابلہ میں فروغ پائی غرضکہ آپ جا
اُن اوصاف کے تھے جو فی حد ذاتہا زیادہ عمدہ تھے انتہٰی۔

اور بُت پرستی کے نیست ہونے کا مضمون ان عبارتوں سے جو میں لکھتا ہوں
دریافت ہو جائے گا سیر الاسلام صفحہ ۱۵-۱۸ میں لکھا ہے ساتویں برس ہجری کے آخر
میں اپنے وطن کے اندر جناب رسالت مآب صلعم امور دینی اور دنیوی کے سردار مقرر
ہوئے۔ انہوں نے بتوں کو خانہ کعبہ کے توڑ ڈالا اور اس آلودگی سے اس مکان کو پاک
کیا یہ حکم جاری ہوا کہ مکہ میں کوئی کافر نہ آوے اور رہنے پاوے مگر دوسرے شہروں
میں ملک حجاز کے جن میں شہر مکہ و مدینہ واقع ہیں آنے جانے کی رخصت ہوئی۔
جناب باوقار کو حالت مذلت کفار قریش پر رحم آیا یا اُن کی شجاعت کا لحاظ کیا اور
مغلوب قریشیوں سے فرمایا کہ اس شخص سے جس کو تم نے بہت ایذا دی ہے
اور ستایا کیا رحم کی توقع رکھتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں بھروسہ آپ کی عالی ہمتی
سے ہے رسول نے خدائے رحیم کے جواب دیا کہ یہ تمہارا اعتماد مجھ پر صحیح ہے جاؤ
ہمنے تمہیں امن دیا اور آزاد کیا۔

عرب کی اور قوموں نے جو کہ ریگستان میں رہتی تہیں تابعداری پیغمبر صلعم کی اختیار
کی مگر فرقہ ہوازن ---------- اور طایف کے
رہنے والوں نے جو کہ تمام عربستان میں ایک نہایت زرخیز جگہہ ہے اور آب و ہوا
اس ضلع کی بہت اچھی ہے مقابلہ کیا اور اُن کی جان و مال دونوں برباد ہوئے اور
بُت اُن کے توڑے گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لائے اور بعد

۵ از میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۶۶

ں کے تمام ملک عرب میں ایک مذہب اور ایک سلطنت ہوگئی۔ رسول کریم
نے بعد مقرر کرنے اپنی سلطنت کے مکہ اور مدینہ میں ارادہ کیا کہ قرب و جوار کے
بادشاہوں کو مذہب حق سے اطلاع دیں۔ ایک شخص واسطے پہنچانے پیغام
رسالت کے بصرہ کو بھیجا گیا اور شرحبیل نے اُسے کہ امیر قوم نصرانی اور جو [illegible]
اور ہرقلیس شاہ استنبول کا تابعدار تھا دمشق کے نزدیک پکڑ کر مار ڈالا۔
گو کہ یہ ایذا بہت تھی مگر اس میں سُبکی کمال تھی۔ تین ہزار آدمی تیار ہوئے اور حضرت
نے اُنہیں فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں خوب شجاعت سے لڑنا اور بیان ثوابوں [illegible]
اور آخرت اور انعام غازیوں اور شہیدوں کا بہت فصاحت سے کیا اور کہا کہ [illegible]
کے خزانے کے سوا اور کسی کا مال رعیت میں سے نہ لوٹنا۔ میری [illegible]
سختیوں کے عوض میں خانہ نشین لوگوں کو ایذا نہ دینا اور عورتوں اور دودھ پیتے [illegible]
بڈھوں کو جو مرنے کے قریب ہوں نہ چھیڑنا۔ مکان اُن لوگوں کے جو مقابلہ [illegible]
اور وہ چیزیں جن کے وسیلے سے وہ اپنے اوقات بسر کرتے ہیں تباہ نہ کرنا
درختوں کو تلف نہ کرنا اور کھجور کے درخت کو ہاتھ نہ لگانا کیونکہ اہل شام کو [illegible]
سے بہت آرام ہے۔ جنوب میں دمشق کے بیچ قریہ موتہ کے [illegible]
کا لشکر روم اور شام کی فوج سے مقابل ہوا۔ زید جو کہ غلامی سے آزاد کیا گیا [illegible]
جعفر اور عبداللہ فوج اہل اسلام کے سردار مقرر ہوئے اور اُن کو جناب رسالت [illegible]
نے فرمایا کہ اگر تم میں سے ایک مارا جاوے دوسرا اُس کی جا [illegible]
اور یہ تینوں سردار نامدار اس لڑائی میں شہید ہوئے [illegible] صاحب [illegible]
ظاہر کرنے کمال شجاعت کے اول قطار میں شہید ہوئے۔ جعفر نے [illegible]
ری مردانگی دیکھلائی اور شجاعت کے نام کو روشن کیا جب اُن کا [illegible]
گیا اُنہوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں لیا اور جب وہ بھی [illegible]
اُس کو کٹے بازوؤں سے نہ چھوڑا آخرکار پچاس زخم کاری کھا کر زمین پر گرے اور درجہ شہادت
کا حاصل کیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اُن کی جگہ پر آ کھڑے ہوئے اور بولے آگے بڑھو

Marfat.com

ساتھ یقین اور ایمان کے قدم آگے رکھو اور ہمارے لئے فتح یا بہشت سے ایک رومی کے شہید ہوئے اور خالدؔ نے جوکہ حال میں مسلمان ہوئے گو گرنے ندپائے ۹ تلواریں اُن کے ہاتھ میں ٹوٹیں اور نصرانیوں کو جوکہ مسلمانوں سے تھے آپ نے شجاعت اور مردانگی سے ہٹادیا۔ اسدن دشمنوں کا غلبہ رہا اس دن خالد نے اپنے لشکر کو اس تدبیر سے لڑایا کہ فوج عدو کی سراسیمہ ہوگئی اور تفرقہ اُن کی جمعیت میں پڑگیا۔ اہل اسلام کا لشکر فتح یاب ہوا اور مدینہ کو ساتھ بڑی شان وشان اور تھوڑے سے مال غنیمت کے پھر آیا۔ خالد کی ہوشیاری اور چالاکی سے مذہب محمدی صلعم کی بہت ترقی ہوئی اور اُس نے اپنی جانفشانی اور دلاوری سے لقب سیف اللہ کا حاصل کیا تھا۔ اور رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۹۔ اور صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے خلفاء اسلام تھوڑے برسوں میں تمام ملک شام اور یہودیہ مع یروسلم اور فارس اور عراق اور مصر اور کوچک ایشیا پر غالب آئے۔ اُنہوں نے اپنے سب مخالفوں کو تلوار سے قتل کیا بتخانوں اور شہروں کو تباہ کیا اور اُن کے باشندوں سے دین محمدی صلعم قبول کرایا اہل تواریخ لکھتے ہیں کہ بعد وفات حضرت نبی علیہ السلام کے بارہ برس کے اندر عرب لوگ چھتیس ۳۶ ہزار شہروں اور قلعوں پر قابض ہوئے اور مسیحیوں کے چار ہزار گرجوں کو ڈھادیا شاید یہ مبالغہ ہے لیکن اتنا تحقیق ہے کہ وے ٹڈیوں کی فوج کی مانند فتح کرتے ہوئے پھیلتے گئے اور اُن کے موافق ملکوں کا بہت نقصان کیا شمالی افریقیہ کا تمام ساحل جس پر بہت مسیحی جماعتیں مقیم تھیں اُن کے قبضہ میں آیا اور اُنہوں نے مسیحی دین کو اُن اطراف سے یہاں تک مٹاڈالا کہ اُن کا نشان باقی نرہا صرف مصر میں کاپٹی (یعنے قبطی) اور فارس میں نسطوریانی عیسائی رہ گئے اور اُن کے سوا بعض اور مقاموں میں عیسائیوں کی چند چھوٹی جماعتیں مگر وے سخت ظلم اوٹھا کے رفتہ رفتہ نہایت پست اور خراب حال ہوگئیں۔

سلہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۱۲

عربوں نے اپنے خلیفوں کے برگزیدہ کرنے کی بابت آپس میں جھگڑا کیا اور تئیس۳۳ برس
تک اس لڑائی میں دل وجان سے مشغول رہے جس کے باعث مسیحیوں نے
بھی کچھ فرصت پائی اِن قضیوں کے سبب مسلمان لوگ شیعہ اور سُنی نامی دو جدے
فرقوں میں[1] تقسیم ہوگئے شیعہ لوگ جو خصوصاً ملک فارس میں رہتے ہیں قرآن کے
موافق چلتے ہیں مگر سُنی لوگ اگلے چار خلیفوں کی روایت یا قول کو بھی مانتے ہیں
۶۶۸ء میں وے غیر ملکوں پر پھر چڑھائی کرنے لگے اور سات برس تک شہر قسطنطنیہ
کا محاصرہ کیا مگر اُن کی فوج لڑائی کی کسی زبردست چیز[2] یونانی آگ نامی کے وسیلے
سے ہٹائی گئی ۷۰۰ء کے بعد وے افریقہ کے شمالی ساحل کے تمام ملکوں پر
قابض ہوکر اور پچھم کے حد بحر اتلانتک کے پاس پہونچکر آبنائے جبر الٹر[3] کے پار ہوکر ملک
اسپین میں غول کے غول داخل ہوے بلکہ اُن کا یہ ارادہ تھا کہ یورپ میں سے گذر
کر خشکی کی راہ شہر قسطنطنیہ پر حملہ کریں اُس وقت وسگوتھ لوگوں کا بادشاہ جو ملک
اسپین کا حاکم تھا اُن سے دیر تک بڑی خونریزی کی لڑائی کرکے ہیت آیا تب عرب
لوگ بے روک ٹوک ملک اسپین میں سے گذر کر کوہ پری نیز[4] کے پار ہوئے اور
بینس اور بنیٹس شہروں میں پہونچے اور جیسے تین سو برس پیشتر اُن لوگوں نے طوفان
کی مانند یورپ سے آکر پچھم کی کلیسیاؤں کو نیست ہونے کے خطرہ میں ڈالا تھا
ویسے پھر حملہ آور عربوں کی اِس تیز باڑہ کے باعث جو پچھم سے آئے وہ ہلاکت کے خوف
میں پڑیں فرانس اور ایلمان کے سب لوگ تھرتھرا گئے ا ستیئے۔

---

[1] یہاں سے شیعوں کا مذہب بہ نسبت سُنیوں کے جدید معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ عہد رسول اللہ صلعم اور زمانہ خلفائے
[illegible] دین کے واسطے لڑتے تھے مورخ کے اِس قول سے کہ پھر چڑھائی کرنے لگے ثابت ہے کہ اُسی فرقہ کے لوگ بعد اُس کے بھی [illegible]
میں سرگرم رہے ۱۲

[2] رومیوں نے ایک چیز نافتہ اور گندک اور رال سے جو کہ درخت صنوبر سے نکلتی ہے تیار کی اور [illegible]
اسلام کے اس سے تباہ و برباد کیا ترکیب شئے مذکور کی ایسے اجزا قوی سے تھی کہ وہ پانی سے نہ بجھ سکتی تھی [illegible]
اور اس سبب سے نام اُس کا آتش بحری رکھا گیا ۱۲

[3] جبر الٹر یعنے جبل الطارق کہ تارک نامی ایک سردار فوج اسلام کے نام سے جس نے اسپین کو فتح کیا تھا منسوب ہے ترکی
میں اس کو جبل عطار کہتے ہیں تارک سے پہلے اسے کیلپ کا پہاڑ کہتے تھے از سیر الاسلام صفحہ ۷۳ ۱۲

[4] فرانس اور اسپین کے بیچ میں ایک سلسلہ پہاڑوں کا ہے جسے پری نیز کہتے ہیں ۱۲

اب اگر کوئی کہے کہ جیسے قدیم رومیوں اور قدیم الیانیوں کی پیشین گوئیاں سچی
اُن کا دین بھی سچا ہوگا تو میری سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ بات قدیم خدا پرستوں سے
ہوگی اور اُس کے ظہور کا انتظار کرتے ہوئے اپنی معتبر کتابوں میں درج کر رکھی
قدیم زمانہ میں خدا ہمارے باپ دادوں یعنے ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ سے وعدہ کے
ہمکلام ہوا اُن کے باپ دادوں سے بھی کسی وقت میں وعید کے ساتھ ہمکلام
ہوگا اور اس کے لئے کچھ خدا پرستی کی خصوصیت نہیں ہے دیکھو بلعم بن باعور
اُس کے گدھے کا حال گنتی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ باب اور ابلیس سے خدا کا باتیں کرنا ایوب
۲ باب ۱۴ و ۱۵- اور اسی طرح کرنیلیوس رومی سے اعمال ۱۰ باب ۱-۳- اور عیسائی
عقیدہ کے بموجب مسیح ؑ کا جو عیسائیوں کا خدا ہے اُس سامری عورت سے باتیں کرنا
اسی طرح سمجھنا چاہیے یوحنا ۴ باب ۷-۲۶- اور خدا نے ابی ملک سے باتیں کیں جو
جرار کا بادشاہ تھا جس کی بابت حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ ہرگز خدا کا خوف یہاں
نہیں ہے (پیدایش ۲۰ باب ۱۱) دیکھو ایضاً ۲۰ باب ۳-۷ پس اجتک توریت و انجیل
میں کوئی پیشین گوئی کسی نے ایسی لکھی ہوگی کہ جس کی صداقت پر دنیا کے بت پرستوں نے
بھی گواہی دی ہو مگر یہ وہ پیشین گوئی ہے کہ جس سے اسلام کی شرافت نہ صرف
دوسرے مذہب والوں کی الہامی کتاب سے ثابت ہوتی اور یہود اور نصاریٰ دونوں
کو اس میں کسی طرح کے عذر کی گنجایش نہیں ہے بلکہ بت پرستوں کو بھی اس کی
صداقت اور اسلام کی فضیلت کا صاف اقرار ہے اور یہ کمال عنایت قادر ذوالجلال
اور دین اسلام کی سراسر بلندی اقبال سمجھنا چاہیے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔
سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۸۶۴ء و ۱۲۸۰ھ نامہ شت ساسان نخست صفحہ ۱۸۸
و ۱۸۹ یعنے در آخر نامہ و آخر کتاب این پیشین گوئی مرقوم است (۵۴) از تازیان مردے
پیدا شود یعنے از ملک عرب (۵۵) کہ از پیروان او یعنے از پیروان یزدان دیہیم و تخت و
کشور و آئین ہمہ برافتد ایںہمہ در عہد حضرت عمر رض شد (۵۶) و شوند سرکشان زیر دستان یعنے
عرب (۵۷) بینید بجاے پیکرگاہ و آتشکدہ خانہ آباد بے پیکر شد نماز بردن سوے یعنے بتخانہ

...ر شوند خانہ کہ در تازیان است در ریگ ہا ماوراں ساختہ آباد است و دراں پیکرہائے
...راں بود گویدشو دان خانہ نماز بروں سو بردار ندازاں پیکر ہا آباد و نام حضرت ابراہیم ، بانی
...ہ وماوراں زمین یمن انتہے۔
مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ جس شخص
نے اِس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس میں اُس کے ہموطن (یعنے
اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوے تھے خدائے واحد برحق کی پرستش قایم کرنے سے
بڑی بڑی دایم الاثر اصلاحیں کیں مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشہ کی چیزوں کے استعمال
اور قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا بہتایت سے
کثرت ازواج کا اُس وقت میں رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسے
... اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام
کاروائی مکر پر مبنی تھی نہیں ایسا نہیں کہہ سکتے بیشک محمد صلعم بجز دلی نیک نیتی
اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی بہ بر
ابتدائے نزول وحی سے جو خدیجہ سے بیان کی اخیر دم تک جبکہ عائشہ کی گود میں شدت
مرض میں وفات پائی مستعد نہیں رہ سکتے تھے جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس
رہتے تھے اور جو اُن سے بہت ربط وضبط رکہتے تھے اُن کو بھی کبھی اُن کی ریاکاری
کا شبہہ نہیں ہوا اور کبھی اُنہوں نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہیں کیا بیشک
ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جس کو اپنے خالق پر بھروسہ ہو اور جو ایمان اور رسم و
رواج میں بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت میں صاف صاف خدا کا ایک ...
ہوتا ہے اُس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا پیغمبر ہے جس طرح خدائے تعا...
وفادار خادم گذرے ہیں اگرچہ اُن کی خدمتیں کامل نہیں اسی طرح محمد صلعم کو بھی ہم
... کا ایسا سچا خادم کیوں نہ سمجہیں جس نے خدا تعالےٰ کی خدمت ایسی وفاداری سے
... جیسے اوروں نے جو مثل اوروں کی خدمت کے پوری اور کامل تھی اس بات پر
یقین نکیا جاوے کہ اُس کو زمانہ اور اپنے ملک میں اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت

اور تعظیم سکھلانے کے لئے اور اُن کے حالات کے مناسب اُن کو ملکی اور امور میں نصیحت کرنے کے لئے خدا نے بھیجا تھا اور وہ راست بازی اور نیکو کرداری کا واعظ تھا انتہےٰ۔

اڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صلعم کا مذہب شکوک اور شبہات سے صاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکہ کے پیغمبر نے انسانوں کی ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اُس کا ثانی موجود ہے جس سے اُس کو تشبیہ دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں پر بھی آگاہ رہتا ہے۔ بغیر کسی اسباب کے موجود ہے۔ اخلاق اور عمل کا کمال جو اُس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے ان بڑے بڑے حقایق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اُس کے پیروں نے اُن کو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اُن کی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالےٰ کے وجود اور اُس کے صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھکر ہے اس لئے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز (یعنے خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اوّل (یعنے ذات باریتعالےٰ) جس کی بناء عقل اور وحی پر ہے محمد کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کو بیکار سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا انتہےٰ۔

Marfat.com

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہیں کہ ہم لوگوں (یعنے عیسائیوں) میں جو یہ بات مشہور
ہے کہ محمد صلعم ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُن کا مذہب
دیوان گی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی
جاتی ہیں جو جو جھوٹ باتیں دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیوں (یعنے عیسائیوں)
نے اُس انسان (یعنے محمد صلعم) کی نسبت قایم کی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری
روسیاہی کے باعث ہیں چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکوک صاحب نے
جب گروٹیس صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تم نے لکھا ہے کہ محمد صلعم نے ایک کبوتر
کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان میں سے[1] مٹر نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے
جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ
اس قصہ کی کوئی سند اور کچھ ثبوت نہیں (حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۳ دفعہ ۱۴ میں بھی یہی مرقوم
ہے) حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل چھوڑ دیا
جاوے۔ جو جو باتیں اس انسان (یعنے محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالیں بارہ سو
برس سے اٹھارہ کرڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قایم ہیں ان اٹھارہ کرڑ
آدمیوں کو بھی اُسی طرح خدا نے پیدا کیا ہے جس طرح ہم کو پیدا کیا ہے اس وقت
جتنے آدمی محمد صلعم کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر
اس زمانہ کے لوگ یقین نہیں رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ جس کلام پر خدائے
قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اسی پر مر گئی کیا وہ ایسا ہی جھوٹا کھیل ہے
جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے میں اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا بلکہ
اس بہ نسبت اور چیزوں کے اُس پر جلد یقین کرتا ہوں اگر جھوٹی اور فریب کی باتیں
پائیں اسقدر زور آور ہوں رواج پکڑ جائیں اور مسلم ٹھہر جائیں تو پھر اس دنیا کو
کوئی کیا سمجھیگا۔ اس قسم کے خیالات جو بہت پھیلے ہوئے ہیں بہت ہی افسوس

[1] دیکھو گبن صاحب کی کتاب موسوم بہ ڈگ لاین اینڈ فال کی جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ لندن صاحب و مویدالاسلام صفحہ ۵۰ اور انگریزی کتاب جان ڈیون پورٹ صفحہ ۲ ۱۲

کے قابل ہیں اگر ہمکو خدا کی سچی مخلوقات کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو
یقین کرنا ہرگز نہیں چاہیے - وہ باتیں اُسی زمانہ میں پھیلی تھیں جبکہ ہما
دخل تھا اور اُنہیں توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحیں غمگیں
ہوئی ہیں اور جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے۔ میرے نزدیک اِس خیال سے کہ
جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قایم کیا اور کوئی اِس سے زیادہ بد اور ناخدا پرست
دنیا میں نہیں پھیلا - بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ
مصالحہ کی حقیقت کو سچ نجانے اور پختہ مکان بنائے وہ پختہ مکان کا ہیکو ہوگا بلکہ خاک
ایک ڈھیر ہوگا - بارہ سو برس تک اُس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ آدمی
اُس میں کب رہ سکتے ہیں بلکہ ایسا مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا ضرور ہے کہ ایک
آدمی اپنے طریقوں کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت کے سامانوں کی حقیقت
کو سمجھے اور اُس پر عمل کرے ورنہ قدرت سے اُس کو یہ جواب ملےگا کہ نہیں یہ ہرگز نہیں
ہو سکتا جو جو قانون اور قاعدے خاص ہیں وہ خاص ہی رہتے ہیں عام نہیں ہو جاتے
افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل کاگ لستر دیا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے سر آمد
لوگوں کے چند روز کے لئے اپنے فن فطرت سے کامیاب ہو جاتے ہیں
اُن کی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کی مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالایق ہاتھوں
جاری کرتے ہیں اور خود الگ تھلگ رہتے ہیں اور اُن کو اُس کے سبب سے
نقصان پہونچاتے ہیں مگر قدرت آگ کے شعلوں اور فرانسیسی ہنگاموں اور اسی
قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا پر
ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویاں جعلی ہی ہیں انتہے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی اُردو کتاب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵۹-۶۱
انگریزی صفحہ ۵۲-۵۵ میں لکھتے ہیں طامس[۱] کارلایل صاحب نے جو آپ کا یعنے حضرت
محمد مصطفےٰ صلعم کا ذکر لکھا ہے وہ ایسا عجیب ہے اور اُس میں اسقدر انصاف

---

[۱] کارلائل صاحب کی کتاب جلد ۱ صفحہ ۲۲۵-۱۳

یا ہے کہ ہم اُسے اس جگہہ بغیر لکھے نہیں رہ سکتے اُس کا قول ہے کہ اِس صحرا
ین شخص میں صرف سیر چشمی اوصاف باطنی اور بلند نظری ہی نتھی بلکہ اور بات
ی تھی آپ نہایت سنجیدہ تھے اور اُن میں سے تھے جن کا شعار متانت سے
ر جنکو خدا یتعالے نے اپنے ہاتھ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگوں کا
عدہ ہے کہ وہ قواعد قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہیں مگر آپ صرف حق پر عمل درآمد
رتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور آپ اُس کے خوفوں اور شان و
وکت سے خوب واقف تھے روایات قدیمہ اصل حقیقت اس بات کو آپ
سے مخفی نکر سکتی تھیں اس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف
سے محمول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا ہی کی آواز سے آدمی کو اسکی
میل کے بغیر بن نہیں آتی اور تمام چیزیں اُس کے مقابل میں بے اصل محض ہیں
یم سے آنحضرت کے دل میں ہر سفر میں اور ہر جگہہ ہزارہا خیالات رہتے تھے
پ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں اور یہ لاانتہے چیز جسے لوگ دنیا کہتے ہیں اور میں
رہتا ہوں کیا ہے زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس بات کا یقین کرنا
ہیے اور کیا کرنا چاہیے۔ جبل حرا اور جبل سینا کے خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور
یت نے اس سوال کا جواب ندیا اور آسمان نے بھی جو مع اپنے ثوابت اور سیارہ
کے گردش کرتا ہے اس کا ہرگز جواب ندیا صرف آنحضرت صلعم کی روح اور اللہ تعالے
کے الہام کو جو اُس میں تھا جواب دینا پڑا آنحضرت صلعم نے پہلے اپنی ...
ماندان کے دلوں میں تنہائی باوصفیکہ آپ ایک سادہ وضع غریب تھے مگر آپ
پنے ملک میں تمام مجنون اور برہنہ اور بہوکی قوموں کو مجتمع کیا اور انہیں اپنا ...
مایا اور تمام عالم کے سامنے نئی خصلتیں اور صفتیں پھیلائیں ...
سہ میں اس مذہب نے شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان شام و مصر و مسوپوٹامیہ
مغلوب کیا اور فتحوں کو ایٹ لانٹک[1] سے بحیرہ خضر اور اوکسس[2] تک پھیلایا

---

[1] ایٹ لانٹک یعنے بحر اوقیانوس یا محیط غربی از حاشیہ موید الاسلام صفحہ ۱۔ [2] اوکسس کو عرب و فارس دریاے جیحون اور ... کہتے ہیں ۱۲

اگرچہ جب سے ابتک بارہ سو برس کا عرصہ منقضی ہوا ہے مگر یہ مذہب سوا ہسپانیہ
اور سب جگہ اُسی طرح رایج ہے برخلاف اس کے اسلام ایک شمالی ایشیا و
افریقہ اور اُن ملکوں میں جو بحیرہ خضر کے گرد ہیں شایع ہوتا جاتا ہے آنحضرت ایک
شخص ہوئے کہ جن کی جرات اسلام اور متانت رائے نے ایک ایسا مذہب
نکالا جس نے تمام زردشت کی ایک چند لوٹی ہوئی محفلیں بنا دین ہندوستان پر حملہ
اور قدیم مذہب برہمن کو مغلوب کیا اس کے بعد دریائے گنگ کے پار بودھ مذہب
کو جو برہمن مذہب سے بھی زیادہ رایج تھا بالکل غارت کردیا اور مذہب عیسائی سے بھی اُس
کے قدیم ملک چھین لئے اور رفتہ رفتہ اُسے اُس کے مشرقی ملکوں اور رومی افریقہ مصر
سے لیکر آبنائے جبرالٹر سے نکال دیا یورپ کی مغربی حد پر حملہ کیا ہسپانیہ کا بھی بہت
سا حصہ دبا لیا اور لوایر کی حدوں تک بڑھ گیا اور اس سبب سے قدیم سلطنت روم
نہایت خایف ہوئی اور آخر کار وہ قسطنطنیہ کے نئے روم میں قایم ہوئی انتہے۔
(کارلئل صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

پیشین گوئی ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (قرآن)	یعنے گواہی دیچکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک ایسی ہی کتاب کی اور یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا قوم ظالموں کو (سورہ احقاف آیت ۱۰)

از شہادت قرآنی صفحہ ۲۲ فصل ۱۵۔ بیضاوی میں ہے علی مثلہ مثل القرآن وھو ما فی
التوراۃ من المعانی المصدقۃ للقرآن والمطابقۃ لہ او مثل ذلک وھو کونہ من عند اللہ
فآمن ای بالقرآن لما رای من خبر الوحی مطابقا للحق علی مثلہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ
جو کچھ توریت میں ہے اُس کے معنے قرآن کے مطابق یا مثل قرآن کے ہیں اور اس

Marfat.com

لحاظ سے قرآن کو تصدیق کرتا ہے اور اُس کا من عند اللہ یعنی ربانی ہونا بھی ثابت کرتا ہے
از شہادت قرآنی صفحہ ۲۳-

انجیل یوحنا اول باب ۱۹-۲۵ میں لکھا ہے کہ جب یہودیوں نے بیت المقدس [illegible]
کاہنون (یعنے امامون) اور لادیون یعنے اُس فرقہ کے لوگ جس میں حضرت ہارون [illegible]
یوحنا بپتسما دینے والے کے پاس بھیجا تاکہ پوچھیں کہ تو کون ہے تب حضرت یحیٰی [illegible]
نے جواب دیا کہ میں عیسےٰ نہیں ہوں پھر اُنہوں نے پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے [illegible]
جواب دیا کہ نہیں پھر اُنہوں نے پوچھا کہ کیا تو وہ نبی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں
(۲۰ و ۲۱ و ۲۵ آیت) اور اسی کا ذکر یوحنا ۷ باب ۴۰ [illegible]
کہ یہ نسبت اور مفسرین کے زیادہ تر عیسائی [illegible]
پسند علماء کے قول سے لکھتا ہے کہ یہودی غلطی [illegible]
الیاس بلکہ ایک اور نبی مثل موسےٰ کے [illegible]
یہ قول کہ ۲۱ و ۲۵ آیت میں ایک نبی ہے جو کہ مثل [illegible]
سلف سے مُردوں میں سے جی اُٹھا ہو کیونکہ یوحنا [illegible]
جبکہ انجیل لوقا اول باب ۷۶ آیت میں یوحنا کے نبی ہونے [illegible]
اِس کا مفصل بیان یہ ہے کہ بعضوں نے وہ نبی کی جگہ ایک نبی کا لفظ [illegible]
لیکن اگر فریسیوں نے حضرت یحیٰی سے صرف اُنہیں [illegible]
ہوتا اس طرح پر کہ آیا تو ایک نبی ہے تو حضرت یحیٰی اُس [illegible]
کہ نہیں کیونکہ حضرت یحیٰی کو اپنے نبی ہونے [illegible]
سے حضرت جبرئیل نے حضرت [illegible]
(لوقا ۱ باب ۷۶) مگر جبکہ یحیٰی نے فرمایا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں [illegible]
یہودیوں نے یحیٰی سے کسی اور نبی کا گمان کرکے پوچھا تھا کہ [illegible]
یحیٰی نے جواب دیا کہ نہیں-

عیسائی علماء میں سے بعضوں نے وہ نبی کی جگہ ایک نبی کا لفظ جو لکھا ہے صرف

اس لئے تاکہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کچھ چھپی رہے اور ... خیال کریں کہ گویا یہودیوں نے حضرت یحییٰ سے صرف انہیں کے نبی ہونے کی بابت پوچھا تھا یعنے یہ کہ تم نبی ہو یا نہیں لیکن اگر ایسا ہوتا تو یہودی صرف یحییٰ کے ہی نبوت کا اقرار یا انکار کرنے پر اکتفا کرتے اور حضرت عیسےٰ اور حضرت الیاس کو درمیان میں نہ لاتے اس سے ظاہر ہے کہ توریت سے جن نبیوں کے آنے کی خبر یہود علما پاتے تھے اُن کے انتظار میں یحییٰ سے پوچھا کہ تم کون ہو یعنے مسیح یا الیاس یا وہ نبی، یا اسواسطے ایک نبی کا لفظ وہ نبی کی جگہہ لکھا تا کہ اُس پیشین گوئی سے جو یہودی قوم سے حضرت موسیٰ نے فرمائی (استثناء باب ۱۵و۱۹-اعمال ۳ باب ۲۲ و ۷ باب ۳۷) کو مطابقت ہو۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ نبی توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسےٰ اور حضرت الیاس سے زیادہ موعود اور مذکور اور یہودیوں میں زیادہ معروف اور مشہور تھا کہ بغیر نام لینے کے بھی ہر شخص اُسے پہچان لیتا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ (سورہ انعام آیت ۲۰)

یعنے جنکو ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اُس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔

از شہادت قرآنی صفحہ ۷۴ فصل ۲۵ کشاف میں ہے

یعرفونه ای محمداً بنعته فی کتابهم

یعنے پہچانتے ہیں اُس کو یعنے محمد صلعم کو اُس کے نشانوں سے اُن کی کتاب میں ہیں۔

بیضاوی میں ہے۔

یعرفون رسول اللہ صلعم بحلیته المذکورۃ فی التوریۃ والانجیل کما یعرفون ابناءهم

یعنے پہچانتے ہیں رسول اللہ صلعم کو اُس کے نشانوں سے جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اس لئے ضرورت نہ تھا کہ مثل عیسےٰ اور الیاس کے اُس نبی کا بھی پہچان لینے کے لئے نام لیا جاتا اور ایسا ہی ہوا کہ جب یہودیوں نے پوچھا آیا تو وہ نبی ہے حضرت یحییٰ نے فوراً پہچان کے جواب دیا کہ نہیں یعنے جس طرح حضرت الیاس کو نام لینے

اسی طرح وہ نبی بغیر نام لئے حضرت یحییٰ نے پہچان لیا۔ یا یہ کہ وہ نبی صلعم بنی اسمٰعیل میں
مبعوث ہونے کے سبب نام لینے کی کچھ حاجت نہ تھی برخلاف انبیاء بنی اسرائیل
کے کہ اُن میں نبیوں کی کثرت کے سبب جس کا ذکر کرنا منظور ہوا اُسے پہچاننے کے
لئے نام لینا ضرور تھا اور بنی اسمٰعیل میں اس سبب سے کہ صرف حضرت نبی
اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے حاجت نہ تھی کہ ذکر کرنے کے وقت حضرت
کا نام لیا جائے۔ یا یہ کہ وہ نبی پیغمبر صلعم آخر الزمان تھے اور اُن کے بعد کوئی دوسرا نبی
ہونے والا نہ تھا پس ضرور نہ ہوا کہ کسی طرح کے امتیاز کے واسطے نام لیا جاتا۔ یا یہ کہ وہ نبی
سردار انبیاء علیہم السلام ہیں پس بسبب کمال عظمت اور شرف حضرت کے ادب
مقتضی نہ ہوا کہ بے ساختہ حضرت کا نام مونہہ سے نکال بیٹھیں۔ یا یہ کہ وہ نبی ناسخ ادیان
سابقہ ہے پس یہودی تعصب اور ذاتی حسد نے رخصت نہ دی کہ یہ نام کسی طرح
زبان پر آنے پائے۔ یا یہ کہ وہ نبی افضل اور اشرف موجودات اور اقدس ترین مخلوقات
ہیں اور یہودی لوگ بغیر طہارت کامل کبھی یہوداہ جو عبرانی میں خدا کا اسم ذات ہے زبان
سے نہیں کہتے تھے پس بپاس اتقا جایز نہ ہوا کہ بغیر طہارت وہ پاک نام بھی زبان
پر لائیں۔ یا یہ کہ وہ نبی موسےٰ کی مانند توریت میں لکھا ہے (استثنا ۱۸ باب ۱۸)
اور یہودی قوم سب حضرت موسےٰ کی پیرو اور مطیع تھی وہ حضرت موسےٰ کو ایسا
پہچانتے تھے کہ ویسا اور کسی کو بھی نہیں پہچانتے تھے پس حاجت نہ رہی کہ کوئی اور
دوسری پہچان بھی بیان کریں۔

اور یوحنا ا باب ۲۰ سے ظاہر ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت یحییٰ سے پوچھا کہ تو
اُن سے آپ نے فرمایا کہ میں مسیح نہیں ہوں یعنے بغیر اس کے کہ یہودی حضرت
عیسےٰ کا نام لیں حضرت یحییٰ نے آپ ہی نام لیکر جواب میں کہا کہ میں مسیح نہیں
اس کا یہی سبب تھا کہ حضرت عیسےٰ کا ظہور حضرت نبی آخر الزمان صلعم سے پیشتر
ہونا تھا بلکہ اُس وقت پیدا ہو چکے اور غالباً قریب تیس ۳۰ برس کی عمر تک بھی پہونچے
تھے اس لئے کہ حضرت عیسےٰ کا ذکر اور اعلان حضرت نبی آخر الزمان صلعم سے مقدم

Marfat.com

لازم ہوا بمناسبت وقت نہ بمناسبت حال اور چونکہ کئی نبیوں کے آنے سے ملتی تھی اِس لئے حضرت یحییٰ نے یہودیوں کے پہلے سوال کے جواب لیکر فرمایا کہ میں مسیح نہیں ہوں تا مغالطہ نرہے کیونکہ وہ پہلا سوال ہی مبہم ہے کہ تو کون ہے مطلب یہ کہ ان آنے والوں میں سے تو کون ہے اور یہ مطلب کہ تو نبی ہے یا نہیں کیونکہ اگر یہ مطلب ہوتا تو حضرت یحییٰ صرف اتنا ہی جواب کہ میں نبی ہوں چنانچہ ان سب آیتوں سے یہ حال ظاہر ہے اور دوسرے سوال میں چونکہ دو نبیوں کا ذکر ابھی باقی تھا اس لئے امتیاز کے واسطے نام لیکر یہودیوں نے پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے (دیکھو ملاکی ۴ باب ۵) اس کے جواب میں حضرت یحییٰ کو اتنا ہی کہنا پڑا کہ میں نہیں ہوں تب انہوں نے کہا کہ آیا تو وہ نبی ہے اب اس پچھلے نبی کی بابت وہ اس کی حاجت نہ سمجھے کہ نام لیں کیونکہ بعد اُس کے اور کوئی نبی نہ تھا جو سمجھنے میں مغالطہ ہوتا اور حضرت یحییٰ نے بھی فوراً پہچان کر کہدیا کہ نہیں یہاں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ نبی مثل حضرت مسیح اور حضرت الیاس کے کوئی خدا کا برگزیدہ اور مقدس ہے نہ یہ کہ کوئی ظالم یا نافرمان بردار خدا کا یا خلقت کو گمراہ کرنے والا۔

اب اگر کوئی پوچھے کہ یہودیوں نے پہلا سوال کیوں مبہم کیا اور دوسرے سوال کی طرح پہلے بھی صاف نام لیکر کیوں نہ پوچھا کیونکہ تین نبیوں کے آنے کے وہ منتظر تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے سمجھے کہ حضرت یحییٰ انہیں تینوں میں سے کوئی ہوں گے اور وہ آپ ہی بتا دیں گے تب پوچھا کہ تو کون ہے اور جب حضرت یحییٰ نے اُن میں سے ایک کا نام لیکر کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے بھی نام لیکر پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے الخ پھر اگر کوئی سوال کرے کہ کیوں حضرت یحییٰ نے اُن تینوں میں سے صرف ایک ایک نبی کا نام لیا پہلی ہی دفعہ کیوں نہ کہدیا کہ میں اُن تینوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ کو منظور ہوا کہ اس ردوبدل میں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے ذکر کی صراحت ہو جائے اور

معلوم ہو جائے کہ وہ نبی صلعم سب سے پیچھے آنے والے ہیں اور اس کے بعد پھر
یہودیوں نے بھی کسی نبی کی بابت سوال نہیں کیا بلکہ حضرت یحییٰؑ سے یوں پوچھا کہ
نبی جو آنے والے تھے اُن میں سے تو تو کوئی بھی نہیں ہے اب تو اپنے حق میں کیا
کہتا ہے تب حضرت یحییٰؑ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جس کی بابت حضرت یسعیاہ نبی
نے پیشین گوئی کی ہے۔

اب حضرت یحییٰ کی بابت علمائے عیسائی سمجھتے ہیں کہ الیاسؑ کی روح اور [illegible]
حضرت یحییٰؑ میں تھی (متی ۱۱ باب ۴ و ۱۷ باب ۱۲) اور حضرت الیاسؑ کا ذکر ملاکی کے ۴
باب ۵ میں ہے۔ واضح ہو کہ یہود لوگ اب تک نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ [illegible]
کی بھی نبوت کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت حضرت ملاکی [illegible]
ہو گئی اس سبب سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے صرف انہیں نبیوں کی بابت
یحییٰؑ سے سوال کیا تھا نہ یہ کہ حضرت یحییٰؑ کی نبوت کی بابت بھی لکھا [illegible]
یوں ہی لکھا ہے پس ہمیں اس کی بھی رعایت ناگزیر ہوئی۔

مفسرین انجیل نے لکھا ہے کہ یہودی سمجھتے تھے کہ حضرت الیاسؑ [illegible]
اور نبی بھی مثل موسیٰؑ کے مسیحؑ سے پیشتر آئیگا انتہیٰ مگر کسی [illegible]
بات ثابت نہیں سوا حضرت الیاسؑ کے آنے کے اور [illegible]
الیاسؑ کی روح حضرت یحییٰؑ میں تھی تو تینوں نبیوں کے آنے کی [illegible]
پائی جاتی ہے مگر سب سے پچھلا وہ نبی صرف حضرت پیغمبر خاتم الانبیاء [illegible]
چنانچہ یوحنا ۱ باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ میں دو بار مفصل پہلے حضرت عیسیٰ پھر حضرت [illegible]
پھر وہ نبی یعنی نبی موعود صلعم کا ذکر ہے۔

علماء عیسائی اس بابت بڑے تردد میں ہیں کہ وہ نبی کون ہے اکثر [illegible]
کہ وہ نبی مثل موسیٰ کے ہوگا جس کا ذکر استثنا ۱۸ باب ۱۵ میں ہے اور [illegible] اعمال
۳ باب ۲۲ اور ۷ باب ۳۷ کے بموجب جو علماء عیسائی حضرت [illegible]
پیشین گوئی کا اشارہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف سمجھتے ہیں یوحنا ۱ باب ۲۱ و ۲۵ کے بموجب

Marfat.com

یہ دعوے بالکل باطل ہوگیا کیونکہ اُن آیتوں میں صاف لکھا ہے کہ وہ نبی سوائے
یحییٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کے ہوگا اور مفسرین کے قول سے بھی جو کہ مرقوم ہو چکا
ظاہر ہے کہ یہودی لوگ توریت کی اس پیشین گوئی کے بموجب ایک نبی کے جو کہ
کے ہو آنے کے منتظر تھے پیشتر حضرت عیسےٰؑ سے تو اس سے بھی یہ معلوم
ہے کہ یہودیوں کے عقیدے کے موافق مسیحؑ کا آنا ابھی باقی ہے اور وہ نبی صلعم
مثل موسےٰؑ کے آنے والا تھا یعنے حضرت نبی آخر الزمان صلعم آچکے پس جس
یہودی لوگ حضرت عیسےٰؑ کے آنے سے بے خبر ہے اسی طرح اس نبی موعود
صلعم سے بھی۔ یا یہ کہ قیامت کے نزدیک حضرت عیسےٰؑ کے آنے سے یہاں
مراد ہے اور حضرت نبی آخر الزمان صلعم اس سے پیشتر اس جہان میں آچکے۔
اور اگر اعمال ۳ باب ۲۲ کے مطابق استثنا کے ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ کا مطلب حضرت
عیسےٰؑ کی طرف اشارہ کرتا تو بھی انجیل یوحنا اول باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ کا وہ نبی جو کہ سوائے
حضرت عیسےٰؑ کے ہے صرف حضرت نبی آخر الزمان صلعم کو سمجھنا چاہیے کیونکہ
دونوں حالتوں میں وہ نبی سوائے حضرت نبی آخر الزمان صلعم کے اور کوئی دوسرا نہیں
ہو سکتا یعنے اگر اعمال ۳ باب ۲۲ آیت صحیح ہے تو انجیل یوحنا اول باب ۲۱ و ۲۵
کا وہ نبی جو کہ سوائے حضرت عیسےٰؑ کے ہے صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں
اور اگر مفسرین انجیل کے اقوال کے مطابق وہ نبی وہی ہے جس کا ذکر حضرت موسےٰؑ
نے استثناء ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ میں کیا ہے تو حضرت موسےٰؑ کی پیشین گوئی حضرت
محمد مصطفےٰ صلعم کی طرف انہیں مفسرین کے اقوال سے صاف اور اقراری معلوم ہوتی
ہے نہ یہ کہ حضرت عیسےٰؑ کی طرف کیونکہ سوائے حضرت عیسےٰؑ و الیاسؑ کے وہ نبی
بتایا گیا ہے خلاصہ یہ کہ انجیل یوحنا اول باب ۲۱ و ۲۵ کا وہ نبی جبکہ نہ حضرت عیسےٰؑ
سے مراد ہے کیونکہ اُن دونوں آیتوں میں سوائے حضرت عیسےٰؑ کے وہ نبی مرقوم ہے اور جب کہ
حضرت موسیٰؑ سے مراد ہی کیونکہ استثناء ۱۸ باب ۱۸ میں موسےٰؑ کی مانند ایک نبی کی خبر ہے اور نہ حضرت
الیاسؑ اور حضرت یحییٰؑ سے مراد ہے کیونکہ یہ دونوں نبی حضرت موسےٰؑ کی مانند تھے

کتاب نہ تھے۔ اور انجیل یوحنا اول باب میں وہ نبی سوائے الیاس کے بیان ہوا اور حضرت یحیٰ نے کہا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں تو سوائے حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اس سے زیادہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت پیشین گوئی توریت و انجیل سے اور کیا ڈھونڈھنا چاہیے۔

ولیم میور صاحب کتاب شہادت قرآنی چھاپہ لکھنؤ مطبع نول کشور ۱۸۶۱ء فصل ۳ صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں **قولہ** اس میں شک لا ناضرور نہیں کہ محمد صاحب صلعم کو اپنی نبوت کی پیشین گوئی کا کتب سابقہ میں ہونا دل سے متیقن تھا اور اس میں بھی شبہہ نہیں کہ چند عالم یہودیوں نے اس بھروسہ پر کہ محمد صاحب صلعم ہماری کتاب ربانی بدل تصدیق کرتے اور بحال برقرار رکھتے ہیں اُن کے (یعنی محمد صلعم کے) الہام اور اُن کی نبوت کی شہادت دے دی انتہٰی اس سے ثابت ہے کہ ان یہودی عالموں نے بھی جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اُن یہودیوں کی طرح جو مسلمان ہو گئے تھے حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اور نبوت پر گواہی دی اس ظاہر ہے کہ جس طرح پیغمبر خدا صاف دلی سے توریت و انجیل کی صداقت بیان فرماتے تھے اسی طرح یہودیوں میں بھی جو عالم تھے اونہوں نے بھی صاف دلی سے حضرت صلعم کے الہام اور نبوت پر گواہی دی اور یہ نبوت اُنہیں توریت کی پیشین گوئیوں اور اپنے بزرگوں کے عقاید سے حاصل ہوا پھر ولیم میور صاحب شہادت قرآنی فصل ۴ کے صفحہ ۱۱۸ میں فرماتے ہیں کہ یہ جو یہودیوں کے باب میں لکھا ہے وے البتہ جانتے ہیں کہ یہ بیشک حق ہے اُن کے رب کی طرف سے چاہیے اس سے یہ مراد ہو کہ کعبہ سچا قبلہ تھا جیسا جلال الدین لکھتا ہے اور چاہیے یہ ... ازین قیاس ہیں کہ یہودی لوگوں نے محمد صاحب صلعم کی نبوت اور قرآن کی ... ربانی انتہٰی ایک بہت نامور عیسائی ماسٹر رامچندر نے جو فاضل ریاضی دان مشہور ... اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۳ء میں جس کا نام اُنہوں نے مسیح الدجال رکھا ہے صفحہ ۹۷-۹۹ پر اس طرح لکھا ہے **قولہ** ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر دعوے قرآن

اور تفسیر کا (صحیح ہے کہ یہودیوں مدینہ نے پہلے سے محمد صاحب صلعم
تھا کہ وہی ہمارا نبی آخر الزمان ہے کہ ہم کو ہمارے دشمنوں کافروں پر فتح دلا
جب انہوں نے حال محمد صاحب صلعم اور قرآن کا دریافت کیا اُس وقت
کے حال کو مطابق اُس کے پایا جو انہوں نے پہلے سے پہچان اور معلوم
تھا تو یقیناً وہ صفات کلیہ جس کے موافق یہودیوں مدینہ نے پہچان لیا
صاحب صلعم بھی ہمارے آخری زمانہ کے نبی اور بادشاہ فتح دلوانے والے
ہوں گے۔ اوّل یہودیوں مدینہ نے سُنا ہو گا کہ مکہ میں ایک شخص جس کا نام
یا احمد ہے ظاہر ہوا ہے اور رسول اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور شرک ا
بُت پرستی کو منع کرتا ہے اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم کرتا ہے تو ان یہودیوں
آپس میں اس بات کا چرچا کیا ہو گا اور کہا ہو گا کیا محال ہے کہ یہ احمد نبی اُمّی قوم
وہی ہمارا نبی اور بادشاہ آخر زمانہ کا ہو جس کا نام مسیح بن داؤد ہے (یہ عجب کہ احمد
نام معلوم کر کے پھر بھی مسیح بن داؤد سمجھے ہوں گے) اور جس کے ہم آج تک
منتظر ہیں سوائے ازیں اس کے نام احمد یا محمد سے بھی متحقق ہوتا ہے کہ یہ کو
عظیم الشان شخص ہے اور یہی تعریف موافق ہماری کتب سماوی تورات
کے ہمارے مسیح کی ہے (مسیح سے یہاں مراد شاید ممسوح جو ہر نبی اور بادشاہ
تھا کہ وہ ایک بادشاہ عظیم الشان اور صاحب جلال ہو اور ہم کو ہمارے مخالف
کافروں پر فتح دلوادے اور ہم کو برو بحر یعنے سارے جہان کا مالک کر دے۔
اور یہ امر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ محمد قوم اُمّی یعنے قوم بُت پرست عرب
میں سے ہے نہ ہماری قوم بنی اسرائیل سے کیونکہ ہم لوگوں میں بہت سے ایسے
بھی ہیں کہ وہ اصل میں بُت پرستوں میں سے تھے۔ لیکن اُنھوں نے دین ا
شریعت موسوی کو اختیار کیا ہے پس وہ بھی بنی اسرائیل میں باعتبار دین کے شمار
کئے جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی محمد شریعت موسوی کو مانتا ہے کیونکہ وہ
شرک اور بُت پرستی کو منع کرتا ہے اور خدا کی توحید کی تعلیم کرتا ہے اور یہ یقیناً

ت سے ہے پس بہت یقین ہوتا ہے کہ یہ محمد وہی ہمارا آخر زمانہ کا نبی اور بادشاہ ہے
یہ ہم کو فتح دلوا دے۔

دوئم جس وقت محمد صاحب مدینہ میں آ گئے یا قدرے مدت پہلے اور جب یہودیوں
مدینہ نے معلوم کیا کہ یہ محمد اپنے قرآن میں قصے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور یوسفؑ اور
موسےؑ وغیرہ کے بیان کرتا ہے اور وضو اور طہارت جسمانی کا حکم کرتا ہے اور بعض
جانوروں کے گوشت کو حلال اور بعض کے گوشت کو حرام بیان کرتا ہے اُس وقت
تو بقول شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے اِن یہودیوں نے اپنی کتب سماوی تورات
وغیرہ میں اور حال محمد صاحب اور قرآن میں مطابقت کُلی اور جزئی پائی ہوگی اور
ان یہودیوں نے کہا ہوگا کہ یہ محمد ہمارا مسیح یا بادشاہ آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والا بیشک
ہے اور عیسےؑ ابن مریم ہمارا مسیح یا بادشاہ ہرگز نہ تھا کیونکہ اُس عیسےؑ کی کتاب انجیل
میں یہ احکام تورانی نہیں ہیں چنانچہ عیسائی لوگ طہارت جسمانی پر کچھ ایمان نہیں
رکھتے ہیں اور نہ گوشتوں حلال و حرام میں امتیاز کرتے ہیں۔

سوئم جبکہ مدینہ میں آنکر یا قدرے پہلے واسطے تالیف قلوب یہودیوں کے محمد
صاحب نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ نماز قرار دیا (دیکھو تفسیر عزیزی مقام تحویل قبلہ)
اُس وقت تو اُن یہودیوں مدینہ نے بیشک کہا ہو گا کہ واللہ یہ محمد ہمارا مسیح یا بادشاہ آخر
زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے الخ۔

اس عیسائی مصنف نے جو یہ سب صفائی سے بیان کر دیا اگرچہ مصنف کا
ارادہ اور غرض اس بیان میں کچھ اور ہی ہو لیکن یہود و نصارے کے ابطال
دعووں اور اثبات مراتب اسلام کے لئے کافی ہے کیونکہ اس بیان ...
دوسری غرض ظاہر کرنے کے لئے مصنف کتاب مذکور جب ... اصل
ثابت کرے گا تب اُس کی تردید مسلمانوں کے ذمہ لازم ہوگی اور وہ بھی علحدہ طور
پر نہ یہ کہ اس بیان مرقومہ بالا کو کچھ اُس سے علاقہ ہو مثلاً مصنف مذکور ثابت کرے
کہ توریت کے بموجب یہودی لوگ مسیح الدجال کے منتظر تھے اور حضرت پیغمبر

Marfat.com

اسلام علیہ السلام کو بھی انہوں نے توریت کے مضمون سے پہچانا تھا
عیسائی مصنف کو ثابت کرنا چاہیے کہ توریت میں کہاں دجال کا نام
کے نشان مرقوم ہیں اور انجیل کے آخر کتاب مکاشفات میں جو بے تمام
کچھ اس قسم کا ذکر ہے اس سے یہودیوں کو کیا کام اور جب یہ ثابت نہ ہو سکے
مسلمانوں کو کیا ضرور ہے جو کسی عیسائی مصنف کی ہر واہیات خرافات کو جو
کچھ وہ بک جائے مان لیں مگر جو بات کہ حق اور واجبی عیسائی مصنفوں کی
زبان سے نکل جاتی ہے اس سے قطع نظر کرنا بھی جائز نہیں ہے تا معلوم ہو
کہ اس عیسائی فرقہ کے لوگوں میں جو سب سے زیادہ متعصب ہیں توریت
خوانی کے سبب جب وہ اسلام کی فضیلت کا اسقدر اقرار کرتے ہیں تو اور
منصف مزاج عیسائی علماء کہاں تک نہ فضیلت اسلام کے مقر ہوں گے
اس کے سوا باوجود اس کے اس طول کلام مرقومہ صدر کے اگر یہ نصرانی مصنف
اپنے اس بیان کے خلاف کچھ کہنا چاہے تو سمجھ جاؤ کہ وہ دیوانہ ہے پھر یہ کہ
اس عیسائی مصنف کے شروع بیان پر غور کرنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ ہم
کچھ عرض کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ سارا بیان جو اس کی کتاب سے
میں نقل کر چکا ہوں صریحاً مصنف کا دوبارا اقرار ہے نہ یہ کہ کسی دوسرے کا قول
اس عیسائی مصنف نے اپنی کتاب میں درج کیا ہو یہاں سے ثابت ہے
کہ بعض دریہودیوں نے حضرت رسول اللہ صلعم کی رسالت کو خوب پہچان لیا تھا
اور یقین کر گئے تھے کہ وہ نبی جس کا حال انہوں نے توریت سے معلوم کیا اور
حضرت یحیٰی سے پوچھا تھا (یوحنا ۱ باب ۱۹-۲۵) حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہی ہیں

پادری فاکس صاحب مشنری لکھنؤ اپنی کتاب الموسوم بہ اصلاح سہو مطبوعہ
امریکین مشن پریس لکھنؤ ۱۸۷۱ء باہتمام پادری مسمور صاحب صفحہ ۲ و ۳
میں لکھتے ہیں کہ جان ڈیونپورٹ صاحب کی تصنیف کا ترجمہ انگریزی زبان

سے اردو زبان میں بنام مظاہر الحق ہوا جس سے مراد حضرت محمدؐ پیغمبر اسلام اور قرآن کی معذرت ہے یہ تصنیف دونوں قوم یعنے عیسائیوں اور اہل اسلام کی نظر میں غیر معمول اور تعجب انگیز ہے جتنے مسیحی اپنے مذہب کے قدر دان ہیں اس تصنیف سے واقف ہو کر غم کھاتے اور بیزار ہوتے ہیں زیرا کہ ایک ان میں سے جس نے عیسوی مذہب میں تربیت پائی اور اب تک عیسائی کہلاتا ہے اسلام اور اس کے بانی کا حافظ اور مددگار ہوا اہل اسلام اون کے برابر متعجب ہو کر اپنے طریقے کے ایسے غیر مترقب اور سرگرم حامی اور خیر خواہ سے مسرور ہوتے یہ سمجھ کر کہ تصنیف مذکور کے ذریعہ سے ان کی ملت کی فضیلت اور رونق آشکارا ہوئی مگر راقم بافسوس اعتراف کرتا ہے کہ ان ایام میں فرنگستان کے بہت علما و فضلا صاحب موصوف کی طرح طریق حق سے منحرف ہوئے انتہی۔

چونکہ عیسائی علما بھی توریت اپنے پاس رکھتے ہیں پس یہودیوں کی طرح عیسائیوں کو اسلام کی فضیلت کے اقرار سے چارہ نہیں ہے۔

پیشین گوئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِیَ یعنے اور جبکہ ہمارے یہاں سے ان کے پاس حق آیا تو کہتے ہیں کہ کاش
مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی ط (سورہ قصص آیت ۴۷) ویسا ہی آتا جیسا کہ موسیٰ کے واسطے آیا تھا۔ (آو ہم ...)

از شہادت قرآنی فصل ۴۴ - اب اُس پیشین گوئی کا حال سنئے جو حضرت موسیٰ نے استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ میں کی اور عیسائی علماء اُسے حضرت عیسیٰؑ کی بابت سمجھتے ہیں دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۴۸ میں ہے کہ موسیٰؑ کی معرفت خدا نے فرمایا کہ تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اُس کے برابر اگلے زمانوں میں کوئی

Marfat.com

بابت کوئی صاف و صحیح پیشین گوئی نہیں ہوئی تھی استثنا اور جس کا ذکر اعمال ۳ -
۲۲- اور ۷ باب ۳۷ میں بھی اس طرح لکھا ہے کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے
بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھاوے گا جو کچھ وہ تمہیں
کہے اُس کی سب سنو اگرچہ یہ کتاب اعمال تصنیف لوقا ہے جو کہ حواری نتھا اور صرف
پلوس اور پطرس کی تواریخ ہے اور فرقہ ولن ٹی ٹینس اور مارسیونی اور سوریٹنیس اور
بعض فرقہ منی کی نیس نے اُس کتاب کا انکار کیا ہے یعنی معتبر نہیں جانا تو بھی انجیل
مجھے اس پیشین گوئی کا لکھنا مناسب معلوم ہوا تاکہ یہود و نصارے دونوں کے سامنے
دلیل اور حجت ہو حضرت موسےؑ کے کلام میں یہ عبارت زیادہ ہے تیرے درمیان
سے (دیکھو استثناء ۱۸ باب ۱۵) اگر خدا کی طرف سے جو حضرت موسیٰؑ کو ارشاد ہوا اُس
میں عبارت مذکورہ نہیں ہے (دیکھو استثناء ۱۸ باب ۱۵) پطرس حواری کے کلام
میں بھی جو استثناء ۱۸ باب ۱۵ میں منقول ہوئی اُس میں عبارت مذکورہ نہیں ہے
(دیکھو اعمال ۳ باب ۲۲) اور استیفان نے اعمال ۷ باب ۳۷ میں جو اس کا ذکر کیا
اُس میں بھی عبارت مذکورہ نہیں ہے اور نہ صرف یہی کہ انجیل سے توریت میں
اتنی عبارت زیادہ ہے توریت کے ترجمہ سپٹو اجنٹ میں بھی عبارت مذکورہ
نہیں ہے اس عبارت کے اصل حرف یہ دو حرف ہیں یعنی خ م اور
کاتبوں کا قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ سطر کے آخر میں جو جگہ رہجاتی اُس میں دو
ایک بے کار حرف لکھدیتے تھے تاکہ سطر بھر جاوے پس جبکہ یہ دو حرف لکھے
گئے تو اُس کی نقل کرنے والوں نے غلطی سے انہیں داخل متن کرلیا اور چند
مدت کے بعد وہ کتاب کی عبارت ہوگئی ڈاکٹر جوزف انکس صاحب مسیحی
عالم کتاب وجزہ بیبل حصہ اوّل دفعہ ۴۲ میں لکھتے ہیں کہ عہد عتیق کے نسخوں میں
کاتبوں کا دستور تھا کہ لفظ کے حصے نہیں کرتے تھے اور سطروں کے آخر میں خالی
جگہہ نہیں چھوڑتے تھے اس لئے وہ لوگ سطر کو کسی حرف سے پورا کردیتے تھے
یا دوسرے لفظ کا اول حرف لکھدیتے تھے اور پھر اُس کو دوسری سطر میں دوہرا

تھے یسعیاہ ۵۳ باب میں اُن کے لئے اس کی ایک مثال ہے انتہیٰ۔

ایک بات اور ذکر کرنے کے لائق ہے کہ استثناء ۱۸ باب ۱۵ میں ضمیر جمع غائب یعنے اُن کے بھائیوں میں سے اور استثناء ۱۸ باب ۱۸ میں ضمیر واحد مخاطب ہے یعنے تیرے بھائیوں میں سے مگر اعمال ۳ باب ۲۲ [illegible] سے بھی صیغہ جمع کا ثبوت ظاہر ہے جہاں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں [illegible] علاوہ اس کے توریت میں اکثر جگہہ جمع کو واحد اور واحد کو جمع کر کے لکھا ہے دیکھو استثناء ۱ باب ۷ و ۴۲ باب ۴ پس خدا نے حضرت اسحاق کی نسل میں جو نبوت قایم کی اُس میں حضرت موسےٰ اول بانی شریعت ظاہر ہوئے اور خدا نے حضرت اسمٰعیل کے واسطے بھی جو برکت کا وعدہ فرمایا تھا [illegible] حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر بانی شریعت ظاہر ہوئے [illegible] کا شروع حضرت موسےٰ سے ہوا تھا اوس کا تکملہ حضرت محمد مصطفےٰ [illegible] ہوا اور جس طرح حضرت موسےٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو [illegible] سے نکال کر خدا پرست بنایا اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم عرب کو بتوں کی پرستش سے نکال کر خدا پرست بنایا [illegible] کے زمانہ میں تو بنی اسرائیل حضرت موسےٰ کی شریعت پر عمل [illegible] خواں اور خدا پرست تھے۔

اگرچہ یہودی علماء سمجھتے ہیں کہ پیشین گوئی مندرجہ استثناء [illegible] یشوع بن نون کی بابت ہے لیکن چونکہ عیسائی علماء [illegible] بابت ثابت کرتے ہیں پس اگر ایسا ہو تو یہ خبر حضرت رسول [illegible] سے حضرت عیسےٰ کی نسبت زیادہ علاقہ رکھتی ہے [illegible] ۲۱ کا مضمون تو یہی ہے اور یسوع مسیح کو بھیجے جس کی منادی تم کو [illegible] آگے سے ہوئی (۲۱) ضرور ہے کہ آسمان اُسے لئے رہے اس وقت تک [illegible] چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی [illegible]

پر آویں (۲۲) کیونکہ موسےؑ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اوٹھاویگا۔ یہاں سے توصاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسےؑ کے نزول سے پیشتر ایک کا اٹھنا ضرور ہے طامس اسکاٹ مفسر نے اعمال ۳ باب ۱۲ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ منتظر تھے کہ مسیحؑ جلد اسرائیل کی بادشاہت کو پھر قایم کرے گا۔ اور جسطرح پیشتر اُس نے یہودیوں کو توبہ کے واسطے ہدایت کی اسی طرح یہود کے وسیلے اور قوموں کو اسرائیل کے مذہب میں داخل کرے گا جسطرح موسیٰ نے نومریدوں کو دین یہود میں داخل کیا۔

اس سے شاید وہ منتظر تھے کہ مسیحؑ آسمان سے پھر آئے گا اور زمین پر ایک جلالی بادشاہت قایم کرے گا اور تمام دشمنوں کو ہلاک کرے گا جس کا تمام نبیوں نے ذکر کیا ہے اور یہ بیشک سچ ہے کہ حواری بہت دنوں بعد تک پنتکوست کے بھی مسیحؑ کی تعلیم کو نہیں سمجھے تھے یعنے یہودیوں کو رد کرنے کے واسطے غیر قوموں کو ہدایت کرنے اور پیشین گوئیاں پوری ہونے کا مطلب نہیں سمجھے تھے انتہٰے۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ اگر حواریوں نے پیشین گوئی مندرجہ استثناء ۱۸ باب کو حضرت عیسےؑ کی نسبت لکھا تو اس کا مطلب بھی بقول مفسر انجیل نہیں سمجھے تھے اور اگر انہوں نے سمجھ لیا تھا تو اعمال ۳ باب ۲۱ سے ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئی انہوں نے حضرت عیسےؑ کے سوا کسی اور نبی کی نسبت بیان کی ہے۔

اس پیشین گوئی میں پہلی یہ بات ہے کہ تمہارا خدا ہے اور حضرت موسےؑ جس خدا کی پرستش کرتے تھے وہ وحدہٗ لاشریک ہے نہ یہ کہ صاحب تثلیث پس اوس خدا کے بھیجے ہوئے نبی کی پہچان یہی ہے کہ وہ موسےؑ کی مانند صرف توحید کی تعلیم دیتا ہو بے عقیدہ تثلیث اور یہ تمام دنیا میں صرف دو ہی فرقوں کا عقیدہ ہے یعنی امت موسوی اور امت محمدی صلعم کا پھر یہ کہ تمہارے بھائیوں میں سے انتہٰے یعنے اولاد اسحاق یا بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ بنی اسمٰعیل سے جو کہ حضرت اسحاقؑ

کے بھائی تھے اور اگر بنی اسرائیل سے مراد ہوتی تو بھائیوں کا لفظ کہنے کی کیا حاجت
تھی بلکہ صرف یہی کہنا کافی تھا کہ تم میں سے دیکھو گنتی ۲۰ باب ۱۴ آیت میں موسیٰ نے
قادس سے ادوم کے بادشاہ کو ایلچی کے ہاتھ یوں کہلا بھیجا کہ تیرے بھائی اسرائیل نے
کہا ہے الخ پس جبکہ ادومی بنی اسرائیل کے بھائی کہلائے تو اسمٰعیل [illegible]
قرابت اور برادری میں ممتاز ہیں اور اسی طرح استثنا ۲ باب ۴ آیت میں [illegible]
پھر پیدایش ۱۶ باب ۱۲ آیت میں بنی اسرائیل ہی کے مقابل میں اولاد حضرت اسمٰعیل
کا ذکر یوں لکھا ہے کہ وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بود و باش کرے گا
اور پیدایش ۲۵ باب ۱۸ آیت میں ہے کہ وے اپنے سب بھائیوں [illegible]
ڈیرہ کرتے تھے انتہیٰ پس جن لوگوں سے حضرت [illegible]
فرمایا وہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کے وقت کہاں تھے اسی طرح بھائیوں
کے لفظ سے بنی اسرائیل کے حقیقی بھائی نہ سمجھنا چاہیے [illegible]
کے لفظ سے وہاں تمہاری اولاد مراد ہے اسی طرح بھائیوں [illegible]
[illegible] بھائی مراد ہیں اور عجب یہ کہ دو جگہ کتاب اعمال میں [illegible]
کسی جگہ تیرے درمیان کا لفظ مذکور نہیں ہوا اور نہ [illegible]
خدا کی طرف سے موسیٰ کو خطاب ہے یہ لفظ لکھا ہے [illegible]
لفظ کو غیر محرف سمجھیں تو اس سے مراد یہی ہے کہ تیرے [illegible]
پرستوں کی نسل سے مطلب یہ کہ اولاد ابراہیم سے [illegible]
ہی سا عقیدہ رکھتا ہوا وہ نبی قائم ہوگا اور پھر انیسویں آیت [illegible]
ہے اس سے مراد دنیوی مطالبہ ہے اور تنگ مطالبہ اخروی [illegible]
[illegible] کے لئے ضرور ہے پس یہ دنیاوی مطالبہ [illegible]
شریعت میں ہے پھر یہ کہ اس [illegible]
[illegible] ہوئے ان میں سے کس کے لئے یہ [illegible]
جو ان میں نبی ہوتا تھا خواہ جھوٹا خواہ سچا وہ اس کی [illegible]

سُنتے تھے تو دوسرا اُس کے بعد یا اُس کے ساتھ ہی نصیحت کرنے
ہو جاتا تھا چنانچہ چار سو سے زیادہ انبیا ایک وقت میں موجود تھے ۲ سلا
۱۸ باب ۵ و ۶ و ۷ - اور حضرت عیسےٰ کے ہم عہد بھی یوحنا بپتسما دینے والا
حضرت یحییٰ اور اور انبیا بنی اسرائیل تھے دیکھو اعمال ۱۱ باب ۲۷ مگر یہ خصوص
اُسی کی طرف منسوب ہے جو بنی اسمٰعیل یعنے بنی اسرائیل کے بھائیوں
میں سے ہوتا کہ یہودی اُسے اپنے بارہ فرقوں سے علیحدہ سمجھ کر انکار کریں۔
پھر یہ کہ میری مانند یعنے حضرت موسےٰ کی مانند پس حضرت نبی آخر الزمان
صلعم کے سوا اور کوئی نبی موسےٰ کی مانند نہیں ہوا جیساکہ استثنا ۳۴ باب ۱۰
سے ظاہر ہے جس کی بعینہٖ عبارت یہ ہے اب تک بنی اسرائیل میں موسےٰ
کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا انتہے چنانچہ
قال اللہ تعالےٰ - اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ
رَسُوْلًا ط (مزمل جزو ۲۹)

۱	حضرت نبی آخر الزمان صلعم نے جہاد کیا۔	.	جیسے حضرت موسےٰ نے جہاد کیا تھا خروج ۱۷ باب ۱۶ گنتی ۲۱ باب ۲۲ و ۲۵ - اور ۳۱ باب استثنا اول باب
۲	حضرت صلعم پر شریعت نازل ہوئی		جیسے حضرت موسےٰ پر خروج ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ باب استثنا ۳۰ باب ۱۰۔
۳	حضرت صلعم قضا یا فیصل کرتے تھے۔		جیسے حضرت موسےٰ خروج ۱۸ باب ۱۳ - ۳۶ اعمال ۷ باب ۳۵
۴	حضرت صلعم نے مدینہ میں ہجرت کی		جیسے حضرت موسےٰ نے مدین میں خروج ۱۶ باب ۱

لہ اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیم نے بھی ہجرت کی تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت موسےٰ سے پیشتر تھے اور یہ پیشینگوئی اُس کے لئے ہے جو موسےٰ کے بعد ہو ۱۲

۵	حضرت صلعم نے معراج میں کیلئے خدا سے کلام کیا۔	جیسے حضرت موسےٰ نے طور پر خروج ۱۹ اباب ۲۰۔
٦	حضرت صلعم نے چاند کو انگشت شہادت اُٹھا کر دو ٹکڑے کیا۔	جیسے حضرت موسےٰ نے عصا اُٹھا کر بحر قلزم کو دو حصّہ کیا خروج ۱۴ اباب ۱۶ و ۲۱۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ دریا کو چاند سے مناسبت ہے چنانچہ سمندر چاند کی ترقی کے ساتھ جوش میں رہتا اور بڑھتا ہے لیکن اس سے رسول اللہ صلعم کا رتبہ بلند ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مقابل میں حضرت موسیٰ کی کمال فروتنی ظاہر ہوتی ہے یعنی جس طرح حضرت موسےٰ کا معراج طور پر تھا اور حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج عرش سے بھی بلند تر تھا اسی طرح حضرت موسےٰ کا یہ معجزہ زمین پر ہوا اور حضرت صلعم کا یہ معجزہ آسمان پر ہوا حضرت موسیٰ کو تو عصا کا سہارا تھا اور یہاں صرف انگلی کا اشارہ تھا

ہو اک جادہ ہمسر کہکشاں کا | تفاوت ہے زمین و آسمان کا

اور چونکہ بعد حضرت موسےٰ کے حضرت صلعم نے معجزہ دکھایا تو ضرور ہوا کہ بنظر انصاف حضرت موسےٰ کے اُس معجزہ پر آپ تفوق ہوے

اولین نسخہ گرچہ چسپت بود | آخرین بہتر از نخست بود

یہی سبب ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر موسےٰ [illegible]
تو میری پیروی کرے جیسا کہ مشکوٰۃ میں دارمی سے منقول ہے [illegible]
اعجاز قرآن صفحہ ۱۴)

۷	حضرت صلعم کی اُنگلیوں سے پانی کے سوت جاری ہوئے	جیسے حضرت [illegible] نکالا تھا [illegible] قرنتیوں کا ۱۰ باب ۴

Marfat.com

۸	حضرت صلعم نے اپنے بھائی یعنے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ- سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۵۶	اور کسی نبی نے اپنے بھائی کو بمنزلہ ... نہیں کہا
۹	حضرت صلعم کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی	جیسے حضرت موسےٰ کے ہاتھ میں ید بیضا خروج ۴ باب ۶- ان کے سوا اور کوئی پیغمبر ظاہری نشان نبوت کیسا ہی نہیں ظاہر ہوا-
۱۰	حضرت صلعم نے کعبہ کے بت پرستوں میں نشو نما پایا-	جیسے حضرت موسےٰ نے فرعون کی صحبت میں اعمال ۷ باب ۲۲ خروج ۲ باب ۱۰-
۱۱	حضرت صلعم باعیال تھے	جیسے حضرت موسیٰ خروج ۲ باب ۲۱ و ۲۲ اور ۱۸ باب ۶-
۱۲	حضرت صلعم کے جانشین فرماں روا ہوئے-	جیسے حضرت موسےٰ کے جانشین دیکھو یشوع کی کتاب اور قاضیوں کی کتاب وغیرہ-
۱۳	حضرت صلعم چالیس برس کی عمر میں نبی ہوئے-	جیسے حضرت موسےٰ نے پورے ۴۰ برس کی عمر میں اسرائیلی کی مدد میں قبطی کو مار ڈالا تھا اور پھر پورے چالیس برس کے بعد نبوت پائی اعمال ۷ باب ۲۳ و ۳۰ خروج ۷ باب ۷
۱۴	حضرت صلعم دنیا میں مدفون ہے	جیسے حضرت موسیٰ استثنا ۳۴ باب ۵

Marfat.com

۱۵	حضرت صلعم یروسلم سے باہر نبوت کرتے رہے۔	جیسے حضرت موسے دیکھو خروج سے استثنا تک۔
۱۶	حضرت صلعم نہایت حسین تھے سیر الاسلام باب اول صفحہ ۲۲ مقدمہ سیل صاحب صفحہ ۸ گبن صاحب مورخ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم حسن میں شہرۂ آفاق تھے از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۷	جیسے حضرت موسیٰ ۱۲ اعمال ۷ باب ۲۰ خروج ۲ باب ۲۔
۱۷	حضرت صلعم بڑے موحد تھے	جیسے حضرت موسیٰ [illegible]
۱۸	حضرت صلعم کے سنہ ہجری جاری ہوئے۔	جیسے حضرت موسے [illegible] کے سنہ جاری [illegible]

[illegible] اول سلاطین ۶ باب چنانچہ گنتی ۳۳ باب [illegible]
ہجرت کے چالیسویں برس کے پانچویں مہینے کی پہلی تاریخ [illegible]
اول سلاطین ۶ باب ۱ میں ہے کہ حضرت [illegible] اسرائیل کے نکلنے [illegible]
برس گذرے تھے الخ

۱۹	حضرت صلعم نے نگہبانی کی	جیسے حضرت موسے نے [illegible]
۲۰	حضرت صلعم یروسلم سے باہر مدفون ہوئے۔	جیسے حضرت موسے [illegible] باب [illegible]
۲۱	حضرت صلعم نے کعبہ کے بتوں کو توڑا۔	جیسے حضرت موسے [illegible] خروج [illegible] باب [illegible]
۲۲	جس طرح خدا نے قوم یہود کو	اسی طرح خدا نے مسلمانوں کو یہود و

دنیا کی تمام قوموں سے چنکر حضرت موسےٰ کی معرفت اپنی وحدانیت کی تعلیم میں ممتاز فرمایا تھا۔ | نصارے سے چنا ... کی معرفت برگزیدگی اور تعلیم ممتاز فرمایا ہے اور کسی فرقے

مطابقت اور امتیاز نہیں ہے چنانچہ ابتک دو ہی فرقے دنیا میں مختون یہودی اور مسلمان اور فرقے والے اگر ختنہ بھی کرائیں تو بھی لقب انہیں دو فرقوں کے لئے مخصوص ہے۔

۲۳ حضرت صلعم میں مطلق انسانیت تھی۔ | جیسے حضرت موسیٰ میں محض انسانیت

۲۴ حضرت موسےٰ سے خدا پرستی کے لئے عبادت خانہ کا آغاز اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کا تکملہ ہوا چنانچہ بیت المقدس اور کعبہ شریف دونوں پر نظر کرنا چاہیے اور آخر کو حضرت صلعم کے جانشین اُس وعدہ کے بھی وارث ہوئے جو خدا نے حضرت موسےٰ سے ملک کنعان کی بابت کیا تھا اور آخر کو وہ مقام جسے خدا نے پسند کیا تھا اور حضرت موسےٰ کو بتایا کہ اُسی جگہہ خدا کی بندگی کیا کریں اسلامی مسجد بنائی گئی استشنا ۱۲ باب ۵ و ۱۱۔ اول سلاطین ۹ باب ۳ دوسری تواریخ ۷ باب ۱۲

اب اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعض مماثلتین ایسی ہیں کہ جو اگرچہ حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ میں نہیں مگر حضرت موسےٰ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل میں تو ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علماء عیسائی یہ پیشین گوئی حضرت عیسےٰ کے حق میں سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے اسرائیلی نبی کی طرف اس کا گمان نہیں ہے۔

پس اگر حضرت عیسےٰ میں یہ مماثلت نہیں تو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس کا اطلاق کامل ہے اور چونکہ پیشین گوئی میں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے اگر یہ بنی اسرائیل سے مراد سمجھی جائے تو حضرت

ضرت عیسےٰؑ میں ایسی مماثلت حضرت موسےٰؑ سے ثابت ہو جس سے کسی
رے نبی کو علاقہ نہ ہے کیونکہ وہاں انبیاء علیہم السلام کی کثرت کے سبب
ن کا ذکر کرنا ضرور ہوا اُس کی خاص پہچان بتلانا ضرور ہے تاکہ باہم امتیاز ہوجائے
نی اسمٰعیل میں تو صرف حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اُن
ے لئے اس خصوصیت کی کچھ حاجت نہیں یعنے بنی اسمٰعیل میں بہت سے
مانی ایسے نبی نہ تھے جیسے نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل میں تو
ضرت عیسےٰؑ کی طرح بہت سے نبی تھے۔

پس حضرت عیسےٰؑ میں ایسی مماثلت چاہیے جو کسی دوسرے نبی کو حضرت موسیٰؑ
سے نہ ہو تب تو معلوم ہوگا کہ خاص حضرت عیسےٰؑ کے واسطے یہ پیشین گوئی ہے
۲۵ یہودیوں میں تین سالانہ عیدیں تھیں ایک عید فصح دوسری عید خیمہ تیسری
عید پنتکوست احبار ۲۳ باب صرف یہی تینوں یہودی عیدیں خاص خدا کے
حکم سے تھیں۔

اب بھی یروشلم میں ہیکل کی جگہہ مسجد اور عید فصح کی جگہہ عید الضحیٰ اور عید خیمہ
کی جگہہ عید الفطر اور پنتکوست کی جگہہ شب برات مقرر ہے عید الضحیٰ اور عید الفطر کی
مشابہت تو عید فصح اور عید خیمہ سے ظاہر ہی ہے شب برات کو بھی پنتکوست
سے کامل مشابہت ہے کیونکہ پنتکوست کے دن خدا نے شریعت لکھہ کر
حضرت موسےٰؑ کو دی تھی اسی طرح شب برات کو قسمت بندگان الٰہی جناب
الٰہی میں مرقوم ہوتی ہے اس کے سوا یہودیوں میں خلاف تمام قوموں کے پہلے
رات پیچھے دن کو شمار کرتے ہیں اور اسی طرح مسلمانوں میں بھی ہے لغت [illegible]
مقدس صفحہ ۷۳۰ کالم ۲ یہودیوں میں ایک عید پوریم بھی تھی [illegible]
بت پرست فارس اردشیر نے مقرر کیا دیکھو استر [illegible] حضرت موسیٰؑ کے
شریعت میں نہ تھی اسی طرح مسلمانوں میں بھی عید نوروز کہ اعیاد مجوس سے اور شروع
سال جلوس بادشاہ بت پرست بکرماجیت سے ہے بعضے کرتے ہیں۔

۲۶ حضرت موسےٰ کی اولاد اور کاہنوں کی یعنے اماموں کی زیر حکم تھی دیکھو
مطبوعہ ۱۸۵۶ء باہتمام پادری میتھر صاحب بمدد لندن ٹرکٹ سوسائٹی ص
یہ طرز بھی ہمارے پیغمبر خدا صلعم سے کمال مطابقت رکہتا ہے چنانچہ حضرت خلفا
رضی اللہ عنہم کے حال سے اس کا ثبوت ظاہر ہے۔

۲۷ عبرانیوں میں مہینوں کا شمار انگریزوں کے طور پر شمسی نہیں مگر قمری شمار ہوتا تھا
چنانچہ اُس کے مہینے ۲۹ و ۳۰ دن کے ہوتے تھے دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ
۵۴ یہ دستور بھی صرف اسلامی دستور سے مطابقت رکہتا ہے چنانچہ سنہ ہجری پر
لحاظ کرنے سے اِس کی مطابقت ظاہر ہے۔

۲۸ جس طرح حضرت موسےٰ کے رفیقوں میں شروع میں حضرت یشوع نے
ملک کنعان میں تصرف کیا اور خدا کے حضور قربانی گذرانی اسی طرح حضرت
رسول خدا صلعم کے اصحاب میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آخر
میں وہاں تسلط کر کے مسجد اقصےٰ بنوائی یعنے حضرت موسےٰ کے رفیق کے
ہاتھ سے اُس کا شروع اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے صحابی کے ہاتھ سے
اُس کا انجام ہوا۔

۲۹ چونکہ دنیا میں صرف تین ہی قومیں خدا پرست گنی جاتی ہیں یعنے یہود و
نصاریٰ و مسلمان اِن تینوں قوموں کی جو الہامی کتابیں ہیں اُن کا شروع
حضرت موسےٰ سے اور خاتمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے ہوا ہو الاول والآخر
کیونکہ اُس خدا کی طرف سے جو ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کا خدا ہے اور کسی مذہب کے
بانی نے کوئی کتاب نہیں ظاہر کی فقط

۳۰ جو کتاب خدا نے حضرت موسےٰ پر نازل کی یعنے توریت اُس کا نام فرقان
فرمایا اور جو کتاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی اُس کا بھی
فرقان فرمایا اور کسی کتاب کا قرآن میں یہ نام نہیں ہے کما قال اللہ تعالےٰ
جل شانہ و عم نوالہٗ۔

Marfat.com

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَاءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ○ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○

(سورہ انبیاء رکوع ۴ آیت ۴۹)

یعنے اور بالتحقیق ہم نے دیا موسےؑ اور ہارون کو الفرقان اور روشنی اور نصیحت خدا پرستوں کے واسطے وہ جو غیب میں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اُس گھڑی (یعنے قیامت) سے کانپتے ہیں اور یہ بھی ذکر مبارک ہے جسے ہمنے نازل کیا ہے پس کیا تم اس سے انکار کروگے۔

اِس آیت میں کتاب موسےؑ کا نام الفرقان لکھاہے از شہادت قرآنی مصنفہ ولیم میور صاحب چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور ۱۸۶۱ء صفحہ ۶۷ فصل ۴۸ اور اسی شہادت قرآنی کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں قرآن کی یہ آیت بھی مرقوم ہے۔

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

یعنے اور جب ہمنے موسےؑ کو کتاب اور فرقان دیا کہ تم ہدایت پاؤ

(سورہ بقر آیت ۵۳)

ولیم میور صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب موسےؑ کو اس مقام پر الفرقان کے نام سے لکھاہے اور یہی الفرقان اور مقامات پر قرآن کے معنے میں بھی مستعمل ہوا ہے (از شہادت قرآنی فصل ۶۰) اور قرآن مجید کو جہاں فرقان حق تعالےٰ نے فرمایا ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ○

یعنے اوتاری اِس سے پہلے توریت و انجیل لوگوں کی ہدایت کو اور اوتارا فرقان (سورہ آل عمران)

از شہادت قرآنی فصل ۱۰۵- اور اسی طرح خدا نے توریت کا نام ذکر اور قرآن کا نام ذکر قرآن مجید میں فرمایا چنانچہ سورہ نحل آیت ۴۳ میں ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ الخ

یعنے پوچھو اہل ذکر کو یعنے اہل کتاب سے اگر تم نہیں جانتے ساتھ صاف نشانیوں کے اور کتابوں کے اور اوتارا ہم نے تجھ پر ذکر (یعنے کتاب) بھی انتہے۔

لہ ایک سریانی عیسائی افرائیم نامے نے توریت و انجیل کی کتاب تفسیر لکھی تھی افرائیم کی اُس کتاب میں توریت فرقان کہلاتی ہے معنے فرقان کے عربی زبان میں تقسیم یا فرق کرنا ہے سریانی میں اُس کے معنے رہائی یا نجات ہے انتہے۔ از رومن قرآن ترجمہ مطبوعہ الہ آباد ۱۸۴۴ء جس پر علماء نصاریٰ نے اپنے طور کا الزامی حاشیہ لکھا صفحہ ۷ ۳ حاشیہ ۱۲

Marfat.com

دیکھو شہادت قرآنی فصل ۵۵ - اور فصل ۴۹ کو بھی دیکھنا چاہیے جہاں سے ہے -

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ

اور بالتحقیق ہمنے ذکر یعنے توریت کے بعد زبور میں لکھا

(سورہ انبیاء آیت ۱۰۵)

۱۴۳ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط

وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور کئے اُنہوں نے نیک کام کہ ہر آئینہ خلافت بخشے گا اُن کو زمین کی جس طرح پر بخشی تھی اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے اور قایم کرے گا اُن کے دین اُن کا جسکو پسند کیا ہے اُس نے اُن کے لئے اور ہر آئینہ بدل دیگا اُن کیلئے اُن کے خوف کے بعد امن انتہےٰ۔

یہاں پہلے لوگوں سے قوم موسےٰؑ مراد ہے جو حضرت موسےٰؑ کے بعد فرماں روا ہوئے یعنے حضرت یشوع اور اُن کے بعد سب سلاطین یہود - اسی طرح خلفاء اسلام کو سلطنت ملی مگر حضرت عیسےٰؑ کی تین سو برس بعد تک کوئی عیسائی بادشاہ نہوا تھا اور اُن تین سو برس کے بعد بادشاہ ہونا داخل مماثلت قوم موسےٰؑ نہیں یوں تو سیکڑوں برس کے بعد ہر قوم اقبال مند ہوتی رہتی ہے -

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ اے چھوٹے جھنڈ خوش ہو کیونکہ باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے (لوقا ۱۲ باب ۳۲) تو باوجود سیکڑوں برس تک عیسائیوں میں بادشاہ نہونے کی یہ پیشین گوئی باطل ٹھیرتی ہے اس لئے عیسائیوں کو اس پیشین گوئی کا نام بھی نہ لینا چاہیے -

۱۴۴ مسلمانوں میں موافق رسم یہود کے کہ پسند خاطر اکثر ایشیا کے باشندوں کے ہے مسجدوں میں بوقت نماز کے اور جب لوگ وہاں جمع ہوں عورتوں کا جانا منع ہے از سیر الاسلام باب ۵ ترجمہ تمہید صفحہ ۲۰۸ -

۱۴۵ اور خدا نے حضرت موسےٰؑ کو شریعت جب دی تو کوہ طور پر کیونکہ حضرت ابراہیم

کے بیٹے لطور کے نام سے وہ منسوب تھا دیکھو پیدایش ۲۵ باب ۱۵ یہ اشارہ تھا کہ
خدا کی شریعت کا جائے نزول یہی پاک خاندان ہوگا کیونکہ توریت کہ جس کے معنے
شریعت ہیں صرف حضرت موسےٰؑ پر نازل ہوئی بالائی طور اور اُن کے بعد سب
انبیاء علیہم السلام اُسی شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عیسےٰؑ
بھی دیکھو لوقا ۱ باب ۲۵-۲۸ متی ۲۳ باب ۲ و ۳ لیکن آخر کو حضرت نبی آخرالزمان
صلعم پر شریعت نازل ہوئی جو کہ قرآن میں ہے پس خدا کی شریعت کا آغاز حضرت اسمٰعیل کے
خاندان سے اور انجام بھی حضرت اسمٰعیلؑ کے خاندان میں ہوا اور اس سے ثابت ہوا کہ شروع سے
مصلحت ایزدی مقتضی اسی کی تھی۔

۴۴ سوانح عمری حضرت عیسےٰؑ مصنفہ ایبان صاحب باب ۴ میں لکھا ہے
کہ حضرت رسول خدا صلعم سب سے بڑے تھے جیسے حضرت موسےٰؑ از کتاب
جان ڈیون پورٹ صاحب حاشیہ صفحہ ۱۸ مطلب یہ کہ حضرت بھی دیگر علیہم السلام
امّی محض تھے اور سب نبی پڑھے ہے اور خاص کر حضرت عیسےٰؑ توریت پڑھے ہوئے تھے
دیکھو لوقا ۴ باب ۱۶ و ۱۷ ایسعیاہ نبی کی کتاب پڑھی

۴۵ انجیل متی کی تفسیر ملقب بہ خزانۃ الاسرار مصنفہ پادری آر کلارک مطبوعہ
مشن پریس لدھیانہ ۱۸۷۵ء پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے لیے صفحہ ۲۹۸
متی ۲۳ باب ۷ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہودیوں کے مدرسوں میں کبھی شاگردوں
نے استاد کا نام نہیں لیا بلکہ استاد جی وغیرہ کہا کرتے تھے اُنہیں سے
میں آیا ہے کہ اُستاد کا نام لینا بے ادبی جانتے ہیں انتہےٰ پس یہ دستور مسلمانوں
میں اسی لئے رائج ہوا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت موسیٰ کی مانند تھے

۴۶ تعویذ یعنے وہ چمڑے اور ریشمی کے لمبے لمبے ٹکڑے تھے جن پر توریت
تھیں اُن کو کبھی کبھی بازوؤں پر باندھتے تھے - یہ دستور اُنہوں نے خروج ۱۳ باب
۹ سے ۱۶ و استثنا ۶ باب ۸ و ۱۱ باب ۱۸ و ۲۰ سے نکالا تھا اور آج تک سب یہودی
لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اُنہیں سے مسلمانوں میں یہ دستور تعویذ گنڈے کا

Marfat.com

نکلا ہے انتہے (خزانۃ الاسرار صفحہ ۳۹۷ و ۳۹۸ و متی ۳۲ باب ۵)

۳۷ جس طرح حضرت موسےٰ کے رفیق حضرت یشوع نے جہاد میں یریحو کی شہر پناہ کو نرسنگوں کی آواز سے گرادیا تھا (یشوع ۶ باب ۲۰) اسی طرح حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے جہاد میں قلعہ اسطخر کی دیوار گر پڑی تھی۔ از بستان المحدثین ترجمہ تفسیر عزیزی مطبوعہ ۱۲۶۴ھ صفحہ ۱۵۳ شروع تفسیر سورہ مدثر۔

۳۸ دین مشرکین سے یہود نے اسی عقیدہ کے سبب جدائی حاصل کی۔ کہ ہماری قوم کا ایک ہی زندہ اور حقیقی خدا ہے اور مسلمانوں نے انہیں سے واحد خدا کا عقیدہ حاصل کیا اور لا الہ الا اللہ (خزانۃ الاسرار صفحہ ۳۹۱ تفسیر متی ۲۲ باب ۳۷) پادری کلارک نے یہاں اقرار کیا ہے کہ یہود اور مسلمانوں کے سوا اور سب مذہبوں والے بت پرست و نصاریٰ وغیرہ مشرک ہیں۔

۳۹ یہودی ویسی ہی چادر اوڑھتے تھے جیسے اندنوں ہندوستان کے لوگ کام میں لاتے ہیں یعنے مسلمانان ہند یا لباس احرام مسلمانان ٹھیک جیسے جولاہے کے ہاتھ سے آئیں یعنے بغیر سلائی اور گوٹ کے یہ دستور خدا کو پسند اور اُس نے حکم دیا کہ یہودی جہالر پر آسمانی رنگ کا ڈورا لگادیں (لغت کتاب مقدس مصنفہ مسٹر پادری میتھر مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۲۵)

۴۰ جس طرح اسرائیلی خاندان میں فقط حضرت موسےٰ صاحب شریعت ہوئے اسی طرح اسمعیلی خاندان میں فقط حضرت محمد صلعم صاحب شریعت ہوئے۔

واضح ہو کہ یہ سب مشابہتیں شریعت کے سارے احکام کو بغیر شامل کئے ہوئے لکھیں ہیں ورنہ اگر انہیں بھی شامل کرتے تو سیکڑوں کا شمار ہوجاتا۔ غرض کہ جس قدر مشابہتیں حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کو حضرت موسےٰ کے ساتھ ہیں اتنی کسی اور نبی سے نہیں اور نہ کسی اور نبی کو اسقدر مشابہتیں

Marfat.com

حضرت موسےٰ سے ہوئیں اور حضرت عیسےٰ کو تو حضرت موسےٰ سے کچھ بھی
مشابہت نہ تھی کیونکہ حضرت[1] عیسےٰ نے کبھی گلہ بانی نہیں کی اور[2] حضرت عیسےٰ
نے کبھی اسطرح فوج لیکر جہاد کرنے کا موقع نہیں پایا جیسے حضرت موسےٰ[3] نے اور نہ حضرت
عیسےٰ کی انجیل میں شریعت مرقوم ہے جیسے کہ توریت[4] میں اور نہ حضرت عیسےٰ کو
قضائے فیصل کرنے کا اختیار تھا (یوحنا باب ۱۱) اور نہ[5] حضرت عیسےٰ کے سنہ
ہجری جاری ہوئے اور[6] نہ حضرت عیسےٰ صاحب عیال تھے اور نہ[7] حضرت عیسےٰ
کی خوبصورتی ثابت ہے اور نہ[8] حضرت عیسےٰ چالیس برس کے بعد صاحب الہام
ہوئے بلکہ چالیس برس کی حضرت عیسےٰ کی عمر[9] بھی نہ ہوئی تھی اور نہ[10] حضرت عیسےٰ
یروشلم کے باہر مدفون ہوئے اور نہ[11] حضرت عیسےٰ دنیا میں مدفون ہوئے اور نہ[12]
حضرت عیسےٰ نے غیر قوم میں نشوونما پایا جیسے حضرت موسےٰ نے فرعون کے
گھر میں اور[13] نہ حضرت عیسےٰ کے پاس کوئی ظاہری نشان ثبوت تھا جیسے حضرت
موسےٰ کے پاس ید بیضا اور[13] نہ حضرت عیسےٰ کے کوئی حواری فرماں روا ہوئے جیسے
حضرت موسےٰ کے جانشین حضرت یشوع وغیرہ[14] اور نہ حضرت عیسےٰ نے
کبھی بت شکنی کی اور[15] نہ حضرت عیسےٰ کی قوم یا امت اُس وعدہ کے موافق ملک
کنعان کی وارث ہوئی بلکہ اسی زمانہ میں وہ ملک یہودیوں سے نکل کر رومیوں
کے قبضے میں آگیا تھا اور اب سیکڑوں برسوں سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے
[16] اور نہ حضرت عیسےٰ ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہوئے جیسے کہ حضرت موسےٰ
[17] اور نہ حضرت عیسےٰ نے اپنے کسی بھائی کو بمنزلہ ہارون کہا۔

اسی طرح اور بھی سب باتوں میں حضرت عیسےٰ کو حضرت موسےٰ سے
مشابہت نہ تھی۔ اور علمائے عیسائی جو کہتے ہیں کہ جس طرح
پیتل کا سانپ لکڑی پر لٹکایا اسی طرح حضرت عیسےٰ صلیب پر لٹکائے گئے

۱ اگر کوئی جہالت سے کہے کہ حضرت عیسےٰ نے آپکو اچھا گڈریا کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف زبانی کہا اور کبھی یہ کام کیا نہیں
اسیطرح مسیح نے آپکو انگور کا درخت فرمایا تو کیا اس سے انہیں درخت سمجھنا چاہیے اور بیج کا بونیوالا آپکو کہا دیکھو یوحنا ۱۰ باب (و متی)
۱۳ باب ۳۷ پس کیا اس سے مسیح کا کاشتکار ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ ۱۲

Marfat.com

تھے گنتی ۲۱ باب ۹ یوحنا ۳ باب ۱۴ و ۱۵ لیکن اگر ایسا ہو تا تو یہ ایک مثال عیسےٰ کو اُس پیتل کے سانپ سے ہوتی نہ یہ کہ حضرت موسےٰ سے۔

پھر یہ کہ اُس پیتل کے سانپ کو جس سانپ کے ڈسے ہوئے بچ گیا تھا اور حضرت عیسےٰ کا معتقد نصرانی خود ہی صلیب پر بچ گیا تھا وہ نیست و نابود ہو گیا اور حضرت عیسےٰ اب تک زندہ موجود ہیں وہ حضرت موسیٰ کے حکم سے نیزہ پر لٹکایا گیا تھا اور یہ رومی بُت پرست کے حکم سے اب یہاں حق و باطل کا تفاوت واقع ہو گیا۔

پس حضرت عیسےٰ کو اُس سانپ سے اگر کچھ مشابہت ہے تو اسی قدر کہ جس طرح اُس سانپ کے پوجنے والے بت پرست گنے جاتے تھے [1] ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۵ سطر ۱-۹- اسی طرح حضرت عیسےٰ کے پرستار تثلیث پرست ہو گئے اور سب باتوں میں حضرت عیسےٰ کا حال اُس سانپ سے بالعکس تھا اور نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ کو سانپ سے کہ بمحاورہ توریت شیطان اُس سے مراد ہے نسبت دینا صرف عیسائی ایمان والوں کی یہ جرأت ہے دیکھو پیدایش ۳ باب۔

پھر یہ کہ حضرت موسےٰ تو دشمن مسیح اور چور اور بٹ مار عیسائیوں میں سمجھے جاتے ہیں جیسے کہ کلیسیا ہم سکرمنٹ میں قول مارٹین لوتھر وغیرہ کا لکھ چکا ہوں تو حضرت موسےٰ کی مانند حضرت عیسےٰ کو اس پیشین گوئی مرقومہ استثناء ۱۸ باب ۱۵ ورس کے اپنے سے سمجھنا عیسائی سمجھ کی دوسری خوبی ہے اسی سبب سے جانڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۰ میں فرماتے ہیں کہ اسلامی مذہب زردشت کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسےٰ کے مذہب سے زیادہ پاک معلوم ہوتا ہے انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۹۱ میں وہ لکھتے ہیں کہ

---

[1] جسطرح آخذ بادشاہ کے زمن میں یہودی لوگ اُس پیتل کے سانپ کی جسے موسےٰ نے بیابان میں بلند کیا تھا پوجا کرتے تھے اسیطرح اس وقت کے (عیسائی) لوگ (۱۸۰۰ اور ۱۸۰۶ وغیرہ میں) عیسےٰ کے مرتے اور جی اٹھنے پر نہیں مگر صلیب کے نشان اور مورت پر بہروسہ رکہتے تھے ۲۰-۱۲ از ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ کلکتہ بپٹسٹ مشن پریس ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۴۵ سطر ۹-

ں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور عیسائی دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے اُنہیں بیشک یہ شبہہ ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب اِن دونوں میں صحیح ہے اور اُنہیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا کہ مذہب اسلام بہت تھوڑہ مطالب کیواسطے ایجاد کیا گیا ہے۔ انتہے

پھر بعضے علماء عیسائی کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت موسےؑ نے شریعت ظاہری قوم کو تعلیم دی اسی طرح حضرت عیسےؑ نے ایک باطنی شریعت کی بنیاد ڈالی (طلوع آفتاب صداقت) اگرچہ یہ ایک خیالی بات ہے کہ جس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا یقین کرسکتا ہے مگر اس قول پر بھی اپنے وہ مضبوط نہیں ہیں کیونکہ شریعت موسوی کو تین قسم پر تقسیم کرتے ہیں یعنے شریعت رسمی اور شریعت ملکی اور شریعت اخلاقی اور کہتے ہیں کہ شریعت اخلاقی اب بھی موجود ہے تو [illegible] تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۵ باب ۹ [illegible] شریعت موسوی کی [illegible] دوسری شریعت باطنی حضرت عیسےؑ کی طرف سے کہاں قائم ہوئی [illegible] علماء عیسائی شریعت اخلاقی بھی تو شریعت موسوی کا ایک حصہ ہے تو [illegible] شریعت اسلامی کو شریعت موسوی سے زیادہ مطابقت اور مشابہت [illegible] کیونکہ حضرت موسیٰؑ کی تینوں طرح کی شریعت اہل اسلام میں موجود ہے اور عیسائی [illegible] میں اگر اُن کے قول کو مان لیں تو صرف تیسرا حصہ ہے۔

اس کے سوا شریعت باطنی میں وہ کونسی بات ہے جو شریعت ظاہری کا نتیجہ نہیں ہے یعنے یہ کہ طہارت اور قربانی وغیرہ اب عیسائیوں میں بیکار ہے حضرت عیسےؑ نے یہ کب کہا کہ ایسے کام کرنے والا جہنم میں جائیگا بلکہ [illegible] ہیں انجیلوں کے بموجب ایسے کاموں کے کرنے کی تاکید [illegible] باب ۲ و ۳۔ اور یہ کہ مسیحؑ کی قربانی پر بھروسہ کرنے [illegible] آزاد ہیں تو یہ عیسائیوں کا ایک خاص عقیدہ ہے اسے شریعت موسوی کی مشابہت سے کیا علاقہ یہ مشابہت ہے کہ مخالفت ہے اور اگر یہی باطنی

شریعت حضرت موسٰے کی شریعت کا تکملہ یا جواب ہے تو ہر زندار شخص کہہ سکتا ہے کہ میں باطنی شریعت رکھتا ہوں ظاہری شریعت کی اب کچھ حاجت نہیں پس عیسائی شریعت کی اس میں کیا تخصیص اور پلوس وغیرہ نے بار بار شریعت موسوی کی کیوں مذمت کی کیونکہ عیسائی بھی تو اُسی شریعت کے تیسرے حصہ کو اپنی باطنی شریعت جانتے ہیں دیکھو دسوں حکم توریت کے اور اُس کے مقابل میں ۲ قرنتیون کا ۳ باب ۱۴ و عبرانیوں کا[۱] باب ۸ اور غیرہ- اس سے ظاہر ہے کہ اگر باطنی شریعت اُس ظاہری شریعت موسوی کے مقابل میں ہے تو یہ نتیجہ اُسی ظاہری شریعت کا ہے اور مسلمان جو ظاہری شریعت کی تکمیل کرتے ہیں اُن میں ترقی کرنے والے اُس کی غایت اور نتیجہ تکمیل سے بھی کامیاب ہیں متی ۵ باب ۱۷-۴۸ پس کامل مشابہت مسلمانوں ہی کو شریعت موسوی سے رہی کہ یہ ظاہر و باطن دونوں طور سے شریعت موسوی سے بہرہ ور ہیں متی ۶ باب ۴ و ۶- اور نہ صرف اکیلی شریعت بلکہ بیسیوں باتوں میں حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت موسٰے سے بڑی مشابہت ہے اور حضرت عیسٰے کو کسی ایک بات میں بھی خصوصیت نہیں اور اِن باتوں کی تصدیق کے لئے عیسائی علماء کو چاہیے کہ اہل اسلام کی دینی کتابوں کو دیکھیں کہ توریت و انجیل کی ظاہری اور باطنی تعلیموں میں سے ایسی کون بات ہے جو اُن کتابوں میں نہیں ہے اور مسلمانوں میں کسی مجہہ ایسے جاہل کا نالائق چال چلن دیکھکر اسلام کی پاکیزگی پر شک نہ لائیں۔

پادری عمادالدین عیسائی اپنی تحقیق الایمان کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ مطبوعہ مطبع امریکن پنجاب لاہور ۱۸۶۶ء میں لکھتے ہیں کہ مولوی رحمت اللہ اور آل حسن جو احکام شرعیہ میں محمد صاحب صلعم کو موسٰے سے تشبیہہ دیتے ہیں یہ محض غلط ہے کیونکہ وہ سب احکام جو محمدی تعلیم میں مذکور ہیں سب موسٰے ہی کی شریعت ہے اور توریت

[۱] یہ عبرانیوں کا خط پلوس کی تصنیف نہیں بلکہ کسی دوسرے کی تصنیف سمجھا جاتا ہے ۱۲

Marfat.com

سے انتخاب ہو کر خواہ عمداً خواہ تواردا قرآن میں لکھے گئے ہیں یہ تشبیہ موسےٰ
سے نہیں ہو سکتی تشبیہہ کمالات میں دینا چاہیے پس دیکھو کہ کمالات میں موسیٰ
کی مانند محمد صاحب ہیں یا حضرت عیسےٰ ہیں موسےٰ جب پیدا ہوئے تو
بچوں کو فرعون نے مارا مسیح جب تولد ہوئے ہیرودس نے بیت اللحم کے لڑکوں
کو قتل کیا موسےٰ چالیس دن پہاڑ پر بھوکے رہے مسیح بھی چالیس رات دن
بھوکے رہے موسےٰ کا منہ خدا کے جلال سے چمکنے لگا مسیح کا چہرہ بھی خدا
کے جلال سے چمکنے لگا پھر موسےٰ ایک جسمانی شریعت لایا مسیح اُس سے
بڑھ کر خدا کا فضل اور روحانی شریعت لایا موسےٰ نے [illegible]
دکھائے مسیح نے اُس سے زیادہ عجیب معجزے دکھائے [illegible]
میں مشابہت درکار ہے انتہٰے یہ تین چار [illegible]
اور خون جگر کھا کر پادری عماد الدین صاحب نے پیدا کیا ہیں [illegible]
لوگ جو صرف توریت و انجیل کا نام سنکر اپنی قابلیت دکھانے کے لیے [illegible]
آتے ہیں یہ صرف عیسائی دین کی بدنامی کرنے والے ہیں کیونکہ اس [illegible]
لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں وہی لوگ عیسائی ہوتے ہیں جنکو [illegible]
نہیں ہے پہلے عماد الدین کو کچھ توریت و انجیل کسی پادری سے [illegible]
کہ حضرت موسےٰ کے تولد سے پیشتر فرعون نے کل بنی اسرائیل کے [illegible]
قتل کیا تھا اور اُس کا ارادہ یہ تھا کہ اس تدبیر سے حضرت موسےٰ [illegible]
بلکہ حضرت موسےٰ کے تولد سے [illegible]
[illegible] نہ تھا صرف اس لیے کہ شاید اولاد کو دریا میں ڈبو دے [illegible]
کی قوم کثرت پاکر بغاوت نکرے پس جو بچے کہ پیدا ہو چکے [illegible]
[illegible]نے کا حکم نہیں کیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اُن میں جو بیٹا [illegible]
پیدا ہونے کے وقت نہ یہ کہ جو اب تک پیدا ہو چکے اور دو چار چھ برس یا دو برس
کے ہوں دیکھو خروج اول باب ۹-۲۲ از روشن بیبل چھاپہ مرزا پور سنہ ١٨٥٥ع

ہاں راجہ کنس نے البتہ کنہیا جی کے قتل کے ارادہ سے بچوں کو مار ڈالا
بھی مشابہت نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس نے کنہیا جی کے تولد سے پہلے
کیا تھا اور مسیح ؑ کے تولد سے قریب دو برس بعد ہیرودو نے دو برس تک
بچوں کو قتل کیا تھا متی ۲ باب ۱۶ پس حضرت موسیٰ ؑ کے تولد سے پہلے
نے تمام اسرائیلی بارہوں فرقوں کے بچوں کو پانی میں ڈالنے کا حکم دیا تھا
عیسیٰ ؑ کے تولد کے قریب دو برس بعد ہیرودو نے اُن بارہوں فرقوں میں
فرقے کے صرف تہائی جو تہائی بلکہ اُس سے بھی بہت کم یعنے صرف ایک
گاؤں بیت اللحم اور اُس کے گرد نواح کے بچوں کو قتل کروایا چنانچہ پادری عماد الدین
بھی اپنی ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۲۴ میں لکھتے ہیں
بیت اللحم ایک چھوٹی سی جگہہ تھی جس کے اندر مع گرد نواح کے دو ہزار کے
قریب باشندے ہوں گے۔ اور کل بچے پچاس کے قریب قریب مارے گئے
تھے ایسا تہلکہ بھی نہ تھا جس کو ہر ایک مورخ لکھتا انتہے۔ فرعون کو حضرت موسیٰ
کے پیدا ہونے سے کچھ خطرہ نہ تھا اور ہیرودو نے صرف حضرت عیسےٰ ؑ کو قتل کرنے
ارادہ سے یہ کام کیا۔ وہاں پہلے اس کام کے لئے دائیوں کو فرعون نے حکم کیا
اور یہاں دائیوں کا نام بھی نہیں ہے اور ایسے واقعات تو دنیا میں بار بار ہو
رہتے ہیں کیا یہ قتل خدا کے حکم سے مسیح ؑ کا حال موسیٰ ؑ سے مطابق کرنے
ہوا تھا استغفر اللہ یہ تو ایک شیطانی حرکت تھی اس سے مشابہت ڈھونڈنا
عماد الدین ہی کا کام ہے پھر یہ کہ یہ قتل ہیرودیس ؑ کے عہد کا کسی تاریخ سے ثابت
نہیں ہوتا یوسیفس نے جو بڑا لکھنے والا حال ہیرودیس کا ہے اس قتل کا حال
نہیں لکھا اور اسی طرح نہ کسی عالم یہود نے جو بڑے خواہاں بدنامی ہیرودیس کے
تھے اس کا ذکر کیا ہے اگر سچ ہوتا تو ضرور یہ لوگ بے لکھے نہ رہتے عماد الدین نے

لہ نور افشاں لدھیانہ نمبر ۲ جلد ۵ مطبوعہ ۱۳ مئی ۱۸۸۱ء صفحہ ۵ کالم ۳ باہتمام پادری ویری صاحب میں لکھا ہے کہ یوسیفس مورخ
نے ذکر نہیں کیا۔ بیت اللحم ایک چھوٹا سا شہر تھا اور تعداد ان لڑکوں کی جو اس شہر میں مقتول ہوئے کچھ بہت نہ ہوگی انتہے ۱۲

Marfat.com

ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۴ میں اِن باتوں کا اور اِس کا بھی کہ یوسیفس وغیرہ نے
بیان فروگذاشت کیا صاف اقرار کیا ہے اور یہ بھی کہ والٹر نے بھی سترہویں صدی
میں یہ اعتراض کیا ہے باوجود ان باتوں کے عمادالدین ایک کافی دلیل اِس اطفا
ئی کی بیان کرتے ہیں کہ متی نے سنہ ۳۸ء میں انجیل لکھکر کلیسیا میں جاری
کردی اُس وقت کے لوگوں نے متی کو کیوں نہیں جھٹلایا تھا لیکن عمادالدین
پہلے کسی عیسائی سے یہ بات پوچھ رکھنا چاہیے کہ علماء عیسائی نے متی کی عبرانی
انجیل کی تصنیف کا زمانہ سنہ ۳۸ء گمان کیا ہے نہ اِس انجیل مروجہ کا اگر اُسے کوئی
ان بھی ہے تو وہ عبرانی سنہ ۳۸ء والی انجیل کہاں ہے دوسرے یہ کہ کیونکر معلوم
ہوا کہ متی کو اُس وقت لوگوں نے نہیں جھٹلایا تھا۔

اور چالیس دن روزہ کی بابت عمادالدین صاحب کو کسی پادری صاحب سے
پوچھنا چاہیے کہ کسی اور نبی نے بھی سوا مسیح اور موسے علیہما السلام کے چالیس دن
روزہ رکھا تھا یا نہیں اور اتنا تو میں بھی بتا سکتا ہوں کہ موسیٰ نے چالیس دن
روزہ رکھا تھا خروج ۳۴ باب ۲۸- اور الیاس نے بھی اول سلاطین ۱۹ باب ۸
رومن تفسیر اسکاٹ صاحب صفحہ ۲۷ متی ۴ باب ۲ پھر مسیح کی اس میں کیا خصوصیت
ثابت ہوئی بلکہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو البتہ خصوصیت ہے کہ آپکے
سیکڑوں ہزاروں مؤمنین اسلام چلے کھینچتے اور چالیس چالیس دن صائم رہتے
ہیں اور سوا اسلام کے یہود و نصارے میں تو اِس چلے کشی کا نام تک نہیں ہے
اور انجیل میں تو لکھا ہے کہ مسیح چالیس دن بیابان میں شیطان سے آزمایا گیا
متی ۴ باب ۱ و ۲ مگر عمادالدین زبردستی حضرت موسے سے مشابہ کرنے
کے لئے پہاڑ کو قایم کرتے ہیں تحریریں ایسی سمجھ پر معلوم ہوتا ہے کہ عمادالدین
نے فقط تک بھی انجیل اچھی طرح نہیں دیکھی ہے۔ پس حضرت موسے پہاڑ پر صائم
تھے اور حضرت عیسے بیابان میں حضرت موسے دو دفعہ پہاڑ پر صائم رہے خروج
۳۴ باب ۲۸- اور ۲۴ باب ۱۸- اور حضرت عیسے بیابان میں صرف ایک دفعہ

وہ خدا کے حضور میں حاضر تھے یہ شیطان سے آزمائے گئے
عمادالدین صاحب کا باوجود ایسی شیطانی مشابہت کے مسیحی ایمان ہے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ عمادالدین صاحب بڑے فخر سے مسلمانوں کو سکھلاتے
کہ تشبیہہ کمالات میں دینا چاہیے (تحقیق الایمان صفحہ ۹۵ سطر ۱۳) اچھے کمالات
حضرت عیسیٰ کے ڈہونڈہ کر نکالے وہ ہنوز کمالات ہی نہیں جانتے کہ کسے
کہتے ہیں تشبیہہ کمالات میں تو تب معلوم ہوتی کہ جب حضرت موسیٰ کا تثلیث
میں سے کوئی ایک ہونا اور صلیب پر کھینچا جانا ثابت کرتے اور بغیر اس کے
جو مسیح کو موسیٰ سے مشابہہ ٹھہراتے ہیں تو ثابت ہوا کہ مسیح نہ اقانیم ثلاثہ
میں سے ایک اقنوم ہیں اور نہ مصلوب ہوئے لیکن اس صورت میں تو یہ
عیسائی مذہب ہی بالکل باطل ہوا جاتا ہے۔ اور چہرہ کا چمکنا یہ عجیب مطابقت
ہے ہر شخص کا خوشی اور غضب وغیرہ بعض حالتوں میں چہرہ چمکنے لگتا ہے
اور حضرت رسول اللہ صلعم کا تو بار بار شق صدر وغیرہ کے وقت چہرہ چمکنے لگا
تھا مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت صلعم خود شمع عرفان حقیقی تھے پس پشت
بھی حضرت کا نور نظر ویسا ہی تھا جیسا کہ سامنے یہ اس سبب سے کہ
حضرت صلعم نور مجسم تھے چنانچہ اس نور مجسم ہونے کے ثبوت میں بہت
سے دلائل اہل اسلام میں موجود ہیں صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا

یا فلان الا تحسن صلوتك الا ینظر المصلی اذا صلی کیف یصلی فانما یصلی لنفسه انی لا بصر من ورائی کما ابصر من بین یدی	یعنے اے فلانے تو کیوں نہیں اپنی نماز خوبی سے پڑہتا کیوں نہیں دیکھتا نمازی جب نماز پڑہتا ہے کہ کسطرح پڑہتا ہے سوا اپنے ہی کیواسطے پڑہتا ہے مقرر میں دیکھتا ہوں اپنے پیچھے چھپا ہے آنکھ سے دیکھتا ہوں۔

(مشارق الانوار باب ۵ یا حدیث ۱۰۱۴) اور اسی طرح باب ۱۵ یا حدیث ۱۰۳۹ میں صحیح
مسلم سے منقول ہے کہ۔

انس ایھا الناس انی امامکم فلا تسبقونی	انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا
بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا	امام ہوں مجھسے آگے رکوع نکیا کرو اور نہ سجدہ اور نہ قیام اور نہ سلام
بالانصراف فانی اراکم امامی ومن خلفی الخ	پھیرنا سراسطے کہ میں دیکھتا ہوں [illegible]
وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	روایت ہے انسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم [illegible]
اقیموا الرکوع والسجود وواللہ انی لاریکم من	رکوع اور سجود کو بس قسم ہے اللہ کی تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں [illegible]
بعدی متفق علیہ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الرکوع فصل الاول)	پیچھے اپنے سے روایت کی بخاری و مسلم نے

اور اسی طرح کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ فصل [illegible] بروایت احمد مظاہر حق میں دیکھو۔

اور شریعت کی باتوں ہیں جو اسلام [illegible] کی حاجت کیا ہے اگر لکھوں تو ساری [illegible] بالکل وہ باتیں نہیں لکھیں۔

اب رہے معجزات سو اہل ایمان ان باتوں کو [illegible] نبی صاحب معجزہ ہوتا ہے اس میں کس [illegible] دینا چاہیے۔

لیکن ایک مشابہت مسیح کی [illegible] بھی فرشتوں کو نہ سوجھی اگرچہ وہ بھی شیطانی [illegible] کے اونچے مکان پر لے گیا جیسے موسیٰ کو خدا نے پہاڑ پر [illegible]

اور جس طرح قوم کی گئوسالہ پرستی کے سبب [illegible] کہا کہ اب نیچے جا اسی طرح شیطان نے مسیح سے کہا [illegible]

مولوی عمادالدین صاحب کو عیسائی [illegible] کی یہ پیشین گوئی انہیں کسی نے نہیں بتائی کہ کیا ابن آدم آ کے زمین پر [illegible] ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضرت عیسائیوں ہی [illegible] نے فرمائی ہے

طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا
کہ غالباً ہمارے خداوند کی یہ مراد تھی کہ جس وقت وہ (یعنے مسیح ؑ) آیا چرچ کے چھٹکا
رے کو اور بدلا لینے کو اپنے لوگوں کا ظلم یہودیوں سے تو وہ پائے گا بہت کم ایمان
زمین پر بعضے خیال کرتے ہیں کہ بڑا غلبہ بے دینی کا ہوجائے گا پیشتر اس کے کہ
مسیح آئے دنیا کا انصاف کرنے کو انتہےٰ دیکھو تفسیر اسکاٹ چھاپہ نیویارک ۱۸۱۲ء
جلد ۵ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے عقائد بالکل بگڑتے
جاتے ہیں اور حضرت عیسےٰؑ کے آنے یعنے قیامت تک کوئی بھی سچا عیسائی
جو حضرت عیسےٰؑ کا حقیقی پیرو اور صحیح تعلیم پر عمل کرنے والا ہو باقی نہ رہے گا اگرچہ
باسباب ظاہر دین عیسوی کی روز روز ترقی ہوتی جاتی ہے تو بھی صحیح عقیدہ
میں کمال تخالف اور تجاہل واقع ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ قیامت تک بالکل
عیسائی مذہب صرف نام کو اس پیشین گوئی کے بموجب رہجائے گا چونکہ لوقا ۱۸
باب ۸ میں یہ پیشین گوئی علیحدہ آیت میں ہونی چاہیے تھی لیکن آیتوں کی ترتیب
دینے والے نے ایسا نہیں کیا اور یہ صرف اس لیے تاکہ یہ مضمون خوب صاف
نہ معلوم ہونے پائے تو بھی اہل انصاف کی نظر سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی
پھر یہ کہتی ہے ۲۴ باب ۱۲ میں مسیح ؑ فرماتے ہیں کہ بدینی کے بڑھ جانے سے
بہتوں کی محبت گھٹ جائے گی انتہےٰ۔ طامس اسکاٹ صاحب مفسر
انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ جاری ہوگی بے انصافی ظلم
اور سب طرح کی برائیاں ہوں گی بے محبت کھوئیں گے اپنی صریح حمیت واسطے
کسی سبب کے اور کھوئیں گے پیار بھائیوں کا اور ہوں گے کشیدہ ان سے اور
ڈریں گے مہربانی ظاہر کرنے سے تو بھی کچھ رہیں گے ثابت قدم انتہےٰ۔
لیکن یہ ثابت قدم رہنا صرف عیسائی مفسر کی طرف سے رعایت ہے خلاف
مطلب آیت کے چونکہ اب قیامت کا قرب اور دین عیسوی مروجہ حال ترقی پر
ہے اب نہیں معلوم کہ یہ بیدینی کی ترقی ہے یا دینداری کی۔

Marfat.com

رسالہ شریف نسبتین مطبوعہ امریکن مشن پریس لکھنؤ باہتمام پادری واحب
۱۸۶۷ء مصنفہ پادری رجب علی میں لکھا ہے پہلی نسبت موسےٰ کی پیدایش
پر بہت سے لڑکے مصر میں فرعون نے ہلاک کرائے یسوع کے ظہور
کے وقت یروسلیم میں بیشمار لڑکوں کو ہیرودیس نے مروایا تھا۔ (صفحہ ۱۲)
اس کا جواب پادری عمادالدین کے قول کے رد میں دیکھ لو اور پادری عمادالدین تو لکھتے ہیں
کہ کل پچاس لڑکے قتل ہوئے تھے اور آپ انہیں بیشمار بتاتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ
حساب دان بھی بڑے ہیں۔

دوسری نسبت موسیٰ چالیس دن رات تک سینا پہاڑ پر بھوکا پیاسا
خدا سے ہمکلام رہا ایسا ہی یسوع مسیح چالیس دن رات تک بھوکا پیاسا
بیابان میں رہا لیکن محمد میں یہ مناسبت نہیں پائی جاتی ہے بلکہ اس کے
برخلاف عربی کتابوں سے ظاہر ہوا ہے کہ محمد کو مرگی کا آزار تھا (الضا) ج آگر
حضرت صلعم کو تو مرگی کا آزار نہ تھا لیکن شریف نسبتوں کے مصنف کا دیوانہ پن
سب پر ظاہر ہو گیا اس کے سوا وہ کونسی عربی کتابوں سے یہ پادری صاحب
پر ظاہر ہوا اُن کتابوں کا صفحہ سطر پادری صاحب نہ بتا سکے تو صرف نام ہی
اُن کا بتا دیا ہوتا۔

تیسری نسبت موسےٰ کاہن بنا اور بھی بادشاہ۔ یسوع مسیح بھی سردار کاہن
بلکہ اُس سے زیادہ درجہ رکھتا تھا جیسا کہ الٰہی کلام سے ظاہر ہے کہ کیونکہ ایسا
سردار کاہن ہمارے لائق تھا جو پاک اور بے عیب گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں
سے بلند ہے الخ (صفحہ ۱۳) ج پادری صاحب نے حضرت [illegible]
کا دعوےٰ جس کتاب کی آیت کے بموجب کیا ہے [illegible]
سے اُس کتاب کو بھی بے اعتبار کیا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ
نے کبھی ایک دفعہ بھی ہیکل میں کہانت نہیں کی تھی پھر وہ کاہن کہاں سے
ہو گئے پس جس طرح پادری صاحب جھوٹ بک گئے اپنے ساتھ کتاب کو

Marfat.com

بھی جھوٹا ٹھہرایا اور چونکہ وہ عبرانیوں کے ۷ باب کی ۲۶ آیت سے اوا
میں وہ خط ابتک کسی عیسائی عالم کو ثابت نہیں کہ کس کی تصنیف سے
جہت سے بیبل چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء میں اُس خط کے شروع میں بر خلا
اور سب خطوں کے مصنف کا نام مندارد ہے اسی شرم کے سبب پادری صا
وہاں نہ لکھہ سکے کہ وہ آیت کس کتاب کی ہے۔
چوتھی نسبت موسےؑ اگرچہ اولاد آدم ہونے کے سبب اور بھی بعض
فعلوں سے گنہگار تھا مگر قصور معاف ہونے کے پیچھے اور نازل ہونے وحی
کے ایک طرح کے گناہ سے پاک تھا اور بے عیب۔ مسیح ہر قسم کی خطا
سے مبرا اور پاک تھا برخلاف اس کے محمد گنہگار تھا جیسا کہ سورہ والضحیٰ میں ہی
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ | یعنے پایا تجھکو اے محمدؐ گمراہ پس ہدایت کی الخ

(صفحہ ۴۹ و ۵۰) ج اگر حضرت موسےؑ پاک اور بے عیب تھے تو پُرانا عہد نامہ
یعنے توریت موسےؑ عیسائیوں کے نزدیک کیوں عیب دار ہو گئی اور
اولاد آدم ہونے کے سبب اور بھی بعض فعلوں سے بقول پادری خوش
اعتقاد اگر حضرت موسےؑ گنہگار تھے تو ابن آدم یعنے حضرت عیسےؑ کیا اولاد
آدم نتھے جو ہمیشہ آپ کو ابن آدم کہتے رہے اور ایک طرح کے گناہ سے اگر
حضرت موسےؑ پاک تھے تو دس طرح کے وہ کون سے گناہ ہیں جن کی
نسبت ناپاک رہے کیا چور اور بٹ مار ہونے کے سبب جس کا ذکر انجیل یوحنا
باب ۸ میں ہے اور سورہ والضحیٰ کی اس آیت کا مطلب علماء اسلام نے بتیلی
طرح سے پادریوں کو سمجھا دیا ہے بار بار اُن کا اعادہ کرنا لاحاصل ہے خلاصہ یہ
کہ قرآن کے کسی مفسر نے پادری صاحب کی حسب مراد اس آیت کی تفسیر
نہیں کی ہے پھر پادری صاحب کی خام خیالی کا کیا اعتبار اور میری طرف سے
مختصر جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نبوت پانے سے پیشتر الہام الٰہی سے
ناواقف تھے جیسے کہ حضرت موسےؑ اُس مصری کو مارنے کے وقت (خروج

ور بعد اُس کے واقف ہوئے جیسے حضرت موسیٰ پہاڑی کے پاس (خروج ۳ باب)
پانچویں نسبت۔ موسیٰ سے کیسے کیسے عجیب وغریب معجزے صادر ہوئے
یسوع مسیح سے معجزے صادر ہوئے۔ محمدؐ سے ایک معجزہ بھی صادر نہیں ہوا
صفحہ ۱۱۶ ج سب نبی صاحب معجزہ ہوتے ہیں اور حضرت پیغمبر اسلام علیہ
الصلوۃ والسلام کا ذکر کلیسیا ۱ میں دیکھنا چاہیے۔
چھٹی نسبت۔ موسیٰ سے پیشخبریاں توریت میں لکھی گئی ہیں جیسا کہ پیشین گوئی
منسوب بہ آدم وابراہام ویعقوب ویہودا ثبوت میں دیکھو پیدایش ۳ و ۲۲ و ۴۸ و
۴۹ باب اور ایسا ہی یسوع مسیح سے بہت سی پیشین گوئیاں و پیشخبریاں
ظاہر ہوئیں چنانچہ روح القدس کا نازل ہونا حواریوں پر یوحنا ۱۴ باب کو دیکھو اور
ثبوت اس پیشخبری کا اعمال ۲ باب میں ملاحظہ کرو اور بھی پیشین گوئی انجیل
کی منادی کے بارہ میں کہ تمام جہان میں کی جائے گی مرقس ۱۳ باب سے ثبوت
اس کا ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں کہ جہاں انجیل کے وعظ نہیں
سنائے جاتے اور خدا کی قدرت سے واسطے پورا ہونے اس پیشین گوئی کے انجیل
آج کے زمانہ تک قریب دو سو زبان مختلف میں ترجمہ ہو چکی ہے اور ہمارے ذکی
اور فہیم اور عقیل پادری ایس نولس صاحب نے اس امر کو اپنی کتاب اصول عقاید
مذہب مسیحی میں بخوبی تحقیقات کر کے لکھا ہے اور پھر پیشین گوئی یسوع مسیح
کی ایک جھوٹے نبی کے ظاہر ہونے میں متی کے ۲۴ باب ۱۱ کو دیکھو ثبوت اس کی
ظہور محمدؐ سے کہ ایک جھوٹا نبی تھا بخوبی ہو گیا کیونکہ اُس سے پیشخبری کا ظاہر ہونا
کنار رہا جا بجا قرآن میں نفی پیشین گوئی کی پائی جاتی ہے جیسا کہ سورہ
اعراف میں ہے

لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔	یعنی اگر میں غیب کی بات جانتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی [illegible] اور مجھ کو نقصان نہ [illegible]

آنحضرت رسول اللہ صلعم سے پیشین گوئیاں بھی کلیسیا ۱ میں دیکھنا چاہیے اور پیشین گوئی

Marfat.com

منسوب بہ آدم و ابراہام و یعقوب و یہودا کو آپ نے کیا ہی کامل طور پر ثابت
جو بڑی دلیری سے یہ سب نام لکھ دیے اب مولوی آل حسن صاحب کی
جو آپ نے وہ سب گستاخانہ بیوقوفیاں ظاہر کر کے صفحہ ۲۹-۳۱ زہر اگلا
سب آپ ہی پر صادق آگئیں کہ بے ثبوت ایسا دعوے کرنا کمال مکاری
بے حیائی ہے اور حضرت عیسےٰ سے بھی پیشین گوئیاں انجیل میں ہیں
پادری صاحب تو اُن میں سے ایک کا بھی مطلب مطلق نہیں سمجھتے
باب کی پیشین گوئی کے ثبوت میں اعمال ۲ باب کا آپ نشان دیتے ہیں حالا
اُس باب میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ یہ وہی پیشین گوئی پوری ہوئی جو یوحنا ۱۶ باب
میں مرقوم ہے پھر اعمال ۲ باب سے اُس کا ثبوت کیونکر ہوا یہ تو ایسی صریح
بات ہے کہ پادری صاحب بھی باوجود کمال خرابی عقل کے فوراً اسے سمجھ
سکتے ہیں پھر یہ جو لکھا ہے کہ تمام جہان میں انجیل سنائی جاتی ہے یہ بھی جھوٹ
ہے افغانستان اور تبت اور تاتار اور ترکستان اور ایران اور شام اور عرب اور
زنجبار اور برما اور سیام وغیرہ میں انجیل سنانے کا نام تک نہیں ہے اور جھوٹے
نبی سے مراد جو رسول اللہ صلعم آپ سمجھتے ہیں یہ پادری صاحب کی دوسری
بے وقوفی ہے متی ۲۴ باب میں عیسائی پادریوں کا ذکر ہے اور اگر یہ نہوں تو
حضرات حواریوں کے زمانہ کی یہ آیت خبر دیتی ہے اس عقل کے دشمن نے
یہ خیال نکیا کہ متی ۲۴ باب میں بربادی یروشلم کا ذکر ہے اُس وقت کے جھوٹے
نبی ہم عہد حواریوں کے سوا اور کون ہوں گے اور اگر انجیل کے کسی قدیم مفسر
اِس جھوٹے نبی سے غیر عیسائی مراد اُس وقت تک لی ہو تو اُس کا قول کیوں
نہ لکھدیا واہ رے جھوٹی دلیری اسی لیاقت پر شریف نسبتیں تصنیف کر
بیٹھے تھے اگر یہ بیہودگیاں پادری صاحب کی ثابت ہو چکے ہیں تو دیکھیں
اب بھی آپ ہندوستان میں مونھ دکھائیں گے یا غیرت کو کام فرمائیں گے
اور آیت لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ سے جو آپ نفی پیشین گوئیوں کی سمجھتے ہیں

Marfat.com

انجیل کے ان مقاموں کو آپ کہاں چھپائیں گے جن میں حضرت عیسےٰؑ کا
انکار معجزہ سے مرقوم ہے اور جن کا مفصل حال شروع کلیسیا ۱ میں تصریح سے
پہلے تھوڑی انجیل پڑھ کر یہ کتاب تصنیف کی ہوتی تم تو بڑے بڑے استاد ہو گئے
ساتویں نسبت۔ موسےٰؑ کو نبوت کے کام میں رو داری منظور نہیں تھی چنانچہ
پلوس مقدس الہام سے فرماتا ہے۔ کہ اُس نے مسیحؑ کے لعن طعن کو مصر کے
خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ بدلی پہ تھی عبرانیوں کا ۱۱ باب
خروج ۲ باب اور ایسا ہی یسوع۔ یسوع مسیح کی انجیل میں رو داری اور طرفداری نہیں
پائی جاتی۔ محمدؐ نے ایک شخص ندہر نام کو اسواسطے قتل کیا کہ اُس نے قرآن
کو کہانیوں کی کتاب کہا تھا۔ اور پھر عقبہ نام ایک آدمی کو اس لئے ہلاک کیا کہ اُس
نے محمد صلعم کو وعظ کرتے وقت مارنے کا ارادہ کیا تھا اور پھر مسماۃ عصمت نامی عورت
کو کہ جو مروان کی بیٹی تھی اس سبب سے مروا ڈالا کہ اُس نے محمدؐ کو بُرا کہا تھا اور
کعب بن اشرف کو اس جہت سے قتل کیا کہ اُس نے محمد صلعم کے مخالفوں
کی بہادری کی تعریف کی تھی چنانچہ اس کے سوا اور حرکتوں اور فعلوں محمد صلعم سے
ہ تاریخ محمدی میں درج ہیں طرفداری صاف صاف پائی جاتی ہے الخ (صفحہ ۱۸)
ج کیا کوئی نبی ایسا ہی ہوتا ہے کہ رو داری کرتا ہو تو وہ سچا نبی کیونکر ہوگا اور اگر یہ
بے رو داری صرف حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ پر منحصر تھی تو ان دونوں کے
درمیان میں جتنے انبیا علیہم السلام گذرے ہیں بقول پادری صاحب کے اُن
میں سے کوئی سچا نبی نہ تھا اور نہ صرف یہی بلکہ حضرات حواری بھی سچے رسول
تھے کیونکہ پلوس مقدس نے یہودیوں کی خاطر سے طمطاؤس کا ختنہ کرایا (اعمال
باب ۱۶) اور پھر یہودیوں کے خوف سے پلوس نے ہیکل میں جانے کے لئے
آپ کو یہودی شریعت کے بموجب پاک کیا (اعمال ۲۱ باب ۲۶) پھر مکاری
سے بھی انجیل سنانا جائز رکھا (فلپیوں کا ۱ باب ۱۸) یہ سب رو داری نہ تھی تو اور
کیا تھا اور ندہر وغیرہ کا قتل جو حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے حکم سے آپ

Marfat.com

لکھتے ہیں اس کے ثبوت میں جب کسی کتاب کا صفحہ سطر بتاؤ گے تب
خبط جو اس ثابت کر دیا جائے گا ابھی صرف اسی حوالہ پر کہ تاریخ محمد صلعم
سے پادری صاحب کی نزٹل کا کون اعتبار کر سکتا ہے آپ ہنوز اتنا بھی نہیں
جانتے کہ تاریخ محمدی کتنی تصنیف ہو چکی ہیں اُن سیکڑوں میں سے جبتک تاریخ
خاص نشان اور صفحہ وغیرہ نہ بتایا جائے کیا معلوم کہ پادری صاحب کے قول کی
کہاں سے ہے۔

اٹھویں نسبت ہونے کا کلام یسوع مسیح سے مطابق ہے بلکہ مسیح نے اُس
کو پورا کیا۔

محمد کے قول و فعل سے صریح پایا جاتا ہے کہ وہ مسیح اور موسے ہر دو سے
مخالف ہے حتی کہ سب نبیوں سے برخلاف جیسا کہ استثنا کے ۱۷ باب
میں حکم ہے کہ بہت سی جوروان نکرے لیکن محمد صلعم نے برخلاف اس کے حکم
دیا ہے کہ

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ | یعنے بس نکاح کرو تم جو خوش آویں تمہیں عورتوں میں سے دو یا تین یا چار الخ

(صفحہ ۱۹) ج انجیل میں لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کرنیوالا جہنمی ہے (گلتیوں
کا ۵ باب ۴) اور پھر یہ کہ اگلا حکم اس لئے کہ کمزور و بے فائدہ ہے اُٹھ گیا (عبرانیوں
کا ۷ باب ۱۸) اور ختنہ کچھ نہیں اور نامختونی کچھ نہیں (اول قرنتون کا ۷ باب ۱۹)
یہی توریت کو شاید پورا کیا یعنے اُسے تمام کر دیا اور وحدانیت میں تثلیث بڑھاکر
اُسے پورا کیا اور بکری تے کے گوشت پر سور کا گوشت زیادہ کرکے اُسے پورا کیا اور
حضرت پیغمبر اسلام صلعم کو جو مسیح اور موسے حتی کہ سب نبیوں سے استثنا
۱۷ باب کے بموجب آپ مخالف بتاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کتاب
استثنا شاید سب نبیوں کی تصنیف ہے اور بہت سی جوروان شاید حضرت
داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہ کسی نبی نے نہیں کی ہیں اور بہت نے کے لفظ

Marfat.com

بھی آیت میں آپ نے سمجھا ہے کہ کیا دو چار کو بھی بہت کہتے ہیں اور یہودی شریعت
میں اٹھارہ سے زیادہ بہت میں داخل نہیں کسی یہودی سے تو پوچھا ہوتا۔

نویں نسبت۔ موسےؑ بنی اسرائیل سے تھا اور یسوع مسیح بھی بنی اسرائیل
سے ہے جیسا کہ متی کی انجیل میں وارد ہے الخ (صفحہ ۳۰) ج یہ عجیب نسبت
پادری صاحب کو سوجھی کیا یہوداہ اسکریوطی بھی بنی اسرائیل سے نہ تھا اور حضرت
عیسےٰؑ کے بہتیرے شاگرد جو اولٹے پھر گئے اور بعد اُس کے اُس کے ساتھ نہ چلے
(یوحنا ۶ باب ۶۶) کیا یہ سب اسرائیلی نہ تھے۔

دسویں نسبت۔ موسےؑ خدا سے ہمکلام ہوا۔ اور یسوع مسیح خود کلمۃ اللہ اور
روح اللہ ہے برخلاف اس کے محمد صلعم کو ڈاکٹر ویل صاحب کے قول کے
بموجب جو اُس محقق فاضل نے عربی کتابوں سے تحقیق کر کے تاریخ محمد اور
اُس کے خلیفوں میں درج کیا ہے مرگی کی بیماری تھی الخ (صفحہ ۳۱) ج واہ پادری
صاحب ہمکلام کے لئے کلمۃ اللہ کا لفظ کیا ہی موزوں آپ کو سوجھا ہے یہ
عنایت آپ ہی کے حصّہ کی تھی اب حضرت عیسےٰؑ حضرت موسےٰؑ کی مانند
ثابت ہو گئے اور پادری صاحب جو یہ کلمات لا یعنی بک رہے ہیں پس آ
بھی تو اس دسویں نسبت سے بے علاقہ نہیں ہو سکتے ذرا عقل پادری صاحب
میں کم ہے ورنہ یہ دو باتیں لکھدینی کافی تھیں کہ موسےٰ کلیم اللہ عیسےٰ کلمۃ اللہ
تاکہ سب اسے لا کلام مان لیتے اور ڈاکٹر ویل صاحب نے جو عربی کتابوں
سے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ حضرت صلعم کو مرگی کی بیماری تھی اس سے ڈاکٹر
صاحب کا مالیخولیا تو ثابت ہو گیا اب مرگی کی بیماری کا ثبوت باقی
ہی بات اس میں بھی یہ ہے کہ عربی کی کتابوں سے تحقیق کر کے لکھا ہے اگر
کسی زبان کی کتاب سے لکھتے تو اُس کا کچھ اعتبار تھا اگر عربی زبان میں الف لیلیٰ
ہے تو وہ بھی پادری صاحب کی نظر میں نا نجات پلوس و لطرس سے کم نہیں
ہے مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب کو نسیان کے مرض سے ایسا ٹھیرا ہے کہ ان

عربی کتابوں کا نام پادری صاحب کو بتانا بھول گئے۔

اِس کے بعد صفحہ ۲۲-۲۶ پادری فانڈر اور نکین صاحب کے اقوال کلام کی تائید میں نقل کئے ہیں سو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی حمایت کرتا ہے کسی مخالف کا قول لکھنا چاہیے تھا پھر صفحہ ۱۳ میں مولوی آل حسن کی طرف خطاب ہے کہ محمدیوں کے ایک فخر العلما آل حسن نامی اپنی کتاب مسمّی بہ استفسار میں بڑے کروفر اور زور شور سے بیان ہیں اور جب کوئی معقول وجہ پیش نہ کی گئی تو طول بلاطائل یہ پوچ اور نکما شبہ کہ آیت متنازعہ فیہ کا یہ فقرہ کہ تیرے ہی درمیان سے پیچھے سے بڑھا دیا گیا اور یہ کہ شاید حضرت مسیح یسوع نے اپنے تئیں مصداق خبر موسوی ناحق فرمایا اور کسی نبی کا نام لیا ہوگا موسےٰ کا لفظ کاتبوں کے سہو سے لکھا گیا۔ مولوی مذکور ایک بیجا گمان کرتا ہے کہ گویا تیرے ہی درمیان سے کئی الفاظ پیچھے سے بڑھا دئے ہوں گے زیراکہ اس کو مناسب تھا کہ اپنے اس دعوے کو بدلیل نہ بیان کرتا بلکہ ایسی بیبل معتبر دکھلاتا کہ جس میں فقرہ مذکور نہ ہوتا ورنہ دعوے بے دلیل پیش کرنا زیرک اور منصف آدمی کا کام نہیں ہے۔ واہ مولوی آل حسن کی عقل اور سمجھ اور انصاف افسوس ہزار افسوس انسان ایسا نادان اور ناقص العقل ہے کہ غرور اور تکبر میں آکر اپنی انصاف کی آنکھ بند کرلیتا ہے کیا آل حسن جو ایک محمدی عالم اپنے تئیں کہلاتا ہے نہیں جانتا کہ اس پیشین گوئی کی تصدیق

ان الفاظ پر کہ تیرے ہی درمیان سے منحصر اور موقوف نہیں۔ یہ امر ہرگز مناسب نہیں کہ بے دلیل کافی کوئی آدمی ایسا پوچ اور نکما دعوے جیسا کہ محمدی مذکور نے کیا کرے۔ نہیں تو اس جہان میں سبکی اور ندامت اوٹھائے گا۔ اور آئندہ جہان میں وہی عذاب جو بے انصافوں کے لئے مقرر ہے پاوے گا۔ جب رحمت اللہ نامی مولوی نے جو ہندستان بھر کے محمدیوں میں ایک متعصب اور نا انصاف اور بہت چالاک اور گستاخ آدمی مشہور ہے دیکھا کہ آل حسن

Marfat.com

وی نے اس پیشین گوئی صریحہ کی اپنی کتاب میں غیرواقع ذکر کرنے میں از بس
مت اوٹھائی تب رحمت اللہ نے اور پیشین گوئیوں کو جو یسوع مسیح کے حق میں
یں اپنی ناانصاف عادت کے بموجب غیرواقع بیان کیا مگر اس پیشین گوئی
کے حق اور غیرحق ہونے میں کچھ دم نہیں مارا کیونکہ وہ جو از بس چالاک تھا جانتا تھا کہ
بیسا آل حسن نے اُس کے بیان کرنے میں ایکطرح کی شرمندگی اور ندامت
وٹھائی ہے ویسے ہی مجھے بھی اوٹھانی پڑے گی اس لئے اس تذکرہ سے اُس نے
پہلوتہی کی والا سب پر ظاہر ہے کہ اگر وہ کچھ اس بات میں لکھتا بھی تو مسیحیوں سے صدہا
معقول جواب پاتا مگر اُس نے آپ اس ذکر سے طرح دی اور بچ نکلا اور ہم لوگ
رحمت پا کر اُن بوچ باتوں کو جو رحمت اللہ نے مسیح کی پیشین گوئیوں کے بارہ
میں لکھی ہیں رد کریں گے انشاء اللہ تعالے اور یہ چھوٹا سا رسالہ تو اس لئے جلدی
سے لکھا گیا ہے کہ لکھنؤ کے محمدی پیشین گوئی مذکورہ کو پیش کر کے اکثر دعوے
رتے ہیں کہ اس فقرہ سے جو آیت متنازعہ میں موسےٰ کے مانند سے محمد
ح مولوی آل حسن صاحب نے جو کچھ سمجھ کر اُس پیشین گوئی کو لکھا اور مولوی
رحمت اللہ صاحب نے جس وجہ سے اُسے ترک کر دیا ہوگا اُس کی
پادری صاحب ہی کی تحریر سے ظاہر ہے یعنے جب مولوی رحمت اللہ
نے دیکھا کہ یہ پیشین گوئی عیسائی علما کی تسکین کے قابل مولوی آل حسن
لکھہ چکے تو پھر حاجت نہوئی کہ مکرر اُس کا ذکر کرتے کیا ایک ہی پیشین گوئی حضرت
نبی اسلام صلعم کی بابت توریت میں ہے جو صرف اُسی کو بار بار مصنف کتاب
نصاریٰ میں لکھا کرے کیا یہ کم ہے کہ مولوی آل حسن صاحب نے
لوں نے اور میں نے اپنی اپنی کتابوں میں اُس پیشین گوئی کا ذکر کیا
یا ضرور ہے کہ جو کتاب رد نصاریٰ میں لکھے ضرور اُسی پیشین گوئی کو اپنی کتاب
نقل کرے یہ صرف عیسائیوں کی عادت ہے کہ ہمیشہ ایک ہی بات کو ہر مصنف
بے لکھے نہیں رہتا جیسے پادری صاحب کو چار و ناچار اپنے اس رسالہ میں چار

Marfat.com

پانچ تثلیث پرستوں کی استمداد سے چارہ نہوا پھر صفحہ ۳۲ میں ڈاکٹر بارنٹ
جرنلی کا قول اپنی تائید میں لکھدیا ہے اور صفحہ ۳۳ میں پادری یوسف وارن
بابو جان ہری کا قول لکھدیا ہے اور یہ بھی کہ ایک محقق اور زیرک مصنف ا
ایک رسالہ موسوم بہ دین عیسوی کی سچائی کا اثبات میں تحریر فرماتا ہے کہ ایک
فاضل یہودی نے مناظرہ میں صاف اقرار کیا کہ پیشین گوئی متنازعہ فی الحقیقہ
مسیح کے حق میں ہے الخ پھر صفحہ ۳۴ میں ہے ان محمدیوں پر کہ جو اس پیش خبری
کو تحکم اور ناانصافی سے اور عوام بے علم محمدیوں کو فریب دینے کے واسطے محمد کی
نسبت رجوع کرتے ہیں واویلا ہے کہ ناحق ایسے بے بنیاد اور بے اصل دعوے
کرتے ہیں اور ایسا دعوے کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے کیا محمدیوں کے اس
جھوٹے دعوے سے محمد جھوٹے نبی ہونے سے بچکر سچا نبی ہو جائے گا نہیں
ہرگز نہیں۔ الخ

ج پادری صاحب کا فہم رسا ہر جگہہ تعریف کے قابل ہے کیا عمدہ ثبوت اس
پیشین گوئی کا یہودی فاضل کے اقرار سے پہونچایا مگر افسوس کہ اسکی فضیلت
کے سوا اُس کا نام پادری صاحب کو یاد نرہا اور ایک ہرج یہ بھی بدمستی کی
حالت میں ہو گیا کہ اُس سے وہ اقرار لکھوا نہ لیا تاکہ زیادہ اعتبار کا کلام ہو جاتا یا یک
اُسی کو عیسائی کر لیا ہوتا تاکہ ہر جگہہ رسالہ موسوم بہ شریف نسبتین کے ساتھ اُ
بھی بھیجدیا کرتے کہ پھر کسی کو پادری صاحب کی راست گوئی پر کچھ شک نہوتا
اور یہ بے وقوفی صرف پادری صاحب کی نہیں بلکہ محقق و زیرک مصنف رسالہ
موسوم بہ دین عیسوی کی سچائی کا اثبات نے بھی زبردستی پادری صاحب کو
بیوقوف بنایا کہ اپنے رسالہ کے اتنے بڑے فصیح نام کے ساتھ اپنے بھی
نام کا ایک حرف تک نہ بتایا اب پادری صاحب خواہی نخواہی بیوقوف
نہ بنیں تو اور کیا ہو کہ نہ اُس محقق و زیرک مصنف رسالہ کا نام معلوم ہے اور نہ
اُس یہودی اقرار کرنے والے کا پادری صاحب بیچارے کے ناحق الزام ...

Marfat.com

شش وپنج میں عقل تیرہ تین ہو گئی صد حیف بل ہزار افسوس۔

اب سارے جوابات پر غور کر کے محمدیوں کے جھوٹے یا سچے دعوے امتیاز ہر شخص کر سکتا ہے پادری صاحب کی طرح اتنا رذیل بول چال کی زبان سے لائے جو انہیں کے ظرف کے موافق جواب دے۔

لیکن پادری صاحب نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت موسےٰ ایک ایسی قوم میں بھیجے گئے جو باہم متفق تھے اور علاوہ اس کے ایک ظالم بادشاہ کی غلامی میں گرفتار اور وہاں سے رہائی پانے کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے حضرت موسےٰ کو ان کے فرمان بردار کرنے میں کچھ بھی تکلیف نہیں کرنی پڑی اور بانیہمہ وہ لوگ رہائی پاکر کئی بار بت پرست ہو گئے جس کا ذکر قاضیوں کی کتاب میں ہے برخلاف قوم عرب کے کہ وہ سب بت پرست تھے اور حضرت پیغمبر اسلام صلعم سے برسر فساد و عناد رہے بانیہمہ معتقد قرآن ہو کر پھر کبھی بت پرست نہیں ہوئے اور وہ پیشین گوئی جو قرآن میں مذکور ہے پوری ہوئی کہ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ (سبا ۶۱) ایک نہایت مشہور عالم گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۱۵ میں فرماتے ہیں جس شخص کو دین محمدی کی طرف تھوڑی سی بھی رغبت ہے وہ بآسانی ... لے گا کہ آپ کے مسائل میں کوئی ایسی بات تھی جو دین عیسوی اور ... مخالف ہو یعنے کوئی ایسی بات نہ تھی کہ بنفسہ بلا توسط مخالف ہو ... کتابوں (یا پانچویں کتاب) میں اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالے میری ... پیغمبر بھیجے گا اس لئے سمریا کی دس قوموں کے لئے جو اس وقت ... میں اور عہد عتیق کی اور کتابوں کو نہیں مانتی تھیں اور جو شاید ... پیغمبر کی جویا تھیں نہ روحانی مسیح کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ محمد کو جو اسمٰعیل کی نسل سے تھے وہی پیغمبر موعود کیوں نہ سمجھتے اگر وہ معجزہ چاہتے تو فتوحات اور شمشیر احمدی اس کا جواب تھا کیونکہ شمشیر فتح کرنے والی اور غیر

مغلوب پیغمبر کی بمنزلہ عصائے ہارون تھی جس سے کہ فتح دنیا کی آ
تھی یہوداہ اور بنیامین کے فرقوں میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس قدر
حاصل نہوئی جیسے باقی کے بنی اسرائیل میں ہوئی کہ بالکل قومیں آپ
مذہب میں کھپ گئیں اگر آپ کے پیروں میں تھیں تو پھر کیا ہوئیں
صفحہ ۹۷ دفعہ ۱۵۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ کتاب گاڈفری ہیگنس صا
الموسوم اپالوجی مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) واضح ہو کہ برگم نیگ کے فرقے
جو مورمن کہلاتے ہیں بنی اسرائیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے ملک
بہشت اور اپنی دارالسلطنت کو آسمانی یروسلم کہتے ہیں مگر سب جانتے ہیں
کہ وہ تو اہل یورپ کی نسل سے ہیں جو ہرگز اولاد ابراہیمؑ بھی نہیں ہیں یہ ان
دعوے جیسے قوم کی بابت ویسے ہی ملک اور دارالسلطنت کی بابت صرف
خیال ہی ہے۔

اسی طرح طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے بھی بعض مشابہتیں
مسیحؑ اور موسےؑ میں لکھی ہیں لیکن اُن میں عمدہ یہ ہیں کہ جس طرح موسے
بحر قلزم کو دو حصہ کیا اسی طرح عیسےؑ دریا پر پاؤں سے چلے تھے اور جس طرح مو
مصر میں تھے اسی طرح مسیحؑ بھی وغیرہ اسنتے۔ لیکن ایسی بے کار باتیں اس
قابل بھی نہیں ہیں کہ ذکر کی جائیں کیونکہ مصری حالات میں مسیحؑ سے موسے
کو مشابہت یہ صرف زبردستی ہے اور اس بات میں شاید سو پچاس انبیا علیہم
موسےؑ سے مشابہ ہو سکتے ہیں کہ جو مصر میں جاکر رہے تھے اور دریائی مشا
مسیحؑ کو موسےؑ سے محض نقش برآب ہے یہ دریا پر چلے اور موسےؑ دریا میں خشک
پر چلے تھے اس باب میں حضرت یشوع البتہ حضرت موسےؑ سے مشابہ ہیں کہ انہوں
نے بھی موسےؑ کی طرح یردن کو دو حصہ کیا تھا یشوع ۳ باب ۱۶ - اور حضرت
الیاسؑ اور حضرت الیسعؑ نے بھی یہی کیا ۲ سلاطین ۲ باب ۸ - ۱۴ - اور حضرت
یشوعؑ حضرت موسےؑ کے قایم مقام بھی ہوئے تھے اور یہودی اس پیشین گو

Marfat.com

[حض]رت یشوع کے حق میں سمجھتے ہیں۔
اب کہاں ہیں وہ دعوے کرنے والے جو کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی مرقومہ استثنا
باب ۱۵ و ۱۸۔ اور اعمال ۳ باب ۲۲ و ۷ باب ۳۷ حضرت عیسےٰ سے علاقہ
[رکھ]تی ہے چاہیے کہ چین سے انگلستان تک اس کی بابت انصاف طلب
[کر]یں دیکھیں تو کہ تمام دنیا میں کون ہے جو اس کے برخلاف کوئی معقول عذر
[یا ک]سی معتبر دلیل سے پیش کر سکتا ہے اور جب کسی عذر کی اس امر متعلق
[گنج]ایش ہی نہیں ہے تو ایسے نبی مقبول سردار انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
[س]ے انکار کرکے قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھائیں گے

[نعو]ذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ
[علی]ہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم

پیشین گوئی ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[و]قال عیسی ابن مریم یابنی اسرائیل	یعنے اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا
[انی] رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی	بھیجا آیا ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا
[م]ن التورٰۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی	مجھ سے آگے ہے اور سنانے والا خوشخبری ایک رسول کی جو آئے گا
[اسم]ہ احمد ط (قرآن) (سورۃ الصف آیت ۶)	مجھ سے پیچھے اسکا نام ہے احمد

اس آیت کا اشارہ اس وعدہ کی طرف معلوم ہوتا ہے جو عیسےٰ نے ...
تسلی دینے والے روح القدس کا کیا تھا سو یہاں محمد صاحب ...
[... ا]س پیشین گوئی قائم کرتے ہیں جو انجیل کی اصل آیت ...
[...] دریافت کرے گا کہ عیسےٰ کی باتیں درحقیقت ... طرف اشارہ ...
[...] نتیجے از شہادت قرآنی فصل ۹۵۔ اگر ہم سمجھیں کہ ہم سو صاحب کا واہ
[...]ے جیسا کہ ان کی کتاب کے نام سے پایا جاتا ہے تو ولیم میور صاحب ...

کے قول سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پیشین گوئی حضرت ... نے
بابت مسیح کے کی تھی چنانچہ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں لکھا ہے ...
سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ
ساتھ رہے انتہیٰ جس کا ترجمہ یہ ہے یاتی من بعدی اسمہ احمد اس آیت ...
پارہ قلت بہ لام مکسور مجہول جو کہ یونانی ہے اس کے معنے تسلی دینے والا اور
لفظ پارا قلیت بہ لام مکسور معروف جس کا معرب فارقلیط ہے اس کے ...
چنانچہ ہر شخص یونانی لغت کی کتابوں سے کہ جنکا انگریزی ترجمہ کے سبب ...
سمجھ لینا مشکل نہیں ہے اس لفظ کو دریافت کر سکتا ہے اب علماء عیسائی ...
ہیں کہ اس مقام پر لفظ پارا قلت ہے اور اہل اسلام پارا قلیت بیان کرتے ہیں
اور اہل اسلام کا دعوے اس لفظ کی بابت کئی طرح سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔

پہلا طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۱ء باہتمام پادری شیرنگ صاحب
صفحہ ۲۴۳ میں انجیل کے قدیم نسخوں کی بابت لکھا ہے **قولہ** اتنے بہتیرے
نوشتوں میں جو الگ الگ زمانوں کے اور الگ الگ ملکوں میں قلم بند ہوئے
نویسندوں کی غفلت سے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بہتیرے متفرقات (یعنی
اختلافات) نظر آتے ہیں نقطوں اور نشانوں کا فرق ہے حرفوں کا فرق ہے ...
کے ہجوں کا فرق ہے اور بعضے متفرق الفاظ بھی ملتے ہیں علاوہ اس کے ...
نوشتوں میں دو ایک مقاموں میں ایسا مضمون بھی مندرج ہے جو اکثر نوشتوں
میں پایا نہیں جاتا اور اس سبب سے یہ مضمون مشکوک یا تردید سمجھا جاتا
اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۱ میں حبشی اور ارمنی اور لاطینی وغیرہ ترجمات ...
میں لکھا ہے **قولہ** اگرچہ یونانی نوشتوں کے ٹھیک الفاظ ٹھہرانے کے لئے ...
سے بڑا فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے الخ۔

پس ظاہر ہے کہ جس طرح اور ہزاروں جگہ نقطوں اور نشانوں اور حرفوں ...
یعنے اعراب کا فرق ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ پارا قلت اور پارا قلیت میں ...

Marfat.com

حرف اعراب کا تفاوت ہے واقع نہوا ہوگا اور صفحہ ۴۱۳ مین جع بیان ترجمات میں لکھا ہے کہ یونانی نوشتوں کے ٹھیک الفاظ ٹھہرانے کے لیے اُن سے بڑا فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ٹھیک لفظ پاراقلیت ہے اگرچہ اُن ترجموں سے اس کا مطلب متفاوت ہے۔ دوسرے یہ کہ سُریانی اور مصری اور حبشی وغیرہ ترجمات انجیل کا عیسائی عالموں نے اٹکل سے تیسری صدی عیسوی تک زمانہ ٹھہرایا ہے مگر عربی ترجمہ کا کوئی زمانہ نہیں ٹھہرایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ عربی پہلا ترجمہ انجیل کا سب سے قدیم نہو تو بھی پرانا ترجمہ ہے اس سبب سے بھی لفظ پاراقلت اور پاراقلیت میں امتیاز اہل عرب زیادہ اعتبار کے قابل ہے اور تواریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۲۰ میں لکھا ہے کہ اُس وقت کی چھپی ہوئی کتابوں میں لوح کا صفحہ نہوتا تھا۔ اُس وقت املا کی بھی کچھ پابندی نتھی اور اسی سبب سے ہر مصنف کا املا جدا تھا بلکہ ایک ہی مصنف ایک ہی لفظ کو ایک صفحہ میں کئی طرح لکھتا تھا اُس زمانہ کی انگریزی کو مڈل انگلش کہتے ہیں پس جب چھاپہ جاری ہونے کے بعد تک یہ حال تھا تو اُس کے پیشتر کا حال اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ یہ آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد قرآن مجید میں داخل ہے اور قرآن مجید اُس ملک میں نازل ہوا جو علماء [illegible] سے بھرا ہوا تھا اگر اس میں کچھ شک ہوتا تو وے ہزاروں یہود و نصارے نے دین اسلام قبول کیا تھا فوراً برگشتہ ہو کر اس غلطی کو فاش کرتے [illegible] عیسائی اس دہوکہ میں اپنا دین چھوڑ کر مسلمان نہو جاتے اور [illegible] خلاف واقع ہو کسی واقفکار کے سامنے کوئی دلیری سے بیان [illegible] آیت لفظ پاراقلیت کے ساتھ کہ جس کا معرب فارقلیط [illegible] تو پیغمبر خدا صلعم باوجود دعوے نبوت کسی یہودی اور نصرانی وغیرہ کے سامنے نہ بیان کرتے چنانچہ عیسائی علماء نے بھی ترجمہ عربی میں جو کلیسیا سے [illegible] سے سنہ ۱۶۷۱ء میں چھپا بعینہ یہی لفظ فارقلیط لکھا ہے اور بعینہ نقل عبارت

اُس کی یہ ہے ۱۴ باب ۱۶ وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَیُعْطِیْکُمْ فَارَقْلِیْطَ اٰخَرَ لِیَثْبُتَ مَعَکُمْ اِلَی الْاَبَدِ اور یوحنا ۱۶ باب ۷ لٰکِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنَّہٗ خَیْرٌ لَّکُمْ اَنْ اَنْطَلِقَ لِاَنْ اِنْ لَّمْ اَنْطَلِقْ لَمْ یَاْتِکُمُ الْفَارَقْلِیْطُ فَاِنْ انْطَلَقْتُ اَرْسَلْتُہٗ اِلَیْکُمْ اور یوحنا ۱۵ باب ۲۶ فَاِذَا جَآءَ فَارَقْلِیْطُ الخ اور اسی طرح بیبل ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۵ء میں بھی ہے مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ ۱۸۶۰ء بموجب پسند مسٹر ہنری میرس الیٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ ممالک ہند میں ہے بزبان یونانی روح القدس را فارقلیط میگویند انتہٰے۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر یہ بات سچ تھی تو کیوں سب علماء عیسائی اُس وقت مسلمان نہو گئے تو اس کا جواب میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ یہودی اگرچہ حضرت عیسےٰ کے معجزات دیکھتے اور حضرت عیسےٰ کی بابت پیشین گوئیاں جو توریت وغیرہ میں سے عیسائی علماء بیان کرتے ہیں اُن میں بعض سے واقف تھے تو بھی اپنی سخت دلی یا طرح طرح کے شکوک کے سبب سب عیسائی نہوئے اور جنہوں نے انصاف کو اپنے جی میں جگہہ دی عیسائی بھی ہو گئے اسی طرح عیسائیوں میں بھی جنہوں نے فارقلیط کے معنے پر انصاف سے غور کیا سیکڑوں عالم اور فاضل عیسائی دین اسلام میں داخل ہوئے۔ دوسرے یہ کہ بت پرست اگرچہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ توریت و انجیل میں حقیقتاً بتوں کی مذمت موجود ہے استثناء باب ۲۵۔ اعمال ۱۵ باب ۲۹ مکاشفات ۲۲ باب ۱۵ مگر اُن کتابوں پر عمل کرنا وے اپنے لئے لازم نہیں جانتے اس لئے اُن پر ایمان نہیں لاتے اسی طرح جو عیسائی کہ قرآن من جانب اللہ ہونے سے ابھی واقف نہیں ہیں اُس پر عمل کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ مفتاح الکتاب کے باب فہرست ترجمات میں لکھا ہے کہ عبرانی جدید میں انجیل کا ترجمہ ہوا تھا پس اگر انجیل کا ترجمہ عبرانی جدید میں ہوا تو اس

زبان کا اہل عرب کو بہ سبب اتحاد زبان عبری و عربی بہ نسبت غیر زبان والوں کے
سمجھنا آسان ہے اگرچہ لفظ پار اقلیت صرف یونانی ہو مگر اصل انجیل زبان عبرانی
میں تھی اور اُس کا ترجمہ بھی عبرانی جدید میں ہوا اور ہر لفظ کا مطلب اُس کی اگلی پچھلی
عبارت سے خوب دریافت ہو سکتا ہے۔

پانچویں یہ انجیلیں جو یونانی زبان میں مشہور ہیں اس زبان سے کبھی اہل اسلام
کو واقفکاری قدیم ہے اور اہل انگلستان کو اُن کے بعد بلکہ اُنہیں سے [illegible]
واقفکاری زبان یونانی سے ہوئی ہے چنانچہ پندرہویں صدی [illegible]
میں یونانی زبان کا چرچہ تھا مگر جبکہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد [illegible]
ثانی نے شہر قسطنطنیہ کو فتح کیا اُس وقت یونانی لوگ یورپ [illegible]
طرف نکل گئے اور کچھ انگلستان میں بھی آئے تب سے [illegible]
چرچہ شروع ہوا اور بگسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۴۵۳ء [illegible]
یونانی سلطنت کو نیست کیا تب دارالسلطنت کے [illegible]
اُن کے ساتھ نسخے یونانی تھے اور ۱۵۱۶ء میں ڈاکٹر لی نے [illegible]
میں داخل کیا ولیم کارنٹر جو بڑے عالم فرقہ پراٹسٹنٹ کے [illegible]
نسخہ یونانی نکلا وہ نسخہ اراز مس کا ہے جو ۱۵۱۶ء میں بنایا گیا اور [illegible]
نے وہ نسخہ تیار کیا وہ صرف چار ہی تھے اور اُن میں سے تین نسخے [illegible]
کرتا تھا پورے نہ تھے بلکہ اُن میں صرف عہد جدید کی کتابیں [illegible]
کچھ معتبر بھی نہ تھے اور اراز مس بعض یونانی مرشدوں کے کلام [illegible]
(جس کی غلطیوں کا حال کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴-۹ میں لکھ چکا [illegible]
اور اگر کسی جگہہ میں مطلب نہ کھلتا تو اپنے خیال سے [illegible]
اب غور کرنا چاہیے کہ اُس کا خیال الہامی تھا [illegible]
اور خطا سے خالی نہیں ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو زبان یونانی سے [illegible]
سے واقفیت ہے جبکہ یونانی سلطنت کے شہر ۶۳۸ء میں انہوں نے فتح

Marfat.com

کئے تھے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۲۵۳ سے ظاہر ہے کہ ہنری
جلوس ۱۵۰۹ء اور سال وفات ۱۵۴۷ء تھا اور ایضاً صفحہ ۲۶۳ میں
ہے کہ ملک ہالنڈ کا ایک اراز مس نام ہنری ہشتم کے عہد میں اوکسفورڈ کی
میں زبان یونانی کا مدرس تھا اس نے بہت لوگوں کو قدیم زبانوں (یعنے یونانی
لاطینی وغیرہ) کی تحصیل پر آمادہ کیا انتہے اس سے ظاہر ہے کہ سولہویں صدی
میں اہل انگلستان کو یونانی زبان سے واقفیت ہوئی لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲
میں ہے کہ اہالی فرانس اور انگلنڈ نہایت جاہل تھے اوکسفورڈ کے کتب خانہ میں
فقط چھ سو جلدیں تھیں اور پارس (یعنے فرانس) کے شاہی کتب خانہ میں فقط چار
معتبر مؤلف کی تالیفات تھیں۔ مشرقی مملکت (یعنی قسطنطنیہ) کے ہبوط کے
بعد پندرہویں قرن کے وسط میں یونانیوں کے انتشار سے سارے مغربی یورپ
میں علوم کا مذاق اور تذکرہ پھیلا انتہے۔

اب اگر کوئی زبردستی کہے کہ آغاز اسلام کے پیشتر سے عیسائی یونانی داں اور
انجیل خواں تھے تو میں کہتا ہوں کہ اس وقت تک عیسائی اپنی انجیل کے
مطابق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منتظر ہی تھے اور اب بھی
منتظر ہیں کہ وہ نبی جس کا ذکر یوحنا باب ۲۱ و ۲۵ میں ہے کون ہے جس طرح
یہودی ابتک مسیح کے منتظر ہیں چنانچہ رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء
حصہ ۲ صفحہ ۹ کے آخر میں لکھا ہے کہ بعضے مسیحی مانتے تھے کہ روح القدس
(یعنے فارقلیط) دوسری بار مسیح کے پھر آنے کے پہلے زمین پر اوترے گا اور یہ
بات مونٹانس نے اپنے حق میں بنائی بعضے مسلمانوں نے بلا تحقیق یہی دعوے
اپنے پیغمبر محمد صلعم کی نسبت بھی کیا ہے انتہے۔

واضح ہو کہ مونٹانس نے ۱۷۰ء میں دعوے کیا تھا کہ میں فارقلیط ہوں
دیکھو رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۸ سطر ۲۳ و اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ
۲۰۵ پس اگر فارقلیط سے مراد روح القدس ہو تو مونٹانس انسان ہو کر اسکا دعوے

Marfat.com

ذکر کر سکتا تھا مگر مورخ کلیسیا نے روح القدس کا نام آخر صفحہ ۹۰ میں اس لئے لکھا تاکہ پڑھنے والوں کو اصل ماہیت فارقلیط میں مغالطہ ہو اور لوگ سمجھیں کہ روح القدس انسان کیونکر ہو سکتا ہے اور دوسری بار کا لفظ بھی مورخ کلیسیا کا اختراع ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ فارقلیط کا آنا انجیل میں جو موعود ہے اس سے مراد کوئی انسان ہے اور اسی سبب سے مونٹانس نے اپنے حق میں یہ دعوے کیا اور چونکہ بہت لوگ مونٹانس کے پیرو ہو گئے تھے اس سے ثابت ہے کہ اُس وقت کے لوگ فارقلیط کے آنے کے منتظر تھے اس سبب سے جب مونٹانس نے فارقلیط ہونے کا دعوے کیا تب لوگوں نے گمان کیا کہ شاید یہی فارقلیط ہو اس سے ظاہر ہے کہ اُس وقت کے لوگ بھی فارقلیط سے مراد صرف انسان سمجھتے تھے نہ یہ کہ روح القدس اس کے سوا اس اُردو تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے کہ اُس نے آپ کو فارقلیط قرار دیا جس کے ظہور کا انتظار زمین پر مسیح کے دوسری بار آنے سے پیشتر الہام ربانی کے تکملہ کے لئے بہتیرے دیندار کر رہے تھے انتہے۔

اس سے کامل تسلی حق جو انسان کی ہو سکتی ہے کہ اگر فارقلیط سے مراد روح القدس ہوتی جس کا نزول حضرت عیسےٰ کے عروج سے دس دن بعد عیسائی علما سمجھتے ہیں تو اُس کے سوا سو برس بعد پھر دیندار مسیحی کیوں فارقلیط کے آنے کا انتظار کرتے۔ دوسرے یہ کہ الہام ربانی کا تکملہ بھی فارقلیط کے آنے کے بعد ہی ہوا کہ نبوت ختم ہو گئی تیسرے روح القدس کے لئے نازل ہونے کا لفظ مستعمل ہے اور آنے کا لفظ صرف انسان کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے مگر جب حضرت نبی آخر الزمان صلعم کا نور جہان میں چمکا تب ان میں تاریکی پھیل گئی وے آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان ہو گئے (رومیوں کا ۱ باب ۲۲) اُن کی نفسانی قوتیں غالب آئیں اور اگلے ارادے بدل گئے اور مسیح کا یہ قول بھول گئے کہ جو آخر تک برداشت کرے گا وہی نجات پائے گا (متی ۱۰ باب ۲۲)

پھر اگر کوئی کہے کہ اس کا اور کیا ثبوت ہے کہ اگلے عیسائی حضرت نبی آخر الز
کے منتظر تھے تو اس کے جواب میں ہم کہیں کہ اس کا بھی کوئی ثبوت نہ
کہ گذری پشتوں کے عیسائی حضرت صلعم کے منتظر نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ
کوئی نہیں آیا کہ سوائے حضرت صلعم کے ہوا ہو جس کا ذکر یوحنا باب ۲۱ و ۲۵
ہے۔ تیسرے سیکڑوں ہزاروں عیسائی جو مسلمان ہوئے انہیں صداقت ا
کا صرف اپنی ہی انجیل سے یقین ہوا ورنہ آگے کوئی چھاپہ خانہ نہ تھا کہ پادریوں کی
طرح مسلمان اپنی دینی کتابیں چھپوا کر بانٹتے پھرتے۔ چوتھے یروسلم یعنی بیت المقدس
کے بطریک یعنے عیسائی امام نے جو خاص کر خلیفۂ اسلام کو بلوانے کی سردار
لشکر اسلام سے درخواست کی تا کہ کنجیاں شہر کی انہیں کے ہاتھ میں سونپے چنانچہ
پھر ایسا ہی کیا یہ ہدایت اور آگاہی اُسے انجیل ہی سے ہوئی ورنہ اتنے طول کلام کی
حاجت کیا تھی دیکھو سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۳۶۔ پانچویں یہی پاراقلیت یعنے
فارقلیط جس کا وعدہ صاف و صریح انجیل میں موجود ہے اور جس کے آنے کا
انتظار عیسائی سمجھتے ہیں کہ پنتکوست کے دن رفع ہو گیا اگر پنتکوست کے دن
اُس کا آنا نہ ثابت ہو تو کہیے کہ اُس کے بعد سیکڑوں برسوں تک اُس کا انتظار رہا یا
نہیں یہ باتیں میں نے عیسائی نوشتوں سے لکھیں ورنہ اسلامی کتابوں میں تو
اس کی کمال صراحت ہے ان پانچ دلیلوں سے ہر ذی فہم خیال کرے گا کہ
لفظ پاراقلیت بہ کسرۂ معروف یعنے فارقلیط بموجب امتیاز اہل عرب صحیح ہے
پادری جی مرے میچل صاحب ال ال ڈی فرماتے ہیں **قولہ** صرف ایک آیت
ہے جو اُس سے (یعنے حضرت نبی اسلام صلعم سے) اور اسی نسبت رکھتی ہے یعنے
یوحنا کی انجیل باب ۱۶ آیت ۷ جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا
کہ پاراقلیتس یعنے تسلی دینے والا تمہارے پاس بھیجوں گا اگر یہ لفظ پیرے قلیتس
ہوتا تو اُس کے معنے یہ ہوتے کہ مشہور اور لفظ احمد یا محمد کے ایک طور پر یہ معنے ہیں انتہے
دیکھو خطوط ہندوستانی جوانوں کے واسطے تصنیف پادری جے مرے میچل صاحب

Marfat.com

[illegible]ل ال ڈی جن کو پادری جے ڈے برون صاحب نے ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۸۶۹ء
باہتمام پادری واصاحب صفحہ ۲۰۶ پھر اس ۱۴ باب کی تمام ۱۶ آیت پر غور کرنا چاہئے
پہلے یہ جو لکھا ہے کہ میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی
دینے والا بخشے گا اس سے دوسرا تسلی دینے والا روح القدس سے مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ
عیسائی عقیدے کے موافق جبکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ایک ہی ذات [illegible]
خدا ہے تو دوسرے کے لفظ کی اُس میں گنجایش کہاں رہی اور اگر [illegible]
کے لئے ہے جو باپ سے متولد ہوا اور روح القدس [illegible]
سے صادر ہوتا ہے کیونکہ جب تک بیٹا ہی نہ تھا روح القدس کہاں [illegible]
جو دوسرا کہلایا پس وہ دوسرا کوئی اور غیر اقانیم ثلاثہ ہونا چاہیے
دوسرے یہ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اس سے چونکہ [illegible]
اُس کے لئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا [illegible] تمہارے
ساتھ رہے گویا اُسے کوئی بھیجے گا کہ اب سے ساتھ رہے کیونکہ [illegible]
ہے اسی طرح روح القدس بھی اگرچہ ساتھ ہو مگر اس وعدے کی [illegible]
ہے کیا ہم نہیں جانتے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے مگر جب کوئی [illegible]
کرے تو اُس کے لئے کچھ اور بھی نشان چاہیے اگر کوئی [illegible]
دیکھلانے کی طاقت ملی تو یہ پہلے بھی حواریوں کو حاصل [illegible]
حضرت عیسےؑ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح میں تمہارے ساتھ [illegible]
رہا اسی طرح وہ[1] ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے یعنے تم اپنی آنکھوں [illegible]
دیکھتے رہو پس حضرت رسول خدا صلعم ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں [illegible]
مقدس ہمارے درمیان ہمیشہ تک [illegible]

---

[1] یہاں ہمیشہ کے لفظ سے اس پیشین گوئی کا اشارہ حضرات حواریوں کی طرف [illegible]
میں ختم ہو چکے تھے پہ جائیگا بدنک مگر اس سے مراد سب مومنین ہیں جو ابد تک [illegible]
اس واسطے تھا کہ اُن کا ایمان بالغیب قایم ہوا اور اُن کے وسیلہ اوروں کو جو ابد تک نسلوں میں پیدا ہوتی رہیں گی اس [illegible]
[illegible] یوحنا حواری کی انجیل سے اس خبر کا عدن ہو تا رہا کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد ۱۲

کہ توریت میں حضرت اسمٰعیل کے واسطے لکھا ہے کہ خدا اُس کے ساتھ تھا
۲۱ باب ۲۰)

پس باوجود حاضر و ناظر رہنے کے یہ خصوصیت کیسی کہ اُس کے ساتھ تھا
یہ ہے کہ ساتھ تھا یعنے مددگار تھا اور حواریوں کا تو روح القدس پہلے ہی سے مددگار
تھا کہ معجزے دکھلاتے تھے اُن کے لئے یہ خاص وعدہ کس لئے ہوا اور اس
وعدہ سے کیا نتیجہ نکلا مگر یہی کہ اپنی آنکھوں سے نہ صرف ایکبار دیکھیں بلکہ ہمیشہ
دیکھتے رہیں جیسے حضرت عیسےؑ کو دیکھتے تھے ایک اور بھی حجتی سوال ہو سکتا ہے
کہ قبریں تو دنیا میں ہزاروں ہیں کس کس کی طرف یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ ہمیشہ
تمہارے ساتھ رہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر صاحب قبر کی طرف یہ سب
باتیں جو اس پیشین گوئی میں مندرج ہیں منسوب نہو سکیں گی غور کر کے دیکھ لو
ہر صاحب قبر فارقلیط نہیں ہے اور ہر صاحب قبر مسیحؑ سے دوسرا نہیں ہو سکتا
اور ہر صاحب قبر کے آنے کے لئے مسیحؑ کا جانا فائدہ مند نہیں ہوا دیکھو یوحنا ۱۶ باب
جہاں مسیحؑ فرماتے ہیں کہ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی
فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا انتہے۔ اور اسی طرح
اور بہت سی باتیں ہیں کہ ہر صاحب قبر کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں اس سے
پیشین گوئی کو دیکھنا چاہیے۔ تیسرے یوحنا ۱۶ باب ۷ کے بموجب علماء عیسائی کا یہ
دعوے کہ فارقلیط سے روح القدس مراد ہے سراسر غلط ہو گیا کیونکہ روح القدس
پہلے ہی تمام انبیاء علیہم السلام پر بلکہ حضرت عیسےؑ پر جبکہ یوحنا بپتسما دینے والے کے
ہاتھ سے اصطباغ پاکر پانی سے نکلے نازل ہو چکا تھا دیکھو لوقا ۱ باب ۴۱ و ۶۷ و
۳ باب ۲۵۔ اب اس کے برخلاف اگر کوئی مقام انجیل سے عیسائی نکالیں تو سمجھ
لو کہ۔ خوے بد را بہانہ بسیار۔ پہلے ان مضمونوں کی جو میں نے انجیل سے لکھے تردید
یا بطالت ثابت کرنا چاہیے تب اس کے برخلاف کوئی مضمون بیان کر سکتے ہیں
پھر علماء عیسائی جو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگرچہ پیشتر بھی روح القدس انبیا

Marfat.com

علیہم السلام کے ساتھ تھا مگر یہ نازل ہونا ایک خاص طور پر تھا (میزان الحق صفحہ ۱۶۳)
جیسے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہے مگر حضرت موسےٰ سے ایک خاص طور
پر نزول فرما کر باتیں کیں یہ جواب بالکل روح القدس کا عدم ثابت کرتا ہے کیونکہ
اگر روح القدس کی کچھ بنیاد ہوتی تو خداتعالےٰ صرف اُسی کو موسےٰ کے پاس بھیجتا
جیسے کہ حواریوں کے پاس بموجب عقیدہ عیسائی بھیجا کیونکہ حواریوں کا مرتبہ تو انبیاء سلف
سے زیادہ عیسائی سمجھتے ہیں متی ۱۱ باب ۱۔

پس اگر روح القدس کا وجود ہوتا تو جبکہ حواریوں کے پاس اُسی کو بھیجا اور آپ نہیں
آیا تو ضرور موسےٰ کے پاس بھی آپ نہ آتا اور صرف روح القدس ہی کو بھیجتا لیکن
بات یہ ہے کہ حضرت موسےٰ کے لئے بھی خدا ہر وقت حاضر وناظر تھا جیسا کہ
سب کے لئے ہے مگر حضرت موسےٰ کے لئے اُس نے ظاہر ہو کر باتیں کیں
اور یہی خصوصیت ہوئی پس میرا قول یہاں سے بھی ثابت ہے کہ اُس وعدہ کی
خصوصیت کا نشان یہی ہے کہ آنکھوں سے دیکھیں پس یوحنا ۱۴ باب ۱۶ کے بموجب
ضرور ہوا کہ ہمیشہ آنکھوں سے دیکھتے رہیں سو مزار رسول خدا صلعم سے صریح مراد ہے
دوسرے یہ کہ روح القدس کی جگہہ پر مجلس نائیس کے اکثر حاضرین جو ۳۲۵ عیسوی میں
جمع ہوئے تھے حضرت مریم کو تثلیث میں شامل کرتے تھے اسی سبب سے
اُن لوگوں کا نام میریامانٹ رکھا گیا اور عرب میں ایک فرقہ جس کو لیرندتیس کہتے
تھے وہ بھی حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے اور اُن کے لئے ایک قسم
کی روٹی تیار کرتے تھے (سیل صاحب) اس سے روح القدس بجاوجود
پر کہ عیسائی سمجھتے ہیں کہ فارقلیط یہی تھا صرف خیالی معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت عیسےٰ نے کیوں فرمایا کہ جب تک میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس
نہ آوے گا اسے نتیجہ یعنے اگر حضرت عیسےٰ کے سامنے روح القدس اس دفعہ بھی نازل
ہوتا جس کا آنا پنتکوست کے دن عیسائی جانتے ہیں تو کیا خاص طور پر اُس کا
آنا نہ سمجھا جاتا پھر کیا ضرور تھا جو کہا کہ جب تک میں نجاؤں آخر اس سے صاف

ظاہر ہے کہ اگر فارقلیط روح القدس سے مراد ہوتی تو روح القدس حضرت مسیح کے سامنے نازل ہو چکا تھا اور نازل ہو سکتا تھا مگر یہاں خاص اشارہ اُس کی طرف ہے کہ جس کا آنا حضرت عیسےٰ کے جانے کے بعد مخصوص و منحصر تھا حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکہ اگر سو بار روح القدس نازل ہو خاص طور پر اُس کا نازل ہونا ہر بار خیال کر سکتے ہیں اس خاص طور کی تخصیص کیونکر ہو سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ خاص طور کی علامت یہ ہے کہ شکل پکڑ کر یعنی آگ کی لو کی صورت پنتکوست کے دن ظاہر ہوا تھا تو جواب یہ ہے کہ اگر اس خیالی نشان کو ہم مان بھی لیں تو پیشتر بھی روح القدس صورت پکڑ کر یعنے کبوتر کی صورت مسیح پر نازل ہوا تھا یہاں خاص طور کی خصوصیت کیا رہی دیکھو متی ۳ باب ۱۶۔ اور روح القدس مسیح کا قائم مقام کہاں ہوا دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۱۶ چاہیے یہ تھا کہ جس طرح مسیح کو دیکھتے تھے اسی طرح وہ بھی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اس طرح تو مسیح نے اپنی بابت بھی فرمایا کہ میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں متی ۲۸ باب ۲۰ اس کے بموجب تو روح القدس کا انتظار باقی ہی نہیں رہتا صرف مسیح کو روح القدس خیال کر سکتے ہیں لیکن یوحنا ۱۶ باب ۷ میں تو لکھا ہے کہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا اس سے پس ثابت ہوا کہ جس طرح انسانی جسم کے ساتھ مسیح کا جانا ہوا اسی طرح انسانی جسم کے ساتھ اُس کا آنا ہوگا۔

اسی فارقلیط کو یوحنا ۱۴ باب ۱۷ اور ۱۵ باب ۲۶ میں روح حق بھی لکھا ہے لیکن روح حق اور روح القدس کو تجنیس لفظی کے سبب عیسائی ایک ہی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صرف اُن کا گمان ہے کیونکہ اسی روح حق کو بعضے ترجموں میں راستی کی روح اور بعضوں میں سچائی کی روح لکھا ہے مگر اس ترجمے میں روح حق اس لیے لکھا تاکہ روح القدس سے مشابہت ہو مگر یہ انجیلی محاورہ میں بالکل درست نہیں ہے پھر یہ کہ اُس روح کی صفات جو بیان ہوئی ہیں

Marfat.com

نہیں دیکھنا چاہیے چنانچہ یوحنا ۱۶ باب ۱۳ میں ہے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ اپنی نہ کہے گا لیکن وہ جو کچھ سنے گا سو کہے گا انتہے۔ در صحفش اوصاف نکوہا۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورہ نجم ع ۱) (استثنا ۱۸ باب ۱۸) اس سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ روح حق سے مراد روح القدس نہیں ہے ورنہ جبکہ خدا اور روح القدس ایک ہی ہے تو اپنی نہ کہے گا کیا معنے یعنی جو کچھ الہامی تعلیمات ہیں یہ سب روح القدس کی طرف سے ہیں وہ دوسرا کون ہے جس کی سُن کے وہ کہے گا اس سے ثابت ہوا کہ یہ کسی انسان کی طرف اشارہ ہے یعنے وہ روح حق کوئی مقدس انسان ہے کہ جو کچھ وہ خدا کی طرف سے الہام پاوے گا وہی کہے گا اور اپنی انسانی باتوں کو ہرگز اُس میں نہ ملاوے گا اور یہ بات قرآن مجید کے طرز کلام سے بخوبی ثابت ہے کہ اُس میں انسان کی طرف سے ایک حرف نہیں ملایا گیا برخلاف اناجیل مروجہ کے کہ ان میں سراسر یہی ملاوٹ ظاہر ہے یعنے اُس کی تعلیمی باتیں جیسے پہاڑی وعظ اور بعض تمثیلات وغیرہ مسیح کی زبانی اور اُس کی تاریخی باتیں صرف حواریوں کی طرف سے ہیں دیکھو لوقا ۱ باب ۱-۳ یوحنا ۲۰ باب ۳۰-۳۱ اور ۲۱ باب ۲۴ و ۲۵ اسی روح حق یعنے راستی کی روح یا سچائی کی روح کی بابت یوحنا ۱۵ باب ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہیں باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی دے گا اور تم بھی میرے گواہ ہوگے انتہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح حق یعنے سچائی کی روح صرف اسم فارقلیط کی صفت ہے کیونکہ دنیا کے کل مذاہب میں سوائے حضرت نبی اسلام صلعم کے اور کوئی حضرت عیسے ؑ کے مراتب کی گواہی نہیں دیتا یہاں لکھا ہے کہ وہ میرے لئے گواہی دے گا انتہے۔

پس اب کیا شک رہا کہ وہ گواہی دینے والا کوئی اور ہوگا اور جو کہ باپ سے نکلتے ہی ہر نبی مرسل خدا کی طرف سے آتا ہے اور جیسے میں بھیجوں گا یعنے میرے جانے کے بعد آوے گا بشرطیکہ یہ فقرہ الحاقی نہ ہو پھر یہ کہ تم بھی میرے گواہ ہوگے انتہے

اِس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ روح حق یعنے فارقلیط صرف انسان ہی تھے کوئی روح یا فرشتہ وغیرہ نہوگا یعنے جیسے تم انسان میرے گواہ ہوگے ویسے وہ میری گواہی دے گا اور یہ تو ظاہر ہی ہے اور قطع نظر ان سب باتوں کے عیسےؑ نے آسمان پر جانے سے بیشتر حضرات حواریوں سے فرمایا کہ روح لو بعد اُس کے آسمان پر تشریف لے گئے جیسا کہ اسی انجیل یعنے یوحنا ۲۰ باب ۲۱ و ۲۲ میں لکھا ہے اور یسوع نے پھر اُنہیں کہا تم پر سلام (جس کا ترجمہ سلامٌ علیکم) جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے میں بھی اُسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں اُس نے یہ کہکر اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو انتہے۔ پھر اُسی انجیل کے ۲۰ باب ۲۶ اور ۲۱ باب ۴ میں لکھا ہے کہ اس کے بعد دو بار اور حضرت عیسےؑ حواریوں کو دکھائی دئے اور اُن کے ساتھ کھایا اور اُنہیں نصیحت کی بعد اس کے آسمان پر تشریف لے گئے فقط اس سے ثابت ہے کہ عیسائی عقیدے کے موافق وہ وعدہ جو مسیحؑ نے فارقلیط کی بابت کیا تھا کہ میرے جانے کے بعد آئے گا (یوحنا ۱۶ باب ۷) اور جو کہ دس دن بعد عروج مسیحؑ کے اس طرح پر عیسائیوں کے نزدیک پورا ہوا کہ روح القدس حواریوں پر نازل ہوا) اگر فارقلیط روح القدس سے مراد ہوتی تو کیوں حضرت عیسےؑ نے پہلے اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو کیونکہ وعدہ یہ تھا کہ اگر میں نجاؤں تو تسلی والا (یعنے فارقلیط یا احمد) تم پاس نہ آوے گا (یوحنا ۱۶ باب ۷) حالانکہ حضرت عیسےؑ ہنوز آسمان پر تشریف نہ لے گئے تھے اور روح القدس حواریوں کو دے دیا تھا روین تفسیر اعمال مصنفہ پادری فکس صاحب چھاپہ الٰہ آباد ۱۸۶۷ء صفحہ ۶ کے آخر میں لکھا ہے **قولہ** جب یسوعؑ نے اُن پر پھونکا اور کہا تھا کہ تم روح القدس لو (یوحنا ۲۰ باب ۲۲) تب اُس کے انعام میں سے کچھ ملا پر اب (پنتکوست کے دن) وہ اُس سے معمور ہوئے انتہے اس سے پوری گواہی ملتی کہ وہ پھونکنا صرف روح القدس ہی دینا تھا گو بزعم علماء عیسائی اس وقت سب

ح القدس نہیں دیا بلکہ اُس میں سے تھوڑا سا دیا تھا لیکن اس مفسر کی یہ
جیب بے دلیل بات ہے کہ تھوڑا روح القدس دیا تھوڑا باقی رکھا کیونکہ
دا پیمایش کر کے روح نہیں دیتا ہے (یوحنا ۳ باب ۳۴) اور پنتکوست کے
اقعہ کا بطلان کتاب دوست فاروقی کے محراب ۲ رکن ۲ کے آخر میں بارہ
یلوں سے مرقوم ہے وہاں دیکھنا چاہیے پس یوحنا تو دوہری گواہی سے
یعنے ۲۰ باب ۲۲ اور ۳ باب ۳۴ میں اور پادری فکس صاحب بھی میرے
ل کی صداقت پر گواہی دیتے ہیں اور وہی بات سچ ہوتی ہے جو دو یا تین
واہوں کے منہ سے ثابت ہو جائے (۲ قرنتیوں ۱۳ باب ۱) اور یہ عجیب
ہ دو گواہان موافق سے از روے شریعت دعوے کا ثبوت ہے مگر یہاں تو
یا تین گواہان مخالف میرے دعوے کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں اب
با کوئی تین پانچ کر سکتا ہے اور یہ بھی نہ سمجھے کہ یوحنا ۱۶ باب ۷ میں فارقلیط کی
بت جو آئے گا کا لفظ لکھا ہے یہ روح القدس کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتا
ہے کیونکہ روح القدس کے لیے نازل ہونے یا ڈالا جانے کا لفظ ساری
یل اور عیسائی محاورہ میں مستعمل ہے دیکھو اعمال ۱ باب ۵ اور ۱۰ باب ۴۴
ہ باب ۱۶ روشن تواریخ کلیسیا دوسرا حصہ صفحہ ۱۲ دفعہ ۱۶ اور ایک بڑی پہچان
ہی ہے کہ اعمال ۲ باب ۴ میں جہاں روح القدس کے نزول کا ذکر لکھا ہے
ں تسلی دینے والا نہیں لکھا ہے اس سے بخوبی تسلی ہے کہ فارقلیط روح القدس
یں ہے ورنہ جبکہ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں جو فارقلیط کا وعدہ لکھا ہے اُس کے
ا کا زمانہ عیسائی علما صرف پنتکوست کے دن سمجھتے ہیں جس کا ذکر
ب ۴ میں ہے تو ضرور تھا کہ وہاں فارقلیط یا تسلی دینے والا لکھا ہوتا تاکہ
ت ہو جاتا کہ یہ روح القدس وہی تسلی دینے والا ہے اور جبکہ ایسا نہیں ہوا
پس کس منہ سے وہ کہتے ہیں کہ فارقلیط روح القدس ہے اور یہی انجیل یوحنا واقعہ
نکوست سے ستر برس بعد لکھی گئی اگر پنتکوست کے دن نزول روح القدس

اسی فارقلیط کا ظہور تھا تو ضرور وہ اپنی انجیل میں لکھتا کہ وہ وعدہ جو یوحنا باب ۱۴ میں ہے پنتکوست کے دن وفا ہوا مگر اس انجیل میں نہ صرف فارقلیط کا نزول بلکہ پنتکوست ہی کا نام تک نہیں ہے اب ثابت ہوا کہ فارقلیط اور اور روح القدس اور پھر یوحنا ۱۶ باب ۷ میں جو لکھا ہے کہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا انتہےٰ اس لفظ سے کہ اگر میں نجاؤں صاف صاف تو ظاہر ہے کہ یہ حضرت خاتم الانبیا صلعم کی صریح خبر ہے جن کا آنا حضرت عیسیٰ کے جانے کے بعد پر منحصر تھا اس سے زیادہ صاف بیان پیشین گوئی کا اور کیا چاہیے اب ثابت ہوا کہ فارقلیط سے جو یہ مراد روح القدس سمجھتے ہیں یہ بھول ہے اور متی ۱۰ باب ۲۰ میں جبکہ مسیح نے بارہ شاگردوں کو منادی کرنے کے لیے بھیجتے وقت نصیحت کی لکھا ہے کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم میں بولے گی انتہےٰ اور پھر یہ کہ معجزہ دکھلانے کی طاقت جو حواریوں کو دی گئی (متی ۱۰ باب ۱) یہ بھی روح القدس کی تائید کا سبب تھا یہ بیسیوں دلیلیں انجیل ہی میں پکار رہی ہیں کہ روح القدس مسیح کے سامنے ہی حواریوں کو مل چکا تھا اور فارقلیط کا آنا مسیح کے جانے کے بعد پر منحصر تھا اگر میں یہ سب صحیح کہتا ہوں تو کیا اب بھی ثابت نہیں ہوا کہ فارقلیط سے مراد حضرت خاتم الانبیا صلعم ہیں نہ یہ کہ روح القدس۔

پھر یہ جو علما عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر فارقلیط حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مراد ہے تو چھ سو برس تک اس وعدے کے ایفا میں کیوں توقف ہوا تو میں جواب دیتا ہوں کہ اس کا سبب خدا ہی کو معلوم ہوگا میں نہیں جانتا مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پرانے عہدنامے میں ۹۰ زبور ۴ اور نئے عہدنامے میں ۲ پطرس ۳ باب ۸ میں لکھا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار برس اور ہزار برس ایکدن کے برابر ہیں اور حضرت عیسیٰ کی بابت جو پیشین گوئیاں توریت و زبور وغیرہ میں عیسائی سمجھتے ہیں وہ عیسائی عقیدے کے موافق سیکڑوں بلکہ ہزاروں

Marfat.com

اس کے بعد پوری ہوئیں۔
میزان الحق مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۴۳ میں ہے کہ کئی سو پیشین گوئیاں
توریت میں بیان ہوئی ہیں اور وقوع واقعہ سے سوسوا ور ہزار ہزار سال پہلے خبر
دی گئی اور تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور پھر وے سب پوری ہو کر صادق
آئی ہیں انتہے۔

عیسائی علماء ہمیشہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے معجزہ
کا ذکر قرآن میں نہیں ہے مطلب یہ کہ اگر قرآن میں یہ ذکر ہوتا تو ہم یقین کرتے مگر
قرآن ہی میں یہ قول حضرت عیسےٰ کا منقول ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد
پس اگر وہ بات کے سچے ہوتے تو اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی اور
جبکہ اسے تسلیم کرتے تو معجزہ وغیرہ تلاش کرنے کی حاجت نہ رہتی گاڈفری ہگنس
صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۱۵۶-۱۸۶ میں فرماتے ہیں۔

ایک روایت مشہور ہے اور انجیلی تواریخ میں مکتوب کہ عیسےٰ نے اپنے
رفع سے پیشتر اپنے مریدوں سے اقرار کیا تھا کہ ہم تمہارے پاس ایک شخص
کو کسی نہ کسی حیثیت میں بھیجیں گے جس کو ہماری انجیل کے مترجم یونانی
نے پیرکلیطاس لکھا ہے جس کا ترجمہ تشفی دہندہ ہے مسلمانوں نے بیان
کیا ہے کہ یہ شخص محمد ہی تھے جن کی نسبت مسیح نے پیشین گوئی کی تھی
جس طرح کیخسرو کی پیشین گوئی یسعیاہ نے کی تھی (یسعیاہ ۴۵ باب
کہ دونوں کے نام لیدئے گئے تھے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ
نے جو آپ کا نام لیا تھا تو نہ اس لفظ سے یعنے پیرکلیطاس بلکہ
پیریکلیوطاس جس کے معنے محمود یا ممتاز کے ہیں جو عربی میں لفظ احمد کے
معنے ہیں اور عیسائیوں کی انجیل میں ابتدا میں منجملہ ان دونوں لفظوں کے
دوسرا ہی لفظ تھا مگر پیچھے چھپانے کے لیے اس کو تحریف کر دیا اور عیسائی اس بات
سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان کی کتب موجودہ حال میں تحریفیں ہیں یا اختلاف

Marfat.com

قرأت ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس عبارت کے چھپانے
تمام تحریریں دستی غارت کر دی گئیں تحریرات دستی کے غارت ہو جانے
نہیں ہو سکتا اور یہ وہ بات ہے جس کی نسبت جواب باصواب ور
اور قدیمی کتابوں کی نسبت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی سے قبل کی ایک
موجود نہیں (مارش کی مکیلس دیکھو) اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ ٹرٹولین
اور دوسرے قدیمی مصنفوں کی عبارتوں سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیلی
کی قرأت صحیح قدیم زمانہ میں محمدؐ سے پیشتر ایسے ہی تھی جیسے اب ہے اور
اسی لئے اُن میں تحریف نہیں ہوئی مگر اس صورت میں یہ ثابت کرنا چاہیے
کہ ان قدیمی مصنفوں کی تصنیفوں میں تحریف نہیں ہوئی جو کہ شاید ہوئی ہو کیونکہ
جن لوگوں نے انجیل کی تواریخوں کی قدیمی تحریرات دستی کو غارت کیا ہے انہوں
نے ایک وصلی کو از سر نو لکھنے میں کیا تامل کیا ہو گا جس پر ایک قدیمی مصنف
کی تصنیف لکھی ہوئی تھی۔ اس امر کو اول درجہ کے حقانی عیسائیوں نے تسلیم
کیا ہے کہ اور اور مقصدوں کے لیے اُن میں تحریف ہوئی ہے (مارش مکیلس
کا باب ۹ دیکھو) اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت میں تحریف کریں گے
وہ دوسری میں بھی کریں گے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر
غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخوں نے جو دنیا
میں سب سے بڑھ کر جھوٹے ہیں اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہو
دوسری صدی میں مان ٹنی آس جو کہ ٹرٹولین کی بہ نسبت پہلے ہوا ہے اُس
کو اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے جس سے اُس کے دشمنوں کو موقع ملا
کہ اُس کی نسبت از راہ کینہ کے بے اصل بات مشتہر کر دیں کہ وہ روح القدس
ہونے کا دعوے باطل رکھتا ہے ایسے ہی اشخاص خصوصاً مان ٹنی آس
کی بدولت انجیلی تواریخوں میں جھوٹ ملایا گیا۔ اور نیز مان ٹنی اس کے زمانہ
کے بعد مگر محمدؐ کے زمانہ سے بہت پیشتر ملیں کو بھی اُس کے پیروؤں نے

شخص موعود قرار دیا اور مانسو بوسوریر نے ثابت کیا ہے کہ اُس کے پیرو بڑے عالم اور
طاقت ور فرقے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اور سب کی بہ نسبت اُس زبان کو
غالبًا بہتر سمجھتے تھے جس میں عیسےٰؑ نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا
کہ وہ بارہ زبانہٴ آتشین میں شخص معہود کو تمیز نکر سکے مسلمان اس سے [illegible]
کہیں گے کہ اگر خود عیسائیوں کی دلیل پیش کی جائے تب بھی [illegible]
کہ وعدہ تو ایک تشفی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہٴ آتشین [illegible]
ہے محض فضول ہے اور درحقیقت محمدؐ ہی اُس شخص کے مصداق [illegible]
کے سوا اور کوئی ایسا نہیں ہوا اگر اُس کے جواب میں یہ کہا جا سکے [illegible]
کا بیان متی کی انجیل میں ہے اور فیضِ روح القدس [illegible]
میں سے ہے صرف چند روزہ تھی اور پھیلی گئی تو مسلمان جواب [illegible]
ایک جملہ ہے جس کی تصدیق متن بعینہٖ اصل انجیل میں نہیں [illegible]
بابت ترجمہ لفظ پیریکلیوطاس بجائے پیریکلیطاس کے [illegible]
ے ملتی ہے جو کہ سینٹ جروم نے انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں [illegible]
اندر اختیار کیا تھا جس میں بجائے لفظ پیریکلیوطاس کے [illegible]
لکھ دیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کتاب میں جس سے [illegible]
نے ترجمہ کیا تھا لفظ پیریکلیوطاس تھا نہ پیریکلیطاس [illegible]
اُس بیان کی بہت مدد ملتی ہے جو اپنی تحریرات [illegible]
باب میں وہ کرتے ہیں برنباس کی انجیل کی بابت [illegible]
اُن کے دیباچہ صفحہ ۹۰ میں کہتے ہیں یہ کتاب مسلمانوں کا [illegible]
ہوتا گو انھوں نے بلاشبہ اس میں اپنی کاریگری سے [illegible]
خاص کر بعوض پیریکلیطاس یا تشفی دہندہ کے انھوں [illegible]
لفظ پیریکلیوطاس کر دیا ہے جس کے معنے ممتاز یا [illegible]
لفظ مذکور (یعنے فارقلیط زبان خالدیہ) جیسا کہ بشپ مارش نے لکھا ہے [illegible]

عیسے مسیح نے استعمال کیا تھا مسلمانوں کے دعوے کو بہت کچھ سہارا ہوتا ہے جیسا کہ عالم سیل صاحب نے بیان کیا ہے میری رائے میں لفظ مذکور پیر یکلیوطاس بنا لینے کا ہمی قدر اختیار رکھتے ہیں جس قدر کہ عیسائی کر لینے کا بلکہ میں کہتا ہوں کہ غلبہ کا پلہ مسلمانوں کی طرف ہے کیونکہ عیسائی نہیں کہ پچھلے جزو میں لفظ زبان خالدیہ کے حرف یڈ یعنے یا کو جو مثل حرکت کسرہ کے ہے یا حرف ایٹا کو کہ یائے ممدودہ معروف کی برابر ہے حرف ایوٹا کے عوض میں بدلیں حرف یڈ حروف تہجی زبان خالدیہ کا دسواں حرف ہے اور شمار میں اُس کے عدد بھی دس ہیں پس اگر لفظ مذکور ایک زبان سے دوسری میں بدلا جاوے تو اُس یونانی حرف سے بدلنا چاہیے جو دس کے معنے میں آیا ہے اور جو ابتدا میں حروف تہجی میں دسواں تھا قبل اس کے کہ یونانیوں کا حرف ڈگامہ جاتا رہے۔ مگر میں علاوہ اس کے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر عیسےٰ کا استعمال کیا ہوا لفظ فارقلیط تھا اور یہ کہ اس لفظ کے معنے ستودہ کے ہیں جیسا کہ سیل صاحب کا قول ہے تو اُس کا ترجمہ اس لفظ یونانی پیر یکلیطاس میں غلط ہے یعنے اختلاف قرارت کی جہت سے اور یہ کہ بشپ مارش اور ارنسٹائی دونوں کے کل ترجمے غلط ہیں اور لفظ مذکور اُس لفظ سے بدل کرنا چاہیے جو ستودہ کے معنے رکھتا ہو اور جو واقع میں یہ لفظ پیر یکلیوطاس ہونا چاہیے مگر اس کا ترجمہ فارقلیط علم کے معنے لیکر نکرنا چاہیے بلکہ اسم صفت کے طور پر کرنا چاہیے چنانچہ اہل اسلام بمعنے احمد کے لیتے ہیں اگر یہ لفظ عیسےٰ کا استعمال کیا ہوا زبان خالدیہ (یعنے کلدیہ جو بابل والوں کی زبان تھی) یا عبرانی یا عربی کا ہو تو اُس سے وہی مراد بالی جانی چاہیے جو اُس کے معنے اُن زبانوں میں تھے اگر وہ خالدیہ کا لفظ عربی مصدر سے مشتق ہوا اُس کے وہی معنی چاہییں جو عربی مصدر کے ہیں اور تب اُس کے معنے ستودہ یا شخص ممتاز کے ہوں گے اگر ناظرین غور کریں گے تو معلوم کریں گے کہ پیر کلیوطاس کو ہومر اور سایڈ دونوں نے بجائے ستودہ آدمی کے استعمال کیا

اس طرح میری دانست میں اہل اسلام کی دلیل اس سلیقہ کے ساتھ ہے کہ اگر ان کو اُن کی غلطی پر معقول کیا جائے تو عجب نہیں کہ بہت مشکل پڑے یہ ادنے بات ہے مگر اُن کی دلیل کی تردید میری نظر سے نہیں گذری۔ مجھکو اس مشہور لفظ فارقلیط کی نسبت کچھ اور بھی کہنا ہے اس کو بشپ مارش نے جس کے قول کو عیسائی صادق جانتے ہیں ایک مسلمان کی منتخب کی ہوئی دلیل میں تسلیم کر لیا ہے کہ وہ لفظ سریانی یا خالدیہ یا عربی ہے مگر یونانی نہیں ان زبانوں میں سے ایک کو یا دو کو محمد ضرور بولتے ہوں گے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ سمجھتے ہوں گے عہد عتیق میں بھی آپ کی نسبت پیشین گوئی بقید نام کی گئی ہے پادری اور نہایت دیندار پارکہرسٹ صاحب کا قول جو ایسے شاہد ہیں جن کو شہادت دینی منظور نہیں (یعنے نہایت معتبر گواہی ہے) اس لفظ حمیا [مطلب ۱۲] کے مادہ کی نسبت یہ ہے کہ یہ لفظ سب قسموں کی پاک چیزوں یعنے دونوں قسموں کی عبادت سچی اور جھوٹی پر بولا جاتا ہے جن سے ہر فریق علی حسب مراتب خواہش و محبت رکھتے تھے دیکھو انٹر ال ہیگ دوم صفحہ ۷۔ اور آئے گا مطلوب سب قوموں کا وبٰاو حمّد خل ہگوئیم اس مادہ سے مزعوم پیغمبر محمد کا نام نکلا پارکہرسٹ صاحب کی اس عبارت پر ایک مسلمان کہے گا کہ دیکھو عہد جدید اور نیز عہد عتیق میں آپ کی نسبت پیشین گوئی بقید نام کی گئی ہے اور اس پیشین گوئی کی نسبت جو عیسے مسیح کی طرف کی گئی واقع میں غلط ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے وہ اُس شخص کی نسبت تھی جس کو خود عیسے نے اپنی رسالت تمام کرنے کے لیے بھیجا تھا اور انجیل لوقا ۲۴ باب ۴۹ میں لفظ [illegible] یعنے وعدہ) سے اسی کی طرف اشارہ فرمایا تھا اور اس کی بابت [illegible] خاص نہایت مشہور پادری پارکہرسٹ صاحب کا حوالہ رکھتا ہوں کہ اُس سے مراد محمد ہیں نہ عیسے یا روح القدس اور یہ مراد اس سبب سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئی میں محمد کا نام موجود ہے اس مقام پر یہ دعوی نہیں کر سکتے

Marfat.com

کہ مسلمانوں نے تحریف کی ہوگی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نسطوراکا فرقہ عرب سے تھا اور میری رائے میں جب یہ خیال کیا جائے کہ اس فرقہ نے زمانہ میں اُس انجیل کو اختیار کیا جس کو عیسٰی کی طفولیت کی انجیل کہتے ہیں غالب نہیں کہ اُن لوگوں نے چاروں رومی انجیلوں کو بھی مانا ہو پس اس صرف ممکن ہی نہیں بلکہ نہایت غالب ہے کہ محمدؐ نے ہماری چار انجیلوں کو کبھی نہیں دیکھا میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ جب چالیس ہزار مفسّر قرآن کی تفسیر کر رہے تھے تو یہ متصور نہیں ہوسکتا کہ لفظ فارقلیط کے باب میں بحث کما حقہ نہ ہوئی ہو انتہی۔ از حمایۃ الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۸۱-۹۴ دفعہ ۱۵۶-۸۶ از ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء۔

کلیسیا ۱۰

کہ جس میں پانچ سات پیشین گوئیوں اور تین معجزوں کا جو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہوئے بیان ہے اور ایک منادی لیکن یہ وہ پیشین گوئیاں اور معجزے ہیں کہ جن کی صداقت سے سب مختلف مذاہب والے بھی انکار نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۗ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَاٰلِهٖ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهٖ الْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ ۝ (سورہ حشر)

Marfat.com

...ل اللہ تعالےٰ جل شانہ

...ولُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ کَفٰی ...للہِ شَہِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ	یعنے اور جو کفر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں ہے تو کہہ کہ اللہ کافی ہے گواہ درمیان میرے اور تمہارے اور وہ بھی جس کو علم ہے کتاب کا۔
(سورہ رعد آیت ۴۵)	

...شہادت قرآنی مصنفہ ولیم میور صاحب مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۶۱ء صفحہ ۵۷ فصل ۵
عیسائی علماء اس بات کے ثابت کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت نبی اسلام صلعم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا لیکن جس نے یہ حرف اپنی زبان سے نکالا اس بڑا بول بولا (یہوداہ ۱۶) اور حیف اس پر اگر مرنے سے پہلے اپنے اس دعوے سے پشیمان نہ ہوا ہو تواریخ محمدی مصنفہ پادری عمادالدین مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے محمدی مہر پر یہ الفاظ کندہ ہوئے محمد رسول اللہ بعد اس کے حضرت نے کاتبوں سے چھ خط لکھوائے۔ پہلا خط بنام نجاشی بادشاہ حبش محمد رسول اللہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے نجاشی بادشاہ کو میں حمد و ثنا کرتا ہوں اس خدا کی جو بے نیاز اور تمام عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے اور جو اپنے پیغمبروں کی تصدیق معجزات سے کرتا ہے اور اپنے بندوں کو خوف قیامت سے بچاتا ہے الخ اس سے وہ قول جو عیسائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی معجزہ دکھانے کا دعوے نہیں کیا رد ہو گیا۔ اس کے بیان سے پیشتر یہ خیال کرنا چاہیے کہ متی ۱۲ باب ۳۹ میں لکھا ہے کہ مسیحؑ نے فقیہوں اور فریسیوں سے جو معجزہ دیکھنا چاہتے تھے فرمایا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا انتہے۔

اب اس جگہہ متی حواری نے یا جو مصنف انجیل متی ہو کہ اس کا نام [illegible] عیسائی کو مطلق معلوم نہیں ہے اس نے مسیحؑ کو نہ صرف معجزہ [illegible] انکار کرنے والا بلکہ خلاف صدق بھی اُن کا قول ثابت کیا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر بار بار مسیحؑ کے معجزہ دکھانے کا انجیل متی میں ذکر ہے چنانچہ پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کا پیٹ بھرا اور دریا پر اپنے پاؤں سے چلے متی ۱۴ باب ۱۵، ۲۱ و ۲۵

پھر سات روٹیوں سے چار ہزار کو کھلایا متی ۱۵ باب ۳۴ پھر دو اندھوں کو بینا کیا
باب ۳۰ و ۳۴ - پھر انجیر کے درخت کو سکھا دیا متی ۲۱ باب ۱۹ غرض یہ کہ کئی
وقت تک معجزے دیکھایا کئے کہ ایک شخص کا کان جو پطرس نے کاٹ
چھوڑ کر چنگا کیا لوقا ۲۲ باب ۵۱ - اب دیکھیے کہ مسیح نے اپنی خوشی سے تو اتنے
دیکھائے لیکن جب کسی نے سوال کیا کہ معجزے دیکھائے تب اس کے جواب
میں مسیح نے یہی فرمایا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دیکھایا نہ
جائے گا۔

۲ پھر متی ۱۶ باب ۱-۴ میں لکھا ہے کہ جب فریسیوں نے مسیح سے آسمانی
نشان چاہا جیسے منّ حضرت موسے نے اور آگ حضرت الیاس نے
(۲ سلاطین ۱ باب ۱۰-۱۲) اور رعد حضرت سموئیل نے (اول سموئیل ۷ باب ۱۰)
ظاہر کیا تھا تو اگرچہ تین بار حضرت عیسےٰ کے لئے آسمان سے آواز آئی تھی کہ یہ میرا
پیارا بیٹا ہے متی ۳ باب ۱۷ اور ۱۷ باب ۵ یوحنا ۱۲ باب ۲۸ تو بھی نہ کہا کہ یہ آسمانی
نشان واقع ہوا تھا۔

اور اگر آفتاب مصلوبی کے دن سیاہ ہو گیا تو بھی یہ کیوں نہ کہا کہ یہ آسمانی نشان
ظاہر ہوگا صرف یہی ہر بار کہا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دیکھایا
نہ جائے گا نتیجے یعنی تین دن قبر میں رہوں گا اور یہ بات بھی کچھ معتبر نہیں کیونکہ
سوال آسمانی نشان کا تھا اور جواب میں زمینی نشان کا وعدہ ہوا اس میں اور
اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر شاید تین برس نبوت کر کے آسمان پر
اوٹھائے جانے کا ذکر کیا ہوگا کیونکہ بعض موقع پر نبیوں کے تین دن تین برس
سے بموجب عقیدہ عیسائی مراد رکھتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کی نبوت کی مدت
اناجیل کے بموجب صرف تین سال ہیں اس کے سوا مرقس ۸ باب ۱۱-۱۳
میں بھی جو اس کا ذکر ہے وہاں یونس نبی کے نشان کا وعدہ مطلق نہیں ہے
صرف معجزہ دیکھانے سے انکار کلی ہے۔ ایک اور بات بھی پیدا ہوتی ہے

آسمانی نشان کی درخواست میں جو حضرت عیسےٰ نے نہیں کہا کہ تین دفعہ میرے لئے آسمان سے آواز آئی تھی اور یہ بھی نہیں کہا کہ آفتاب مصلوبی کے دن سیاہ ہو جائیگا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں باتیں یعنے آسمانی آواز اور آفتاب کا سیاہ ہو جانا کچھ صحیح خبر نہیں ہے اور اگر آسمان سے آواز آئی بھی ہو کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے تو بیٹے خدا کے حضرت یعقوب اور حضرت داؤد ۱۲ اور حضرت سلیمان ۱۳ وغیرہ سیکڑوں توریت و انجیل میں لکھے ہیں دیکھو کلیسیا ۶ سکرمنٹ ۱ حضرت عیسےٰ نے [illegible] صرف زبانی کہا مگر اوروں کو لکھ دیا تھا۔

۳ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے اپنے وطن کے لوگوں کے سامنے معجزہ نہیں دکھایا متی ۱۳ باب ۵۸ جیمس اسکاٹ مفسر رومن نے اس کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ آپ نے دیکھا کہ اُن لوگوں میں ایمان نہیں ہے اور [illegible] سے معجزہ دکھانا مناسب نہ جانا۔

۴ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے ہیرودیس کے آگے کوئی معجزہ نہیں دکھایا [illegible] اگرچہ ہیرودیس نے بہت سی باتیں پوچھیں مگر کچھ جواب نہ دیا [illegible]

۵ اسی طرح جب یہودیوں نے حضرت عیسےٰ سے کہا [illegible] ہے تاکہ ہم دیکھکر تجھپر ایمان لاویں تو کیا کرتا ہے یوحنا ۶ باب [illegible] عیسےٰ نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا بلکہ یہاں بھی یونس نبی کے [illegible] نہیں کیا۔

۶ اسی طرح جب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے [illegible] اُن کے اختیار کی بابت پوچھا متی ۲۱ باب ۲۳ و ۲۴ تب [illegible] کچھ صاف جواب ندیا اور مفصل نہ بتلایا۔

لوقا ۱۱ باب ۱۶ میں ہے کہ اوروں نے آزمائش کے لئے اس سے [illegible] نشان مانگا تھا۔ اُس وقت بھی حضرت عیسےٰ نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تھا اس کا سبب یہ ہوگا کہ یہ معجزہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم پر مختص تھا جیسا کہ

وقوع شق القمر سے ظاہر ہوا اسی طرح بعض پیشین گوئیاں ...
کی زبانی انجیل میں لکھی ہیں غلط نکل گئیں۔ مثلاً لوقا ۲۱ باب ۲۴ میں
وے تلوار کی دھار سے گر جاویں گے اور لوگ انہیں بند ہوا کر سب قوموں میں
جائیں گے اور جب تک قوموں کا وقت پورا نہ ہو یروشلم قوموں سے روندا جا...
انتہے۔ اس کا ذکر دولت فاروقی کی محراب ۲ رکن ۵ میں مفصل ہے اور متی
باب ۱۶، ۲۸ میں ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں
بعضے ہیں کہ جبتک اُن میں آدم کو اپنی بادشاہت میں آتے دیکھ نہ لیں موت
کا مزہ نہ چکھیں گے۔ انتہے۔

اور مرقس ۱۳ باب ۳۰ میں ہے کہ اس زمانہ کے لوگ گزر نہ جائیں گے جبتک
یہ سب کچھ واقع نہ ہو انتہے۔ اسی طرح لوقا ۲۱ باب ۳۲ میں بھی ہے حالانکہ مسیح
ابھی تک نہیں آئے اور اُس زمانہ کے سب لوگ سیکڑوں برس ہوئے کہ گزر
گئے اب اِن دونوں پیشین گوئیوں کے مقابلہ میں اُن دونوں پیشین گوئیوں کو
دیکھنا چاہیے جو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقوع نار حجاز اور اختتام
سلطنت عباسیہ بغداد کی بابت فرمائی تھیں چونکہ معجزے دو قسم کے ہوتے ہیں
ایک قولی ایک فعلی قولی معجزہ پیشین گوئی ہے کہ اپنے وقت پر پوری ہو اور فعلی معجزہ
وہ جو اُسی وقت ظاہر ہو اور اِن میں سے ہر ایک کی دو دو قسم ہیں ایک خاص
ایک عام خاص وہ کہ جو صرف اپنوں ہی کے روبرو دیکھا یا جائے جیسے حضرت عیسیٰ
کا لاذر کو زندہ کرنا۔ اور عام وہ کہ جو اپنوں اور غیروں کے سامنے بھی دیکھا یا جائے
جیسے حضرت موسےٰ کا مصریوں کو بحر قلزم میں غرق کرنا اور بنی اسرائیل کو سلامت
نکال لیجانا اور اِن میں سے بھی ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک صرف زندگی میں
معجزے ظاہر کرنا اور دوسرے بعد وفات بھی معجزے دکھانا جیسے حضرت
الیسع کی مدفون لاش نے مردہ کو زندہ کر دیا تھا ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱ اب
میں حضرت رسول اللہ صلعم کے چند معجزے بیان کرتا ہوں کہ یہ سب وقتاً ...

Marfat.com

ں پائے جائیں گے باوجود اس کے کہ وہ سب معجزے ایسے ہوں گے کہ جن کے نبوت میں یگانہ اور بے گانہ اور مسلمان اور غیر مسلمان اور اس ملک اور غیر ملک کے لوگوں میں سے کسی کو انکار کی گنجائش نہوگی۔

پہلے۔ سیپارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع اول میں خدا تعالیٰ قرآن مجید کی بابت فرماتا ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون	یعنی ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت یعنے قرآن مجید اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔ انتہی

اب دیکھئے یہ کیا ہی بڑی بات ہے (۱) اس سے کتب سابقہ کا تغیر [illegible] ہو جانا ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ سب بھی خدا ہی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں لیکن باقرار جمہور محققین نصاریٰ وہ تحریف سے محفوظ نہیں [illegible] اللہ جل شانہٗ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی [illegible] کی ضعیف طاقت پر قرآن مجید کی حفاظت کو منحصر نہیں [illegible] حافظ حقیقی ہوا اور یہ اس کے لیے کافی دلیل ہے [illegible] نہ کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب کی خدا حفاظت [illegible] ہنگامے خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں [illegible] خلافتیں تبدیل ہوئیں اختلاف مسلمانوں میں [illegible] قرآن [illegible] محمد سے آجتک کہ تیرہ سو برس گزرے ہیں ایک حرف [illegible] موجود ہے اور از روئے کمال تصدیق کے [illegible] رہے گا کیونکہ اگر دنیا میں ایک جلد بھی اس [illegible] حافظ ہوتے رہتے ہیں اور ہمیشہ یوں ہی ہوتے رہیں گے [illegible] رہتے ہیں کہ جس میں سے کچھ ضائع ہو جانے کا [illegible] پیشین گوئی اس کا نام ہے کہ اندھا اور آنکھوں والا [illegible] وقت اس پر یقین کر سکتا ہے اور کسی طرح کا شک اس کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ نے حفاظت توریت و انجیل کی علماء یہود و نصاریٰ پر منحصر

کردی تھی جیسا کہ فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ (مائدہ ع ۷) (استثنا
(۲۶) بس وہ کتابیں اپنی اصلی حالت پر نہیں یعنے تحریف اُن میں واقع ہوئی
کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لی چنانچہ فرمایا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ اور اسی طرح
کو کعبہ شریف کے مقابلہ میں اور یہود کو عرب کے مقابل میں خیال
چاہیے۔

دوسرے[2] سورہ بقر رکوع ۱۴۔

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝	یعنے ایسوں کو نہیں پہونچتا کہ داخل ہوں وہاں مگر ڈرتے ہوئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑی مار ہے انتہے۔

یہ آیت قرآن مجید میں بیت المقدس یعنے یروسلم کی بابت ہے پس دنیا میں ذلت
سے مراد ہے قتل اور اسیری اور جلاوطن اور اُن کے شہروں اور ملکوں کو لے لینا
اور اُنہیں عبادت گاہوں میں نہ آنے دینا اور آخرت میں بڑی مار یعنے عذاب آخرت
کہ جس کا حال ظاہر ہے پس یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پوری
ہوئی کہ یروسلم مع ملک شام عیسائیوں سے لے لیا گیا اور ہیکل یروسلم کی خالی
بنیاد پر اسلامی مسجد تیار کی گئی جو اب تک موجود ہے۔ پس اس مسجد کی تعمیر سے
پیشتر جولین قیصر نے ۳۶۳ء میں ہیکل کے پھر بنانے کا ارادہ کیا تھا مگر ہیکل
کی نیو سے شعلوں نے نکل کر مزدوروں وغیرہ کو اس کام سے روکا اور جب بہت
محنت کر کے تھک گئے اور بہت کاریگر ہلاک ہو چکے تب اُس کام سے ہاتھ
اُٹھایا دیکھو تفسیر انگریزی طامس اسکاٹ لوقا ۲۱ باب ۲۴ پر اور ہندی آئلو...
صفحہ ۷۴ اور بعد اُس کے اگرچہ تمام دنیا کے عیسائی بادشاہوں نے اپنی سلطنت...

[1] تفسیر حسینی میں ہے نیست مر ایشاں را و نہ سزد آنکہ در آیند دراں مسجد مگر ترس کاراں واین صورت در زمان دولت اسلام ظہور یافت کہ ترسایان را قوت رفتن در مسجد اقصیٰ نیست از ترس مسلمانان انتہے۔ اور فتح العزیز صفحہ ۴۱۲ میں ہے کہ در حق نصاریٰ در خلافت امیر المومنین عمر فاروق رض و امیر المومنین عثمان ذی النورین رض این معنی بوقوع آمد کہ ملک شام را از دست ایشان گرفتند و از بیت المقدس بکمال اہانت و ذلت اخراج کردند انتہے۔ ۱۲

سے اُس کے لے لینے میں کوشش کی اور صلیب کا لال نشان ہر ایک نے
اپنے اپنے گلے میں پہنکر سنہ ۱۱ء میں (تواریخ کلیسیا کے بموجب) یروسلم پر
چڑہائی کی اور ساتھہ لاکھہ عیسائی اِن لڑائیوں میں مارے گئے مگر کامیابی نہوئی۔
بظاہر اسکاٹ مفسر کے قول کے بموجب) اور ابتک یروسلم مسلمانوں کے قبضہ
میں ہے کہ ساڑہے بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ گزرا اور سوا مسلمانوں کے کوئی دوسرا
مسجد اقصےٰ میں جانے نہیں پاتا۔ رسالہ روم من الکتاب کے مقامات المعروف
جسے پادری شیرنگ صاحب نے مرزاپور میں سنہ ۱۸۶۰ء میں چہاپا اُس کے صفحہ ۸۲ میں
لکہا ہے **قولہ** مسجد کا احاطہ حرم شریف کے نام سے نامزد ہے اُس میں کوئی
عیسائی ہرگز جانے نہیں پاتا اور اگر دغا سے داخل ہو اور کہلجاوے تو ضرور اُسے قتل
کریں انتہےٰ۔

اور مقبلا کا غار سے جسے ابیرہام نے قبرستان بنانے کے لئے خریدا تھا
آج کل وہاں ایک مسجد ہے جس میں یہودیوں اور عیسائیوں کو داخل ہونے کی
پروانگی نہیں ہے از جغرافیہ پاک کتاب مؤلفہ پادری جوزف جیکب صاحب چہاپا
ملندرہ آگرہ سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۱۹۔ اور اسی طرح حضرت داؤد کے مزار پر بھی کوئی نصرانی
جانے نہیں پاتا اب دیکھئے کہ اِن ساری باتوں پر غور کر کے دنیا میں کون کہہ سکتا
ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے میں کسی طرح کا شک ہے۔

تیسرے سورہ توبہ رکوع ۴۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا	یعنے اے ایمان والو مشرک جو ہیں سو پلید ہیں نزدیک نہ آویں مسجد الحرام کے اس برس کے بعد انتہےٰ۔

یعنے ہے کہ مشرک سب پلید ہیں اس لائق نہیں کہ کعبہ شریف [illegible]
جانے پاویں یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی کہ قریب تیرہ سو برس سے اگرچہ
دنیا میں طرح طرح کے انقلاب ہوگئے مگر کوئی مشرک ہرگز کعبہ شریف سے
کہ ممالک ایشیا کی ناف میں واقع ہے از تواریخ گبن صاحب باب ۵۰ دسیر الاسلام

باب ۱ صفحہ ۴۴) اگر بھی بھٹکنے نہیں پاتا اور نہ کبھی جھٹکنے پاوے گا
تیرہ سو برس سے اس کی حفاظت کی وہ قادر ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی رکھے
صحیح مسلم میں حضرت عمر رضہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لَاُخْرِجَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ حَتّٰی لَا اَدَعَ فِیْھَا اِلَّا مُسْلِمًا	یعنے حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ضرور ... کو عرب کے ٹاپو سے یہاں تک کہ سوا مسلمان کے اس میں ... چھوڑوں گا انتہے۔

(از مشارق الانوار باب العاشر حدیث ۱۹۸۲) عرب مبدأ اسلام ہے تو حکمت یہی
وہاں سوائے مسلمانوں کے کوئی نہ رہے چنانچہ فاروق اعظم رضہ نے بموجب اس
کے یہود کو خیبر وغیرہ سے نکالا اور شام میں رکھا۔ انتہے۔
اب اگر کوئی کہے کہ برہما وغیرہ کے لوگ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہزاروں برسوں سے
ہمارے اوپر کوئی غالب نہیں ہوا تو میں جواب دیتا ہوں کہ ان کے ہاں پہلے سے
دعوے کرتے نہیں یہ استقلال حاصل کیا ہے اتفاقات زمانہ سے ان کا ...
رہا اور یہاں تو پہلے سے جو حکم نکل چکا ہے اسی وقت سے یہ قانون برابر چلا آیا کہ
مشرک کعبہ شریف میں نہیں جانے پایا اس کے سوا تھوڑا عرصہ گزرا کہ انگلستان
حکومت نے برہما کے اکثر ممالک اپنے تصرف میں کر لئے چنانچہ ابتک انہی
کے تصرف میں ہیں اور یہی حال چین کا ۱۸۵۸ء میں انگلستانی فوجوں نے ...
پس یہ دعوے سوا رب الکعبہ کے دنیا میں اور کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ شعر

مرا و ار سد کبر یا و منی ۔ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

پھر یہ کہ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ	یعنے کہہ کہ آیا حق اور نہ ...

جزو ۲۲ آخر سورہ سبا رکوع ۶ یعنے نہ کبھی کعبہ شریف میں بعد جاء الحق یعنے ...
کے بت پرستی وغیرہ پیدا ہوگی اور نہ اگلی بت پرستی وغیرہ اس میں کبھی عود کرے
سو قریب تیرہ سو برس گزرے کہ ابتک ایسا ہی ہے اور اسی طرح ابتک ...

Marfat.com

صحیح مسلم میں مرقوم ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ اَنْ یَعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ لٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَھُمْ	صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مقرر شیطان ناامید ہوا اس سے کہ اب نمازی لوگ عرب کے ٹاپو میں اس کو پوجیں (یعنے بت پرست ہوں) لیکن اُن میں فتنہ وفساد ڈالنے کا قابو ہے انتہےٰ۔

ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایام جاہلیت میں (یعنے مسلمان ہونے سے پیشتر) کعبہ کو دوشنبہ اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے ایک دن آنحضرت صلعم لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کو آئے میں نے آپ کے ساتھ درشت کلامی کی اور آپ کو برا کہا آپ نے حلم کیا اور فرمایا کہ اے عثمان ایکدن تو اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ میں جسے چاہوں اُسے دوں میں نے کہا کہ تب قریش مرجائیں گے اور ذلیل ہوجائیں گے آپ نے کہا کہ نہیں اُس دن قریش کو اور زیادہ عزت ہوگی اور پھر آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور میرے دل میں اُس بات نے ایسا اثر کیا کہ میں سمجھا ضرور یہ بات ہونے والی ہے پھر جب بروز فتح مکہ آئے مجھ سے کنجی منگوائی میں نے لادی سو آپ نے لی پھر جب آپ نے مجھے دی فرمایا کہ لو یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی پھر جب میں نے پیٹھ پھیری آپ نے مجھے پکارا میں پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی کہ ایکدن یہ کنجی ہمارے ہاتھ میں ہوگی سو ہوئی یا نہیں میں نے کہا کہ بیشک ہوئی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک رسول خدا ہیں انتہےٰ۔ اس حدیث میں دو پیشین گوئیوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ قبل ہجرت آپ نے عثمان بن طلحہ سے یہ بات کہی تھی کہ ایکدن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی سو مطابق اُس کے بروز فتح مکہ واقع ہوا دوسرے یہ کہ آپ نے کنجی عثمان بن طلحہ کو بروز فتح مکہ پھیر دی آپ نے فرمایا کہ تمہارے خاندان میں رہے گی سو آج تک انہیں کے خاندان میں کنجی خانہ کعبہ کی ہے اور اس سے کوئی دنیا میں انکار نہیں کرسکتا کہ جیسا حضرت صلعم نے فرمایا تھا ویسا ہی ابتک ہو رہا ہے اور طبقات تو آج نہیں لکھی گئی ہے۔

تواریخ محمدی مصنفہ پادری عمادالدین صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے [illegible]
ابن طلحہ کو عنایت ہوئی آج تک اُن کی اولاد میں چلی آتی ہے انتہیٰ
کیونکہ مصنف طبقات کی وفات کے ۲۳۰ سنہ ھ در مقام بغداد کتاب [illegible]
مطبوعہ ۱۲۸۸ سنہ ھ صفحہ ۱۰۸ و ۳۹۰ میں لکھتے ہیں

چوتھے[1] صحیحین میں وارد ہے قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِي اَبُوهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى
امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں۔ قَدْ خَرَجَتْ فِي زَمَانِنَا نَارٌ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّخَمْسِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ وَكَانَتْ نَارًا عَظِيْمَةً جِدًّا مِنْ حَيْثُ الْمَدِيْنَةِ الشَّرْقِيِّ وَرَاءَ الْحَرَّةِ تَوَاتَرَ الْعِلْمُ بِهَا عِنْدَ جَمِيْعِ الشَّامِ وَسَائِرِ الْبُلْدَانِ وَاَخْبَرَنِيْ مَنْ حَضَرَهَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ از صحیح مسلم مطبوعہ دہلی ۱۲۸۰ سنہ ھ جلد ۲ کتاب الفتن صفحہ ۳۹۳ یعنے کہا ابن مسیب نے خبر دی مجھکو ابوہریرہ رضؓ نے تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں قایم ہونے کی [illegible] جبتک نہ نکلے گی ایک آگ زمین حجاز سے کہ روشن ہو جاویں گی گردنیں او[ن]ٹ کی بیچ بصریٰ کے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ تحقیق نکلی ہمارے زمانہ میں آگ مدینہ میں ۶۵۴ سنہ ھ میں اور تھی آگ بڑی نہایت پہلو مدینہ شرقی و راء حرہ سے اور متواتر علم ہوا ہے اُس کا پاس تمام شام اور سب شہروں کے اور خبر دی مجھکو اُس شخص نے جو حاضر تھا اہل مدینہ سے انتہے۔ اِس پیشین گوئی کے مطابق ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ سنہ ھ میں واقع ہوا کہ جمعہ کے دن بعد نماز عشاء [illegible] آگ ملک حجاز میں ظا[ہر]

---

[1] دو سو برس بعد وفات پیغمبر صلعم کے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے ایک [illegible] کے سات ہزار دو سو پچھتر ۷۲۷۵ کلمات پیغمبر کے یعنے احادیث صحیح انتخاب کیں [illegible] معلوم ہووے کہ مولف اِس کتاب کا مکہ میں ہر روز آب زمزم سے وضو کرتا اور نماز پڑھکر لکھنے بیٹھتا وہاں اِس [illegible] میں گیا اور اُس کے باب اور فصلوں کو ترتیب دیکر پیغمبر کی مسجد میں منبر پر رکھی بعد مشقت سولہ برس کے یہ کتاب تیار [ہوئی] سنی لوگ چاروں فرقوں کے اس کتاب کو صحیح اور محقق جانتے ہیں بہت سی شرحیں اِس کتاب کی لکھی گئیں ہیں۔
از سیر الاسلام باب ۱ ترجمہ پیتھر مطبوعہ دہلی ۱۸۶۵ سنہ عیسوی حاشیہ صفحہ ۲۳۴

Marfat.com

ہوئی چار فرسنگ لمبی اور چار میل چوڑی اور ترپین دنوں تک روشن رہی - چونکہ صحیح بخاری
اور صحیح مسلم چار سو برس پیشتر اِس آگ یعنے نار حجاز کے ظاہر ہونے سے لکھی گئی تھیں
تو اب کون اِس کی صداقت سے انکار کر سکتا ہے - اگر یہی حضرت رسول اللہ صلعم
کی کسی ایسی پیشین گوئی یا معجزے کا ذکر لکھتا کہ جس کی کسی طرح پر توریت و انجیل سے عظمت
ثابت ہوتی تو یہود و نصارے کسدرجہ اُس کا ادب اور پاس کرتے مگر ان پیشین گوئیوں
اور معجزوں کا جو اس کتاب میں مرقوم ہیں زیادہ ادب اور پاس کرنا چاہیے کیونکہ ان
کی صداقت سے نہ صرف یہود و نصارے بلکہ کوئی قوم بُت پرست بھی انکار نہیں
کر سکتی -

پانچویں ابوداؤدؒ نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے ایک شہر عظیم کہ اُس کے باشندے مسلمان ہوں
گے آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں قوم ترک اُس پر حملہ آور ہوں گے اور اُس نہر کے کنارہ پر
مقام کریں گے اُس وقت شہر کے باشندے تین فرقے ہو جائیں گے - ایک فرقہ
کے لوگ اپنا مال و اسباب لاد کر جنگل کو چلے جائیں گے دوسرے فرقہ کے لوگ
ترکوں کے بادشاہ کے پاس پناہ مانگیں گے اور یہ دونوں فرقے ہلاک ہوں گے اور
تیسرے فرقہ کے لوگ ترکوں سے مقابلہ کریں گے اور شہید ہوں گے انتہٰی - یہ
پیشین گوئی وسط ساتویں صدی یعنے ۶۵۶ھ ہجری میں پوری ہوئی کہ چنگیز خان
کے پوتے ہلاکو نے شہر بغداد[1] پر لشکر کشی کی (از سیر الاسلام صفحہ ۱۰۹) شہر کے
باشندے بھاگ نکلے لیکن ترکوں نے اُن سب کو قتل کیا اور اکثر اشخاص [illegible]
خود مستعصم باللہ خلیفہ بغداد نے ترکوں کے بادشاہ کے پاس [illegible]
ترکوں نے قتل کیا اور باقی شہر کے لوگوں نے ترکوں سے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے
اِس پیشین گوئی میں بھی کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے کیونکہ یہ سنن ابی داؤد میں

[1] عباسی خاندان کے دوسرے بادشاہ المنصور باللہ نے ایک نہر اور عمدہ شہر بغداد [illegible] نام سے تعمیر کیا اور شاہان عباسی اِس مقام امن و سلامتی میں جو معنے لفظ بغداد کے ہیں ہمیشہ رہتے تھے اور اسی سبب سے وہ خلفاء بغداد مشہور ہو گئے از سیر الاسلام صفحہ ۶۸ -

یہ پیشین گوئی لکھی ہے چار سو برس پیشتر اِس پیشین گوئی کے پورے ہونے سے لکھی گئی تھی۔

مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ مطبع نول کشور سنہ ۱۸۶۷ء حسب پسند مسٹر ہنری الیٹ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک ہند صفحہ ۶۵ میں ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے ایلخان یعنے ہلاکو خان کے حضور میں بڑا رتبہ پایا تھا اور قتل خلیفہ بغداد یعنی مستعصم باللہ بتحریک خواجہ نصیر الدین تھا انتہےٰ۔

چھٹے بخاری میں عوف بن مالک سے روایت ہے کہ وہ جناب رسول خدا صلعم کے حضور میں حاضر ہوئے غزوۂ تبوک میں اور حضرت صلعم ایک چمڑے کے خیمہ میں تھے سو آپ نے ارشاد فرمایا کہ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے شمار کرلو۔ پہلے میری موت بعدہٗ اُس کے فتح ہونا بیت المقدس کا پھر ایک وبا جو تم میں ہوگی مانند قعاص بکریوں کے پھر بہت ہونا مال کا یہاں تک کہ سَو دینار ایک آدمی کو دیں گے اُس پر بھی ناخوش رہے گا پھر ایک فتنہ کہ باقی نہ رہے گا کوئی عرب کا گھر کہ اُس میں داخل ہوجائے گا پھر ایک صلح کہ ہوگی درمیان تمہارے اور نصاریٰ کے پھر وہ بدعہدی کریں گے اور تمہارے مقابلہ کو آئیں گے تلے اسّی نشانوں کے ہر نشان کے تلے بارہ ہزار انتہےٰ۔ پس پہلی اور دوسری بات کا ہونا تو ظاہر ہے اور تیسری بات یعنے وبا کا حال یہ ہے کہ عمواس میں جہاں لشکر ابو عبیدہ ابن الجراح کا متصل بیت المقدس کے تھا وبائے عظیم آئی اور تین دن میں

سلہ ولادت امام بخاری سنہ ۱۹۴ھ ہجری میں مدت عمر ۶۲ برس وفات سنہ ۲۵۶ھ ہجری میں۔ ولادت امام مسلم بن حجاج سنہ ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ اور وفات سنہ ۲۶۱ھ ہجری میں ولادت امام ترمذی ۲۰۹ھ اور وفات ۲۷۹ھ میں ولادت امام ابوداؤد در شہر سجستان سنہ ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ میں ولادت امام نسائی سنہ ۲۱۴ھ میں وفات ۳۰۳ھ میں ولادت ابن ماجہ در شہر قزوین ۲۰۹ھ اور وفات ۲۷۳ھ میں ولادت ابی الحسن دارقطنی شہر بغداد محلہ دارقطن میں ۳۰۶ھ میں وفات ۳۸۵ھ میں ولادت امام بیہقی ۳۸۴ھ میں اور وفات ۴۵۸ھ میں وفات امام ابی الحسین رزین ۵۳۵ھ میں ولادت امام نووی در شہر نوا ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں انہیں کتابوں سے ولی الدین تبریزی نے کتاب مشکوٰۃ تیار کی ہے ولادت امام مالک ۹۳ھ میں ولادت امام شافعی ۱۵۰ھ اور وفات ۲۰۴ھ میں اور امام شافعی امام مالک کے شاگرد تھے ولادت ابو محمد دارمی در شہر سمرقند ۱۸۱ھ میں اور وفات ۲۵۵ھ میں ولادت امام احمد بن حنبل در شہر بغداد ۱۶۴ھ اور وفات ۲۴۱ھ میں از تواریخ محمدی مطبوعہ لاہور ۱۸۷۶ء مصنفہ پادری عماد الدین صفحہ ۱۴۰۔

ستر ہزار آدمی مر گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضہ نے اُسی وبا میں وفات پائی تھی اور چوتھی بات یعنے مسلمانوں کا مالدار ہونا ضعف قوت اسلام کا سبب سب مورخوں نے لکھا ہے دیکھو سیر الاسلام چھاپہ دہلی اُردو اخبار ۱۸۴۵ء باب ۳ صفحہ ۸۰ و ۱۲۳ - اور یہی قرب قیامت کے آثار ہیں - اور پانچویں بات یعنے فتنہ عظیم سے مراد قتل حضرت عثمان رضہ کا ہے کہ تمام عرب اس فتنہ سے بھر گیا اور بڑے بڑے قتل عظیم ہوئے - اور چھٹویں بات اب ہونے والی ہے اور ترقی اقبال سلاطین نصاریٰ سے اس پیشین گوئی کی صداقت پر دلیل واضح ہے -

ساتویں حقتعالے سورہ نور میں فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	یعنے وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے اور
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ	ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ ثابت کر دیگا واسطے انکے دین انکا جو پسند کیا واسطے
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ	اور البتہ بدل دیگا انکو پیچھے ڈر ان کے کے امن عبادت کریں گے میری
شَيْئًا ۝	نہیں شریک لاویں گے ساتھ میرے کچھ انتہے -

جزو ۱۸ سورہ نور رکوع ۷ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی اس وقت مسلمان پست حال تھے آخر کو خدا نے جو کچھ مسلمانوں کو غلبہ دیا ہے سب جانتے ہیں -

اب حضرت رسول اللہ صلعم کے معجزوں کا ذکر سنیے

معجزہ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون رکوع ۲)

قرآن مجید رومن ترجمہ جسے الہ آباد سے ۱۸۴۴ء میں علماء عیسائی نے چھاپا اور اپنے طور کا اس پر حاشیہ لکھا اس کی سورہ آل عمران آیت ۶۰ صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے جو جھگڑا کریں تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہونچ چکا تجھ کو علم تو کہہ آؤ بلاویں

Marfat.com

ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان و تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر انتہے۔

اور یہ آیت قرآن مجید کی سورہ آل عمران رکوع ۶ میں اِس طرح پر ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝

یعنے اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ نصارے اسقدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہوں تو اُن کے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف اپنی جان سے اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی جھوٹا ہے اُس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کو لے کے گئے اُن نصارے میں جو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دینا قبول رکھا فقط اہل اسلام اس طرح کے فیصلہ کو مباہلہ کہتے ہیں اور کیا خوب یہ فیصلہ کا ڈھنگ ہے کہ صرف عادل حقیقی جو بے رو و رعایت اور بغیر بھول چوک کے انصاف کرنے والا ہے فیصلہ کرتا ہے سب مفسرین اِس پر متفق ہیں کہ یہ مباہلہ صرف علماء نصارے سے جو کہ قبیلہ بنی نجران[1] کے چودہ شخص تھے (۲۴ یا ۲۵ ذی الحجہ کو تحفۃ الصالحین فصل اول مطلب نواں در سنہ ۱۲ ہجری مدینہ منورہ میں) حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک سال پیش از وفات (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۶۵) کرنا چاہا پہلے علماء عیسائی اس طرح کے فیصلہ پر کہ ہر طرح کی حجت تمام کرنے کے لئے کافی تھا راضی ہوئے اور مکان پر جاکر عاقب سے کہ اُن کا سردار تھا پوچھا اُس نے کہا کہ محمد صلعم نبی برحق ہیں اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے (اعمال ۵ باب ۹ [2] اور ۲۳ باب ۹)

---

[1] نجران شہر ہیں کسی ملک میں ہے از اعجاز قرآنی مصنفہ بابو رامچندر مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ صفحہ ۲۱۰۔

[2] اعمال ۵ باب ۳۹۔ ایسا نہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو اور اعمال ۲۳ باب ۹ ہم خدا سے نہ لڑیں۔ ۱۲

مباہلہ مت کرو صبح کے وقت اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت نبی اسلام صلعم اور اُن کے پیچھے حضرت کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ اور اُن کے پیچھے حضرت علی اور اُن کے پیچھے حضرت امام حسن اور اُن کے پیچھے حضرت امام حسین علیہم السلام حسب وعدہ مقام مباہلہ کی طرف جاتے ہیں تو علمائے عیسائی ہیں جو لوگ جہاندیدہ اور سن رسیدہ تھے پنجتن پاک کو جاتے ہوئے دیکھکر گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ نے اپنی جماعت عیسائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے قوم تم جانتے ہو کہ یہ کون صورتیں ہیں جو جاتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر یہ خدائتعالیٰ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا مانگیں تو پہاڑ ٹل جائے ہرگز ان سے مباہلہ نکرو تب نصرانی ڈرے اور مباہلہ کی جرأت نکر سکے اور ہزار حلّے ہر سال بطور پیشکش کے نذر دینا قبول کر کے رخصت ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سور ہو جاتے اور یہ جنگل اُن سب پر آگ برساتا ؎

بدیں گونہ کار خدائی بود   خصومت خدا آزمائی بود

اس قرآن مجید ترجمہ رومن چھاپہ الہ آباد مشن پریس میں اکثر مقاموں پر علمائے نصاریٰ نے اعتراضًا اپنے طور کا حاشیہ لکھا ہے مگر اس مقام پر کوئی اعتراض اُنہیں بھی نہیں سوجھا جو چاہئے اُسی ترجمہ قرآن شریف میں دیکھ سکے کہ بالکل چپ ہو گئے ہیں تواریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸[illegible]ء صفحہ ۲۴ ۲۷۴ میں لکھا ہے قولہ اور اسی سال (یعنے سنہ ۱۰ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کو حضرت نے ایک خط لکھا کہ مسلمان ہو جاؤ اُن بیچاروں نے صلاح مشورے کے چودہ عیسائیوں کو مدینہ میں بھیجا کہ محمد صاحب سے [illegible] کریں اُن چودہ کا پیشوا ایک آدمی عبدالمسیح نام قبیلہ کندہ کا تھا اور اُس کا لقب عاقب تھا اور ایک اور عیسائی تھا جس کا لقب سید تھا اور تیسرا شخص ابوالحارث تھا عقلمند اور صاحب مدارس آدمی تھا جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو سونے کی

انگوٹھیاں اور ابریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے پس اُنہوں نے آکر سلام کیا حضرت
جواب ندیا اور منہ موڑ لیا ان عیسائیوں نے محمدؐ صاحب کی مسجد میں آکر مشرق کی طرف
کرکے اپنی نماز پڑہی اور اپنا مُنہ مکے کی طرف دعا میں نکیا جیسے مسلمان کرتے ہیں
دیکھکر مسلمان لوگ اپنے دلوں میں جل گئے پھر محمدؐ صاحب نے فرمایا کہ ان کو کچھ نکہو
ان کا دل چاہے منہ کرکے نماز پڑہیں ۔ نماز کے بعد پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور باتیں
کیں پھر بھی حضرت نے جواب ندیا اور ہرگز منہ سے نہ بولے تب وہ ناچار ہو کر مسجد سے
باہر نکل آئے اور عثمان و عبدالرحمن سے کہا تمہارے پیغمبر نے ہمیں خط لکھکر بلایا جب
ہم آئے نہ تو سلام کا جواب دیا اور نہ بات کی بلکہ منہ موڑ لیا اب تمہاری کیا رائے ہے ہم
چلے جاویں یا توقف کریں علی نے جواب دیا ہاتھوں سے انگوٹھیاں اُتارو اور فخر کا لباس
دور کرو اور سفر کا لباس پہنو تب وہ بولیں گے اُنہوں نے لاچاری سے ایسا ہی کیا تب
محمدؐ صاحب اُن سے بولے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اُنہوں نے اسلام کو قبول نکیا اور
خوب بحث و مباحثہ کرکے گفتگو میں محمد صاحب کو تنگ کر دیا کہ حضرت لاچار ہو کر لاجواب
ہو گئے ۔ پس حضرت اُس مباحثہ میں تنگ آکر کہنے لگے آج میں اس بات کا جواب
نہیں دیتا تم مدینہ میں ٹھہرو جب تک میں تمہاری باتوں کا جواب ندوں پھر کل کے روز
حضرت نے اُنہیں یہ آیت سُنائی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ تا کاذبین ۔ یعنے
عیسےٰ خدا کے نزدیک آدم کی مانند ہے جس کو خدا نے مٹی سے بنایا تھا ۔ پھر حضرت
نے اُن عیسائیوں سے کہا آؤ ہم شہر کے باہر چلیں ہمارے لوگ ہمارے ساتھ ہوں
تمہارے لوگ تمہاری ساتھ ہوں اور وہاں چلکر جھوٹے پر لعنت کریں عیسائیوں نے
جو صرف چودہ شخص مسافر جا پہنے تھے یوں کہا آج ہمیں مہلت دیں تاکہ ہم تامل
اور فکر کرکے اس بات کا جواب دیں پس وہ اپنے ڈیروں میں گئے اور باہم صلاح کی
تو اُن کی یہ رائے ٹھہری کہ مباہلہ یعنے باہم لعنت کرنا نکریں بلکہ اس شخص کو جو ناحق
جبر کرتا ہے جزیہ دینا قبول کرکے اپنے وطن کو چلے جاویں چنانچہ ایسا ہی کیا انتہےٰ
اگرچہ قرآن مجید اور کتب احادیث میں حضرت نبی اسلام صلعم کے معجزوں کا بکثرت

بیان ہے لیکن یہ معجزہ کہ جو خاص علمار عیسائی کے واسطے واقع ہوا صرف اُسی کا ذکر یہاں لازم نظر آیا۔

اگر کوئی کہے کہ ہنوز مباہلہ نہیں ہوا اور معجزہ کی نوبت نہیں پہونچی پس معجزے میں کیوں یہ شمار کیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ معجزہ تو ہوا کہ اہل مقابلہ کے دل میں پیش از وقوع مباہلہ خوف عظیم پیدا ہوا اور جو حجت کہ اُس معجزہ کے وسیلہ سے تمام کرنی ٹھہرائی تھی اسی کے وسیلہ سے تمام ہوئی اور اُن لوگوں کے دلوں میں اگر اس بات کا یقین نہیں ہوا تھا کہ حضرت نبی اسلام صلعم کی دعا فوراً جناب الٰہی میں مستجاب ہوگی تو کیوں اُنہوں نے مباہلہ سے گریز کیا پس بعد مباہلہ اگر بددعا کی تاثیر ظاہر نہوتی تو اُس وقت یہ حجت عدم ثبوت معجزہ کی کرسکتے تھے اور درحالیکہ خود مقابلہ کرنے والوں نے حضرت صلعم کے رعب باطن اور تاثیر بددعا کو مان لیا تو اور کون اس کا انکار کرسکتا ہے۔

اس سے ایک بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دین اسلام خدا کی طرف سے نہوتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ صلعم نبی برحق نہوتے تو ہرگز اپنے دعوے پر خدا کے حضور جھوٹے پر لعنت اور غضب الٰہی نازل ہونے کی بددعا کرنے کا حوصلہ اور جرأت نکر سکتے کیا کوئی اپنی چالاکی سے خدا کو بھی دھوکا دے سکتا ہے کیونکہ اگر ہوسکتا تو عیسائی علمار کیوں دعا مانگنے کی جرأت نکر سکے۔

پھر اس زمانہ کے منکرین میں اگر کوئی اس واقعہ کی اصلیت میں شک کرتا ہو تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات خلاف واقعہ قرآن مجید میں لکھی گئی ہوتی تو اُس [illegible] یہود اور نصاریٰ جو دین اسلام میں نئے شامل ہوئے تھے اور [illegible] جو کثرت سے نزدیک موجود تھیں بے تامل اس [illegible] یہی ایک خاص دلیل بے اصلی دین اسلام کی ٹھہراتے اس سے ظاہر ہے کہ کسی کو اس بیان واقعی میں کسی وقت شک نہیں ہوا اور بمقابلہ علمار عیسائی ایسا ہی واقعہ ہوا جیسا کہ لکھا ہے پس معجزہ تو دنیاوی امور میں بھی اکثر ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ اندھے کو بینا

Marfat.com

کرنا اور کوڑھیوں کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرنا مگر یہ معجزہ جو صرف اتمام حجت دینی کے ہوا اس کا مرتبہ اور معجزوں سے زیادہ ہے اگر حضرت عیسےٰ نے اندھے کو بینا کیا متی ۲۰ باب ۳۰۔۳۴ تو یہاں دیدہ وروں کی آنکھیں کھول دی گئیں یعنے حضرت کا معجزہ اندھے کے سامنے تھا اور یہ آنکھوں والوں کے سامنے ہوا وہاں کوڑھیوں ظاہر پاک ہوتے تھے اور یہاں پاکوں کے باطن صاف کئے گئے وہاں مردے زندہ کئے جاتے تھے اور یہاں زندے جلائے گئے خلاصہ یہ ہے کہ وہاں بیمار چنگے ہوتے تھے اور یہاں طبیب مسیحا نفس بنائے گئے وہاں ہر درد کے لیے دوا تھی اور یہاں حکمت بہ فلاطون سکھائی گئی وہاں دنیا میں لوگ خوشحال ہوئے اور یہاں دین کی دولت سے مالامال ہوئے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ علماء عیسائی اس مباہلہ کے خوف سے اس قدر کانپ گئے کہ جس کا بیان لکھ چکا ہوں اور افسوس کہ ایک زمانہ اب ہندوستان میں ہے کہ ہر ادنیٰ عیسائی بھی جسے آبدست لینے تک کا تمیز نہیں ہے تو بھی قرآن کو باطل کرنے میں وہ اپنے جامہ سے باہر ہے اگرچہ اُن میں سب سے بڑے عالموں کو باوجود ایک دوسرے کا مددگار ہو جانے کے مثل عبارت قرآن کی ایک آیت بنالانے کی بھی لیاقت ممکن نہیں تو بھی اُن میں سے ہر جاہل یہی قرآن مجید کے باطل کرنے کے دعوے پر غل مچا رہا ہے دیکھیے یہ شور اللہ جل شانہٗ کے کان تک کب تک پہونچتا ہے اس جگہ یہ بات غور کرنا چاہیے کہ یہ معجزہ جو بیان ہوا قرآن مجید ہی میں مندرج ہے اور اس کے سوا شق القمر کا معجزہ تو آفتاب کی طرح ظاہر ہے پھر سورہ انفال میں۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ط اور مثل اس کے اور معجزے ہیں کہ قرآن میں لکھے ہیں اور احادیث صحیحہ میں اور بیسیوں معجزوں کا بیان

صاحب کشاف نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں لکھا ہے۔

انشقاق القمر من آیات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و من معجزات نبوتہ

تفسیر عباسی میں ہے۔ معالمھا انشقاق القمر و خروج النبی و یا القرآن من احد

ای معالمہا بیضاوی میں ہے لانہ قد ظہر اماراتہا کمبعث النبی و انشقاق القمر اور تفسیر کبیر میں ہے الاشراط العلامات قال المفسرون ھی مثل انشقاق القمر و رسالۃ محمد اور جلالین میں ہے ای علاماتہا منہا مبعث النبی و انشقاق القمر و الدخان عیسائی علماء اعتراض کرتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا قیامت کو ہوگا مگر اس اگلی آیت سے یہ گمان بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (سورہ قمر رکوع ۱) | یعنے کفار جب کوئی معجزہ دیکھکر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے [illegible] ہے ہمیشہ کا۔

پس اگر یہ معجزہ نہیں ہوا تھا تو کافروں نے جادو کیسے بتایا تھا اور کسی غیر مذہب [illegible] کتاب میں بھی اگر اس معجزہ کا ذکر ضرور ہے تو حضرت یسعیاہ سے جو سورج [illegible] (یسعیاہ ۳۸ باب ۸) (اور ۲ سلاطین ۲۰ باب ۸) اور حضرت یشوع سے دوپہر تک [illegible] (باب ۱۳) جو سورج کو ٹھیرا رکھا تھا ان دونوں باتوں کا بھی ذکر کسی غیر مذہب [illegible] نہیں ہے باوجود اس کے اگر وہ دونوں معجزے صحیح ہیں تو شق القمر کا معجزہ [illegible] پس علماء عیسائی اور از انجملہ پادری فانڈر صاحب جو اختتام [illegible]

ؔ امام بخاری بروایت انسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے یہ سوال کیا کہ [illegible] کو چاند دکھلایا کہ دو ٹکڑے ہوگیا یہانتک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دو ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا [illegible] ہوگیا چاند اور ہم ساتھ تھے نبی صلعم کے منیٰ میں آپ نے فرمایا گواہ رہو ایضاً بروایت عبد اللہ [illegible] فرماتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا اور ہم حضرت نبی صلعم کے ساتھ تھے سو وہ دو ٹکڑے ہوگیا [illegible] بروایت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے وقت میں چاند پھٹ گیا یہانتک کہ دو ٹکڑے ہوگیا [illegible] کہ محمد نے ہم پر جادو کر دیا ان میں بعضوں نے کہا کہ اگر ہم پر جادو کر دیا تو اس سے نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام [illegible] سیوطی درمنثور میں لکھتے ہیں کہ ابن جریر ابن المنذر ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں [illegible] سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت نبی صلعم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا تو قریشیوں نے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو [illegible] چلاتے ہیں کیونکہ محمد سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام لوگوں پر جادو کرتے پھر مسافر آئے تب ان سے پوچھا تو [illegible] ہوتا اقتربت الساعۃ وانشق القمر یعنے نزدیک آئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور ابو نعیم نے [illegible] ابن عباسؓ سے اللہ کے اس قول کے بیان میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر کہ حضرت [illegible] تھا ولید ابن مغیرہ و ابو جہل ابن ہشام و عاص بن وائل و عاص ابن ہشام و اسود ابن عبد یغوث و اسود ابن مطلب [illegible] حارث انہوں نے حضرت نبی صلعم سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے چاند کو دو ٹکڑے کر دو آدھا ابو قبیس پر [illegible] اگر میں یہ کر دوں تو تم یقین لاؤ گے وہ بولے ہاں اور وہ رات چودھویں تھی رسول اللہ صلعم نے اپنے مالک سے چاند کے پھٹ جانے کی دعا کی [illegible] آدھا ابو قبیس پر اور آدھا قیقعان پر ہوگیا اور رسول اللہ صلعم پکارتے تھے کہ اے ابو سلمہ کے باپ عبد الاسد اور ارقم [illegible]

کہ احادیث کا اعتبار نہیں تو سمجھنا چاہیے کہ اناجیل [illegible]
حواریوں وغیرہ کا قول سمجھا جاتا ہے اور جبکہ مصنفوں کے قول کو اناجیل
تو حضرت عیسےٰ کے معجزے تو کیا حضرت عیسےٰ کا نام تک اناجیل میں [illegible]
اور جبکہ اناجیل میں مصنفوں کے قول سے حضرت عیسےٰ کے معجزوں کا ثبوت
اور روایات سے معجزات مصطفوی صلعم کا ثبوت بدرجہ اولےٰ ہو سکتا ہے لیکن میں نے [illegible]
اہل کتاب اسی قرینہ کا لحاظ رکھا جو انہیں کے مرکوز خاطر تھا۔

اور اسی طرح سورہ فتح میں ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ حضرت رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پیشتر خواب میں دیکھا تھا کہ
مکہ فتح کر لیا اور صلح حدیبیہ میں جب صلح نامہ لکھنا پڑا اُس وقت بعض صحابہ کو مکہ نہ فتح ہونے کا
رنج تھا اِس لئے آیت میں حقتعالے فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو
خواب تحقیق تم داخل ہوگے ادب والی مسجد میں اگر اللہ نے چاہا چین سے (سورہ
فتح رکوع آخر) اس قرآن سے ثابت ہے کہ یہ آیت پیش از فتح مکہ نازل ہوئی اور اُس کے
بعد مکہ فتح ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا ہے۔

معجزہ ۲

پھر ایک دوسرا معجزہ جو کہ ہر عالم و جاہل کی زبان پر اور ہر مخالف و موافق میں مشہور ہے
اور کسی وقت میں کسی کو اُسکے ظہور میں شک واقع نہیں ہوا کیونکہ شہرہ اور اعلان اُس کا ایک
ملک سے دوسرے ملک تک اِس کثرت اور شدت کے ساتھ ہوا کہ گویا مدینہ کے
رہنے والوں کی طرح روم اور شام اور ہند اور حبش و فارس و عراق وغیرہ کے رہنے والوں
نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب تصنیف
شاہ عبدالحق محدث دہلوی چھاپہ دہلی ۱۲۸۲ھ باب ہفتم صفحہ ۸۶ و ۸۷ میں بھی اِس کا ذکر ہے
۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی جس کا وزیر

[1] مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ [illegible] صفحہ ۴۹ سے ظاہر ہے کہ سلطان نورالدین بن عمادالدین [illegible] کی بادشاہ مصر و شام [illegible]
بست و یکم ۵۶۹ھ وفات پائی تھی اور سلطان صلاح الدین بن یوسف بن [illegible] [illegible]

تھا حضرت سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات تین بار خواب میں دیکھا
کہ دو شخصوں کی طرف جو کہ وہاں کھڑے ہیں اشارہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلدی
پکڑے اور مجھے ان کی شرارت سے خلاص کر۔ سلطان شہید نے اپنی عقل سے دریافت
کیا کہ کوئی امر عجیب مدینہ مطہرہ میں (کہ جہاں روضہ منورہ حضرت صلعم ہے) واقع ہوا ہے
وہاں پہونچنا چاہیے چنانچہ سلطان اسی وقت کہ پچھلی رات تھی چھڑی سواری صرف
بیس آدمی اپنے خاص لوگوں میں سے اور بہت سا مال وزر ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ
ہوا اور ۱۶ دن میں شام سے مدینہ منورہ میں پہونچ گیا اور ان دونوں شخصوں کے حاضر ہونے
کے واسطے فکر کرنے لگا اور خیرات اور انعام کو لوگوں کے حاضر ہونے کا وسیلہ اور حیلہ ٹھہرایا
یہاں تک کہ جو اس شہر کا باشندہ حاضر ہوا اسے خوب روپے انعام دیئے مگر جس قدر لوگ
حاضر ہوئے ان میں کوئی ان دو شخصوں کی صورت کا کہ جنہیں خواب میں دیکھا تھا نظر نہ آیا
تب سلطان نے فرمایا کہ اب شہر کے رہنے والوں میں سے کوئی باقی ہے کہ جو یہاں
حاضر نہیں ہوا لوگوں نے کہا اب تو کوئی باقی نہیں ہے کہ نہ آیا ہو مگر دو شخص مغربی جو کہ نہایت
عابد وزاہد و پرہیزگار ہیں اور بڑی غربا پروری و سخاوت کرتے ہیں اور دن رات عبادت
میں مشغول رہنے کے سبب کسی سے کچھ کام نہیں رکھتے اور لوگوں سے بہت ملتے
نہیں ہیں سلطان نے یہ حال سنکر حکم کیا کہ انہیں حاضر کریں جب وہ حاضر ہوئے تو
دیکھا کہ وہی دونوں صورتیں ہیں جو خواب میں پیغمبر خدا صلعم نے دکھلادی تھیں اُن
سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ اُس مکان میں جو قریب حجرہ شریف
حضرت صلعم کے ہے سلطان ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اُس مکان میں کہ جس کا پتہ
انہوں نے بتایا تھا گیا وہاں جاکر دیکھا کہ دو قرآن مجید ایک طاق میں رکھے ہیں
کتابیں وعظ اور نصیحت کی اور مال جو مدینہ منورہ کے محتاجوں اور فقیروں میں تقسیم کیا
کرتے تھے اُس گھر کے اندر رکھا ہے اور اُن کی خوابگاہ میں ایک بوریہ یعنے چٹائی بچھی
ہے سلطان نے اُس چٹائی کو اٹھایا تو اُس کے نیچے ایک تہ خانہ دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم
کے حجرے کی طرف کھودا ہوا ہے اور ایک کنواں اسی مکان میں کھدا ہوا دیکھا کہ اُس

Marfat.com

خانہ کی کھدی ہوئی مٹی اُس کوئیں میں ڈالتے تھے اور دو تھیلے چمڑے کے بھی رکھے کہ جن میں کھودی ہوئی مٹی بھر کر رات کے وقت قبرستان بقیع کے کسی طرف پھینک تھے پس سلطان نے انہیں بڑی بڑی دھمکیاں اور سخت سزائیں دیکر سب حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں شخص عیسائی ہیں اور نصارے نے اُنہیں مغربی حاجیوں کے لباس میں بہت سامال و دولت دیکر مدینہ منورہ میں بھیجا تھا کہ کسی حیلہ سے وہاں رہکر سیندہ یعنے نقب لگائیں اور حجرہ شریف سے جسد مبارک حضرت صلعم کو نکال لے جائیں اور جس رات کہ یہ سیندہ یعنے نقب قریب قبر شریف حضرت صلعم کے پہونچا ابر باراں اور بجلی اور گرج اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا اور اُسی رات کی صبح کو سلطان شہید وہاں پہونچ گیا غرض یہ باتیں سُنکر سلطان کو عجیب حالت پیدا ہوئی اور بہت رویا اور حجرۂ شریف حضرت صلعم کے اُسی سوراخ کے نیچے اُن دونوں شخصوں کو گردن مارا اور تھوڑا دن رہے اُن کی لاشوں کو آگ میں جلا دیا اور حجرہ کے آس پاس پانی کے چوان تک خندق کھدوایا اور اُس میں رانگ گلاکر بھر دیا کہ پھر کوئی اُس مقام مقدس تک پہونچنے کی مجال نہ لا سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُن دونوں عیسائیوں نے اُس سیندہ میں سے مٹی نکالنے کا یہ طریقہ رکھا کہ اُن چمڑے کی تھیلوں میں بھر کر رات کے وقت شہر کے باہر پھینک آتے تھے لیکن جب اس میں بہت ہرج اور تکلیف دیکھی تب مکان کے اندر ایک کنواں کھودا اور اُس میں وہ سیندہ کی نکالی ہوئی مٹی ڈالنے لگے یا یہ کہ دونوں طور اختیار کر رکھے ہوں گے جب فرصت پاتے تو باہر جاکر پھینک آتے اور جب فرصت پاتے تو کوئیں میں ڈالدیتے تھے یا یہ کہ پہلے کنواں کھودا ہوگا اور اس کی مٹی تھیلوں میں بھر کر باہر پھینک آتے اور بعد اُس کے جب سیندہ کھودنا شروع کیا تو اس کی مٹی اُس کوئیں میں ڈالتے

چونکہ انجیل متی ۲۸ باب ۱۳ و ۱۵ کے بموجب عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کو جو صلیب پر کھینچ کر قبر میں مدفون کیا تھا تو یہودیوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اُس صلیب کی لاش کو اُس کے شاگرد چُرا لے گئے۔ یہ فال عیسائیوں کے حق میں ایسی تاثیر بخش ہوئی

Marfat.com

کہ حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کی بابت ان میں یہ صفت قرار پاگئی اور اگرچہ اُس مصلوب کی لاش کو چرانے کا الزام عیسائی عقیدہ کے بموجب اُن پر ثابت نہو مگر یہاں تو ایسا ثابت ہوا کہ چور سینہ ہی میں پکڑا گیا اب کسی طرح کے انکار اور عذر کی گنجایش کہاں رہی اگرچہ یہاں چرا لیجانا نصیب نہوا مگر چوری کا الزام قسمت میں لکھا گیا یہ رباعی اُن کے حسب حال ہے۔

رباعی

وزدیکہ نسیم را بدزدد | وزکعبہ گلیم را بدزدد
گردست بہ فاتحہ بر آرد | رحمٰن و رحیم را بدزدد

اور وہی سنت آبائی ہے کہ اب تک بعض عیسائی چھپا چوری مکہ اور مدینہ کا سفر کرتے اور جس طرح وہ دونوں عیسائی مغربی حاجیوں کے لباس میں وہاں گئے تھے اسی طرح یہ عیسائی بھی اہل اسلام کے لباس میں وہاں جایا کرتے ہیں۔ پس یہ ایک معجزہ ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے ساڑھے پانچسو برس کے بعد ظاہر ہوا اور اسی طرح اور بھی کتنے ہی معجزے ہیں جو وقت بوقت ظاہر ہوتے رہے مگر معجزہ کہ جو خاص عیسائیوں کی نسبت ظاہر ہوا اسی کا ذکر اس کتاب میں مناسب سمجھا گیا اب اگر کوئی عیسائی کہے کہ ہم اس بات کو یقین نہیں کرتے کیونکہ کسی عیسائی نوشتہ میں اس کا ذکر نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کیا عیسائی فضیلت [illegible] تھی جو اُسے یادگاری کے لئے اپنی کسی معتبر کتاب میں لکھ رکھتے بلکہ یہاں [illegible] سکے یہ بات عیسائیوں کے چھپا ڈالنے کے لایق تھی۔ دوسرے یہ کہ یہ بات ایسی [illegible] وصریح اور مشہور ہے کہ یہ خبر اپنی صداقت کے بابت عیسائی نوشتہ کی کیا بلکہ کسی نوشتہ کی بھی حاجت نہیں رکھتی کیونکہ یہ معجزہ اپنی عظمت اور کمال جلال [illegible] ہر شخص[1] کی زبان پر جاری رہا۔ اور اس کے سوا اب تک وہ مکان اُن دونوں عیسائیوں کا حجرۂ شریف حضرت صلعم کے پچھم رخ سامنے کو ٹوٹا پھوٹا موجود ہے اور اُس سے ایک سوراخ مسجد نبوی صلعم کی دیوار میں رہا گیا ہے کہ جسے دیکھکر ہر شخص کو اسطرح

[1] یعنی شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے زمانہ میں موجود تھا ۱۲

Marfat.com

یاد آجاتا ہے کہ گویا کل ہی یہ معجزہ ظاہر ہوا ہے اور اُن کے ... میں رانگ گلا کر بھرا ہوا جان کر ہر شخص کو فوراً یاد آجاتا ہے کہ اِس ... سبب وہی نقب اُن دونوں عیسائیوں کا تھا۔

پس چونکہ اُس رانگ گلے ہوئے کا بھی ذکر کسی عیسائی نوشتہ میں نہیں ہے ... عالم میں کوئی اُس کی بابت شبہہ یا انکار نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح اِن دونوں ... کے حال میں بھی اگرچہ کسی عیسائی نوشتہ میں نہ پایا جائے کسی طرح کے شبہے یا ... کو دخل تک نہیں ہے اور اگر لکھا بھی ہو تو کون عیسائی کسی مسلمان کو لاکر دکھلا ... کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا بدکام کیا تھا۔ اور غالباً اُن عیسائیوں کی اولاد اپنے بزرگو ... کا یہ حال معلوم کرکے پھر عیسائی نہ رہے اور حضرت صلعم پر ایمان لاکر صدق دل ... مسلمان ہوگئے چنانچہ ہندوستان میں دکھن جانب جو نویتوں کی قوم آباد ہے انہیں لوگوں کی اولاد سمجھی جاتی ہے کہ بعد مسلمان ہونے کے نصاریٰ کے ظلم سے پیشتر ہی کسی احتیاط کے سبب اپنے ملک سے نکالے گئے اور شاید اُس جولاہے کی نسل سے ہیں کہ جس نے اپنا مکان اِن دونوں عیسائیوں کو بکرایہ یا عاریت ... کو دیا تھا اور بعد حال کھل جانے کے مسلمانوں نے اُسے شہر سے نکالدیا یا وہ دونوں عیسائی دراصل پیشہ جولاہے کا کرتے تھے اس کا مفصل حال اُسی قوم نویتوں کے ذی لیاقت تاریخ دان لوگوں کو خوب معلوم ہوگا۔

اب اگر کوئی کہے کہ کسی نے مخبری کرکے اُن دونوں عیسائیوں کو گرفتار کر ... دیا ہوگا تو اتنی دور ملک میں جاکر مخبری کرنا اور یہ انتظار کہ بادشاہ کے آنے تک ... عیسائی اپنا کام پورا نہ کریں گے ناممکن ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر مخبری کی ہوتی تو بادشاہ اُنہیں دونوں کو اُسی مخبر سے بھجوا کر بلالیتا ... اُٹھنائے شہر کے حاضر کرنے میں اتنی دولت کیوں خرچ کرتا۔

تیسرے بڑی بات یہ ہے کہ بادشاہ آپ کبھی نہ آتا بلکہ اپنے نوکروں کے ... بندوبست کرلیتا مگر اس معجزے کی عظمت دیکھکر سلطان اتنا جلد ...

معجزہ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم۝

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

قُلِ اللّٰہُ شَہِیۡدٌۢ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۟ وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ (انعام ع ۲) — یعنے کہہ اللہ ہے گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وحی کیا گیا ہے طرف میری یہ قرآن۔

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ٭ۖ وَ اللّٰہُ شَہِیۡدٌ عَلٰی مَا تَعۡمَلُوۡنَ۝ — یعنے اے کتاب والو تم کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کی آیتوں سے اور اللہ اس کا گواہ ہے جو تم کرتے ہو۔

از شہادت قرآنی فصل ۱۱۶ — شعر

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے — دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زبان ہے

بیان فصاحت قرآن ہے سبحان اللہ یہ خدا کی زبان ہے قرآن مجید آجتک اور ہمیشہ کے لئے ایک ایسا معجزہ ہے جو مثل آفتاب ہر شخص کے پیش نظر ہے یعنی مثل اس کے دوسری کتاب کوئی انسان بنا نہیں سکتا کیونکہ یہ اس کا کلام ہے جس نے انسان ہی کو بلکہ فرشتوں کو بھی بنایا ہے اور علماء عیسائی جو بعض اہل انگلستان کا قول اس دعوے پر دلیل لاتے ہیں کہ مقامات حریری فصاحت میں مثل قرآن ہے یہ ان کا قول سراسر اسراف اور ان کا دعوے محض خلاف ہے وہ ہنوز مقامات حریری کی فصاحت کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے تو قرآن مجید کی فصاحت کو کیا سمجھ سکیں مصنف مقامات حریری خود معتقد عظمت قرآن ہے کیا کوئی حریر پر زر پر فوق لا سکتا یا کتان زمہریر کو گرمی دیکھا سکتا ہے مقامات حریری سے تو شیخ احمد عرب شاہ کا کلام زیادہ فصیح و بلیغ ہے علامہ تفتازانی صاحب مطول مصنف مقامات حریری کو بلاغت سے بالکل عاجز جانتے ہیں چنانچہ کتاب مختصر معانی میں بعد ذکر کرنے محسنات کے جو بلاغت میں چاہیے فرماتے ہیں کہ اصل حسن کی یہ ہے کہ الفاظ معنوں کے تابع ہوں نہ برعکس اس کے انتہٰی۔ پھر وہیں لکھا ہے کہ جب حریری نے

Marfat.com

باوجود کمال فضل کے دیوان انشا میں لکھا تو اس حسن سے عاجز رہا چنانچہ
میں یہ ہے ۔ وحین رتب الحریری مع کمال فضلہ فی دیوان انشاء عجز عن ال
ھو رجل مقامات ای رجولیۃ وجرأتہ مقصور علی ذلک لا یتجاوز غیرہ ۔ اور وہ
اسلام کے سے ہے خود قرآن کے کل معجزات پر ایمان رکھتا تھا جن میں سے ایک
سے ہے اور یہ سب بواقعی عبارت قرآن کو لاثانی اور کلام ربانی جانتے تھے چنانچہ ا
اقرار سے جو انہوں نے اپنی تصنیفات میں کیا میرے اس قول کی صداقت
کیونکہ قرآن مجید کی فصاحت اور ان سب کے کلام میں آسمان اور زمین کا تفاوت
ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ اور عیسے بن صبیح الملقب بمزدار کا قول جو پادر
فانڈر نے بیان کیا کہ وہ اہل عرب کو مثل قرآن مجید کے دوسری کتاب یا ایک سورۃ ب
سکنے کے لایق جانتا تھا انتہے اس کا ثبوت تو تبھی ہو کہ جب فعل مثل قول کے پایا جائے
یعنے اگر ہو سکے تو کوئی سورۃ مثل قرآن مجید کے بنا کر پیش کریں تاکہ ادہر ادہر کے اقوال جم
کرنے اور ان سے حجتیں قایم کرنے کی حاجت نہ رہے پس قرآن مجید تو ہر وقت موجود
مگر وہ لاف زن دنیا میں کہاں ہیں جو مثل اس کے بنانا جانتے ہیں یا صرف اپنی عا
ہی بگاڑنا جانتے ہیں اعجاز قرآن صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ جیسے کہ توریت وانجیل کلام ا
اور کتاب اللہ اور وحی اللہ ہیں اور ان کا خلاصہ قرآن ہے پس ظاہر ہے کہ قرآن بھی
اللہ اور کتاب اللہ اور وحی اللہ ہوا اور نہ بناوٹ انسانی انتہے اور لب التواریخ جلد ۲ صفحہ
میں ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ اس کتاب (یعنے قرآن) کی عبارت ایسی شستہ
ہے کہ زبان عربی کے لئے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد صلعم نے اپنی نبوت کی صداقت کے
مخصوص اس کی عبارت پر بنیاد ڈالی انتہے ۔ اب سنو

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ	کیا لوگ کہتے ہیں یہ بنا لایا ہے (یعنی محمد صلعم)
قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ	تو کہہ (اے محمد صلعم) لے آؤ ایک سورۃ ایسی
وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوا

Marfat.com

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ | اگر تم سچے ہو (سورہ یونس رکوع ۴)

یعنے اپنے معبودوں اور دیوتاؤں کو بھی اس کام میں اپنی مدد کے واسطے بلاؤ تو بھی قرآن مجید مثل ایک سورۃ کے جیسے کہ انا اعطینا وغیرہ ہے نہ بنا سکو گے اور جبکہ نہ بنا سکے تو تم سچے نہیں بلکہ جھوٹے ہو جن پر خدا کی لعنت ہے لعنۃ اللہ علی الکذبین اور پھر یہ کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ | یعنے کہہ (اے محمد صلعم) اگر جمع ہو ویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاویں گے ایسا اور پڑی مدد کریں ایک کی ایک اتنی (سورہ اسرائیل رکوع ۱۰)

یعنے اگر ایک دوسرے کے اس کام میں مددگار ہو جائیں تو بھی نہ بنا سکیں گے ایسا اور نہ صرف یہی کہ انسانوں میں ایک دوسرے کے مددگار اس کام میں ہو جائیں بلکہ جن اور انسان دونوں مخلوق ملکر مثل اس کے بنایا چاہیں تو بھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی ہمیشہ مدد کرتے ہی رہیں۔

اور اسی طرح کا قرآن مجید میں کئی جگہہ ذکر ہے مثلاً سورہ ہود رکوع ۲ اور سورہ بقر رکوع ۳ وغیرہ غرض یہ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر تم اس کے الہامی اور وحی ہونے میں شک کرتے ہو تو لے آؤ مثل اس کے نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ کہ اس کی ہر ترکیب موقع پر واقع ہوئی ہو اور ہر تشبیہہ اور ہر مجاز اور ہر کنایہ حسن اور لطافت سے مستعمل ہو اور باوجود اس کے تنافر[۱] اور وحشت کلمات اور تعقید[۲] ترکیبات اور ایطا[۳] اور اقوا[۴] اور اکفا[۵] سے پاک اور مبرا ہو اور یہ بھی آسان خدمت بتلائی گئی نہیں تو اس کلام اللہ میں اور باتیں بھی ہیں کہ اگر وہ سب تم سے طلب کی جائیں تو تم پر بڑی مشکل گذرے۔

پہلے یہ کہ اس کلام کا اسلوب انسانی کلام کے اسلوب سے برخلاف

سلہ از شہادت قرآنی فصل ۳۳-۱۲ ۔ سلہ باصطلاح علم معانی اجتماع الفاظی کہ تلفظ بآنہا ثقیل باشد و از تلفظ آن طبع نفرت گیرد چنانچہ مصدق قول ۱۲ سلہ تعقید سخن پوشیدہ گفتن چنانچہ نیک نتوان دریافت و بسیار گرہ زدن و باصطلاح علم معانی تقدیم و تاخیر کردن الفاظ بجہت رعایت وزن ۱۲ سلہ ایطا مکرر کردن قافیہ چوں ستمگر و افسوں گر ۱۲ سلہ اقوا چون قافیہ گل بالکسر و گل بالضم و قافیہ دو ربالفتح و دربالضم ۱۲ سلہ اکفا بالکسر چیں قافیہ سیاہ و صبلح از غیاث اللغات ۱۲

Marfat.com

دوسرے تناقض اور اختلاف اس میں نہیں ہے تیسرے غیب کی گذرے زمانوں کے حالات اس میں ہیں جو کسی تواریخ سے ثابت نہیں موسےؑ کا حضرت خضرؑ سے ملاقات کرنا اور کنعان پسر نوحؑ کا ڈوبنا اور حضرت ابراہیمؑ کا بت پرست نہونا اور مسیحؑ کا مصلوب نہونا وغیرہ گاڈفری ہیگنس صاحب کی دفعہ ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ محمد صلعم کے قانون کی رو سے کل قمار بازی کی ممانعت ہے اس قانون کی مراد مفید سے یقیناً کوئی منکر نہوگا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے صرف اس کو انجیل سے نقل کیا ہے میں نے اس برائی کی ممانعت کے احکامات کو میں دیکھا نہ انجیلوں میں (حمایۃ الاسلام صفحہ ۳۹ و ۴۰ دفعہ ۶۱ مطبوعہ بریلی ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) سر ولیم جونس اپنے دوسرے رسالہ میں جو ایشیا کے علم ادب کے بیان میں ہے یہ لکھتے ہیں کہ محمدیوں کو ان کے شارع کا یہ حکم صاف تھا کہ علم کو دنیا کے دور دراز حصوں میں بھی تلاش کرو میری دانست میں محمد صلعم نے اس کو انجیل سے نقل نہیں کیا اور نہ روم کے قانون سے جن کے بموجب مخالفوں کے علم کا سیکھنا ممنوع ہے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۲ دفعہ ۱۱۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) چوتھی پیشین گوئیاں اس میں ہیں کہ اسی کے مطابق وقت بوقت ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ پانچویں یہ کہ اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو فصاحت میں تنزل لانے والی ہیں تو بھی انتہا درجہ فصاحت کو یہ کلام پہونچا ہے (۱) ہر ملک کے فصیح بیان اکثر دیکھی اور سنی ہوئی چیزوں جیسے گھوڑا یا اونٹ یا مرد یا عورت خوبصورت یا بادشاہ یا جنگ یا غارت وغیرہ کی صفت میں فصاحت کر سکتے ہیں اور اس کلام الٰہی میں زیادہ تر ان چیزوں کا ذکر ہے کہ جنہیں کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا جیسے بہشت کی خوبیاں جہنم کے عذاب نہر کوثر و سلسبیل و تسنیم و لبن وغیرہ کا ذکر درخت سدرہ اور طوبیٰ کا مفصل حال و عرش و کرسی کا بیان وغیرہ (۲) شاعر جہانتک جھوٹ میں ترقی کرے اتنا ہی اس کے کلام میں لطف زیادہ ہوتا ہے اور اس پاک کلام میں جھوٹ سے نفرت اور پرہیز ا

سچائی کا کمال ظاہر ہے (۳) کوئی شاعر یا نثار اگر کسی مضمون کو دوبارہ لکھے تو فصاحت
میں نقصان آتا ہے اور اس کلام میں جس جگہہ دوبارہ کوئی بات فرمائی گئی لطف زیادہ
ہوا ہے (۴) کوئی کلام جب طول ہو تو پھر فصاحت اس میں مشکل ہے اور یہ کلام باوجود
طول ہونے کے کہیں فصاحت کے درجے سے نہیں گرا ہے (۵) اس کلام الٰہی کے
مضامین عبادات شاقہ واجب کرنا اور دنیا کی لذتیں حرام کرنا اور آدمیوں کو زہد و پرہیزگاری
کی تعلیم اور مال خرچ کرنا اور مصیبتوں پر صبر اور موت کو یاد کرنا اور عاقبت کا بیان رکھتا
ہیں اور ان باتوں کے بیان میں انسان کی فصاحت و بلاغت باقی نہیں رہتی (۶)
ہر شاعر جو اپنے فن میں کمال رکھتا ہے وہ ایک ہی طور اپنے لئے خاص کر سکتا ہے
کہ اس میں اسے کامل مہارت ہوتی ہے نہ یہ کہ سب طور پر چنانچہ دبیر مرثیہ گو طرز بین
یعنی ایسے مضمون کہ جنکو سنکر انسان رونے پر آمادہ ہو اور انیس بیان رزم میں اور ناسخ عاشقانہ
مضامین اور سودا ہجو کہنے میں خوب منجھے ہوئے سمجھے جاتے ہیں اگرچہ ان سب شاعروں
کے کلام صرف طبع زاد اور مبالغوں اور ناراستیوں کا مخزن ہیں ورنہ اگر قرآن مجید کی صداقت
اور زہد اور تعلیمات آخرت اور تہذیب اور اخلاق ظاہر کرنا چاہتے تو وہ ایک ایک صفت
بھی ان میں پائی نجاتی اسی طرح فصحاء عرب میں امرء القیس بیان حسن اور گھوڑوں
کی تعریف میں بے نظیر تھا اور نابغہ رزم کو خوب بیان کرتا تھا اور اعشیٰ بزم کو اور زہیر
عرض مطلب اور اظہار طبع میں خوب مشاق تھا اور اس کلام الٰہی میں جو خوب غور کرو
تو ہر فن میں بے نظیر ہے اور کسی ایک طرز کو دوسرے طرز سے کمی یا بیشی ممکن نہیں
اس کے سوا یہ کلام مقدس فقہ اور اور علوم کی اصل ہے جیسے کہ علم عقاید اور مناظرہ غیر
دین والوں کے ساتھہ اور علم اصول الفقہ اور علم فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق اور اور
علوم کی پس اس طرح کی باریکیوں کے بیان میں فصاحت اور بلاغت [illegible]
برتنا کسی انسان کا مقدور نہیں ہے مثلاً اگر کسی کامل نثار سے فرمایش کیجائے کہ
ایک دو مسئلے منطق کے رنگین عبارت میں لکھے یا ایک دو مسئلے فرایض کے
فصاحت کے ساتھہ بیان کرے تو ہرگز نکر سکے گا پس ان باتوں سے بالکل یقین

ہو سکتا ہے کہ یہ کلام انسان کا کلام نہیں صرف خدا ہی کا کلام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ہُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ فَیَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لِتَنَالُوْا مِنْ عِنْدِ رَبِّکُمُ الْکَرِیْمِ نَعِیْمًا قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ ۝ (سورہ نمل رکوع ۱) | یعنے اور تحقیق تو البتہ سکھلایا جاتا ہے قرآن نزدیک حکمت والے کے سے اسنتے۔

علماء عیسائی جو کہتے ہیں کہ یونانی اور یعنے سنسکرت وغیرہ میں ایسی کتابیں ہیں جو فصاحت میں بے مثل گنی جاتی ہیں اور اسی طرح وید کی عبارت بھی ہے (میزان الحق صفحہ ۱۹۱) تو اس کے جواب میں انہیں از روے انصاف غور کرنا چاہیے کہ ہر زمانہ میں جو فصیح لوگ گذرے ہیں اُنہوں نے سیکڑوں استادوں سے تعلیم پائی اور بڑے بڑے علوم کی کتابیں پڑھیں اور ہر طرح کی کتابوں کی سیر کی اچھے اچھے اُستادوں سے برسوں اپنی عبارتوں میں اصلاح لیا کیے تب کسی قدر فصیح عبارت لکھنے کی طاقت حاصل کر پائی مگر حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تو علوم دنیا سے محض امی یعنی بے پڑھے ہوئے تھے اور یہ بات خوب ظاہر ہے کہ کبھی حضرت صلعم نے کچھ لکھا اور نہ پڑھا اور نہ کسی مدرسہ یا مکتب میں تعلیم پائی چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵ سطر ۱ میں لکھتے ہیں کہ آپ (یعنے حضرت رسول اللہ صلعم) امی محض تھے انتہیٰ اور لب التواریخ مؤلفہ مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نوان چھاپا تصحیح کی ہوئی اوکسفورڈ کے مدرسہ کے مدرس التواریخ ڈاکٹر اڈورڈ نیرس کی اور بمبئی اڈیوکیشن کمیٹی کے حکم سے کلکتہ میں اردو ترجمہ لوئیس ڈ کاسٹا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس متعلقہ صوبجات بنگالہ بہار واڈیسہ جلد ۲ مطبوعہ چرچ مشن ۱۸۲۹ء صفحہ ۲ میں ہے کہ اس کی (یعنی حضرت صلعم کی) کچھ تعلیم بھی نہ ہوئی تھی انتہے۔

Marfat.com

گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۳۷ میں حضرت رسول اللہ صلعم کی بابت لکھتے ہیں کہ آپ خود لکھنا پڑھنا نجانتے تھے (حمایۃ الاسلا صفحہ ۲۵ دفعہ ۳۷ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۹ء) اور قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ۝	یعنے اور نہ تو پڑہتا پہلے اس سے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے (عنکبوت رکوع ۵)

پادری فانڈر نے بھی اپنی میزان الحق کے باب ۳ شروع فصل ۳ صفحہ ۱۷۳ سطر ۲۳ و ۲۴ چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی میں سنجیدگی کے ساتھ یوں ہی لکھا ہے چنانچہ

قولہ اور ہر چند کہ خود محمد صلعم توریت وانجیل کو نہیں پڑہا تھا لیکن اُس کے زمانہ میں عربستان کے درمیان یہودی اور عیسائی بہت تھے انتہٰی اور اسی کے ہم وزن سیر الاسلام صفحہ ۸ سطر ۲۳ میں حضرت صلعم کے امی ہونے کا مضمون ہے پھر کیونکر ایسی کتاب کہ جس کے مقابل میں فصحائے عرب کا کلام پاسنگ بھی نہیں ہے حضرت صلعم بے الہام ربانی تیار کر سکتے اور یہی دلیل مصنف میزان الحق وغیرہ کا بازار کہوٹا ہوجانے کے لئے کافی ہے کہ قرآن مجید نہ صرف زبان عرب بلکہ تمام دنیا کی زبانوں میں بے مثل ولاجواب ہے کیونکہ کسی نے امی ہوکر آجتک ایسی عبارت کہ جس کے ہم پلہ کوئی دوسرا کلام نہو سکے نہیں تیار کر پائی اور نہ تیار کر سکتا ہے۔ **مثنوی**

سبک سنگ کاین لاف کین میزند	ترازو عبث بر زمین میزند
ترازو پراز وزنہ عیب ہاست	ازان جو فروشی کہ گندم نماست
ندانی کہ قرآن بسنگ و قار	نیاید بوزن ترازو بھار
کلامیست از خالق انس وجان	کہ او بے ترازو ست وزن آسمان
نسنجد چو ئے زور بازوے تو	کہ خاک افگند در ترازوے تو
نہ میزان ان باد سنجانست این	ترازوے پولاد سنجانست این
عبث بسکہ گرم تگاپو شدی	ترازو فگن چون ترازو شدی

چہ دعویٰ پراز مکر و فن داشتی | ترازو مگر سنگ من [illegible]
سبک بینی حق گشتی از خوئے خویش | نگہدار وزن ترازوئے خویش
نہ دل را بمیزان خود شاد کن | زمیزان عدل خدا یاد کن

پھر یہ کہ وید اور شاستر وغیرہ والوں نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ کوئی مثل ان کی تصنیف کے کچھ کہہ نہیں سکتا اگر ایسا دعوے کرتے تو البتہ لوگ مثل اُن کی تصنیف کے کچھ بیان کرنے میں کوشش کرتے مگر قرآن مجید میں تو صاف صاف ایک سورۃ چھوٹی کے بھی بنالانے کا حکم ہوا اور نہ بنانے والوں کے لئے موت بھی مقرر تھی یعنے منکروں پر جہاد ہوتا اور قتل اور غارت کا ہر وقت سامان تھا تو بھی لوگوں نے مارا جانا اور قتل ہونا اختیار کیا مگر مثل اُس کے کچھ بھی نہ بنا سکے اگر بنا سکتے تو اپنی جان بچانے کے لیے جان لڑا کر بناتے اور اب تک تمام دنیا میں سب اپنی زبان بند کئے بیٹھے ہیں گویا اُن کی خاموشی اُن کے عجز کا اقرار کر رہی ہے اور وید کی عبارت تو مُردہ زبانوں میں گنی جاتی ہے کہ جس میں اب تصنیف کرنا کیسا بلکہ کوئی اُسے کچھ سمجھتا تک نہیں ہے ورنہ اگر ملک میں اُس کا رواج ہوتا لوگ اس میں لیاقتیں ظاہر کرتے اور مثل اُس کے تصنیف کرتے میں فصاحتیں دکھلاتے مگر عربی خوانوں سے تمام عرب اور عجم اور ترکستان اور شام اور مصر اور عراق اور حبش اور ہندوستان وغیرہ تمام ملک بھرے ہوے ہیں تو بھی مثل ایک چھوٹی سورۃ قرآن مجید کے نہیں بنا سکتے بس جبکہ یہ حال ہے تو ثابت ہوا کہ ہر سورۃ کلام اللہ کا ایک معجزہ دائمی ہے اور اس حساب سے سات ہزار سات سو معجزے قرآن مجید میں صرف بلاغت ہی کے سبب سے ہیں سوا اور صفات مذکورہ بالا کے چنانچہ قرآن مجید میں ستتر ہزار کلمے ہیں اور سورہ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور جب ستتر ہزار کو دس پر قسمت کریں تو سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں اعجاز قرآن مطبوعہ [illegible] مصنفہ فاضل ریاضی داں بابو رامچندر عیسائی کے صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہے کہ مشرکین مکہ نے یہ دعوے کبھی نہیں کیا کہ ہم کوئی کتاب چہار سالہ مثل قرآن کے باعتبار فصاحت

ان کے تیار کر سکتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ایسے قصے جو قرآن میں ہیں ہم بھی پیدا کر سکتے ہیں نتھے۔ گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۲۲۱ میں فرماتے ہیں کہ جیسی عالی عبارتیں کہ قرآن میں پائی جاتی ہیں اُس سے زیادہ غالباً دنیا بھر میں نہیں مل سکتیں۔ حمایۃ الاسلام صفحہ ۱۱۱ دفعہ ۲۲۱ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء اس کے سوا علما اہل کتاب جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ ہی بنایا ہے تو غور کرنا چاہیے کہ کوئی مصنف جو کتاب تصنیف کرے نہیں جانتا کہ میں یہ کتاب اپنی زندگی میں بنا پاؤں گا یا نہیں مگر قرآن مجید اگرچہ تیئس برس میں پورا ہوا تو بھی جس سال میں کہ وہ پورا ہو چکا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اُسی سال میں حضرت صلعم نے وفات پائی گویا جس کام یعنے تبلیغ رسالت کے لیے حضرت صلعم اس جہان میں آئے تھے جب وہ کام پورا ہوا تب ہی حضرت صلعم نے اس جہان سے رحلت کی پس باوجود ایسی روشن دلیلوں کے جو اہل کتاب وغیرہ قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں تو کیا یہ وہ نہیں ہیں جن کی بصارت جاتی رہی اور جن کے دل پر مہر ہو گئی متی ۱۳ باب ۱۳۔۱۵ و شہادت قرآنی صفحہ ۹۲

چنانچہ قرآن مجید ہی میں ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (سورہ انعام رکوع ۱۱)

یعنے اور کون ہے بہت ظالم اُس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ۔

پھر یہ کہ

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝

یعنے اور اگر باندھ لیوے اوپر ہمارے بعضی باتیں البتہ پکڑیں ہم اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالیں ہم اُس سے رگ گردن کی

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قرآن شریف کو پڑھے اور اُس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہوا ہو۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے قولہ یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے جس کے اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اُس کے

Marfat.com

محاسن دیکھکر رجوع کرتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے [illegible]
میں لکھا ہے کہ قرآن شریف اُن خیالات اور الفاظ اور قصص سے [illegible]
تہذیب خیال کیے جا سکتے ہیں مگر افسوس یہ عیب یہودیوں کی مقدس کتا[ب]
واقع ہیں حقیقت میں قرآن شریف ان عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اس
بھی حرف گیری ناممکن ہے اگر ہم اُسے اول سے آخر تک پڑھیں تو کوئی
بات نہ واقع ہوگی کہ جس میں ہنسی آجائے انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ [illegible]
لکھتے ہیں **قولہ** گبّن صاحب کا قول ہے کہ اوقیانوس سے گنگا تک قرآن [illegible]
قوانین مانا جاتا ہے یہ نہیں کہ اُس میں صرف فقہی مسئلے ہوں بلکہ قوانین دیوانی اور [illegible]
اور مضامین بھی اُس میں درج ہیں اور وہ قاعدے جو آدمیوں کے اعمال و مال کی
نسبت مقرر کئے گئے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بے زوال رضا سے بنائے گئے ہیں
یا بہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف مسلمانوں
کا مجموعہ قوانین عامّہ ہے اس میں قوانین مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور د[یوانی]
اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا وہی سب موجود ہے اور مذہبی رسموں سے لیکر
دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے اور صحت [illegible]
اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلایق اور نیکی اور بدی و سزائے دینی و د[نیوی]
سب چیز پر جاوی ہے انتہے اور یہ جو علماء اہل کتاب بار بار کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں
جو اچھی باتیں لکھی ہیں وہ سب توریت سے لی گئیں ہیں انتہے دیکھو دیباچہ روڈول
قرآن چھاپہ الہ آباد ۱۸۳۲ء اور تحقیق الایمان وغیرہ پس میں کہتا ہوں کہ تمام دنیا [illegible]
سے قدیم بت پرستوں میں بھی چوری اور زنا اور قتل وغیرہ منع لکھا ہے [illegible]
ہیں یہ سب باتیں اُن بت پرستوں سے اخذ کی گئی ہو گئیں نعوذ باللہ [illegible]
ہے تاکہ قرآن شریف کے پڑھنے والوں کو جو صاف دل اور انصاف سے [illegible]
حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ بلکہ حضرت ابراہیم اور سب انبیاء علیہم [illegible]
یہی اسلام تھا جو مسلمانوں کا دین ہے اور اس کے خلاف [illegible]

Marfat.com

میں رائج ہوئیں یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ یہ مضمون صرف انہیں کی طبع زاد ہیں ورنہ خدا کی شریعت جو توریت میں ہے وہی انجیل میں اور وہی قرآن میں اور وہی سب انبیاء کی کتابوں میں ہے دیکھو اس کتاب کی لوح اول کلیسیا اول کیا توریت کسی دوسرے نے نازل کی ہے اور قرآن کسی دوسرے نے جو توریت کی باتیں قرآن میں نہوں یہ قصور صرف اپنی ہی سمجھ کا ہے پھر یہ کہ قرآن مجید کی ہر آیت سے ہزارہا عجیب وغریب تاثیریں ہمیشہ ظاہر ہوتی ہیں جو دنیا کی اور کسی کتاب میں پائی نہیں جاتیں اور اس کے بیان میں اُس آیت کے سوا جو سورہ بنی اسرائیل کے رکوع ۹ میں ہے میں زیادہ جرأت نہیں کر سکتا اگرچہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور وہ آیت یہ ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ یعنے اور ہم اوتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ [illegible] لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا مہربانی ایمان والوں کو اور گنہگاروں کو [illegible] نقصان [illegible]

اور ایسا ہی سورہ یونس کے رکوع ۶ میں بھی ہے اگر کوئی کہے کہ ہماری بھی زبان سے کیوں وہ تاثیرات آیات قرآن مجید ظاہر نہیں ہوتیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کی برابر ایمان ہوتا واگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہوتی (متی ۱۷ باب ۲۰) اور الیشع نبی کے وقت میں بنی اسرائیل میں بہت سے کوڑہی تھے پر اُن میں سے کوئی نعمان سریانی کے سوا چنگا نہوا (لوقا [illegible]) پس کوئی سبب نہیں ہے کہ خدا کا کوئی صادق بندہ قرآن مجید سے انکار کرے

اگر اس سبب سے کسی کو قرآن مجید سے انکار ہے کہ کتب سابقہ اس سے [illegible] منسوخ ہوئیں تو میں کہتا ہوں اس لئے منسوخ ہوئیں کہ اُن [illegible] کی [illegible] میں موجود ہیں اب اُن کی حاجت نرہی اور جس طرح مسیح نے پہلے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر نہ لیجاؤ (لوقا ۱۰ باب ۴ متی ۱۰ باب ۹ و ۱۰) پھر کہا کہ اب [illegible] ہے اب اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸) اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ خدا کو اپنی مصلحتوں میں اختیار ہے لیکن نہ یہ کہ تمام توریت و انجیل میں جو کچھ تعلیم توحید اور

تاکید نیک اعمالی وغیرہ مرقوم ہے وہ سب منسوخ ہو گیا ایسا امر اکثر میں
شرایع میں واقع ہوتا ہے۔
اگر اس سبب سے کہ اس میں اور اناجیل مروجہ حالیہ میں کچھ اختلاف
کہ خود انجیل میں بھی اختلاف ہے حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میری گواہی سچ نہیں
کہ میری گواہی سچ ہے یوحناہ باب ۳۱ اور ۸ باب ۱۴۔
اگر اس سبب سے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے کئی ازواج مطہرات تھیں جو
علما عیسائی نے یہ اعتراض لکھا ہے تو حضرت ابراہیمؑ کے اور حضرت یعقوبؑ
ازواج مطہرات کہ جن کی اولاد میں تمام انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور خاص کر حضرت
کی کثرت ازواجی کو یاد کرنا چاہیے جن کا زبور کتب الہامی میں شامل ہے اور جن کی
نسل میں ہونے سے حضرت عیسےٰؑ کا شرف مذکور ہے (متی ۱ باب ۱) اور چونکہ نبی الله
تھے (اعمال ۲ باب ۳۰ اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری
والش صاحب صفحہ ۱۴ سوال ۱۵۳) اور جن کا اولوالعزم ہونا ان کے غزوات سے ثابت ہے
(۲ سلاطین ۸ باب ۱) اور حضرت داؤدؑ کا جنت میں جانا اور رہنا ۲ سموئیل ۷ باب
ظاہر ہے جہاں لکھا ہے خدا کا کلام ناتان نبی کو پہونچا کہ جا اور میرے بندے داؤد سے
کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تو میرے لئے ایک گھر بنایا چاہتا ہے کہ میں اس میں
میں تیرے لئے بھی گھر بناؤں گا رومن تواریخ کلیسیا جلد اول صفحہ ۶۵) اور مشنری
اخبار نور افشان مطبوعہ ۲۲ فروری ۱۸۷۷ء نمبر ۸ جلد ۵ صفحہ ۵۸ کالم وسط میں پادری
ویری صاحب فرماتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم کے بموجب عیسائیوں کو کثرت مناکحت
روا نہیں ہے اس لئے عیسائی ایک عورت سے زیادہ ایک وقت میں شادی نہیں
کر سکتے مگر اس کا یہ بھی اصول ہے کہ رحمت قربانی سے بہتر ہے اس لئے اول
متلاشی دین کو کہ جنکی دو عورتیں نکاحی ہوں اس اصول کے بموجب ان میں
کسی کو چھوڑنا واجب نہیں ہے انتہےٰ لکھنؤ ٹائمز مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۸۸۱ء میں
ہے کہ لارڈ سالسبری صاحب کی لیڈی صاحبہ نے حال میں لوگوں کو اس بات

Marfat.com

کر کہا ہے کہ کثرت ازدواج جائز ہے اُس مسئلہ کو دلائل وبراہین سے ثابت کر کہا ہے اور لوگ قایل ہو گئے ہیں انتہٰی۔

اگر اُس ناواقفی سے کہ حضرت نبی اسلام صلعم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا تو یہودیوں کے عقیدہ کا شمول ہو جائے گا جو وہ حضرت عیسےٰ ہی کی طرف معجزہ کی بابت رکھتے ہیں انتہٰی۔

اگر اُس خیال سے کہ وہ عبرانی میں جو کہ انبیاء بنی اسرائیل کی زبان ہے مثل توریت وزبور وغیرہ کے نازل نہوا تو اناجیل مروجہ حالیہ سے جو سب یونانی میں ہیں انکار ہو جائے گا۔

اگر اُس سبب سے کہ حضرت عیسےٰ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا تو حواریون وغیرہ کی رسالت ونبوت سے انکار کرنا پڑے گا اول قرنتیون کا ۱۴ باب ۲۹-۳۲ اور ۱۲ باب ۱۰ اعمال ۱۱ باب ۲۷ و ۲۸ اور ۱۵ باب ۳۲ میں اگبوس وغیرہ اور یہوداہ اور سیلاس کہ وے بھی نبی تھے اور ۲ قرنتیون کا ۱۱ باب ۵۔

اگر اُس سبب سے کہ حضرت نبی آخرالزمان صلعم انبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے تو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت ایوب وغیرہ علیہم السلام کی نبوت سے انکار ہو جائے گا اور لوقا وغیرہ کی انجیل غیر الہامی کہنی پڑیگی۔

اگر اُس سبب سے کہ اُس میں شریعت کے احکام ہیں جو عیسائی طبیعت کے برخلاف ہے رومیوں کا ۵ باب ۱۳ تو دنیا میں بے شریعت رہکر حیوانوں کی طرح جو حلال وحرام کچھ نہیں جانتے زندگی بسر کرنی پڑے گی۔

اگر اُس سبب سے کہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب امرزش کی ہے تو مسیح نے بھی یوحنا بپتسما دینے والے کے پاس جاکر توبہ کا بپتسما لیا ہے دیکھو مرقس ۱ باب ۵ و ۹۔

غور کیجیے کہ اگر یہ کلام الٰہی نہوتا تو حضرت پیغمبر آخرالزمان صلعم دنیا کے عظیم الشان بادشاہوں جیسے کہ روم اور فارس اور حبش وغیرہ کو اُس وقت جبکہ اسلام صرف عرب کے بعض شہروں

میں بھی خوب شایع نہ ہوا تھا کیونکہ اسلام کی دعوت کرنے ...
قرآنی کے خاتمہ کے باب ۵ صفحہ ۲۲۲ میں کیونکہ اس وقت اہل عیسائی ...
کے سامنے ہر ایک بڑا صاحب فوج بھی جرأت بات کرنے کی ...
اسلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن بادشاہوں میں سے جس نے اُس وقت مان لیا وہ ...
اور جس نے نہ مانا وہ آخر کو ذلت کے ساتھ اسلام کے حلقہ میں آیا یہ باتیں خدا ہی کی طرف ...
نہ یہ کہ انسان کے اختیار سے۔

منادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (سورہ آل عمران آیت ۶۸)

اور کتاب والوں میں سے ایک جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ ایمان لاؤ اُس پر جو اتارا گیا ایمان والوں (یعنے مسلمانوں) پر اول دن کے شروع میں اور منکر ہو جاؤ دن کے آخر میں شاید وہ پھر جاویں۔

از شہادت قرآنی فصل ۱۱۰ ان دنوں ہندوستان میں دو شخصوں نے عیسائی دین میں آکر بڑا غل مچایا ہے مثل مشہور ہے کہ نیا نوکر شیر کا شکار کہیلتا ہے ایک صفدر علی نے جبل پور میں اور دوسرے عماد الدین نے لاہور میں صفدر علی نے اپنی کتاب نیاز نامہ میں قرآن مجید کے اختلاف ترجموں کا حال اس طرح پر لکہا ہے کہ مثلاً الحمد للہ کے معنے ایک نے لکہے جمیع حمد خداے راست اور دوسرے نے لکہا ثنا ہا خداے راست اور پھر یہ کہ ابو داؤد میں جو کتاب بروایت ابو سعید ہے اُس میں سے کتاب الفتن والملاحم کے صفحہ ... کلان اور کتاب اللباس قریب نصف اور اسی طرح کتاب الوضو و کتاب الصلوٰۃ ... کتاب النکاح کو ندارد لکہا ہے اور قرآن میں اختلاف قرأت سواد و ہزار اسطر کہ ... بجاے مونث اور جمع بجاے واحد اور اسی طرح اختلاف بعض آیات ... عقیدہ اہل شیعہ چنانچہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ کہ در اصل کنتم خیر ائمۃ تھا یا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ فِیْ عَلِیٍّ کہ دشمنوں نے بموجب قول سید محمد باقر ... سے ...

Marfat.com

یہ کتاب سید میرن صاحب مجتہد لکھنؤ کی ہے اور سید محمد باقر رشتی خدا جانے کون ہے لفظ علی ساقط کر دیا ہے وغیرہ از نیاز نامہ چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء صفحہ ۸۵-۱۰۲

اور عماد الدین نے عربی تاریخ ابو الفدا میں سے جس کا اردو ترجمہ مدت ہوئی کہ چھپ کر مشہور ہو رہا ہے مسیلمہ کذاب کے قرآن کی آیتیں لکھی ہیں اور عقیدہ فرقہ نظامیہ قرآن کے مخلوق ہونے کی بابت اور دبستان المذاہب سے شیعوں کا قول کہ بہت سی سورتیں قرآن میں لکھی نہیں گئیں ازاں جملہ ایک سورۃ یہ ہے۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِالنُّوْرَیْنِ الخ اور یہ کہ سورۂ احزاب قرآن میں پوری نہیں ہے اور غنیۃ الطالبین میں ہے کہ فرقہ میمونیہ والے کہتے تھے کہ سورۂ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے وغیرہ از تحقیق الایمان مطبوعہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۷-۱۳

لیکن ان دونوں عیسائیوں نے ایسی باتیں لکھ کر پادری صاحبوں کو البتہ خوش کیا ہوگا اور ان میں بھی جو اہل فہم ہیں وہ ایسی باتوں کو بیہودہ جانتے ہوں گے کیونکہ تمام دنیا میں کوئی فرقہ اسلامی بلکہ غیر اسلامی بھی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ قرآن مجید اپنی صحت میں لاجواب ہے جس طرح اپنی ساری خوبیوں میں وہ لاجواب ہے تبدیل الفاظ ترجمات سے جب تک مطلب نہ بدلے تحریف لازم نہیں ہوتی یہ تبدیل ایسی نہیں ہے کہ خدا جسم میں ظاہر ہوا اول طمطاؤس ۳ باب ۱۶ (از رومن بائبل چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۵ء و میزان الحق چھاپہ اکبر آباد سنہ ۱۸۵۰ء طبع ثانی) تاکہ حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت ثابت ہو مگر در اصل یوں ہے وہ کہ جسم میں ظاہر کیا گیا انتہیٰ چنانچہ اس آیت میں خدا کی جگہہ وہ کا لفظ پادری فانڈر کی کتاب اختتام دینی مباحثہ سے کلیسیا ۱۲ میں لکھ چکا ہوں اور ظاہر ہوا کی جگہہ بائبل چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء میں جو بڑی صحت سے چھاپی گئی اس طرح پر لکھا ہے کہ ظاہر کیا گیا اب اس کا تفاوت ذرا غور کرنے سے اہل فہم کو معلوم ہو سکتا ہے اور پادری فانڈر نے بھی باوجود عالم ہونے کے رومن بائبل چھاپہ مرزاپور کے موافق دھوکے سے اپنی میزان الحق میں بھی ویسا ہی لکھ دیا اور تعلیم الایمان مطبوعہ لدھیانہ سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۰ میں بھی یوں ہی ہے پس اختلاف

ترجمات جن سے تعلیمات میں خلل واقع ہوا نہیں کہتے ہیں نہ یہ کہ وہ اختلاف قرآنی جن کا ذکر صفدر علی کے نیاز نامہ سے ابھی لکھ چکا ہوں اہل انصاف دیکھ لیں اور ایسی سیکڑوں مثالیں ہیں سب کو کوئی کہاں تک لکھے یہ صرف کی سمجھ کی خوبی ہے جو اختلاف قرأت یا الفاظ ترجمہ قرآن کو تبدیل بتاتے ہیں تبدیل ایسی ہے جیسے توریت و انجیل کے ترجموں میں بارادہ تحریف تبدیل کی گئی تھوڑا سا ذکر کلیسیا ۳ سکرمنٹ ۵ اور کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴ و ۵ میں لکھ چکا ہوں اور اختلاف ترجمات بلکہ اصل کتاب کی وہ سب آیتیں جنہیں پادری فانڈر نے اور ان کے قول کے بموجب عماد الدین نے بھی اپنی تحقیق الایمان میں اور وہ سب آیتیں جن کو اور علماء اور مفسرین نے محرف لکھا ہے ملاحظہ کرنے کے قابل ہیں کہ تحریف اسے کہتے ہیں اور یہ سب معتبر اور معزز عیسائی علماء کے اقوال ہیں ان میں کوئی مرتد اور نامقبول بھی نہیں ہے اور تبدیل الفاظ متحد المعنی سے تحریف نہیں ہو جاتی ہے اور نہ صرف محرف آیتوں مقبولہ علماء اہل کتاب اور ڈیڑھ لاکھ بلکہ دس لاکھ سے زیادہ غلطیوں پر اکتفا کیا گیا بلکہ اصل ہی زبان میں کتابیں کی کتابیں نادر ہیں چنانچہ پہلی اور دوسری انجیل یعنے متی عبرانی اور مرقس لاطینی اور نامہ عبرانیان عبرانی کا اصل زبان میں پتہ بھی نہیں ہے پس اب مدار صحت اور غیر صحت کتاب کا ترجمے ہی پر یا کوئی اور دلیل بھی اس کے جواب میں کسی کے پاس ہے اور جبکہ ترجمے بھی صحیح نہ ہوئے تو اب ان کتابوں کا کہاں ٹھکانا رہا کیونکہ اناجیل وغیرہ عیسائیوں کے ایمان کا مدار صرف ترجموں ہی پر منحصر ہے اور اصل زبان تو کہاں بلکہ یونانی ترجمے کی اناجیل بھی ہر شخص اپنے پاس نہیں رکھتا دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ سطر ۳ وغیرہ جہاں لکھا ہے کہ جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اس نے کتاب مقدس کو لاطینی میں ترجمہ کیا سنہ ۴۰۰ء سے سنہ ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاصکر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ ان ملکوں میں اگلے یونانی اور عبرانی نہیں جانتے تھے انتہا یہ خوبی صرف قرآن مجید کے لئے ہے کہ اس

پھر ترجمہ اصل زبان کے ساتھ رہتا ہے سیر الاسلام کے ۵ باب ترجمہ تمہید صفحہ ۹۹ میں
لکھا ہے جو ترجمے قرآن کے ترکی اور فارسی زبان میں ہوئے ہیں سب سے بہتر تصور
کئے جاتے ہیں ترجمہ اُس کا جاوا اور ملائی کی زبان میں بھی ہوا ہے اور معنی اُس کے
ہر سطر کے نیچے لکھے ہوئے ہیں غرض ترجمے قرآن کے یورپ کی تمام زبانوں میں ہوئے
ہیں لیکن اس ترجمے کی جو زبان انگریزی میں ہوا ہے بہت تعریف کرتے ہیں ۔

سیوری صاحب نے ترجمہ قرآن کا زمان حال میں فرانسیسی زبان میں کیا ہے
اتنے ہی عماد الدین وغیرہ کو پہلے کچھ توریت و انجیل پڑھنا چاہیے تھا تب کوئی کتاب تصنیف
کرنے کا حوصلہ کرتے مگر انہوں نے اس لیے یہ جلدی کی تاکہ مشہور ہوں [illegible]
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں ۔ پس ترجمہ قرآن کو ترجمات اناجیل وغیرہ سے نسبت
نہیں ہو سکتی جس طرح قرآن کو ان کتب مقدسہ مروجہ سے یعنی کیا قرآن شریف انجیل
متی ہے کہ جس کے سنہ تالیف کا اب تک پتہ نہیں یا وہ انجیل مرقس ہے کہ جس کی
اصل کا ثبوت نہیں آیا قرآن شریف مشاہدات یوحنا ہے کہ جو تھی صدی تک جس
کا مؤلف پہچانا نگیا یا نامۂ عبرانیان ہے کہ جس کے مصنف کا اب تک پتہ نہیں اور معلوم
نہیں کہ یونانی میں تصنیف ہوا تھا یا عبرانی میں آیا قرآن شریف اس طرح [illegible]
کہ اٹھارہ سو برس بعد جب اُس میں غلطیوں کا انبار ہو گیا تب ہزاروں لفظوں غلطیاں
اُس سے چھانٹی پڑی ہوں یا اس طرح کہ مثل بیسیوں انجیل طفولیت و انجیل [illegible]
وانجیل ناصریان وغیرہ قرآن بھی متعدد مشہور ہوئے اور اب اس کا پہچاننا مشکل ہے
کہ کونسا قرآن شریف اصل ہے العیاذ باللہ اور کتاب ابوداؤد میں جو نقل بیان کرتے
ہیں یہ معقول دلیل سنکر سب پادری لوگ صفدر علی کی عقل پر کیا ہی ہنسے ہوں
گے کہ ابوداؤد کی کمی سے قرآن مجید میں کیا کمی پیدا ہو گئی اور جبکہ کتاب [illegible]
نہی (انتہا) اس میں صرف کمی بیان کرتے ہیں اب قرآن مجید میں اُس سے کیا نقص
آگیا تھا ناظرین برائے عقل خام اور اختلاف قرأت سے ملتوی فی الفاظ نہیں تبدیل ہوتے
ہیں اور نہ معنوں میں مخالفت پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ سب ساتوں قرأتیں درست ہیں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تو اُن کا قول جو خلاف مذہب یعنے سُنّی ہو کر قرآن کو غیر محرف کہتے ہیں کب مانیں اور یہی اپنی علمیت اور قابلیت ظاہر کرتا ہے پھر مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرات اہلبیت ؑ کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا انتہے بعد اس کے مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جو حضرت امیر علیہ السلام نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ انھیں حضرت کے پاس اور اُن کی اولاد طیبین اور طاہرین کے پاس موجود اور مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے پاس موجود ہے جس وقت میں اُن حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا انتہے اس میں کئی باتیں غور کرنے کے لایق ہیں۔ اول یہ کہ موافق تنزیل کے وہی قرآن ہے جسے حضرت امیر ؑ نے جمع کیا تھا نہ یہ قرآن مروج تو بھی حضرات اہلبیت علیہم السلام کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اب پوچھیے کہ موافق تنزیل کے تو وہی قرآن تھا پھر اس پر اہلبیت ؑ کا عمل کس طرح جائز ہوا۔[1]

دوسرے یہ کہ پیشتر فرما چکے کہ حضرات اہلبیت کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا انتہے پھر فرماتے ہیں کہ حضرات اہلبیت ؑ کے پاس وہ دوسرا قرآن تھا جسے حضرت امیر ؑ نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا یعنے حضرات اہلبیت ؑ کے پاس وہ دوسرا قرآن موجود بھی تھا تب بھی اُس پر عمل نہیں کیا اور اسی قرآن مروج پر عمل اُنہوں نے بھی کیا۔

تیسرے مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ حکم عمل کرنے کا اس پر ہم کو بھی ہے انتہے پھر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر ؑ کا جمع کیا ہوا قرآن حضرت صاحب الامر ؑ کے پاس موجود ہے جس وقت میں اُن حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا انتہے یعنی مجتہد صاحب کو تو حکم عمل کرنے کا اس پر ہے اور حضرت صاحب الامر ؑ کے ظہور تک خدا جانے کتنے مجتہد وفات پا جائیں گے پس بعد وفات مجتہد صاحب کے

[1] یہی دلیل مجتہد صاحب کے اُس قول کا جواب بھی ہے جو فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر ؓ کے عہد کا قرآن صحیح تھا تو اس کے جلادینے کی کیا وجہ اور اگر وہ قرآن غلط تھا تو آیا حضرت عثمان ؓ کے وقت تک اُسی غلط قرآن پر عمل کیا جاتا اور نماز میں پڑھا جاتا تھا انتہے ۱۲

اس دوسرے قرآن کے ظاہر ہونے سے کیا فائدہ ہوگا ع بعد از سرما کن فیکون شدہ
شدہ باشد ۱۲ مطلب یہ کہ زندگی میں تلاوت کرنے کے لئے یہی قرآن ہے اور شاید
بعد وفات گور پر پڑھا جانے کے لئے وہ قرآن ہوگا کیا تعلیم صواب اس سے اور
تحصیل ثواب اُس سے متعلق ہے اب اس اختلاف کو جناب مجتہد صاحب
کے کون رفع کر سکتا ہے جب تک وہ آپ ہی نہ منصف بنجائیں یعنے اگر حضرات اہلبیت
کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تھا تو اُس قرآن کو جسے جناب امیر نے جمع کیا تھا اور
اُس کے موجود و مخزون رکھنے کا کیا سبب[1] ہے کیا عمل کرنے کے لئے تو قرآن
خزانہ میں رکھنے کے لئے وہ قرآن ہے اور نہ صرف حضرات اہلبیت کا عمل اس
قرآن مروج پر تھا بلکہ حکم عمل کرنے کا اس پر مجتہد صاحب کو بھی ہے پس تعجب کہ
اہلبیتؑ نے آپ اُس قرآن مخزون پر عمل کیا کیونکہ اُن کا بھی عمل اس قرآن مروج
پر تھا اور نہ مجتہد صاحب کو بھی حکم عمل کرنے کا اُس قرآن غیر مروج پر دیا پھر کیونکر
ثابت ہوا کہ موافق تنزیل کے وہ قرآن جمع فرمایا تھا اب ثابت ہوا کہ اصل یہی قرآن
ہے جس پر حضرات اہلبیتؑ نے آپ عمل کیا اور مجتہد صاحب کو بھی کہ جن کی
تقلید سے تمام عالم کے اہل تشیع کا ایمان یہی قرآن مروج ہے اس پر عمل کرنے کا
حکم دیا اور لطیفہ یہ کہ مجتہد صاحب کو نہ صرف یہ کہ اُس قرآن غیر مروج پر عمل کرنے کا
حکم نہیں دیا بلکہ وہ قرآن مجتہد صاحب کو مخزون رکھنے کے لئے بھی نہیں دیا یعنی
امانت داری و اعتبار کے درجے سے بھی گرا ہوا سمجھا اب مجتہد صاحب کا اس
قرآن پر کیا دعوے ہے جو اپنی تصنیف میں اُس کا ذکر کرتے ہیں ع شکل سے شیشہ
گیا اب لکیر پیٹا کر ۱۲ غرض یہ کہ مجتہد صاحب کے قول[2] سے اور نہ صرف یہ کہ
حضرات اہلبیتؑ کے فعل[3] سے بھی اسی قرآن مروج کی صحت ہر طرح سے ایسی
ثابت ہے کہ جس میں کسی طرح کا شک باقی نہیں رہتا ہے اور چونکہ یہ سوال ایک

---

[1] جناب امیر علیہ السلام نے اگر وہ اپنا قرآن سنیوں کو نہیں دیا تو شیعوں کو بھی کیوں اس سے محروم رکھا لازم تھا کہ شیعوں کو تو وہ قرآن تلاوت کے واسطے دیتے ۱۲ [2] یعنی یہ کہ قدما علماء نے ہمارے بالترہ الخ ۱۲ [3] یعنی یہ کہ حضرات اہلبیتؑ کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تھا

انگریز سمن صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ نے (طعن السنان صفحہ ا) مجتہد صاحب سے کی
جس کے جواب میں مجتہد صاحب نے یہ رسالہ لکھا پس بپاس خاطر اُس انگریز کے
برسم تقیہ مذہب کہ اہل تشیع میں اس کا رواج عام ہے مجتہد صاحب نے باوجود اقرار
صحت قرآن مروجہ بدلایل قطعیہ صرف اپنی طرف سے جو ایک گونہ انکار صحت قرآن
کا رکھا ہے اسے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ دراصل یہ انکار نہیں ہے بلکہ اُس
صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے سامنے کہ آج اُس کی قوم اس ملک میں حکمران ہے
مجتہد صاحب کا محض تقیہ ہے کیونکہ جب اہلبیتؑ کا عمل اسی قرآن مروج پر تھا اور
قدما علماء اہل تشیع کو اس قرآن کے نقصان سے انکار اور مجتہد صاحب کو بھی اسی
قرآن مروج پر عمل کرنے کا حکم ہو واجب التعظیم اور قابل التکریم یہ قرآن مروج مجتہد
صاحب نے ثابت کر دیا تو اب اس کی صحت میں باقی کیا رہا جو کسی طرح کا شک کرنا
چاہیے کوئی انگریز یا ہندوستانی عیسائی اس دانشمندی کے تقیہ کو کیا پہچان سکے مگر
اسلامی فرقوں میں سے ہر ایک ایسی باتوں کو خوب پہچانتا ہے پس صفدر علی اور عمادالدین
کو چاہیے کہ تحریف قرآن کے ثبوت کے واسطے تلاش الزامات میں وہ آپ ہی تکلیف
فرمائیں اور مجتہد صاحب پر اس معاملہ میں کچھ بھروسہ نہ رکھیں بڑے وقت میں کوئی
کسی کے کام نہیں آتا ہے اور خاصکر مجتہد صاحب کہ اپنی ہی قوم یعنی سنیوں ہی کی مدد
نہیں کرتے تو کرسچیانوں کی وہ کیا مدد کریں گے ع تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نکوئی
دیکھو لوقا ۲۳ باب ۳۱ کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے
کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا جائے گا انتہی شاید یہی سمجھ کر نصاریٰ نے مجتہد صاحب کے
قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جیسا کہ مجموعہ اُس تحریری مباحثہ سے جو پادری عمادالدین اور
انہیں مجتہد صاحب کے قائم مقام سید علی محمد صاحب مجتہد العصر لکھنؤ کے درمیان
واقع ہوا الموسوم بہ نغمہ طنبور مطبوعہ لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۴۴ میں خود پادری نصرانی جناب
مجتہد صاحب کو جواب دیتا ہے **قولہ** سوال ۶ کا جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے بلکہ
نادرست ہے کہ نظم قرآنی چونکہ عثمان کی نظم ہے اس لیے قابل اعتبار کے نہیں ہے

Marfat.com

Marfat.com

جماعت کے ہیں۔

۵ قدما علماء اہل تشیع نے بھی بالمرّہ انکار نقصان قرآن کا کیا ہے جیسا کہ مجتہد صاحب بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں۔

۶ حکم عمل کرنے کا اس پر اہل تشیع کو بھی ہے جیسا کہ اقرار مجتہد صاحب سے ظاہر ہے اور یہ نہایت عجیب بات ہے کیونکہ قرآن اُن صحابہؓ کے وقت میں جمع اور مرتب ہوا جن کی طرف اہل تشیع کو ذرا بھی عقیدہ نہیں ہے پس اگر یہ قرآن کامل طور پر صحیح نہ ہوتا تو اہل تشیع کو اس پر عمل کرنے کا حکم ہرگز نہ ہوتا۔

۷ سب اگلے قرآنوں کا باقی نہ رکھنا اس قرآن کی صحت پر دلیل ہے اور چونکہ یہ قرآن مروج انہیں زید بن ثابت کی معرفت مرتب ہوا جن کی معرفت پہلے جمع ہوا تھا اور بہ مشورہ جماعت مسلمین یہ امر قرار پایا تو اور کون اس قرآن کی صحت میں شک کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ زمانہ حضرت ابوبکرؓ میں قرآن صرف جمع کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مرتب ہوا پس اس قرآن میں دونوں صفتیں موجود ہیں کہ جمع بھی کیا گیا اور مرتب بھی ہوا اب اُس اگلے غیر مرتب قرآن کی حاجت کیا ہی جو موجود رہتے اس سبب سے سب مسلمانوں نے اسی کو تسلیم کیا اور بقول مجتہد صاحب کے حضرت اہلبیتؑ کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنے کا اس پر ہم کو بھی ہے الخ پس بعد ترتیب اس قرآن مجید کے سب اگلے قرآنوں کو جو کہ اس وقت میں صرف چند ناتمام غیر مرتب جلدیں تھیں باقی رکھنا نہایت نامناسب ہوا ورنہ ایک مرتب اور ایک غیر مرتب قرآن کا رواج ناواقفوں کے کمال خلجان کا باعث ہو جاتا۔

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○ (سورہ حجر رکوع ۱)	یعنی ہم نے اوتاری ہے یہ نصیحت (یعنی قرآن) اور ہم اس کے نگہبان ہیں انتہیٰ

اور شیعوں کی تفسیر صراط مستقیم میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

انا لحافظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقصان۔

Marfat.com

اب وہ قرآن کہاں گیا جس کو مجتہد صاحب عیسائیوں کو دہو کے میں رکھنے کے لئے
فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب الامرؑ کے پاس موجود ہے یہاں تو قول صادق سے
اسی قرآن کا رواج حضرت صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت میں بھی ثابت ہوتا
ہے۔ اور حضرت امام حسن عسکری نے اسی قرآن کی تفسیر لکھی ہے اگر یہی قرآن
موافق تنزیل کے نہوتا تو حضرت امام حسن عسکریؑ ایسی ناقص کتاب کی تفسیر
کس واسطے لکھتے علاوہ اس کے جامع المسائل مجتہد العصر لکھنؤ جلد ۲ صفحہ ۹۳ مطبوعہ
اخیار الاخبار غلام حسنین میں باہتمام محمد علی مالک مطبع اخیار الاخبار مطبوع ہوچکا
ہے کہ نمبر ۱۲۳۲ سوال نزد آنجناب بیرون کردن بعضے از خلفاء ثلثہ بعض آیۃ یا
بعض سورہ را از قرآن یا سوختن آنرا از ایشان ثابت است یا نہ جواب اخراج بعض
سورہ و بعض آیات ثابت نیست و احراق عثمان رض قرآن شریف را در کتب فریقین
مسطور است ہو العالم در حدیقہ سلطانی نقلاً عن مجمع البیان فی تفسیر انا لہ
لحافظون مرقوم است والزیادۃ فی القرآن بطلانہا مجمع علیہ واما النقصان فروا
قومٌ من اصحابنا وبعض الحشویۃ من العامۃ والاصح خلافہ کما نص بہ
سیّد المرتضیٰ۔

۱۲ جس طرح مجتہد صاحب نے صرف اپنی ہی رائے کی قرآن کی بابت لکھی اور
بمقتضائے دانشمندی سب اپنے قدماء علماء کو اس گناہ سے بری رکھا اس میں
مصلحت یہ تھی کہ صرف اپنی ہی ذات کے لئے اس گناہ سے توبہ کی حاجت ہے
اور سب اگلوں کی طرف سے تو توبہ نکرنی پڑے اسی طرح جن جن لوگوں نے
قرآن کے ثبوت میں اپنے اپنے گمان ظاہر کئے ہیں وہ صرف خیالی باتیں
اور ان کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے جیسا کہ قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب
میں مرقوم ہے۔

وَمَا نُسِبَ إِلَى الشِّيعَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ بِوُقُوعِ التَّغَيُّرِ	یعنے جو لوگ نسبت کرتے ہیں ہماری طرف کہ شیعہ قایل ہیں
فِي الْقُرْآنِ لَيْسَ مِمَّا قَالَ بِهِ جُمْهُورُ الْإِمَامِيَّةِ	اس بات کے کہ قرآن میں کچھ تغیر ہوا سو یہ قول جمہور امامیہ

Marfat.com

اس زمانہ کے عیسائی جو کہتے ہیں کہ دین اسلام بوسیلہ جہاد صرف زور و زبردستی سے
لوگوں میں پھیلایا گیا یہ دلیل کافی نہیں ہے جس طرح معجزے تائید الٰہی سے
ظاہر ہوئے ہیں جہاد میں بھی صرف تائید الٰہی کام آئی ہے اور شروع میں جب بانی اسلام
نے ملک عرب میں بنیاد پکڑی اس وقت ہجرت کے بعد تک کہاں [illegible]
تھی کہ جہاد کرتے اور اب تک اہل فہم کے نزدیک یہی دستور اسلامی ہے کہ [illegible]
پہلے تعلیم اور نصیحت کرنا چاہیے اگر نہ مانیں اور امور دنیاوی میں بھی باعث فساد [illegible]
امن خلق اللہ ہوں تو بعد اتمام حجت خالصاً للہ جہاد [illegible]
لئے خدا کی فرمانبرداری میں امتحان ہے کیونکہ جہاد میں [illegible]
ہے بلکہ مجاہد کو بھی اپنی جان خطرہ میں ڈالنی ہوتی ہے لیکن [illegible]
مباہلہ اور جزیہ بھی اگر طرف ثانی والے منظور کریں تو کافی ہو سکتا ہے اور مباہلہ کا حال
کلیسیا ۱ میں مرقوم ہو چکا ہے اب جزیہ کا حال معلوم کرنا چاہیے کہ یہ محصول سالیانہ
اس شخص سے کہ جو اہل کتاب اپنی قوم میں سب سے زیادہ مالدار اور مقدور والا
ہو صرف تیرہ ۱۳ روپے کئی آنہ سال ہے اور جو لوگ بے مایہ ہوں ان سے کچھ نہیں لیا
جاتا وہ بالکل معاف ہیں۔ شرح مشکوۃ کی جلد ۳ کتاب الجہاد باب الجزیہ فصل
ثانی میں ہے حنفیہ کے نزدیک غنی پر ہر سال میں اڑتالیس ۴۸ درہم یعنے ہر مہینہ
میں چار درہم اور اوسط درجہ والے پر چوبیس ۲۴ درہم ہر مہینہ میں دو درہم اور فقیر کسب کرنے
والے پر بارہ درہم ہر مہینہ میں ایک درہم۔ کہا ابن ہمام نے نہیں ہے جزیہ عورت
پر اور نہ لڑکے پر اور نہ مجنون پر اور نہ اندھے پر اور نہ زمن پر اور نہ فلج زدہ پر اور نہ [illegible]
بوڑھے پر کہ نہیں قادر لڑنے پر اور نہ کسب پر اور نہ اس محتاج پر کہ قادر نہیں [illegible]
پر۔ از شرح مشکوۃ جلد ۳ کتاب الجہاد باب الجزیہ فصل ثانی [illegible]
سنہ ۱۲۸۲ ہجری صفحہ ۱۶۴۔
اس قلت مقدار کو معلوم کر کے ہر شخص سمجھ جائے گا کہ یہ زبردستی ہے یا سراسر
رعایت ہے۔

Marfat.com

ہے۔ اور انبیاء و سلاطین بنی اسرائیل خصوصاً حضرت موسےٰ اور حضرت یشوع اور
حضرت داؤد کی لڑائیاں یاد کرنی چاہئیں خاصکر قاضیوں کی کتاب کو دیکھنا چاہئیے
اور حضرت الیاس نے چارسو پچاس آدمیوں کو جو بعل دیوتا کے پجاری تھے (اول
سلاطین ۱۸ باب ۲۲) قیصون میں ذبح کیا (اول سلاطین ۱۸ باب ۴۰ اور ۱۹ باب ۱)
اور یہ سب پوجاری اخی اب بادشاہ اسرائیل کے پاس معزز تھے اور اول سلاطین
۱۳ باب ۱ و ۲ میں ایک نبی خداوند کے سخن سے مذبح کے سامنے چلایا اور کہا کہ اے مذبح اے مذبح
یوں فرماتا ہے کہ دیکھ داؤد کے گھرانے سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام یوسیاہ ہوگا
سو وہ اونچے مکانوں کے کاہنوں کو جو تجھ پہ بخور جلاتے ہیں تجھ میں ذبح کرے گا اور آدمیوں
کی ہڈیاں تجھ پر جلائی جائیں گی انتہیٰ اور ۲ سلاطین ۱ باب ۵-۱۲ میں ہے کہ حضرت
الیاس نے دو دفعہ پچاس پچاس اسرائیلیوں کو کہ اخزیاہ بادشاہ اسرائیل نے بھیجا
تھا آسمانی آگ سے جلا دیا اور ۲ سلاطین ۲ باب ۲۴ میں ہے کہ حضرت الیشع نے
۴۲ گستاخ لڑکوں کو ریچھوں سے پھڑوا ڈالا اور اول سلاطین ۱۵ باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں
ہے کہ آسا نے اپنے باپ داؤد کی مانند خدا کے حضور نیکوکاری کی اور لونڈوں کو
ملک سے خارج کیا اور ان بتوں کو جنہیں اس کے باپ دادوں نے بنایا تھا نکال پھینکا
اور سیرت کی مورت کو وادی کدرون میں جلا دیا انتہیٰ اور وہ جو عیسائی علماء کہا کرتے ہیں
کہ حضرت موسےٰ کے وقت کا جہاد اس قوم کو سزا دینے کے لئے تھا اور ان کے لئے
یہ حکم نہ تھا کہ توبہ کریں اور ایمان لائیں تو ان کی جان بخشی ہو جائے اس لئے اُسے جہاد
نہ کہنا چاہیے یہ قول ان کا محض ناواقفی سے ہے دیکھو استثنا ۲۰ باب[1] ۱۰ اور
۱ باب ۱۰ اور گنتی ۳۱ باب ۷-۱۸۔ ان سب مقاموں سے ثابت ہے کہ
اختیار کرنے کے بعد پھر ان کا قتل ضرور نہیں۔

پادری شیرنگ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ملک کنعان بارہ فرقوں بنی اسرائیل

---

[1] اور جب تو قتال کے لئے کسی شہر سے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام کر تب یوں ہوگا کہ اگر انہوں نے صلح قبول کی اور دروازے کھول دیئے تو ساری خلق جو اس شہر میں ہے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی استثنا ۲۰ باب ۱۰ و ۱۱

Marfat.com

Marfat.com

صادق اور ایمان کامل نصیب تھا اپنی جانوں کو راہ حق میں نثار کیا اور جو ضعیف الایمان تھے اُنہوں نے مارے ڈر کے عیسائی مذہب کو اختیار کیا صدی کے شروع سے آخر تک سلاطین اسپین نے جن کا مذہب رومن کیتھولک تھا مسلمانوں پر اس لئے کہ وہ مذہب عیسائی اختیار کر لیں بہت جبر کیا اور اپنے مذہب کے کہ جس میں تشدد کسی طرح کا روا نہ تھا بھول گئے۔ چارلس پنجم نے اپنا جو مسلمانوں سے کیا تھا کہ وہ اُس کی پناہ میں رہیں توڑ ڈالا اور یہ اشتہار دیا کہ مسلمان رسمیں عیسائی کو عمل میں لاویں۔ ہزاروں شخص اس حکم کو کہ جس میں سراسر ظلم تھا بجا لائے اور مرتد ہو گئے۔ مگر ان لوگوں کی جو تحقیقات حال مذہب کے لئے متعین ہوئے تھے اور جنہیں اس مذہب والوں سے کمال عداوت اور تعصب تھا بر آئی یعنے اُنہوں نے اپنا عوض لیا۔ اگر ان شخصوں میں سے جن کا یہ منصب تھا کہ عقائد اور رسوم قوم نصرانی کو نگاہ رکھیں اور جس شخص کو خلاف طریقہ مذکور کے پا دیں سزا دیں کوئی نشان اسلام کا دیکھ پاتے تو وہ مسلمانوں کو خیال کرتے تھے کہ وہ مذہب عیسائی سے مرتد[1] ہو گئے ہیں اور اُن سے مرتدین مذہب کے موافق پیش آتے تھے۔ ہر ایک پادری دشمن ہو گیا تھا پادریوں نے سلطان سے جس کا مقر روم تھا اپنے نائبوں کو اُن کی سستی اور غفلت کے سبب سے لعنت و ملامت کی کہ کیوں ابتک سب مسلمان عیسائی نہ ہو گئے)

آمدنی پادریاں رومن کاتھولک کی تیاری میں کلیسیاؤں کے جو مسلمانوں کو عیسائی کرنے کے واسطے بنائی گئی تھیں کم ہو گئی۔ پادریوں نے یہ تجویز کی کہ کوئی مسلمان اسپین میں نہ رہنے پاوے اور اُن کا بالکل اخراج اس ملک سے ہو جاتے انجیل مقدس اس لئے کہ اپنے مقدمہ کے لئے کوئی حیلہ بناویں طلب کی اور بادشاہ سے یہ کہا کہ نام و نشان نہ رکھنا مسلمانوں کا بادشاہ کاتھولک مذہب والے پر

[1] یعنی جو مسلمان کہ عیسائی نہیں ہوئے تھے اُن کے پاس کوئی نشان اسلام دیکھکر سمجھتے تھے کہ عیسائی ہو کر پھر مسلمان ہو گئے ہیں اور اُنہیں وہی سزا دیتے تھے جو مرتدوں کو دیجاتی تھی ۱۲

ایسا واجب ہے جیسا کہ نکالدینا کافروں کا زمین موعود (یعنے کنعان) سے بادشاہوں یا سرداروں یہود پر فرض تھا۔

چارلس پنجم اور فلپ دوم اور فلپ سوم کے وقت میں جو نہایت کم ہمت تھا متعصب نے پادریوں کے مضبوطی حاصل کی۔ فرمان بادشاہی اس مضمون کا جاری ہوا کہ مسلمان ویلنشیا اور اسپین کے ہر ایک ضلع سے کنارہ بندر کو چلے جاویں اور بادشاہی جہازوں پر سوار ہو کر افریقہ کو رخصت ہوں اور انہیں اجازت دی کہ وہ اپنے مال و اسباب میں سے تھوڑا سا اپنے ساتھ لیجاویں اور باقی مال زمین کے مالک حقدار ہیں (ان نکالے ہوئے) مسلمانوں کو میدانوں کے عربوں بدوی نے لوٹ لیا۔ بسبب ماندگی اور بھوک کے تمام آدمی جلاوطن لوگوں میں سے اہل اسلام کے بڑے بڑے شہروں میں جو بیچ افریقہ کے واقع تھے نہ پہنچ سکے اور بعد جلاوطن ہونے ویلنشیا سے کئی مہینے کے عرصہ میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تکلیف و سختی سفر کی سے مر گئے۔ اس وقت کی تواریخ میں اسپین کے بالکل احوال خونریزی کا لکھا ہوا ہے۔ اکثر بہادر مسلمان اسپین کے پہاڑوں کو اس خیال خام سے کہ وہاں لڑیں گے اور اطاعت میں کسی شخص کے نہ رہیں گے بھاگ گئے لیکن فوج بادشاہی سے مقابلہ نہ کر سکے اُن کے مال و اسباب کو بادشاہ بے عقل اور فاسق کے رفیقوں نے جن کو نہایت طمع تھی ضبط کر لیا اور گرفتار کرنے والے کے لئے کچھ انعام مقرر ہوا۔ اُن میں سے تھوڑے آدمی پکڑے آئے اور افریقہ کو بھیجے گئے اور بعضے لوگ بغیر اس کے کہ وہ بچے ہیں یا جوان یا بوڑھے ہے اور نہ تمیز کرنے اس بات کی کہ مرد ہیں یا عورت مارے گئے اور جو لوگ کہ اسپین والوں سے بھاگے تعاقب کئے گئے اور سردی اور بھوک کے مارے پہاڑوں اور جنگل میں مر گئے مسلمانوں کی سلطنت کو ایسے ظلم اور سختی کے ساتھ اسپین سے خارج کیا۔ رومن کاتھولک مذہب والوں میں سے جن لوگوں کو مسلمانوں سے تعصب تھا

بہت خوش ہوئے۔ (اور تمام مساجد اور معابد وغیرہ نصرانی تصرف میں آئے حصوصاً وہ مسجد گرجا گھر ابتک ہے جس کو) پہلے بادشاہوں خاندان بنی امیہ نے بیچ کرڈووا کے ایک مسجد مسجدوں دمشق اور بیت المقدس کے موافق عرض وطول وارتفاع وخوبصورتی اور رونق میں آٹھ برس کے عرصہ میں تعمیر کروائی اس کی چھتوں کے تلے ایک ہزار سے زیادہ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے تھے اور پیتل کے اسی دروازوں سے مسلمان آتے جاتے تھے دولت ملک کی خریدنے میں عطریات ممالک مشرقی کی صرف ہوتی تھی اور چار ہزار سات سو چراغ ہمیشہ رات کو روشن ہوتے تھے اس تختگاہ خاندان بنی امیہ میں دو لاکھ گھر اور چھ ہزار مسجدیں اور نو ہزار حمام واسطے آرام خلقت کے تیار تھے انتہے تمت کلامہ لب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۱۳ باب ۶ فصل ۸ کے شروع میں لکھا ہے کہ شارلیمین کی ظفروں نے یورپ کے نواح شمالی میں مسیحی دین پھیلایا انتہے۔

اور ۱۴۹۲ء میں جبکہ براعظم امریکہ ظاہر ہوگیا اسپین والوں نے ایسے ناواجبی طور اور سختی سے امریکہ والوں کو عیسائی کیا کہ بیان سے باہر ہے از ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵ اپیل ویڈا صاحب کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپین والے یہ خیال کرتے تھے کہ ہم نے جو بارہ لاکھ اہل ترکی (یعنے مسلمانوں) کو قتل کیا یہ قتل انجیل کے موافق ہے کیونکہ بنی اسرائیل نے اہل کنعان کو اسی طرح قتل کیا تھا صاحب موصوف نے یہ کتاب اسی امر کے ثبوت میں لکھی ہے۔

سلہ ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹیوین ریلیجن اینڈ سائینس مصنفہ جان ولیم ڈریپر ایم۔ ڈی۔ ایل۔ ایل ڈی پروفیسر انڈی یونیورسٹی آف نیویارک مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء طبع سولہویں دفعہ صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ میں لکھا ہے کہ فروری ۱۵۰۲ء میں سیول سے ایک عیسائی فرمان جاری ہوا کہ ہر باشندہ اسپین پر مسلمانوں کا نکالنا فرض ہے اور حکم دیا کہ جو مسلمان عیسائی مذہب قبول کرے ہر فرد ان کا سن تمیز والا اپریل کے آخر تک ملک سے نکل جائے سونا یا چاندی اپنے ساتھ نہ لے جانے پائیں کسی مسلمانی سلطنت یا ملک میں نہ جانے پائیں اور جو عدول حکمی کرے جان سے مارا جائے اُن کی حالت یہودیوں سے بھی زیادہ افسوسناک تھی جن کو حکم تھا کہ جہاں چاہیں چلے جائیں کیسی احسان فراموشی ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو اپنے وقت میں کسقدر آرام دیا اور جب عیسائیوں کا وقت ہوا تو اس کا مسلمانوں سے یوں عوض لیا اقرار تھا کہ مذہبی اور روزمرہ کی آزادی میں فرق نہ آئے گا یہ اقرار کاڈینل زمی نیز کی ترغیب سے توڑ گیا اور مسلمان آٹھ سو برسوں کی سکونت کے بعد اسپین سے کسطرح نکالے گئے انتہے ۱۲

سلہ انگریزی میں ہے ۱۲ ملین دیکھو صفحہ ۱۴۲ و ۱۲

Marfat.com

Marfat.com

بعد وہاں خانہ جنگی کا ہنگامہ شروع ہوا یہ خانہ جنگی اصل میں ملکی لڑائی نہ تھی بلکہ کاتہولک اور پراٹسطنٹ کی تکرار تھی اور یورپ میں مذہب پراٹسطنٹ جاری ہونے کے بعد سو برس تک جتنی لڑائیاں ہوئیں سب اسی قماش کی تہیں اب اس سو برس کے قتال کو تاریخ انگلستان میں دیکہنا چاہیے کہ لاکہوں آدمی قتل ہوگئے رومن کاتہولک اس جہاد کو جہاد توفیقی کہتے تہے اور اپنے جہنڈوں پر صلیب اور عشائے ربانی کی میز کے پیالے بناتے تہے (ایضاً صفحہ ۳۷۶) مرأت الصدق مؤلفہ پادری بیڈیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب حسب ارشاد پادری مریا انجلو صاحب کاتہولک مشنری چہاپہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۵ میں لکہا ہے

قولہ اب ہمیں اُن سنگدلیوں اور ظلموں پر غور کرنا چاہیے جو پروٹسطنٹوں نے کاتولیکوں کے ساتہہ زمانہ حال تک کیں کیونکہ اس مطلب کے واسطے زیادہ ایک سو سے بے رحم اور ناانصاف قانون بنائے گئے تہے اور ہم اُن میں سے چند بے رحمیوں کا ذکر کریں گے یعنے کاتولیک اپنے والدین کی جایداد پر قابض نہوسکتے تہے نہ بعد اٹہارہ برس کے سن کے زمین مول لے سکتے تہے کاتولیک نہ مکتب رکہہ سکتے تہے نہ تعلیم دے سکتے تہے کیونکہ اس کی سزائیں دایم الحبس کی تہے کاتولیکوں کو دو چند خراج دینا پڑتا تہا اور جو کسی پادری نے نماز کی تو اُسے تخمیناً تین سو تیس روپیہ کی اپنے مال سے قرقی میں دینا پڑتا تہا اور جو کوئی شخص نماز سُنے تو اُس پر تخمیناً سات سو روپیہ کے جرمانہ اور ایک برس کی قید کا حکم تہا اگر کوئی کاتولیک یا اور شخص اپنے لڑکے کو انگلنڈ سے باہر کاتولیک مذہب میں تربیت پانے کے واسطے بہیجے تو وہ اور اس کا لڑکا اپنی ملکیت سے علاوہ اپنی جائداد محروم کئے جاتے تہے اور اُن کا اثاث البیت اور مواشی اور سر ایک ... ضبط ہوتا تہا جو کوئی کاتولیک اتواروں اور عیدوں کو پروٹسطنٹون کے گرجا میں نجاتا تہا تو اُس پر ہر مہینے دو سو روپے جرمانہ ہوتا تہا اور جو لندن سے پانچ میل سے زیادہ دور جاتا اُس پر ہزار روپیہ کا جرمانہ تہا جو کوئی کاتولیک عورت شادی کرتی اُس کے جہیز

سے دو حصے ضبط ہوتے اور وہ اپنے خاوند کی زوجہ نہ ہو سکتی تا اپنے خاوند کا
پا سکتی تھی اور شادی کے بعد عورتیں قید میں رکھی جاتیں جب تک کہ خاوند
روپیہ نہ دینا یا تیسرا حصہ اپنی زمین کا سرکار میں نہ دیتا اور آخر کو سب کاتولیک
کو تجویز کئے گئے جو پروٹسٹنٹ کا مذہب اختیار نہ کریں اور اُن کے لئے تازیست
جلاوطنی کا حکم تھا اور درصورت انکار قتل کئے جاتے تھے اہل کاتولیک اپنے
گھر میں ہتیار نہ رکھ سکتا تھا اور نہ پچاس روپے کی قیمت سے زیادہ کے گھوڑے
پر سواری کر سکتا تھا اور بموجب قانون الزبتھ بادشاہزادے کے جو کوئی پادری
متولد ریاست انگلنڈ بغیر پراٹسٹنٹ ہونے کے تین دن انگلنڈ میں ٹھہرتا وہ
غدار متصور ہو کر مار ڈالا جاتا اور وہ بھی جو اُسے اپنے گھر میں اوتارتا مار ڈالا جاتا بموجب
انہیں خونی قانونوں کے دو سو چار آدمی بادشاہزادے الیزبتھ کے عہد میں محض
کاتولیک ایمان کے سبب مار ڈالے گئے منجملہ اُن کے ایک سو چار تو پادری
تھے تین شریف بیبیاں اور باقی معزز لوگ اور افسر تھے علاوہ اُن کے نوے
پادری اور اور بزرگ شخص اسی عہد بادشاہت میں بحالت مقیدی مر گئے اور
ایک سو پانچ تازیست جلاوطن کیے گئے اور اور بہت چابکوں سے مارے گئے
جرمانہ کیے گئے لوٹے گئے کہ اُن کے خاندان ویران و تباہ ہو گئے ۱۵۸۷ء میں میری
بنام اسکاٹ کی مو۔ بادشاہزادی کاتولیک ہونے کے سبب قتل کئے گئے
پھر مراۃ الصدق صفحہ ۵۹ و ۶۰ میں ہے ڈاکٹر برج واٹر ہمکو بارہ سو آدمیوں
کے نام بتلاتا تھا جو اپنے مذہب کے واسطے بیشتر ۱۵۸۸ء کے قتل کئے
گئے (دیکھو کانسرٹ اکلیسیا کاتولیک ڈاکٹر برج واٹر کی) سوا اُن کے جو آیندہ عہد
سلطنت میں سیکڑوں اور قتل کئے گئے دے جو مارے جاتے تھے سولی
پر کھینچے جاتے گردن سے لٹکائے جاتے اور زندہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے اُن
کی انتڑیاں جیتے جی نکلوائی جاتیں اور اُن کے روبرو جلوائی جاتیں سر کٹوائے جاتے
اور بدن چار پارہ کئے جاتے شکنجے میں کھینچے جاتے جس سے اُن کے عضو

ڈھیکلی لگا لگا کے تانے جاتے تھے یہاں تک کہ جس کا ذکر کرنا معیوب [illegible]
ایک قسم کے چکر پر جسے اس کا وہ نجرس ڈاٹر کہتے تھے چپکائے جاتے [illegible]
کے بدن یہاں تک توڑ توڑ کے جھکائے جاتے تھے کہ سر اور پاؤں مل جاتے [illegible]
(ڈاکٹر ملنر کے مکتوب ریب صفحہ ۱۳۴ اسٹلیر کی یادداشت جلد پہلی صفحہ [illegible]
ایک ایسی جگہ میں جو لٹل آیر کہلاتے تھے جس میں ایک [illegible]
تھا کہ انسان نہ کھڑا ہو سکے نہ بیٹھ سکے نہ لیٹ سکتا [illegible]
پیچ لگے ہوئے ہوتے تھے کہ ہاتھ کو یہاں تک کھینچا تھا کہ [illegible]
تھیں یا سوئیوں سے جو تکلیف اوٹھانے والے کے ناخنوں میں [illegible]
تھیں یا فاقہ زدگیوں سے وے سب ہلاک کئے جاتے تھے (ڈاکٹر ملنر کا مکتوب
ریب صفحہ ۱۳۴ لوٹ میں اور ٹلیر کی جلد پہلی صفحہ ۱۱۵ وغیرہ) اور اس شخص کو جو
کسی کاتولیک پادری کو نشان دیوے اور ان کم بخت سزاؤں کے اوٹھانے کو پکڑ
لاوے ہزار روپیہ انعام ملتا تھا یہ سب ظلم فقط انگلنڈ ہی میں منحصر نہ تھے کیونکہ الیزبتھ
آیرلنڈ تک بھی اپنے دست ظلم کو دراز کر چکے تھے اور وہاں اوس نے بہت سے بے
گناہ کاتولیکوں کو فقط عمل اور اقرار مذہب کی خاطر مروا ڈالا کاتولیک قیدیوں کے
ناخن اونگلیوں سے اوکھاڑ لینا تو معمولی بات تھی اور پادریوں کے سروں کو لکڑیوں
اور پتھروں سے یہانتک کھودنا کہ بھیجا نظر آجائے انتہی از مرآت الصدق چھاپہ
گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۵۲-۶۱ اور اسی طرح تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۹۴ میں بھی
ہے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۲۷۳ میں ہے کہ ۱۵۳۶ء کے تین برس بعد
۱۵۳۹ء میں بڑی بڑی خانقاہیں مسمار کی گئیں غرض ۲۱۵ خانقاہیں [illegible]
کھنڈر ہو گئیں اون کی بربادی سے بادشاہ ہنری ہشتم کی سالانہ آمدنی میں سولہ لاکھ [illegible]
ہزار روپے کی افزونی ہوئی انتہی۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ میں لکھتے ہیں کہ ہم فرض
کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے حقیقت میں اسکندریہ کا کتب خانہ جلادیا پس [illegible]

لوگ کیونکر الزام لگا سکتے ہیں جو اپنے پادری کا قول نقل کرتے ہیں
جس نے اہل عرب کے تمام عمدہ عمدہ کتب تواریخ و زراعت و طب
یہ دلیل بیان کی کہ یہ کتابیں قرآن سے مستنبط ہوں گی اسی طرح
مشہور سرو خانہ کو منہدم کیا اور اس سے بھی زیادہ وینڈل قوم کی طرح
کر فغفور چین کی عمدہ عمدہ عمارات اور دفتروں کو برباد کردیا تھا پھر اسی کتاب
صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے کہ ۱۵۲۹ء میں تمام انگلستان میں تباہی اور گداگری
(۱۵۳۹ء کا حال دیکھو) بہت سخت سخت قانون بنائے گئے جج لوگوں نے
مخبروں کو حکم دیا کہ وہ فقیروں اور سائیلوں کو جہاں پائیں پکڑ لائیں تاکہ پانچویں
کا پروانہ گداؤں کے باب میں ان کے سینہ پر جلایا جاوے اور یہ بھی حکم دیا کہ جو مخبر کسی
فقیر کو پکڑوائے گا وہ فقیر اس کا دو برس تک غلام رہے گا اسی زمانہ میں نورفوک میں
بڑی بغاوت ہوئی ۱۵۵۳ء میں میری یعنے مریم تخت پر بیٹھی اور اس نے پوپ کے
مذہب کو پھر قایم کیا ۱۲ فروری ۱۵۵۴ء کو لیڈی جین گری اور یورڈ گلی کلفرڈ ڈونی قتل
ہوئی ۱۵۵۵ء میں پروٹسٹنٹ مذہب والے عیسائیوں پر ظلم شروع ہوا بشپ
رڈلی اور لیٹی مر اور کسی قدر تین بدعتی ہونے کے الزام پر جلائے گئے تمام قید خانے
بدعتیوں سے بھر گئے میری نے تمام گرجوں کے متعلق زمین یکساں بحال کردیں
اور یہ کہا کہ یہ بات میری نجات کے لئے ضرور ہے بدکاریاں نہایت زیادہ ہو گئیں
قزاقیوں اور بڑی بڑی خطاؤں کی کثرت ہوئی انتہے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ
۳۲۶ میں ہے کہ امرا قزاقوں سے اور گنوار غلاموں سے کچھ ہی بہتر تھے انتہے اُن
نئے ملکوں (یعنے امریکہ) کے لوگوں کی طرف یہ سمجھ کر کہ وہاں کنوز وافر تھا اہل اسپانیہ
نے مذہب و سیاسۃ المدن کے حیل سے دست ظلم و تعدی کو بسکہ دراز کیا مسیحی
دین کی ترویج کے لئے شکنجے اور جہاڑ دار اور لوکشی الآلات تھے وہاں کے لوگ جانور
کی مانند شکار کئے جاتے تھے اور جنگل میں جیتے جلائے جاتے تھے ہسپانیہ والے

سلہ دیکھو کتاب انگریزی جان ڈرین پورٹ صفحہ ۹۰ مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء ہر پہلی بیٹے رد کن کا آہنگ ۱۲

Marfat.com

Marfat.com

دمشق کے صلحنامہ کے تھوڑے عرصہ بعد اُس نے انتقال کیا اور کچھ روپیہ اسواسطے دیگیا کہ میری وفات کے بعد یہ روپیہ غربا اور مساکین پر بغیر تمیز عیسائی اور یہودی اور مسلمان کے تقسیم کیا جائے۔ اب فرق دیکھو عیسائی بادشاہ ریچرڈ اول ایسا بادشاہ تھا جس کی تمام شان اور شوکت اُس روپیہ سے قایم تھی جسے وہ اپنی رعیت سے بظلم اور تعدی لیا کرتا تھا یہ بادشاہ بہت لالچی اور شہوت پرست تھا اُس کی شہوت پرستی نے اُس سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد کرایا اور یہ بادشاہ تمام عمر اپنی خوبصورت ملکہ برن گیریا دختر سنیکو بادشاہ نوار سے ناموافق رہا ایک غریب راہب نے سر دربار اُسے ملامت کی اور خدا کا واسطہ دیکر یہ کہا کہ شہر سدوم کو جہاں قوم لوط رہتی تھی خیال کرو انتہے۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۷۰ میں لکھا ہے **قولہ** ۱۱۹۰ء میں آٹھواں ہنری تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ بڑا نمودی اور ظالم تھا یہ بادشاہ کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنے غصہ کے وقت کسی مرد اور شہوت کے وقت کسی عورت کو نہیں چھوڑا انتہے۔

پھر اُسی اُردو کتاب کے صفحہ ۱۶۳ و انگریزی صفحہ ۱۴۷ میں لکھا ہے **قولہ** گبن صاحب مشہور مورخ نے اس طرح لکھا ہے مسلمانوں کی لڑائیوں پر آنحضرت صلعم نے تقدس کا فتوے دیا تھا مگر آنحضرت کے خلفا نے آپ کی احادیث اور عادات سے ایسی باتیں اخذ کیں کہ جن سے اور مذہبوں میں دست اندازی کرنا کچھ ضروری نہ ثابت ہوتا تھا انتہے اُسی کتاب کے صفحہ ۱۶۷ کے حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں قولہ ترکی کے فقیہوں نے اس مسئلے کی ایک مثال لکہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان عیسائی عورت سے پیدا ہوا اور ماں اُس کی ... ہو اور گرجے کے دروازہ تک خود نجا سکے تو اُس مسلمان پر فرض ہے ... ہے تو کسی سواری پر پہنچائے اور اگر غریب ہے تو اپنے کندہے پر چڑہا کر پہنچائے انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۶۷ کے حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں یہ حکایت مندرجہ ذیل اس ہمارے قول کی بہت معاون ہے جو ہم محمد کے عہد حکومت کی ...

جس کے وزیر اعظم نے دی اپنا شہر ... کے بادشاہ پولنڈ نے شکست دی ایک عیسائی پادری ... اپنی حرارت اسلامی ظاہر کرنے کے واسطے جس طرح وہ آنحضرت کی ... کرنے کا عادی تھا اسی طرح اُس نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ... کہا مسلمان اُس کی اس حرکت سے نہایت متحیر ہوئے اور اُسے گرفتار کر کے دیوان کے پاس لے گئے اور اُس نے اُس کو اُسی وقت قتل کیا انتہےٰ

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۴۸ میں وہ لکھتے ہیں کہ اہل اسلام دعوت اسلام کرتے تھے مگر اپنے مذہب کو بجبر قبول نکراتے تھے انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ و ۲۴۲ میں وہ لکھتے ہیں قولہ جیسے کہ دنیا میں کوئی چیز عثمانیوں (یعنے ترکوں) سے اُن کا مذہب نہیں چھڑوا سکتی ویسے ہی وہ غیر قوموں کے مذہب میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتے اگر کوئی اُن کو خوش کرے تو وہ یہ دعا دیتے ہیں کہ خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس سے مراد یہ کہ خدا تجھے ایسی ہدایت کرے کہ تو مسلمان ہو جائے لیکن اس سے زیادہ اور کچھ دست اندازی نہیں کرتے۔ پندرہویں صدی میں ہزاروں بنی اسرائیل اسپین اور پرتگال سے نکالے گئے اور ترکی (یعنے قسطنطنیہ) میں آکر قیام پذیر ہوئے یہاں اُن کی اولاد چار صدیوں تے بہت امن و امان سے رہتی ہے کاتھولک مذہب کو قسطنطنیہ اور سمرنا میں پیرس اور لیونز کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے کسی قانون میں یہ نہیں ہے کہ اس ملک میں غیر مذہب والے اپنے مذہب کی رسموں کو پوشیدہ کریں جب مردے قبرستان میں لیجاتے ہیں تو ہزاروں عیسائی ہنت شمع ہاتوں میں لئے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں اور انجیل کے تصلیح پڑھے جاتے ہیں فیسٹ دیو کے دن یرا اور گلیٹا کے تمام عیسائی قطار میں باندھ کر بازار میں نکلتے ہیں اور صلیب اور جھنڈا اُن کے سامنے ہوتا ہے اور اُن کی حفاظت

سلہ اس کتاب میں لفظ قولہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو مگر ہر جگہ بعینہٖ نقل عبارت ہر کتاب کی ہے

ہے کے لئے ترک لوگ اپنے سپاہیوں کا بکٹ ان کے ساتھ کردیتے ہیں اور یہ بکٹ خود عثمانیوں کو بھی رستہ میں سے ہٹا دیتا ہے اور عیسائیوں کی یہ رسم پوری ہو جاتی ہے انتہے۔ پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۷۰ کے حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں کہ جب ایک دفعہ کسی قوم نے خواہ رضامندی یا زبردستی سے جزیہ قبول کر لیا تو پھر ان کو تمام اُن کی پہلی آزادیاں حاصل رہتی تہیں اور یہ بھی اختیار رہتا تھا کہ اپنے مذہب پر قایم رہیں جب کوئی بادشاہ جزیہ پر راضی ہو جاتا تھا تو اُس کا ملک حلال اُس پر رہتا تھا اور صرف وہ شرایط اُسے پوری کرنی پڑتی تھیں جو باجگذار بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ال فنیسٹن صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۱۶ انتہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب آیۃ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ (سورہ بقر رکوع ۲۷) کی اس طرح تفسیر فرماتے ہیں **قولہ** پہلے مسلمان اور کافرین نسبت ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اُن کا نکاح ٹوٹ گیا شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اُس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا بُرا کرنا اُس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اُس سے حاجت مانگے اُس کو مختار جانے باقی یہود و نصارے کی عورت سے نکاح درست ہے اُن کو مشرک نہیں فرمایا انتہے۔ اور سورہ ال عمران رکوع ۶ کی اس آیت یعنے إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں **قولہ** حضرت عیسےٰ کے تابع اول تھے پیچھے مسلمان ہیں سو ہمیشہ غالب رہے انتہے۔ اور ابن السبیل والسائلین کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں وبدہد آن مال را بسوال کنندگان خواہ مسلمان باشد خواہ کافر اگرچہ حقیقت احتیاج ایشان معلوم نشود انتہے۔ اور يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ سے ثابت ہے کہ اہل کتاب اگر مسلمان ہوں تو انہیں دونا

Marfat.com

جس نے کہ اسکندریہ کے کتب خانوں کی تحقیق میں بہت سی کتابیں لکھیں بیان
لکھتا ہے کہ یہ حکایت بالکل جھوٹی ہے کیونکہ اسکندریہ میں بڑے بڑے اور قدیم کتب خانے
چوتھی صدی عیسوی سے پہلے تھے تعجب کی بات ہے کہ زمانہ حال کے مورخ اس
حکایت کو بیان کرتے ہیں حالانکہ گبن صاحب مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ
حکایت مشکوک ہے کیونکہ نہ تو مسلمانوں کی شان سے ایسی حرکت [illegible]
معلوم ہوتی ہے اور نہ کسی عیسائی یا مسلمان مورخ نے اس کا ذکر کیا [illegible]
تمت کلامہ۔

لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۴۳ و ۴۴ سطر ۴ میں لکھا ہے [illegible]
قبل مسیح ۴۸ کے اسکندریہ کے چار لاکھ کتابوں کا کتب خانہ جلایا گیا [illegible]

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ عیسائی اس معاملہ میں [illegible]
ہیں کہ ٹالمیز کے مشہور کتب خانہ کا ایک حصہ قیصر کی لڑائی میں جلا دیا گیا اور باقی
ماندہ یا دوسرا حصہ عیسائی سعدی سوس کے حکم سے اُس زمانہ میں جلا دیا گیا جبکہ
اُس نے کل اپنی مملکت میں مخالفوں کے عبادت خانے خدا کی عظمت کے
لئے جلا دیئے اور تباہ کر دیئے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۳۶ دفعہ ۱۱۶ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء)
ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۹ء چیمبرس کی
انسائیکلوپیڈیا جلد اول میں اسکندریہ کے کتب خانہ کے بیان میں لکھا ہے کہ
متعصب عیسائیوں کے ایک گروہ نے بسرکردگی آرک بشپ تھیوفیلس
حملہ کرکے سنہ ۳۹۱ء میں جوپٹر سراپیس کے بتخانہ کو ڈھا دیا اور غالباً وہاں کے علمی
خزانہ یعنی کتب خانہ کو بھی برباد کیا اور یہ اُس وقت میں ہوا کہ کتب خانہ کی [illegible]
شروع ہوئی نہ یہ کہ سنہ ۶۳۲ء میں عرب کے ہاتھوں اور وہ قصہ جس میں [illegible]
زلوں کو بہت سی کتابیں جو چھ مہینے تک حمام گرم کرنے کے لئے کافی ہوں ملگئیں
تھیں۔ مسخرہ کے طور پر مبالغۃً بیان کیا گیا ہے مورخ اروسیوس جس نے اس
مقام کو بعد ازانکہ عیسائیوں نے اُسے خراب کرڈالا تھا ملاحظہ کیا لکھتا ہے کہ

اُس نے اُس وقت کتب خانہ کی صرف خالی الماریاں پائیں اور ڈگبون مورخ نے جو سنہ ۱۷۴۳ء سے سنہ ۱۷۹۴ء تک زندہ رہا بڑی قوت سے اس کا انکار کیا ہے دیکھو تاریخ روم جلد ۱ مطبوعہ ۔۔۔ اور جلد ۲ کاس ہوس صفحہ ۱۴۲ و ۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۴ء اور تعجب کہ جبکہ کتبخانہ اسکندریہ جلا دیا تو نسخہ کدکس اسکندریہ جو قبل زمانہ اسلام کا کہلاتا ہے کیونکر بچا ہوا عیسائیوں کے ہاتھ آگیا بالفرض اگر مسلمانوں نے وہ کتب خانہ جلا دیا ہوتا تو یہ بات ایسی تھی جیسے پولس مقدس کے عہد میں نومرید عیسائیوں نے اپنی کتابوں کو جلا دیا تھا اور پولس نے اُنہیں کچھ الزام نہیں دیا اگرچہ پچاس ہزار روپیہ کی مالیت کی وہ کتابیں تھیں (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۸ و ۱۹) اور کتاب واٹسن مطبوعہ سنہ ۱۷۹۱ء جلد ۳ میں ہے کہ جب وکلف کے ترجمہ کے جلا دینے کا حکم نکل چکا بٹلر نے سنہ ۱۴۱۰ء میں ایک کتاب لکھی اور سنہ ۱۴۲۸ء میں کونسل کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں نکال کر جلائی اور دریا میں بہائی گئیں اور سنہ ۱۵۲۶ء میں کورڈنل وسلی اور اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے اور اسی سال میں ٹنسٹل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے قریب تمام نسخے خرید کرکے پال کے کراس میں جلا دئے اور پھر اُسی بشپ نے سنہ ۱۵۲۹ء میں آسٹن پیکنٹن سوداگر کی معرفت اُس ترجمے کے نسخے خرید کرکے مقام چیپ سائڈ میں علانیہ جلا دئے اور سنہ ۱۵۴۶ء میں نماز کی کتاب مع انجیل کے جلائی گئی تھی انتہٰی اور ضمنیص پادری رومن کاتھولک سے ۱۲ سپین میں سو برس کا جمع کیا ہوا کتب خانہ مسلمانوں کا جلوا دیا دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۹۷ و ۹۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء اور پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے وہ سب کتب خانے رومن کاتھولک کے جن کا ذکر جے بیل ریوو کرتا ہے یعنے اُنہوں کی کتابیں غرق کیں اور اُن کے ورق کباب کی سیخوں کے صرف میں لائے اور اُن سے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کرتے اور بعضی کتابیں پنساریوں اور صابون بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں اور صد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مسیحی میں لانے کے لئے یہ طور مناسب نہ تھا [illegible]
اسقدر ڈر گئے کہ سبھوں نے متفق ہو کر اپنے کو مسیحی قرار دیا اور [illegible]
مندروں کو مسمار کرنے کا عزم و ارادہ کیا اس پر اسقوف اور اس کے [illegible]
اپنا کلہاڑا اور بہر سالیکر اُن کے آگے ہوئے اور باقی کا سب [illegible] عام اُن کے
ہو لیا اب جس مندر کو کہ اُنہوں نے سب سے پیشتر توڑا اور مسمار کیا اُس [illegible]
سے عمدہ اور بیش قیمت چیزیں یعنے سونا اور جواہر اور چھریاں اور خنجر وغیرہ [illegible]
اِس کے علاوہ اور بہتیرے مندر اور بیسیرتوں کے مقام ویران اور کھوئے گئے
گئے یہ اسقوف ملک یومرینیہ کے اور اور مقاموں میں بھی گشت کرتا اور لوگوں کو
بپتسما دیتا اور مندروں کو مسمار کرتا پھرا لیکن اس جانفشانی اور وقت پر بھی بہت سے
لوگ اس کی حین حیات ہی میں پھر بُت پرستی کی طرف مایل ہو گئے انتہے
ایضاً صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ والڈمر شاہ ڈین مارک نے رگین ٹاپو کے باشندوں
سے لڑکر اُنہیں مغلوب کیا اور اُن سے جبراً اُن کی بُت پرستی ترک کروائی تھی اُس
نے اُن کے بڑے بُت کو ٹکڑے کر آگ میں جلایا تھا انتہے۔

انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۲۰ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء
مرتبہ پادری جے والسن صاحب میں لکھا ہے کہ اُس وقت مشرقی اطراف یعنی
ملک سوریا اور تھریس میں چند لوگ تھے جو پلوسی کہلاتے تھے اُنہیں پلوسی لوگوں
کے واعظوں میں سے سیلوانش نامی ایک شخص تھا۔ ایک یونانی سردار جس کا نام
شمعون تھا اُس کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا گیا اور وہ پلوسی منجملہ اپنے بہت سے
مریدوں کے پکڑا گیا اسپر اُس سردار نے اُس کے مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنے
اُستاد کو مار ڈالو تو آزاد کردئے جاؤگے تب ایک شخص نے جس کا نام جسٹن تھا اُس [illegible]
کا بیڑا اُٹھایا اور یوں یہ بیچارہ پلوسی تھراؤ کیا گیا انتہے۔

ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۳-۲۳ میں لکھا ہے کہ ونفرڈ نے ایک
نہایت بڑے سیندور خت کو جو دیوتاؤں کے سردار کا مسکن تھا تلیرو [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

کردیا قوانین کا وقار ملی سیاستی سے پامال اور شکستہ ہو گیا اور مشرقی شہروں میں خون کا اہلہ (یعنی سیلاب) آگیا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۷ دفعہ ۱۴۵)

اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے چھوٹے جھنڈ خوش ہو کیونکہ باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے (لوقا ۱۲ باب ۳۲) پس تمام دنیا میں کوئی بادشاہت [illegible] بے جنگ و جدل کے فقط طبلہ بجا کر بھی قایم ہوتی ہے اور نہ فقط دین بلکہ دنیا کا [illegible] کرنے کے لئے انجیل سے یہ اجازت خونریزی کی ثابت ہوئی اور اس سے بھی [illegible] صاف حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ جس پاس ہتھیار نہیں ہے اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خریدے دیکھو لوقا ۲۲ باب ۳۶ اور اوسی باب کی ۳۸ آیت میں لکھا ہے کہ شاگردوں نے کہا کہ دیکھ اے خداوند یہاں دو تلواریں ہیں اور [illegible] میں لکھا ہے کہ جب مسیح کو لوگ گرفتار کرنے آئے تب حواریوں میں سے ایک نے (یعنے پطرس نے یوحنا ۱۸ باب ۱۰) مسیح سے پوچھکر تلوار چلائی اور سردار کاہن کے نوکر کا جو پکڑنے والوں میں سے تھا اسکا کان اوڑا دیا تب مسیح نے کہا کہ اتنے ہی پر رہنے دو۔ انتہے۔ گویا مسیح نے یہ مختصر جہاد اُس لاچاری میں بھی واجب جانکر ترک نکیا ورنہ کیا حاجت تھی جو تلوار خریدنے کا حکم کرتے اور جب ایک شاگرد یعنے پطرس نے تلوار چلانے کی اجازت چاہی اُسی وقت اُسے منع نکیا بلکہ ہونے دیا متی ۱۰ باب ۳۴ میں مسیح کا قول لکھا ہے یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ اور متی ۲۱ باب ۱۰-۱۳ میں لکھا ہے کہ جب مسیح یروسلم کی ہیکل میں داخل ہوئے تو اُن سب کو جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے نکالدیا اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں اولٹ دیں اور یوحنا ۲ باب ۱۵ میں لکھا ہے کہ مسیح نے رسی کا کوڑا بنا کر اُن سب کو بھیڑوں اور بیلوں سمیت ہیکل سے نکالدیا غرض اس مقام میں بھی مسیح نے باوجود عادت تحمل عظیم خدا کے نافرمان برداروں پر شدت کرنے میں تامل نکیا اور تلوار پاس نتھی تو رسی ہی کا کوڑا بنالیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

محمدزہ کہتے تھے مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان مغلوب حجازیوں کا مذہب اختیار کر لیا (ایضاً صفحہ ۲ دفعہ ۱۰۷)

گبن صاحب کا یہ قول ہے کہ افریقہ اور ایشیا کے لکھوکھا نو مسلم جنہوں نے کہ عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھادی ایک خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہوگئے تھے یہ نہیں کہ ان پر کچھ دباؤ تھا (ایضاً صفحہ ۶۰ دفعہ ۱۰۶)

عیسائی کُل مسلمانوں کو بدون استثنا کے اور بیدریغ جہنمی کہتے ہیں (مرقس ۱۶ باب ۱۶) اور یہ مسئلہ نہ تو مرقس کا ہے اور نہ عیسےٰ کا بلکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو ہمارے سپاہیوں اور جہاز رانوں کو سکھلایا جاتا ہے جن کے ہاتھوں میں ہمارے ناقص ترجمے دیدیے جاتے ہیں اور جو اس سادہ زبان انگریزی کو جو ان میں ہوتی ہے یقین کر لیتے ہیں اور نیز یہی مسئلہ رومی اور پراٹسٹنٹ پادریوں کے دس حصوں میں نو حصوں کا ہے دیکھو اتھی نشین کرید (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۱ دفعہ ۱۰۹)

ڈاکٹر ریڈ وکس کا بیان ہے کہ مدینہ میں محمدؐ کے انصار خاصکر نصارے تھے اور آپ کا استقبال انہوں نے بڑی خوشیوں سے کیا اور جو وجہ اس کی اس نے بیان کی ہے وہی غالباً معلوم ہوتی ہے آپ کے پہنچنے پر جسقدر جلد کہ بے وقت بنوا سکے آپ نے ایک مکان بنوایا جس میں کہ آپ وقت مرگ تک سکونت پذیر رہے اور اس کے ملحق ایک مسجد ادائے رسوم مذہبی کے لئے تعمیر کرائی اس سے ثابت ہے کہ فرمان روایان مدینہ خواہ یہودی ہوں یا عیسائی آپ کے مسایل کے حامی تھے اور بموجب ریڈوکس کے قول کے فرمانروا انہیں دو فرقوں میں سے کوئی تھا یہی پہلا شہر تھا جس کے کل باشندوں نے آپ کا مذہب اختیار کیا پس خواہی نخواہی یہ سوال ہوتا ہے کہ اس مذہب میں کیا بات تھی جس کا اثر ایسا ہوا بجز بحث اور شیریں کلامی

کے اور کوئی سلاح مستعمل [illegible] پس عیسائی پادری اس جدل
کو بخوف شمشیر نہیں کہہ س[illegible]بی یاد رکہنا چاہیے کہ اگر ریڈوکس صاحب
پر اعتبار کریں تو یہ شہر مثل مکہ کے بت پرستوں کا نہ تھا بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں
کا تھا جو آپ کے اول مرید ہوئے علاوہ اس کے آپ مدینہ کو مرید کرنے نہ گئے
تھے بلکہ مدینہ والوں نے خود آکر آپ سے التجا کی (از حمایۃ الاسلام دفعہ ۲۰ صفحہ)
پھر گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں
نے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کا امتحان مناسب طور پر ہونے سے
خائف نہیں اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اہل اسلام اول اپنے مخالفوں کو یہ
کہکر روک دیتے ہوں کہ ہم تمہارے مذہب کے منکر ہیں کیونکہ مذہب کا
منکر ہونا اس کو برا کہنا ہے اور انکار کے بعد کوئی بحث آزادانہ اور مناسب طور
پر نہیں ہو سکتی (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۶ دفعہ ۱۲۱)

اکبر بادشاہ اورنگ زیب کے پردادے نے ۱۵۹۵ء میں پرتگال کے
بادشاہ پاس ایک ایلچی بایں درخواست بھیجا کہ ہم کو دین عیسوی کی تعلیم
کے لئے کچھ پادری بھیجے جائیں۔ چنانچہ تین پادری جلیل القدر بھیجے گئے
جب وہ آگرہ میں پہنچے ان کی بہت خاطرداری کی گئی اور ایک گرجا ان
کے لئے بصرف شاہی تعمیر کرایا گیا اور بہت سے حقوق ان کو دئے گئے
جن کو جہانگیر خلف اکبر نے ۱۶۰۴ء میں جاری رکھا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶
دفعہ ۱۱۹) پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر سلطان روم اپنے کسی دولتمند
مفتی کو ایک مسجد کی تعمیر اور قرآن کے مسائل کا وعظ کہنے کے لئے شہر لندن
میں بھیجتا جیسا کہ ہمارے پادریوں نے ایک صاحب مسمی ڈرمین کو اپنے
خاص مسائل کی تعلیم کے لئے جنیوہ کو بھیجا تھا تو نہ معلوم اس مفتی کیساتھ
کیا معاملہ ہوتا مجھکو بدلائل قوی اس خوف کا گمان ہے کہ اس امر سے پادریوں
کی بدولت وہ آتشبازی از سر نو ہوتی جو ۱۶۰۵ء میں ہوئی تھی یاد ہو جو اس کے

بعد مقام برمنگھام میں ہوئی اور یہ کہ ہمارے وزرا اُس مفتی کا جواب بذریعہ کسی میر منبر کے دلواتے جن کی رائے یہ ہوئی کہ قسطنطنیہ پر توپ لگانی چاہیے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۶ دفعہ ۱۲۲) امریکن مشن لدھیانہ کے پادری ویری صاحب نے نور افشان مطبوعہ ۱۷ ؍ جون ۱۸۷۵ء نمبر ۴۲ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ بندہ نے انگریزی اخبار فرنڈ آف انڈیا میں دیکھا تھا کہ برہمو سماج کی رائے نسبت اُن جنگوں کے جو اہل انگلستان کرتے یہ ہے کہ اگر ان دنوں مسیح دنیا پر ہوتا اور وعظ فرماتا کہ مت لڑو تو کسی توپ کے منہ سے اُڑایا جاتا مطلب اس مضمون سے برہمو سماج کا یہ تھا کہ باوجودیکہ مسیح نے صاف صاف انجیل میں فرمایا ہے کہ ہرگز مت لڑو بلکہ بدلہ مت لو پھر بھی اہل انگلستان لڑنے کو پسند کرتے ہیں جواب اگر برہمو سماج کو ایک لڑکا غریب ایک کوچہ میں نظر آوے کہ جس پر کوئی سخت ظلم کر رہا ہے تو کیا برہمو صاحب اسقدر صلح کو پسند فرماویں گے کہ چپ چاپ پاس سے گذر جاویں گے اور اُس بیکس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ جاویں گے انتہی پس غیر مذہب والے جو مسلمانوں سے کچھ بھی عناد نہیں رکھتے جب عیسائیوں کی جنگ جوئی پر اس طرح ملامت کرتے ہیں تو مسلمانوں کے اس دعوے کو کہ نصرانی قوم زور و ظلم میں بیحد ترقی کئے ہوئے ہے کون باطل کر سکتا ہے۔

امریکن میتھوڈسٹ مشن پریس لکھنؤ کے کرسچن اسٹار یعنے کوکب عیسوی مطبوعہ ۱۷ ؍ مئی ۱۸۷۶ء نمبر ۷ جلد ۹ صفحہ ۲۵ کالم ۲ میں پادری ... صاحب لکھتے ہیں کہ اکثر کرکے مسیحیوں کا یہ دعوے ہے کہ ... سے ثابت ہے لیکن اس زمانہ میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ... ملک چین کے چاروں طرف ترقی پاتا ہے اور ملک ہندمیں ... کی صورت مطلق نہیں ہو سکتی تاہم ہمارے بڑے بڑے شہروں میں ہندو لوگوں کی نیچ قومیں کثرت کے ساتھ عیسائی ہو کر اپنی اصلی قوم کی برائی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اب دنیا کی نظر میں حضرت اسمٰعیلؑ کی فضیلت کا حال سُنئے کہ توریت سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ حضرت بی بی ہاجرہ کو کسی نے مول لیا یا جہاد کی لوٹ میں آئی ہوں اور یہی دو سبب لونڈی ہونے کے ہوتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰؑ کے اجداد بار بار مصر اور بابل اور اسور وغیرہ کی غلامی میں رہے خروج ۲۰ باب اقاضیوں کا ۳ باب ۸-۱۰ اور ۱۲-۳۰ و ۳۱ اور ۴ باب ۱-۳ اور ۶ باب ۱-۱۰ اور ۱۱ و ۱۳ باب ۸-۱۰ اور ۱۳ باب دوسری تواریخ ۲۶ باب ۲۰-اس کے سوا راحاب فاحشہ اور یہوداہ کی بہو تمر یہ سب عیسیٰؑ کی دادیوں میں تھیں اور حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے سلسلہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا اور اس کا مفصل حال کتاب دولت فاروقی کی محراب اول رکن دوم میں دیکھنا چاہیے۔

اور عیسائی علماء جو کہا کرتے ہیں کہ خدا نے برکت کا وعدہ حضرت اسحاقؑ کے حق میں فرمایا اور یہ بھی کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ تیری نسل اسحاق سے کہلائے گی اور توریت کے ترجمہ میں اہل کتاب نے یوں لکھا ہے اور اسمٰعیلؑ کے حق میں میں نے تیری سُنی دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُسے بڑی قوم بناؤں گا لیکن میں اسحاق سے جسے سارہ دوسرے سال اُسی وقت معین میں جنیگی اپنا عہد قائم کروں گا۔ (پیدایش ۱۷ باب ۲۰ و ۲۱) یہ لیکن کا لفظ اس ۲۱ آیت کے ترجمہ میں اس طرح شامل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت اسحاق سے بطرز خاص وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدہ سے حضرت اسمٰعیلؑ کو کچھ علاقہ نہیں ہے مگر یہ صریح تعصب اہل کتاب کا ہے اصل عبرانی عبارت توریت کی یہ ہے وِاِتْ بِرِیتِی اَقِیمْ اِتْ یِصْحَاقْ اَشِیرْ تِلِدْ لِخَا سَارَاہ لِمُوعِدْ ھَزِّہ بِشَّانَاہ ھااَحِیرِیتْ اس آیت کے شروع میں عطف اس بات پر دال ہے کہ خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ سے وعدہ برکت کا فرمایا اور حضرت اسحاقؑ سے بھی وعدہ برکت کا فرمایا پس دونوں نبی زادوں سے برکت کا وعدہ ہے نہ یہ کہ ایک سے اور گلتیوں کے ۳ باب ۷ میں لکھا ہے کہ جو ایمان والے ہیں وہی ابرہام کے فرزند ہیں انتہےٰ کچھ بنی اسرائیل پر اس وعدہ کی خصوصیت نہیں ہے اور رومیوں

کے ۱۰ باب ۱۲ میں ہے کہ یہودیوں اور یونانیوں میں کچھ تفاوت نہیں [illegible]
۴ باب ۱۱ میں ہے تاکہ وہ اُن سب کا جو نامختونی میں ایمان لاتے ہیں باپ [illegible]
یعنے حضرت ابراہیم ۱۲ اور اسی طرح رومیوں کے ۴ باب ۱۶ و ۱۲ میں بھی ہے

پس اے خدا ۱۲ سو یہ وہ نبی ہے آخر الزمان صلعم کہ جس کی بابت کہا کہ حضرت عیسےٰ نے اپنے مصلوب ہونے کے واقعہ کے ذکر میں تقریباً یوں فرمایا تھا اے برنباس یقین جان کہ کیسا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہو خدا اُس کی سزا دیتا ہے کیونکہ خدا ہر گناہ سے ناراض ہے اور کسی گناہ کو بے سزا نہیں چھوڑتا میری ماں اور میرے شاگردوں نے جو دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی خدا اُس سے ناخوش ہوا اور بمقتضائے عدالت یہ چاہا کہ ان کے اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دنیا میں اُن کو دے تاکہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچیں اور وہاں اُن کو اذیت نہو اور میں اگرچہ دنیا میں بے قصور تھا پر اس لئے کہ بعضے آدمیوں نے مجھکو خدا اور ابن اللہ کہا خداوند تعالیٰ کو یہ بات خوش نہ آئی اور اُس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھپر نہ ہنسیں اور مجھکو ٹھٹھوں میں نہ اُڑاویں سو اُس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دُنیا ہی میں یہوداہ کی موت کے سبب میری تضحیک اور ہنسائی ہو جائے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا پھر یہ ساری ہتک اور ہنسائی محمد رسول اللہ صلعم کے آنے ہی تک رہے گی جب وہ دنیا میں آوے گا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کرے گا اور یہ دہوکا لوگوں کے دل سے اُٹھا دے گا فقط از ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۸۵۰ء و مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء در مطبع ولیم ٹگ صفحہ ۳۴ برحاشیہ آیۃ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ (تلک الرسل ثالث جزو سورہ آل عمران رکوع ۶) جس کی انگریزی عبارت یہ ہے

۱ یہ طرز عبارت اسلامی نہیں ہے کہ میری ماں اور شاگردوں نے دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی کیونکہ اہل اسلام حضرت بی بی مریم ۱۲ کا بھی کمال ادب کرتے اور اُنہیں معصومہ جانتے ہیں ۱۲

Marfat.com

Marfat.com

بعض عیسائی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں نے انجیل برنباہ میں یہ عبارت ملادی لیکن آجتک نہیں سُنا کہ کوئی مسلمان انجیل برنباہ اپنے پاس رکھتا ہو اور اگر مسلمانوں کا جعل اُس انجیل میں چل گیا تو عیسائیوں کا جعل اپنی کتابوں میں اور بھی زیادہ آسان ہے اسے کیوں مشکل جانتے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اُس وقت مسلمان کہاں تھے جس وقت سے کہ یہ انجیل برنباس مشہور ہوئی بلکہ اُس کے سیکڑوں برس بعد اسلام کی نوبت آئی ہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ برنباس کی انجیلی تواریخ کا جس سے وہ کہتے ہیں کہ محمد صلعم نے قرآن میں اکثر نقل کی ہے مشرق میں بہت بڑا رواج تھا اُس میں محمد کی آمد کی متواتر پیشین گوئی ہوئی ہے باوجود ڈاکٹر ویٹ اور سیل صاحب کی عظمت کے صرف اُن کے بیان سے مجھکو یقین نہیں کہ برنباس کی انجیلی تواریخ میں جیسے کہ وہ اب ہے تحریف ہوئی ہے جبتک کہ وہ بعض مختلف تحریرات دستی یا اسی طرح کی اور قوی دلیلیں پیش نکریں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ایسی دلیل اُن کے پاس نہیں ہے اس لئے کہ اُنھوں نے اس کو بیان نہیں کیا۔ حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۷ و ۹۸ دفعہ ۱۹۳ و ۱۹۶۔

پادری صاحبوں کے اخبار نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۰ء جلد ۱۳ نمبر ۳۰ صفحہ ۶ کالم ۲ میں پادری ویری صاحب مہتمم فرماتے ہیں کہ انجیل برنباس اُن رسالوں میں سے ہے جو کہ چوتھی یا پانچویں صدی مسیحی زمانہ میں موضوع ہوئے اور اُس کا نام اول ایک جعلی تصنیفوں کی فہرست میں موجود ہے کہ جسے پاپا گلاسیوس نے ۴۹۶ء میں لکھوایا تھا مذکور ہے کہ پانچویں صدی مسیحی میں اس رسالہ سے واقف تھے۔

یہ بات بھی خوب غور کرنے کے لائق ہے کہ اگر دین اسلام صرف انسان کی طرف سے ہوتا اور خدا کی طرف سے نہوتا تو حضرت رسول خدا صلعم حضرت عیسیٰ کو ہرگز سچا نہ بتلاتے تاکہ ایک قوم یعنے یہودیوں کی تقلید اور ثبوت دعوے کے لئے انہیں کی گواہی پیش نہ ...

یا یہ کہ حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا ثبوت کرتے تاکہ دوسرے ... اور ثبوت دعوے کے لئے اُنہیں کی گواہی بنی رہتی پھر جو کہ یہودی لوگ ... کے منتظر ہیں حضرت رسول اللہ صلعم پر اُن کا گمان باوجود اقرار اس بات کے کہ عیسےٰ جو آچکے وہی سچے اور مسیح تھے ضرور تھا کہ مطلق باطل ٹھہراتے مگر ایسا بھی نہ کیا بلکہ اُس مسیح یعنے مسیح الدجال کے آنے کی بھی سبکو خبر دی اور یہودیوں کے اُس گمان کو غلط باطل نہیں کیا۔ اگر کسی طرح کا حضرت صلعم میں تعصب ہوتا تو کیا ضرور تھا جو یہودیوں کو اُس عقیدہ میں کہ مسیح آنے والا ہے اور عیسائیوں کو اس عقیدہ میں کہ مسیح آچکا یعنی حضرت عیسےٰ آچکے سچا ٹھہراتے۔ پھر اگر حضرت رسول خدا صلعم کو ان دونوں فرقوں کی کچھ خوشامد اور طرفداری ہوتی تو آنے والے مسیح کو مسیح الدجال اور حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا انکار بھی نفرماتے اس سے ظاہر ہے کہ دین اسلام صیقل کی ہوئی تلوار اور صاف کئے اور تائے ہوئے سونے کی مانند ہے کہ ہر آلایش اس سے دور کی گئی ہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۴۴ میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر ایک بڑا نامی آدمی تھا جس کی دینداری اور علم کی نسبت میری دانست میں کسی کو شک نہ ہوگا اور جس کی تعریف سیل صاحب کے قول مندرجہ ذیل سے بجا معلوم ہوتی ہے کہ گو اُس نے محمد کو ایک بڑا ریاکار مانا ہے تاہم اُس نے تسلیم کیا ہے کہ آپ میں اوصاف جبلی بہت کثرت سے تھے یعنی جسم میں شکیل تیز فہم خوش اطوار غربا نواز با مروت مقابلہ اعدا میں شجاع اور سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے نام کی بڑی تعظیم کرنے والے تھے اور حلف دروغوں اور زناکاروں اور قاتلوں اور غیبت گویوں اور مسرفوں اور حریصوں اور جھوٹے گواہوں کے سخت دشمن تھے اور قناعت اور سخاوت اور رحم اور فیاضی اور شکر گزاری اور والدین اور بزرگوں کی توقیر کے بڑے واعظ تھے اور حمد الٰہی سے اکثر رطب اللسان رہتے (منقول از دیباچہ سیل صاحب صفحہ ۶۱ از حمایۃ الاسلام)

سلہ دیکھو میزان الحق چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۱ء باب ۴ صفحہ ۳ قبل آغاز فصل سطر ...

Marfat.com

میں کیا شک ہے اور نہ صرف اگلے زمانوں میں عیسائی
کی ترقی کے لیے جھوٹ بولنا جائز اور قابل تحسین جانتے
جاری ہے۔ چنانچہ بیسیوں رسالے سراسر جھوٹ چھاپ چھاپ کر
بیان کے لئے ایک کتاب جداگانہ چاہیے یہاں نمونہ کے طور پر صرف اتنا لکھا جاتا ہے
کہ ایک اُردو رسالہ جس کا نام ہے (امید آباد کے لئے خداوند کا فرستادہ مسمی متلاشی)
اور مرزاپور میں باہتمام پادری ایم اے شیرنگ کے ۱۸۶۱ء میں چھپا اس میں ایک
سید عالی نسب متلاشی کا ذکر ہے یعنی دین عیسائی کا متلاشی ہو کر وہ آخر کو عیسائی
ہو گیا اور پادری ہو کر امید آباد میں اپنے باپ کو اس نے عیسائی کیا اور بوڑھا ہو کر ایک
شخص کے گھونسے کے صدمہ سے مر گیا تھا۔ اور یہی حال کتاب ہندی میں جس
کا نام ہے نیا کاشی کھنڈ لفظ بلفظ گویا اسی رسالہ اردو کا ترجمہ ہے صرف اتنا تفاوت ہے
کہ سید عالی نسب کی جگہ برہمن اور امید آباد کی جگہ بنارس لکھا ہے چنانچہ ان دونوں
کتابوں کے دیکھنے سے فوراً صاف معلوم ہو جائے گا کہ ہندی کتاب میں ہندو
شخص اور شہر اور اُردو کتاب میں مسلمان شخص اور شہر لکھ دیا ہے اور دونوں کا
سارا حال ایک ہی ہے پس کس قدر یہ فریب اور جھوٹ فاش ہو گیا کہ در اصل نہ
کوئی ہندو تھا اور نہ مسلمان بلکہ صرف اوروں کو ترغیب دینے کے لئے یہ خیالی ہندو
اور مسلمان بنا لیا۔

منادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والسلام علی من لا نبی بعدہ

افسوس کہ تم تری اور خشکی کا دورہ اس لئے کرتے ہو کہ ایک کو اپنے دین میں لاؤ
اور جب وہ آ چکے تو اپنے سے دونا اُسے جہنم کا فرزند بناؤ۔ (متی ۲۳ باب ۱۵) اور اس
لئے خدا اُن پاس تاثیر کرنے والی دغا بھیجے گا یہاں تک کہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں
گے تا کہ وے سب جو سچائی پر ایمان نہ لائے بلکہ ناراستی سے راضی ہوئے سزا پاویں

Marfat.com

میں تم سے یوں بولتا ہوں جیسے عقلمندوں سے [illegible]
باب ۱۵) ساری باتوں کا امتحان کرو بہتر کو اختیار کرو (اول تھسلنیکیوں کا ۵ باب)
کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے فریب نہ کھاؤ
کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی
شرابی اور گالی بکنے والے اور ظالم خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے (اول قرنتیوں کا
۶ باب ۹ و ۱۰) اگر کوئی بھائی کہلا کے حرام کار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی
یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا (اول قرنتیوں کا
۵ باب ۱۱) آدمی ہمکو ایسا جانے جیسے مسیح کے خدمت گذار اور خدا کے بھیدوں کے
مختار کار (اول قرنتیوں کا ۴ باب ۱) ہم دغابازی کی چال نہیں چلتے اور نہ خدا کی بات
میں ملونی کرتے ہیں بلکہ کلام حق کے ظاہر کرنے سے ہر ایک آدمی کے دل میں
خدا کے حضور اپنی جگہ کرتے ہیں اور ہماری انجیل گو پوشیدہ ہو تو انھیں پر پوشیدہ ہے جو ہلاک ہونے
والے ہیں (۲ قرنتیوں کا ۴ باب ۲ و ۳) کیونکہ خدا جس کے حکم کے مطابق تاریکی سے
روشنی چمکی اُس نے ہمارے دلوں کو روشن کیا تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور
یسوع مسیح کے چہرے سے ہم میں جلوہ گر ہو پر ہم یہ خزانہ مٹی کے باسنوں میں رکھتے
ہیں تاکہ ظاہر ہووے کہ قدرت کی بزرگی ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے ہم تو ہر طرف سے
مصیبت میں ہیں لیکن شکنجہ میں نہیں حیران ہیں پر ناامید نہیں ستائے جاتے
ہیں پر اکیلے چھوڑے نہیں گئے گرائے جاتے ہیں پر ہلاک نہیں ہوئے (۲ قرنتیوں
کا ۴ باب ۶-۹) اور اپنے ہاتھوں سے محنتیں کرتے وے برا کہتے ہم بھلا مناتے ہیں
وے ستاتے ہم سہتے ہیں وے گالیاں دیتے ہم گڑگڑاتے ہیں ہم دنیا میں کوڑے اور
سب چیزوں کی جھاڑن کی مانند آج تک ہیں (اول قرنتیوں کا ۴ باب ۱۲ و ۱۳) تم
میری بے عزتی کرتے ہو اور میں اپنی بزرگی نہیں ڈھونڈتا (یوحنا ۸ باب ۴۹ و ۵۰) میں اُس
بزرگی کو جو انسان کی طرف سے ہوتی منظور نہیں کرتا (یوحنا ۵ باب ۴۱) دنیا تم سے عداوت
نہیں رکھہ سکتی پر مجھہ سے عداوت رکھتی ہے کیونکہ میں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس

Marfat.com

Marfat.com

ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا اور اُس دیوار کو جو درمیان تھی ڈھا دیا (افسیوں کا
۲ باب ۱۴) جس کے کان سُننے کے لئے ہوں تو سُنے (متی ۱۳ باب ۹) وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے
ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹) بقا فقط اُسی کو ہے وہ اُس نور میں رہتا ہے جہاں
تک کوئی پہنچ نہیں سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہ دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے (اول طیمطاؤس
۶ باب ۱۶) وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات پاویں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں
(اول طیمطاؤس ۲ باب ۴) اس لئے چاہیے کہ ان باتوں پر جو ہم نے سُنیں اور بھی دل
لگا کر غور کریں تا ایسا نہ ہو کہ ہم انہیں کھو دیویں (عبرانیوں کا ۲ باب ۱) اے بھائیو اب میں
تمہیں خدا اور اُس کے فضل کے کلام کو سونپتا ہوں جو قادر ہے کہ تمہیں کامل کرے
اور سارے مقدسوں میں میراث دے (اعمال ۲۰ باب ۳۲) تم نصیحت کے کلام کو مان لو کہ
میں نے مختصر میں تمہیں لکھا ہے (عبرانیوں کا ۱۳ باب ۲۲) وہ جو مجھے حقیر جانتا اور میری
باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک حکم کرنے والا ہے کلام جو میں نے کہا ہے
وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائے گا (یوحنا ۱۲ باب ۴۸) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ
تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے (یوحنا ۱۶ باب ۱۲) اب اُس کے
لئے جو تم کو گرنے سے بچا سکتا اور اپنے جلال کے حضور کامل خوشی سے تمہیں بے عیب
کھڑا کر سکتا ہے جو خدائے وحید حکیم اور ہمارا بچانے والا ہے جلال اور بزرگی اور قدرت اور
اختیار ابد تک ہو آمین (یہوداہ ۲۴ و ۲۵) از روشن پٹیل چھاپہ لنڈن سنہ [illegible]

خاتمہ

اے عزیز منصف مزاج اگر میں یہ بات سچ کہتا ہوں تو مجھے ناراض [illegible]
۴ باب ۱۶ اور ۵ باب ۲۱ اور خدا نکرے کہ میں کچھ تعصب کو کام میں لاتا [illegible] پچھلوں میں سے
اس میں اپنی ہی روح کی بہتری دیکھ لی تب لوقا ۱۰ باب ۷ [illegible] اوروں کو بھی
یہ نیک صلاح دینے سے باز رہا اور ظاہر ہے کہ کوئی اپنی جان سے دشمنی نہیں کرتا
پس میں وہی صلاح دیتا ہوں کہ جو اپنی جان کے واسطے بہتر سمجھتا ہوں میرا التماس

سب سے یہی ہے بلکہ عقل اور انسانیت بھی یہی ہدایت [illegible] مضبوط کرو اور خدا کے واسطے اُس کے رسول آخر الزمان [illegible] تیار رکھو تاکہ دنیا کے لئے عاقبت نہ بگڑنے پاوے خدا سب جہان کو ایمان [illegible] سے بھر دے آمین ثم آمین

اے بے پروا سونے والو ذرا آنکھیں تو کھولو دیکھو کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسقدر سختی و اذیت اپنے ایام نبوت میں اٹھانی پڑی۔ حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ بلکہ کسی نبی کو اسقدر محنت اور دشواری نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُن کے زمانوں میں اسقدر مخالف قومیں نہ تھیں چنانچہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسےٰ کے زمانہ میں صرف بت پرستوں کا زور تھا اور حضرت عیسےٰ کو صرف یہودیوں کا خطرہ تھا مگر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کے زمانہ میں تو ایک طرف سے عیسائیوں کا ہجوم مناظرہ و مباہلہ تک کو آمادہ اور ایک طرف سے علمار یہود کا غلبہ مباحثہ و مکابرہ میں مصروف اور ایک طرف سے بت پرستوں کی شورش مجادلہ اور مقاتلہ پر سرگرم اور بیگانے اور یگانے یہانتک کہ حضرت صلعم کے چچا وغیرہ بھی مخاصمہ اور مناقشہ پر مستعد تھے اور ایک یتیم لاچار بے یار پریشان حال پر یہ سب آفتیں مینہہ کی طرح برس رہی تہیں تو بھی تائید الٰہی کو حضرت صلعم کے حال پر دیکھنا چاہیے کہ ان سبھوں کی مغرور گردنیں جھکائی گئیں اور ہر ایک کے بڑے بڑے حوصلے پست کئے گئے اور نہ صرف عرب بلکہ روم اور فارس اور حبش اور ہند اور چین وغیرہ نے اپنے عجز فہم کا اقرار کیا اور شرف اسلام کو غنیمت سمجھا کیا یہ بڑی بات سلیم الطبع سُننے والوں کے دل کو خواہ مخواہ فوراً خدا اور اُس کے رسول صلعم کی طرف نہ پھیرے گی۔

پادری راڈویل صاحب لکھتے ہیں کہ عرب کے سیدھے سادے [illegible] والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو وہ لوگ [illegible] بانی مبانی اور شہروں کے بنانے والے اور جتنے کتب خانے انہوں نے [illegible] تھے اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنے والے [illegible]

اور دھلی کے شہروں کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو پکپا دیا۔ اور قرآن کی قدر ہمیشہ ان تبدیلیوں کے اندازہ سے ہونی چاہیے۔ جو اُس نے اپنے تو عاور کہا ماننے والوں کی عادات اور اعتقادات میں داخل کیں بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قایم کرنی۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کے لیئے برکت اور قدرت حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہو۔ اور جبکہ ہر ایک عیسائی کو بالضرور اس امر پر افسوس ہوگا کہ مسلمان فتحمندوں نے بہت سی پھولی پھلی مشرقی کلیسیاؤں کو ڈہا دیا مگر اُسی وقت اس بات کو بھی بھولنا چاہیے کہ یورپ نے منطق فلسفہ کا علم۔ طبابت اور فن عمارت عربوں ہی سے حاصل کیا۔ اور مسلمانوں نے عیش و عشرت کے بہت سامان اور مفید چیزوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچانے میں مشرق اور مغرب کے قلابے ملا دیے انتہے (از دیباچہ قرآن مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲۴) اگرچہ اس کتاب میں سب پراٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے عقاید کا ذکر پایا جائے گا لیکن ان کے سوا کسی اور کلیسیا والے اگر کوئی بات اپنے لیئے ضروری نہ سمجھیں تو لازم ہے کہ اس کتاب میں سے اُن باتوں پر جو خاص اُنہیں کے لیئے ضروری اور غور کے قابل پائی جائیں دل لگا کر توجہ فرمائیں اگر کوئی پراٹسٹنٹ کہے کہ رومن کاتھولک کی روایتیں کیوں اس میں شامل کیں تو یہ الزام نادرست ہے کیونکہ جب قدیم علمار مسیحی کے اقوال کو ہم سند میں لائیں اور اس سے تو چارہ ہی نہیں ہے تو وہ سب رومن کاتھولک ہی تھے اُس وقت پراٹسٹنٹ کی بنیاد کہاں تھی اس کے سوا رومن کاتھولک مصنف جب پراٹسٹنٹ کے علما کے اقوال بیان کریں تو رومن کاتھولک تصانیف سے لکھنے کا مضائقہ کیا ہے۔ پھر یہ بھی کہ میں نے یہ کتاب اس لئے نہیں لکھی کہ اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں سلسلہ حجت و بحث دراز ہو بلکہ اس لیئے کہ جو کچھ اس کتاب میں سچ پایا جائے وہ پڑھنے والوں کے فائدہ کا باعث ہو۔ میں نے کسی قدر مذہب ہنود میں درس لیا اور اسی طرح عیسائی علماء سے بھی

Marfat.com

Marfat.com

۱۲۹۶ھ میں جب یہ کتاب اول مرتبہ [illegible]
اعلان بھی طبع ہوا تھا جسکو ہم تبرکاً نقل کرتے ہیں

اعلان

ناظرین باتمکین و پیروان دین متین حضرت سید المرسلین [illegible]
ملام ہے کہ دریں ایام فرحت انضمام وہ سامان تائید اسلام بعنایت ملک العلام [illegible]
ہیں جو اس سے پیشتر نہ اس ملک میں اور کبھی دوسرے ملک میں کبھی [illegible]
میں بھی گزرے تھے فی الحقیقت اس زمانہ کمال ضعف اسلام اور شدت پریشانی اہل [illegible]
میں یہ بھی ایک عجیب معجزہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام ہے کہ بعہد دولت
عروج اقبال علماء کرام میں یہ سامان انجام خصام و حسرت مخالفین اسلام کبھی [illegible]
اب ہوا ہے اب ہر مسلمان حرف شناس بھی بڑے بڑے علماء مخالف اسلام کو [illegible]
پر اعتراض کرتے وقت ان کتابوں سے فقط عبارت پڑھکر لاجواب کر سکتا ہے اور خدا کے
فضل سے قیامت تک اب علماء مذاہب غیر کو دین اسلام پر اعتراض کرنے کی جرأت
نہوگی ان تصنیفات کے سبب سے تمام ہندوستان میں نزاع مذہبی کے وقت [illegible]
فساد کی جگہہ علم کتاب کا چرچا پھیلا ہے اور ہر شخص کا جوش و خروش ان [illegible]
متوجہ ہونے کے سبب فرو ہو گیا کہ کتاب لاجواب نوید جاوید علمی [illegible]
از تصنیفات جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور [illegible]
خیر و سرور بتائید و امداد حضور پر نور کرامت گنجور حامی دین اسلام معاون ملت حضرت [illegible]
علیہ الصلوۃ والسلام عالیجناب والا خطاب نواب محمد نجف خاں [illegible]
ضاعف اجلالہم فرماں فرمائے ریاست کوروائی چھپکر تیار ہو گئی سب [illegible]
ممدوح کی اس عالی ہمتی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ یہ اشاعت فضائل اسلام [illegible]
ذات والا صفات حضور ممدوح سے ہے حقتعالی حضور ممدوح کو تا ابد [illegible]
دونوں جہان میں افزونی مدارج سے بہرہ ور کرے۔

قیمت ساڑھے تین روپیہ دیگے محصول و جلد وی پی [illegible]
ہوگی اور آپ پوسٹمین کو جو پارسل لائیگا یہ قیمت [illegible]

ملنے کا پورا پتہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب

Marfat.com

Marfat.com